۷۸۶

ارجح المطالب

(سوانح حیات)

حضرت علیؑ ابن ابی طالب

مُصنفہ

مولانا عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری

مکتبہ رضویہ

شاہ عالمی۔ لاہور نمبر ۸

قیمت :-

نیوز کاغذ : بیس ۲۰ روپے ، مجلد سفید : تیس ۳۰ روپے

(اعجاز پرنٹنگ پریس لاہور)

الباب الاوّل فی الاسماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین وازواجہ ھن امہات المومنین واصحابہ ھم مصابیح الیقین سیما علی خاتم الوصیین مولی المومنین قائد الغر المحجلین سید الصدیقین یعسوب المسلمین امام البررۃ قاتل الفجرۃ مظہر العجائب والغرائب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ وعلیٰ اھل بیتہ السلام الی یوم القیام اما بعد الراجی الی رحمۃ ربہ المتعال اصغر العباد عبید اللہ بن مظہر جمال المتخلص بہ بسمل امرتسری محبان اہل بیت کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جس زمانہ میں میں ریاست رامپور کے کتب خانہ کی خدمت رجسٹراری پر مامور تھا مجھ سے ایک میرے ہم خیال مہربان نے ارشاد کیا کہ متقدمین نے جناب امیر علیہ السلام کے مناقب کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے جس سے عربی زبان کے جاننے والے ہی پورے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہو سکتی ہیں اور نہ عوام ان سے مستفید ہو سکتے ہیں ماسوا اسکے ان کتابوں میں ہر ایک حدیث کا سلسلہ سند جو اس حدیث کی صحت اور سقم کا معیار ہے۔ اسقدر طول وطویل ہے کہ ناآشنائے فن کی طبیعت اسکو پڑھ کر اکثر الجھتی ہے۔ اگر اسناد کو حذف کر کے صرف متن احادیث کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تو زمانہ حال کے عوام لوگ اس سے بہت کچھ اپنے الجھے ہوئے عقائد کو سلجھا سکتے ہیں۔

مجھے اسوقت کتب خانہ کے آئے دن کی پیچیدگیوں سے دم بھر کی مہلت نہیں ملتی تھی تاہم میں نے اپنے ہم مشرب مہربان کے ارشاد سے سرتابی کی مجال نہ دیکھی۔ گو چھوٹا منہ اور بڑی بات تھی لیکن بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا کہکر میں نے اپنی ٹوٹی پھوٹی کشتی کو اس بحر مواج کی منجدھار میں چھوڑ دیا اگرچہ کار سرکار کے سوا اور بہت سے موانع پیش آئے علاوہ اس کار خیر میں مزاحمت کرنیوالوں نے اپنی طینت کی خوبی کو ظاہر کیا مگر میں لگاتار اپنے کام میں مصروف

رہا۔ بجائے اسکے کہ کوئی محب اہل بیت شریک ہوکر میرا ہاتھ بٹاتا اور معاملِ حسنات ہوتا از دست اپنی مخالفت سے میرے دل کو دکھاتا تھا مگر مجھے اپنے کام سے کام تھا نہ کسی کی مخالفت کی پروا تھی اور نہ اپنی کم استعدادی کا مطلق خیال تھا جس وقت کہ اپنے فرضِ منصبی کو انجام دے چکتا اس گورکھ دھندے کو اپنے سامنے لے بیٹھتا انہیں دنوں میں مجھے عظیم آباد پٹنہ کا سفر پیش آیا اور خدا بخش خانصاحب وکیل کے کتب خانہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا پھر لکھنو آگرہ دہلی وغیرہ کے کتب خانوں کی سیر کرتا پھرا۔ غرضیکہ جس دروازہ سے جو کچھ کہ بھیک کا ٹکڑا ملا اس سے اپنے کشکول گدائی کو بھر لیا نہ اسمیں متکلمین کے پیچیدہ استدلال ہیں اور نہ فلسفیانہ نازک خیال ہیں نہ کسی مذہب پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ کسی اعتراض کا جواب دیا ہے اگر فی الجملہ کچھ ہے تو خدائے بے نیاز کی مقدس کتاب کی چند آیتیں یا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار یا ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال یا سچے تاریخی واقعات یا مظہر العجائب علیہ السلام کے حالات ہیں احادیث کی سندوں کو بنظرِ اختصار حذف کیا گیا ہے تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جاوے اور پڑھنے والے کی طبیعت بھی بھلی رہے ہر ایک حدیث کے ابتدا میں صحابہ یا تابعین میں سے اس حدیث کے راوی اوّل کے نام پر اور اختتام حدیث میں اسکے تخریج کرنے والے محدث کے نام پر اقتصار کیا گیا ہے اور اردو زبان میں اس کا عام فہم ترجمہ کر دیا ہے جہانتک ہو سکا ہے حدیث کے نقل کرنے میں صحت کے خیال کو مدِ نظر رکھا ہے لیکن اکثر کتابیں قلمی تھیں جنکے حروف بہت جگہ سے مشکوک اور مخلوک تھے اس وجہ سے اگر نقل کرنے میں غلطی واقع ہوگئی ہو تو میں خدا سے اسکی معافی کا خواستگار ہوں اور ناظرین سے تصحیح کی استدعا کرتا ہوں۔

مولّف کی غرض اس تالیف سے مصنفین کی قطار میں شمار ہونگی نہیں صرف اہل بیت علیہم السلام کی جناب میں اپنے عقیدت کا اظہار ہے نہ کسی سے صلہ کی توقع ہے نہ انعام کی آرزو ہے رب العزت کی جناب سے عفو تقصیرات کا صلہ چاہتا ہوں اور اہل بیت کی درگاہ سے اپنے گناہوں کی شفاعت کا انعام مانگتا ہوں ہاں اگر احباب میری لغزشوں سے قطع نظر کرکے دعائے خیر سے یاد فرما دیں تو اُن کی قدردانی ہے ؎

اعلمونی اذا احسنت امراً + فان خطات ایتونی صلاحا خواہ مجھے کوئی شیعہ کہے یا سنی میرا مذہب تو یہ ہے ؎ پاس ادبم بہر چہار است + لیکن بعلی ہزار کار است + میں اپنے مولی کی محبت میں مست ہوں شیعہ و سُنی کی رد و قدح کا موازنہ نہیں کر سکتا۔

میں نے سوانح عمری کے پیرایہ میں جناب امیرؑ کے مناقب کو جمع کیا ہے اور لوگوں کو اس مظہر العجائب کے روحانی اور جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا مرقع کھینچ کر دکھایا ہے

اگر حسنِ عقیدت سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے لئے نظرِ انصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین کو رائے

قائم کرنیکا بخوبی موقع مل سکتا ہے کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے وہ صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ سلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے دنیا میں جتنے مشاہیر گذرے ہیں اور جنکی سوانح عمریاں آب زر سے لکھی گئی ہے ان میں سے جناب امیر ایسے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔

مجمع سلاطین میں آپ جلال الٰہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں کہ جنکے دربار میں قیصر و کسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کیے ہوئے خاموش استادہ ہیں۔

معرکہ کارزار میں آپ ایسے یکتا شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر عمرو و مرحب جیسے عرب کے رستم نژادوں کو پچھاڑ کر اُن کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

منبر پر آپ ایک فصیح اللسان اسپیکر ہیں کہ فصحائے عراق و بلغائے عرب آپکے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لیے اٹھتے ہیں اور پھر بیخود بت بنکر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

علم و فضل کے درس گاہ میں آپ ایک طلیق اللسانی پروفیسر ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنی اسمٰعیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔

غرضیکہ مسند فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں اور چار بالش امارت پر آپ ایک فی شوکت امیر ہیں اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم و ستان ہیں اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہامت میں کیخسرو مثال ہیں۔

ایسے صفات متضادہ کا بشر ابوالبشر کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصاف متقابلہ کا آدمی جناب آدم کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا۔

انہیں صفات متضادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیریہ نے آپکو خدا مانا اور سوفیہ نے خدا جانے کیا جانا مگر سچ تو یہ ہے ؎ ذات حیدر کو کوئی کیا جانے ✦ یا نبی جانے یا خدا جانے ؛

میری بساط ہی کیا تھی کہ میں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اٹھاتا مگر شوق نے دل کو ایسا گرگدایا کہ بنیا کیا دیا ہر چند کہ میں اس دریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا مگر امید نے سہارا دیا اور اس سہارے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

میں اپنے امامیا احباب سے نہایت شرمسار ہوں کہ میں اس تالیف میں ان کی کتابوں سے اخذ مطالب میں قاصر رہا ہوں اور حضرات اہل سنت و جماعت کی کتب حدیث پر ہی اس کتاب کی تدوین کا مدار رکھا ہے۔

اسلیئے اہل سنت و جماعت کے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے مبارک کی ایک فہرست مع انکے سنہ وفات کے دیباچہ میں مندرج کر دی ہے۔

وفیات ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم

اسماء محدثین	سنہ وفات
ابن شہاب الزہری امام مالکؒ کے استاد انہوں نے سب سے اول اس فن کو مدون کیا ہے۔	۱۲۵ھ
ابن اسحاقؒ صاحب السیرۃ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر اور مغازی کو روایت کیا ہے زہریؒ کہا کرتے تھے من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاقؒ	۱۵۱ھ
الکلبیؒ صاحب التفاسیر علم النسب استاد سفیان ثوریؒ	۱۴۶ھ
امام مالکؒ صاحب کتاب موطا رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۹ھ
عبداللہ بن مبارکؒ شاگرد امام مالکؒ	۱۸۱ھ
وکیع بن الجراحؒ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۱۹۷ھ
عبداللہ بن الوہبؒ اپنے بھی کتاب موطا لکھی ہے مگر مشہور نہیں ہوئی۔	۱۹۷ھ
سفیان بن عیینہؒ اپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے	۱۹۸ھ
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۴ھ
ابوداؤد الطیالسیؒ صاحب کتاب مسند	۲۰۳ھ
الواقدیؒ صاحب المغازی	۲۰۷ھ
عبدالرزاقؒ استاد امام احمد ابن حنبلؒ صاحب التفسیر المصنف	۲۱۱ھ
الفریابیؒ صاحب التفسیر	۲۱۳ھ
الحمیدیؒ صاحب المسند	۲۱۹ھ
آدم بن ابی ایاسؒ صاحب التفسیر	۲۲۴ھ
ابو عبیدؒ صاحب غریب الحدیث وشواہد	۲۲۴ھ
سعید بن منصورؒ صاحب التفسیر	۲۲۷ھ

اسماء محدثین	سنہ وفات
ابن سعدؒ صاحب الطبقات	۲۲۳ھ
ابن ابی شیبہؒ استاد امام بخاری صاحب کتاب مصنف مسند وتفسیر	۲۳۵ھ
اسحاق بن راہویہؒ صاحب مسند وتفسیر	۲۳۸ھ
امام احمدؒ بن حنبل صاحب مسند وزہد والمناقب	۲۴۱ھ
ابن ابی عمر العدنیؒ صاحب مسند	۲۴۳ھ
ابن منیعؒ صاحب مسند	۲۴۴ھ
الدارمیؒ صاحب مسند	۲۵۵ھ
امام المحدثین بخاریؒ صاحب جامع الصحیح والتاریخ والادب	۲۵۶ھ
الزبیر بن بکارؒ صاحب اخبار المدینہ والموفقیات	۲۵۶ھ
امام مسلمؒ صاحب جامع الصحیح	۲۶۱ھ
ابوداؤدؒ صاحب السنن والناسخ والمنسوخ	۲۷۵ھ
ابو عیسیٰؒ الترمذی صاحب الجامع والشمائل	۲۷۹ھ
ابن ماجہ صاحب السنن	۲۷۵ھ
ابن ابی الدنیاؒ صاحب کتاب مصنف	۲۸۱ھ
الحارث بن ابی اسامہؒ صاحب المسند	۲۸۲ھ
القاضی اسمٰعیل صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸۲ھ
ابن ابی عاصمؒ صاحب مسند	۲۸۷ھ
الحکیم الترمذیؒ صاحب نوادر الاصول	۲۸۵ھ
عبداللہ بن امام احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند	۲۹۵ھ

اسماء محدثین	وفات سنہ	اسماء محدثین	وفات سنہ
البزار رح شاگرد امام بخاری رح صاحب مسند	سنہ ۲۹۲ھ	ابوبکر الاسماعیلی رح صاحب الصحیح و المعجم	سنہ ۳۷۱ھ
النسائی رح صاحب السنن و الخصائص	سنہ ۳۰۳ھ	ابن شاہین رح صاحب السنن و الترغیب	سنہ ۳۸۵ھ
ابویعلی رح صاحب المسند و المعجم	سنہ ۳۰۷ھ	الدارقطنی صاحب السنن وغیرہ	سنہ ۳۸۵ھ
ابن جریر الطبری رح صاحب التفسیر و التاریخ	سنہ ۳۱۰ھ	الخطابی رح صاحب غریب الحدیث	سنہ ۳۸۸ھ
ابوبشر الدولابی رح صاحب الکنی	سنہ ۳۱۰ھ	ابن مندہ رح صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۹۵ھ
ابن خزیمہ رح صاحب الصحیح	سنہ ۳۱۱ھ	الحاکم صاحب المستدرک و التاریخ	سنہ ۴۰۵ھ
ابوالقاسم البغوی رح صاحب معجم الصحابہ	سنہ ۳۱۷ھ	ابن مردویہ المشہور بطرز المحدثین رح صاحب التفسیر	سنہ ۴۱۵ھ
ابن المنذر رح صاحب التفسیر و الاوسط	سنہ ۳۱۷ھ	والمناقب و المستخرج علی البخاری	
الطحاوی رح صاحب مشکل الآثار	سنہ ۳۲۱ھ	تمام رح صاحب الفوائد رح	سنہ ۴۱۴ھ
العقیلی رح صاحب الضعفاء	سنہ ۳۲۲ھ	الالکائی رح صاحب السنہ	سنہ ۴۱۸ھ
ابن قتیبہ الدینوری رح صاحب کتاب المعارف	سنہ ۳۲۲ھ	ابونعیم استاذ خطیب بغدادی صاحب الحلیہ و معرفۃ الصحابہ وغیرہ	سنہ ۴۰۳ھ
ابوبکر الانباری رح	سنہ ۳۲۸ھ	الثعلبی رح صاحب التفسیر	سنہ ۴۲۷ھ
ابن ابی حاتم رح صاحب التفسیر	سنہ ۳۲۷ھ	البیہقی رح صاحب السنن و شعب الایمان وغیرہ	سنہ ۴۵۸ھ
المحاملی رح صاحب الامالی	سنہ ۳۳۵ھ	الخطیب البغدادی رح صاحب التاریخ و الجامع	سنہ ۴۶۳ھ
ابن قانع رح صاحب معجم	سنہ ۳۳۷ھ	ابن عبدالبر رح صاحب کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	سنہ ۴۶۳ھ
ابوبکر الشافعی رح صاحب غیلانیات	سنہ ۳۵۴ھ	الواحدی رح تلمیذ الثعلبی صاحب التفاسیر المشہورہ	سنہ ۴۶۸ھ
ابن حبان رح صاحب الصحیح و الثقات و الضعفاء	سنہ ۳۵۴ھ	البغوی رح صاحب معالم التنزیل و شرح السنۃ	سنہ ۵۱۶ھ
ابن السکن رح صاحب معرفۃ الصحابہ	سنہ ۳۵۳ھ	الدیلمی رح صاحب الفردوس الاخبار	سنہ ۵۰۹ھ
الطبرانی رح صاحب معاجم ثلاثہ	سنہ ۳۶۰ھ	السلفی رح صاحب التاریخ	سنہ ۵۷۶ھ
الآجری رح صاحب الشریعہ و الاربعین	سنہ ۳۵۹ھ	ابن عساکر رح صاحب التاریخ	سنہ ۵۷۱ھ
ابن السنی رح شاگرد نسائی رح صاحب عمل الیوم و اللیلہ و الطب النبوی	سنہ ۳۶۴ھ	ابن الاثیر الجزری رح صاحب الکامل التاریخ و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	سنہ ۶۳۰ھ
ابن عدی رح صاحب الکامل	سنہ ۳۶۵ھ	الخوارزمی رح ابن اخت ابی جعفر محمد بن جریر	
ابوالشیخ رح صاحب التفسیر و العظمۃ و الوصایا	سنہ ۳۶۹ھ	الطبری صاحب المناقب	

اس کتاب کی تالیف میں کتب مشہورہ حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ کے سوا جن کتابوں سے خصوصیت کے ساتھ اخذ مطالب کیا گیا ہے انکے نام درج ذیل ہیں

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
المناقب	للامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	ینابیع المودہ	للعلامہ سلیمان الحنفی البلخی
الخصائص	للامام النسائی رحمۃ اللہ علیہ	جزء فی فضائل اہل البیت	للحافظ البزار رح
منقبۃ المطہرین	للحافظ ابی نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ	المناقب	للقاضی شہاب الدین دولت آبادی
المناقب المسمیٰ بمسند فاطمہ ع	للحافظ الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ	شرف النبوۃ	للعلامہ ابو سعید رح
المناقب	صدر المحدثین ابی بکر ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ	اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و فضائل اہل بیتہ الطاہرین	للعلامہ محمد بن علی صبان رح
جواہر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم الجلی والنسب العلی	للسید نور الدین ابی الحسن علی ابن عبداللہ السمہودی الشافعی رح	تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمہ	للعلامہ یوسف سبط ابن الجوزی رح
کتاب الآل	لابن خالویہ	ما نزل من القرآن فی علی ع	للحافظ ابی نعیم الاصبہانی رح
معالم العترۃ	للحافظ ابی الحسن الجنابذی رح	الروضۃ الندیہ شرح التحفۃ العلویہ	لمحمد اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ	للعلامہ محب الطبری صاحب الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ	مناقب ائمہ اثنا عشر	للشیخ عبدالحق محدث دہلوی رح
فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین	للعلامہ ابراہیم الحموینی رح	اسنی المطالب فی مناقب علی رض ابن ابی طالب	للعلامہ شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین رح
المناقب	لاخطب خطباء خوارزم شافعی	فضائل فاطمۃ الزہرا علیہا السلام	للحافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری صاحب المستدرک رح
مطالب السؤل	للعلامہ کمال الدین محمد ابن طلحہ الشافعی		
فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ	للعلامہ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن صباغ المالکی المکی رح	نور العین فی مشہد الحسین نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار	للامام ابی اسحاق الاسفرائنی رح للشیخ الشبلنجی المومن الشافعی رح
مودۃ القربیٰ	لسیدنا علی الہمدانی رح	الثغور الباسمہ فی مناقب سیدۃ النساء الفاطمہ	للعلامہ جلال الدین السیوطی رح
مفتاح النجا فی مناقب آل المصطفیٰ	للعلامہ میرزا محمد معتمد خان بدخشانی		
المناقب	للفقیہ ابن المغازلی المالکی رح	سر الشہادتین	لخاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

نام کتاب	نام مؤلف	نام کتاب	نام مؤلف
کفایۃ الطالب فی مناقب الامام علی ابن ابی طالب	للعلامہ محمد ابن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	احیاء المیت بفضائل اہل بیت	للعلامہ جلال الدین السیوطی رح
		المناقب	الحافظ الدین محمد بن احمد العجمی رح
نزال الابرار	للعلامہ بدخشی رح	رسالہ فضائل اہل بیت	للسید عبد الرحمن الاجہوری الشافعی رح
معارج الوصول الی معرفۃ فضل	للعلامہ محمد بن یوسف الزرندی	عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب	جمال الدین احمد المعروف بابن عنبہ رح
آل الرسول	المدنی	ریاض الفضائل	الشیخ محمد ابو الرضا الہروی
صراط السوی فی مناقب آل النبی	للعلامہ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری	وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل	شیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی الشافعی
معارج العلی فی مناقب المرتضی	محمد صدر عالم	کتاب الصفوۃ بمناقب بیت آل النبوۃ	لعبد الرؤف المناوی رح
توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل	شہاب الدین احمد	الفتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین	العلامہ رشید الدین خان الدہلوی رح
الخصائص العلویہ علی سائر البریہ	لابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی		
فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب	للحافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رح	ذخیرۃ المآل فی شرح عقد جواہر اللآل	للشیخ احمد بن عبد القادر العجیلی الشافعی رح
مرزۃ المومنین فی مناقب اہل بیت سید المرسلین	للمولوی ولی اللہ لکھنوی رح	سعادت الکونین	لم اقف علی اسم مولفہ
		تنقید العقود السنیۃ بتمہید الدولۃ الحسینیۃ	لرضی الدین محمد بن علی بن حیدر رح
درر السمطین فی فضل المصطفی والمرتضی والسبطین	لجمال الدین محمد یوسف الزرندی رح	القول الجلی فی فضائل علی	للسیوطی رح
عرف الوردی فی اخبار المہدی	للسیوطی رح	دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ	لعبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی رح
مناقب حیدریہ	للشیخ احمد بن علی بن ابراہیم الانصاری الیمنی الشیبانی رح	اسنی المطالب فی فضل علی بن ابی طالب	للشیخ ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی رح
عقد اللآل فی فضائل الآل	للشیخ عبد اللہ العیدروس رح		

ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے آپ خود ظاہر ہو جائیگا کہ احقر نے کس قدر جانکاہی سے اس کے ابواب کی ترتیب دی ہے
پہلے باب میں جناب امیر کے اسماء اور القاب درج کر کے کفایۃ الملہم ببرکت اسماء ابی الائمہ اس کا نام رکھا ہے
دوسرے باب میں آپ کی شان کے متعلق قرآن کی آیتیں جمع کی ہیں اور اس کا نام المنزل علی ما نزل فی کتاب الشفیع علی قرار دیا ہے
تیسرے باب میں جناب کے افضل الناس ہونے کا ثبوت ہے اس کا نام الہم غیبی نے الکواکب المضیہ فی فضائل

العلویہ پکارا ہے۔

چوتھے باب میں آپ کی خصوصیات کا ذکر ہے سروش آسمانی سے العروۃ الوثقیٰ فی خصائص المرتضیٰ کا خطاب اس کو عطا کیا ہے اور بحیثیت مجموعی اس تالیف کو ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب کے لقب سے نامزد کیا ہے۔

کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ اس کتاب کو صرف کتب مناقب ہی سے تالیف کیا ہے نہیں بلکہ کتب صحاح میں جامع بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند اہل البیت جناب امام رضا علیہ السلام اور کنز العمال اور سنن ابی شیبہ اور حلیۃ الاولیاء اور جامع عبد الرزاق اور مسند بزار اور معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ سے۔

اور کتب رجال میں الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور اصابہ فی تمیز الصحابہ اور الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ وغیرہ۔

اور تفاسیر میں تفسیر معالم التنزیل اور الدر المنثور فی التفسیر بالماثور اور بالماثور اور تفسیر کشاف اور بیضاوی وغیرہ سے اور تواریخ میں تاریخ طبری اور کامل التواریخ۔ اور مروج الذہب مسعودی مراۃ الجنان یافعی اور تاریخ ابن عساکر وغیرہ سے اور سیر میں سیرت ابن اسحاق۔ اور واقدی اور مدارج النبوۃ سے۔

بہت کچھ مدد لی گئی ہے جس کتاب سے کوئی مطلب اخذ کیا ہے اس کتاب کا نام اس کی عبارت کے ذیل میں درج کر دیا ہے اب میں اپنے لئے اور ناظرین کتاب کے لئے دعاء خیر مانگتا ہوں اور اصل کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ یعصمنا عن الخطاء والخطل ویثبت اقدامنا فی مواضع الزلل انہ المرجو فی الاولیٰ والآخرۃ وعلیہ المتوکل والاعتماد فی الدنیا والعقبیٰ

(اعجاز پرنٹنگ پریس لاہور)

باب اوّل

جناب امیر علیہ السلام کے اسماء مبارک ہیں

موسوم

بکفایت المہمہ ببرکت اسماء ابی الائمہ

اسد قال ابن الاعرابی کانت فاطمۃ بنت اسد ام علی حاملا بعلی والوطالب غائب فوضعتہ فسمتہ اسدا لتحیی بہ ذکر ابیھا فلما قدم ابوطالب سماہ علیا (الیواقیت لابی عمر الزاھدی)

ابن اعرابی کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد حمل سے تھیں اور وطن کے وضع حمل کے وقت ابوطالب کہیں گئے ہوئے تھے اور جناب امیرؑ تولد ہوئے جناب فاطمہ بنت اسد نے اپنے والد کے نام پر انکا نام اسد رکھا تاکہ انکے والد کا نام انکے ذریعہ سے زندہ رہے جب ابوطالب تشریف لائے تو انکا نام علی رکھا۔

حیدرہ قال عطاء انما سمتہ امہ حیدرۃ بدلیل قولہ یوم خیبر انا الذی سمتنی امی حیدرہ (تذکرہ خواص الامم)

عطا کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ خیبر کے روز آپ نے اپنے رجز میں فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرہ یعنی شیر رکھا ہے۔

وقال علی بن برھان الدین الحلبی الشافعی فی سیرۃ الحلبیۃ ویقال ان ذلک کان کشفا من علی فان مرحبا کان رای فی تلک اللیلۃ فی المنام اسدا افترسہ فذکرہ علی لیخیفہ۔

حافظ علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا اپنی رجز میں اپنے آپ حیدر کہنا ایک کشفی امر تھا کہ اسی رات مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ اسکو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا ہے پس جناب امیرؑ نے اسکو خوف دلانے کے لیے اس کا ذکر کیا کہ میں وہ شیر ہوں جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے۔

وقال بعضھم لان اباطالب کان غائبا حین ولد فسمتہ امہ حیدرۃ وقیل فی حکایۃ انما سمتہ حیدرۃ لان علیا کان رضیعا وھو فی البیت وحدہ وکانت امہ خارجۃ فی بعض الحاجات وکان منزلھم بجنب جبل مکۃ فنزلت حیۃ وھمت لقتال علی فمد یدہ واخذ الحیۃ ولسکھا فماتت فی یدہ فدخلت امہ ورأت الحیۃ مقتولۃ فی یدہ فقالت حیاک اللہ یا حیدرۃ لذالک سمی حیدرۃ (نقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین الکلائی المرند فی مناقب الاصحاب) بعض کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے اسوقت ابوطالب گھر میں نہیں تھے آپکی والدہ نے آپ کا

نام حیدر رکھا ایک حکایت یوں بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیرؑ ابھی دودھ پینے بچہ ہی تھے اور گھر میں تنہا تھے آپکی والدہ ماجدہ گھر سے باہر کسی کام کو گئی ہوئی تھیں اور انکا گھر مکہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا۔ ایک سانپ پہاڑ پر سے اترا اس نے جناب امیرؑ کو قتل کرنا چاہا جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اسکو مضبوط پکڑ لیا وہ جناب کے ہاتھ ہی میں مر گیا اتنے میں آپکی والدہ ماجدہ باہر سے تشریف لائیں اور سانپ کو انکے ہاتھ میں مرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں اے میرے شیر خدا تجھے زندہ رکھے اسلئے آپکا نام حیدر مشہور ہو گیا۔

علی جناب امیرؑ کے علیؑ نام ہونیکی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ھو اسم سمتہ بہ امہ عند ولادتہ (تذکرۃ خواص الامہ) یعنی ان کی والدہ ماجدہ نے انکی ولادت کے وقت ہی انکا نام نامی علی رکھا تھا۔

وقیل فلما علا علی علے کتفے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکسر الاصنام سمی علینا من العلو والرفعۃ والشرف (تذکرۃ خواص الامہ) یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنیکے لئے چڑھے اسوقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپکا نام علی پکارا گیا۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حامل بہ علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علینا (تذکرۃ خواص الامہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام حمل میں جسوقت کہ ہبل کے پوجنے کیلئے جاتیں اور سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیرؑ انکے پہلو کیطرف چڑھ جاتے اور سجدہ کرنے سے انکو روکے رکھتے اس وجہ سے آپ کا نام علی رکھا گیا۔

بعض کے نزدیک خود ابوطالب نے جناب امیرؑ کا نام علیؑ رکھا تھا چنانچہ علامہ ابن یوسف کنجی بھی اس بات کے قائل ہیں اور اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں اسکی تائید میں جناب ابوطالب کا ایک شعر پیش کرتے ہیں ؎ سمیتہ بعلی کی یدوم لہ ÷ عز العلو فخر العز ادومہ ÷ یعنی میں نے انکا نام علی اسلئے رکھا ہے تاکہ سربلندی کی عزت انکے لیے ہمیشہ رہے اور عزت کا فخر انکو ہمیشہ اپنے ساتھ لیے رہے۔

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ علیہ وسلم یقول لیلۃ اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جل جلالہ یا محمد من خلفت فی امتک قلت خیرھا قال العلی بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد اطلعت الی اھل الارض اطلاعۃ فاخترتک منھا فشققت لک اسما من اسمائی فانا المحمود فانت محمد ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منھا علیا وشققت لہ اسما من اسمائی فانا الاعلی وھو علیؑ یا محمد انی خلقتک وعلیا من نور من نوری عرضت ولایتکما علی اھل السموات والارض فمن قبلھا کان عندی من المومنین ومن جحدھا کان من الکفرین (اخرجہ الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان رضی

اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مینے رسول اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں پروردگار جل جلالہ نے
مجھ سے ارشاد کیا یا محمدؐ تم اپنی امت میں اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مینے عرض کیا انکے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کیا علی
بن ابیطالب کو مینے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا یا محمدؐ میں نے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھ کر تمکو برگزیدہ
کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمد ہیں پھر مینے دوبارہ
زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اسکے لیے بھی ایک نام اپنے ناموں سے مشتق کیا
پس میں اعلےٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ مینے تمکو اور علیؑ کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا ہے اور تم دونوں کی
ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جس نے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جس نے اس
سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔)

روضۃ الشہداء میں ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ تولد ہوئے ابوطالب انکے دیکھنے کے پاس
کو تشریف لائے جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر انکے چہرہ کو خراشیدہ کیا انہوں نے اپنی بی بی صاحبہ سے پوچھا تم نے
انکا کیا نام رکھا ہے انہوں نے جواب دیا۔ مینے انکا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے ابوطالب نے کہا ان کا
نام ہمارے جد اعلےٰ جامع قبائل عرب قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے اسی اثنا میں سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ و
سلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا کہ والدہ نے اسد اور والد نے زید رکھا
ہے آپ نے ارشاد کیا کہ علی نام رکھنا چاہیے جناب امیرؑ کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا مینے ایک ہاتف غیبی
سے یہی نام سنا تھا دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیرؑ کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالب اور فاطمہ
بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگے آخرکار دونو فیصلہ کیلئے کعبہ میں گئے جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان
کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا۔ بین لنا بحکمک المرضی + ماذا تری اسم ذی الصبی + یعنی اے
پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ کہ تیری رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غیب سے ندا آئی
فاسمہ من شامخ العلی علی اشتق من العلی + یعنی اسکا نام علی ہے علی مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک
کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے۔

قیل لما قربت ولادۃ علی حضر ابوہ ابوطالب الکعبۃ وتعلق باستارھا وقال + ادعوک یاذا الغسق الدجی
الفلق المنبلج الضحی + بین لنا عن حکمک المرضی + ماذا تری من اسم ذا الصبی + فھتف بہ ھاتف دھا طبتنا
بالولد الشمی + الطیب المھذب المرضی + ان اسمہ فی شامخ العلی + علی اشتق من علی (ذکرہ نجم الدین
فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین البیلانی المہدی فی مناقب الصحابۃ) روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ
تولد ہوئے ابوطالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا۔ میں تجھے پکارتا ہوں اے صاحب اندھیری رات اور بلند صبح

روشن کیے ہیں سے اپنی رضا کا حکم کر ۔۔۔ جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسب سمجھے سنا کہ ہاتف نے پکارا۔ تو نے ہم سے اس پاک و طاہر و مطہر اور مسعود لڑکے کی نسبت پوچھا ہے اسکا نام آسمان کی بلندیوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنی میں سے ہے۔

(کنیت)

ابوالحسن عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو کان البحر مدادا والاشجار اقلاما والانس کتابا والجن حسابا ما احصوا فضائلک یا ابا الحسین (اخرجہ الدیلمی) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بنجائیں تاہم اے ابوالحسین تیرے فضائل کو شمار کر سکیں گے۔

ابوالحسین عن علی قال کان الحسن یدعونی فی حیوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا حسین والحسین یدعونی ابا حسن ولا یدعیان ابا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات دعونی اباھما (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب امیرؑ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکت میں حسن مجھکو اباحسین اور حسین اباحسن کہا کرتے تھے اور مجھکو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ جانتے تھے جب حضرتؐ رحلت فرماگئے تو مجھے ان دونوں نے اباحسن اور اباحسین کہنا چھوڑ دیا۔

ابومحمد خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیرؑ اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جسکے پیدا ہونے کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بیان فرمائی تھی۔

ابوالریحانتین عن جابرؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی قبل موتہ بثلاث سلام علیک یا ابا الریحانتین اوصیک بریحانتی فی الدنیا فعن قلیل ینھد (یذھب) رکناک واللہ خلیفتی علیک فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی ھذا احد الرکنین الذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ماتت فاطمۃ قال ھذا الرکن الاٰخر (اخرجہ احمد وابوبکر بن مردویہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے تین روز پہلے حضرت امیر سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اے ابا الریحانتین تجھ پر سلام ہو میں تجھے اپنے دونو پھول کے پودوں کیلئے دنیا میں وصیت کرتا ہوں عنقریب تیرے دونوں رکن جاتے رہیں اور پروردگار میرا خلیفہ اور نگہبان تجھ پر رہیگا۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا جناب امیرؑ فرمانے لگے یہ ان دونوں رکنوں میں سے پہلا رکن تھا جنکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جب جناب فاطمہؑ رحلت فرماگئیں جناب امیرؑ نے فرمایا یہ دوسرا رکن تھا۔

ابوتراب (۱) عن سہل بن سعد قال استعمل علی المدینۃ رجل من اٰل مروان قال فدعا سہل بن سعد فامرہ ان یشتم علیا قال فابی سہل فقال اما اذا ابیت فقل لعن اللہ اباتراب

فقال سهل ما كان لعلي اسم احب اليه ان كان ليفرح اذا ادعى به فقال له اخبرنا عن قصته لم سمي ابا تراب فقال
جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا فقال اين ابن عمك فقالت كان بيني وبينه شيء فغاضبني
فخرج ولم يقل عندي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانسان انظر اين هو فقال رسول الله هو في المسجد
راقد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول
الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول قم يا ابا تراب (اخرجه البخاري والمسلم) سہل بن سعد کہتے ہیں
ایک دفعہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو
گالیاں دے سہل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نعوذ باللہ جناب ابو
تراب پر . . . تو سہل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ تر پیارا نہ تھا جب آپ اس نام سے
پکارے جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابو تراب کیوں کہا گیا سہل نے کہا ایک روز
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لے گئے علی علیہ السلام کو وہاں موجود نہ پا کر جناب سیدہ
سے پوچھا تیرا چچا زاد بھائی کہاں ہے جناب سیدہ نے عرض کیا ہم دونوں میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی وہ غصہ
ہو کر چلے گئے ہیں اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ
وہ اس وقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
مسجد میں تشریف لے گئے اور ان کو سوتا ہوا پایا۔ اور دیکھا کہ کندھے سے ردا اتری ہوئی ہے اور پہلو
مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بدن سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اٹھ اے
ابو تراب اٹھ اے ابو تراب۔

(۲) عن ابن عباس قال لما آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم من المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم
اخى بين ابي بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمانؓ و عبد الرحمنؓ بن عوفؓ اخى بين طلحةؓ والزبيرؓ واخى بين ابي ذر
الغفاريؓ والمقداد رضوان الله عليهم اجمعين ولم يواخ بين علي بن ابي طالبؓ وبين احد منهم خرج علي
مغضبا حتى اتى جدولا من الارض وتوسد ذراعيه ونام فيها فسفى عليه الريح التراب فطلبه النبي صلى الله
عليه وسلم فوجده على تلك الصفة فوكزه برجله وقال له قم فما صلحت الا ان تكون ابا تراب اغضبت حين اخيت
بين المهاجرين والانصار ولم اواخ بينك وبين احد منهم۔ اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى
الا انه لا نبي بعدي۔ الا من احبك فقد حف بالامن والايمان ومن ابغضك اماته الله ميتة جاهلية
(اخرجه ابو بكر الخوارزمي) ابن عباسؓ کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور
انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اسکی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابوبکر کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمن

ابن عوف کا اور طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابوذر غفاریؓ کو مقداد کا بھائی بنایا۔ اور علی بن ابی طالب باقی رہ گئے اُن سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا جناب امیرؑ نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے ہوا نے مٹی اڑا کر انکے بدن مبارک کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو ڈھونڈنے لگے اور ان کو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابو تراب بننے میں اپنے لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب میں نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ جو کوئی کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان میں چھپا رہے گا۔ اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رکھے گا خدا اسکو کافروں کی موت سے مارے گا۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی رفیقین فی غزاۃ العشیرۃ فلما نزلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بہا رأینا ناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لہم فی نخل قال علی یا ابا الیقظان ہل لک ان تاتی ہؤلاء فننظر کیف یعملون فجئناہم فنظرنا الی عملہم ساعۃ ثم غشینا النوم فانطلقت انا وعلی فی صور[1] من النخل فی دقعاء[2] من التراب فنمنا فواللہ ما انبہنا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرکنا برجلہ وقد تتربنا من تلک الدقعاء[3] فیومئذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا تراب لما رای علیہ من التراب قال الا احدثکما باشقی الناس فقلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر[4] ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک فی ہذہ یعنی قرنہ حتی یبل منہ ہذہ یعنی لحیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص) والحاکم بسند صحیح عمار بن یاسرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اور جناب امیرؑ غزوہ ذی العشیرہ میں باہم رفیق تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر فروکش ہوئے۔ ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو نخلستان میں ایک چشمہ پر کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب امیرؑ نے مجھ سے کہا یا ابا الیقظان۔ اگر تیرا منشاء ہو تو ہم چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ہم دونوں ان کے قریب گئے اور ایک گھنٹہ تک انکے کام کو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند نے غلبہ کیا اور ہم نخلستان میں جا کر زمین پر سو گئے۔ واللہ کسی نے ہمکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیدار نہ کیا۔ حضرتؐ نے ہمکو پاؤں سے ٹھکرا کر جگایا۔ ہم بالکل گرد میں اٹے ہوئے تھے پس اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو گرد آلود دیکھکر ابا تراب کا خطاب دیا اور ارشاد کیا کہ میں تمکو دو سخت بدبختوں کی خبر دوں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو ثمود کی قوم کا احیمر نام رکھنے والا جس نے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور ایک وہ شخص ہے جو یا علی تیرے اس مقام پر یعنی سر پر ضرب لگائے گا اور اسکے خون سے یہ یعنی تیری ریش مبارک تر کریگا۔

ابو السبطین

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ فوعظ وخوف وحذر ثم یکاد قال ابن علی

[1] صور بالفتح نخل خورد [2] وقع بفتحتین بر خاک افتادہ ۱۲ [3] الدقعاء خاک ۱۲ [4] احیمر تصغیر احمر لقب قدار بن سالف شقی نے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے ۱۲

ابن ابی طالب فی شب علی قائماً علی قدمیه فقال ها انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منه وضمه الی
صدره وقبل بین عینیه ثم بکا حتی شهق ووضع علی خده فقال یا علی صوته یا معشر المسلمین هذا علی بن ابی
طالب هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا اخی وابن عمی ختنی ولحمی ودمی۔ هذا ابو السبطین الحسن والحسین
سید اشباب اهل الجنة هذا مفرج الکرب عنی هذا اسد اللہ فی ارضه وسیفه المسلول علی اعدائه وعلی مبغضیه
لعنة اللہ ولعنة اللاعنین واللہ والله منه بری فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیتبرأ منه فلیبلغ الشاهد
منکم الغائب (اخرجه ابو سعد عبد الملک بن ابی عثمان محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف
النبوة) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر
چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد وثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی
سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جلدی سے اچھل کر اپنے دونوں پاؤں
پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے اُن کو اپنے نزدیک بلایا جب وہ نزدیک
گئے تو آپ نے ان کو سینہ مبارک سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر
اشک جاری ہو گئے پھر باآواز بلند ارشاد کیا اے گروہ اہل اسلام یہ علی بن ابیطالب شیخ المہاجرین والانصار
ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ ابو السبطین یعنی امام حسن اور
حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنیوالا ہے یہ خدا کی زمین
پر خدا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کے لیے اسکی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور خدا کے فرشتے لعنت کرتے
ہیں اللہ ان سے بیزار ہے میں ان سے بیزار ہوں۔ پس اگر کوئی خدا کی اور میری بیزاری کو چاہتا ہو وہ
اس سے بیزاری اختیار کرے۔ تم حاضرین میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ غائبوں کو اس سے آگاہ کرے۔

القاب

امیر المومنین

(۱) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار نائماً واذا رأسه فی حجر دحیة الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف
اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال دحیة انی لاحبک وان لک مدحة ازفها الیک
انت امیر المومنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک
یوم القیمة تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبه الی الجنان زفا زفا قد افلح من تولاک
وخسر من تخلاک محبو محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوک ومبغضو محمد مبغضوک لن ینالهم شفاعة

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی یا صفوۃ اللہ فاخذ راس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ھذہ الھمھمۃ فاخبرہ الحدیث قال لم یکن دحیۃ الکلبی کان جبرئیل سماک باسم سماک اللہ بہ وھو الذی القی محبتک فی صدور المؤمنین و رھبتک فی صدور الکافرین اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحیہ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے انکے دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرما رہے ہیں کہ جناب امیرؑ علیہ السلام تشریف لائے اور سلام علیک کہکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا۔ وحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں آپکے چند مناقب مجھے معلوم ہیں جنکو میں آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید ہاتھ اور پاؤں اور منہ والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیا اور مرسلین کے تمام بنی آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور آپ کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اور انکے گروہ کیساتھ جنت میں سیر کرتا ہوگا بہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے آپ سے تولا کیا اور نقصان اٹھایا اس نے جو آپ سے علیحدہ ہوگیا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے محب آپکے محب ہیں اور انکے دشمن آپ کے دشمن ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب نہ ہوں گے اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف لا جب جناب امیرؑ اسکے قریب گئے تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنے آغوش سے لیکر انکے آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار نے خواب سے بیدار ہو کر پوچھا یہ کیسا شور تھا۔ جناب امیرؑ نے وحیہ کا تمام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ وحیہ نہیں تھے بلکہ جبرئیلؑ تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمہیں ممتاز کیا ہے ان سے تمہیں آگاہ کریں۔ خدا تعالی نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینہ میں القا کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافروں کے دل میں ڈالدیا ہے۔

(۲) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوء وما فتوضی و صلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم فھو امیر المؤمنین وسید المسلمین و خاتم الوصیین و امام الغر المحجلین فجاء علی و ضرب الباب فقال من ھذا یا انس قلت علی قال فتح لہ فدخل اخرجہ ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ کو فرمایا کہ اے انس پانی لاکر مجھے وضو کرا میں پانی لایا اور حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کے مجھے ارشاد کیا اے انسؓ جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئیگا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے پوچھا اے انس یہ کون ہے میں نے عرض کیا علی ہیں۔ آپ نے فرمایا دروازہ کھولدے میں نے دروازہ کھولدیا جناب امیرؑ حضرتؐ کے پاس تشریف لے آئے۔

(٣) عن بریدة قال امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نسلم علی علی بامیر المؤمنین (اخرجه ابن مردویه)
بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہوا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو
یا امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کریں۔

(٤) عن سالم مولیٰ علی قال کنت مع علی فی ارض له وهو یحرثها حتی جاء ابوبکر و عمر رضی الله عنهما فقالا السلام
علیك یا امیر المؤمنین ورحمة الله وبرکاته فقیل کنتم تقولون فی حیوة النبی صلی الله علیه وسلم فقال
عمر هو امرنا (اخرجه ابن مردویه) جناب امیر علیہ السلام کا غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں جناب امیر کے
ساتھ ان کی زمین میں تھا اور وہ اس کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان کے ملنے کو آئے اور السلام
علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر سنت اسلام ادا کی کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ حضرتؐ ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔

(٥) عن حذیفة بن الیمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علم الناس متی سمی علی امیر المؤمنین
ما انکروا فضله سمی امیر المؤمنین وآدم بین الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالی انا ربکم ومحمد نبیکم
وعلی امیرکم (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اس کے فضائل سے انکار نہ کرتے علیؑ
کا نام اس وقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدم روح اور جسد کے درمیان تھے اس وقت پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ
میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا نبی اور علیؑ تمہارا امیر ہے۔

(٦) عن ابن عباس قال دخل علی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعنده ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها فجلس
بین رسول الله صلی الله علیه وسلم وبینها فقالت ما کان لك ان تجلس بین فخذی فضرب رسول الله صلی
الله علیه وسلم علی ظهرها وقال مه لا تؤذینی فی اخی فانه امیر المؤمنین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین یوم
القیامة یقعد علی الصراط فیدخل اولیاءه فی الجنة ویدخل اعداءه فی النار (اخرجه ابن مردویه) ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
پاس تشریف رکھتے تھے اتنے میں جناب امیرؑ تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین کے درمیان میں بیٹھ گئے
بی بی عائشہ جھنجھلا کر بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
بی بی عائشہ صدیقہؓ کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا کہ میرے بھائی کے بارے میں تو مجھ کو ایذا نہ دے یہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں
کا سردار اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے قیامت کے روز یہ پل صراط پر بیٹھے گا اور اپنے دوستوں کو جنت میں
اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

(۷) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فقال یا ام حبیبۃ اعتزلینا
فانا علی حاجۃ ثم دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر المومنین و سید
العرب و خیر الوصیین و اولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللھم اجعلہ رجلا من الانصار فاذا ھو علی
ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم ہم سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ
ہو جاؤ کیونکہ ہمیں ایک ضروری کام درپیش ہے پھر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ
سے گھسیگا وہ مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیا سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں میں اپنے دل میں دعا کرنے لگا یا الہی وہ شخص جسکے لئے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو ناگہاں
جناب امیر علیہ السلام دروازہ سے گھس آئے۔

(۸) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الآن یدخل سید المسلمین و امیر المومنین و
خیر الوصیین اذ طلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم والی الی قال فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بمسح العرق من جبھتہ و وجھہ و یمسح بہ وجہ علی و یمسح العرق من وجہ علی و یمسح بہ وجھہ فقال لہ علی
یا رسول اللہ انزل فی شیء قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی انت اخی
و وزیری و خیر من اخلف بعدی تقضی دینی و تنجز وعدی و تبین لھم ما اختلفوا فیہ بعدی و تعلمھم تاویل
القرآن ما لم یعلموا و تجاھدھم علی التاویل کما جاھدتھم علی التنزیل (اخرجہ الدیلمی و ابن مردویہ) انس رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانوں
کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیا کا بہتر یہاں آئیگا۔ ناگہاں جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا اے میرے
پروردگار تیرے قربان انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک
اور جبین مبین کا عرق ان کے چہرہ پر اور انکے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ
آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے
جیسے کہ موسی سے ہارون کی لیکن نبی میرے بعد نہیں ہونیوالا۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے جنکو کہ میں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا
ان سب سے تو افضل ہے۔ میرے قرض کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدے کو پورا کرنیوالا۔ جن امور میں کہ لوگ میرے بعد
اختلاف کرینگے تو اس کو رفع کرنیوالا ہے۔ تو ان سے قرآن کے معنی بیان کریگا اور لوگوں کیساتھ قرآن کی تاویل پر
جہاد کریگا جیسے کہ میں نے قرآن کی تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

(۹) عن ابی رافع مولی عائشۃ قال کنت غلاما اخدمھا فکنت اذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندھا

اکون بغیر بیا اعاطیها شیئاً قال فبینما رسول الله صلی الله علیه وسلم عندها ذات یوم اذ جاء جاءٍ فدق الباب
قال فخرجت الیه فاذا جاریة معها اناء مغطی قال فرجعت الی عائشة فاخبرتها فقالت ادخلها فدخلت
فوضعت بین یدی عائشة فوضعته بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم فجعل یاکل وخرجت الجاریة
فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیت امیر المؤمنین و سید المسلمین و امام المتقین عندی یاکل
معی فجاء جاءٍ فدق الباب فخرجت الیه فاذا هو علی قال فرجعت فقلت هذا علی فقال صلی الله علیه وسلم
ادخله فلما دخل قال له النبی صلی الله علیه وسلم مرحبا واهلا لقد تمنیتک مرتین حتی لو ابطات
علی لسالت الله عزوجل ان یاتی بک (اخرجه ابن مردویه) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کا غلام رافع روایت کرتا ہے کہ میں ام المؤمنین کے پاس رہا کرتا تھا اور انکی خدمت کیا کرتا تھا جس وقت
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں رونق افروز ہوتے تو میں قریب رہتا تھا اور جس چیز کی ضرورت ہوتی تو میں
حاضر کیا کرتا۔ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ ایک آنیوالے
نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں جب باہر نکلا ایک لونڈی کو دیکھا کہ ڈھکا ہوا خوان لئے ہوئے ہے میں نے لوٹ
کر ام المؤمنین سے بیان کیا۔ انہوں نے اسکو گھر میں بلا لیا۔ اس لونڈی نے خوان انکے سامنے رکھدیا۔ انہوں نے اٹھا کر سرور
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھدیا آپ اس میں سے تناول فرمانے لگے۔ وہ لونڈی چلی گئی آپ نے فرمایا کاش اس
وقت امیر المؤمنین سید المسلمین امام المتقین بھی یہاں ہوتے تو ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے اتنے میں ایک شخص نے
پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دیکھنے کو نکلا اور جناب امیرؑ کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا لوٹ کر میں نے
عرض کیا کہ جناب امیرؑ دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں حضورؐ نے ان کو گھر میں بلا لیا۔ جب جناب امیرؑ حاضر خدمت ہوئے
سرکار نے مرحبا اور اہلاً کے الفاظ سے ممتاز فرمایا اور ارشاد کیا ہم نے دو دفعہ تمہارے آنے کی آرزو کی تھی اگر تم دیر
کرتے تو میں تمہارے لئے پھر خدا سے دعا کرنیوالا تھا۔ آؤ بیٹھو اور ہمارے ساتھ کھانا نوش کرو۔

(۱۰) عن معاویة بن ثعلبة اللیثی قال مرض ابوذر الغفاری مرضاً شدیداً حتی اشرف علی الموت فاوصی
الی علی بن ابی طالب فقیل له لو اوصیت الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کان احمد لوصیتک من
علی فقال ابوذر لقد اوصیت والله الی امیر المؤمنین حقاً حقاً (اخرجه ابن مردویه) معاویہ بن ثعلبہ لیثی
بیان کرتا ہے کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیرؑ سے اپنی وصیت
بیان کی۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضؓ سے بیان کرتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔
ابوذر کہنے لگے میں نے اپنی وصیت کو سچے امیر المؤمنین سے بیان کیا ہے۔

امام المتقین

(۱) عَنْ جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحی الیّ فی علی انہ امام المتقین اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پروردگار نے مجھ کو علیؑ کی نسبت وحی بھیجی ہے کہ وہ تمام متقیوں کا امام ہے۔

(۲) عَنْ انس بن مالک والنواس بن سمعان قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (اخرجہ الدیلمی وابوبکر بن مردویہ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام

(۳) عَنْ علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت سید المسلمین ویعسوب المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنوں کے بادشاہ اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کے پیشوا ہو۔

(۴) عَنْ عبد اللہ بن اسعد بن زرارة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلة اسری بی انتہیت الی ربی عز وجل فاوحی الیّ فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الحاکم وابو نعیم وابن مردویہ وابن قانع) عبد اللہ بن سعد بن زرارہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے مجھے علیؑ کے تین القاب الفا فرمائے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

ولی المتقین

عَنْ علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انت سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الامام علی ابن موسی الرضا علیہ التحیة والثناء فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے۔

سید الصادقین

عَنْ ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی سید الصادقین (تذکرہ خواص الامة فی احوال الائمة لسبط ابن جوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی سچوں کا سردار ہے۔

سید المسلمین

(۱) عَنْ النواس بن سمعان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین حین جاءہ علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت

ان کو مرحبا اے مسلمانوں کے سردار کہکر پکارتے ۔

(۲) عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآن یدخل سید المسلمین فاذا طلع علی (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا ابھی ابھی سید المسلمین یہاں آئیگا اتنے میں جناب امیر حاضر خدمت ہوگئے

(۳) عن عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی انتہیت الی ربی عزوجل فاوحی الی فی علی بثلاث انہ سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ ابن مردویہ) عبد اللہ بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں جب ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی پروردگار نے علیؑ کے تین لقب ہم کو الہام کئے کہ وہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا دوست اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ۔

سید المومنین

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اوحی الی فی علی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسری بی انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق شب معراج میں پروردگار نے مجھ کو علی کے تین لقب الہام فرمائے کہ وہ مومنوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہے ۔

سید العرب

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا الی سید العرب یعنی علیاً فقالت عائشۃ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب فلما جاءہ ارسل الی الانصار فاتوہ فقال ہذا سید العرب فاحبوہ لحبی واکرموہ لکرامتی فان جبرئیل اخبرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل (قال ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء رواہ ایضا ابو البشر عن سعید بن جبیر) (اخرجہ محب الطبری فی الریاض النضرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی لیلی عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس انطلق فادع سید العرب الی آخر الحدیث) جناب امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے سردار کو میرے پاس بلاؤ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کیا آپ عرب کے سردار نہیں آپ نے فرمایا میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں علی عرب کے سردار ہیں جب علیؑ تشریف لائے حضرتؐ نے انصار کو بلا بھیجا جب تمام انصار حاضر ہوگئے آپ نے ارشاد فرمایا یہ یعنی جناب علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں میری دوستی کی وجہ سے ان کو دوست رکھو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو بہ تحقیق جبرئیل علیہ السلام نے خدا کا یہ پیغام مجھ کو دیا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا ۔

(۲) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی قالت کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی فقال ھذا سید العرب فقلت بابی وامی انت سید العرب فقال انا سید العالمین وھو سید العرب (اخرجہ البیہقی والحاکم)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ عرب کے سردار ہیں فرمایا میں تمام عالم کا سردار ہوں یہ عرب کا سردار ہے

(۳) عن سلمۃ بن کہیل مرسلا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ رض یا عائشۃ ان سرک ان تنظری الی سید العرب فانظری الی علی قالت الست سید العرب قال انا امام المتعلمین و سید العالمین وھذا سید العرب (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) سلمہ بن کہیل سے مرسلاً روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے عائشہ اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہے تو علی کو دیکھ لے ام المومنین نے عرض کیا کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا میں تمام علم حاصل کرنیوالوں کا امام اور تمام جہان کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔

(۴) اخرج الدار قطنی عن ابن عباس و الحاکم عنہ وعن جابر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم و علی سید العرب دار قطنی ابن عباس رض سے اور حاکم ابن عباس رض اور جابر عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے

سید فی الدنیا والآخرہ

عن ابن عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ ابو عمرو الحاکم والخطیب وفیہ الدیلمی من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ الویل لمن ابغضک من بعدی) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔ ابو عمرو اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسی قدر لفظوں سے روایت کیا ہے لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں یہ لفظ بھی حدیث کے ساتھ روایت کئے ہیں کہ یا علی جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے اس پر افسوس ہے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔

قائد الغر المحجلین

عن عبد اللہ بن حکیم الجہنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ اوحی فی علی ثلاثۃ اشیاء لیلۃ اسری بی

بانہ سید المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الطبرانی) عبد اللہ بن حکیم الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جناب ایزدی نے ہمکو علی کے تین خطاب الفاظ فرماتے کہ وہ مومنوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور جنکے مونہہ اور ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہیں انکے پیشوا ہیں لیجانے انکو بہشت کی طرف لیجانیوالے ہیں۔

یعسوب المؤمنین

(۱) عن علیؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال علی یعسوب المؤمنین و المال یعسوب المنافقین (اخرجہ ابن عدی نقلت عن صواعق محرقہ) جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ بالتحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ہذا اول من امن بی وھذا یعسوب المؤمنین (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ کی نسبت ارشاد کرتے تھے کہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ مومنوں کا سردار ہے۔

صدیق الاکبر

عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیا علی المنبر البصرۃ یقول انا صدیق الاکبر (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری) معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں۔

عن ابی ذر الغفاریؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من امن بی وصدق وانت صدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم نقلت من الریاض النضرۃ) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کو فرمارہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان ہذا اول من امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ وھذا یعسوب المؤمنین ھذا من یصافحنی یوم القیمۃ وھذا صدیق الاکبر (اخرجہ الطبری والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی سند سلمان) سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت میں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنیوالا ہے اور یہ مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر) ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا اور یہ صدیق اکبر ہے

(۴) عن عباد بن عبد اللہ قال علیؑ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا صدیق الاکبر

لا یقولہا ذلک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک وحافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبۃ فی سننہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سات برس سب سے پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۵) عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیا یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا صدیق الاکبر امنت قبل ان یؤمن ابو بکر واسلمت قبل ان یسلم ابو بکر (نقلہ ابن قتیبۃ فی المعارف) معاذۃ العدویہ کہتی ہیں میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اسکے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد میں ایمان لایا ہوں اور ابو بکرؓ کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

(۶) عن ابن عباسؓ و ابی لیلے قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مؤمن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین و حزقیل مؤمن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و علی بن ابی طالب ھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلی) ابن عباس اور ابو لیلے رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں اول حبیب النجار الیاسین یعنے جناب عیسی علیہ السلام کے حواری ہیں) پر ایمان لا نیوالا جس نے کہ یہ کہا تھا اے میری قوم کے لوگو نبیوں کی متابعت کرو۔ اور فرعون کے گروہ سے ایمان لانیوالا حزقیل جس نے یہ کہا تھا اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی ابن ابیطالبؑ کہ ان سے افضل ہے۔

(۷) عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالی من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ ھل نقدر علی ان نزورک فی الجنۃ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الایۃ و اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالی قد انزل بیان ما سئلت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم و انت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے رسرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اس پر سب سے پہلے اسلام لاتا رہا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان

لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہوں گے جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا علی خدا تعالے نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی القیمۃ غیرنا اربعۃ فقام رجل من الانصار فقال فداک ابی و امی من ھم یا رسول اللہ قال انا علی البراق و اخی صالح علی ناقۃ اللہ التی عقرت و عمی حمزۃ علی ناقۃ العضباء و اخی علی علی ناقۃ من نوق الجنۃ بیدہ لواء الحمد ینادی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول الادمیون ما ھذا الا ملک مقرب او نبی مرسل او حامل العرش فیجیبھم ملک من بطنان العرش یا معشر الادمیین لیس ھذا ملکا مقربا و لا نبیا مرسلا و لا حامل عرش ھذا الصدیق الاکبر علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو جعفر العقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا پانچواں شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرتؐ نے فرمایا ایک تو میں ہونگا براق پر سوار ہونگا۔ اور میرا بھائی صالح نبی اس ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے۔ اور میرا چچا حمزہ ناقہ غضباء پر سوار ہوگا اور میرا بھائی علیؑ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا تمام آدمی کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دیگا کہ اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہے۔

فاروق الاعظم

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ للمحب الطبری) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیرؑ سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی و ھذا اول من یصافحنی یوم القیمۃ و ھذا صدیق الاکبر و ھذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق والباطل ھذا یعسوب المومنین و المال یعسوب المنافقین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملیگا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مومنوں کا

یعسوب (یعنی امیر) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے۔

(۳) عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذالک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابولیلی رض سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم ملازمت علی ؑ کی اختیار کرو۔ تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے۔

خاتم الوصیین

عن انس قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا انس اسکب لی وضوءً فتوضی وصلی ثم انصرف فقال یا انس اول من یدخل علی الیوم امیر المؤمنین وسید المسلمین وخاتم الوصیین وامام الغر المحجلین فجاء علی حتی ضرب الباب فقال من ھذا یا انس فقلت علی قال افتح لہ قد خل (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس پانی لا کر ہمیں وضو کرا پس حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر آپ لوٹ بیٹھے اور ارشاد کیا آج جو شخص کہ سب سے پہلے میرے پاس آئیگا وہ امیر المؤمنین اور خاتم الوصیین اور سید المسلمین اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کا امام ہے۔ اتنے میں جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا اے انس دروازہ پر کون ہے میں نے عرض کیا کہ جناب امیر ہیں حضرت نے فرمایا دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھول دیا جناب امیر ؑ اندر تشریف لے آئے۔

خیر الوصیین

عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآن یدخل سید المسلمین وامیر المؤمنین وخیر الوصیین اذ طلع علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی وابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ابھی اسی وقت سید المسلمین اور امیر المؤمنین اور خیر الوصیین آئیگا اتنے میں جناب امیر ؑ تشریف لائے۔

الوصی

(۱) عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال ھل تعلم من وصی موسیٰ قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانہ کان اعلمھم قال فان وصیی وموضع سری وخیر من اترک بعدی وینجز عدتی ویقضی دینی علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان الفارسی) ابوسعید خدری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لئے وصی ہوتا رہا ہے حضور کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرت

نے فرمایا کیوں میں نے گذارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا رازدار اور جن لوگوں کو کہ میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور جو میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن انس بن مالک قال حدثنی سلمان انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی وزیری ووصیی خیر من اخلف بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی بن ابی طالب ہیں۔

(۳) عن سلمان قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدری من کان وصی موسی قلت یوشع بن نون فقال وصیی فی اهلی وخیر من اخلفه بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون حضرتؐ نے فرمایا میرا وصی میرے اہل میں اور جن کو کہ میں اپنے بعد میں چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں۔

(۴) عن بریدۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث ان علیا وصیی ووارثی (اخرجہ البغوی فی معجمہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن انس قال قلنا لسلمان سل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فقال سلمان من وصیک یا رسول اللہ فقال یا سلمان من کان وصی موسی قال قلت یوشع بن نون قال فان وصیی ووارثی ویقضی دینی وینجز موعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی مناقب) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ حضور کا وصی کون ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جناب کا وصی کون ہے حضرتؐ نے فرمایا اے سلمان موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا یوشع بن نون جناب نے ارشاد کیا میرا وصی اور وارث اور میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کا پورا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی ووارثی ووصیی قلت وما ارث منک یا نبی اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قلت وما ورث الانبیاء من قبلک قال کتابهم وسنت نبیهم (اخرجہ ابن المغازلی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا فرمایا جو ورثہ کہ مجھ سے پہلی انبیاء نے پایا ہے میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا ہے فرمایا کتاب اور پہلے نبی کی سنت۔

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت اخی ووارثی ووصیی قال علی ما ارث منک قال ما یرث النبیون بعضہم بعضا قال اللہ ورسولہ اعلم فقال کتاب اللہ وسنۃ نبیہ (اخرجہ ابن الجندی) معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جناب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے جناب امیر نے گذارش کیا حضور کا کیا ورثہ مجھے ملیگا فرمایا اگلے نبیوں نے ایک دوسرے سے کیا ورثہ پایا ہے جناب امیر نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول بھی جانتا ہوگا پس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ اور نبی کی سنت۔

(۸) عن حبۃ العرنی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی اوصیک بالعرب خیرا (اخرجہ ابن السراج) حبۃ العرنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی! میں تم کو عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۹) عن حبیش بن زریق قال رأیت علیا یضحی بکبش فقلت ما ھذا قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ (اخرجہ احمد) حبیش بن زریق کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو ایک مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں نے گذارش کیا یہ کیا ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں۔

(۱۰) عن ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اختار من کل امۃ نبیا واختار لکل نبی وصیا وانا نبی ھذہ الامۃ وعلی وصیی فی عترتی واھل بیتی وامتی من بعدی (اخرجہ ابوبکر الخوارزمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء فرماتے تھے بالتحقیق ہر ایک امت سے خدا تعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لئے اسکی امت سے ایک وصی انتخاب فرمایا ہے میں اس امت کا نبی ہوں اور میرے بعد میری امت اور میری عترت اور میرے اہل بیت میں میرا وصی علی ہے۔

(۱۱) عن ابی ایوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجھد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیہا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجتک من اقدم علما واکثرھم علما واعظمہم حلما ان اللہ تعالیٰ اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختارنی منہم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منہم بعلک فاوحی اللہ الی ان ازوجہا ایاک واتخذہ وصیا (اخرجہ الدارقطنی) و

اخرج الطبرانی و الخطیب عن ابن عباس و الحاکم عنہ و ابی ھریرۃ و ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے جب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے تو جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لئے تشریف لائیں حضور پر ضعف اور تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں حتیٰ کہ دونوں رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر سرکار نے ارشاد کیا اے فاطمہ اللہ کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے کیساتھ کیا ہے کہ وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور حلم میں سب سے بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھ کر ان میں سے مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا اور مجھے وحی بھیجی کہ میں اس کے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اس کو اپنا وصی بناؤں۔

(۲) عن ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت اھل شھدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشیء مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ نقہ و دخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس من یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتھا العبرۃ حتی بدت دموعھا علی خدھا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منھم بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا و ما علمت انک بکرامت اللہ ایاک زوجک اعلمھم علما واکثرھم حلما واقدمھم سلما فضحکت استبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ تعالیٰ بمحمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ ضراس یعنی مناقب ایمان باللہ و رسولہ و حکمتہ و زوجتہ و سبطاہ الحسن و الحسین و امرہ بالمعروف و نھیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اھل البیت اعطینا ست خصال لم یعطھا احد من الاولین و لا یدرکھا احد من الآخرین نبینا خیر الانبیاء و ھو ابوک و وصینا خیر الاوصیاء و ھو بعلک و شھیدنا خیر الشھداء و ھو حمزۃ عم ابیک و منا سبطاہ ھذہ الامۃ و ھما ابناک و منا مھدی ھذہ الامۃ الذی یصلی عیسیٰ خلفہ ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا مھدی امتہ (اخرجہ الدار قطنی) ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہنے لگے کہ ہاں میں نے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے تو جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں سرکار کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضعف و ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر

رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور رخساروں پر آنسو نکل آئے سرکار نے فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو گذارش کیا کہ حضور کے بعد میں اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں آپ نے ارشاد کیا بالتحقیق پروردگار عالم نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اسکو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتی ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہو گئیں جناب سرور نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حصہ دیا ہے پس حضرت نے فرمایا یا فاطمہؓ علیؑ کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنے آٹھ مناقب ہیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اسکی حکمت اور اسکی زوجہ مطہرہ۔ اور اسکی اولاد یعنے حسن اور حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنے اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا) یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنیوالے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنے حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی امت ان سے پیدا ہوں گے۔

(۱۳) عن الاسود بن یزید قال ذکروا عند ام المؤمنین عائشۃ ان علیا کان وصیا وفی روایۃ عنہ انہ ما نجوا انہم قالوا انہ وصیہ فلم تکذبہم بل ذکرت انہا قد سمعت ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین وفاتہ (الجمع بین الصحیحین للحمیدی) اسود بن یزید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ذکر کیا کہ علی وصی تھے دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے زور سے کہا کہ وہ وصی ہیں پس ام المومنین نے انکی تکذیب نہ کی بلکہ ذکر کیا کہ میں نے خود اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے وقت سنا تھا۔

(۱۴) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ عہد الی فی علی عہدا فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الہدی وامام اولیائی ونور من اطاعنی ھو الکلمۃ التی الزمتہا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذلک فجاء علی فبشرتہ فقال یا رسول اللہ انا عبد اللہ وفی قبضتہ فان یعذبنی فبذنبی وان یتم لی الذی بشرتنی بہ فاللہ اولی بی قال قلت اللہم وجل قلبہ واجعل ربیعہ الایمان فقال اللہ تعالیٰ قد فعلت بہ ذلک ثم انہ رفع انہ سیخصہ من البلاء

بشئ لم یخص بہ احدا من اصحابی فقلت یا رب اخی و صاحبی فقال تعالیٰ ان هذا شئ قد سبق انه مبتلا و مبتلا
بہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
تحقیق اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے باب میں مجھ سے ایک عہد کیا پس میں نے کہا اے میرے پروردگار مجھ سے اس عہد کو بیان فرما اللہ تعالیٰ
نے فرمایا علی علم ہے ہدایت کا اور میرے دوستوں کا امام ہے اور نور ہے اسکے لئے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور وہ ایسا
کلمہ ہے کہ پرہیزگاروں نے اس کو لازم کر لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے دشمنی کی
مجھ سے دشمنی کی پس تو اس کو بشارت دے بعد اس کے علیؑ آئے میں نے ان کو بشارت دی وہ کہنے لگے کہ میں خدا کا بندہ ہوں
اور اس کے اختیار میں ہوں اگر مجھے عذاب دے تو میرے گناہ کے سبب سے ہے اور اگر وہ اس بات کو پورا کرے جس کی خوشخبری
نے مجھے بشارت دی ہے تو اللہ میرے واسطے زیادہ مہربان ہے جناب رسول اللہ فرماتے ہیں میں نے دعا کی کہ بار الٰہا
اس کے دل کو روشن کر اور اس کو ایمان کی بہار بنا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہ تحقیق میں نے ایسا ہی کر دیا ہے پھر میری طرف یہ
حکم کیا اللہ تعالیٰ علی کو ایسی بلا سے آزمائش کریگا کہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو نہیں کیا۔ پس میں نے عرض کیا
اے پروردگار یہ میرا بھائی اور وصی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بات ہو چکی ہے اور وہ ضرور اس میں مبتلا ہوگا
اور اس کے ساتھ لوگوں کی آزمائش کی جائیگی۔

امام البررہ

عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علی امام البررۃ و قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ (اخرجہ الحاکم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق
جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی نسبت ارشاد کیا ہے کہ علی نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا
قاتل ہے فتحمند ہوا جس نے اس کی مدد کی۔ اور چھوڑا گیا جس نے کہ اس کو چھوڑا

قاتل الفجرہ

نقل ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ و یرفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما عبد اللہ ابن عباس جالسا قریبا من بئر الزمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذ قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت فقال ایہا الناس
من عرفنی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہاتین والا صمتا
یقول لعلی بن ابی طالب قائد البررۃ قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ امام ابو اسحاق ثعلبی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے
ہیں کہ ایک روز ابن عباس زمزم کے کوئیں کے پاس بیٹھے ہوئے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
بیان کر رہے تھے کہ ناگہاں ایک شخص نے آکر کہا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے ابن عباسؓ نے قسم دیکر
کہا بتا تو کون ہے۔ وہ کہنے لگا اے لوگو جس نے کہ مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہیں پہچانا ہو اب پہچان لے کہ

میں ابوذر غفاری ہوں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے اپنے ان دونو کانوں سے سُنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ آپ جناب امیر کی نسبت ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب نیکوں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا وہ شخص جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے کہ اسے چھوڑ دیا۔

صاحب الرایہ

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ ان اللہ عزوجل عہد الی فی علی بن ابی طالب انہ رایۃ الہدی ومنار الایمان وامام الاولیاء ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزۃ علی بن ابی طالب امینی غداً فی القیامۃ وصاحب رایتی ومفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ التی الزمتھا المتقین (اخرجہ ابن مردویہ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی برزہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ خدائے تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کی نسبت مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے اور جس قدر کہ میری اطاعت کرنیوالے لوگ ہیں ان سب کا نور ہے۔ اے ابا برزہ علی کل قیامت کے روز میرا امین اور علم بردار ہے، علی میرے پروردگار کے خزانوں کی کنجی ہے، اور وہ ایک پاک کلمہ ہے جس کو متقیوں نے اپنے لئے لازم کر لیا ہے۔

مقیم الحجۃ

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ تعالیٰ ادم ونفخ فیہ من روحہ عطس ادم فقال الحمد للہ اوحی اللہ الیہ حمدنی عبدی وعزتی لولا عبدان ارید ان خلقہما فی دار الدنیا ما خلقتک قال الٰہی یکونان منی قال نعم یا ادم ارفع راسک وانظر فرفع راسہ فاذا مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی مقیم الحجۃ (اخرجہ الخطیب فی المناقب) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو آدمؑ نے چھینک لی اور الحمد للہ پڑھا پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے میرا شکر کیا ہے مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ نہ کرتا تو میں تجھے ہرگز پیدا نہ کیا ہوتا حضرت آدمؑ نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھ سے پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں، اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے علی حجت کا قائم کرنیوالا ہے۔

اسد اللہ

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وخوف وحذر ثم بکا وقال ابن علی بن ابی طالب فوثبہ علی قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنی عنہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ

وبکی حتی سالت دموعہ علے خدہ وقال یا علی صوتہ یا معشر المسلمین ھذا علی بن ابی طالب ھذا شیخ المھاجرین والانصار ھذا اخی وابن عمی وختنی ولحمی ودمی ھذا ابو السبطین الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ ھذا مفرج الکرب عنی ھذا اسد اللہ فی ارضہ وسیف المسلول علی اعدائہ فعلی مبغضیہ لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین واللہ منہ بری وانا منہ بری فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیتبرأ منہ فلیبلغ الشاھد منکم الغائب (اخرجہ ابوسعد فی شرف النبوۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد وثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پھر اشکبار ہوئے اور کہا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرتؐ نے فرمایا میرے نزدیک آجاؤ جناب امیر سرکار کے پاس گئے حضرتؐ نے انکو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابیطالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ سبطین حسن اور حسین جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں انکا باپ ہے یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنیوالا ہے یہ خدا کی زمین پر اسکا شیر ہے یہ خدا کے دشمنوں کے لیے خدا کی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا اور اسکے فرشتوں کی پھٹکار ہو۔ اسکے دشمن سے خدا بیزار ہے میں بھی اس سے بیزار ہوں پس جو شخص کہ خدا اور اس کے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس سے بیزار رہے چاہیئے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دیدو۔

حجۃ اللہ

(۱) عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی حجۃ اللہ علے عبادہ (اربعان الحافظ ابی بکر محمد بن ابی نصر بن ابی بکر الفتوانی) انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اور علی خدا کے بندوں پر خدا کی حجت ہیں۔

(۲) عن انس قال کنت جالسا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی بن ابی طالب فقال یا انس ھذا حجۃ اللہ علی خلقہ (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ علی بن ابیطالب تشریف لائے حضرتؐ نے فرمایا اے انس یہ خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہے۔

(۳) عن انس بن مالکؓ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت لبیک قال ھذا المقبل حجتی علے امتی یوم القیام (اخرجہ النقاش) انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے جناب امیر کو آتے ہوئے دیکھا مجھے ارشاد کیا اے انس میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں فرمایا یہ آنے والا قیامت کے روز میری امت پر میری حجت ہے۔

رایۃ الہدیٰ

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع ان اللہ عزوجل عھد الی فی علی انہ رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم ابی برزہ سے فرمارہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابا برزہ پروردگار نے مجھ سے علی کے حق میں کہا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

ولی اللہ

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رایت علی باب الجنۃ مکتوبا بالذھب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ وعلی ولی اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ علی باغضبہم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا محمد خدا کا حبیب ہے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ پروردگار کی خادمہ ہے۔ اور حسنین خدا کے برگزیدہ ہیں ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی البقیع[1] الغرقد قال والذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القرآن کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یشھدون لا الہ الا اللہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا عملہ کما سخط موسی امر السفینۃ وقتل الغلام وامر الجدار وکان خرق السفینۃ وقتل الغلام واقامۃ الجدار للہ رضی (اخرجہ الخوارزمی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرماتے۔ اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے اس لیے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذریگا یہاں تک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اس کے کام سے ناراض ہوجائیں گے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوگئے تھے۔ حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا۔

صفوۃ اللہ

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صحن الدار نائما واذا راسہ فی حجر دحیۃ الکلبی فدخل علی فقال السلام علیک کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بخیر قال لہ دحیۃ انی لاحبک وان لک مدحۃ ازفھا الیک انت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین انت سید ولد آدم ما خلا النبیین والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیمۃ تزف انت وحزبک مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ الجنان زفا فقد افلح من تولاک وخسر من تخلاک محبوا

[1] الغرقد درخت خوبم، بقیع الغرقد مدینہ منورہ کے گورستان کا نام ہے جہاں غرقد کے درخت کثرت سے ہیں۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم محبوك ومبغضوا محمدٌ مبغضوك لن ينالهم شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم ادن
مني يا صفوة الله فاخذ راس النبي صلى الله عليه وسلم فوضعه في حجره فاستيقظ رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال ما هذه الهمهمة فاخبره الحديث قال لم يكن دحية كان جبرئيل سماك باسم سماك الله به
هو الذي القى محبتك في صدور المؤمنين ورهبتك في صدور الكافرين اخرجه ابو بكر بن مردويه

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ کے صحن میں استراحت فرما
رہے تھے اور سر اقدس وحیہ کلبی کے آغوش میں تھا کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے سلام کے بعد حضرتؐ کا مزاج
پوچھا وحیہ نے جواب دیا کہ خیریت ہے اور کہا کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میرے پاس تمہاری تعریف ہے کہ میں
تم سے بیان کرتا ہوں آپ امیرالمومنین اور قائد الغر المحجلین اور انبیاء اور مرسلین کے سوا تمام اولاد آدم کے سردار
ہیں قیامت کے روز لواء الحمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور تمہارا گروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ کے ساتھ
جنت کی طرف اتراتا ہوا جائیگا تحقیق رستگار ہوا جس نے کہ تمہاری محبت اختیار کی اور نقصان اٹھایا اس نے
جس نے کہ تم کو چھوڑ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تمہارے دوست ہیں اور انکے دشمن تمہارے دشمن ہیں۔ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں ہرگز نصیب نہ ہوگی اے برگزیدہ خدا میرے پاس تشریف
لائیے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس اپنی آغوش سے اٹھا کر ان کی آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار
بیدار ہوگئے فرمایا یہ کیسا شور ہے جناب امیرؑ نے تمام سرگزشت بیان کی۔ فرمایا یہ وحیہ کلبی نہیں تھے یہ جبرئیل تھے
تمہارا نام تم سے بیان کرنیکو آئے تھے جو کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا رکھا ہے وہ خدا جس نے کہ تمہاری محبت کو مومنوں
کے سینہ میں اور تمہارے رعب کو کافروں کے دلوں میں ڈالا ہے۔

شیخ المہاجرین والانصار

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
صعد المنبر فحمد الله واثنى عليه وقال بعد ما
قال اين علي فوثب علي قائما على قدميه فقال ها انا يا رسول الله فقال ادن مني فدنى منه
وضمه الى صدره وقال يا علي صوته يا معشر المسلمين هذا علي بن ابي طالب هذا شيخ المهاجرين والانصار
(شرف النبوة لابی سعد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد
کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جو کہنا تھا کہکر فرمایا علی کہاں ہیں جناب امیر جست کرکے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوگئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرتؐ نے فرمایا قریب آجاؤ جب جناب امیر حضرتؐ کے پاس گئے
حضرتؐ نے ان کو اپنی چھاتی سے لگا کر باواز بلند فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور
انصار کا شیخ ہے۔

قسیم النار والجنة

عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة وانت تقرع باب الجنة وتدخلها احباب بغیر حساب (اخرجہ الدیلمی و ابن المغازلی وقاضی عیاض فی الشفاء) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے۔

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن واثلة الکنانی ان علیا قال للستة جعل عمر رضی اللہ عنہ الامر شوریٰ بینهم کلاما طویلا من جملتہ انشدکم اللہ هل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنة یوم القیامة غیری قالوا اللهم لا (اخرجہ الدار قطنی نقلا من صواعق محرقہ ما جبا هسو العقدین) ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی نقل کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے ان چھ صحابیوں سے جنکو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ایک طویل گفتگو کی منجملہ اسکے یہ بھی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو کہ جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنے والے ہو سب نے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپکے سوا کوئی نہیں ۔

وارث رسول اللہ

(۱) عن ابی اسحاق قال سالت قثم ابن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واشدنا بہ لزوقا (اخرجہ الحاکم) ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کے سوا علی کیونکر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیے گئے قثم نے جواب دیا اسلئے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسولِ خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرتؐ کی ملاقات میں رہے۔

(۲) عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ علی ابی طالب علیہ وعلی ابائہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خندق اللهم انک اخذت منی عبیدة بن الحارث یوم بدر وحمزة بن عبدالمطلب یوم احد وهذا علی فلا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین (اخرجہ الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ وعلیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبدالمطلب کو لے لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے اب اکیلا مت چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان علیہ کان یقول فی حیوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یقول افان مات

او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ہدانا اللہ ولئن مات او قتل لاقاتلن علی
ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی)
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں فرمایا کرتے تھے کہ پروردگار
فرماتا ہے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے خدا
کی قسم ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں کے بل نہیں لوٹیں گے جبکہ خدائے تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اگر جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا قتل ہو جائیں تو ہم لڑیں گے جس پر کہ وہ لڑتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم بھی مارے
جائیں خدا کی قسم ہے میں ان کا بھائی اور چچا کا بیٹا اور وارث ہوں مجھ سے کون زیادہ حقدار ہے۔

(۴) عن بریدۃ الاسلمی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وان علیا وصیی ووارثی
(اخرجہ البغوی فی معجمہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر ایک نبی کا وصی اور وارث ہوتا رہا ہے میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(۵) عن ربیعۃ بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین کیف ورثت ابن عمک دون عمک فقال جمع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لہم مدا من طعام فاکلوا حتی شبعوا وبقی الطعام کما ہو کانہ
لم یمس ثم دعا بغمر فشربوا حتی رووا وبقی الشراب کانہ لم یمس فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم
خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رأیتم من ہذہ الآیۃ ما قد رأیتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی
وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلاث
مرات کل ذالک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت
اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجہ احمد فی المسند والنسائی فی الخصائص وابن جریر
فی تہذیب الآثار والضیاء فی المختارۃ) ربیعہ ابن ناجد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب امیر سے پوچھا اے امیر المومنین
آپ نے اپنے چچا کو چھوڑ کر اپنے ابن عم کا ورثہ کیوں پایا ہے جناب امیر نے فرمایا ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم
نے بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور ان کے لئے کھانا ایک پیمانے میں پکایا وہ کھانے کو آئے اور کھانے لگے یہاں
تک کہ سیر ہو گئے اور کھانا جوں کا توں بچا رہا پھر حضرتؐ نے شربت کا مٹکا منگوایا لوگ شربت پینے لگے یہاں تک کہ سب سیراب
ہو گئے اور شربت بچ رہا گویا کہ کسی نے چھوا تک نہ ہو پھر حضرتؐ نے فرمایا اے بنی عبد المطلب میں تمہارے لئے خاص کر مبعوث
ہوا ہوں اور عام طور سے اور لوگوں کی طرف تم نے اس معجزہ کو دیکھا ہے پس تم میں کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور
میرا بھائی اور دوست اور وارث اور وزیر بنے ان میں سے کوئی نہ اٹھا میں کھڑا ہو گیا میں اس وقت
سب سے چھوٹا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا پھر تین دفعہ حضرتؐ نے وہی کلمات ارشاد کئے

ہٹ نا ہی ہر دفعہ اٹھتا رہا اور حضرت فرماتے رہے بیٹھ جا تیسری بار حضرتؐ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست ہے اسلئے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ پایا ہے۔

خلیفہ رسول اللہؐ

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف عام فلما خلق اللہ تعالے الخلق رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی فترقا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ و فی علی الخلافۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کی پشت میں رکھ دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں جدا ہو گیا۔ پس مجھ میں نبوت ہے۔ اور علیؑ میں خلافت ہے۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین خلفنی علی المدینۃ خلفتک لتکون خلیفتی قلت کیف اتخلف عنک یا رسول اللہ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب غزوہ تبوک میں حضرتؐ مجھے اپنے پیچھے چھوڑ کر تشریف لیجانے لگے تو فرمایا ہم تجھے اسلئے اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تاکہ تو ہمارا خلیفہ بنے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے کس طرح سے رہ سکتا ہوں فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ بنے تو مجھ سے ہارون کی جگہ موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلوہ کائنا من کان (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص علی کے ساتھ خلافت پر لڑے اسکو قتل کر دو جو کوئی کہ ہو۔

منار الایمان

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی برزہ یا ابا برزۃ ان اللہ عزوجل عہد الی فی علی انہ رایۃ الھدی منار الایمان (اخرجہ ابن مردویہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم ابوبرزہ سے فرما رہے تھے اے ابا برزہ بہ تحقیق اللہ عزوجل نے علی کے بارہ میں مجھ سے عہد کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کا جھنڈا ہے اور ایمان کی نشانی ہے۔

امام الاولیاء

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ ان اللہ عزوجل عہد الی فی علے انہ رایۃ الھدی و منار الایمان و امام الاولیاء (اخرجہ ابن مردویہ)

انس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ سے فرماتے تھے کہ بتحقیق اللہ عز وجل نے مجھ سے علی کی نسبت عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان اور اولیاء کا امام ہے۔

الہادی عن ابن عباسؓ قال لما نزل قولہ تعالیٰ انما انت منذر ولکل قوم ھاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی ھاد (اخرجہ ابو نعیم فیما نزل فی القران فی علی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت کریمہ (کہ تو ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لیے ایک ہادی ہے) نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا المنذر وعلی الھادی وبک یا علی یھتدی المھتدون (اخرجہ الدیلمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے اور یا علی تجھ سے ہدایت پانیوالے ہدایت پائیں گے۔

صاحب اللواء (۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دوگے اور میرے قرض کو ادا کروگے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کروگے اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہوگا پورا کروگے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

ناصر رسول اللہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبلال بن الحارث وابی الحمراء قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ ونصرتہ بعلی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس اور بلال بن الحارث اور ابی الحمراء رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج میں میں نے عرش کی ساق پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہم نے اسکی تائید اور نصرت علی سے کی۔

صالح المومنین (۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ وصالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پروردگار تعالیٰ کے اس قول میں کہ (ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین) صالح المومنین سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

(۲) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المومنین ھو علی (الدر المنثور للسیوطی) (اخرجہ ابو نعیم وابن ابی حاتم والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیسؓ

اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا کے پاک کی کلام میں صالح المومنین سے علی مراد ہیں

تنبیہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں قالوا المراد بصالح المؤمنین علی و المراد من المولی ھو الناصر لان المفهوم المشترک للمولی بین اللہ و بین جبریل و بین صالح المومنین لیس الا ھذا یعنی مفسرین کہتے ہیں کہ صالح المومنین سے مراد جناب علی بن ابی طالب ہیں اور مولی کے معنی ناصر کے ہیں کیونکہ اللہ اور جبریل اور صالح المومنین کے درمیان لفظ مولی کا مفہوم مشترک ناصر کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

مولی المومنین

قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غدیر خم کے روز جسکا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے۔

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر اس حدیث کی بحث میں لکھتے ہیں رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون صحابیا وان کثیرا من طرقہ صحیح او حسن یعنی اس حدیث کو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے روایت کیا ہے ان میں اکثر روایتیں صحیح اور حسن ہیں (اسکی مفصل بحث اگلے باب میں لکھی جائے گی)

منجز الوعد

عن ابن عباس او ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب ینجز وعدتی و یقضی دینی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباسؓ یا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب میرے وعدہ کو پورا کرنے والا اور میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے۔

قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین و المارقین جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کی اس آیت کے شان نزول میں فرماتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے (کہ اگر ہم تجھے لیجائیں تو بھی ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں) یہ آیت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ میری بعد عہد توڑنے والوں اور ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے ساتھ لڑے گا۔

المرتضیٰ

عن علی قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم نمشی فی طرقات المدینۃ اذ مررنا بنخل من نخلھا فصاحت نخلۃ باخری ھذا النبی المصطفیٰ و ھذا علی المرتضیٰ ثم جزناھا فصاحت ثانیۃ بثالثۃ ھذا موسیٰ و اخوہ ھارون (اخرجہ الخوارزمی و ابن یوسف الکنجی)

کفایۃ الطالب) جناب امیر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض ستون میں جا رہا تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں سے ہو کر گذرے ایک نخل دوسرے سے پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضٰی ہیں پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسیٰ ہیں اور ان کا بھائی ہارون ہے۔

الشاہد عن عباد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیا یقول وھو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ ایۃ او ایتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسألنی علی رؤس القوم ما حدثتک ویحک ھل تقرأ سورۃ ھود ثم قرأ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ (اخرجہ ابن مردویہ) وفقیہ ابن المغازلی وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور عباد بن عبد اللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کے شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر غصہ ہو کر فرمانے لگے اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا افسوس ہے تو نے سورہ ہود میں نہیں پڑھا افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینۃ من ربہ ہیں ویتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

الشہید عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی فی مسندہ وابن حجر فی الصواعق) ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علی کو بغل میں لئے ہوئے ہیں اور ان کو چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو یہ وحید ہے و شہید ہے۔

الراکع عن مجاھد عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین نزلت فی علی خاصۃ لانہ اول من رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص وابو نعیم وفقیہ ابن المغازلی فی المناقب) تذکرہ خواص الامۃ مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وارکعوا مع الراکعین سے خاص کر جناب امیر مراد ہیں کیونکہ وہی سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع میں شریک ہوئے ہیں۔

الساجد عن موسی بن جعفر عن ابائہ علیہ علیہم السلام فی قولہ تعالیٰ تراھم رکعا سجدا نزلت فی علی (اخرجہ فقیہ ابو الحسن بن المغازلی) جناب امام موسیٰ کاظمؑ اپنے آبائی کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آیت تراہم رکعا سجدا جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

الصفی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت صفیی وامینی (اخرجہ الثعلبی) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے

یا علی تم میرے برگزیدہ اور امین ہو۔

الامین عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی برزۃ وانا اسمع یا ابا برزۃ علی امینی غدا یوم القیامۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور میں سن رہا تھا کہ اے ابوبرزہ کل قیامت کے روز علی میرا امانت دار ہو گا۔

باب حطہ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال علی باب حطۃ[1] من دخله کان مومنا ومن خرجه کان کافرا (اخرجہ الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی توبہ کا دروازہ ہے جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

مثل ہارون قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی (اخرجہ المسلم وغیرہ) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے۔

نفس الرسول (۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآیة فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرھم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ کہ پس کہدے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں نازل ہوئی تو حضرت نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ ہیں میرے اہل بیت۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد وعلی وابناءنا الحسن والحسین ونساءنا فاطمۃ اخرجه الحاکم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابناءنا سے حسنین علیہما السلام اور نساءنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

(۳) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوۃ ذات السلاسل کنت اظن لیس احد احب الی رسول اللہ صلے

---

[1] صراح میں ہے وقوله تعالے وقولوا حطۃ ای حطنا او نداء وھی کلمۃ امر بھا بنو اسرائیل لو قالوھا لحطت اوزارھم یعنی خدائے پاک کی کلام میں ہے کہ تم حطہ کہو یعنی ہمارے بوجھ کو کم کردے یہ ایک خاص کلمہ تھا جس کے کہنے کا بنو اسرائیل کو حکم ہوا تھا اگر وہ اس کلمہ کو کہتے تو ان کا بوجھ کم ہو جاتا۔

اللہ علیہ وسلم منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشۃ فقلت انی لست اسالک عن النساء قال ابوھا قلت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال حفصۃ قلت لست اسالک عن النساء قال ابوھا قلت یا رسول اللہ فاین علی فالتفت الی اصحابہ فقال انظروا الی ھذا یسالنی عن النفس (اخرجہ ابن النجار) عمرو ابن العاص ناقل ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل کی فتح سے الٹا آیا میرا گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہوگا میں اسی زعم سے حضرت سے پوچھنے لگا یا رسول اللہ سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے حضرت نے فرمایا عائشہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں عرض کرتا آپ نے فرمایا اس کا باپ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضور کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا حفصہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت تو پوچھتا ہی نہیں آپ نے فرمایا اس کا باپ عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی کہاں گئے۔ حضرت اپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے اس شخص کو دیکھو کہ میری جان کی نسبت مجھ سے پوچھتا ہے۔

(۴) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللہ ھل منکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری فقالوا اللھم لا۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام نے بغرض اتمام حجت اہل شوریٰ سے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو رشتہ میں حضرت کا قریبی ہو اور کسی شخص کی جان کو آپ نے اپنی جان قرار دیا ہو۔ اور کسی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہو سب نے کہا بخدا آپ کے سوا کوئی نہیں۔

سیف اللہ

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا علی ابن ابی طالب ھذا سیف اللہ المسلول علی اعدائہ (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ علی بن ابیطالب خدا کی برہنہ شمشیر ہے خدا کے دشمنوں پر۔

(۲) عن جابر قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض حیطان المدینۃ وید علی فی یدہ فمررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ المطھرین ثم مررنا بنخل فصاح النخل ھذا محمد رسول اللہ وھذا علی سیف اللہ فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ سمہ الصیحانی فمن الیوم سمی الصیحانی فکان ھذا سبب تسمیتہ ھذا النوع بذلک اخرجہ السمھودی فی خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں مدینہ کی ایک دیوار کے نیچے گذر رہا تھا اور حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا ناگاہ ایک نخل کے پاس سے ہو کر گذرے وہ نخل چلا کر کہنے لگا

یہ محمد ہیں نبیوں کے سردار اور یہ علی ہیں ولیوں کے سردار پاک اماموں کے باپ پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک اور نخل چلا کر کہنے لگا یہ محمد ہیں خدا کے رسول اور یہ علی ہیں خدا کی شمشیر پس حضرت جناب امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے ان کا نام صیحانی رکھو اس لئے اس قسم کی کھجوروں کا نام صیحانی رکھا گیا۔

ذوالاذن الواعی

(۱) عن مکحول عن علی فی قولہ تعالٰی وتعیہا اذن واعیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلہا اذنک یا علی (اخرجہ الدیلمی) مکحول اس آیت کی تفسیر میں جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (یاد رکھے گا اس کو یاد رکھنے والا کان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا علی میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ یاد رکھنے والا کان تیرے کان بنا دے۔

(۲) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ عزوجل امرنی ان اعلمک الخ فانزلت وتعیہا اذن واعیہ (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے تعلیم کروں تاکہ تو یاد رکھے پس خدا تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یاد رکھے گا اس کو یاد رکھنے والا کان۔

قاضی دین رسول اللہ

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینھم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان اللہ عزوجل لیھدی لسانک ویثبت قلبک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں مجھ کو جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے یمن کی طرف قاضی کر کے بھیجا میرا سن ابھی بہت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور مجھے ایسی قوم میں قاضی بنا کر بھیجتے ہیں جن میں اکثر جھگڑے ہوا کرتے ہیں اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار تیری زبان کو ہدایت کر دیگا اور تیرے دل کو ثابت رکھے گا جناب امیر فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے جھگڑا فیصل کرنے میں شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضاء قضی بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبد اللہ ابن یزید المدنی سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ السلام کے حضور میں جناب امیر کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرت نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے کہ ہم اہل بیت میں حکمت عطا فرمائی ہے۔

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین لامتی

ما اختلفوا من بعدی (اخرجہ احمد) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنیوالے ہو جس میں کہ ان کو اختلاف پیش آئے گا۔

(۴) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی
ما ارسلت بہ من بعدی (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت کے لئے بیان کرنیوالا جس کے لئے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔

وزیر رسول اللہ

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی
ووزیری وخیر من اخلفہ بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی
فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق
میرا بھائی اور میرا وزیر اور جن کو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) قال ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الی ابن عباس قال بینما
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جالس عند شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل
رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا قال الرجل قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ من انت فکشف العمامۃ عن وجہہ فقال یا ایہا
الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بہاتین والا فصمتا ورأیتہ بہاتین والا فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من
نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظہر فسال سائل
فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللہم اشہد انی سالت فی مسجد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلوۃ راکعا فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان متختما
فیہا فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ وذلک بمرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یصلی فلما فرغ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع یدیہ الی السماء وقال اللہم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری
واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون
الیکما بآیاتنا اللہم وانا محمد نبیک وصفیک اللہم فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی
وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری۔ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اور اس حدیث کی اسناد کو
ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباسؓ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی عمامہ پوش آ نکلا ابن عباس نے احادیث کے بیان میں توقف کیا۔ وہ شخص حضرت کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں بند ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا وہ شخص کہ جس نے اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ جس نے اس کو چھوڑا ایک روز میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے خدا گواہ ہو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیر رکوع میں تھے سائل کو اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی پڑی تھی سائل نے انگوٹھی ان کی انگلی سے اتار لی یہ تمام ماجرا حضرت دیکھ رہے تھے جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول ڈال تاکہ میری بات کو لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس اے میرے پروردگار تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے اور وہ لوگ ہماری نشانیوں کی وجہ سے تمکو تکلیف نہ دے سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اسکی وجہ سے میری پشت قوی کر۔

خیر البشر

(۱) عن عقیصہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسألناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذلک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی مناقبہ) عقیصہ بن سعد العوفی سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے اور انکے ابرو کے بال ان کی آنکھوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیر کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہے۔

(۲) عن حذیفة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر البشر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ذو القرنین

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ کنزا وانک ذو قرنیھا (اخرجہ احمد فی المناقب وابن ابی شیبۃ والحکیم الترمذی والحاکم فی المستدرک وابونعیم فی المعرفۃ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لئے بہشت میں ایک خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے یعنے دونوں طرف کا مالک ہے

قال الھروی فی تفسیر ذو قرنیھا ای طرفیھا یعنے الجنۃ ہروی ذوالقرنین کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ قرنین سے یہاں جنت کے دونوں اطراف مراد ہیں۔

قال ابو عبیدہ ذو قرنی ھذہ الامۃ ابو عبیدہ کہتا ہے ذو قرنیھا میں ضمیر مؤنث غائب امت کی طرف راجع ہے یعنی یا علی تم اس امت کے ذوالقرنین ہو۔

(۲) عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحب ذی قرنیھا اخی وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبداللہ بن حطب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں تمہیں اس امت کے ذوالقرنین کی محبت کی وصیت کرتا ہوں بہ تحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مگر منافق جس نے کہ اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی۔ جس نے اس سے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔

(۳) عن ابی الطفیل ان ابن الکوی سال علی بن ابی طالب عن ذی القرنین انبیا کان ام ملکا قال لم یکن نبیا ولا ملکا ولکن کان عبدا صالحا احب اللہ فاحبہ ونصح اللہ فنصحہ بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ فمات ثم احیاہ اللہ لجہادھم ثم بعثہ اللہ الی قومہ فضربوہ علی قرنہ الاخر فمات فاحیاہ اللہ لجہادھم فلذالک سمی ذا القرنین قال وفیکم مثلہ (اخرجہ ابن عاصم فی سنتہ وابن المنذر وابن مردویہ وابن الانباری وابن عبد الحکم نقلت من کنز العمال) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ خوارج کے پیش نماز ابن الکوی نے جناب امیر سے پوچھا کہ ذوالقرنین نبی تھا یا بادشاہ آپ نے فرمایا نہ نبی تھا نہ بادشاہ ایک نیک بندہ تھا خدا نے اس سے محبت کی اور اس کو صاحب محبت بنا دیا اور خدا نے اسے نصیحت کی اور اس کو نصیحت والا کر دیا پھر اس کو خدا نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ان لوگوں نے اسکی کنپٹی پر چوٹ لگائی جس سے کہ اس کا انتقال ہو گیا پھر خدا تعالی نے اس کو انکے جہاد کے لئے زندہ کر کے اس قوم کی طرف بھیجا انھوں نے اس کی دوسری کنپٹی پہ مارا وہ مر گیا خدا نے اسکو پھر ان کے جہاد کے واسطے زندہ کیا اس لئے اس کا نام ذوالقرنین ہوا اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بہ تحقیق تم میں اسکی مثال موجود ہے

(۴) عن سالم بن ابی الجعد قال سئل علی عن ذی القرنین انبی ھو فقال سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم

یقول هو عبد ناصح الله فنصحه ان فیکم لشبهه (اخرجه ابو بکر بن مردویه) سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ
جناب امیر سے پوچھا گیا کہ ذی القرنین آیا نبی تھا آپ نے فرمایا نہیں تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ ایک
بندہ تھا خدا نے اسے نصیحت کی وہ نصیحت پذیر ہو گیا۔ بیشک تم لوگوں میں اس کی نظیر موجود ہے۔

(۵) عن مجاهد قال قیل لابن عباس ما تقول فی شان علی بن ابی طالب فقال والله هو احد الثقلین
سبق بالشهادتین وصلی للقبلتین وبایع البیعتین وهو ابو السبطین الحسن والحسین وهو مولی الثقلین
ومثله فی الامة مثل ذی القرنین ردت علیه الشمس مرتین (اخرجه خطیب الخوارزمی) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تم علی کی شان میں کیا کہتے ہو
جواب دیا واللہ وہ دو ثقلین یعنے دو بزرگ چیزوں میں کے ایک ہیں (یعنے قرآن اور اہل بیت) اور وہ سب سے
اول شہادتیں (یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ) کا ذکر نیوالے ہیں انہوں نے دو قبلوں
(یعنے بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اور دونوں بیعتیں کی ہیں (یعنے بیت اول بیعت عقبہ جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ
میں ہوئی اور بیعت رضوان جو درخت حدیبیہ میں ہوئی) اور وہ باپ ہیں سبطین کے جو حسن اور حسین ہیں اور وہ ہیں
اور تمام جن و انس کے مولا ہیں اور اس امت میں وہ مثل ذو القرنین کے ہیں اور ان کے لئے آفتاب کو دو دفعہ
رجعت ہوئی ہے۔ **تنبیه** قال مجد الدین الفیروزآبادی فی القاموس ذو القرنین اسکندر رومی لانه
دعاهم الی الله عز وجل فضربوه علی قرنه فمات فاحیاه الله تعالی ثم دعاهم فضربوه علی قرنه الآخر فمات
فاحیاه الله تعالی او لانه بلغ قطری الارض او الضفیرتین له والمنذر بن ماء السماء لضفیرتین کانتا فی قرنیه وعلی
بن ابی طالب لقوله صلی الله علیه وسلم یا علی ان لک فی الجنة بیتا ویروی کنزا وانک لذو قرنیها ای لذو طرفی
الجنة وملکها الاعظم تملک ممالک الجنة کما سلک ذو القرنین جمیع الارض او ذو قرنی الامة فاضمرت وان
لم یتقدم ذکرها او ذو جبلیها الحسن والحسین او ذو شجتین فی قرنی راسه احدهما من عمرو بن عبد ود
والثانیه من ابن ملجم لعنهما الله ذو القرنین اسکندر رومی کو کہتے ہیں اس وجہ سے کہ جب سکندر نے لوگوں کو اللہ
تعالی کی طرف دعوت کی تو انہوں نے اس کے سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے پس اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا۔
بعد اس کے پھر وہ لوگوں کو دعوت کرنے لگے تو ان لوگوں نے ان کے سر کے دوسرے طرف تلوار ماری کہ وہ شہید ہو گئے بعد
اس کے دوبارہ اللہ تعالی نے ان کو زندہ کیا۔ یا ذو القرنین اس وجہ سے کہتے ہیں جو شاہان عراق میں سے تھا اس سبب
سے کہ ان کے سر پر دو کاکلیں تھیں۔ اور منذر بن ماء السماء کو بھی ذو القرنین کہتے ہیں جو شاہان عراق میں سے تھا اس
سبب سے کہ اسکے سر کے دونوں طرف کاکلیں تھیں۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ذو القرنین کہتے ہیں اس سبب سے
کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے باب میں فرمایا ہے کہ یا علی تیرے لئے بہشت میں ایک گھر ہے یا خزانہ ہے

اور تو اس کا ذوالقرنین ہے یعنی بہشت اور اس کے ملک عظیم کے دونوں طرف کا مالک ہے اور تو کل بہشت کی سیر کرے گا جس طرح سے کہ ذوالقرنین نے کل زمین کی سیر کی تھی یا یہ کہ آپ اس امت کے ذوالقرنین ہیں پس ضمیر مؤنث کی اس حدیث میں امت کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا ذکر پہلے نہیں آیا۔ یا اس سبب سے آپ اس امت کے دو بزرگوں کے والد ہیں یعنی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے یا اس سبب سے کہ آپ کے سر اقدس کے دونوں طرف دو زخم لگے ہیں پہلا عمرو بن عبدود سے اور دوسرا ابن ملجم ملعون سے۔

خاصف النعل

(۱) عن ذر قال لما كان يوم الحديبية خرج الينا اناس من المشركين من رؤسائهم فقالوا قد خرج اليكم من ابنائنا و رقائنا وانما خرجوا فراراً منا فاردُدهم الينا. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معشر قريش لتنتهن عن مخالفة امر الله او ليبعثن عليكم من يضرب رقابكم الذين قد امتحن الله قلوبهم للتقوى قال بعض اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اولئك يا رسول الله قال منهم خاصف النعل وكان اعطى عليا نعله يخصفها (اخرجه الترمذي و ابوداؤد) ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز ہمارے پاس مشرکین کے چند رئیس آئے اور کہنے لگے ہمارے لونڈے اور غلام تمہارے پاس چلے آئے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرنے سے بھاگے ہیں وہ ہم کو واپس دیدو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم خدا کے حکم کی مخالفت کرنے سے باز آجاؤ ورنہ تم پر ایسے لوگ بھیجے جائیں گے جو تمہاری گردن ماریں گے خدا نے تقوی کے ساتھ انکے دل کا امتحان کر لیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا ایک ان میں سے جوتا سینے والا ہے حضور نے اپنا جوتا جناب امیر کو سینے کے لئے دیا ہوا تھا۔

(۲) عن علی قال ان سهيل بن عمرو اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد ان قومنا المغلوبات فارددهم الينا فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رئى الغضب فى وجهه ثم قال لتنتهن يا معشر قريش او ليبعثن عليكم رجلا منكم امتحن الله قلبه للايمان يضرب رقابكم على الدين قيل يا رسول الله ابوبكر قال لا قيل عمر قال لا ولكن خاصف النعل ثم قال على اما انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تكذبوا على فمن كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده فى النار (اخرجه احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ سہیل ابن عمرو نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ہماری قوم کے لوگ آپ کے ساتھ مل گئے ہیں آپ ان کو ہمیں واپس دیدیں حضرت یہاں تک غصہ ہوئے کہ غضب کے آثار چہرہ اقدس پر نمایاں ہونے لگے پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم متنبہ ہو جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر ایک ایسا آدمی بھیجے گا کہ جس کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ پرکھ لیا ہے وہ دین پر تمہاری گردن مارے گا حضرت سے پوچھا گیا کہ وہ شخص ابوبکرؓ ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر پوچھا گیا کیا عمرؓ ہیں

آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔ اس حدیث کو روایت کر کے جناب امیر نے فرمایا کیا میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا؟ کہ مجھ پر جھوٹ مت بولو اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ آگ میں دھکیلا جائیگا

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنتہن بنو ولیعۃ او لیبعثن علیہم رجلا کنفسی ینفذ فیہم امری فیقتل المقاتلۃ ولیسبی الذریۃ فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی قال من تعنی قال خاصف النعل وعلی یخصف نعلا (اخرجہ احمد والنسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بنی ولیعہ (یا بنی ولیعہ) منتبہ ہو جائیں یا ان پر مجھ سا ایک آدمی بھیجا جائیگا وہ ان سے جنگ کریگا اور ان کی اولاد کو لونڈی اور غلام بنا لیگا ابوذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی اپنے ازار کے نیفہ کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں فرمایا جوتا سینے والے سے اور جناب امیر جوتا سی رہے تھے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا منتظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الینا قد انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علی فقال ان منکم رجلا من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ہو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ہو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ النسائی)

ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے باہر برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر کیطرف اتار کر پھینک دیا اور فرمایا تم میں ایک ایسا آدمی ہے کہ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا جس طرح سے کہ میں نے اسکی تنزیل پر جہاد کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔

الطاہر عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالٰی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا قال نزلت ہذہ الآیۃ فی خمسۃ فی النبی وعلی والحسن والحسین وفاطمۃ علیہم السلام (اخرجہ احمد والطبرانی وابن جریر فی تاریخہا) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا کہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ یہی چاہتا ہے اللہ مگر یہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا صرف پانچ شخصوں کے شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور علی اور حسن اور حسین اور جناب سیدہ علیہم السلام کے حق میں۔

(تنبیہ ۱) نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ (وہذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضہم) یعنی یہ حدیث اکثر علماء کی رائے کے نزدیک حسن ہے اور بے شک بعض نے اسکی تصحیح کی ہے

الصادق

عن عبد اللہ بن عباس فی قولہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی لانہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء والسیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) وابو بکر ابن مردویہ ابن عساکر عن ابی جعفر۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنے جناب علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام صادقوں کے سردار ہیں۔

المؤمن

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما وانت اول المؤمنین ایمانا (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کی رو سے پہلا ہے اور تو سب مومنوں سے ایمان لانے کے رو سے مقدم ہے۔

الانزع البطین

عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ تعالیٰ قد غفر لک ولولدک ولاھلک ولشیعتک فابشر فانک الانزع[۱] البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو پس تو لوگوں کو اسکی خوشخبری بیان کر کہ تحقیق تو انزع اور بطین ہے (تنبیہ) عن ابی سعید التیمی قال کنا نبیع الثیاب علی عواتقنا ونحن غلمان فی السوق فاذا رأینا علیا قد اقبل قلنا بزرگ اشکم قال علی ما تقولون قال نقول عظیم البطن قال اجل اعلاہ علم واسفلہ طعام (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الدین الطبری) ابو سعید تیمی بیان کرتا ہے کہ ہم بازار میں کپڑے کا تجارہ کندھے پر اٹھاتے ہوتے بیچتے تھے اور ابھی ہم لڑکے تھے کہ ناگاہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا ہم آپس میں کہنے لگے کہ جناب امیر (بزرگ اشکم) ہیں جناب امیر نے کہا تم کیا کہتے تھے ہم نے عرض کیا ہم نے حضور کو عظیم البطن کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اوپر اسکے علم ہے اور نیچے اسکے طعام۔

العابد

عن حارثۃ بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کان لعلی بیت فی المسجد کان یتعبد فیہ کما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الخوارزمی) حارثہ بن سعد ابی وقاص اپنے والد ماجد سے روایت کرتا ہے کہ جناب امیر کے لئے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں حجرہ بنا ہوا تھا جس میں وہ عبادت کیا کرتے تھے۔

---

[۱] انزع آنکہ موئی سر جانب پیشانی او رفتہ باشد وفی الحدیث علی انزع کذا فی المنتخب

الزاہد

عن قبیصة قال ما رأیت ازهد الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب)

قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زاہد نہیں دیکھا

کاسر الاصنام

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فصعد علی منکبی فذهبت لانهض به فرأی منی ضعفا فجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیه قال فیخیل الیّ لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیه تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاوله عن یمینه وشماله ومن بین یدیه ومن خلفه حتی اذا استمکنت منه قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف به فقذفت به فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیة ان یلقانا احد من الناس (اخرجه احمد فی المناقب والحاکم فی المستدرک) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے حضرتؐ نے مجھے فرمایا بیٹھ جا اور آپ میرے کندھے پر سوار ہوتے میں اٹھنے لگا حضرتؐ نے میرا ضعف دیکھ کر فرمایا تو میرے کندھے پر سوار ہو میں دوش اقدس پر سوار ہوا تو گویا یہ خیال ہو سکتا تھا کہ میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا چھت پر ایک مورت پیتل یا لوہے کی تھی میں اسے آگے پیچھے داہنے بائیں سے ہلانے لگا یہاں تک کہ میں نے اسے اکھاڑ لیا حضرتؐ نے مجھے فرمایا پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ بت شیشہ کی طرح چور چور ہو گیا۔ پھر میں اتر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں بھاگ کر گھر میں چھپ گئے تاکہ ہم کو کوئی نہ دیکھے۔

الساقی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی خمس هو احب الیّ من الدنیا وما فیها اما واحدة فهو تکاء بین یدی اللہ عزوجل حتی یفرغ من الحساب واما الثانیة فلواء الحمد بیده آدم ومن ولده تحته واما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی واما الرابعة فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عزوجل واما الخامسة فلست اخشی علیه ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میں ایسی پانچ باتیں ہیں کہ ہمارے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہیگا یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائیگا دوم یہ کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہو گا آدم اور آدم کی اولاد اسی کے نیچے ہو گی سوم یہ کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑا رہیگا اور جس کو میری امت میں سے پہچانتا ہو گا اسے پلا دیگا چہارم یہ کہ وہ میرے ستر کا ڈھانپنے والا اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرنیوالا ہے پنجم یہ کہ میں اسکی نسبت ہرگز خائف نہیں ہوں کہ وہ اپنی عفت کے بعد زنا کر سکے یا ایمان کے بعد کافر ہو سکے۔

۱؎ جائے خوردن آب از حوض۔

الحبیب

(۱) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذ
لی خلیلاً کما اتخذ ابراہیم خلیلاً وان قصری فی الجنۃ وقصر ابراہیم فی الجنۃ
متقابلان وقصر علی بین قصری وقصر ابراہیم فیا لہ حبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم والدیلمی) حذیفہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا میرا اور حضرت ابراہیم کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا اور علی کا قصر ہمارے قصروں کے
درمیان میں ہوگا پس مبارک ہے اس کے لئے جس کا حبیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہو۔

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ
ضرب لی قبۃ من مرجان حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بینہما
قبۃ من لؤلؤۃ بیضاء فما ظنکم بحبیب بین الخلیلین (اخرجہ الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لئے مرجان سرخ کا خیمہ لگایا جائیگا عرش کے داہنے
طرف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سبز یاقوت کا قبہ عرش کے بائیں جانب لگایا جائیگا اور ان دونوں کے
درمیان علی کے لئے سفید موتی کا قبہ بنایا جائیگا پس اس حبیب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے جو کہ دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا

القاری

قال ابو عبید السلمی القاری ما رأیت اقرأ من علی القرآن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قاری ابو عبید السلمی کہتے ہیں میں نے
جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا انہوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد
فرخ مہد میں پورا قرآن پڑھ لیا تھا۔

بیضۃ البلد

عن ابی الحسن المدائنی قال لما قتل علی بن ابی طالب عمرو بن عبد ود نعی الی اختہ
عمرۃ فقالت من ذا الذی اجترأ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت لم یعد کانت منیتہ علی
ید کفو کریم ما سمعت بافخر من ہذا یا فتاۃ لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ لکنت ابکی علیہ آخر الابد
لکن قاتلہ من لا نظیر لہ من کان یدعی قدیما بیضۃ البلد (کنز العمال) ابو الحسن مدائنی سے روایت ہے
کہ جب جناب علی بن ابی طالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور اسکی ہمشیرہ عمرہ کو اس کے قتل کی خبر لگی وہ پوچھنے لگی کہ
اس پر کس نے اقدام کیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب نے کہنے لگی اسکی موت کفو کریم کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے میں نے
اس سے کوئی زیادہ فخر والا دنیا میں نہیں سنا میری ہمشیرہ کہا کرتی تھی اگر عمرو کا قاتل اسکے سوا کوئی اور ہوتا تو میں ابد تک اسکو
روتی رہتی لیکن اس کا قاتل وہ ہے کہ جس کا مثل کوئی دوسرا نہیں وہ ہمیشہ سے بیضۃ البلد کہلاتا رہا ہے۔
تنبیہ بیضۃ البلد کے معنی لغت میں ہیں (المدرۃ التی تجمع الیہ القبل توالہ یعنی فرد الافراد) جس کے

پاس لوگ آکر جمع ہوں اور اس کے کہنے کو ہر طرح سے مانیں۔

المہدی

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولو علیا تجدوہ ھادیا ومھدیا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم علی کو اپنا خلیفہ بناؤ گے تو تم اسے ہادی اور مہدی پاؤ گے

طود النہی

عن ربعی بن خراش قال استاذن عبد اللہ بن عباس علی معاویۃ وقد تحلقت عندہ بطون قریش وسعید بن العاص جالس عن یمینہ فنظر الیہ معاویۃ مقبلا قال یا سعید لالقین علی ابن عباس مسائل یعیی بجوابہا قال لسعید لیس مثل ابن عباس یعیی بمسائلک فلما جلس قال معاویۃ ما تقول فی علی قال رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ علم الھدی وکہف التقی وطود النہی ومحل الحجی ومنبع الندی ومنتہی العلم للزلفی ونورا اسفر فی ظلم الدجی وداعیا الی الحجۃ العظمی ومستمسکا بالعروۃ الوثقی واکرم من شہد النجوی بعد محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وکان صاحب القبلتین وابا السبطین وزوجتہ خیر النساء فما یفوقہ احد لم تر عینا مثلہ ولم اسمع مثلہ فمن یبغضہ فعلیہ لعنۃ رب العباد الی یوم التناد (ذخائر العقبی وینابیع) واخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن عباس) ربعی بن خراش سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس معاویہ کے ملنے کو گئے اور داخل ہونیکا اذن مانگا معاویہ کے پاس قریش کے قبائل کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سعید بن العاص بھی اس کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا میں ابن عباس سے ایسی باتیں پوچھونگا کہ جس کے جواب میں وہ عاجز ہو جائیں گے سعید کہنے لگا ابن عباسؓ تیرے جیسے شخص کے سوالات سے عاجز نہیں ہو سکتے جب ابن عباسؓ وہاں محفل میں پہنچکر بیٹھ گئے معاویہ نے ان سے پوچھا تم علی کے حق میں کیا کہتے ہو ابن عباس نے کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے واللہ وہ ہدایت کے نشان تھے اور خلقت کے پشت و پناہ تھے۔ اور عقل کے پہاڑ تھے۔ اور دانائی کے محل تھے۔ اور بخشش کے خزانہ تھے۔ اور انتہائی علم کی جگہ تھے جو خدا کی قربت کیلئے ہو۔ اور وہ ایک نور تھے جو رات کی تاریکی میں چمکتا تھا۔ اور وہ بزرگ حجت کیطرف بلانیوالے تھے۔ اور رسن مستحکم کے ساتھ چنگل مارنیوالے تھے۔ اور بعد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مشورہ دینے والے سے زیادہ بزرگ تھے۔ اور وہ دونوں قبلوں کے صاحب تھے۔ اور وہ سبطین کے باپ تھے۔ انکی زوجہ خیر النساء تھیں پس کوئی شخص ان پر فوق نہیں لیجا سکتا۔ میری دونوں آنکھوں نے انکی مثل نہیں دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے انکی مثل نہیں سنا۔ پس جو شخص کہ ان سے دشمنی رکھے اس پر بندوں کے خدا کی پھٹکار ہو قیامت تک۔

دابۃ الجنۃ

عن عمر ابن جموح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمر ابن الخطاب ھل اریک دابۃ الجنۃ تاکل الطعام وتشرب الشراب وتمشی فی الاسواق قال ھذہ دابۃ

الجنۃ و اشار الی علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن جموح سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں جنت کا چارپایہ دکھائیں جو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے پھر فرمایا یہ ہے جنت کا چارپایہ اور جناب علی کی طرف اشارہ کیا۔

ایلیاء

عن علی قال لما اخذت الرایۃ یوم خیبر قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امض بها فجبریل معک والنصر امامک والرعب مبثوث فی صدور القوم واعلم یا علی انہم یجدون فی کتبہم ان الذی یدمر علیہم اسمہ ایلیا فاذا لقیتہم فقل انا علی فانہم یخذلون ان شاء اللہ تعالی فقال علی فمضیت بها حتی اتیت الحصن فقال لی حبر من احبارہم من انت فقلت لہ انا علی بن ابی طالب فقال لقد علوتم وما انزل علی موسی فکان کذا (اخرجہ ابن مردویہ فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے روز میں نے علم کو ہاتھ میں لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا جاؤ جبرئیل تمہارے ساتھ ہے اور فتح تمہارے آگے آگے ہے تمہارا رعب قوم کے دلوں میں بھرا گیا ہے اے علی جان لے کہ یہود اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جو شخص کہ ان کو ہلاک کریگا اس کا نام ایلیا ہوگا جب تو ان سے ملے تو کہیو میں علی ہوں خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیں گے جناب امیر کہتے ہیں کہ جب میں قلعہ کے قریب پہنچا علماء یہود میں سے ایک عالم نے مجھ سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا علی ابن ابی طالب وہ یہودی عالم کہنے لگا۔ بیشک تم غالب ہوگئے موسی علیہ السلام پر جھوٹ نہیں نازل کیا گیا۔

فقاء عین الفتنہ

(۱) عن زر بن حبیش انہ سمع علیا یقول انا فقأت عین الفتنۃ لولا انا ما قوتل اهل النهروان لولا انی اخشی ان تترکوا العمل لاخبرتکم بالذی قضی اللہ عزوجل علی لسان نبیکم لمن قاتلهم مبصرا لضلالتهم عارفا بالهدی الذی نحن علیہ (خرجہ النسائی) زر بن حبیش نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو یہ نہروانی نہ مارے جاتے۔ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہو کہ تم کام چھوڑ بیٹھو گے البتہ میں تم کو اس سے خبردار کرتا جو مجھ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری کیا ہے اس شخص کی نسبت جو ان کی گمراہی کو دیکھنے والا ہے اور اس ہدایت کا عارف ہے کہ جس پر ہم ہیں۔

امیر النحل

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین و من ههنا قیل لہ امیر النحل (حیوۃ الحیوان للدمیری فی ترجمۃ یعسوب) تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد فرمایا کہ تم مومنوں کے یعسوب ہو اور مال و دولت منافقوں کا یعسوب یعنی بادشاہ ہے دمیری حیوۃ الحیوان میں لکھتا ہے کہ اسی وجہ سے حضرت امیر کو امیر النحل کہا جاتا ہے۔

ذو البرقہ

ذو البرقہ علی بن ابی طالب لقبہ بہ العباس یوم حنین (قاموس اللغا فی البرق) مجد الدین

فیروزآبادی علیہ الرحمہ قاموس میں لکھتا ہے کہ ذوالبرقہ جناب علی بن ابی طالب کا خطاب ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حنین کے روز آپ کو یہ لقب دیا تھا۔

وفی المنتخب البرقۃ بالفتح دہشت لقب علی بن ابی طالب کہ در روز حنین عباس رضی اللہ عنہ ایشاں را بداں آواز کرد۔

مثل عیسیٰ عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلا من عیسیٰ احبہ قوم فہلکوا فیہ وابغضہ قوم فہلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون لہ مثلا من عیسیٰ فنزلت ہذہ الآیۃ ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون (اخرجہ البزار وابو یعلی والحاکم والنطنزی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تو عیسیٰؑ کی مانند ہے کہ ایک قوم نے ان سے یہاں تک محبت کی وہ اس میں ہلاک ہو گئے۔ اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئے پھر آپ نے ارشاد کیا۔ کیا منافق راضی نہیں کہ وہ عیسیٰؑ کی مانند ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اور جب کہاوت لائے مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلانے۔

القرم[1] عن عبد المطلب بن ربیعۃ بن الحارث قال اجتمع ربیعۃ بن الحارث والعباس بن عبد المطلب قالا للمطلب بن ربیعۃ والفضل بن عباس ائتیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولا یا رسول اللہ قد بلغنا ما تری من السن فاحببنا ان نتزوج وانت یا رسول اللہ ابر الناس واوصلہم ولیس عند ابوینا ما نصدق عنہما فاستعملنا علی الصدقۃ فلنؤدی الیک ما یؤدی العمال ونصیب ما کان فیہا من مرفق[2] فبینما ہما فی ذلک اذا جاء علی بن ابی طالب فقال لنا لا تفعلا واللہ لا یستعمل منکم احدا علی الصدقۃ فقال لہ ربیعۃ ہذا من حسدک وقد نلت صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نحسدک علیہ فالقی علی رداءہ ثم اضطجع ثم قال انا ابو الحسن القرم واللہ لا ابرح مقامی ہذا حتی یرجع الیکما ابناکما بجواب ما بعثتما بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رجعنا الاذہبا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ انت ابر الناس واوصل الناس قد بلغنا النکاح فجئنا لتؤمرنا علی بعض ہذہ الصدقۃ فنؤدی الیک ما یؤدی الناس ونصیب کما یصیبون فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان الصدقۃ لا ینبغی لآل محمد انما ہی اوساخ الناس (اخرجہ ابوداؤد والنسائی والطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسند ربیعۃ بن الحارث) عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میرا والد ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب مجھ سے اور فضل بن عباس سے کہنے لگے تم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جا کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ ہم جوان ہو گئے ہیں ہم نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور قرابت والوں کے لئے

[1] القرم مہتر بزرگ ۱۲ [2] المرفق کاریکہ ازاں فائدہ حاصل شود ۱۲

صلہ رحم عمل میں لانیوالے ہیں ہمارے والد ہماری طرف سے مہر ادا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے حضور ہمکو عامل زکوٰۃ مقرر فرما دیں تاکہ جس طرح سے دوسرے عامل ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کیا کریں اور ہمیں بھی اس سے فائدہ حاصل ہو جائے ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیر تشریف لے آئے اور ہم سے فرمانے لگے تم حضرتؐ کے پاس مت جاؤ واللہ حضرتؐ تم میں سے ایک کو بھی زکوٰۃ پر عامل نہیں مقرر فرمائیں گے ربیعہ نے یہ سن کر کہا آپ یہ بات حسد کی وجہ سے کہتے ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی سے مشرف ہو گئے تو ہم نے حسد نہ کیا جناب امیر نے یہ سنکر اپنی ردا مبارک زمین پر بچھا دی اور لیٹ گئے اور کہنے لگے میں ابوالحسن شیر نر ہوں بخدا میں اس مقام سے اس وقت تک نہیں ٹلوں گا جب تک کہ تمہارے دونوں لڑکے حضرتؐ کے پاس سے تمہاری بات کا جواب لیکر واپس نہ آئیں۔ جب وہ واپس آئے تو بیان کرنے لگے کہ ہم نے حضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا تھا۔ کہ یا رسول اللہ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور رشتہ داروں کے حق میں سب سے صلہ رحم بجا لانیوالے ہیں ہم جوان ہو گئے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں ہم حضور کی خدمت میں اسلیئے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور ہم کو صدقات پر عامل مقرر فرما دیں۔ تاکہ جس طرح سے لوگ ادا کرتے ہیں ہم بھی ادا کریں اور جو فائدہ ان کو ملتا ہے ہم کو بھی ملے حضرت تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمانے لگے آلِ محمد کو صدقات کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ کی میل ہے۔

تمت

قَدْ تَمَّ اَلْبَابُ الْاَوَّلُ مِنْ اَرْجَحِ الْمَطَالِبِ فِیْ عَدِّ مَنَاقِبِ،

اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ

وَیَلِیْهِ الْبَابُ الثَّانِیْ

اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالےٰ

باب دوم

جناب امیر کی شان کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں

موسوم بہ

اَلنَّصُّ الْجَلِیُّ مِمَّا نَزَلَ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فِیْ عَلِیٍّ

مقدمہ

(۱) عن ابن عباس قال ما انزل یا ایہا الذین آمنوا الا علی امیرھا و شریفہا و لقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد و الطبرانی و ابن ابی حاتم و ابن عبد البر فی الاستیعاب و علامہ ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایہا الذین آمنوا کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال ما نزلت یا ایہا الذین آمنوا الا کان علی لبہا و لبابہا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایہا الذین آمنوا نازل نہیں ہوا کہ مگر علی اسکے لب لباب تھے۔

(۳) عن ابن عباسؓ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر و ابن مردویہ و ابن حجر فی الصواعق المحرقہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

(۴) عن علی قال نزل القرآن اربعا ارباعا فربع فی عدونا و ربع سیر و امثال و ربع فرائض و احکام و لنا کرائم القرآن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔

کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے۔ پس اسکا ایک ربع ہماری شان میں۔ اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے۔ اور ایک ربع میں قصص اور امثال ہیں۔ اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت فی علی ثلثمائۃ (اخرجہ ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

(۶) عن مجاھد رحمۃ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون آیۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں۔

آیات

[۱] انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (سورہ احزاب)
ترجمہ:۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۱) عن عائشۃ رض قالت خرج رسول اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فادخلہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی) وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم والسیوطی فی الدر المنثور) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرتؐ نے ان کو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی آپ نے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں حضرتؐ نے ان کو بھی لے لیا پھر جناب علیؑ تشریف لائے۔ آپ نے ان کو بھی اس میں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت ان ھذہ الآیۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ نزلت بیتی وانا جالسۃ عند الباب وفی البیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین فجللھم بکساء وقال اللھم ھؤلاء اھل

بیتی وحامتی اذهب عنہم الرجس وطہرھم تطہیرا فقلت وانا معہم یارسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی وصححہ والدولابی والبیہقی وابن جریر وابن المنذر و الحاکم وصححہ وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہ تحقیق یہ آیت کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لیجائے تم میں سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) میرے گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ اور گھر میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے حضرتؐ نے ان کو چادر اڑھا کر فرمایا۔ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں فرمایا تم بہتری پر ہو۔

(۳) عن عمر بن ابی سلمۃ قال نزلت ھذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیت ام سلمۃ و انا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ وعلیا وحسنا وحسینا وجللھم بکساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنہم الرجس وطہرھم تطہیرا وقالت ام سلمۃ انا معہم یارسول اللہ قال انت علی مکانک انت علی الخیر (اخرجہ احمد) والترمذی وابن جریر والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں بھی انہیں کے گھر میں تھا کہ حضرتؐ نے جناب فاطمہؓ اور علیؓ اور حسنین علیہم السلام کو بلوا کہ ان پر چادر ڈالدی پھر دعا کی اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے نجاست کو دور کر اور پاک کر ان کو خوب پاک کرنا۔ ام سلمہ نے عرض کیا رسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے اور تو بھی نیکی پر ہے۔

(۴) عن واثلۃ بن الاسقع قال اتیت فاطمۃ اسالہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجلست انتظرہ واذا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعہ علی والحسن والحسین فاخذ بید کل واحد منہم حتی دخل الحجرۃ فاجلس الحسن علی فخذہ الیسری واجلس علیا وفاطمۃ بین یدیہ ثم علیہم الکساء ثم قرأ انما یرید اللہ لیذھب

عنکم الرجس اھل البیت و یطھیرا اخرجہ احمد وابو حاتم والحاکم وصححہ والبیھقی والدیلمی وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر والسیوطی فی الدر المنثور) واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی تلاش میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لے گئے ہیں میں ان کی انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر اور حسنین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے حسن علیہ السلام کو داہنے زانو پر اور حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر اور جناب امیر اور حضرت سیدہ کو اپنے سامنے بٹھالیا ان پر چادر ڈال کر اس آیت کو پڑھا کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا)

(۵) عن سعد قال لما نزل علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ ادخل علیا وفاطمۃ وابنیھما تحت ثوبہ ثم قال اللھم ھولاء اھلی واھل بیتی (اخرجہ ابن جریر۔ وابن مردویہ والحاکم۔ والسیوطی فی الدر المنثور) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹوں کو اپنی چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہی میرے اہل اور میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(۶) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما دخل علی بفاطمۃ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین صباحا الی بابھا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الصلوۃ رحمکم اللہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب امیر کا نکاح جناب سیدہ سے ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میں جنگ کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے جنگ کرے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے۔

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (اخرجہ احمد والترمذی وابن ابی شیبۃ وحسنہ ابن المنذر وصححہ الحاکم و

ابن مردویۃ والسیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق چھ مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کیوقت گذرتے رہے اور فرماتے رہے۔ اے اہل بیت نماز کا وقت ہے نہیں چاہتا ہے۔ اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۸) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر فکان اذا اصبح اتی علی باب فاطمۃ وھو یقول اھل البیت رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اخرجہ الطبرانی روایۃ ابن جریر وابن مردویۃ ثمانیۃ اشھر ھکذا اخرجہ السیوطی فی الدر المنثور) ابوالحمراء رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے تک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا۔ جب صبح ہوتی تو حضرت جناب فاطمہ علیہا السلام کے دروازے پر تشریف لیجا کر فرماتے اے اہل بیت خدا تم پر رحم کرے نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۹) عن ابن عباس رض قال شھدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر یاتی کل یوم باب علی ابن ابی طالب عند وقت کل صلوۃ فیقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اخرجہ ابن مردویۃ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کیوقت جناب امیر کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہل بیت نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجائے تم سے نجاست کو اے گھر والوں اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال انھا نزلت فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین علیھم السلام (اخرجہ احمد والطبرانی والطبری وعند ابن جریر مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ نزلت فی خمسۃ فیّ وفی علی والحسن والحسین وفاطمۃ کذا فی الصواعق المحرقۃ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء قال البدخشی فی نزل الابرار وایضا اخرجہ السیوطی فی تفسیر الدر المنثور) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت تطہیر پنج تن پاک یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اور جناب علیؑ اور حضرت سیّدہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
ابن جریر نے اس حدیث کو آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں کہ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے اور علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنینؓ کے (یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے)

(۱۱) عن الحسن بن علیؑ قال نحن اَھلُ بَیتِ الَّذِی قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ بن سعد وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) جناب حسن بن علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اہلِ بیت ہم لوگ ہیں جن کے حق میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہے۔

[۲] فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ اے محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلادیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھولاء اھل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی فی الخصائص) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت کہ (اے محمد کہہ جھگڑنے والوں سے آؤ بلادیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلِ بیت ہے۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ قال انفسنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وابنائنا الحسنؑ والحسینؑ ونسائنا فاطمۃ (اخرجہ الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انفسنا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابنائنا سے حسنؑ اور حسینؑ۔ اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں

(۳) عن ابن عباسؓ قال ان رھطا من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا

ماشانك تذكر صاحبنا قال من هو قالوا عيسى تزعم انا عبد الله قال اجل قالوا فهل رايت مثل عيسى او انبئت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبريل فقال له قل لهم اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله كمثل ادم وفي رواية ان واحدا منهم قال له المسيح بن الله لا اب له وقال الآخر هو الله لانه احياء الموتى واخبر عن الغيوب وابرء الاكمه والابرص وخلق من الطين طيرا وتزعم انه عبد الله فقال صلے اللہ علیہ وسلم هو عبد الله وكلمته القاها الى مريم فغضبوا فقالوا انما لا ترضوا ان تقول هو الله وقالوا ان كنت صادقا فارنا عبد الله يحيي الموتى ويشفي الاكمه والابرص ويخلق من الطين طيرا فينفخ فيه فيطير فسكت عنهم فنزل الوحي يقول له تعالى لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم وقوله تعالى فمن حاجك من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ثم قال لهم ان الله امرني ان لم تنقادوا للاسلام اباهلكم ثم انهم وعدوا الى الغد ولما اصبح رسول الله صلے اللہ علیہ وسلم اقبل معه علي والحسن والحسين وفاطمة وعند ذلك قال لهم اسقفهم اني لارى وجوها لو سال الله ان يزيل لهم الجبل لازاله فلا تباهلوا فتهلكوا ولا يبقى على وجه الارض نصراني فقال صلے اللہ علیہ وسلم لا نباهلك (اخرجه ابو حاتم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاری نجران کے چند آدمی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہیں وہ بولے عیسٰی کی جن کی نسبت آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد کیا میرا گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ عیسٰی جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپ کو ان کے جیسے کی خبر لگی ہے تو آپ ہم کو بتائیں۔ یہ کہکر وہ لوگ حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے۔ پس جبریل علیہ السلام حضرتؐ کے پاس تشریف لاکر کہنے لگے جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہدیں کہ خدا کے نزدیک عیسٰیؑ بعینہ حضرت آدمؑ کی طرح ہیں (ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ) کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرتؐ کی جناب میں عرض کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اس کے ساتھ والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے۔ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ آپ انکو خدا کا بندہ کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ خدا کا بندہ اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف القا کیا گیا تھا۔ وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا

بنا دیں ایسا دکھا دیں جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور پھر ان میں پھونکے اور وہ اڑ جائیں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہو گئے ہیں وہ لوگ جو کہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ تجھے اس کا علم آگیا ہے پس کہدے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) پھر آپ نے نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہوگے تو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے ۔ اسقف نے ان کو کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدائے تعالیٰ اس کو اس کی جگہ سے ٹلا دیگا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ پس ان کا اسقف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے۔

(۴) اخرج الدارقطنی علیا یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللّٰہ ھل فیکم احد اقرب الی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فی الرحم منی ومن جعلہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نفسہ نفسہ وابناءہ ابناءہ غیری قالوا اللّٰھم لا دارقطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریٰ سے آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں۔

۳ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (ع م) ترجمہ اپنی قوم سے کہدے تو اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت (۱) عن ابن عباسؓ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ قالوا یا رسول اللّٰہ من ھٰؤلاء الذین امرنا اللّٰہ تعالیٰ بمودتھم قال علیؑ وفاطمۃؑ وابناھما اخرجہ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی والبغوی عن مقاتل والکلبی و

الحاکم والدیلمی والطبری) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
کہ اپنی قوم سے کہدے تو اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں مگر قرابت
والوں کی محبت) لوگوں نے عرض کیا کہ جن لوگوں کی محبت کے لئے خدا نے ہمیں حکم کیا ہے وہ کون
ہیں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان دونوں کے بیٹے۔

(۲) عن زاذان عن علیؑ قال فینا اھل البیت فی حٰمٓ آیت لا یحفظ مودتنا الا کل مومن
ثم قرأ قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابو الشیخ) زاذان جناب امیر
علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپنے فرمایا۔ ہم اہل بیت کی شان کے متعلق سورہ حٰمٓ
میں ایک آیت ہے۔ نہیں نگاہ رکھے گا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن۔ پھر آپنے اس آیت
کو پڑھا (کہدے اپنی قوم سے اے محمدؐ کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجرت نہیں طلب
کرتا ہوں مگر قرابت والوں کی محبت)

۴- وقفوھم انھم مسئولون (سورۃ والصفت) ترجمہ اور کھڑا کرو ان کو تحقیق
ان سے پوچھنا ہے۔

(۱) عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون
یوم القیامۃ عن ولایۃ علی (اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ و ابو بکر بن مردویہ والدیلمی
فی فردوس الاخبار) ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کریمہ کے متعلق
کہ اور کھڑا کرو ان کو تحقیق ان سے پوچھنا ہے قیامت کے دن علیؑ کی ولایت سے۔

۵- انما انت منذر و لکل قوم ھاد (سورہ رعد) ترجمہ اسکے سوا نہیں کہ تو اے
محمدؐ ڈرانیوالا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک راہ دکھانیوالا ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا المنذر و علی ھاد واشار بیدہ
الی علی وقال بک یھتدی المھتدون (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم فی کتابہ
ما نزل من القرآن فی علی و ابو بکر بن مردویہ) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور علی ہادی ہیں اور آپ نے
جناب علیؑ کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علی ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت
پا دیں گے۔

(۲) عن ابی برزۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انما انا منذر و وضع

بيده على صدره نفسه ثم وضعها على صدر علي ويقول ولكل قوم هاد (اخرجه ابن مردويه والسيوطي في الدر المنثور) ابوبرزة الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا پھر جناب علی ع کے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے۔

(۳) عن جابر قال لما نزلت انما انت منذر ولكل قوم هاد وضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده على صدره فقال انا المنذر واومى بيده الى منكب علي فقال انت الهادي وبك يهتدي المهتدون (اخرجه ابن جرير وابن مردويه وابونعيم في المعرفة والديلمي وابن عساكر وابن النجار والسيوطي في الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کے سوا نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ایک راہ بتانے والا ہے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور علی ع کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتانیوالا ہے اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔

۶- ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما واسيرا (سورة الدهر) ترجمہ اور کھلاتے رہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو۔

(۱) عن ابن عباس ع قال اجر على نفسه ليستقي نخلا بشعير ليلة حتى اصبح فلما قبض الشعير طحن منه فجعلوا منها شيئا ليأكلوه يقال له الحريرة دقيق بلا دهن فلما تم انضاجه اتى مسكين فسأل فاطعموه اياه ثم صنعوا الثلث الثاني فلما تم انضاجه اتى يتيم فسأل فاطعموه اياه ثم صنعوا الثلث الباقي فلما تم انضاجه اتى اسير من المشركين فاطعموه اياه فنزلت هذه الآية- هذا قول الحسن وقتادة وقال سعيد بن جبير محبوس من اهل القبلة (اخرجه الواحدي) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر ع نے ایک دفعہ رات بھر کی محنت اپنی قوت کے لئے کی جب صبح ہوئی تو ان کو اجرت میں جو دستیاب ہوتے تھے آپ نے ان کو لیکر پیسا اور اسکی ایک تہائی کا پتلا سا حریرہ گھی کے بغیر پکوایا جب پک چکا ایک مسکین نے آکر سوال کیا جناب امیر نے وہ سارا اس کو کھلا دیا۔ پھر دوسری تہائی کو پکوایا۔ جب وہ بھی تیار ہوا ایک یتیم نے آکر سوال کیا آپ نے وہ سارا بھی اس کو کھلا دیا۔ پھر تیسری تہائی کو پکوایا اس کے پختہ ہونے پر مشرکوں کے ایک قیدی نے آکر سوال کیا آپ نے وہ سارا اس کو بھی کھلا دیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں وہ قیدی اہل قبلہ میں سے تھا۔

(۲۲) عن ابن عباسؓ ان الحسن والحسین مرضا فعادهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ابو بکرؓ وعمرؓ فقالوا یا ابا الحسنؑ او نذرت علی ولدک فنذر علی وفاطمۃ وفضۃ جاریۃ لہما ان برءا مما بہما ان یصوموا ثلثۃ ایام فشفیا وما معہم شئ فاستقرض علیؑ من شمعون الیہودی الخیبری ثلثۃ اصوع من الشعیر فطحنت فاطمۃ صاعا واختبزت خمسۃ اقراص علی عددہم ووضعتہا بین ایدیہم لیفطروا فوقف علیہم سائل فقال السلام علیکم اہل بیت محمدؐ مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فاثروہ وباتوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیہم وقف علیہم یتیم فاثروہ ووقف علیہم اسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسن والحسینؑ واقبلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرہم وہم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم فقام فانطلق معہم فرای فاطمۃ فی محرابہا قد التصق ظہرہا ببطنہا وغارت عیناہا فساءہ ذلک فنزل جبرئیلؑ فقال خذہا یا محمد ہناک اللہ فی اہل بیتک فاقرء الآیۃ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا (اخرجہ الزمخشری فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہو گئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالے عنہما کو ساتھ لیکر ان کی عیادت کے لئے تشریف لاتے صحابہ نے عرض کیا یا ابا الحسن اگر آپ ان اپنے نور چشموں کے لئے نذر مانتے تو بہتر تھا پس جناب امیر اور جناب سیدہ اور فضہ انکی لونڈی نے انکی تندرستی پر تین دن روزے رکھنے کی نذر مانی پس جب وہ دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو گئے سب نے ملکر روزے رکھے ان کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا جو افطار کے لئے کام آتا جناب امیرؑ نے شمعون خیبری یہودی سے جو کے تین پیمانے قرض لئے۔ اس میں سے ایک پیمانے کو جناب سیدہ علیہا السلام نے پیسکر پانچ روٹیاں انکی تعداد کے موافق پکائیں جب افطار کے لئے ان کے آگے رکھیں ایک سائل نے آکر صدا کی السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کچھ کھلاؤ خدا تم کو جنت کی نعمتوں سے سیر کرے۔ سب نے اپنا کھانا اسے بخش دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ اور پھر دن بھر روزہ رکھا جب رات ہوئی اور افطار کے لئے کھانا پکایا گیا۔ ایک سائل نے آکر آواز دی میں یتیم ہوں۔ سب نے اپنا کھانا اٹھا دیا۔ اور پانی سے افطار کر کے سو رہے پس اسی طرح سے تیسرے روز کی افطاری ایک قیدی کو بخش دی۔ صبح کو جناب امیرؑ حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے

حضورؐ میں لے گئے وہ دونوں صاحبزادے مرغ کے چوزہ کی طرح کانپ رہے تھے حضرتؐ نے انکو دیکھکر فرمایا۔ ان کی یہ کیا حالت ہے جس سے مجھے رنج پیدا ہو رہا ہے پھر آپ جناب امیرؑ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ علیہا السلام کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ کمر سے لگا ہوا ہے اور انکی آنکھوں میں ضعف سے حلقے پڑے ہوئے ہیں حضرتؐ کو یہ دیکھکر نہایت ملال ہوا۔ اتنے میں جناب جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور کہنے لگے یا محمد یہ لیجئے خدائے تعالیٰ آپ کو آپکے اہل بیت کی نسبت تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ (اور کھلاتے ہیں کھانا اپنی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو۔

۷۔ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (سورہ النساء) ترجمہ جو لوگ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ والرسول الخ قال علیؑ یا رسول ھل نقدر ان نزورک فی الجنۃ کما نزورک قال رسول اللہ ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الآیۃ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ قد انزل بیان ما سالت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت الصدیق الاکبر (تفسیر ابن الحجام) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت من یطع اللہ والرسول کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہو سکتا ہے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کے لئے اس کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے پس یہ آیت شریف نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یا علی تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

۸ - والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون (سورۂ زمر) ترجمہ اور وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے اور وہ جس نے کہ تصدیق کی اس کی وہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

(۱) عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ قال علی (اخرجہ ابن عساکر والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والفقیہ ابن المغازلی فی المناقب) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص کہ آیا ساتھ سچ کے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جس نے کہ تصدیق کی اس کی وہ جناب امیر ؑ ہیں۔

(۲) عن ابی ہریرۃ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ قال علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ الذی جاء بالصدق سے جناب رسالت مآب ؐ ، صدق بہ سے جناب علی علیہ السلام مراد ہیں۔

۹ - یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (سورۂ التوبہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۱) عن ابن عباس قال مع علی لانہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء وسبط ابن الجوزی والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے) کہتے ہیں کہ ساتھ علی کے کیونکہ وہ صادقوں کے سردار ہیں۔

(۲) عن ابی جعفر فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی (اخرجہ ابن عساکر وابوبکر بن مردویہ) جناب ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت (کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ) کی تفسیر میں روایت ہے کہ علی کے ساتھ ہو جاؤ۔

۱۰ - والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم (سورۂ الحدید) ترجمہ اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پس وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے رب کے پاس ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔

عن ابن عباس قال انہا نزلت فی علی (اخرجہ احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیرہ وابن المغازلی فی المناقب) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر ؑ کے شان میں نازل ہوئی۔

۱۱ - من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر (سورۂ احزاب) ترجمہ اور بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو عہد کہ خدا سے انہوں نے باندھا تھا پس ایک ان میں وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے۔

عن عکرمۃ قال سئل علی وھو علی المنبر بالکوفۃ عن قولہ تعالیٰ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا
اللہ علیہ فقال اللھم غفرا ھذہ الآیۃ نزلت فیّ وفی عمی حمزۃ وفی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث فانہ
قضی نحبہ یوم بدر واما عمی حمزۃ فانہ قضی نحبہ یوم احد واما انا فانتظر اشقاھا یخضب ھذہ
من ھذہ واشار الی لحیتہ وراسہ وقال عھد عھدہ الی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ
ابن مردویہ وسبطین الجوزی وابن حجر مکی اعنی محرقہ) عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک
مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کے (اور بعض مومنوں سے ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں
نے جو عہد کہ خدا سے باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے جناب امیر نے فرمایا
اے خدا بخشیو یہ آیت میرا اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچیرا
بھائی عبیدہ بن الحارث بدر کے روز اپنا کام پورا کر چکا اور احد کے روز میرے چچا حمزہ اپنا کام پورا کر گئے اب میں اس
امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اسکو اسکے خون سے
رنگین کرے گا۔ میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے۔

۱۲ ھذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من النار یصب
من فوق رؤسھم الحمیم یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود ولھم مقامع من حدید
کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا وذوقوا عذاب الحریق۔ ان اللہ یدخل
الذین امنوا وعملوا الصالحات جنت تجری من تحتھا الانھار یحلون فیھا من اساور
من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر (سورۃ الحج) ترجمہ۔ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر سو جو
منکر ہوئے انکے واسطے ہیں آگ کے کپڑے ڈالتے ہیں انکے سر پر کھولتا پانی۔ نچڑ جاتا ہے اس سے جو ان کے پیٹ
میں ہے اور کھال بھی۔ ان کے واسطے موگریاں ہیں لوہے کی۔ جب وہ چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے
پھر ڈالے گئے وہ اندر اور چکھتے رہو جلن کی مار۔ بیشک اللہ داخل کریگا انکو جو لائے ایمان اور کی بھلائیاں
باغوں میں بہتی ہیں انکے نیچے نہریں۔ گہنا پہنا دینگے انکو وہاں کنگن سونے کے اور موتی۔ انکی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔

۱۱ عن قیس بن عبادۃ قال قال علی انا اول من یجثوا بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ قال
قیس وفیھم نزلت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر حمزۃ وعلی
وعبیدۃ بن الحارث وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبہ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ سے روایت
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں سب سے اول خدا کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کرونگا۔ قیس کہتے ہیں
کہ یہ آیت کہ (دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر) ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بدر کے روز جنگ

کی ہے وہ جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

(۲) عن علی قال فینا نزلت هذه الآیة فی مبارزتنا یوم بدر هذان خصمان اختصموا فی ربهم (اخرجه البخاری) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے اور بدر کے روز ہمارے مقابلہ کرنے والوں کی حق میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی یہ دو مدعی جھگڑتے ہیں اپنے رب پر۔

(۳) عن ابی ذر انه کان یقسم لنزلت هذه الآیة فی حمزة وعلی وعبیدة بن الحارث وعتبة بن ربیعة وشیبة بن ربیعة والولید بن عتبة (اخرجه البلسی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے حق میں نازل ہوئی ہے

[۱۳] ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلهم کالذین امنوا وعملوا الصلحات سواء (سورہ جاثیہ) ترجمہ کیا گمان کرتے ہیں برائیاں کر کردیں ہم ان کو مانند ان لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے۔

عن ابن عباس قال نزلت فی علی وحمزة وعبیدة بن الحارث فالذین اجترحوا السیات عتبة وشیبة والولید۔ والذین امنوا وعملوا الصلحت علی وحمزة وعبیدة (اخرجه سبط ابن الجوزی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے پس اس آیت میں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں۔ وہ عتبہ اور شیبہ اور ولید ہیں اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں وہ جناب علی اور حمزہ اور عبیدہ ہیں)

[۱۴] افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه (سورہ هود) ترجمہ آیا جو شخص کہ اپنی پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اسی کیطرف سے۔

(۱) عن عباد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیا یقول وهو علی المنبر ما من رجل من قریش الا وقد نزلت فیه آیة او آیتان فقال رجل فما نزل فیك ثم قال اما انك لو لم تسالنی علی رؤس القوم ما حدثتك ویحك هل تقرأ سورة هود ثم قرأ علی افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی بینة من ربه وانا شاهد منه واخرجه ابن ابی حاتم وابن المغازلی فی المناقب وابن عساکر وابن مردویه والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی والواحدی فی تفسیرهما وابن جریر الطبری والطبرانی فی المعجم الکبیر وابن مندة وابو الشیخ وابو نعیم والمتقی فی کنز العمال و صاحب تفسیر معالم التنزیل عباد بن عبد اللہ الاسدی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے

سنا کہ قریش میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص کہنے لگا آپ کے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیرؑ نے کہا اگر تو لوگوں کے سامنے مجھ سے نہ پوچھتا تو میں تجھ سے بیان نہ کرتا افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کبھی نہیں پڑھا ہے پھر جناب امیر نے اس آیت کو پڑھا کہ آیا جو شخص (کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے نفس ایک گواہ آئے اسی کیطرف سے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ (یعنی اپنے رب کے دلیل روشن پر) ہیں اور میں شاہد منہ (یعنی اسکی طرف سے گواہ) ہوں

(۲) عن ابن عباسؓ افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شاھد منہ علی بن ابی طالبؑ خاصۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افمن کان علی بینۃ من ربہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاہد منہ سے خاصکر علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

{۱۵} فان اللہ ھو مولاہ و جبریل و صالح المومنین (سورۃ التحریم) ترجمہ پس بے شک اللہ وہی رفیق ہے اپنے نبی کا اور جبریل اور مومنوں کا نیک۔

(۱) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول و صالح المومنین علی بن ابی طالبؑ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم وابن ابی حاتم والسیوطی فی الدر المنثور والمتقی فی کنز العمال) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ و صالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ ما نزل من القرآن فی علی۔ وابن عساکر۔ وابن مردویہ۔ و فخر الرازی فی الاربعین) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔

{۱۶} وتعیھا اذن واعیۃ (سورۃ الحاقۃ) ترجمہ اور یاد رکھے اسکو کان سننے والا۔

(۱) عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک لتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیھا اذن واعیۃ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابونعیم فی ما نزل من القرآن فی علی۔ وابن جریر وابن ابی حاتم۔ والدیلمی فی فردوس الاخبار۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ یا علی ہم تمہیں تعلیم کریں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے کہ تمہیں یاد رکھائے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان۔

(۲) عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعل ذلک واعیھا علی فعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)
مکحول جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے خدا سے پاس مانگا ہے وہ سننے والا کان تیرے کانوں کو بنادے پس خدا نے ایسا ہی کردیا۔ جناب امیر کہا کرتے تھے پس میں نے اس روز سے کوئی کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

(۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ وتعیھا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علے وقال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء وابن المغازلی فی المناقب والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ اور یاد رکھے اسے کان سننے والا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ یا علی وہ اسے تیرے کان بنادے جناب امیر فرمایا کرتے تھے اسکے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔

[۱۷] افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون (سورۃ سجدہ) ترجمہ آیا وہ شخص کہ مومن ہے ہوسکتا ہے مثل اس کی جو کہ فاسق ہے۔

(تنبیہ) اخرج الواحدی۔ وابن عساکر۔ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس واخرج جریر والحافظ السلفی عن عطاء بن یسار۔ واخرج ابن عدی۔ والخطیب فی تاریخہ من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال نزلت فی علے والولید بن عقبہ ابن ابی معیط واخرج الخطیب وابن عساکر من طریق لیعۃ عن عمرو بن دینار عن ابن عباس قال انھا نزلت فی علے وعقبۃ ابن ابی معیط لا الولید (لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطی۔ امام واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور علامہ ابن جریر اور حافظ السلفی نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں خطیب اور ابن عساکر لیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے اور اس نے ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور ولید بن عقبہ کے حق میں نہیں بلکہ اسکے باپ عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے،

(۱) عن ابن عباس قال ان الولید قال لعلی انا احد منک سنانا وابسط لسانا واملا للکتیبۃ فقال لہ علے اسکت انما انت فاسق فانزل اللہ تصدیقا لعلی افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا قال قتادۃ ما استووا فی الدنیا ولا عند اللہ ولا فی الآخرۃ ثم اخبر منازل الفریقین فقال ہذا علے انا الذ

امنوا (خرجہ الواحدی) وکذا فی الکشاف) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ولید جناب امیر سے کہنے لگا میں تم سے تیز نیزہ والا ہوں۔ اور تیز زبان ہوں اور بھاری تلوار والا ہوں جناب امیر نے اس سے فرمایا خاموش رہ تو تو فاسق ہے پس خدا تعالیٰ نے جناب امیر کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیا ہو سکتا ہے وہ شخص کہ مومن ہے مثل اس شخص کے جو کہ فاسق ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ دونوں ہرگز نہ دنیا میں نہ خدا کے پاس نہ آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ پھر خدا نے فریقین کے مرتبہ سے خبردار کیا ہے اور فرمایا ہے پر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں۔

(۲) قال حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ — انزل اللہ الکتاب العزیز فی + علی وفی الولید قرآنا + فتبوء الولید من ذالک فسقا + وعلی مبتوء ایمانا + لیس من کان مؤمنا عرف اللہ + کمن کان فاسقا خوانا سوف یجزی الولید خزیا ونارا + وعلی لا شک یجزی جنانا + فعلی یلقی لدی اللہ عزا + والولید یلقی ھناک ھوانا + خدا نے عزت والی کتاب کو علی اور ولید کے حق میں نازل فرمایا۔ اور ولید کا فسق ٹھکانا بنایا۔ اور علی کا ایمان ٹھکانا بنایا۔ نہیں ہے وہ شخص جو کہ ایمان والا ہے اور جس نے خدا کو پہچانا مثل اس شخص کے جو فاسق اور خائن ہے عنقریب دوزخ میں ولید رسوا کیا جائیگا اور علی کو بیشک جنت میں جزا ملیگی۔ پس علی خدا سے عزت کے ساتھ ملیں گے اور ولید وہاں رسوا ہوگا۔

{۱۸} اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستون عند اللہ (سورۃ توبہ) کیا گردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کی مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی والعباس (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی اور عباس کے حق میں نازل ہوئی ہے

(۲) اخرج ابو حاتم وابو الشیخ وعبد الرزاق وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن مندۃ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول۔ والقرطبی۔ وابن اثیر فی جامع الاصول۔ والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور۔ والحافظ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ۔ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ ابن ابی شیبہ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیھا۔ فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشھر قبل الناس وانا صاحب الجھاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ و

والیوم الاخر وجاھد فی سبیل لا یستون عند اللہ ابو حاتم۔ اور ابو الشیخ۔ اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں اور واحدی اسباب النزول میں اور قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول میں اور نسائی سنن میں اور سیوطی در منثور میں اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہم باہم مفاخرت کرنے لگے۔ طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اگر میں چاہوں تو اسی میں رہا کروں۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں زمزم کا متولی ہوں اور اسکا نگہبان ہوں پس جناب امیر نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور میں خدا کے راستہ میں جہاد کرنیوالا ہوں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ کیا کر دیا تم نے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر الخ

[۱۹] الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورۂ بقرہ) ترجمہ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر پس انکے لیے انکا اجر ہے انکے رب کے پاس اور انکو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے

عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالھم الخ قال نزلت فی علی کانت معہ اربعۃ دراھم فانفق فی اللیل درھما وفی النھار درھما وفی السر درھما وفی العلانیۃ درھما فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ (اخرجہ الواحدی وابوبکر بن مردویہ) والطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کے حق میں نازل ہوئی ہے انکے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہر طور پر پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

[۲۰] سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج (سورۃ المعارج) ترجمہ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونیوالا ہے کافروں کیلئے نہیں کوئی اسکا دفع کرنیوالا عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ ان سفیان بن عیینۃ سئل عن قولہ تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع الخ فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالنی احد عنھا قبلک حدثنی الامام ابو جعفر محمد عن ابائہ علیھم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک فطار فی البلاد وبلغ ذلک الحارث ابن نعمان الفھری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاناخ راحلتہ فنزل فقال یا محمد امرتنا من

اللہ عزوجل ان نشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوٰۃ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصوم رمضان فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بہذا حتے رفعت بضبعی ابن عمک ففضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا شیٔ منک ام من اللہ عزوجل فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم والذی لا الٰہ الا ھو ان ھذا من اللہ عزوجل فولی الحارث بن نعمان الفہری یرید راحلتہ وھو یقول اللّٰھم ان کان ما یقول محمد صلے اللہ علیہ وسلم حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجل بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آیت سال سائل کے بارے میں پوچھا کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا امام جعفر محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام اپنے آباؤ کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث سب کہیں پہونچ گئی حارث بن نعمان الفہری یہ سنکر حضرتؐ کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمد آپ نے ہمیں لا الٰہ الا اللہ پر گواہی دینے کیلئے حکم دیا ہم نے اس بات کو بھی آپ سے مان لیا پھر آپنے ہمیں پانچ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا پھر آپنے ہمکو زکوٰۃ دینے کے لیے کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کیا پھر آپ نے ہمکو حج کرنیکا حکم دیا ہم نے وہ بھی مانا پھر آپنے رمضان کے روزوں کیلئے کہا ہم نے وہ بھی قبول کر لیا اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے ابن عم کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا اور انکو ہم پر آپنے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا۔ آیا یہ حکم آپ کیطرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے سوا کوئی خدا نہیں یہ خدا کا حکم ہے حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کیطرف لوٹ آیا اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچ ہے (نعوذ باللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہونچا جب اونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالے نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جاتے سر پر لگا ۔ ۔ اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالیٰ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کیلئے ہونیوالا ہے اسکو کوئی دفع کرنے والا نہیں عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

{۲۱} یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (سورہ مائدہ) ترجمہ :۔ اے رسول پہونچا دو اس

چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔

(۱) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم (اخرجہ الامام ابوالحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النووی قال ابوبکر النقاش انھا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی (اخرجہ ابن ابی حاتم و ابو نعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کہ اے رسول پہونچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔ امام ابوالحسن واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اسکو روایت کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی اپنی کتاب مسمی بکفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین النووی علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور ابوبکر بن مردویہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) عن عبداللہ بن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والرازی فی التفسیر الکبیر ونظام الاعرج فی تفسیرہ النیسابوری والحافظ ابن الکثیر وابونعیم فی الحلیۃ وابن مردویۃ وعینی فی شرح البخاری والسیوطی فی الدر المنثور) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے اے رسول پہونچا دے اس چیز کو کہ تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے یہ کہ علی مومنوں کا مولی ہے اور اگر تو نے نکیا تو تو نے اسکی رسالت کو نہیں پہونچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچا رکھے گا۔

(۳) عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الآیۃ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب (اخرجہ الواحدی فی اسباب النزول والثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت یاایھا الرسول بلغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔

(۴) عن البراء بن عازب قال فی قولہ تعالے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک ربک ای بلغ من فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا علی اصبحت مولائی کل مومن ومومنۃ (اخرجہ ابونعیم والثعلبی)
براء بن عازب سے یاایھا الرسول بلغ کی آیت کے متعلق روایت ہے کہ اے رسول علیؓ کے فضائل کو پہنچا دے

جب یہ آیت غدیر خم کے روز نازل ہوئی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جسکا کہ میں مولیٰ ہوں پس اسکا علی مولیٰ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے یا علی تو میرا اور ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ ہے ۔

[۲۲] الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (سورۂ مائدہ) ترجمہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور میں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت ۔

(۱) عن ابی سعید الخدری ؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم کان ذلک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتے نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم یتفرقوا حتے نزلت ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب راخرجہ وابو نعیم وابوبکر بن مردویۃ عنہ وعن ابی ھریرۃ والسیوطی فی الدر المنثور والدیلمی وابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علے) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑ دینے کا حکم کیا وہاں سے کانٹوں کو جھاڑ سے دور کیا گیا پھر آپ نے علی کو بلوا کر انکے دونوں بازو پکڑ کر اٹھائے یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت ؐ کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر آپ نے فرمایا جسکا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئے کہ آج کے روز میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کامل کیا ہے اور میں نے اپنی نعمت کو تم پر پورا ۔ ۔ کیا ہے پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ اکبر ۔ دین کے کامل ہو جانے ۔ اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر ۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وھو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتب لہ صیام ستین شھرا واخرجہ ابن المغازی

اللہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتب لہ صیام ستین شھرا اخرجہ ابن المغازی

والو الفتح محمد بن علے بن ابراھیم النطری) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو کہ وہ غدیر خم کا روز ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولے نہیں اور لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا

یارسول آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا جس کا کہ میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے ا د عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا بن گیا ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی کہ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور میں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت تو جو روزہ رکھے اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۳) عن مجاھد قال نزلت ھذہ الاٰیۃ بغدیر خم (اخرجہ الامام الصالحانی) مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آیت غدیر کے دن نازل ہوئی۔

۲۲- ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریۃ (سورہ البینۃ)

ترجمہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

(۱) عن جابر بن عبد اللہؓ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبۃ فضربھا بیدہ ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ھذا وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایمانا معی واوفاکم بعھد اللہ واقومکم بامر اللہ واعدلکم فی الرعیۃ واعظمکم عند اللہ مزیۃ واقسمکم بالسویۃ قال ونزلت ھذہ الاٰیات الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر البریۃ قال فکان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خیر البریۃ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرتؐ نے ہم سے ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آرہا ہے، پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں اور یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز بس یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے، اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے، اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جب کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں

(۲) عن ابن عباسؓ قال لما نزلت هذه الآیة ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت وشیعتک تاتی یوم القیامة وهم راضیین ومرضیین ویاتی اهل اعدائک غضابا مقمحین (اخرجه الحافظ ابو نعیم فی حلیة الاولیاء والدیلمی فی فردوس الاخبار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ نازل ہوئی جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئیں گے خوش اور خوش کئے گئے اور تیرے دشمن آئیں گے خفگی میں گردن اٹھائے ہوئے۔

(۳) عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا یقول حدثنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا مسندہ الی صدری فقال ای علی الم تسمع قول اللہ تعالی الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة۔ انت وشیعتک وموعدی وموعدک الحوض اذا جئت الامم للحساب یدعون غرا محجلین (اخرجه الخوارزمی فی المناقب وابوبکر ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب امیر علیہ السلام کے کاتب نافل ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تو نے خدا تعالے کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بے شک وہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں پس وہ ہیں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے جبکہ قیامت کو امتیں حساب دینے کے لئے آئیں گی تو وہ لوگ سفید مونہہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے پکارے جائیں گے۔

(۴) عن ابی سعید الخدری مرفوعاً علی خیر البریة (اخرجه ابن عدی) ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب امیر خیر البریہ ہیں۔

۴۴ - ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (سورہ مریم)

ترجمہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کرے گا۔ رحمٰن ان کے لئے محبت

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی قل اللهم اجعل لی من عندک عهدا واجعل لی فی صدور المؤمنین مودة فانزل اللہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (اخرجه احمد و البخاری و ابو داؤد فی السنن والحمیدی فی جمع بین الصحیحین وعبدری فی کتاب جمع بین الصحاح الستة وصاحب المشکوة عن الصحیح الترمذی والحافظ ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی والثعلبی فی تفسیر کا

ابن مردویہ والسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمۃ والحافظ ابن حجر فی الصواعق) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا علی دعا کرو اور کہو کہ اے میرے پروردگار اپنے پاس سے مجھے ایک عہد عطا فرما اور مومنوں کے دل میں میری محبت ڈال دے پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کرے گا رحمٰن ان کے لئے محبت۔

(۲) عن محمد بن الحنفیۃؓ فی قولہ تعالےٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودًا انہ قال لا یبقی مومن الا وفی قلبہ ود لعلی و اھل بیتہ وذکر النقاش انھا نزلت فی علیؑ (اخرجہ الحافظ السلفی) جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق (کہ بیشک وہ لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے البتہ کریگا رحمٰن انکی محبت) روایت کرتے ہیں کہ کوئی مومن ایسا باقی نہیں رہیگا کہ جس کے دل میں علیؑ کی اور علی کے اہل بیت کی محبت نہ ہو نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدی علی فصلی اربع رکعات ثم رفع یدہ الی السماء فقال اللھم سالک موسی بن عمران وانا محمد اسالک ان تشرح لی صدری و تیسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری قال ابن عباس سمعت منادیا ینادی یا احمد قد اوتیت ما سالتک فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ابا الحسن ارفع یدیک الی السماء وادع ربک واسالہ یعطیک فرفع یدہ الی السماء وھو یقول اللھم اجعل لی من عندک عھدا واجعل لی عندک ودا فانزل اللہ علی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر چار رکعتیں نماز کی پڑھیں پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے میرے پروردگار موسیٰ بن عمران نے تجھ سے دعا کی تھی اور میں محمد ہوں اور تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اس سے میری پشت کو قوی کر اور میرے امر میں اس کو میرا شریک کر دے ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا کہ اے احمد ہم نے تجھے دیدیا ہے جو کچھ کہ تو مانگ رہا ہے پس حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابا الحسن تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف اٹھا کر خدا سے دعا کر اور میں بھی تیرے لئے دعا کرتا ہوں وہ تجھے ضرور عطا کریگا جناب امیرؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اپنے پاس سے ایک عہد عطا کر اور اپنی طرف سے محبت عطا فرما پس خدا تعالےٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

۲۵ - ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (سورۃ البقرہ)
اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بیچ ڈالتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضامندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنے والا ہے بندوں پر۔

نقل الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی فی احیاء علوم الدین ان لیلۃ بات علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ تعالیٰ الی جبرئیل و میکائیل انی اخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من الآخر فایکما یؤثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کل واحد منہما الحیوۃ فاوحی الیہما افلا کنتما مثل علی اخیت بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فبات علی علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیوۃ فاھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فکان جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لک یا ابن ابی طالب یباھی اللہ بک والملائکۃ فانزل اللہ عزوجل ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والحافظ ابونعیم فی الحلیۃ) امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت میں جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سوئے پروردگار نے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں کسی ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم دونوں علیؑ کی مثل ہرگز نہیں ہو۔ میں نے اس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرتا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے تم دونوں زمین پر جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیل جناب امیر کے سر مبارک کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اترے اور تمام رات انکی حفاظت کرتے رہے۔ اور پکارتے رہے شاباش لے ابن ابی طالب خدا اور اس کی فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے)

۲۶ - ولسوف یعطیک ربک فترضی (سورۃ والضحیٰ) ترجمہ اور البتہ عنقریب دیگا رب تیرا تجھے پس راضی ہوگا تو یا محمدؐ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر ھذہ الآیۃ انہ قال رضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا

یدخل احد من اھل بیتہ فی النار (اخرجہ القرطبی و ابن المغازلی فی المناقب و ابن جریر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے کہ ان کی اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

۲۷۔ مرج البحرین یلتقیان (سورۃ الرحمٰن) ترجمہ۔ چلائے دو دریا ملکر چلنے۔

عن انس بن مالک فی قولہ تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان قال ھو علی و فاطمۃ و یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین رواہ صاحب کتاب الدرر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں دو دریا آپس میں روایت ہے کہ دو دریا جناب امیر اور فاطمہ علیہما السلام ہیں اور نکلے ان سے موتی اور مونگا) یہ جناب حسنین ہیں۔

۲۸۔ واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین (سورۃ الشعراء) ترجمہ اور بنا میرے لئے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں۔

عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد الباقر قال لسان صدق ھو علی بن ابی طالب لما عرضت ولایتہ علی ابراھیم علیہ السلام فقال اللھم اجعل من ذریتی ففعل ذلک اخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) جناب امام ابو عبد اللہ جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ و علی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ سچ کی زبان جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جب انکی ولایت کو جناب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا پس خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

۲۹۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا (سورۃ والعصر) ترجمہ قسم ہے اتر تے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے۔

عن ابن عباس قال ان الانسان لفی خسر ابا جھل و الا الذین اٰمنوا علی و سلمان (اخرجہ ابو نعیم و ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک انسان نقصان میں ہے سے مراد ابو جہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علی اور سلمان ہیں۔

۳۰۔ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (سورۃ والنجم) ترجمہ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ بھٹکا۔

(۱) عن ابی الحمراء و حبۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبۃ کانی لا نظر الی حمزۃ بن عبد المطلب وھو تحت قطیفۃ حمراء

وعینا منہ ذرفان ویقول اخرجت عمک وابابکر وعمر والعباس واسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فدعا الصلوٰۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منہا تمجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال یا ایہا الناس واللہ ما انا سددتہا ولا انا فتحتہا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ وقرأ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (اخرجہ ابن مردویہ) والسیوطی فی الدر المنثور فی بیان النجم ابو الحمراء حبہ عرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا۔ حبہ کہتے ہیں کہ ایک میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر رہا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور انکی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچیرے بھائی کو رکھ لیا ہے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا شاق گذرا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھکر ایسا فصیح اور بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید اور توحید میں ویسا خطبہ نہیں سنا گیا تھا۔ پھر فرمایا اے لوگو میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھ لیا ہے پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال کنا جلوسا بمکۃ مع طائفۃ من شبان قریش وفینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انقض نجم فقال علیہ السلام من انقض ھذا النجم فی منزلہ فھو وصی من بعدی فقاموا ونظروا وقد انقض فی منزل علی فقالوا قد ضللت دعلی فنزلت والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی (اخرجہ ابن المغازلی صاحب ینابیع وفضائل العظمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا پس حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گریگا وہ میرے بعد میرا وصی ہے۔ یہ سنکر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے وہ ستارہ جناب

امیر علیہ السلام کے گھر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (العیاذ باللہ) آپ بہ سبب علی کے دھوکا کھاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا۔

۳۱- وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا (سورۃ الفرقان) ترجمہ اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اس کے لئے جد اور سسرال کو۔

عن محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فی قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا قال انها نزلت فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالب علیہ السلام ھو ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزوج فاطمۃ علیہا السلام فکان لہ نسبا وصهرا (کفایۃ الطالب للعلامۃ عبد اللہ ابن یوسف الکنجی الشافعی) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے شان نزول میں (کہ وہ وہ ہے کہ جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا اس کے لئے نسب اور سسرالی رشتہ) کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت ان کے لئے سسرالی رشتہ ہیں۔

۳۲- سلام علی آل یاسین (سورۃ والصافات) ترجمہ آل یاسین پر سلام ہو۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین ای آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الکنجی والامام فخر الدین الرازی فی الاربعین والسمہودی الشافعی فی فضل الشرفین وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ (کہ سلام ہو آل یاسین پر) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یعنی آل محمد پر سلام ہو۔

تنبیہ فقد نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان المراد بذلک سلام علی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق محرقہ) مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

۳۳- اخوانا علی سرر متقابلین (سورۃ الحجر) ترجمہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری

فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۲) عن ابی ہریرة قال قال علی یا رسول اللہ ایما احب الیک انا ام فاطمة قال فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منها وکانی بک وانت علی حوضی تذود عنہ الناس وان علیہ لاباریق بعدد نجوم السماء وانت والحسن والحسین وفاطمة وعقیل وجعفر اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ ابن مردویہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضور کو زیادہ پیارا ہے میں یا فاطمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو۔ میں اور تم حوض پر اکٹھے ہوں گے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہوں گے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

۳۴۔ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین (سورة انفال) ترجمہ وہ وہ خدا ہے کہ جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے۔

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ محمد عبدی ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیة والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں سوا خدا کے کوئی معبود در آنحالیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

۳۵۔ واقیموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة وارکعوا مع الراکعین (سورة البقرة) ترجمہ اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوٰة کو اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ۔

عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی خاصتہ ھما اول من صلے ورکع (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص والحافظ ابو نعیم - وابن المغازلی فی المناقب وسبط ابن الجوزی فی تذکرہ خواص الامۃ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاصکر نازل ہوئی اور انہیں دونو صاحبوں نے اول نماز پڑھی ہے اور یہی دونوں پہلے جھکے ہیں۔

{۳۶} والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار (سورہ توبہ) ترجمہ جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے - اور مدد کرنے والے۔

(۱) عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون قال سبق یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب الیاسین الی عیسی وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الضحاک والطبرانی وابن مردویۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ آیہ والسابقون الاولون کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کیطرف اور صاحب الیاسین یعنی حواریوں کے دوست نے جناب عیسےٰ علیہ السلام کیطرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔

{۳۷} فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون (سورہ الزخرف) ترجمہ پس اگر ہم تجھ کو لے گیے تو ہمکو ان سے بدلا لینا ہے۔

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علے انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ ابو بکر بن مردویۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والسیوطی فی الدر المنثور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ آیت فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد انتقام لیں گے۔

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قولہ تعالےٰ فانا منھم منتقمون بعلی (اخرجہ الحافظ ابو نعیم) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی کلام پاک کہ ہم ان سے بدلہ لیں گے - یہ مراد ہے کہ بذریعہ علی کے ہم ان سے بدلہ لیں گے۔

{۳۸} وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقٰی بماء واحد (سورۂ رعد) ترجمہ اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنی ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے۔

عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس من اشجار شتی وانا وانت یا علی من شجرۃ واحدۃ ثم قرء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقٰی بماء واحد (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وھو صحیح علی رای الحاکم) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور میں اور تو یا علیؓ ایک شجرہ سے ہیں پھر حضرتؐ نے آیت کو پڑھا۔ اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑیں یعنے ایک تھالی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے۔

۳۹- یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ (سورہ التحریم) ترجمہ جس دن اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور جو ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی من حلل الجنۃ ابراھیم لخلتہ من اللہ عز وجل ثم محمد لانہ صفوۃ اللہ ثم علی یزف بینھما الی الجنان ثم قرأ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے اول جناب ابراہیم علیہ السلام بباعث خلیل اللہ ہونیکے جنت کے لباس سے ملبوس ہونگے پھر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الٰہی ہیں پھر علی اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں ٹہلتے رہیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا۔

۴۰- وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا (سورۃ الاحزاب) اور آپ الحالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی کو ہے اللہ زور آور زبردست۔

عن عبد اللہ بن مسعود کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا (اخرجہ ابن مردویہ) وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پر پڑھا کرتے تھے کہ کفایت کی اللہ نے مومنوں کو لڑائی میں علی کے ساتھ اور اللہ ہے قوی عزت والا۔

۴۱ - فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال (سورۃ النور) ترجمہ ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بلند کئے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کئے جانے کا حکم کیا ہے صبح اور شام اس میں اس کے لئے تسبیح کرتے ہیں۔

عن انس و بریدۃ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابوبکر رضی ھذا البیت منہا واشار الی بیت علی و فاطمۃ قال نعم من افاضلہا اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گھروں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ گھر یعنے جناب علی رضی اور فاطمہ کا انہیں گھروں میں سے ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ان کے بہترین میں سے۔

۴۲ - یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا الطیبات ما احل اللہ لکم (سورۃ مائدہ) ترجمہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاک چیزوں کو کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔

(۱) عن قتادۃ عن ابن عباس رض قال انہا نزلت فی علی و اصحابہ وقال ان علیا و جماعۃ من الصحابۃ منہم عثمان بن مظعون اراد وا ان یتخلوا عن الدنیا ویترکوا النساء و یترھبوا فنزلت ھذہ الآیۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور ان کے بعض دوستوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جناب امیر اور ان کے بعض دوستوں نے کہ جن میں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ گزینی اختیار کر لینی چاہیئے اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بنجانا چاہیئے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۳ - ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ (سورۃ النساء) ترجمہ کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس شخص پر کہ جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فضل سے۔

عن محمد الباقر فی قولہ ام یحسدون الناس الخ انہ قال واللہ نحن اہل البیت ھم الناس (اخرجہ ابوالحسن المغازلی فی المناقب والعلامہ ابن حجر فی الصواعق) جناب امام

محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ والشد وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں ۔

{۴۴} واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (سورۂ آل عمران) ترجمہ اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو ۔

عن جعفر الصادق فی تفسیر ھذہ الآیۃ انہ قال نحن حبل اللہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والعلامۃ ابن حجر فی الصواعق) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ خدا کی رسی ہم ہیں ۔

{۴۵} کمشکوٰۃ فیہا مصباح (سورۃ النور) ترجمہ مانند چراغدان کے ہے جسمیں چراغ ہو ۔

عن ابی جعفر قال سالت الحسنؑ عن قول اللہ تعالیٰ کمشکوٰۃ فیہا مصباح قال المشکوٰۃ فاطمۃ و شجرۃ مبارکۃ ابراھیم لا شرقیۃ ولا غربیۃ لا یھودیۃ ولا نصرانیۃ نور علیٰ نور علیٰ نور منہا امام بعد امام یھدی اللہ لنورہ من یشاء یھدی اللہ لولایتنا من یشاء (اخرجہ ابن المغازلی) جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسنؑ سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمانے لگے کہ چراغدین سے مراد جناب فاطمہ ہیں اور شجرہ مبارک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لا شرقیہ و لا غربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہ نہ یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علے نور سے یہ مراد ہے کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہے گا اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جسے چاہے اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کر سکتا ہے ۔

{۴۶} ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا (سورۃ الشوریٰ) ترجمہ جس نے کہ نیکی کا کسب کیا ہم اسکے لیے نیکی زیادہ کرتے ہیں ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ومن یقترف حسنۃ قال المودۃ لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کہ نیکی کا کسب کیا یعنی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل کے ساتھ دوستی کی ۔

{۴۷} افمن وعدناہ وعدا حسنا فھو لاقیہ (سورۃ القصص) ترجمہ پس جسکے ساتھ کہ ہم نے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملیگا ۔

عن مجاھد رحمۃ اللہ علیہ قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ رضی اللہ عنہما (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ۔

۴۸- افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ (سورۃ الزمر)

ترجمہ:- پس جس کا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اجالے میں ہے اپنے رب کے

قال الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن نزلت ھذہ الآیۃ فی علی و حمزۃ و

قست قلوبھم ابولھب و اولادہ و ھکذا ذکرہ ابو الفرج ابن الجوزی امام واحدی کتاب

اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جس کا

دل سخت ہو گیا وہ ابولہب اور اس کی اولاد ہے علامہ ابو الفرج ابن جوزی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے

۴۹- انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون

الزکوٰۃ وھم راکعون (سورۃ مائدہ) ترجمہ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا

رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں در آنحالیکہ وہ رکوع کئے

ہوئے ہیں۔

عن ابن عباسؓ کان جالسا علی شفیر زمزم یقول قال رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم اذا اقبل رجل متعمم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الا قال الرجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سالتک باللہ

من انت فکشف العمامۃ عن وجھہ و قال ایھا الناس من عرفنی فقد عرفنی فانا ابو ذر

الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین والا فصمتا و رایتہ بھاتین و الا

فعمیتا یقول عن علی انہ قائد البررۃ و قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ

اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما من الایام الظھر فسال سائل فی

المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل یدیہ الی السماء و قال اللھم اشھد انی سالت

فی مسجد نبیک و لا یعطنی احد شیئا و کان علی فی الصلوٰۃ راکعا فاومی الیہ بخنصرہ

الیمنی وفیھا خاتم فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ فرفع رسول اللہ صلی

اللہ طرفہ الی السماء فقال اللھم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری و یسر لی

امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی

اشدد بہ ازری و اشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا سنشد عضدک و نجعل لکما

سلطانا اللھم انی محمد نبیک و صفیک اللھم فاشرح لی صدری و یسر لی امری و اجعل

لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری قال ابو ذر فما استتم دعاءہ حتی نزل جبرائیل من

عند اللہ وقال یا محمد اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (اخرجہ ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آ نکلا۔ ابن عباسؓ نے حدیث کے بیان کرنے میں توقف کیا وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو پہچانا ہو اور جس نے کہ نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ یہ دونوں چشم ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی شان میں فرماتے تھے وہ نیکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے فتحمند ہوا وہ شخص کہ جس نے اس کی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے کہ اس کو چھوڑا میں ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک سائل نے آکر سوال کیا کسی نے اسے کچھ نہ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہیو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیرؑ رکوع میں تھے سائل کیطرف اپنے دہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھکر اتار لی۔ یہ ماجرا حضرتؐ نے دیکھکر جناب الٰہی میں دعا کی الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کھول تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کریں گے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے۔ الٰہی میں محمد رسول اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں پس میرے سینہ کو بھی کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرئیلؑ خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں در آنحالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال اقبل عبد اللہ بن سلام ومعہ نفر من قومہ ممن قد آمنوا بالنبی

صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان منازلنا بعیدۃ لیس لنا مجلس ولا متحدث دون ہذا المجلس وان قومنا لما رأونا آمنا باللہ ورسولہ وصدقناہ رفضونا ـ والوا علی انفسہم ان لا یجالسونا ولا یناکحونا ولا یکلمونا فشق ذلک علینا فقال لہم النبی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المسجد والناس بین قائم وراکع فرای السائل فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل اعطاک احد شیئا فقال نعم خاتما فقال صلی اللہ علیہ وسلم من اعطاک ذلک قال ذلک القائم واومی بیدہ الی علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم علی ای حال اعطاک قال اعطانی وہو راکع فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قرأ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون فانشأ حسان بن ثابت ؎ ابا حسن تفدیک روحی ومہجتی + وکل بطیء فی الہدی والمسارع + فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعا + فدتک نفوس الخلق یا خیر راکع + بخاتمک المیمون یا خیر سید + ویا خیر ماجد ثم یا خیر راکع + فانزل فیک اللہ خیر ولایۃ + وبینہا فی محکمات الشرائع + وایضا قال ؎ من ذا بخاتمہ تصدق راکعا + واسرہا فی نفسہ اسرارا + من کان بات علی فراش محمد + ومحمد اسری یؤم الغارا + ومن کان فی القرآن سمی مؤمنا + فی تسع آیات تلین غزارا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والخوارزمی فی المناقب ـ وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس رض کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند مسلمان بھائیوں کے ساتھ آکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہیں اور سوا اس مجلس کے کوئی محلہ مجلس نہیں کہ جس میں ہم بیٹھ سکیں جب سے ہماری قوم نے دیکھا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کی ہے انہوں نے ہم سے ملاقات چھوڑ دی ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ نہ ہمارے پاس بیٹھتے ہیں اور نہ ہم سے نکاح کرتے ہیں اور نہ ہم سے بات چیت کرتے ہیں یہ بات ہم پر نہایت شاق گذر رہی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو کہ ایمان لائے ہیں یہ فرما کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر سے تشریف لے گئے اور لوگ ابھی قیام اور رکوع میں تھے پس حضرت نے ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے وہ عرض کرنے لگا ہاں مجھے انگوٹھی دی ہے آپ نے فرمایا کس نے دی ہے اس نے جناب علی رض کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا اس کھڑے ہوئے شخص نے آپ نے پوچھا کس حالت میں دی وہ کہنے لگا رکوع کی حالت میں حضرت نے تکبیر پڑھکر پھر اس آیت کو پڑھا جو

شخص کہ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں دوستی رکھتا ہے پس خدا کا گروہ ہی
غالب ہونے والا ہے پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے ۔ اے ابو الحسن تجھ پر میری
روح اور جان قربان ہو اور ہر ایک وہ شخص کہ ہدایت میں کندی اور تیزی کرنے والا ہے پس تو
وہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بخشا ۔ عام لوگوں کی جان تجھ پر فدا ہو اے سب رکوع کرنے والوں سے
بہتر بخشی تو نے اپنی انگوٹھی اے بہتر اور سردار قوم کے اے سب جملہ کرنے اور رکوع کرنے والوں سے بہتر
پس خدا نے تیری ولایت میں نص کو نازل کیا ۔ اور اس کو شریعت کے محکمات سے بیان فرمایا ۔ اس کے بعد
انہوں ان اشعار کو بھی پڑھا ۔ کون اس سے جدا ہو سکتا ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش کی ہے
اور خدا نے اس کے نفس میں اپنے اسرار کو ودیعت رکھا ہے ۔ اس کے سوا کون شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بستر مبارک پر سویا ہے ۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو غار کی طرف تشریف لیجا رہے
تھے ۔ اس کے سوا خدا نے کس کو قرآن مجید کی نو آیتوں میں مومن کہا ہے اور پڑھتا ہے قرآن کو رکوع
اور سجود میں ۔

(۳) عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال اذن بلال فقام الناس یصلون فمن بین
راکع وساجد وسائل یسال فاعطاہ علی خاتمہ وھو راکع فاخبر السائل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقرأ علینا انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون
الزکوٰۃ وھم راکعون (اخرجہ الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب نزول القرآن والحافظ
ابن الاثیر فی کتابہ جامع الاصول عن صحیح النسائی وابن الجوزی) عبد اللہ بن سلام رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے ابھی
لوگ رکوع اور سجود ہی میں تھے کہ ایک سائل سوال کرنے لگا ۔ جناب امیر رکوع کئے ہوئے تھے اسی حالت
میں اسے آپ نے اپنی انگوٹھی عطا کی ۔ سائل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی حضرت نے
ہم کو یہ آیت پڑھکر سنائی ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان لائے ہیں
جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں ۔

تنبیہ ۔ وفی الکشاف فان قلت کیف صح ان یکون لعلی واللفظ لفظ جمع ۔ قلت جیء بہ
علی لفظ الجمع وان کان السبب فیہ رجلا واحدا لیرغب الناس فی مثل فعلہ فینالوا مثل
ثوابہ ولینبہ علی ان سجیۃ المؤمنین یجب ان تکون علی ھذہ الغایۃ من الحرص علی البر و
الاحسان وتفقد الفقراء حتی ان لزمھم امر لا یقبل التاخیر وھم فی الصلوٰۃ لم یؤخروہ

انتہی کلام علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علی کیلئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اس لیے مستعمل ہوا ہے اگرچہ دراصل سبب اس میں ایک ہی آدمی ہے جو جناب امیر تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں۔ . . کیونکہ مومنین کی خصلت اسی درجہ پر چاہیئے اور ان کو احسان کرنے پر اور فقراء کے حال کی غمخواری پر اس قدر حرص چاہیئے کہ انکو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو۔

{۵۰} یاایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم الصدقۃ ذلک خیر لکم (سورۃ مجادلہ) ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم لوگ رسول سے راز کہو تو راز کہنے سے پہلے صدقہ دو تمہارے لیے یہ بہتر ہے۔

(۱) عن علی قال لما نزلت یا ایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرھم ان یتصدقوا قال بشعیرۃ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزھید فانزل اللہ تعالیٰ ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات الاٰیۃ وکان یقول بی خفف عن ھذہ الامۃ راخرجہ النسائی والثعلبی والواحدی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آیت نجویٰ نازل ہوئی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ لوگوں کو جا کر کہو کہ صدقہ دیا کریں میں نے عرض کیا یارسول کس قدر فرمایا ایک دینار میں نے عرض کیا لوگوں میں اس قدر طاقت نہیں ہے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا ان کو اسکے دینے کی بھی طاقت نہیں فرمایا پھر کس قدر میں نے عرض کیا صرف جو بھر سونا حضرتؐ نے مجھے ارشاد کیا تو بہت کم دینیوالا ہے پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ڈر گئے تم راز کہنے سے پیشتر صدقہ دینے سے پس جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ میری وجہ سے اس امت پر تخفیف ہوئی ہے۔

(۲) عن علی قال ھذہ الاٰیۃ من کتاب اللہ ما عمل بہا احد قبلی ولا یعمل بہا احد بعدی کان عندی دینار فصرفتہ فکنت اذا ناجیتہ تصدقت بدرھم وسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر مسائل فاجابنی عنھا فقلت یارسول اللہ ما الوفاء قال التوحید والشھادۃ ان لا الہ الا اللہ قلت ما الفساد قال الکفر والشرک باللہ قلت ما الحق قال الاسلام والقراٰن والولایۃ اذا انتہت الیک فقلت ما الحیلۃ قال ترک الحیلۃ قلت ما علیّ قال طاعۃ اللہ وطاعۃ رسولہ قلت وکیف ادعو اللہ تعالےٰ قال بالصدق والیقین

قلت شما ذا اسال الله - قال العافية - قلت شو ما اصنع لنجات نفسی - قال کل حلالا وقل صدقا قلت و ما السرور قال الجنة قلت و ما الراحة قال لقاء الله حین فرغت منها (اخرجه الجوزی فی اسباب النزول و تفسیر مدارک) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے ساتھ نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ کوئی بعد میں کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسکو خرچ کیا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے میں کوئی بات پوچھتا تو ایک درہم صدقہ کرتا اسی طرح سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسئلے پوچھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے انکا جواب دیا پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وفا کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا توحید اور لا الہ الا اللہ پر گواہی دینے کو میں نے عرض کیا فساد کیا چیز ہے فرمایا کفر اور خدا کے ساتھ شرک کرنا - میں نے کہا حق کیا ہے - فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت جبکہ تجھ تک پہنچے - پھر میں نے عرض کیا حیلہ کیا ہے فرمایا حیلہ کا ترک کرنا - میں نے کہا مجھ پر کیا چیز فرض ہے فرمایا خدا کی بندگی اور اسکے رسول کی طاعت میں نے کہا میں خدا کو کس طرح سے پکاروں - فرمایا صدق سے اور یقین سے میں نے کہا میں خدا سے کیا مانگوں فرمایا عافیت - میں نے کہا میں اپنی جان کی خلاصی کے لیے کیا کروں - فرمایا حلال کھا اور سچ بول - میں نے کہا خوشی کیا ہے فرمایا جنت - میں نے کہا آرام کیا ہے فرمایا خدا کا دیدار جبکہ تو حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے -

(۳) عن ابن عمر قال ثلث کن لعلی لو کان لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم تزویجه فاطمة و اعطاه الرایة و آیة النجوی (اخرجه ابن مردویه) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر میں تین ایسی باتیں تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی - جناب سیدہ علیہا السلام سے انکا نکاح ہونا - اور انکو علم کا دیا جانا - اور آیت نجوی کے ساتھ انکا عمل کرنا -

[۵۱] ان الله وملئكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما (سورة الاحزاب) ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو تم ایمان لائے درود پڑھو اس پر اور اسلام بھیجو سلام بھیجنا -

(۱) عن کعب بن عجرة قال لما نزلت هذه الآية قلنا یا رسول الله کیف نصلی و کیف نسلم علیك قال قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم

انك حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے عرض کیا رسول اللہ ہم حضور پر کس طریق سے درود اور سلام بھیجا کریں فرمایا کہا کرو اے ہمارے پروردگار درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے اور ہمارے پروردگار برکت کر محمد اور آل محمد پر جیسی کہ تو نے برکت کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بہ تحقیق تو ستودہ اور بزرگ ہے۔

{۵۲} والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم (سورۃ الواقعہ)

ترجمہ اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہی ہیں نزدیکی نعمتوں کے باغوں میں۔

(۱) عن ابن عباس قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالے والسابقون السابقون الخ فقال قال لی جبرئیل ذاک علی (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت والسابقون السابقون کی تفسیر پوچھی آپ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا کہ یہ علی ہیں

{۵۳} واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (سورۃ البقرہ) ترجمہ جب وہ ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے جا ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ہنسی کرنے والے ہیں۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان عبد اللہ بن ابی واصحابہ خرجوا فاستقبلھم نفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال عبد اللہ بن ابی لاصحابہ انظروا کیف اردھولاء السفھاء عنکم فاخذ بید علی فقال مرحبا یا بن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ وسید بنی ھاشم ماخلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال علی یا عبد اللہ اتق اللہ ولا تنافق فان المنافق اشر خلق اللہ فقال مھلا یا ابا الحسن ان ایماننا کایمانکم ثم تفرقوا فقال ابن ابی لاصحابہ کیف رایتم ما فعلت فاثنوا علیہ خیرا ونزل علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واذا لقوا الذین امنوا الخ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی اپنے دوستوں کے ساتھ آرہا تھا راستہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہنے لگا دیکھو میں ان بیوقوفوں کو کس طرح سے تم سے ٹالتا ہوں یہ کہہ کر جناب امیر

کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا شاباش اے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور انکے داماد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام بنی ہاشم کے سردار جناب امیر نے اس سے فرمایا اے عبداللہ خدا سے خوف کر و منافقت مت کر بیشک منافق تمام خلقت کا شریر ہوتا ہے کہنے لگا اے ابوالحسن چھوڑ ہمارا ایمان تو ہمارے ایمان کیطرح سے ہے یہ کہہ کر جناب امیر کے پاس سے چلا گیا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا تم نے دیکھا میں ان کے ساتھ کیا کیا ہے سب نے اس کی تعریف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

{۵۴} والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا (سورۃ الاحزاب) ترجمہ جو لوگ کہ اذیت دیتے ہیں۔ مؤمنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر۔

عن مقاتل بن سلیمان قال انہ نزلت فی علی وذکر ان نفرا من المنافقین کان یؤذونہ ویکذبون علیہ (اخرجہ ابن مردویہ) مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی چند لوگ منافقوں میں سے انکو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

{۵۵} فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (سورۃ القمر) ترجمہ بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ ہے۔

عن ابا دجانۃ قال قلت یارسول اللہ اخبرتنا ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتے تدخلھا وعلی الامم حتی یدخلھا امتک قال بلی یا ابادجانۃ اما علمت ان اللہ لواء من نور وعمود امن یاقوت مکتوب علی ذلک بالنور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ال محمد خیر البریۃ وصاحب اللواء امام یوم القیمۃ وضرب بیدہ علی علی قال فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک علیا فقال الحمد للہ الذی کرمنا وشرفنا بک فقال لہ البشری یا علی مامن عبد ینتحل مودتک الا بعثہ اللہ معنا یوم القیامۃ ثم قرء فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (اخرجہ ابن مردویہ) ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہیں لے جائیں گے تب تک جنت دوسرے انبیاء پر حرام ہوگی اور جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو اس وقت تک دوسری امتیں اسمیں نہیں جائیں گی آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اے ابادجانہ کیا

تو نہیں جانتا کہ خدا تعالےٰ کا ایک علم نور سے ہے اور یاقوت کا عمود ہے کہ اس پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور صاحب علم قیامت کے دن امام ہے پھر آپ نے جناب امیر کے کندھے پر ہاتھ مار کر اس کی تفسیر کی۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف دیا ہے پھر ارشاد کیا خوش ہو یا علیؑ جو بندہ کہ تیری محبت کو رکھے گا اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اسے ہمارے ساتھ اٹھائے گا پھر حضرتؐ نے اس آیت کو پڑھا۔

{۵۶} ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون (سورۃ اعراف) ترجمہ اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے کہ جو حق کے ساتھ ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی طرف پھرتے ہیں۔

عن زاذان عن علیؑ قال ستفترق ھذہ الامۃ علی ثلث وسبعین فرقۃ اثنتان و سبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھم الذین قال اللہ تعالیٰ ومن خلقنا امۃ الخ وھم انا وشیعتی (اخرجہ ابن مردویۃ) زاذان جناب امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امت عنقریب تہتّر فرقوں میں منقسم ہو گی بہتّر دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ وہی لوگ ہیں جن کے حق میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اسی کیطرف پھرتا ہے پھر جناب امیرؑ نے فرمایا وہ میں ہوں اور میرا گروہ ہے۔

{۵۷} طوبیٰ لھم وحسن مآب (سورۃ الرعد) ترجمہ خوشی ہے ان کے لیے اور بازگشت کا اچھا پن۔

عن محمد بن سیرینؒ قال ھی شجرۃ فی الجنۃ اصلھا فی حجرۃ علی ولیس فی الجنۃ حجرۃ الا وفیھا غصن من اغصانھا (اخرجہ ابن مردویۃ) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جنت میں کہ جس کی جڑ جناب امیر کے گھر میں ہے اور جنت کا کوئی ایسا گھر نہیں کہ اس میں اس کی شاخ نہ ہو۔

{۵۸} اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورۃ النساء) ترجمہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی اور اسکی جو کہ تم میں صاحب امر ہو۔

عن عبد الغفار بن القاسم قال سألت جعفر بن محمدؑ عن اولی الامر فقال کان علی واللہ منھم (اخرجہ الخوارزمی) عبد الغفار بن القاسم سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق

ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے علیؑ انہیں میں سے تھے ۔

{۵۹} واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین و المھاجرین (سورۃ احزاب) ترجمہ اور قرابت والے بعض بعض سے نزدیک ہیں خدا کی کتاب میں مومنین اور مہاجرین میں سے ۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ذلک علی لانہ کان مومنا مھاجرا ذا رحم (اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں جسکا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے ۔

{۶۰} وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (سورۃ یونس) ترجمہ اور بشارت دے ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں بہ تحقیق ان کے لیے ہے قدم سچائی کا اپنے رب کے پاس ۔

عن جابر بن عبد اللہؓ قال نزلت ھذہ الایت فی ولایت علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابیطالب کی ولایت کی نسبت نازل ہوئی ہے ۔

{۶۱} من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ امنون و من جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار (سورۃ النمل) ترجمہ جو کوئی لاوے نیکی پس اس کے لیے ہے بہتری اس سے اور وہ ڈر سے اسدن امن میں ہے اور جو کوئی لائے برائی پس اوندھا گرایا جائے گا آگ میں ۔

عن علی قال الحسنۃ حبنا والسیئۃ بغضنا (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ نیکی ہماری محبت ہے اور برائی ہمارا بغض ہے ۔

{۶۲} وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (سورۃ انفال) ترجمہ اور نہیں ہے اللہ کہ ان کو عذاب دے حالانکہ تو ان کے درمیان میں ہے ۔

اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ذلک المعنی فی اھل بیتہ وانھم امان لاھل الارض کما کان ھو صلی اللہ علیہ وسلم امان لھم ومنھا النجوم امان لاھل السموٰت واھل بیتی امان لامتی (صواعق محرقہ) اسکے معنے کے وجود کی طرف جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اہل زمین کیلئے امان ہیں جس

طرح سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے امان تھے چنانچہ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کیلئے امان ہیں۔

{۶۳} وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم (سورۃ الاعراف) ترجمہ اور اعراف پر ایسے لوگ ہونگے کہ ہر شخص کو اسکی علامت سے پہچانیں گے۔

(۱) عن علی قال نحن اصحاب الاعراف من عرفناہ بسیماہ ادخلناہ الجنۃ (اخرجہ ابن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے ہم ہیں اصحاب اعراف جس شخص کو ہم اس کی علامت سے پہچانیں گے اسکو ہم جنت میں داخل کرینگے۔

(۲) عن ابن عباس قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس و الحمزۃ و علی وجعفر ذوالجناحین یعرفون محبیھم ببیاض الوجوہ ومبغضیھم بسواد الوجوہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اعراف ایک بلند جگہ ہے صراط پر اس پر عباسؓ اور حمزہؓ اور علیؓ اور جعفرؓ ذوالجناحین ہونگے اپنے محبوں کو ان کے منہ کے گورا پن اور اپنے دشمنوں کو ان کے منہ کالک کے پہچانیں گے۔

{۶۴} ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون (سورۃ الزخرف) ترجمہ جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم لگی چلانے۔

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلا من عیسی احبہ قوم فھلکوا فیہ وابغضہ قوم فھلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون ان لہ مثلا من عیسی فنزلت ھذہ الآیۃ (اخرجہ البزار وابویعلی والحاکم والنطنزی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علیؓ تجھ میں بعینہٖ عیسٰی علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہو گئی اور ایک قوم نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہو گئی پھر آپ نے فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ اسکے لیے عیسٰی کی مثال موجود ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

{۶۵} ولتعرفنھم فی لحن القول (سورۃ محمد) ترجمہ اور البتہ پہچان لے گا تو ان کو بات کے ڈھب سے۔

عن ابی سعیدؓ الخدری فی قولہ تعالٰی ولتعرفنھم فی لحن القول ببغضھم علی بن ابی طالب (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۃ القتال)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ البتہ پہچان لے گا تو ان کو بات کے پھر لانے میں علی ابن ابیطالب کے بغض کے ساتھ۔

{۶۶} ان الذین سبقت لہم منا الحسنی اولئک عنہا مبعدون (سورۂ انبیا) ترجمہ جنکو آگے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی اور وہ اس سے دور رہیں گے۔

عن النعمان بن بشیر ان علیا تلاھا وقال انا منھم (اخرجہ ابن مردویۃ) نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں۔

{۶۷} فاما من اوتی کتابہ بیمینہ (سورۃ الحاقہ) ترجمہ پس جس کو ملا اسکا لکھا داہنے ہاتھ میں۔

عن ابن عباس قال فی قولہ تعالیٰ واما من اوتی کتابہ بیمینہ ھو علی ابن ابیطالب (اخرجہ ابوبکر بن مردویۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کے متعلق کہ اور لیکن وہ شخص کہ اسکا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

قال الواحدی نزلت ھذہ الآیۃ فی علی وحمزۃ (یعنی امام واحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

{۶۸} فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورۃ النحل) ترجمہ پس پوچھو تم اہل ذکر سے اگر نہیں جانتے ہو۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال علی بن ابی طالب نحن اھل الذکر (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اہل ذکر ہیں۔

(۶۹) اھدنا الصراط المستقیم (سورۂ فاتحہ) ترجمہ دکھا ہم کو راہ سیدھی۔

عن مسلم بن حیان قال سمعت ابا بریدۃ رضی اللہ عنہ یقول صراط محمد وآلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وصاحب معالم التنزیل) مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ صراط مستقیم سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کا طریقہ مراد ہے۔

۷۰۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (سورۂ توبہ)
ترجمہ اور پکار اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن۔

ھو علی حین اذان وذکرھا احمد بن حنبل فی مسندہ حین ارسل ابابکر مع البراۃ ثم اتبعہ بعلی وقد امرت انہ لا یبلغھا الا انا او رجل منی اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ جناب امیر ہیں جب انہوں نے لوگوں کو مکہ میں جاکر پکارا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں ایسا ذکر کیا ہے جبکہ حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر بھیجا پھر ان کے بعد میں جناب امیر کو روانہ کیا اور انہوں نے سورہ برات ان سے لے لی اور مکہ والوں کو حج میں جاکر حضرت کی طرف سے سنائی اور حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس سورت کو یا تو میں لیجا سکتا تھا یا وہ آدمی جو میرا ہو۔

۷۱۔ ومن شاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدیٰ (سورۂ محمدؐ) ترجمہ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی راہ کی بات۔

عن ابی جعفر قال فی امر علی (اخرجہ ابن مردویۃ) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرتؐ سے علیؑ کے امر میں تنازع کرتے تھے۔

۷۲۔ ویؤت کل ذی فضل فضلہ (سورۂ یونس) ترجمہ اور دیجائیگی ہر ایک زیادتی والے کو اس کی زیادتی۔

عن ابی جعفر قال ھو علی (اخرجہ ابن مردویۃ) جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں ذی فضل سے مراد جناب امیر علیہ السلام ہیں۔

۷۳۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (سورہ فاطر) ترجمہ پھر ورثہ میں دی ہم نے کتاب ان لوگوں کو جن کو کہ ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔

عن علی قال نحن اولئک (اخرجہ ابن مردویۃ) جناب امیر سے روایت ہے کہ وہ لوگ ہم ہیں۔

۷۴۔ احسب الذین ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔
ترجمہ کیا یہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہیں ہم کو یوں ہی چھوڑے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔

عن علی قال قلت یا رسول اللہ ما ھذہ الفتنۃ قال یا علی بک فانک مخاصم فاعد للخصومۃ (اخرجہ ابن مردویۃ) جناب امیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی آزمائش

ہے حضرت نے فرمایا لوگ تیری جہت سے آزمائے جائیں گے اور تو ان کے ساتھ جھگڑیگا پس جھگڑے کیلئے تیار ہو جا

۷۵۔ وتواصوا بالصبر (سورۃ والعصر) ترجمہ اور آپس میں وصیت کرتے ہیں سہار کی۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ قال انما نزلت فی علے بن ابیطالب (اخرجہ ابن مردویۃ)
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۷۶۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل
(سورۃ حم) ترجمہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور آپس میں نرم دل ہیں دیکھے تو ان کو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے چاہتے ہیں اپنے اللہ کا فضل اور اس کی خوشی ان کی نشانی ان کے مونہ پر ہے سجدہ کے نشان سے یہ کہاوت ہے انکی تورات میں اور کہاوت ہے ان کی انجیل میں۔

عن موسی بن جعفر عن اباءعلیہم السلام انہا نزلت فی علی (اخرجہ ابن مردویۃ)
جناب امام موسے الکاظم بن امام جعفر الصادق علیہ و علے آباءہ السلام اپنے آباء کرام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

۷۷۔ وانہ لعلم للساعۃ (سورۃ الزخرف) ترجمہ اور وہ نشان ہے اس گھڑی کا۔

قال مقاتل بن سلیمان ومن تبعہ من المفسرین ان ھذہ الآیۃ نزلت فی مھدی موعود (غرائب)
مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع کرنے والے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب مہدی موعود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۷۸۔ کفے باللہ شہید بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب (سورۃ رعد) ترجمہ کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان اور جس کو خبر ہے کتاب کی۔

عن محمد بن حنفیۃ رضی انہ قال ومن عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب اخرجہ الحافظ ابو نعیم والثعلبی والنطنزی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ومن عندہ علم الکتاب جناب امیرؑ مراد ہیں۔

۷۹۔ حتی تاتیہم البینۃ (سورۃ البینہ) ترجمہ جب تک کہ پہنچے انکو کھلی بات۔

عن ابن جریج فی قولہ تعالے حتی تاتیہم البینۃ قال محمد وفی قولہ تعالے من بعد ما جاءتہم

البينة وآل محمد (اخرجه ابن المنذر والسيوطی فی الدر المنثور) ابن جریج خیر البریۃ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کھلی بات سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور من بعد ما جاءتهم البینة سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مراد ہے۔

۸۰- ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین (سورۂ عمران) ترجمہ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے

عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھا تھا اور اللہ نے پسند کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو اور عمران کی آل کو اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو سارے جہان پر۔

۸۱- الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد) ترجمہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

عن علی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما نزلت هذه الآیة الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذاک من احب اللہ ورسولہ واحب اهل بیتی صادقا غیر کاذب (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ دل ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں بغیر کسی جھوٹ کے۔

۸۲- ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنهم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (سورۂ احزاب) ترجمہ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو انکو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں

عن ارطاۃ بن حبیب قال حدثنی ابو خالد الواسطی وهو آخذ بشعرہ قال حدثنی زید بن علی وهو آخذ بشعرہ قال حدثنی الحسین بن علی وهو آخذ بشعرہ قال حدثنی علی ابن ابی طالب وهو آخذ بشعرہ قال حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو آخذ بشعرہ قال من اذی شعرۃ منک فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فعلیہ لعنة اللہ ثم قرأ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنهم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الشیخ الحافظ الزرندی فی الدرر السمطین) ارطاۃ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو خالد واسطی

اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر بیان کرتے تھے کہ مجھ سے زید بن خالد نے اپنی داڑھی کا بال پکڑ کر نقل کیا کہ مجھ سے جناب حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر روایت فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے والد ماجد جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنی ریش مبارک کا بال پکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش اقدس کے بال کو پکڑ کر فرمایا کہ یا علی اگر کوئی شخص تجھے بال بھر کی تکلیف دے گا تو وہ مجھے تکلیف دے گا اور جو مجھے تکلیف دیگا وہ خدا کو تکلیف دیگا اللہ اس پر اپنی پھٹکار ڈالے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا۔ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا اور آخرت میں۔

۸۳- یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین (سورۃ الانفال) ترجمہ اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے۔

عن محمد بن علیؓ بن الحسین فی قولہ تعالےٰ یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین قال نزل فی علی علیہ السلام (اخرجہ النظیری فی خصائص العلویہ) جناب محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین علیہ وعلیہما السلام اس آیت کی تفسیر میں (کہ اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جو تیرے ساتھ ہوا ہے مومنوں سے) ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۸۴- فاستوی علےٰ سوقہ (سورۃ الفتح) ترجمہ پھر کھڑا ہوا اپنے نال پر۔

عن الحسن علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ فاستوی علےٰ سوقہ قال استوی الاسلام بسیف علی بن ابی طالب (اخرجہ النظیری فی خصائص العلویۃ) جناب امام حسن علیہ السلام اس آیت کے شان نزول میں فرماتے ہیں کہ پھر کھڑا ہوا اپنی نال پہ یعنے اسلام کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام کی تلوار سے۔

۸۵- والشفع والوتر (سورۃ الفجر) ترجمہ قسم ہے جفت اور طاق کی۔

عن الحسین بن علی علیہما السلام فی قولہ تعالےٰ والشفع والوتر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الشفع الحسن والحسین والوتر علی ابن ابی طالب (اخرجہ النظیری) جناب حسین علیہ السلام الشفع والوتر کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ شفع (یعنے جفت) سے حسنین اور وتر (یعنے طاق) سے علی مراد ہیں۔

۸۶- ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (سورۃ التکاثر) ترجمہ پھر پوچھیں گے تم سے نعیم کی نسبت

عن جعفر بن محمد فی قولہ تعالٰی ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال نحن من النعیم (اخرجہ النطیری) جناب جعفر صادق علیہ السلام سے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے فرمایا وہ نعیم ہم ہیں۔

۸۷- ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض

(سورۂ ص) ترجمہ کیا ہم کریں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر میں ان کے جو خرابی ڈالیں زمین میں۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالٰی ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت علی وحمزۃ وعبیدۃ بن الحارث والمفسدون فی الارض عتبۃ وشیبۃ والولید وھم الذین تبارزوا یوم بدر (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا ہم کریں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالتے ہیں زمین میں ایمان والے جو نیکیاں کرتے ہیں ان سے علیؓ اور حمزہؓ اور عبیدہ بن الحارث مراد ہیں اور زمین میں خرابی ڈالنے والوں سے عتبہ اور شیبہ اور ولید مراد ہیں جنہوں نے بدر کے روز مقابلہ کیا تھا۔

عن سلمان قال کلما اطلعت علٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ضرب بین کتفی علی وقال ھذا وحزبہ المفلحون (اخرجہ النطیری فی خصائص العلویۃ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتا حضرت جناب امیرؑ کے کندھوں پہ ہاتھ مار کر فرماتے یہ اور اس کا گروہ ہے رستگار ہونیوالا ہے۔

قد تم الباب الثانی من ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ویلیہ الباب الثالث انشاء اللہ تعالٰی

تیسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں

الموسوم

بالکواکب المضیئۃ

فی

فضائل العلویۃ

مقدمہ فضیلت کی بحث میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت کے معنے ہیں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمرو پر رجحان حاصل ہے یعنی جس صفت میں کہ زید و عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ بھاری نکلا ہے۔ اس لئے بعض نے افضل کی یہ تعریف کی ہے الاجمع لما ایا الفضائل الخلال الحمیدۃ افضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم سے اسکی جان آراستہ اور ہر طرح کے عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب سے اس کا وجود پیراستہ ہو۔ اور کبھی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال نہیں پیدا ہوتا بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا یعنے اگرچہ اور صفات میں عمرو کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے اس لئے بعض نے افضل کی تعریف اکثر ثوابا من عند اللہ بما کسب من خیر کے لفظوں سے کی ہے یعنے

زیادہ ثواب حاصل کرنے والا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے۔ یعنی جس کو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی افضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے گھٹ کم ہو۔

(۱) اب جاننا چاہیئے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری جزئی فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے کرم عمیم سے کسی شخص کو یا کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اس کو اس کے ہم جنسوں پر ترجیح بخشے۔ جیسے کہ ناقہ صالح کو تمام اونٹنیوں پر اور کعبۃ اللہ کو تمام روئے زمین کی مساجد پر فضیلت عطائی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں آ سکتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اس کا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اس کی وجہ محض عنایت الٰہی ہی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ حجر الاسود کی فضیلت دوسرے احجار پر اس کی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک اصلی جیسے حجر الاسود کی فضیلت دوسری طفیلی چنانچہ وہ مینڈھا جو جناب اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے۔ حضرت اسمٰعیل کے فدیہ ہونے کی طفیل سے اور مینڈھوں سے افضل ہے۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ مینڈھا بہ نسبت اور مینڈھوں کے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الٰہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اس کے ثبوت کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو۔
اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل تنازع ہوا کرتی ہے لیکن کسی کو فضیلت دینے میں اس کے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیئے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں احق اور اولےٰ ہو اس کو افضل سمجھنا چاہیئے۔

تنبیہ۔ نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے عمل کی وجہ سے اس کے ہم جنسوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت سمجھی جاتی ہیں۔

(الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کی عمل کی ذات سے افضل ہو۔ جیسے فرائض کے ادا کرنے والے کی عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت ہے۔

(ب) لمیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں

چنانچہ ایک شخص محض بغرض رضائے الٰہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لئے۔

(ج) کیفیت عمل یعنے ایک شخص ایک عمل کو اس کے پورے آداب کے ساتھ بجالائے اور دوسرا شخص اس کے بجالانے میں کسی قدر بے پروائی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت حاصل ہے۔

(د) کمیت عمل یعنے ایک ہی عمل کی کمی بیشی چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کئے ہوں اور دوسرے نے صرف ایک ہی حج کیا ہو۔

(ہ) کبھی فضیلت بباعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتدائے اسلام میں بایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہرحال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جس نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گذرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود پروردگار نے اس کا فیصلہ کردیا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔

اس وجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے والسابقون۔

(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا بہتر ہے ہزار نماز سے جو دوسری مسجدوں میں پڑھی جائیں۔

(ز) کبھی امور خارجیہ کی اضافت سے فضیلت ہوتی ہے جیسے ایک رکعت نماز کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے۔

(۳) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت جزئی نتیجہ ان دونوں کا دو حال سے خالی نہیں۔

(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا۔

(ب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضول کے درجہ کے بلند ہونا۔

تنبیہ اگر فضیلت سے یہ دونوں نتیجہ نہ پیدا ہوں تو فضیلت محض لفظ مجرد ہوگا جس سے کہ کچھ نفع نہ ہوگا

اعتراض۔ یہاں پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ جب فاضل کی تعظیم مفضول پر واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم افضل ہوگا۔ اور کفار والدین بھی واجب التعظیم ہیں اس وجہ سے وہ بھی افضل سمجھے جانے چاہئیں۔ اور یہ برخلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔

(جواب) کفار والدین کی تعظیم عرف شرع میں تعظیم نہیں کہلاتی ایسی تعظیم کو شرع کی اصطلاح میں برادر احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعظیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے براءت واجب ہے تعظیم شرعی وہ ہے کہ محبت اللہ پر مبنی ہو۔

(۴) چونکہ فضیلت کے معنے ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے یا علنیا رکثرت ثواب کیں بہ دو قسم پر ہے۔

(الف) فضیلت اصلی یعنے ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ ہو جیسے کہ ایک عالم ہو اور ایک جاہل۔

(ب) فضیلت زائدہ یعنے ایک شخص بہ نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو مثلاً ایک عالم ہو اور دوسرا اعلم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔

(۵) مفاضلہ اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا۔ غرضکہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ای ہذین افضل (یعنے ان دونوں میں سے کون افضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ ای ہذین اکثر اوصافا فیما اشترکا (یعنے جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہیں ان میں سے کون فضیلت سوا رکھتا ہے) پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ناقہ صالح افضل ہے یا رمضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت ابی بکرؓ کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو اتنا جھگڑا کیوں ہوتا۔

(۶) جب وجوہ ہفت گانہ مفاضلہ میں تعارض واقع ہو تو از روئے آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احق اور اولی باعتبار کے فضیلت پر یقین کرنا چاہیئے۔

یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کے مقابلہ میں چنداں اعتبار نہیں اور زمان کے سامنے ان درازی کے وقعت نہیں لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا ہے وہ بوجہ حضور کی معیت کی ہمراہی افضل اور اعلےٰ ہے ان اعمال سے جو انہوں نے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کئے ہیں اسی وجہ سے انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی عبداللہ بن بسر و عبداللہ بن الحرث

سہل بن سعد الساعدی ۔ جابر بن عبد اللہ الانصاری جیسے صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل پانیکے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے ۔ لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے ۔

اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً ثابت ہے کہ جو ذوات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل و اعلے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی افضل اور اعلے تھے ۔ صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے ۔ چنانچہ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار اور السابقون السابقون اولئك المقربون فی جنات النعیم اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں وہ سب سے افضل اور اعلے ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبری حضرت علی مرتضی حضرت ابو بکر الصدیق حضرت زید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم انکے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں ان کے بعد اہل عقبہ ان کے بعد اہل بدر ان کے بعد شاید احدی صلح حدیبیہ تک کے لوگ جن کے لئے انزال سکینہ ہوا ہے ان کے بعد بالقطع کوئی مشہد نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پھر اکثر منافق اور مؤلفۃ القلوب بھی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناطق ہے ومن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق ۔

تنبیہ ۔ ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں ۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ بالاتفاق سابق الاسلام تھے ۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس سے خصم کو مجال تکلم نہ رہے ۔ اب رہی فضیلت نقلی تو اسکے جانچنے کے دو طریق ہیں اول نص شارع ۔ دوم تتبع احوال ۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت منصوص ہے یا نہیں باہم علمائے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انه ثبت بالاجماع ولم تتعين الافضل ولم يوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفضیل قطعی ہے اور بعض کہتے کہ ظنی ہے امام ابو الحسن اشعری اس کے قائل ہیں کہ قطعی ہے ۔ اور ابو بکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے (دیکھو شرح جوہر اللقانی سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں کہتے ہیں التفضيل من الاجتهاديات لا قاطع فيها یعنی تفضیل ایک امر اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اس کے بعد موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقۃ الفضل ما هو عند الله و

ذٰلك مما لا يطلع عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى فضل كى حقيقت خدا كو معلوم ہے اور سوا رسول الله صلے الله عليه وسلم كے اس پر كوئى مطلع نہيں ۔

شارح مواقف لكھتا ہے واعلم ان مسألة الافضلية لا مطمع فيها فى الجزم واليقين اذ لا دلالة للعقل بطريق الاستقلال على الافضلية بمعنى الاكثرية فى الثواب بل مستندها النقل وليست هذه المسئلة مسئلة متعلق بها عمل فيكتفى فيها بالظن هو كافٍ فى الاحكام العملية بل هى مسئلة علمية يطلب فيها اليقين والنصوص المذكورة من الطرفين بعد تعارضها لا يفيد القطع على ما لا يخفى على منصف لانها اما احاد وظنية الدلالة مع كونها معارضة ايضا وليس الاختصاص بكثرة اسباب الثواب موجبا لزيادته قطعا بل ظنا لان الثواب تفضل من الله تعالى كما عرفته فيما سلف فله ان لا يثيب المطيع ويثيب غيره وثبوت الامامة وان كان قطعيا لا يفيد القطع بالافضلية بل غايته الظن كيف ولا قطع بان امامة المفضول يصح مع وجود الفاضل لكنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابو بكرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علىؓ وحسن ظننا بهم لو لم يعرفوا ذلك لما اطبقوا عليه فوجب علينا اتباعهم فى ذلك القول تفويض ما هو الحق فيه الى الله تعالى . قال الآمدى وقد يراد بالتفضيل اختصاص من احد الشخصين عن الآخر اما باصل فضيلة لا وجود لها فى الآخر كالعالم والجاهل واما بزيادة فيها لكونه اعلم مثلا وذلك غير مقطوع فيما بين الصحابة اذ ما من فضيلة بين اختصاصها بواحد منهم الا ويمكن بيان مشاركة غيره له فيها وبتقدير عدم المشاركة فقد يمكن بيان اختصاص الآخر بفضيلة اخرى ولا سبيل الى الترجيح بكثرة الفضائل لاحتمال ان يكون الفضيلة الواحدة ارجح من فضائل كثيرة ۔ يعنے فضيلت كا مسئلہ ايسا نہيں كہ اس سے جزم اور يقين كا طمع كيا جائے عقل كو فضيلت (بمعنے كثرت ثواب) پر طريق استدلال حاصل نہيں بلكہ يہ مسئلہ نقل سے مستند ہے ۔ اور يہ مسئلہ وہ مسئلہ نہيں كہ جس كے ساتھ عمل كا لگاؤ ہوتا كہ مجرد ظن ہى ہے اس كے لئے كافى سمجھا جائے كيونكہ احكام عمليہ كے لئے ظن ہى كفايت كرتا ہے بلكہ يہ مسئلہ علمى ہے (يعنے اعتقادى ہے) جس ميں جزم اور يقين مطلوب ہے ليكن طرفين كے نصوص باہم متعارض ہونے كى وجہ سے قطعيت كا فائدہ نہيں بخشتى قطع نظر متعارض ہونے كے وہ نصوص احاد اور ظنى الدلالہ ہيں ۔

نہايت امر يہ ہے كہ وہ نصوص اسباب كثرت ثواب كى اختصاص پر دلالت كرتے ہيں ليكن كثرت ثواب كے اسباب كا مرتب ہونا قطعاً كثرت ثواب كا موجب نہيں ہو سكتا صرف ظن كا فائدہ ديتا ہے ۔

کیونکہ اجر اور ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت افضلیت کا نہیں ہو سکتا کیونکہ امامت مفضول کی افضل کی ہوتی ہے ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے اور ناجائز ہونا اس کا قطعی نہیں ہم نے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ افضل ہیں پھر حضرت عمر رضہ پھر حضرت عثمان رضہ پھر حضرت علی رضہ ہمارا سلف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر ان کے پاس دلیل نہیں ہوتی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم ان کے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں ان کا اتباع واجب ہے اور ہم اس کی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

آمدی کہتا ہے کہ تفضیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے سے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو (یعنے ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے) جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل سے افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بسبب زیادہ ہونے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو (یعنے ایک ہی صفت میں دونوں شریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو) جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بہ سبب زیادہ ہونے صفت علم کے پس اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا کیونکہ جو فضیلت کہ کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور ایسی فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اسکی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کے مقابل ٹھیرتی ہے۔

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دیجا سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ ایک ہی فضیلت بباعث اشرف کے ہونے بہت سی فضیلتوں پر راجح ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سے فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو پس افضلیت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اس لئے مسلف میں خلفائے اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(۱) اکثر لوگ فضلہم علی ترتیب الخلافت کے قائل تھے اور ترتیب خلافت کے مطابق سب سے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو افضل سمجھتے ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر رضہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان رضہ کو اور ان کے بعد حضرت مرتضی علی رضہ کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علی رضہ اور حضرت عثمان رضہ کو برابر جانتے تھے امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق دوانی شرح عقائد میں لکھتا ہے الا تفضیلۃ بہما انتز

عند الجمہور ونقل من مالکؒ التوقف بین عثمانؓ وعلیؓ وقال امام الحرمین الغالب علی الظن ان ابابکرؓ افضل من عمرؓ ثم تتعارض الظنون فی عثمانؓ وعلیؓ یعنے جمہور کے نزدیک فضیلت ترتیب خلافت پر ہے اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف درمیان علیؓ اور عثمانؓ کے اور امام الحرمین کہتا ہے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہیں حضرت عمرؓ سے اور پھر حضرت عمرؓ افضل ہیں اور پھر ظنون باہم متعارض ہیں درمیان حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فخر الاسلام بزدوی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہیں دیتے تھے چنانچہ امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ انہ ما نفضل عثمانؓ علی علیؓ یعنے وہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہیں دیتے تھے علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر وقف من اہل السنۃ فی علیؓ وعثمانؓ فلم یفضلوا احدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انسؒ ویحیی بن سعید القطانؒ۔

(۲۳) کوفہ کے اہل سنت جماعت مثل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں سیوطی لکھتے ہیں وجزم الکوفیون ومنہم سفیان الثوریؒ بتفضیل علیؓ علی عثمانؓ یعنے کوفے کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں اور شرح عقاید جلالی میں لکھا ہے کہ ابوبکر خزیمہ بھی حضرت علیؓ ہی کی فضیلت کے قائل تھے عن ابی بکر خزیمۃ تفضیل علیؓ علی عثمانؓ شرح کبیر جوہر التلقانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا امام مالکؒ کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کیطرف مائل ہو گئے تھے وقال بعض اہل السنۃ بتقدیم علیؓ علی عثمانؓ وبہ قال مالک اولا ثم وقف امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ مجاری الاظعان نے تفضیل علیؓ علی عثمانؓ میں لکھتے ہیں ومن بعد تفضیلنا الشیخین معتقدی + تفضیلہ قبل ذی النورین فی بالی (مرأۃ الجنان الیافعی) اکثر محدثین مثل حاکم وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے (بستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک امر ثبوت طلب ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بھی یہی مسلک تھا چنانچہ الخصائص میں امام نسائی لکھتے ہیں عن علاء بن عرار قال سألت ابن عمر رضی اللہ عنہما وہو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن علیؓ وعثمانؓ فقال اما علی فلا تسالنی عنہ انظر الی قرب منزلہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی المسجد بیت غیر بیتہ فاما عثمانؓ فانہ اذنب ذنبا عظیما تولی یوم التقا الجمعان فعفی اللہ عنہ وغفر واذنب فیکم دون ذلک فقتلتموہ

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں بھی سلف کا مذہب مختلف تھا چنانچہ ان کا قول ہے واختلف السلف ایضا فی تفضیل علیؓ و ابی بکرؓ پھر اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب وجابر وحذیفۃ و ابی سعید الخدریؓ وزید بن ارقمؓ ان علی بن ابی طالبؓ اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء علی غیرہ یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر و خباب و حذیفہ و ابی سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علیؓ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں۔

علامہ عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکرؓ پر فضیلت دے تو میں اس کو منع نہیں کرتا اور اگر علیؓ کو ابوبکرؓ سے افضل سمجھے تو بھی میں اس کو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھے پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اس کو یہ بات نہایت پسند آئی۔

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کئے جاتے ہیں طبقات الکبری میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرت حسنین علیہم السلام کو بباعث جزئیت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور انکے بھائی ابراہیم باتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالک کا قول ہے ما تفضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا۔

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال السیوطی تحریر فرماتے ہیں حکی الخطابی عن بعض مشائخہ انہ قال ابوبکرؓ خیر وعلیؓ افضل غرضکہ ان سب تقریروں کا حاصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے تفضیلھم علی ترتیب الخلافۃ قطعی نہیں اور ہمارے اہل سنت وجماعت اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کرسکتے ورنہ سنت صالحین تک اُن کا اثر پہنچ سکتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی کہنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کی بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں ان کی طرف چنداں التفات نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت پر اجماع ہوچکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے پس افضلیت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کے تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اس کی مفصل بحث موجود ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو (اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو) ظنی ہے اور قطعیت کی حد سے نکل جاتا ہے اگرچہ شاذ ہونیکی وجہ سے خلاف چنداں قابل اعتماد بھی نہ ہو لیکن اس اجماع کا درجہ قطعیت سے گھٹا رہتا ہے۔

علاوہ بریں اگر اجماع ہوا بھی ہے تو اسی افضلیت ظنی پر ہوا ہے اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا چنانچہ ہم سابقاً ائمہ کلام مثل ابوبکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں ان کے بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضلیت ان کے نزدیک صفت ظنیت سے محکوم ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامر یہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے نہ فضلہم علی ترتیب الخلافۃ کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمانؓ کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قطعیت خلافت سے افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی۔

طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا۔ داؤد اور دیگر انبیاء الکرام علیہم السلام اسکے عہد میں موجود تھے اور اس کے تابع حکم تھے۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طالوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت وجماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اس پر پوری اطلاع نہیں۔

خلفاء اربعہ کی مدح وثنا میں حدیثیں وارد ہیں۔ اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا فضلیت کے بارہ میں اختلاف ہے اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلےٰ ہے۔

چونکہ افضلیت سے اکثریت ثواب مراد ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے اور احادیث میں تعارض واقع ہے۔ پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب اولیٰ کو ترجیح دینا چاہیئے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب نے معرفۃ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں۔ قال احمد بن حنبل و اسمٰعیل بن اسحاق القاضی احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیسابوری لم یرد فی فضائل احد من الصحابۃ

بالاسانید الجیاد ماوردی فی فضائل علی بن ابی طالبؓ یعنی امام احمد بن حنبل اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی۔ اور ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر حدیث سندوں کے ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے حق میں نہیں ہوئیں۔

اس کے سوا اگر جناب امیرؑ کے خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کی جائے تو جناب امیرؑ ہی افضل الناس لعبا خیر البشرؑ نظر آتے ہیں۔

لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے افضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے لئے ہم آپ کے الاجمع ثمرا بای الفضل والخلال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع ہو جاتا ہے اور آپ کی افضلیت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب تتبع احوال جناب امیرؑ سے پیشتر ہم افضلیت کے اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ افضلیت باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے۔ فضیلت نفسانی۔ اور فضیلت جسمانی۔ اور فضیلت خارجی۔

ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلثہ فضیلت میں جناب امیرؑ کی افضلیت لوگوں کو دکھائیں گے۔ پھر چوتھے باب میں ہم آپ کے خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لئے نقل کریں گے۔

اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیرؑ کا ذکر داخل عبادت ہونا۔ اور ان کی شان میں جس قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ان کی نسبت محدثین کی رائے۔ اور جناب امیرؑ کی مثل کسی نے انتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب امیرؑ کے فضائل و مناقب کا لا تحصیٰ ہونا۔ اور جناب امیرؑ کا روحانی حلیہ۔ اور جناب امیرؑ کا جامع مدارج فضل ہونا بطور تمہید کے لکھ کر پھر ہم آپ کے فضائل نفسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے۔

جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا

(۱) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علیؑ وخیر اعمامی حمزۃؓ وذکر علیؑ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والمتقی فی کنز العمال) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علیؑ ہیں اور تمام چچوں سے بہتر حمزہؓ ہیں۔ اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) عَنْ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ تعالٰی قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علیؑ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کا ذکر عبادت ہے

جناب امیرؑ کی شان میں جو احادیث کہ وارد ہوئی ہیں انکی نسبت محدثین کی رائے

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلیؑ وکذلک قال اسمٰعیل بن اسحاق القاضی وابو علی النیساپوری واحمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد اکثر مما جاء فی علیؑ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبدالبر وصواعق محرقہ للعلامہ ابن حجر والخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب الثعلبی فی تفسیرہ وابن طلحہ الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لئے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جس قدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشاپوری بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیرؑ کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

قال عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ان رجلا من ھمدان یقال لہ برد قدم علی معاویۃ فسمع عمرو بن العاص یقع فی علیؑ فقال لہ یا عمرو ان اشیاخنا سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ افحق ذلک ام باطل فقال عمرو حق وانا ازیدک انہ لیس احد من صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ مناقب مثل مناقب علیؑ الا انہ شارک فی قتل عثمانؓ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن قتیبہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اس نے سنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر علیہ السلام کو برا بھلا کہہ رہا ہے برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے بزرگوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے عمرو بن عاص کہنے لگا ہیں تجھے اس سے بھی بڑھ کر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے نہیں ہیں جس قدر کہ جناب امیرؑ کے مناقب ہیں مگر کیا کریں وہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہوگئے ہیں۔

جناب امیرؑ کی مانند کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی علیہ السلام یھدی صاحبہ الی الھدیٰ ویرد عن الردیٰ (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علیؑ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

جناب امیرؑ سے فضائل میں پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں نہ پچھلے لوگ ان کو پہنچ سکیں گے

عن الحسنؑ انہ قال حین قتل علیؑ لقد فارقکم رجل ما سبقہ الاولون ولا یدرکہ الاخرون (اخرجہ احمد والنسائی والدولابی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر الطبری فی تاریخھما) جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے حضرت امام حسن علیہ السلام خطبہ میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ اس سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہیں تھے اور نہ پچھلے ان تک سانہ پہنچ سکیں گے۔

جناب امیرؑ کے فضائل کا لاتحصیٰ ہونا

عن مجاھد سال رجل من ابن عباسؓ سبحان اللہ ما اکثر فضائل علیؑ وانی لاظنھا ثلثۃ الاف فقال لہ ابن عباس ھی ثلاثین الف اقرب من ثلاثۃ الاف ثم قال ابن عباس لو کان الشجر اقلام والبحر مداد والانس کتاب والجن حساب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا سبحان اللہ جناب امیرؑ کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا تین ہزار تو کیا تیس ہزار کے قریب ہوں گے پھر ابن عباسؓ کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی مرتضیٰ کے فضائل کو احصیٰ نہیں کر سکیں گے۔

(۲) عن علی بن الحسینؑ عن ابیہ عن جدہ امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاخی علیؑ فضائل لا تحصیٰ کثرۃ فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقرا بھا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابۃ رسم ومن استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا بالنظر ثم قال النظر الی علیؑ بن ابی طالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ علیؑ والبراءۃ عن اعدائہ (اخرجہ الخوارزمی ومحمد بن یوسف الکنجی

الشافعی والحافظ الهمدانی فی مناقبہ۔ جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسینؓ سے اور وہ انکی جد امجد امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ پروردگارِ عالم نے میرے بھائی علی کے فضائل اس قدر بنائے ہیں جن کی کثرت کا احصی نہیں ہو سکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کا اقراری ہو کر لکھے اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص اسکے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لئے خدا سے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ ان سے اپنے کانوں سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کے کئے ہیں بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کیطرف نگاہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کرنے کے کئے ہیں بخش دیتا ہے پھر ارشاد کیا کہ علی ابی طالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی ہے خدا تعالیٰ کسی مومن کے ایمان کو قبول نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونیکی وجہ سے۔ تنبیہ علی العموم فضائل تین قسم پر ہیں فضائل نفسانی، فضائل جسمانی، فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جن کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے دراصل اصول فضائل وہی ہیں انہیں کی وجہ سے انسان رتبہ بہیمی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے۔ فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا سڈول ہونا جس کو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔ فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نہ انسان کے روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسے اسباب انسان کے لئے فراہم ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے ہم جلسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب و نسب کا کھرا پن۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔ قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے لکھنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی تصویر جس کو روحانی حلیہ بھی کہا جا سکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ گر کریں آپ کا جسمانی حلیہ فضائل جسمانیہ میں لکھا جائیگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا روحانی حلیہ

(۱) قیل ان معاویۃ قال لضرار الصدائی یا ضرار صف لی علیا فقال اعفنی یا امیر قال لتصفنہ قال اما اذ لابد منہ فقد کان واللہ بعید المدی۔ شدید القوی۔ یقول فصلا ویحکم عدلا۔ ینفجر العلم من جانبہ وینطق الحکمۃ عن لسانہ یستوحش من الدنیا وزھرتہا ویانس اللیل ووحشتہ

وكان غزير العبرة طويل الفكرة۔ تعجبه اللباس ما قصر ومن الطعام ما خشن كان فينا كاحدنا
يجيبنا اذا سألناه۔ ويأتينا اذا دعوناه۔ ونحن والله مع تقريبه ايانا وقربه منا۔ لا نكاد نكلمه هيبته
له۔ يعظم اهل الدين ويقرب المساكين۔ لا يطمع القوي في باطله۔ ولا ييئس الضعيف من عدله۔
ولقد رأيته في بعض مواقفه۔ وقد ارخى الليل سدوله۔ وغارت نجومه۔ قابضا على لحيته يتململ
تململ السليم۔ ويبكي بكاء الحزين۔ ويقول يا دنيا غري غيري۔ الي تعرضت۔ ام الي تشوقت هيهات
هيهات۔ قد باينتك ثلاثا لا رجعة فيها فعمرك قصير وخطرك كثير۔ آه آه من قلة الزاد وبعد
السفر فبكى معاوية فقال رحم الله ابا حسن كان والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال
حزن من ذبح ولدها في حجرها۔ اخرجه الدولابي وابو عمر ابن عبد البر في الاستيعاب والمنقی
في كنز العمال وابن حجر في صواعق المحرقة) کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا اے ضرار
مجھ سے علی علیہ السلام کے اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھے اس سے معاف کر معاویہ نے کہا
تجھے ضرور ان کے اوصاف بیان کرنا ہونگے۔ ضرار نے کہا جبکہ مجھے ان کے اوصاف بیان کرنے پر مجبور
کیا جاتا ہے۔ تو واللہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل
سے حکم دیتے تھے۔ علم کا دریا ان کے دل سے موجزن تھا حکمت ان کی زبان سے بولتی تھی۔ وہ دنیا
اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے۔ وہ اندھیری رات اور اس کی وحشت سے مانوس تھے۔ وہ رونے کو
پسند کرتے تھے اور دور و دراز فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ ان کو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا اور ان کو کھانے میں سخت
چیز بھلی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہم کو جواب دیتے تھے۔ جبکہ ہم ان سے پوچھتے تھے وہ
ہمارے پاس آتے تھے۔ جب ہم ان کو بلاتے تھے خدا کی قسم ہے کہ ہم باوجود ان کے قرب کے ان کی ہیبت کی وجہ
سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ان کے
خوف سے کوئی زبردست اپنی بیہودگی کی خواہش دل میں نہیں لا سکتا تھا۔ ضعیف ان کے عدل سے نا امیدی کا منہ نہیں
دیکھتا تھا۔ میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جب کہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی
میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ اور نرم آواز سے رو
رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے۔ میرے کیوں سامنے آئی ہے۔ یا
مجھ سے شوق رکھتی ہے۔ افسوس افسوس میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش
نہیں۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے۔ اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں۔ آہ آہ۔ تھوڑا زاد ہے اور دور کا
سفر ہے۔ امیر معاویہ یہ سنکر رونے لگا۔ اور کہنے لگا خدا ابو الحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔

اے ضرار ان کے مرنے سے تجھے کیسا رنج ہوا ہے۔ ضرار کہنے لگا۔ ایسا رنج ہے کہ جس طرح سے کسی عورت کی گود میں اس کا بیٹا ذبح کیا جائے۔

(۲) عن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ الا تخبرنی عن ابی بکر و علی فان ابا بکرؓ کان له السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیۃ الی علی فقال ای ابن اخی کان له واللہ ما شئت من ضرس قاطع۔ البسطة فی النسب و قرابته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاهرته والسابقة فی الاسلام والعلم والفقه فی السنة والنجدة فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ احمد والذهبی) سعید بن العاص سے نقل ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا مجھ سے علیؓ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال بیان کر کہ باوجود اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ معمر بھی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر لوگ جناب علیؓ کے کیوں زیادہ مشتاق تھے عبداللہ بن عیاشؓ کہنے لگے اے میرے بھتیجے جو بات کہ تجھے پسند آتی ہو اسی میں علیؓ کے برداشت تھے۔ نسب کا کھرا پن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت حضرت کی دامادی سے مشرف ہوئے اسلام میں سبقت۔ قرآن کا علم۔ سنت میں تفقہ۔ حرب میں بہادری بخشش میں جود۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد ساله الناس ای رجل کان علیاً قال کان قد ملأ جوفه علماً وحکماً و باساً و نجدةً مع قرابته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد و محب الطبری فی الریاض النضرۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا جناب علیؓ کیسے تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف قرابت کے ساتھ ان کا پیٹ علم اور حکمت اور ہیبت اور شجاعت سے بھرا ہوا تھا۔

(۴) عن ابن عباسؓ فی علیؓ بن ابی طالب کان واللہ یشبه القمر الباهر والاسد الخادر والفرات الزاخر والربیع الماطر اباکور (ربیع الابرار من الباب التاسع والسبعین) ابن عباسؓ سے جناب امیر کی شان کے متعلق روایت ہے کہ واللہ حضرت علی علیہ السلام چودھویں رات کے چاند اور بن کے شیر اور موج مارتے دریا اور صبح کے برستے ہوئے ابر کے مشابہ تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جامع مدارج فضل ہونا

مدارج فضل کے متعین کرنے میں لوگوں نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن کا ذکر کیا ہے حقیقتہً وہی مدارج فضل ہیں۔ انسانی قیاس سے ایسے مدارج کا مقرر کرنا صرف

امر اختیاری ہے۔

جب ہم خدائے واحد ذوالجلال کے کلام پاک کو پڑھتے ہیں تو آیۂ وافی ہدایۂ و لٰئک انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین سے ہماری سرگشتہ عقل کو یہ پتہ ملتا ہے کہ حقیقتہً مدارج فضل چار ہیں اور بس مرتبہ انبیا علیہم السلام۔ مرتبہ صدیقین۔ مرتبہ شہداء۔ مرتبہ صالحین۔

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین انبیاء سے مغایر ہیں۔ لیکن ان صفات ثلثہ میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان تینوں اوصاف سے موصوف احد مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک ہر صفت سے موصوف جداگانہ مراد ہے یعنے صادق اور ہیں اور شہید اور ہیں۔ اور صالحین اور ہیں۔

اگر خداوند تعالیٰ اپنے کرم عمیم سے کسی اپنے خاص بندے کو یہ تینوں اوصاف عطا فرمائے تو کیا کہنا ہے جناب امیر علیہ السلام کی ذات مستجمع الصفات میں بجز منصب نبوت کے یہ تینوں اوصاف بنجوای نور علی نور موجود تھے۔

(اول) صدیق۔ یعنے جس کی عادت پر صدق غالب ہو۔ صدق مومنوں کی صفات فاضلہ میں سے ایک ممتاز صفت ہے کیونکہ ایمان کی تکمیل تصدیق بالقلب کے سوا نہیں ہو سکتی۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ صدیق سے وہ شخص مراد ہے کہ تمام امور دین کی تصدیق کرے اور دین کے کسی امر میں شک نہ لائے۔ چنانچہ آیۂ والذین آمنوا باللہ و رسولہ اولئک ہم الصدیقون سے یہی معنے ثابت ہوتے ہیں۔

مفسرین نے صدیقین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل اصحاب مراد لیتے ہیں۔

بعض کے نزدیک صدیق اس کو کہتے ہیں جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو اور سب سے پہلے رسول کی تصدیق کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کیا بوجہ سبقت اسلام اور کیا باعتبار تصدیق امور دین سرگروہ افاضل اصحاب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر اور تمام صدیقوں سے افضل اور سید الصادقین تھے۔

(۱) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فی قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی لانہ سید الصادقین (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ و ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء وابن عساکر والو بکر بن مردویہ و السیوطی فی تفسیرہ الدر المنثور و سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کہ اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچوں

کے ساتھ ہو جاؤ) یعنے جناب علی کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام سچوں کے سردار تھے۔

(۲) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت اول من امن بی وصدق وانت صدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم والدیلمی والطبرانی فی ریاض النضرۃ) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علی سے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر

(۳) عن عباد بن عبد اللہ قال علیؓ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا صدیق الاکبر لا یقولہا ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص والحاکم فی المستدرک والحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبۃ فی سننہ و ابن عاصم فی السنۃ والحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی ہے

(۴) عن ابن عباسؓ وابی لیلیٰؓ قالا قال رسول اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مومن الیاسین وحزقیل مومن آل فرعون وعلی ابن ابی طالبؑ ہو افضلہم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابی لیلی) صواعق محرقہ) ابن عباس اور ابو لیلے رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین ہیں حبیب النجار جو امین مسیح پر ایمان لانیوالا اور خرقیل آل فرعون میں جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانیوالا۔ اور علیؑ بن ابیطالب اور وہ ان سے افضل ہے۔

(۲) شہید اس کے معنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ شہید کے معنے اور شاہد کے معنے ایک ہیں یعنے رسالت پر شہادت دینے والا اور بعض نے کہا مقتول فی سبیل اللہ مراد ہے۔ یہ دونوں معنے جناب امیر علیہ السلام کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔

شہید بمعنے شاہد۔

عن عباد بن عبد اللہ الاسدی قال سمعت علیاً یقول ہو علی المنبر ما من قریش رجل الا وقد نزلت فیہ ایۃ او ایتان فقال رجل فما نزل فیک فغضب ثم قال اما انک لو لم تسالنی علی القوم ما حدثتک ویحک ہل تقرء سورۃ ہود ثم قرا فمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربی انا شاہد منہ (اخرجہ ابن مردویہ فقیہ ابن مغازلی

وابن ابی حاتم وابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول و ابن جریر الطبری وابن منذر ابو الشیخ وابن مردویہ صاحب تفسیر معالم التنزیل) عباد بن عبداللہ الاسدی کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسکے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں ایک شخص نے پوچھا آپ کی شان میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے جناب امیر نے غصے ہو کر فرمایا اگر تو نے سب کے سامنے نہ پوچھا ہوتا تو میں ہرگز تجھے نہ بتاتا افسوس ہے تو نے سورہ ہود کو نہیں پڑھا افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی آیا جو شخص کہ اپنے رب کی دلیل روشن پر ہے اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی بینۃ من ربہ ہیں اور یتلوہ شاہد منہ میں ہوں۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ افمن کان علی بینۃ من ربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتلوہ شاہد منہ علی بن ابی طالب خاصۃ (اخرج الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جو شخص کہ اپنے رب کی دلیل روشن پر ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی کے متصل ایک گواہ آئے اسی کی طرف سے وہ علی بن ابیطالب ہیں خاصۃ۔

شہید بمعنی مقتول فی سبیل اللہ۔

عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشہید (اخرجہ ابو یعلی) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیر کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور انہیں چومتے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اکیلا ہے اور شہید ہونیوالا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی نسبت حضرت نے بہت سی پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب حدیثیں اپنے مقام پر درج ہیں۔

(سوم) مرتبہ صالحین کا ہے جس کی تعریف یہ ہے الصالح ھو الذی یکون صالحا فی اعتقادہ وفی عملہ یعنی صالح وہ ہے جو اپنے اعتقاد اور اعمال میں صالح ہو۔ کیونکہ جہل سے فساد فی الاعتقاد ہے اور معصیت سے فساد فی العمل پیدا ہوتا ہے جناب امیر علیہ السلام باب حکمت تھے اسلیے فساد فی الاعتقاد سے محفوظ تھے۔ اور دنس معصیت سے طاہر تھے اسلیے فساد فی العمل سے معصوم تھے کیوں نہ ہو جس کو خدائے پاک اپنی کلام مجید میں صالح المومنین کا لقب عطا فرمائے اس سے فساد فی الاعتقاد اور فساد فی العمل کسطرح سے ظاہر ہو سکتا ہے صدق اللہ وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علیؓ خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا فاما الخامسۃ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احسان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد فی المناقب) یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ تمام دنیا وما فیہا سے مجھے محبوب ہیں چنانچہ پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مجھے اس پر ہرگز خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد زنا کی طرف رجوع کرے اور ایمان لانے کے بعد کفر کیطرف لوٹ جائے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین قال ھو علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں (کہ وہ اللہ اسکا مددگار ہے اور جبریل اور مومنوں کا نیکوکار) مومنوں کے نکوکار سے علی بن ابیطالبؓ مراد ہیں۔

عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وصالح المومنین علیؓ بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم وابن حاتم والمتقی فی کنز العمال) سماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صالح المومنین علی بن ابیطالب ہیں پس ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام جامع صفات ثلاثہ تھے جنکا خدا نے اپنی کلام پاک میں ذکر کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل نفسانی کا بیان

جناب امیرؓ کے فضائل علمیہ کا بیان

ظاہر ہے کہ جناب مرتضٰے علیہ التحیۃ والثنا کو حسب ارشاد حضرت باری عز اسمہ (قل ھل یستوی الذین یعلمون والذی لا یعلمون) یعنی کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور بمفوائے یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذی اوتوا العلم درجات یعنی خداوند تعالیٰ وتقدس بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور وہ لوگ کہ انکو علم دیا گیا ہے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت حاصل ہے اسکا مجملاً ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اصل فطرت میں ذکی الطبع پیدا ہوئی تھی جسکی وجہ پر وردگار نے ان کو استعداد علمی اور قابلیت نہایت اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی اور جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام حکماء وعقلاء اور انبیاء کرام کی سرآمد تھی اور حضرت علی نے ابتداء سن تمیز بلکہ روز ولادت سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اور حصول علم میں ہمیشہ سے انکے طبیعت راغب تھی۔ کبھی مثل دوسری اطفال کی لہو لعب کیطرف مائل نہیں ہوئی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کی تعلیم اور تربیت میں ہمیشہ کوشش بلیغ فرماتے تھے اس وجہ سے جناب علیہ السلام کو وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جس میں تمام عقلاء زمانہ حیران رہ گئے بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو علم وفضل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس علم کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے حضرت امیر علیہ السلام کو اس میں دستگاہ تام معلوم ہوتی ہے یہ مرتبہ دوسرے اصحاب کبار کو حاصل نہیں ہوا۔ اول تو تمام صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بعد بلوغ مشرف ہوئے ہیں اور جناب امیر پانچ برس کے سن سے حضور میں رہے ہیں دوم حضرت امیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت شبانہ روز حاصل تھی اور دوسرے اصحاب اس شرف دائمی سے معذور تھے کبھی انکو حضور نبوی میں باریابی نصیب ہوتی تھی اور کبھی اس سعادت سے محروم رہتی تھی۔ اور حضرت علی ہر وقت حاضر ہو سکتے تھے ۔

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل علمی کا حال کسی قدر شرح وبسط کے ساتھ لکھتے ہیں ۔ اول ہم ان احادیث اور اقوال صحابہ کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے اعلم تھے اور بفحوای آیہ وانی ہدایہ ومن یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا سب صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کا سب صحابہ سے اعلم ہونا

(۱) اخرج البزار عن جابر بن عبداللہ والعقیلی وابن عدی عن ابن عمرؓ الطبرانی عن کلیہما والحاکم عن علیؓ وابن عمر والبغوی وابونعیم عن علی قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انامدینۃ العلم وعلی بابہا وزاد البغوی فی روایۃ علی والطبرانی فی روایۃ ابن عباس مرفوعا فمن ارادا لعلم فلیات من بابہا وصحح الحاکم ورواہ الجماعۃ وحسنہ الحافظان العلائی وابن حجر العسقلانی)

بزار نے جابر بن عبداللہ سے اور عقیلی اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے دونوں سے اور حاکم نے جناب علیؓ سے اور ابن عمر سے اور امام بغوی نے اور ابونعیم نے جناب علی سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے امام بغوی نے جو روایت جناب علیؑ سے کی ہے اور طبرانی نے عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف مرفوع کرکے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص علم تک پہنچنا چاہتا ہو اس

کو چاہیئے کہ اسکے دروازہ سے داخل ہو حاکم نے اسحدیث کو صحیح لکھا ہے اور ایک جماعت نے اسکی روایت کی ہے اور علائی اور ابن حجر عسقلانی دونوں حافظان حدیث نے اسحدیث کے حسن ہونیکی بابت کہا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلیؑ بابہا (اخرجہ الترمذی وابو نعیم) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ سرور دین پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے۔

(۳) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم امتی بعدی علیؑ بن ابیطالب (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علیؑ بن ابی طالب ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی علیؑ اعشار علم ایم اللہ لقد شارککم فی عشر العاشر (استیعاب ابن عبد البر) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم ہے کہ علی کو علم کی دہائیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم ہے کہ تم کو سودین حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قسم علی الناس خمسۃ اجزاء فکان لعلی اربعۃ اجزاء وسائر الناس جزء شارکہم علی فیہ فکان اعلمہم (اخرجہ البزار) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں پر منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں بھی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

(۶) عن الحسن بن علیؑ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیؑ بن ابی طالب اعلم الناس باللہ واعظم الناس حبا وتعظیما لاھل لا الہ الا اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہر دوسرا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالبؑ تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں

(۷) عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسئل عن علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علےؑ بن ابی طالب تسعۃ اجزاء والناس جزء واحد (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا

ہوا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جناب علی کی نسبت پوچھا گیا حضرتؐ نے فرمایا کہ حکمت دس حصول پر تقسیم کی گئی ہے پس علی کو نو حصے اسکے دیئے گئے اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

(۸) عن عبد الملك بن ابی سلیمان قال قلت لعطآء اكان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال واللہ ما اعلم (استیعاب) عبد الملک بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابیطالبؑ سے زیادہ تر علم والا تھا عطا نے جواب دیا خدا کی قسم ہے میں نہیں جانتا۔

(۹) عن مسروق قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمهم انتهی الی عمر و عبد اللہ ابن مسعود و ابی الدرداء و معاذ بن جبل و زید بن ثابت و علی بن ابی طالب ثم شاممت هؤلاء فوجدت علمهم انتهی الی الرجلین علی و عبد اللہ بن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت يفضل علیؑ علے عبد اللہ (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) مسروق سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور جناب علی کیطرف منتھے ہوتا ہے پھر میں نے ان سب بزرگوار کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ ان کا علم دو آدمیوں کیطرف یعنی جناب امیر اور عبد اللہ بن مسعود کیطرف منتھے ہوتا ہے پھر میں نے ان دونوں صاحبوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود پر جناب امیر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن مسعود قال علماء الارض ثلاثة عالم بالشام و عالم بالحجاز و عالم بالعراق فاما عالم اهل الشام فهو ابو الدرداء و اما عالم اهل الحجاز فعلی بن ابی طالب و اما عالم اهل العراق فاخ لكم و عالم اهل الشام و عالم اهل العراق يحتاجان الی عالم الحجاز و عالم الحجاز لا يحتاج اليهما (اخرجه الحضرمی) نقل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روئے زمین پر تین عالم ہیں ایک عالم شام میں ہے اور ایک عالم حجاز میں اور ایک عالم عراق میں پس اہل شام کا عالم ابو الدردا رضی اللہ عنہ میں اور اہل حجاز کے عالم جناب امیر علیہ السلام ہیں اور اہل عراق کا عالم تمہارا ایک بھائی ہے (یعنی اپنی ذات بابرکت سے مراد لی ہے) اور عالم اہل شام اور اہل عراق دونوں حجاز کے عالم کیطرف محتاج ہیں اور اہل حجاز کا عالم ان دونوں کیطرف احتیاج نہیں رکھتا۔

(۱۱) عن ابی الدرداء العلماء ثلاثة رجل بالشام يعنی نفسه و رجل بالكوفة هو عبد اللہ بن مسعودؓ و رجل بالمدينة هو علی بن ابی طالب هو اعلم بالسنة منا (اخرجه الحضرمی) ابی الدرداءؓ سے نقل ہے کہ تین

عالم میں ایک آدمی شام میں ہے (یعنی اپنی ذات سے مراد لی ہے) اور ایک آدمی کوفہ میں ہے اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ ہے اور ایک آدمی مدینہ میں ہے اور وہ علی بن ابی طالبؓ ہے اور وہ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زیادہ تر جاننے والا ہے۔

(۱۲) عن علی قال علمنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم فتفتح من کل باب الف باب (اربعین الرازی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہیں پس ہر باب سے ہزار باب میرے لیے کھل گئے۔

(۱۳) عن علی قال قلت یا رسول اللہ اوصنی فقال قل ربی اللہ ثم استقم فقلتہا وزدت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب فقال لیہنک العلم یا ابا الحسن لقد شربت شربا ونہلتہ نہلا (اخرجہ احمد) جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرماویں حضور نے ارشاد کیا کہ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت کرو میں نے جناب کے فرمانے کے موافق یہ کہا اور ان الفاظ کو اور بڑھایا کہ نہیں مجھ میں توفیق مگر خدا ساتھ اسی پر توکل کرتا ہوں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھے علم گوارا ہو تو نے علم کو پی لیا ہے جو حق کہ اسکے پینے کا تھا اور نوش کیا تو نے اسے جو کہ حق اسکے نوش کرنیکا تھا۔

(۱۴) عن ابن عباس فقد سالہ الناس فقالوا ای رجل کان علیا قال کان ملاجوفہ حکما وعلما وباسا ونجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ علی کیسے آدمی تھے ابن عباسؓ نے کہا انکا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذلک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے۔

(۱۵) عن ابی الحازم قال جاء رجل الی معاویۃ فسالہ عن مسئلۃ فقال سل عنہا علی بن ابی طالب فہوا علم فقال یا امیر جوابک فیہا احب الی من جواب علی قال بئس ما قلت لقد کرہت رجلا کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یغرہ بالعلم غرا القد لقد قال لہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وکان عمر اذا اشکل علیہ شئی اخذ منہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہ کے پاس آکر ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے جاکر پوچھ کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں اس نے کہا کہ اے امیر مجھے تمہارا جواب انکے جواب سے بہتر ہے معاویہ نے کہا کیا بری بات تیرے منہ سے نکلی ہے تو ایسے شخص سے کراہت کی ہے جسے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

علم کے ساتھ ان کے پیمانے کو پر کیا ہے اور بیشک انکے لیے کہا کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے پوچھا کرتے تھے۔

(۱۶) سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول سلونی الاعلیا (اخرجہ احمد) سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار میں کوئی صاحب سوا جناب علی کے نہیں تھا جو یہ کہتا مجھ سے پوچھو۔

(۱۷) عن ابی عمر قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب (اخرجہ البغوی) ابی عمر کہتے ہیں کہ سوا علی بن ابی طالب کے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو یہ کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو۔

(۱۸) عن معقل بن یسار قال وضات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال هل لك فی فاطمة تعودها قلت نعم فقال متوکیا علی حتی دخلنا علی فاطمة فقال کیف تجد نك قالت واللہ طال حزنی واشتد فاقتی حدثنا عبد اللہ بن احمد وجدت فی کتاب ابی بخط یده فی ھذا الحدیث قال او ما ترضین انی زوجتك اقدم هم سلما واکثرهم علما واعظمهم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی الکبیر) معقل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرا یا آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ فاطمہ علیہا السلام کی عیادت کو چلے میں نے عرض کیا ہاں میں حضور کی معیت میں چلتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے جب ہم جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ ہم تجھے ایسا کمزور کیوں دیکھتے ہیں حضرت سیدہ نے عرض کیا میرا غم طولانی فاقوں کے مجھ پر شدت ہے عبد اللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی کتاب میں ان کی دستخطی اس حدیث میں یہ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تمہیں ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو از روی اسلام سب میری امت سے سبقت رکھنے والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

(۱۹) عن بریدة قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قم بنا بریدة نعود فاطمة فلما ان دخلنا علیها ابصرت اباها دمعت عیناها قال ما یبکیك یا بنتی قلة الطعم وکثرة الهم وشدة السقم قال لها اما واللہ ما عند اللہ خیر مما ترغبین الیه یا فاطمة اما ترضین انی زوجتك خیر امتی اقدمهم سلما واکثرهم علما وافضلهم حلما واللہ ان ابنیك سید شباب اهل الجنة (اخرجه الخوارزمی)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہر دوسرا صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اے بریدہ اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تمکو کس بات نے رلایا ہے عرض کرنے لگیں کھانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جسکی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے۔ اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور از روی علم سب سے افضل ہے واللہ بیشک تیری دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔

(۲) عن ابی هارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشی مما سمعته من رسول الله صلے الله علیه وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول الله صلے الله علیه وسلم مرض مرضة ونقه ودخلت علیه فاطمة تعوده وانا جالس عن یمین رسول الله صلے الله علیه وسلم فلما رأت ما برسول الله صلی الله علیه وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتے بدت دموعها فقال لها رسول الله صلے الله علیه وسلم ما یبکیک یا فاطمة قالت اخشی الضیعة بعدک یا رسول فقال یا فاطمة ان الله اطلع علے اهل الارض اطلاعة فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته واتخذته وصیا اما علمت انک بکرامت الله اباک زوجتک اعلمهم علماء واکثرهم حلما واقدمهم سلما (اخرجه الدار قطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گیا۔ میں نے ان سے کہا آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ کہنے لگے ہاں میں شریک ہوا ہوں۔ میں نے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات سنائیں جو آپنے جناب علیؓ کی شان میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو وہ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور مرض نے آپ کو ناتواں کر دیا حضرت سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیمار پرسی کو تشریف لائیں میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب سیدہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ضعف کی شدت کو دیکھا تو رونے سے انکا گلا گھٹ گیا یہانتک کہ آنسو رخسار مبارک پر ظاہر ہو گئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمکو کس بات نے رلایا ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ خداوند تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا اور تیرے والد کو اول ان سے برگزیدہ کیا پھر دوبارہ دیکھ کر ان میں سے تیرے خاوند کو چن لیا پس میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور میں نے اس کو اپنا وصی بنایا آیا تم خدا کی مہربانی کو نہیں جانتے ہو کہ تمہارا خاوند تمام اہل زمین سے زیادہ علم والا ہے اور ان سے زیادہ علم والا ہے اور ان سب سے اسلام لانے میں مقدم ہے۔

(۲۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی عیبۃ علمی (اخرجہ ابن عدی والمتقی فی کنز العمال) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا خزانہ ہے۔

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذا علی بن ابی طالب لحمہ لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وقال یا ام سلمۃ اشھدی واسمعی ھذا علی امیر المؤمنین وسید المسلمین وعیبۃ علمی وبابی الذی اوتی منہ والوصی علی الاموات من اھل بیتی وھو اخی فی الدنیا وقرینی فی الاخرۃ ومعی فی السنام الاعلی (اخرجہ ابو نعیم فی منقبۃ المطھرین والخوارزمی فی المناقب الشیرازی فی الالقاب) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ گواہ رہیو اور سن کہ یہ علی مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور یہ میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے اور دنیا میں میرا بھائی اور آخرت میں میرا ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہوگا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالقرآن

جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روبرو قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا اور سب سے پہلے حضرت امیر ہی نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں ان علیا احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے علی وہ شخص ہیں کہ جمع کیا قرآن کو اور آنحضرت کی جناب میں اسے پیش کیا۔

روی محمد بن سیرین عن عکرمۃ قال لما کان بعد بیعۃ ابی بکر قعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر قد

کرہ بیعتہ فارسل الیہ فقال کرھت بیعتی قال لا قال ما اقعدک عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثت نفسی ان لا البس ردائی الا لصلوٰۃ حتی اجمعہ قال لہ ابوبکر فانک نعم ما رأیت قال محمد بن سیرین لعکرمۃ الفتوہ کما انزل الاول فالاول قال لو اجتمعت الانس والجن ان یؤلفوا ھذا التالیف ما استطاعوا (رواہ ابوداؤد) محمد بن سیرین نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی سے لوگوں نے بیعت کی اور علی اپنے گھر میں بیٹھے رہے تو لوگوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی نے آپکی بیعت سے کراہت کی ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہلا بھیجا کہ کیا آپ نے میری بیعت سے کراہت کی ہے آپ نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ پھر آپکی گھر میں بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی ہے کہ کتاب اللہ میں کچھ نہ کچھ ضرور زیادتی کی جاویگی لہذا میرے دل میں یہ آیا کہ میں اپنی رداء سوا نماز کے اور وقت نہ اوڑھوں جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں حضرت ابوبکر نے کہا آپکی رائے بہت مناسب ہے محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے قرآن اسی طرح سے تالیف کیا ہے جیسے کہ اول مرتبہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام انس وجن جمع ہو کر ویسے تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کر سکیں گے۔

عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابطا علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابوبکر فقال اکرھت امارتی فقال لا ولکن الیت ان لا ارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتی اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ فقال محمد لو اصیب ذلک الکتاب کان فیہ العلم (تاریخ الخلفاء للسیوطی) تاریخ الخلفا میں سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت سے تامل فرمایا جناب ابوبکر حضرت امیر سے ملے اور کہا کیا آپ میری امارت سے کراہت کرتے ہیں جناب امیر نے جواب دیا نہیں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ اپنی ردا کو سوا نماز کے نہ اوڑھوں گا یہاں تک کہ قرآن شریف کو جمع کر لوں پس لوگوں کا خیال ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے قرآن شریف کو ترتیب تنزیل کے موافق جمع کیا ہے محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہو سکتا۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی کان اولہ اقرأ ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وھکذا الی اٰخر المکی ثم المدنی (نقلہ ابو عمر عثمان الدانی) روایت ہے کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی قرآن میں سب سے پہلے سورہ اقرا پھر مدثر پھر سورہ مزمل پھر تبت یدا پھر تکویر اسی

طرح سے تمام کی سورتیں پہلے تھیں بعد میں مدنی سورتیں تھیں۔

عن عبد خیر عن علی قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقسمت لا اضع ردائی عن ظہری حتی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظہری حتی جمعت القرآن (اخرجہ الجمعوزی) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے میں نے قسم کھائی کہ اپنی پشت سے ردا نہیں اتاروں گا یعنے آرام سے نہیں سوؤں گا جب تک کہ قرآن کو جمع کر لوں جو کچھ کہ دونوں لوحوں میں ہے پس میں نے اپنی پشت سے ردا نہ اتاری جب تک کہ تمام قرآن کو جمع کر لیا۔

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پہ دونوں نہ وارد ہوں۔

عن زاذان عن عبد اللہ بن مسعود قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین سورۃ وختمت القرآن علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) زاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے بہتر بن جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا۔

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا علی انک اول المؤمنین معی ایمانا واعلمهم بایات اللہ واوفاهم بعهد اللہ واروفهم بالرعیۃ واقسمهم بالسویۃ واعظمهم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قالت لعبد اللہ بن عیاش ابن ابی ربیعۃ الا تخبرنی

عن ابی بکر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فان ابا بکر کان لہ السن السابقۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس صاغیۃ الی علی فقال ای ابن اخی کان لہ ما شئت من ضرس قاطع البسطۃ بالنسب والقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسابقۃ فی الاسلام والعلم بالقرآن والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجود بالمعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمر بن سعید العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا کہ آپ مجھے ابوبکر اور علی کے مرتبوں سے خبر دار کرو کیونکہ باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رسیدہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سابق الاسلام ہونیکے پھر لوگ جناب علی کی طرف کیوں زیادہ میلان رکھتے تھے عبد اللہ بن عیاش نے کہا اے میرے بھتیجے ان کے پاس یعنی علی کے پاس جو کچھ کاٹنے والے دانت چاہیئے تھے موجود تھے نسب کی فراخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ اور علم بالقرآن اور جنگ میں شجاعت اور بخشش عطا کے ساتھ۔

عن عبد اللہ بن عیاش الزرقی وقد قیل لہ اخبرنا عن ہذا الرجل یعنی علی بن ابیطالب فقال ان لنا اخطاراً واحساباً ونحن نکرہ ان نقول فیہ ما یقول بنو عمنا قال کان علی تلعابا بہ یعنی مزاحا وکان اذا فزع فزع الی ضرس من حدید قلت وما ضرس من حدید قال قراءۃ القرآن وفقہ فی الدین وشجاعتہ وسماحتہ (اخرجہ احمد فی المناقب) عبد اللہ بن عیاش الزرقی سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس آدمی یعنی علی سے ہمیں خبر دو عبد اللہ نے کہا ہم کو ممانعت اور باز پرس ہے اور ہم برا جانتے ہیں کہ وہ بات کہیں جو ہمارے بنی عم کہہ رہے ہیں علی ایسے آدمی تھے جو مزاح بھی کرتے تھے اور جب ڈراتے تھے تو لوہے کے دانتوں سے ڈراتے تھے میں نے کہا کہ لوہے کے دانتوں سے کیا مراد ہے عبد اللہ نے کہا قرآن کی قرأت اور دین میں فقہ اور انکی شجاعت اور ان کی جوانمردی۔

عن محمد بن حنفیۃ انہ قال من عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم والثعلبی) محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت نازل ہوئی جس کے یہ معنے ہیں کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالتورات والانجیل

عن علی قال لو ثنیت لی الوسادۃ وجلست علیہا الحکمت بین اہل التوراۃ بتوراتہم

وبین اہل الانجیل بانجیلہم وبین اہل الزبور بزبورہم وبین اہل القرآن بقرآنہم (الدر المنثور امام فخر الدین رازی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے انکی تورات سے اور اہل انجیل کے لئے انکی انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان انکے قرآن سے حکم کروں اس پر ابو ہاشم نے اعتراض کیا کہ تورات منسوخ ہو چکی ہے پس اس کے موافق حکم کیونکر جاری ہو سکتا ہے اور اس کے احکام پر کیونکر عمل کیا جا سکتا ہے اس کا جواب چند وجوہ سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱) شاید جناب امیر علیہ السلام کا مقصود الحکمت بین اہل التورات سے بفحوای واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی کمال علمی کی شرح ہے۔

(۲) یا یہ کہ اس جملہ کی فرمانے سے یہ مراد ہے کہ جس قدر احکام منسوخ جو تورات میں ہیں اور احکام ناسخ جو قرآن شریف میں ہیں ان سب پر علی وجہ التفصیل مجھ کو علم حاصل ہے۔

(۳) یا یہ کہ ذمی یہود و نصاریٰ کی قضا اور انفصال مقدمات سے مراد ہے جو جزیہ دیکر تابع فرمان اسلام ہوگئے ہیں کیونکہ دار السلام کی یہود و نصاریٰ پر اجراء احکام ان کے دین کے موافق ہوتے ہیں اور مسلمان قاضی کو انہیں کے کتب سماویہ کے مطابق ان کی قضا یا فیصل کرنے پڑتے ہیں۔

(۴) یا یہ مراد ہے کہ میں تورات و انجیل کی ان نصوص سے واقف ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر دال ہیں۔ اور تورات ہی کے ذریعہ سے تورات والوں پر حجت قائم کر سکتا ہوں اور انجیل والوں پر انجیل ہی سے برہان لا سکتا ہوں۔

(۲) عن الاصبغ بن نباتۃ قال کنا جلوسا عند علی بن ابی طالب فاتاہ یہودی فقال یا امیر المومنین متی کان ربنا فقمنا الیہ فلہزناہ حتی کد نانأتی علی نفسہ فقال علی خلوا عنہ ثم قال علی یا اخا الیہود ما اقول لک باذنک واحفظہ بقلبک فانما احدثک عن کتابک الذی جاء بہ موسی ابن عمران فان کنت قد قرأت کتابک وحفظتہ فانک ستجدہ کما اقول انما یقال متی کان ربنا لمن لم یکن ثم کان فاما من لم یزل بلا کیف یکون بلا کیفیۃ کان لم یزل قبل القبل و بعد البعد لا یزال بلا کیف ولا غایۃ ولا منتہی الیہ انقطعت دونہ الغایات فہو غایۃ کل غایۃ فبکی الیہودی وقال واللہ یا امیر المومنین انہا لفی التوراۃ ہکذا حرفا حرفا وانی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اخرجہ ابن عساکر والمتقی فی کنز العمال کتاب الحجۃ للامام اصبہانی) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے

تھی کہ ناگاہ ایک یہودی نے آکر پوچھا یا امیر المؤمنین ہمارا رب کب سے تھا ہم اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس
کو ماریں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا۔ اے یہودی بھائی جو کچھ میں
تیرے کان میں کہوں تو اس کو اپنے دل میں یاد رکھ کیونکہ میں تجھ کو تیری کتاب سے جسے موسیٰ بن عمران
علیہ السلام لائے ہیں بیان کرونگا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اس کو یاد رکھے گا تو جس
طرح سے میں کہتا ہوں ویسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا کیا وہ
نہیں تھا کہ پھر ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہونا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ
سے تھا۔ پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد، ہمیشہ سے بلا کیفیت اور اس کی انتہا نہیں اور نہیں ہے
انتہا اس کی طرف اس کے سوا نہایات کا انقطاع ہوتا ہے اور وہ ہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔ یہ سنکر
یہودی رونے لگا۔ اور کہا واللہ یا امیر المؤمنین بتحقیق توراۃ میں حرف بحرف اسی طرح سے ہے
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود خدا کے سوا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ
وسلم اس کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔

(۳) روی ان نصرانیا جاء الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال انکم تقرؤن فی کتابکم ثلثمائۃ سنین
وازدادوا تسعا ونحن نقرء فی کتابنا ثلثمائۃ سنین فخالف کتابنا کتابکم فقال علی لا مخالفۃ
لان ثلثمائۃ فی کتابکم علی حساب الیونانیین وھو یکون علی حساب العرب ثلثمائۃ سنین و
تسعا فتعجب النصرانی۔ ولھذا قیل ان علیا کان معجزۃ من معجزات النبی صلے اللہ علیہ وسلم
لانہ مع تبحرہ فی العلوم وشجاعتہ فی الحرب کان منقادا ومقرا بنبوتہ ولذا عد من معجزاتہ
(طبقات الکفوی فی ترجمۃ امیر المؤمنین) روایت ہے کہ ایک نصرانی نے جناب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آکر عرض کیا آپ اپنی کتاب میں تین سو نو برس پڑھتے ہیں اور
ہماری کتاب میں پورے تین سو برس ہیں پس ہماری کتاب تمہاری کتاب سے مخالف ہے جناب امیر نے
فرمایا کچھ مخالفت نہیں ہے تمہاری کتاب میں پورے تین سو برس یونانیوں کے حساب کے مطابق
ہیں جو عرب کے حساب کے مطابق تین سو نو ہوتے ہیں یہ سنکر نصرانی متعجب ہو گیا اسی واسطے کہا گیا ہے
کہ جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھے کیونکہ باوجود علم میں ان کے
اس قدر تبحر کے اور لڑائی میں انکی شجاعت کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان بردار اور
حضور کی نبوت کے مقر تھے اسی جہت سے وہ حضرت کے معجزات میں سے شمار کئے جاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم التفسیر

اہل التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہیں اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان سے آگے سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۱) عن ابن عباس قال اذا ثبت لنا الشئ عن علی لم نعدل الی غیرہ (استیعاب علامہ ابن عبدالبر)
ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ جب ہم کو کوئی بات علی رضؓ سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم انکے غیر کیطرف نہیں رجوع کرتے

(۲) عن ابن عباس رضؓ قال یشرح لنا علی نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود صبح قرأت نفسی فی جنبہ کالقوارۃ فی جنب البحر المثعجر (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات جناب علیؑ بائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نقطہ کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان ان کے پاس مثل ایک قوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلہ میں۔

(۳) عن ابی الطفیل قال شھدت علیا یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل (اخرجہ ابو عمر) ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرمارہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تم کو اس سے خبر نہیں دونگا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہموار میں یا پہاڑ پر۔

(۴) عن ابن سعد سمعت علیا یقول واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما نزلت این نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا (تاریخ الخلفاء) ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے اور کہاں پر نازل ہوئی ہے بتحقیق خدا نے مجھ کو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۵) عن ابن مسعود انہ قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منھا حرف الا ولہ ظھر

بطن وان علیا عندہ من الظاہر والباطن (نقلت من کشف الظنون) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے تحقیق قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے کہ کوئی حرف اس کا ایسا نہیں جس کے لئے ظاہر و باطن نہ ہو اور تحقیق علیؑ کے پاس اس کا ظاہر و باطن ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم القراءت

اس امر پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام قرآن شریف حفظ کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا تھا۔
تمام ائمہ قراءت مثل ابوعمر ابن العلاء اور عاصم ابن ابی النجود وغیرہما ابوعبدالرحمن السلمی القاری کے شاگرد ہیں اور انہیں سے سند حاصل کرتے ہیں اور ابوعبدالرحمن السلمی جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد ہیں

وعن ابی عبدالرحمن السلمی قال مارأینا احدا اقرأ من علی صلینا خلفہ فقرأ برزخا فاسقط حرفا فرجع فقرأ ثم عاد الی مقامہ فسر اہل اللغۃ البرزخ ہہنا بانہ کان بین الموضع الذی یقرأ فیہ وبین الموضع الذی کان استطعمہ الحرف ورجع الیہ قرآن کثیر قال والبرزخ بین الشک والیقین والبرزخ مابین الشیئین (استیعاب) قاری ابوعبدالرحمن السلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو سب قراء کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہم نے ان کے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی ان کو ایک تشابہ پڑ گیا اور ایک حرف چھوڑ گئے جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پھر اس متشابہ کے مقام پر لوٹے اور اس کو پڑھا اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قرآت کا نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ کے معنے میں لکھا ہے کہ یہاں برزخ سے یہ مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں انکو حرف کے ساقط ہونے کے متشابہ پڑا تھا اور انہوں رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل دو شی کے درمیان کے معنی میں آیا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الحدیث

اکثر یہ کہا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی مرویات بہ نسبت دیگر صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے کم ہیں جن کی تعداد پانسو چھیاسی حدیثوں کے قریب ہے جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاری اور مسلم

نے اتفاق کیا ہے اور نو حدیثیں بخاری علیحدہ لایا ہے اور پندرہ مسلم علیحدہ لایا ہے یہ بات ہرگز خیال میں نہیں آتی
کہ تیس برس کے قریب جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد زندہ رہے ہیں وہ اس
قدر قلیل حدیثیں روایت کی ہوں جو تعداد میں چھ سو سے بھی کم ہوں ۔

حدثنا الثوری عن ابی القیس الاودی قال ادرکت الناس وھم ثلاث طبقات اھل دین یحبون
علیا واھل دنیا یحبون معاویۃ وخوارج (استیعاب) ابن عبدالبر ثوری سے اور وہ ابوالقیس ازدی سے
ناقل ہیں کہ میں نے لوگوں کو تین گروہ پر منقسم پایا) ایک اہل دین جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے
دوست تھے دوسرے دنیا کے محب وہ معاویہ کو دوست رکھتے تھے تیسرے خوارج ۔

تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی جماعت چار گروہوں پر منقسم ہو گئی تھی
اول گروہ بنی امیہ کا تھا جو ابتداء خلافت سے حضرت کا مخالف ہو گیا تھا جسکی بڑی جماعت شام میں تھی ۔ یہ گروہ
بوجہ خصومت کے جناب امیر علیہ السلام سے بالکل روایت نہیں کرتا تھا ۔ بلکہ برسر محراب و منبر اسی گروہ
کی بدولت ایک سو برس سے زیادہ تک جناب امیرؑ کے نام پر سب وشتم ہوتا رہا ۔ اور اسی گروہ کو حضرت
امیر کی شہادت کے بعد خلافت نصیب ہوئی ۔

دوسرا وہ گروہ تھا جو حضرت امیرؑ کے برخلاف تو نہیں تھا لیکن بظاہر طرفدار بھی نہیں تھا یہ بنی امیہ کے
رعب کی وجہ سے جناب امیرؑ کے نام کو زبان پر نہیں لا سکتا تھا چہ جائیکہ حضرت امیرؑ سے علی الاعلان احادیث
کی روایت کرتا ۔

تیسرا گروہ خود جناب امیرؑ کے متبعین سے تھا ۔ لیکن جنگ صفین میں اس گروہ کے دو فریق ہو گئے تھے ایک
گروہ بالکل جناب امیرؑ کے برخلاف ہو گیا تھا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا یہ گروہ بہ نسبت پہلے گروہ کے
بھی زیادہ تر خصومت جناب امیرؑ کے ساتھ رکھنے لگا ۔ اور جنگ نہروان کے بعد تو یہی گروہ حضرت امیر
علیہ السلام کے خون کا پیاسا ہو گیا ۔ چنانچہ اسی گروہ کے ہاتھ سے حضرت شہید بھی ہو گئے ۔ یہ لوگ بوجہ
خصومت حضرت سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ۔

چوتھا گروہ وہ تھا جو دل وجان سے حضرت کی محبت پر ثابت قدم تھا اول تو اسکی تعداد نہایت قلیل
تھی ۔ دوم یہ گروہ بھی بخوف بنی امیہ مخفی طور سے حضرت امیر سے روایت کو بیان کرتے تھے اور ظاہر طور سے
حضرت امیر کا نام زبان پر نہیں لاتے تھے ۔ چنانچہ علامہ جلال الدین السیوطی رسالہ فی اثبات سماع
الحسن البصری علیؑ) لکھتے ہیں ۔ انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری عن علی و تمسک
بھذا بعض المتاخرین فخدش بہ فی طریق لبس الخرقۃ واثبتہ جماعۃ وھو الراجح عندی وقد رجح

الحافظ ضیاء الدین المقدسی فی المختارة فانه قال سمع الحسن بن ابی الحسن البصری عن علیؑ و
قیل لم یسمع منه وتبعه علی هذه العبادة الحافظ ابن حجر فی اطراف المختارة الوجه الاول
ان العلماء ذکروا فی الاصول فی وجوه الترجیح ان المثبت مقدم علی النافی لان معه زیادة علم
الوجه الثانی ان الحسن ولد بسنتین یقینا من خلافة عمر باتفاق وکانت امه خیرة مولاة
ام سلمة فکانت ام سلمة تخرجه الی الصحابة یبارکون علیه اخرجته الی عمرؓ فدعا له اللهم
فقهه فی الدین وحببه الی الناس ذکره الحافظ جمال المزی فی التهذیب واخرجه العسکری
فی کتاب المواعظ بسنده وذکر المزی انه حضر یوم الدار وله اربع عشرة ومن المعلوم انه من
میز وبلغ سبع سنین امر بالصلوٰة فکان یحضر الجماعة ویصلی خلف عثمان الی ان قتل عثمان
وعلیؓ اذ ذاک بالمدینة فانه لم یخرج منها الی الکوفة الا بعد قتل عثمان فکیف یستنکر سماعه
منه وهو کل یوم یجتمع به فی المسجد حین میز الی ان بلغ اربعة عشر سنة وزیادة علی ذلک
ان علیا کان یزور امهات المؤمنین ومنهن ام سلمة والحسن فی بیتها هو وامه الوجه
الثالث انه ورد عن الحسن ما یدل علی سماعه منه اورده المزی فی التهذیب من طریق
ابی نعیم قال ثنا ابو القاسم عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن ذکریا ثنا ابو حنیفة
محمد بن الحنفیة الواسطی ثنا محمد بن موسی الحرشی ثنا ثمامة بن عبیدة ثنا عطیة بن محارب
عن یونس بن عبید قال سالت الحسن یا ابا سعید انک تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
وانک لم تدرکه قال یا ابن اخی سالتنی عن شیء ما سالنی عنه احد قبلک ولولا منزلتک
عندی ما اخبرتک انی فی زمان کما تری وکان فی عمل الحجاج کل شیء سمعتنی اقول
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فهو عن علی غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر
علیا وذکرها وتم لنا من روایة الحسن عن علی قال احمد فی مسنده حدثنا هشیم اخبرنا
یونس عن الحسن البصری عن علی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول رفع
القلم عن ثلث عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی یکشف
عنه ای یزول عنه اخرجه الترمذی وحسنه والنسائی وصححه الحاکم والضیاء المقدسی فی
المختارة قال الحافظ زین الدین العراقی فی شرح الترمذی فی الکلام علی هذا الحدیث
عن علی المدنی الحسن رای علیا بالمدینة وهو غلام وقال ابو زرعة کان الحسن البصری
یوم بویع لعلی ابن اربع عشرة ورای علیا بالمدینة ثم خرج الی الکوفة والبصرة ولم یلقه

الحسن بعد ذلک وقال الحسن رأیت الزبیر یبایع علیاً انتہی وھذا القدر کفایۃ ویحمل قول الناس فی علی مابعد خروج علی من المدینۃ یعنی ایک جماعت نے جناب امیر سے حسن بصری کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تمسک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں خدشہ نکالا ہے اور ایک جماعت نے اسکو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی لاراجح ہے - اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے بھی مختارات میں اس کا رجحان بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے جناب امیر سے حدیث کو سنا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے اور حافظ ابن حجر نے مختارات کے حاشیہ میں اس کا اتباع کیا ہے - وجہ اول یہ ہے کہ علماء فن اصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے -

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری کا تولد ہوا - ان کی والدہ خیرہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمتگار تھیں اور جناب ام سلمہ حسن بصری کو باہر صحابہ کے پاس بھیجا کرتی تھیں تاکہ ان کے حق میں صحابہ کرام برکت کی دعا کریں - حضرت ام سلمہ نے حسن بصری کو حضرت عمر کی خدمت میں بھی بھیجا تھا - اور حضرت عمر نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے خدا اسکو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر - حافظ جمال الدین مزی نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے اور عسکری نے بھی کتاب المواعظ میں اس کی سند کو بیان کیا ہے حافظ مزی لکھتے ہیں کہ جسدن جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا - حسن بصری بھی وہاں موجود تھے اس وقت انکا سن چودہ برس کا تھا - اور یہ بات بخوبی معلوم ہوئی ہے کہ حسن بصری ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کے سن میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے تھے اور نماز کا حکم ان پر جاری ہو گیا تھا - اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک حضرت علیؑ مدینہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے اور ان کی شہادت کے بعد کوفہ کو تشریف لے گئے تھے پس کسطرح سے کہا جاسکتا ہے کہ حسن بصری نے جناب امیر سے حدیث کو نہیں سنا ہے حالانکہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز وہ جناب امیر کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ ان کا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ امہات المومنین کے پاس جایا کرتے تھے اور جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں میں رہا کرتی تھیں حسن بصری اپنی ماں کے ساتھ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے -

تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ جو حدیثیں حسن بصری سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں ان کی سماعت پر۔ حافظ مزی نے تہذیب میں ابونعیم کے طریق سے انکو روایت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن العباس ابن ذکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابوحنیفہ بن الحنفیہ واسطی نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ الحرشی نے بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے کہ یوسف بن جبید کہتے تھے۔ میں نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابا سعید تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حالانکہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا حسن بصری نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا۔ تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج کا عمل درآمد تھا۔ تو نے جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو میں نے جناب علیؑ سے سنا ہے چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ جناب علی کا ذکر نہیں کر سکتا اس لیے قال رسول اللہ کہتا ہوں۔ اور جو حدیث کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے امام احمد بن حنبل نے اس کا ذکر مسند میں کیا ہے وہ یہ کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا ہے کہ یوسف حسن بصری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیرؑ فرماتے تھے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا ہے لڑکے سے جب تک کہ وہ بالغ ہو سوتے ہوئے سے جب تک وہ نیند سے بیدار نہ ہو اور دیوانہ سے جبتک کہ اسکا جنون جاتا رہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور نسائی نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت لکھا ہے حاکم اور ضیاء مقدسی نے مختارۃ میں اسکی تصحیح کی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی ترمذی کی شرح میں اس حدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ حسن بصری نے جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا اور اس وقت حسن بصری لڑکے تھے۔ اور ابوذرعہ کہتے ہیں جس دن کہ امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیعت کی تھی اس دن حسن بصری کی عمر چودہ برس کی تھی اور انہوں جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا۔ بعد ازاں جناب امیر کوفہ اور بصری کی طرف تشریف لے گئے اس وقت سے حسن نے جناب امیر سے ملاقات نہیں کی اور حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جناب امیر سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اس قدر اس مقام میں کافی ہے اور نافی کے قول سے مراد ہو سکتی ہے کہ جناب امیر کو حسن بصری نے مدینہ طیبہ سے تشریف لیجانے کے بعد نہیں دیکھا۔

عبارت مرقومہ صدر سے صاف ظاہر ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج کے خوف سے جناب امیر علیہ السلام کی مرویات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف مرفوع کرکے بیان کرتے تھے اور حضرت علی کا نام نہیں لیتے تھے پس اس سے خیال کر لینا چاہیئے کہ دوسرے راویوں کو بھی قسم کا خوف تھا جسکے سبب سے وہ علی الاعلان جناب امیر علیہ السلام کی مرویات کو نہیں بیان کر سکتے تھے۔

ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر سے جسقدر احادیث روایت ہوئی ہے کسی صحابی سے نہیں ہوئیں چنانچہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں۔

اخرج ابن سعد عن علی انہ قیل لہ مالك اکثر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سالتہ انبانی فاذا سکت ابتدانی یعنی جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم کے زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بدخشی نزل الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابۃ عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن الزبیر و جابر بن عبد اللہ و جابر بن سمرۃ و جریر بن عبد اللہ البجلی و عبد الرحمن بن اشیم و صہیب بن سنان و البراء بن عازب و زید بن ارقم و حذیفۃ بن اسید و طارق بن اشیم و عمارۃ بن ثبیۃ و بشر بن سحیم و عمرو بن حریث و سفینۃ و ابو رافع مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابو جحیفہ و ابو ہریرۃ و ابو امامۃ و ابو لیلی و ابو سعید و ابو الطفیل و ابناہ الحسن والحسین و غیرہم۔

ومن التابعین ابناہ محمد بن الحنفیۃ و ابنتہ فاطمۃ و کاتبہ عبد اللہ بن ابی رافع و قیس بن ابی حازم و مالك بن اولیس و الاحنف بن قیس و زید بن وہب و زر بن حبیش و عبید بن عمیر و الحارث بن سوید و سعید بن المسیب عبد الرحمن بن ابی لیلی عبد اللہ بن شداد بن الہاد و مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر و کمیل بن زیاد و شریح بن ہانی و شریح القاضی و عبیدۃ السلمانی و الحارث الاعور و مسروق و الشعبی والحسن البصری و ابو وائل و شقیق بن سلمۃ الاسدی و ابو عبد الرحمن السلمی القاری و ابو الاسود الدؤلی و ابو عمرو الشیبانی و ابو رجاء العطاردی و غیرہم۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم بالفقہ

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے دو شخصوں کیطرف فقہ کا اسنناد کیا جاتا ہے اول امام ابوحنیفہ دوم امام مالک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ جناب محمد باقر علیہ السلام اور صادق علیہ السلام سے حاصل کیا ہے چنانچہ حافظ ذہبی طبقات میں لکھتے ہیں روی عنہ ابنہ جعفر الصادق والاوزاعی والزھری وابو حنیفۃ یعنی جناب محمد باقر سے انکے بیٹے امام جعفر صادق اور امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ نے روایت کی ہے اور خود انکا قول ہے لولا السنتان لھلك النعمان یعنی اگر میں دو سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہو جاتا۔

امام شافعی کی فقہ میں دو سلسلہ ہیں ایک سلسلہ سے تو وہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے شمار ہوتے ہیں کیونکہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے اور امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے تلمذ حاصل کیا ہے ہے اسوجہ سے امام شافعی کا یہ سلسلہ حضرت امام باقر اور جعفر الصادق علیہما السلام کیطرف منتہی ہوتا ہے دوسرا سلسلہ امام شافعی کا امام مالک بن انس کیطرف منتہی ہوتا ہے اور امام مالک ربیعۃ الرائی کے شاگرد تھے اور ربیعۃ الرائی نے فقہ اور حدیث عکرمہ سے حاصل کیا ہے اور عکرمہ نے جناب عبداللہ بن عباسؓ سے تلمذ پایا ہے اور عبداللہ بن عباس حضرت امیر علیہ السلام کے تلامذہ میں سے ہیں امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں اسلیے انکا سلسلہ تلمذ بھی حضرت علی ہی کیطرف منتہی ہوتا ہے۔

ابدہا سلسلہ فقہ صحابہ اسکے بارہ میں مسروق روایت کرتے ہیں قال شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمهم انتهى الى عمر وعبد الله بن مسعود وابی الدرداء ومعاذ بن جبل وزيد بن ثابت وعلى بن ابى طالب ثم شاممت هؤلاء الخمسة فوجدت علمهم انتهى الى الرجلين على و عبد الله بن مسعود ثم شاممت الاثنين فوجدت عليا بفضل على عبد الله (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور علی بن ابیطالب کیطرف منتہی ہوتا ہے پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا پس مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیوں کیطرف منتہی ہوتا ہے یعنی علی اور عبداللہ بن مسعود کیطرف پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی عبداللہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کی زیادہ تر تفقہ کا یہ باعث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں بھی منصب قضا جناب امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔

(۱) عن حميد بن عبد الله بن يزيد المدنی قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قضاء قضاء بہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد لله الذی جعل فينا الحكمة اهل البيت (اخرجه

احمد) حمید بن عبداللہ بن نزید مدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تعجب کیا اور فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہل بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

(۲) عن انس بن مالك عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ فقال اقضی امتی بن ابی طالب (المصابیح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۳) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقضی امتی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری امت میں علی بن ابیطالب زیادہ قضا والا ہے۔

(۴) عن علی قال بعثنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا وانا حدیث السن فقلت یارسول اللہ تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث ولا علم لی الیمن قال ان اللہ سیہدی قلبك وثبیت لسانك قال فما شککت فی قضائین اثنین بعد ذلك (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والبزار وابو یعلی وابن حبان والحاکم) باختلاف یسیر) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کر کے یمن کیطرف روانہ فرمایا اسوقت میرا سن نہایت چھوٹا تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھ کو ایک قوم کی طرف قاضی کر کے بھیجتے ہیں ان میں جھگڑے بھی ہونگے اور مجھے قضا کا علم حاصل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جناب امیرؑ کہتے ہیں اسکے بعد کبھی دو آدمیوں کے فیصلہ کرنے میں شک نہیں پیدا ہوا۔

(۵) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی تخصم الناس بسبع ولا یحاجك احد من قریش انت اولہم ایمانا باللہ واوفاہم بعہد اللہ واقومہم بامر اللہ واقسمہم بالسویۃ واعدلہم فی الرعیۃ وابصرہم بالقضیۃ واعظمہم عند اللہ بالمزیۃ (اخرجہ الحاکمی والدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علیؑ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش میں سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کر سکیگا تم ان سب سے اللہ کے ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہو اور ان سب سے خدائے تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے خدائے کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان

سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنیوالے اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ عدل کرنیوالے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

(۶) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن فوجد اربعۃ وقعوا فی حفرۃ الیصطاد فیہ الاسد سقط اولا فتعلق بآخر وتعلق الآخر بآخر حتی تساقط الاربعۃ فجرحھم الاسد وماتوا من جراحتہ فتنازع اولیائھم حتی کادوا یقتتلون فقال علی انا اقضی بینکم فان رضیتم فھو القضا والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی بینکم قال اجمعوا من القبائل الذین حفروا البیر ربع الدیۃ والثلث ونصفہا ودیۃ کاملۃ فللاول ربع الدیۃ لانہ اہلک من فوقہ وللثانی ثلثہا لانہ اہلک من فوقہ وللثالث النصف لانہ اہلک من فوقہ وللرابع دیۃ کاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ عند مقام ابراہیم فقصوا علیہ القصۃ فقال رجل قضا بیننا علی فلما قصوا علیہ القصۃ اجازہ (اخرجہ احمد فی المناقب)

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا وہاں پر چار آدمی ایک گڑھے میں گر پڑے تھے جو شیر کے شکار کرنے کے لیے کھودا گیا تھا اور پہلے سے اس میں شیر گرا ہوا تھا۔ جب ایک آدمی اس میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا۔ جب دوسرا بھی اسکے ساتھ گرنے کو ہوا تو اس نے تیسرے کو پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا اس طرح سے چاروں اسمیں گر گئے شیر نے ان چاروں کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ ان کے وارثوں میں تنازع پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ ان میں جنگ کی نوبت پہنچ جاتی جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس قضیہ کو فیصل کر دیتا ہوں اگر تم باہم راضی ہو جاؤ ورنہ چند آدمی تم میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں چلے جائیں آپ تمہارا جھگڑا فیصل کر دیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے یہ گڑھا کھودا ہے ان سے دیت اس طرح پر جمع کر لو کہ ایک چوتھا حصّہ دیت کا ہو اور ایک تیسرا حصّہ۔ اور ایک نصف حصّہ دیت کا ہو اور ایک پوری دیت ہو پس پہلے آدمی کے لیے دیت کا چوتھائی ہے اور دوسرے کے لیے دیت کی تہائی اور تیسرے کے لئے دیت کا نصف اور چوتھے شخص کے لیے پوری دیت ہے ان لوگوں نے اس سے انکار کیا۔ اور راضی نہ ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مقام ابراہیم علیہ السلام پر ملاقات کی اور تمام قصّہ بیان کیا ایک آدمی نے کہا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم میں اسکا اسطرح پر فیصلہ کیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فیصلہ سنایا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کو جائز رکھا۔

(۷) قیل سبب قوله صلی اللہ علیہ وسلم اقضاکم علی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان جالسا مع جماعۃ من الناس فجاءہ خصمان فقال احدھما یا رسول اللہ ان لی حمار اوان لھذا البقرۃ قتلت حماری فبادر رجل عن الحاضرین فقال لا ضمان علی البھائم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقض بینھما یا علی فقال علی لھما اکانا مرسلین ام مشدودین ام احدھما مشدود والآخر مرسل فقال کان الحمار مشدودا والبقرۃ مرسلۃ وصاحبھا معھا فقال علی صاحب البقرۃ ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامضاہ قضاءہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ایک گروہ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص مخاصمت کرتے ہوئے حضور میں آئے ایک نے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک گدھا تھا اور اس شخص کی گائے تھی اسکی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ تم ان دونوں کا فیصلہ کر دو حضرت علی نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ آیا وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے یا ایک ان میں سے بندھا تھا اور دوسرا کھلا تھا جواب دیا کہ گدھا بندھا تھا اور گائے کھلی تھی۔ اور اس کا مالک اسکے ساتھ تھا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی اور ان کے فیصلہ کو جاری کیا۔

(۸) عن زید بن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ کتاب من علی فیہ ان ثلثۃ نفر اتونی یختصمون فی غلام وطئوا امہ فی الجاھلیۃ فی طھر واحد کلھم یدعیہ انہ ابنہ فقضیت بینھم ان اقرعت بینھم وجعلتہ للقارع منھم علی ان یغرم للآخرین ثلثی الدیۃ فضحک النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال ما اعلم فیھا الا قضی علی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند زید بن ارقم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ خدمت عالی میں جناب امیرؓ کا خط پہنچا اس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جھگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں اس لڑکے کی ماں کے ساتھ ان تینوں نے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا ان تینوں میں سے ہر ایک شخص اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتا تھا میں نے ان کے فیصلہ کیواسطے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا میں نے اس لڑکے کو اس کا فرزند قرار دیکر یہ شرط لگا دی کہ اگر یہ شخص باقی کے دو شخصوں کو دیت کی دو تہائیاں ادا کرے سرور دنیا و دین صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ علی کے

فیصلہ کے بغیر ہمیں اس کا کوئی اور فیصلہ نہیں معلوم ہوتا۔

تنبیہ:۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام فقہ میں اکابر صحابہ کے مرجع تھے اور سب صحابی جناب امیر علیہ السلام کو اعلم بالسنۃ ملتقے تھے انامجملہ صحابہ کرام کے بعض اقوال جو جناب امیر علیہ السلام کی تحقیق کی نسبت روایت ہوئے ہیں مع آپ کے بعض فیصلجات کے درج ذیل ہیں۔

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت من افتاکم بصوم عاشوراء قالوا علی قالت اما انہ اعلم بالسنۃ (اخرجہ ابوعمر) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ عاشوراء کے دن روزہ کی نسبت تم کو کس نے فتوے دیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت صدیقہ نے فرمایا وہ سنت نبوی کو بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔

(۲) سئل شریح ابن ھانی عن عائشۃ ام المؤمنین عن مسح الخفین فقالت ائت علیا فاسئلہ (اخرجہ مسلم وابن عبدالبر فی الاستیعاب) شریح بن ہانی نے جناب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا جناب صدیقہ نے فرمایا جناب علی علیہ السلام سے پوچھ۔

(۳) عن عبدالرحمٰن بن اذینۃ العبدی عن ابیہ اذینۃ بن مسلمۃ العبدی قال اتیت عمر بن الخطاب فقلت من این اعتمر فقال ائت علیا فاسالہ (استیعاب) عبدالرحمٰن بن اذینۃ العبدی اپنے والد اذینۃ بن مسلمۃ العبدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں حضرت عمر رضی نے مجھے کہا جناب علی علیہ السلام سے جاکر پوچھ۔

(۴) عن سعید بن المسیب قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوالحسن (اخرجہ احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اس مشکل امر سے جس میں جناب ابوالحسن علیہ السلام نہ ہوں۔

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجہ الجندی) یحیی بن عقیل کہتے ہیں

کہ جب عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ پوچھا کرتے اور ان کے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نہ رکھے۔

(۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا یفتین احد فی المسجد وعلی حاضر (استیعاب) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد میں ہوتے ہوں تو کوئی شخص فتوے نہ بیان کرے۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال خطبنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اقضانا علی (اخرجہ السلفی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہم کو خطبہ سنایا اور اس میں کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علیؑ ہیں۔

(۸) قیل لعمر بن الخطاب لو اخذت حلی الکعبۃ فجھزت بہ جیوش المسلمین ما تصنع الکعبۃ بالحلی فھم بذلک عمر فسال علیا فقال ان القرآن انزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموال اربعۃ اموال المسلمین فقسمھا بین الورثۃ وذوی الفرائض والفیٔ فقسم علی مستحقیہ والخمس فوضعہ اللہ حیث وضعہ والصدقات فجعلھا حیث جعلھا وکان حلی الکعبۃ یومئذ فترکہ علی حالہ ولم یترکہ نسیانا فاقرہ حیث اقرہ اللہ ورسولہ فقال لہ عمر لولاک لافتضحنا (ربیع الابرار فی الباب الخامس والسبعین) عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ اگر کعبہ کے زیورات کو آپ لیکر مسلمانوں کے لشکر میں صرف کردیں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیرؑ سے اس امر کی نسبت استفسار کیا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جس کو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور زکٰوۃ جو ہے اس کو اس کے مستحقوں پر بانٹا ہے اور ایک مال خمس ہے وہ خدا نے جن کو دینا تھا دیا اور ایک جو ہے وہ بھی جن کا حق تھا ان کو دینے کا حکم دیا پس ان دنوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا خدا نے اسکو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اس کو خدا نے بھولکر نہیں چھوڑا پس تم بھی اس سے اسی طرح پر رہنے دو جس طرح پہ کہ خدا نے اور خدا کے رسول نے اسے رہنے دیا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر

فقال انی لا علم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قبلتک لم قبلہ فقال لہ علی انہ یضر وینفع قال بم علمت ذالک قال بکتاب اللہ قال قال اللہ تبارک وتعالی و اذا اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم الخ لما خلق اللہ آدم مسح علی ظہرہ فقررو انہ الرب وانہم العباد واخذ اللہ عہودہم ومواثیقہم وکتب ذلک فی رق وکان لہذا الحجر عینان ولسان فقال افتح ففتح فاہ فالقمہ ذلک الرق فقال اشہد لمن وافاک بالموافاۃ یوم القیامۃ واشہد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوتی یوم القیمۃ بالحجر الاسود لسان ذلق یشہد لمن یستلمہ بالتوحید فہو یا امیر المؤمنین یضر وینفع فقال عمرؓ اعوذ باللہ من ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابا الحسن (اخرجہ الجندی فی فضائل المکۃ ابو الحسن القطانی فی المطولات والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی شعب الایمان) والسیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کو گئے جب جناب عمر طواف کرنے لگے اور حجر الاسود کے سامنے بوسے کے لئے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے اگر ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ حکم دیتے تو میں تجھے نہ چومتا پھر حضرت عمر نے اس کو بوسہ دیا جناب علی علیہ السلام نے فرمایا یہ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں جناب علی علیہم السلام نے فرمایا خدا کی کتاب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں عہد لیا الخ پس جب خدائے پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا ارواح نے اقرار کیا کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور خدا نے ان سے عہد و میثاق لیکر ایک رق پر لکھا اور اس پتھر کی زبان اور آنکھیں تھیں پس خدا نے فرمایا اپنے منہ کو کھول اس نے منہ کو کھول دیا اور اس رق کو نگل لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قیامت کے دن اسکی گواہی دیجیو جو تجھ سے عہد پورا کرنے کی وجہ سے ملے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر الاسود آئے گا اور اس کی زبان نہایت تیز ہوگی گواہی دیگا اس شخص کی جو توحید کے ساتھ اس کو چومے گا۔ پس اے امیر المؤمنین یہ نقصان اور نفع دے سکتا ہے۔ جناب عمر نے فرمایا خدا کی طرف پناہ لے جاتا ہوں کہ میں زندہ ہوں ایسی قوم میں کہ جس میں اے ابو الحسنؑ آپ نہ ہوں۔

(۱۰) وقال ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری مرفوعا الی الحسن ان عمر بن الخطاب اتی بامرأۃ مجنونۃ حبلی قد زنت فاراد ان یرجمہا فقال لہ علیؑ یا امیر المؤمنین اما سمعت ما قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال وما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلاث عن المجنون حتی یبرأ وعن الغلام حتی یدرک وعن النائم حتی یستیقظ فخلی عمر سبیلہا۔

ابو القاسم محمود الزمخشری حسن بصری کی طرف مرفوع کر کے لکھتے ہیں کہ لوگ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا۔ جناب عمر نے اس کے رجم کا قصد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے امیر المومنین آپکو نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا فرمایا ہے جناب امیر نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے مجنوں سے جب تک وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور سوتے ہوئے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو۔ پس جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(۱) **عن** ابی حرب بن ابی الاسود ان عمر اراد رجم المرأۃ التی ولدت لستۃ اشہر فقال علی ان اللہ تعالی یقول وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا وقال اللہ تعالی وفصالہ فی عامین فالحمل ستۃ اشہر والفصال فی عامین فترک عمر رجمہا وقال لولا علی لہلک عمر (اخرجہ ابن السمان والخلعی ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ) ابی حرب بن ابی الاسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنی تھی پس جناب علی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ خدا فرماتا ہے کہ بچے کا دودھ چھڑانا دو برس کے بعد ہے۔ پس حمل کی مدت چھ مہینے ہوئے اور دودھ چھڑانے کی دو برس پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کرنے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔

(۲) **عن** علی قال لما کان ولایۃ عمر رضی اللہ عنہ اتی بامرأۃ حامل فسألہا عمر بن الخطاب فاعترفت بالفجور فامر بہا عمر ان ترجم فلقیہا علی بن ابی طالب فقال ما بال ہذہ فقالوا امر بہا ان ترجم فقال لعمر اعترفت عندی بالفجور فقال ہذا سلطانک علیہا فما سلطانک علی ما فی بطنہا ثم قال لہ علی فلعلک انتہرتہا واخفتہا فقال قد کان ذلک قال او ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاحد علی معترف بعد بلاء انہ من قید او حبس او تہدد فلا اقرار لہ فخلی عمر سبیلہا ثم قال عجزت النساء ان تلدن مثل علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس عورت نے اپنے زنا کا اقرار کیا۔ حضرت عمر نے اس کو سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ راہ میں اسے جناب علی نے دیکھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اس کے سنگسار کرنیکا حکم دیا حضرت عمر نے کہا ہاں اس نے

میرے پاس اپنے فجور کا اعتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اس پر تو تمہارا یہ حکم ہے اور اسکی پیٹ میں جو کچھ کہ ہے اس پر تمہارا کیا حکم ہے پھر جناب علی نے فرمایا شاید تم نے اس کو جھڑکا و دھمکایا ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں میں نے دھمکایا تھا حضرت علی نے کہا شاید آپ نے نہیں سنا ہے جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بعد تشدد کے اعتراف کرنیوالے پر حد نہیں ہے جس کو کہ آپ نے قید کیا اور دھمکایا پس اس کا اقرار نہیں پس حضرت عمر نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ عورتیں علی بن ابی طالب جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔

(۱۳) عن ابن المسروق ان عمر اتی بامرأة قد نکحت فی عدتها ففرق بینهما وجعل مهرها فی بیت المال وقال لا یجتمعان ابدا فبلغ علی قال ان کان جهلا فلها المهر بما استحل من فرجها ویفرق بینهما واذا انقضت عدتها فهو خاطب من الخطاب فخطب عمر فقال ردوا الجهالات الی السنة فرجع الی قول علی (اخرجه احمد) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمر نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا اور اس کے مہر کو بیت المال میں جمع کر لیا۔ اور کہا کہ یہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہیں ہونگے یہ بات حضرت علیؓ کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگرچہ نکاح جہل کے وجہ سے ہوا ہے تو اس عورت کو بدلے اس حظ کے کہ اس کے فرج سے اس مرد کو حاصل ہوا ہے مہر دلانا چاہیئے اور جب عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اس کے ساتھ نکاح کرے پس حضرت عمر نے اس کا نکاح کر دیا اور کہا جہالتوں کو سنت کی طرف رد کرو پس حضرت عمر نے جناب علیؑ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

(۱۴) عن جعفر الصادق قال اتی عمر بن الخطاب بامرأة قد تعلقت برجل من الانصار وکانت تهواه ولم تقدر له علی حیلة فذهبت واخذت البیض واخرجت منها الصفرة وصبت البیاض علی ثوبها وبین فخذیها ثم جاءت الی عمر فقالت یا امیر المؤمنین ان هذا الرجل اخذنی فی موضع کذا وفضحنی فهم عمر ان یعاقبه وکان علی جالسا عنده فجعل الانصاری یحلف باللّٰه انها تکذب علی ویقول یا امیر المؤمنین لا تعجل فی امر تبین لک براءة ذمتی فقال عمر لعلی ما تری فی امرها فقال علی نظرت الی البیاض علی ثوب المرأة فاتهمها ان تکون احتالت بذلک فقال ائتونی بماء قد غلی غلیانا شدیدا ففعلوا فصبوا علی موضع الثیاب من ثوب المرأة فاشتوی ذلک البیاض حتی صار مثل بیاض البیض المشوی ثم شمه فاذا هو بیاض البیض فاقبل علی المرأة فهددها حتی اقرت بذلک ودفع اللّٰه العقوبة عن الانصاری ببرکة علی بن ابی طالب (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین المستملی المرزوی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادق

سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اسے اس انصاری کا وصال میسر نہیں ہوتا تھا ایک روز اس نے ایک حیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینک دیا اور اسکی سفیدی کو اپنے کپڑے اور جھنگاسوں پر چھڑک کر حضرت عمرؓ سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں مقام پر رسوا کیا ہے حضرت عمرؓ اس انصاری کو سزا دینے پر آمادہ ہو گئے جناب مرتضےٰؑ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکتی ہے اے امیر المومنین آپ میری بات میں جلدی نہ کریں آپ کو میری بے گناہی ثابت ہو جائیگی حضرت عمرؓ نے جناب مرتضیٰؑ سے کہا آپ اس عورت کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں جناب مرتضےٰؑ نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کے کپڑے پر سفیدی کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر گانٹھا ہے تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ جب لوگ پانی اٹھا لائے آپ نے اس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوایا کپڑے سے انڈے کی سفیدی پھول کر اٹھ آئی پھر آپ نے اسے سونگھا تو اس میں سے انڈے کی بساند آنے لگی آپ نے اس عورت کو دھمکایا اس نے اقرار کیا کہ میں نے مکر گانٹھا تھا خدائے تبارک نے برکت جناب امیر علیہ السلام کی برکت سے اس انصاری سے اس عقوبت کو دفع کیا۔

(۱۵) قبل ان رجلین اتیا امرأۃ من قریش فاستودعاھا مائۃ دینارًا قالا لا تدفعینھا الی احد منا دون صاحبہ فلبثا حولا ثم جاء احدھما الیھا وقال ان صاحبی قد مات فادفعی الی الدینار فابتھا الیہ ثم لبثت حولا الاخر فجاء الاخر فقال ادفعی الی الدینار فقالت ان صاحبک جاءنی وزعم انک قد مت فدفعتھا الیہ فاختصما الی عمر ان یقضی علیھما ودفع الی علی بن ابی طالب عرف علی انھما قد مکرا بھا فقال الیس قلتما لا تدفعیھا الی واحد منا دون صاحبہ قال بلی قال فان مالک عندنا فاذھب فجئی بصاحبک حتی ندفعھا الیک (اخرجہ الخوارزمی) روایت ہے کہ دو آدمی قریش کی ایک عورت کے پاس سو دینار امانت رکھ گئے اور کہہ گئے کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو کسی ایک کو یہ امانت نہ دیجیو۔ اس پر ایک سال گذر گیا ان میں سے ایک نے آکر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت نے سو دینار اس کو دیدیئے اس کے بعد پھر ایک سال گذرا وہ دوسرا آکر کہنے لگا وہ سو دینار مجھے دیدے اس عورت نے جواب دیا کہ تیرا دوست میرے پاس آیا تھا اس کا خیال تھا کہ تو مر گیا ہے وہ مجھ سے امانت لے گیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا یہ وعدہ نہیں تھا کہ جب تک اکٹھے ہم دونوں نہ آئیں تو امانت اکیلے کسی ایک کو نہ دیجیو پس اس عورت اور مرد میں جھگڑا شروع ہوا اور وہ دونوں جناب عمرؓ کے

پاس فیصلے کے لئے حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے ان کو جناب علیؑ کی خدمت میں بھیج دیا جناب تو فلے فوراً سمجھ گئے کہ ان دونوں آدمیوں نے اس عورت سے مکر کیا ہے اس آدمی سے فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں تو تو نے اکیلے کسی ایک کو امانت واپس نہ دینا تیرا مال ہمارے پاس موجود ہے اپنے دوست کو لے آیا ہم تجھے دیدینگے۔

(۱۶) عن قیل ان سبعۃ انفس خرجوا من الکوفۃ مسافرین فغابوا مدۃ ثم عادوا وقد فقد منہم واحد فجاءت امرأتہ الی علی فقالت یا امیر المؤمنین ان زوجی سافر ھو وجماعۃ وقد عادوا دونہ فاتیتہم وسالتہم عنہ فلم یخبرونی بحالتہ وقد تہمتہم بقتلہ واسالک باحضارہم واستکشاف حالہم فاحضرہم وفرقہم واقام کل واحد منہم الی ساریۃ من سواری المسجد ووکل بہ رجلا یمنع ان یقرب منہ احد لیحادثہ ثم استدعا واحدا منہ وسالہ عن حال الرجل فانکر فلما انکر رفع علی صوتہ بالتکبیر وقال اللہ اکبر فلما سمع الباقون صوت علی مرتفعا بالتکبیر اعتقدوا ان رفیقہم قد اقر وحکی لعلی صورۃ الحال ثم استدعاہم واحدا واحدا فاقروا بقتلہ بناء علی ان صاحبہم قد اخبر علیا بما فعلوہ فلما اقروا بذلک قال الاول یا امیر المؤمنین ھولاء قد اقروا وما انا اقررت بذلک قال ھولاء رفقائک قد شہدوا علیک فما ینفعک انکارک بعد شہادتہم فاعترف انہ شارکہم فی امر قتلہ فلما تکمل اعترافہم بقتلہ اقام علیہم حکم اللہ تعالی (مطالب السؤل لطلحۃ الشافعی) روایت ہے کہ سات آدمی کوفہ سے سفر کو گئے اور ایک مدت تک غائب رہے پھر جب لوٹ کر آئے ایک ان میں سے مفقود ہو گیا اسکی زوجہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگی یا امیر المومنین میرا خاوند ایک جماعت کے ساتھ سفر کو گیا تھا وہ لوگ سفر سے لوٹ آئے ہیں اور وہ نہیں آیا میں نے ان سے اس کا حال پوچھا تھا وہ اس کا حال کچھ نہیں بیان کرتے اور میں انپر اسکے قتل کا دعوی رکھتی ہوں اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ ان کے احضار کا حکم نافذ فرمائیں اور انکے انکشاف حال کریں جناب امیر نے ان کو بلایا اور ہر ایک کو ان میں سے جدا جدا مسجد کے گوشوں میں بٹھا دیا اور ایک ایک آدمی کا پہرا ان پر مقرر کیا تاکہ ان سے کوئی نہ ملنے پائے اور بات نہ کرے پھر ایک آدمی کو ان میں سے بلا کر اس آدمی کے حال سے پوچھا اس نے انکار کیا اس کے انکار پر جناب امیر نے تکبیر کی بلند آواز فرمائی جب دوسرے لوگوں نے جناب امیر کی آواز کو سنا انکو گمان پیدا ہوا کہ ان کے رفیق نے اقرار کر لیا ہے اور جناب امیر سے صورت حال کو بیان کر دیا ہے پھر ہر ایک کو ان میں سے علیحدہ علیحدہ بلایا انہوں نے اس بناء پر اسکے قتل کا اقرار کیا کہ ان کے رفیق نے جناب امیر سے ان کا فعل بیان کر دیا ہے جب ان لوگوں نے اس کا اقرار کیا پہلا شخص

کہنے لگا اے امیر المومنین ان لوگوں نے اس کا اقرار کیا ہے میں نے تو اقرار نہیں کیا جناب امیر نے فرمایا یہ لوگ تیرے رفیق ہیں تجھ پر گواہی دیتے ہیں آیا اُن کی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں بخشتا پس اس نے بھی انکے شریک ہونے کا اقرار کیا جب ان کا اعتراف اس شخص کے قتل کی نسبت کامل ہو گیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے اللہ کا حکم انپر جاری کیا۔

(۱۷) عن محمد بن یحیی بن حبان ان حبان ابن منقذ کان تحتہ امرأتان ہاشمیہ والانصاریہ فطلق الانصاریۃ ثم مات علی رأس الحول فقالت لم تنقض عدتی فارتفعوا الی عثمان رضی اللہ عنہ فقال ھذا لیس لی بہ علم فارتفعوا الی علی فقال علی تحلفین عند منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک لم تحیض ثلاث حیضات ولک المیراث فحلفت فاشرکت فی المیراث (اخرجہ ابن الجراب الطائی)

محمد بن یحیی بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو جوروین تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ اس نے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا پھر اسی برس میں حبان مرگیا انصاریہ کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اس کا مرافعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لے گیا جناب علی نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھائے کہ تجھے تین حیض نہیں گذری تو تجھے میراث میں شریک کیا جائے پس اس انصاریہ نے حلف اٹھالی اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔

(۱۸) کتب خالد بن الولید الی ابی بکر الصدیق انی اخذت رجلا یوطاء کما یوطاء المرأۃ فاستشار ابوبکر اصحابہ فقال بعضہم یقتل وقال بعضہم یرجم فقال علی ان العرب یاتف من المثلۃ فما تری فیہ فقال اری ان تحرقہ فاحرقوہ رنقلہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحبیر البستیلانی المماندی فی مناقب الاصحاب خالد بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیق کیطرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے فعل کراتا ہے جناب ابوبکر نے صحابہ سے مشورت کیا بعض نے کہا۔ اسکو قتل کرنا چاہیئے اور بعض نے کہا سنگسار کیا جائے حضرت ابوبکر نے جناب امیر سے کہا عرب کے لوگ مثلہ کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپکی اس میں کیا رائے ہے جناب امیر نے فرمایا میری رائے میں اسے آگ کے اندر دھکیلنا چاہیے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔

(۱۹) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ ومع الآخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغذاء بین ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا الغذاء فجلس واکل معھما فاستوفوا فی اکلھم الارغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیۃ دراہم وقال لھما خذوا

خذ واهذا عوضا مما اكلت من طعامكما فتنازعا وقال صاحب الارغفة الخمسة لی خمسة دراهم ولك ثلاثه دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضی الا ان تكون الدراهم بيننا نصفين فارتفعا الی امير المؤمنين علی بن ابی طالب فقصا عليه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لك صاحبك ما عرض وخبزه اكثر من خبزك فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضيت الا بمر الحق فقال له ليس لك فی مر الحق الا درهم فقال له عرض عليك صاحبك صلحا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولا يجب لك فی مر الحق الا واحد فقال الرجل فعرفنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی اليس الثمانية الارغفة الاربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس ولا يعلم اكثر منكم اكلا ولا اقل فتحملون فی الاكل علی السواء فاكلت انت ثمانية اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر اثلاث اكل منها ثمانية وبقی له سبعة اكل صاحب الدراهم واكل لك واحدا من تسعة فلك واحد بواحد وله سبعة بسبعة فقال رضيت الان يا علی (الاستيعاب فی معرفة الاصحاب للعلامه ابن عبد البر)

زر بن حبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی ان کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا وہ تینوں آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے سے کھایا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیئے اور تجھے تین اور تین روٹیوں والے نے کہا جب تک کہ درہم نصفا نصف نہ ہوں میں نہیں راضی ہونگا۔ تصفیہ کے لیے دونوں جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب امیرؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرا دوست جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم ہو جائے میں راضی نہیں ہونگا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہیں۔ تیرا دوست صلح کے طور سے جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے دیتا ہے اور تو کہتا ہے کہ جب تک مجھے میرا حق نہ معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہونگا۔ تیرا حق تو انصاف سے ایک درہم ہے اسنے کہا یا امیر مجھے اس کی وجہ بیان فرمایئے تاکہ میں قبول کروں جناب امیرؑ نے فرمایا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانیوالا تھا۔ اور کون کم اسلیئے احتمال کیا جاتا ہے کہ پس تم تینوں نے برابر کھایا ہے پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اسنے آٹھ تہائیاں

کھائیں اور اسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیاں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیری ایک روٹی کے ٹکڑے کے بدلے ایک درہم ہے اور اسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم کے لینے پر راضی ہوں ۔

(۲۰) قال سعید بن منصور فی سننہ باسنادہ سمعت علیا یقول الحمد للہ الذی جعل عدونا یسالنا عما نزل بہ من امر دینہ ان معاویۃ کتب الی یسألنی عن الخنثی المشکل فکتبت الیہ ان یورثہ من قبل مبالہ (تاریخ الخلفاء للسیوطی) سعید بن منصور اپنی سنن میں باسنادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر امور دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے معاویہ نے مجھے لکھ کر خنثے مشکل کا مسئلہ پوچھا ہے میں نے اسکو جواب میں لکھا ہے کہ اسکے بول کے مقام کی رو سے میراث ملیگی یعنی اگر عورت کیطرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل عورت کے میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کی طرح سے پیشاب کرتا ہے تو مثل مرد کی میراث پائیگا ۔

(۲۱) تنازعت امرأتان فی ایام عمر فی ولد کلواحدۃ منہا تدعی ابنہا فاشکل علی عمر فارسل الی علی فقال علی علی بنجار حاذق ومنشار حدید یقطع الولد فیجعل الولد بینکما نصفین فصاحت ام الصبی وقالت ادفع کل الولد الیہا وقالت الاجنبیۃ اقطع الولد فاخذ علی الولد فادفع الی الام التی صاحت وقال للاجنبیۃ علمت انہا ام الصبی وفی روایۃ ولدتا فی لیلۃ واحدۃ فجاءت ابن واحدۃ منہا فکل واحدۃ منہا تدعی الی الحی لہا (نقلہ ابوبکر نجم الدین محمد بن الحسین السیلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب عمر کے زمانے میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک ان میں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو ان کے فیصلے میں دشواری پیش آگئی ان دونوں کو حضرت امیر کی خدمت میں فیصلہ کیلئے بھیجدیا جناب امیر نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھئی کو لاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصّوں میں کاٹ ڈالے لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے لڑکے کی ماں چلانے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیں دوسری عورت اجنبیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائے جناب امیر نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی ماں کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا لڑکا مر گیا اس زندہ لڑکے کیواسطے تنازع ہوا ۔

(۲۲) روی ان رجلا تزوج خنثی ولہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال واصدقہا

جاریۃ کانت لہ وقد خل بالخنثی واصابہا فحملت منہ وجاءت بولد ثم ان الخنثی وطئت الجاریۃ
التی اصدقہا الیہا الرجل فحملت منہ الجاریۃ بولد فاشتہرت قصتہما ورفع امرہما الی امیر
المؤمنین علی بن ابی طالب فسئل عن حال الخنثی فاخبر انہا تحیض وتطاء وتوطاء وتمنی من
الجانبین وقد حبلت واحبلت فصار الناس متحیری الافہام فی جوابہا وکیف السبیل الی قضائہا
وفصل خطابہا فاستدعی علی غلامیہ وامرہما ان یذہبا الی الخنثی ویعدا اضلاعہما من الجانبین
ان کانت متساویۃ فہی امراۃ وان کان الایسر انقص من الایمن بضلع واحد فہو الرجل فجاءا
واخبراہ بذلک وشہدا عندہ فحکم علی الخنثی بانہا رجل وفرق بینہا وبین زوجہا ودلیل
علی ذلک ان اللہ تعالٰی لما خلق آدم علیہ السلام وحیدا فاراد سبحانہ وتعالٰی احسانہ الیہ ولحفی
حکمتہ فیہ ان یجعل لہ زوجا من جنسہ لیسکن کل واحد منہما الی صاحبہ فلما نام آدم خلق
اللہ عزوجل من ضلعہ القصری من جانبہ الایسر حواء ثانیہ فوجدہا جالسۃ الی جانبہ
کاحسن ما یکون من الصور فذلک صار الرجل ناقصا من جنبیا الایسر عن المراۃ والمراۃ
کاملۃ الاضلاع من الجانبین والاضلاع الکاملۃ اربعۃ وعشرون ضلعا ہذا فی المراۃ فاما
الرجل فثلاثۃ وعشرون ضلعا اثنا عشر فی الایمن واحد عشر فی الایسر وباعتبار ہذہ الحالۃ
قیل للمراۃ ضلع اعوج (فصول المہمہ ونور الابصار ومطالب السؤل لطلحۃ الشافعی) روایت ہے
کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے ایک مثل عورت کے اور ایک
مثل مرد کے اور اسکے مہر میں ایک لونڈی دی پھر اس مخنث کے ساتھ مخصوص عورت کے صحبت کی اسکو حمل
رہ گیا اور اسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا بعد اسکے اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کے ساتھ صحبت کی جس کو
اس مرد نے اسکے مہر میں دیا تھا پس اس لونڈی کو بھی حمل رہ گیا اور اسکے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا یہ
خبر مشہور ہوئی اور حضرت امیر سے بھی لوگوں نے بیان کیا۔ آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ
مثل عورتوں کے اسکو حیض بھی آتا ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اسکے دونوں مقام سے منی نکلتی ہے
اور خود بھی حاملہ ہوتا ہے اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے پس لوگ نہایت حیران ہوئے کہ اسکی
حکم کا کیا طریق ہوگا۔ آیا یہ مردوں میں سے شمار کیا جائے گا یا عورتوں میں سے پس جناب امیر نے اپنے
دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ اس مخنث کے پاس جائیں اور اسکی دونوں طرف کی پسلیوں
کو شمار کریں اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے اور اگر بائیں طرف ایک پسلی تعداد میں داہنی طرف سے
کم ہو تو وہ مرد ہے چنانچہ دو غلام اس مخنث کے پاس گئے اور اسکی دونوں طرف کی پسلیوں کو شمار

کیا پس بائیں طرف کی ایک پسلی کو داہنی طرف کی پسلیوں سے شمار میں کم پایا اور آپ کے پاس آ کر اسکی خبر دی
اور اسباب پر دونوں نے گواہی ادا کی جناب امیرؑ نے حکم دیا کہ وہ مخنث مرد ہے اور اسکو اسکے شوہر سے
علیحدہ کر دیا دلیل اسبات کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسنے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنی حکمت
کاملہ سے ارادہ فرمایا کہ انکے واسطے انہیں کی جنس سے ایک زوجہ پیدا کرے تاکہ ایک کو دوسرے سے تسکین
حاصل ہو پس جبوقت کہ حضرت آدم سو گئے اللہ تعالیٰ اسنے ان کی بائیں طرف کی ایک چھوٹی سی پسلی سے حضرت
حواؑ کو پیدا کیا جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو اپنے پہلو میں بیٹھا ہوا پایا جو نہایت
خوبصورت تھیں پس اس سبب سے مرد کی بائیں طرف کی پسلی عورت سے کم ہوتی ہے اور عورت کی دونوں
طرف کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں لیکن مرد کی تیئس پسلیاں ہوتی ہیں بارہ داہنی طرف اور گیارہ بائیں
طرف اور اسی سبب سے عورت ٹیڑھی پسلی کہلاتی جاتی ہے۔

(۲۳) قال ابن طلحۃ الشافعی فی مطالب السؤل کان حد شارب الخمر اربعین سوطاً اقامہ ابوبکر
کذلک فی ولایتہ ثم اقامہ عمر صدرا فی ولایتہ فلما انھمک الناس فی شربھا واستخفوا ضرب
الاربعین شاور عمر بہ فی ذلک فقال علی نرویہ اذا شرب سکر واذا سکر ھذا واذا ھذا
افتری وعلی المفتری ثمانون فبلغوا بحد المفتری فاخذ عمر ھذا القول من علی ابن طلحہ شافعی
علیہ الرحمۃ مطالب السؤل میں لکھتے ہیں کہ شراب نوش کی حد چالیس کوڑے تھی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے اپنی خلافت میں اسکو اسی طرح سے قائم رکھا پھر حضرت عمرؓ نے بھی اپنی ابتداء خلافت میں اسی
کو قائم رکھا جب لوگ شرب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے اور چالیس کوڑوں کو حقیر جاننے لگے۔
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر میں صحابہ سے مشورت کی جناب علی السلام نے کہا ہم دیکھتے
ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے
پس جب اس نے ہذیان بکا جھوٹ کہا اور جھوٹ بولنے والے کی سزا اسی کوڑے ہیں پس اسکو مفتری
یعنی جھوٹے کی سزا دینا چاہیئے حضرت عمرؓ نے اس قول کو جناب علیؑ سے اخذ کر لیا۔

(۱۹) عن محمد بن الزبیر قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قد التوت ترقوتاہ
من الکبر فقلت یا شیخ من ادرکت من الصحابۃ قال عمر رضی اللہ عنہ قلت فما غزوت قال
الیرموک قلت حدثنی بشئی سمعتہ قال خرجت مع فتیۃ حجاجا فاصبنا بیض نعام وقد
احرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذلک لامیر المومنین عمر فادبر وقال اتبعونی حتی انتھی الی
حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضرب حجرۃ فاجابت منھا امراۃ فقال اثم ابوالحسن قالت

لا فرخ للقثاث فادبر قال اتبعونی حتی انتهی الیه وهو یسوي التراب بیده فقال مرحبا یا امیر المؤمنین فقال ان هولاء اصابوا بیض نعام وهم محرمون قال الا ارسلت الی قال انا احق باتیانك قال یضربون النخل قلائص ابکارا بعدد البیض فما نتج منها اهدوه قال عمر فان الابل تخدج قال والبیض یمرض فلما ادبر قال عمر اللهم لا تنزل بی شدیدة الا وابو الحسن الی جنبی (اخرجه ابن البختری نقله محب الطبری فی الریاض النضرة فی فضائل العشرة) محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ میں دمشق میں گیا اور ایک بوڑھے کو دیکھا جسکی گردن کی ہنسلی بڑھاپے کیوجہ سے اٹھی ہوئی تھی میں نے کہا یا شیخ تو نے صحابہ میں سے کس کو دیکھا ہے وہ کہنے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے کہا تو کس غزوہ میں شریک ہوا ہے وہ بولا یرموک میں میں نے کہا مجھے کوئی بات سُنا کہ تو نے سنی ہو کہنے لگا میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کو گیا اور ہم نے شتر مرغ کے انڈے کھا لیے حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوا تھا جب ہم اپنے وظائف حج پورا کر چکے جناب امیر المومنین عمر سے اسکا ذکر کیا جناب عمر یہاں سے لوٹے اور فرمایا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک بی بی نے جواب دیا جناب عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا جناب ابوالحسن گھر میں تشریف رکھتے ہیں اس بی بی نے جواب دیا نہیں پس جناب عمر ککڑیوں کی کیاری کیطرف تشریف لیگئے اور ہمیں فرمایا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ یہانتک کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے وہ اپنے ہاتھوں سے مٹی کو برابر کر رہے تھے اور جناب عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین جناب عمرؓ نے کہا ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بلا لیا حضرت عمر بولے ہم ہی آپ کی خدمت میں آنے کے حقدار تھے فرمایا ان کو چاہیئے انڈوں کی تعداد کے موافق نوجوان بکر اونٹنیوں کے ساتھ نر اونٹوں کو ملائیں جب ان میں سے بچے پیدا ہوں تو انکو قربانی کریں جناب عمر نے کہا کہ اونٹ کا نطفہ کبھی فاسد بھی ہو جاتا ہے پس تعداد کیونکر ٹھیک آئے گی جناب امیر المومنین علی نے فرمایا کبھی انڈا بھی گندا ہو جاتا ہے جب جناب عمر وہاں سے لوٹے تو دعا کی اے پروردگار مجھ پر ایسی سختی نازل نہ فرما مگر کہ ابوالحسن میری داہنی طرف موجود ہوں۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الفرائض

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال اعلم اہل المدینة بالفرائض علی بن ابی طالب (اخرجه احمد وابن عبد البر فی استیعاب) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں

ہیں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے ہیں ۔

(۲) عن مغیرۃ قال لیس احد منہم اقوی قولاً فی الفرائض من علی وکان مغیرۃ صاحب الفرائض (استیعاب) مغیرہ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا جناب علی سے نہیں اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھے ۔

(۳) قال محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول قیل ان امرأۃ جاءت عنہ علی وقد خرج من دارہ لیرکب فترك رجلہ فی الرکاب فقالت یا امیرالمومنین ان اخی قد مات وخلف ستمائۃ دینار او قد دفعوا الی من مالہ دینارا واحدا واحدا واسالك انصافی وایصال حقی الی فقال لہا خلف اخوك بنتین فقالت نعم قال لہما الثلثان اربعمائۃ وقال خلف اما قالت نعم قال لہا السدس مائۃ دینار وخلف زوجۃ قالت نعم قال لہا الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران ولك دینار فقد اخذت حقك فالفری روایت ہے کہ ایک عورت حضرت امیرؑ کے پاس آئی حضرت اسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں رکھا تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں حضرت نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی اس نے کہا ہاں فرمایا کہ دو ثلث یعنی چار سو دینار تو انکے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہو گی جسکو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہو گی پس زوجہ کو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے حضرت نے پوچھا کیا تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ دو دو دینار تو ان کے ہوئے ایک دینار تیرا حق ہے پس تو اپنا حق پا چکی ہے جالوت جاوید مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح سے ایک اور مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے جس کو علامہ محمد بن طلحہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں ۔

(۴) قیل انہ کان علی منبر الکوفۃ فقام الیہ رجل فقال یا امیرالمومنین ان ابنتی قد مات زوجہا ولہا من ترکتہ الثمن وقد اعطوہا الثمن فاسالك الانصاف منہم فقال خلف معہا ستین قال نعم وقال الوالد باقیان قال صار ثمنہا تسعا فلا تطلب سودہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کوفے کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اسکو نواں حصہ دیتے ہیں میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں جناب امیرؑ نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں

چھوٹا مرا ہے اُس نے کہا کہ بجا ہے آپ نے فرمایا اسکے ماں باپ بھی زندہ ہیں اس نے تسلیم کیا آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا اٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہوگیا ہے پس تو اس نے زیادہ مت طلب کر۔

(۵) عن جعفر الصادق قال لما ولی عمر واستوثقت له الامور اتی بمولود له رأسان وبطنان واربعة ایدی ورجلان وقبل ودبر واحد فنظر الی شیء لم یر مثله قط نظر الی انسان اعلاه اثنان واسفله واحد فلم یدر له عمر کیف الحکم فیه فارسل الی علی فجاء فنظر الیه فقال انظروا اذا رقد ثم یصاح فان انتبه الراسان جمعاً فهو واحد وان انتبه الواحد وبقی الاخر فاثنان فقال عمر لا ابقانی الله بعدک یا ابا الحسن (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین الستیلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کیوقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جسکے دو سر اور دو پیٹ اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دبر تھی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا انسان کا بچہ دیکھا کہ ویسا کبھی نہیں دیکھا تھا سر سے ناف تک تو دو انسان تھے اور ناف سے نیچے تک ایک تھا حضرت عمر اس کو ورثہ دینے میں حیران ہوگئے کہ آیا اسکو ایک ورثہ دیا جاوے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جاوے پس اسکو جناب امیر کیخدمت فیصلہ کیلئے بھیجا آپ نے دیکھ کر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اسکے دونوں سر ایک ہی دفعہ ہلیں تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ دو ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے ابوالحسن خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم باصول الدین یعنی علم کلام

یہ علم جس کو علم الٰہی اور عقاید اور متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں بعد تفسیر و حدیث کے اس کا مرتبہ نہایت عالی ہے کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے اور قضا و قدر کے اسرار و غوامض بیان کیے جاتے ہیں اسکے نکات جسقدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی صحابی کی کلام میں نہیں چنانچہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیںؒ کہ متکلمین

ؒ اما علم الاصول وقد جاء فی خطب امیرالمومنین من بیان من اسرار التوحید والعدل والنبوۃ والقضاء والقدر واحوال المعاد ما بان فی کلام سائر الصحابۃ فجمیع فرق المتکلمین ینتهی نسبتهم خونسبتهم فی هذا العلم الیہ اما المعتزلۃ فهم ینسبوا انفسهم الیه والاشعریۃ فکلهم منتسبون الی الاشعری وهو کان تلمیذا لابی علی الجبائی المعتزلی وهو منتسب الی امیرالمومنین علی واما الشیعۃ فانتسابهم الیه ظاهر واما الخوارج فهم مع غایۃ بعدهم عنه کلهم ینتسبون الی اکابرهم واولئک الاکابر کانوا تلامذۃ علی علیه فثبت ان جمهور المتکلمین من فرق الاسلام کلهم تلامذۃ علی (اربعین فی اصول الدین)

کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منتہی ہوتے ہیں سب سے پہلا فرقہ جس نے سب سے پہلے اس علم میں شہرت پائی ہے معتزلہ کا ہے اسکا بانی واصل بن عطا ہے جس نے ابوہاشم بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سے تعلیم پائی ہے اور عبداللہ نے اس علم کی اپنے والد محمد بن حنفیہ سے سیکھا ہے اور محمد بن حنفیہ کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے پدر بزرگوار جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے حاصل ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے جو امام ابوالحسن علی بن ابی بشر الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب ہے امام ابوالحسن اشعری امام ابوعلی جبائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو شارح فرقہ معتزلہ میں سے تھے پس یہ فرقہ بھی معتزلہ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ جسکا انتساب جناب امیر علیہ السلام کی طرف اُوپر ثابت ہو چکا ہے۔

متکلمین میں سے تیسرا فرقہ زیدیہ کا ہے جو امامیہ کی شاخ ہے اور امامیہ کا انتساب جناب امیر علیہ السلام کیطرف ظاہر ہے۔

چوتھا گروہ متکلمین سے خوارج کا ہے جو جناب امیر علیہ السلام کے دشمن ہیں تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے جو ابتداء میں حضرت امیرؑ سے تعلیم پاتے رہے ہیں۔

ہم تیمناً چند کلمات جناب امیر علیہ السلام کے نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الٰہی اور ارسطو نے بھی باوجود استقدر علم وفضل کے کبھی ایسے نازک وپیچیدہ مسائل توحید کو اس رزانت الفاظ کے ساتھ نہیں بیان کیا۔

(۱) قال لہ بعض من حضرلہ یہ من الوادین متی کان ربنا فقال لہ المدیکن ھو کائن ولا کیف یکون بلا کینونۃ کان لم یذل قبل القبل وبعد البعد بلا غایت ولا منتھی الیہ انقطعت دونہ الغایات فھو غایت کل غایت ومع کل شئی علماً اخرجہ ابن عساکر (کسی نے سوال کیا یا امیرالمومنین کب سے تھا رب ہمارا فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے تھا۔ اور وہ تھا بغیر کیفیت کے وہ تھا اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا کہ پھر پہلوں سے پہلا اور سب پچھلوں سے پچھلا ہمیشہ سے بلا کیفیت اسکی انتہا نہیں اسکی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے وہ ہر نہایت کا نہایت ہے اپنے علم کیوجہ سے ہر شئے کو لیے ہوئے ہے۔

(۲) قال فی تمجید اللہ وتحمیدہ وتوحیدہ وھو الذی لا یبلغ مدحتہ القائلون ولا یحصی نعمائہ العادون ولا یؤدی حقہ المجتھدون الذی لا یدرکہ بعد الھمم ولا ینالہ غوص الفطن مطالب السئول) جناب امیر علیہ السلام خداوند تعالیٰ کی تمجید اور تحمید اور توحید میں ...

وہ وہ ذات ہے کہ اسکی مدح تک بولنے نہیں پہنچ سکتے اور نہ اسکی نعمتوں کو سرگشتہ لوگ گن سکتے ہیں اور کوشش کرنیوالے اسکے حق کو ادا نہیں کر سکتے نہ ہمتوں کی دوری اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ دانائی کو اسکی ذات تک رسائی ہے جس کو زیادہ تر جناب امیر کے ایسے نادر اقوال کے دیکھنے کا اشتیاق ہو وہ اس کتاب کے آخر میں حضرت کے چند خطبات کو دیکھے اور اگر اس سے بھی سیری نہ ہو تو نہج البلاغۃ کو مطالعہ کرے یہ رسالہ ان کی تحریر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تصوف

اس علم کا ماخذ اور منبع اور سرچشمہ جناب امیر علیہ السلام ہیں چنانچہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ صاحبنا فی ھذا الامر الذی اشار الی ما تضمنہ القلوب او محال حقائقہ بعد نبینا صلعم علی بن ابیطالب یعنی جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا پیشرو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شے کی جو دلوں میں آ کے متضمن ہوتی ہے اور جس نے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے حقائق کیطرف ایما کیا ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں اور خواجہ پارسا پھر اسی رسالہ کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں۔ ان امیر المومنین علی بن ابی طالب لو تفرغ علینا عن الحروب لنقل الینا عنہ من ھذا العلم یعنی علم الحقائق والتصوف ما لا تقوم لہ القلوب یعنی اگر امیر المومنین علی بن ابی طالب اپنے غزوات سے فارغ ہوتے تو ان سے ہمارے لیے اس علم یعنی علم حقائق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کیجاتیں کہ دل جسکی تحمل نہ ہو سکتے۔

اور کشف المحجوب میں مرقوم ہے قال سید الطائفۃ الجنید شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ یعنی اماما فی علم الطریقۃ ومعاملاتھا ھو علی المرتضیٰ۔ سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر اصول اور بلا میں علی مرتضےٰ ہیں یعنی ہمارا امام علم طریقت میں اور اسکی معاملات میں علی مرتضیٰ ہیں۔

تمام سلسلے مثل قادریہ۔ وچشتیہ و قشریہ احمدیہ الغزالیہ و محمدیہ الغزالیہ وشطاریہ ورفاعیہ وسہروردیہ وکبرویہ وشاذلیہ ونقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہیں۔

اگرچہ اس زمانہ میں ہر ایک سلسلے سے ہزارہا شاخیں نکلی ہیں لیکن متقدمین کے نزدیک انکے اصل دو طریقے تھے جنیدیہ اور طیفوریہ۔ جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب ہے حضرت جنید کو حضرت سری سقطی سے بیعت ہے اور حضرت سری سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہیں اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہے اور حضرت داؤد طائی حضرت حبیب عجمی سے فیض یاب ہوئے ہیں اور حضرت حبیب عجمی حضرت حسن بصری کے مرید ہیں اور حضرت حسن بصری نے خرقہ خلافت امیر علیہ السلام سے

واما الخوارج فہم مع غایۃ بعدھم عنہ ۔۔۔ من من فی الاسلام کلہم تلاقدتہ علی وار بعین فی اصول الدین)

دوسرا طریقہ طیفوریہ ہے جو منسوب ہے طیفور ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف جنکی بیعت حضرت امام ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے تھی پس جتنی طرق ہیں سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے ہیں ومنها علم تصفیۃ الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیۃ ینتہی الیہ۔

جناب امیر علیہ السّلام کا علم نحو

یہ علم تو حضرت امیر علیہ السلام ہی کی ایجاد ہے علامہ جلال الدین السیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فرأیتہ مطرقا متفکرا فقلت فیم تفکر یا امیر المؤمنین قال انی سمعت ببلدکم لحنا فاردت ان اصنع کتابا فی اصول العربیۃ فقلت ان فعلت ھذا احییتنا وبقیت فینا ھذہ اللغۃ ثم اتیتہ بعد ثلث ایام فالقی الی صحیفۃ فیھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فالاسم ما انبأ عن المسمی والفعل ما انبأ عن حرکۃ المسمی والحرف ما انبأ عن معنی لیس باسم ولا فعل ثم قال تتبعہ وزد فیہ ما وقع لک واعلم یا ابا الاسود ان الاشیاء ثلاثۃ ظاھر ومضمر وشیٔ لیس بظاھر ولا مضمر وانما یتفاضل العلماء فی معرفۃ ما لیس بظاھر ولا مضمر قال ابو الاسود فجمعت منہ اشیاء وعرضتھا علیہ فکان من ذلک حروف النصب فذکرت منھا ان وان ولیت ولعل وکان ولم اذکر لکن فقال لی لم ترکتھا فقلت لم احسبھا منھا فقال بل ھی منھا فزدھا فیھا۔ ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی پاس گیا میں نے دیکھا آپ گردن مبارک جھکائے کسی فکر میں ہیں میں نے استفسار کیا یا امیر المؤمنین آپ کس باب میں فکر فرما رہے ہیں ارشاد کیا میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں میں نے کہا اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگوں کو زندہ فرما دینگے اور ہم میں یہ زبان عربی باقی رہجائیگی پھر میں تین دن کے بعد جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کل کلام تین قسم پر ہے اسم اور فعل اور حرف پس اسم وہ چیز ہے کہ اپنے مسمی سے خبر دے اور فعل وہ چیز ہے کہ مسمی کی حرکت سے خبر دے اور حرف وہ چیز ہے کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہے نہ فعل ہے بعد ازاں ارشاد کیا اسکا تتبع کر اور جو کچھ مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا اور آگاہ ہو اے ابو الاسود کہ سب اشیا تین قسم پر ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمر اور ایک ایسی شے ہے کہ وہ نہ ظاہر ہے نہ مضمر اور علما کی فضیلت

اسی شے کے دریافت کرتے ہیں معلوم ہوتی ہے کہ جو نہ ظاہر ہے نہ مضمر ابوالاسود کہتا ہے کہ میں نے اس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکال کے جمع کیں اور جناب امیر کو سنائیں اس میں حروف ناصبہ کا بھی بیان تھا ان میں سے اِنَّ اور اَنَّ اور لَیتَ اور لعلَّ اور کَاَنَّ کا ذکر کیا مگر لکن کو نہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے اسکو کیوں چھوڑ دیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اسکو حروف ناصبہ سے نہیں جانتا تھا فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہے اسکو بھی زیادہ کر دے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علمِ فصاحت

اس علم میں جناب امیر علیہ السلام سید البلغا اور امام الفصحاء تھے جسطرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسول مبعوث ہوئے تھے اسطرح سے جناب امیر خاتم الفصحا پیدا ہوئے عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد من قبل ان یخلق ابونا ادم بالفی عام فلما خلق ادم صرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفین نصیر نبی فی صلب عبد اللہ وصار علی فی صلب ابی طالب فاختارنی بالنبوۃ واختار علیا بالشجاعۃ والفصاحۃ واشتق اسمین من اسمائہ فاللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی وھذا علی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتاب الشفا) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل اسکے کہ ہمارے باپ آدم پیدا ہوں میں اور علی دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب آدم مخلوق ہوئے تو ہم ان کی صلب میں جاگزین ہوئے پھر ہم بزرگ پشتوں سے پاک رحموں کیطرف انتقال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم جناب عبدالمطلب کی پشت میں منتقل ہوئے پھر ہم منقسم ہو گئے دو حصوں میں پس میں جناب عبداللہ کی پشت اقدس میں منتقل ہو گیا اور علی ابو طالب کی پشت میں پس خدا نے مجھ کو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا اور علی کو علم اور شجاعت اور فصاحت کے ساتھ ممتاز فرمایا اور ہمارے لیے اپنے پاک ناموں سے دو نام مشتق کیے۔ پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالےٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام نے خطابت کے وہ طریق کلام میں ایجاد فرمائے ہیں جن سے شعراء جاہلیت کو مطلق اطلاع نہ تھی عبدالحمید بن یحیےٰ کا قول ہے کہ حفظت سبعین خطب الاصلع یعنی میں نے ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کیے ہیں اور ابن بناتہ جو زبردست خطیب مشہور ہوا ہے اور حافظ ابن تیمیہ الحرانی خطبات میں جسکی تقلید کرتے ہیں کہتا ہے کہ میں نے مواعظ علی بن ابی طالب سے ایک خزانہ حاصل کیا ہے

جناب امیر علیہ السلام کی وہ فصاحت و بلاغت تھی کہ جس کے دوست دشمن سب قائل تھے چنانچہ روایت ہے کہ جب محقن بن ابی محقن جناب امیر علیہ السلام کے پاس سے معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتک من عند اعی الناس فقال فی جوابہ ویحک تقول اعی الناس فھو واللہ ماالسن الفصاحۃ لقریش غیرہ یعنی میں تیرے نزدیک ایسے شخص کے آیا ہوں جو بات کرنے میں فرد ماندہ ہے معاویہؓ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ایسی شخص کو بات کرتے ہیں عاجز کہتا ہے خدا کی قسم ہے قریش کیلئے فصاحت میں کوئی اس سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا نہیں ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الشعر

علامہ جلال الدین السیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبی قال کان ابوبکر یقول الشعر و کان عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر و کان علی اشعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور جناب حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص و عام ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی

جناب امیر علیہ السلام کی حاضر جوابی اور اس کاٹ خصم کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بات میں دوسرے کو بند فرما دیتے تھے عن محمد بن قیس قال دخل اناس من الیھود علی علی فقالوا لہ ماصبرتم بعد نبیکم الا خمس و عشرین سنۃ حتی قتل بعضکم بعضاً فقال علی قد کان صبر خیراً ولا کنکم ما جفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یاموسیٰ جعل لنا الٰھا کما لھم الٰھۃ (اخرجہ احمد) محمد بن قیس سے مروی ہے کہ چند یہودی جناب امیر علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگے آپ لوگوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پچیس برس بھی صبر نہیں کیا تھا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا فی الحقیقت صبر کرنا بہتر تھا۔ لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے باہر نکل کر خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ تم نے کہا یا موسیٰ جیسے مصریوں کے خدا تھے ویسے ہی خدا ہم کو بنا دے۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الکتابت

جناب امیر علیہ السلام حسن خط میں مہارت تام رکھتے تھے چنانچہ حضرت امیر کا قول ہے۔ علیکم بحسن الخط فانہ من مفاتیح الرزق یعنی تم پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو خوشخطی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہی ہے دوسرے مقام پر حضرت فرماتے ہیں علموا اولادکم الکتابۃ فان فی الکتابۃ ھمم الملوک والسلاطین علیکم یعنی اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کیونکہ کتابت میں بادشاہوں کی ہمت اور توجہ تمہاری طرف ہوگی۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا

عن ابن عمر قال قال عمر بن الخطاب لعلی یا ابا الحسن ربما شھدت وغبنا وربما شھدنا وغبت ثلاث اسالک عنھن ھل عندک منھن علم قال علی وما ھن قال الرجل یحب الرجل ولم یر منہ خیرا و یبغض الرجل ولم یر منہ شرا قال نعم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الارواح فی الھوی جنود مجندۃ تلتقی فتشام فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف فقال عمر واحدۃ والرجل یتحدث الحدیث نسیہ اذ ذکرہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من القلوب قلب لا ولہ سحابۃ کسحابۃ القمر بین القمر یضیئ اذا علیہ سحابۃ فاظلم اذا تجلت قال ثنتان والرجل یری الرؤیا منہا ما یصدق ومنہا ما یکذب قال علی نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد ولا امۃ ینام فیستثقل نوما الا یعرج بروحہ الی العرش فالتی لا یستیقظ الا عند العرش فتلک الرؤیا التی تصدق والتی یستیقظ دون العرش فھی الرؤیا التی تکذب فقال ثلاث کنت فی طلبھن فالحمد للہ الذی اصبتھن قبل الموت (اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے یا ابا الحسن بسا اوقات آپ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ السلام کے حضور میں حاضر تھے اور ہم نہیں تھے اور بسا اوقات ہم حاضر تھے اور آپ غائب ہے تین باتیں ہیں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو آپ مجھے بتا دیں حضرت علی نے فرمایا وہ کیا ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی سے ایک آدمی محبت کرتا ہے حالانکہ اسے کوئی نیکی دیکھتا ہے اور ایک آدمی ایک سے بغض رکھتا ہے حالانکہ اسے کسطرح کی برائی نہیں دیکھی ہوتی جناب علی نے فرمایا ٹھیک ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روحیں ہوا میں لشکر صف بستہ باہم ملتے ہیں اور بو سونگتے ہیں پس جس کو ان میں سے پہچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کھاتے ہیں اختلاف کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ ایک بات ہو گئے پھر حضرت عمرؓ نے کہا انسان بات کرتا کرتا اسکا ذکر بھول جاتا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہا میں نے سنا ہے کہ کوئی دل ایسا نہیں کہ اس پر مثل قمر کے بادل نہ ہو جب اس

وہ بادل ہوتا ہے تو وہ روشن ہوتا ہے اور جب اس پر سے بادل کھل جاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ دوسری بات ہے اور آدمی خواب دیکھتا ہے بعض سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا جناب علی نے فرمایا کوئی مرد یا عورت ایسے نہیں کہ وہ سوئے اور اسکی روح عرش کیطرف نہ پرواز کرتی ہو پس وہ روح جو عرش کے قریب جاکر بیدار ہوتی ہے اسکا خواب سچا ہے اور وہ روح کہ عرش کے قریب نہ پہونچکر بیدار ہوا اسکا خواب جھوٹا ہے حضرت عمرؓ نے کہا یہ تین باتیں تھیں جن کی مجھے طلب تھی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے موت سے پہلے ان تک پہونچا دیا۔

قال عبد الرزاق فی المصنف حدثنا الثوری عن سلیمان الشیبانی عن علی انه اتی برجل فقیل له زعم هذا انه احتلم بامی فقال اذهب فاقمه بالشمس فاضرب ظله (تاریخ الخلفا) عبد الرزاق مصنف میں لکھتے کہ ہم سے ثوری بیان کرتے تھے کہ سلیمان شیبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نسبت جناب علی کے پاس کہا گیا کہ یہ شخص گمان کرتا ہے کہ اسے میری ماں کے ساتھ احتلام ہوا ہے جناب امیر نے فرمایا جا اور اسکو دھوپ میں کھڑا کر کے اسکے سایہ کو مار۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم الجفر والجامعۃ

قال طائفۃ ان الامام علی ابن طالب وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین علی طریق البسطۃ الاعظم فی جلد الجفر یستخرج منها بطریق مخصوصۃ وشرائط معینۃ ما فی لوح القضاء والقدر وهذا علم توارثہ اهل البیت (کشف الظنون للعلامۃ کاتب الچلپی) ایک گروہ کہتا ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں بسط اعظم کے طریق پر وضع کیا تھا اس سے بطریق مخصوص وشرائط معینہ اسرار لوح اور قضا وقدر معلوم ہو سکتی تھی۔ اور یہ ایسا علم ہے اہل بیت ہی کو ورثہ پہنچا ہے۔

قال ابن قتیبۃ فی کتاب ادب الکاتب الدمیری فی حیوۃ الحیوان ان کتاب الجفر جلد جفر کتب فیہ الامام جعفر الصادق لاهل البیت کلما تحتاجون الی علمہ وکلما یکون الی یوم القیمۃ حکاہ ابن خلکان عنہ ایضا وکثیر من الناس ینسب کتاب الجفر الی امیر المومنین علی وهو وهم والصواب ان الذی وضعہ جعفر الصادق ابن قتیبہ ادب الکاتب میں اور دمیری حیوۃ الحیوان میں کہتے ہیں کہ کتاب جفر ایک ایسی کتاب ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام اہل بیت کی ضرورت کے لیے قیامت تک کے حالات کو درج کیا ہے چنانچہ ابن خلکان بھی ان سے اسی امر کو روایت کیا ہے اور اکثر لوگ اس علم کو جناب امیر علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ ایک وہم ہے صحیح بات

بھی ہے کہ امام جعفر صادق نے اس علم کو وضع کیا ہے۔

جناب امیر علیہ السّلام کا علم حساب

(ا) عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدهما خمسة ارغفة ومع الاخر ثلثة ارغفة فلما وضع الغداء بین ایدیهما مر بهما رجل فسلم فقالا الغداء فجلس فاستوفوا فی اکلهم الارغفة الثمانیة فقام الرجل وطرح الیهما ثمانیة دراهم وقال لهما خذا هذا عوضا مما اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الارغفة الخمسة لی خمسة دراهم ولک ثلاثة دراهم وقال صاحب الارغفة الثلاثة لا ارضی الا ان تکون الدراهم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المؤمنین علی فقصا علیه قصتهما فقال لصاحب الارغفة الثلاثة قد عرض لک صاحبک ما عرض وخبزه اکثر من خبزک فارض بالثلاثة قال لا واللہ لا رضیت منه الا بمر الحق فقال له لیس لک فی مر الحق الا درهم فقال له عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولا یجب لک فی مر الحق الا واحد فقال الرجل عرفنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی الیس الثمانیة الارغفة الاربعة وعشرون ثلثا وانتم ثلاثة انفس لا یعلم الاکثر منکما کلا ولا الاقل فتحملون فی اکلکم علی السواء قال فاکلت انت ثمانیة الثلاث وانما لک تسعة اثلاث واکل صاحبک ثمانیة اثلاث وله خمسة عشر اثلاث ویبقی له سبعة اکل صاحبک الدراهم واکل لک واحدة من تسعة فلک واحد وله سبعة بسبعة فقال رضیت الآن یا علی (استیعاب) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں تیسرا آدمی آگیا ان دونوں نے اسے شرکت طعام کے لیے کہا وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا وہ تینوں جب آٹھوں روٹیاں کھا چکے وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہوگیا اور دونوں کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا یہ عوض ہے اس کھانے کا جو میں نے تمہارے کھانے میں سے کھایا ہے پس وہ دونوں باہم جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہیے اور تجھے تین تین روٹیوں والے نے کہا میں نصف لوں گا۔ تصفیہ کیلئے دونوں جناب امیر کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیر نے تین روٹیاں والے سے کہا تیرا ساتھی ہی جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے لے لے حالانکہ اسکی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں وہ کہنے لگا جب تک کہ میرا حق مجھے نہ معلوم ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ تھیں تیرا دوست صلح کے رو سے جو کچھ کہ تجھے دیتا ہے دیتا ہے تو اس پر یہ کہتا ہے جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہ ہو جائے میں نہیں راضی ہوتا تیرا حق تو انصاف کے رو سے

ایک درہم ہے اس نے کہا یا امیرالمومنین مجھ سے اسکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ میں قبول کروں آپ نے فرمایا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس تہائیاں نہیں ہیں اور تم تین آدمی کھانے والے تھے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ تم میں سے کون زیادہ کھانے والا تھا اور کون کم اس لیے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کھایا ہے پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری تین روٹیوں کی نو تہائیوں تھیں اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اس نے بھی آٹھ تہائی کھائیں اور اسکی سات تہائیاں باقی رہیں جو درہم والے نے کھائیں اور تیری نو تہائیوں میں سے ایک تہائی کھائی پس تیرے ایک ٹکڑے روٹی کے عوض ایک درہم ہے اور اسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہیں وہ کہنے لگا یا علی اب میں ایک درہم ہی کے لینے پر راضی ہوں۔

(۲) قال محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول قیل ان امرأۃ جاءت عند علی قد خرج من دارہ لیرکب فترك رجله فی الرکاب فقالت یا امیرالمومنین ان اخی قد مات وخلف ستمائۃ دینار وقد دفعوا الی دینارا واحدا واسالك ایصال حقی الی فقال لها خلف اخوك ابنتین فقالت نعم قال لهما الثلثان اربعمائۃ وقال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مائۃ دینار وخلف زوجۃ قالت نعم قالت لها الثمن خمس سبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران ولك دینار فقد اخذت حقك فانصرفی محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ایک عورت جناب امیر کے پاس آئی آپ اسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہوتے ہیں ایک پاؤں رکاب میں ڈالا ہے کہ وہ عورت بولی یا امیرالمومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے مگر لوگوں نے مجھ سے ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا انصاف چاہتی ہوں حضرت نے بلا تامل جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہونگی اسنے کہا ہاں آپنے فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار انکے لیے ہوئے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہو گی جسکو سدس یعنی سو دینار پہنچے اور زوجہ بھی ہو گی جسکو ثمن یعنی پچھتر دینار ملے پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ تیرے بارہ بھائی ہیں عورت نے تسلیم کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ دو دو دینار بھائیوں کو ملے ایک دینار تیرا حق ہے بس تو اپنا حق پا چکی ہے جا لوٹ جا۔

جناب امیر علیہ السلام کا علم ہیئت

عن یونس بن عبد الرحمن قال قلت لابی عبداللہ اخبرنی عن علم النجوم ماھو قال علم من الانبیاء قلت علی بن ابی طالب کان یعلم فقال کان اعلم الناس به (اخیجہ بن طاؤس) یونس بن عبد الرحمن سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا اسکی اصلیت کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ انبیا کا علم ہے پھر میں نے کہا کہ کیا علی بن ابیطالب اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم

کو جاننے والے تھے۔

تنبیہ اگرچہ اس حدیث میں علم نجوم کا ذکر ہے لیکن اس سے علم ہیئت مراد ہے کیونکہ احکام نجوم متعلق سعادت ونحوست واخبار عن المغیبات لوازم کہانت سے ہیں جناب امیرؑ اسکو خلاف شریعت جانتے تھے چنانچہ محقق شیخ علی جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہیں ایاکم وتعلم النجوم الا ما یہتدی فی بر او بحر فانہا تدعو الی الکہانۃ یعنی علم نجوم کے سیکھنے سے تم پرہیز کرو مگر اس میں سے دو امر کہ تم کو صحرا و دریا میں رہنمائی کریگے کیونکہ اس کے سوا علم نجوم کہانت ہے پس ثابت ہوا کہ علم نجوم سے علم ہیئت الافلاک کے مراد ہے اور وہ مستحب ہے لما فیہ من الاطلاع علی حکم اللہ تعالیٰ وعظم قدرتہ روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیر کے سامنے اہرام مصری کی تاریخ بنیاد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی ٹھیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا آپ نے پوچھا کیا ان پر کوئی تصویر بھی بنی ہوئی ہے کسی شخص نے عرض کیا کہ ان پر ایک چیل کی تصویر ہے جسکی چونچ میں خرچنگ پکڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا بنی الھرمان النسر فی السرطان یعنی مصر کے مثلث نما مینار اسوقت تعمیر ہوئی تھی جبکہ نسر طائر برج سرطان میں تھا اور دو ہزار برس میں ایک برج کو طے کرتا ہے اور آجکل جدی میں ہے اس حساب سے بارہ ہزار برس انکی بنیاد کو ہوئی ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام فضائل عملی کا بیان

جناب امیر کا زہد

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت عہد میں ایک گروہ صحابہ کا زہد اور ورع میں مشہور تھا جیسے حضرت ابوذر غفاری سلمان فارسی ابو الدرداء وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب بزرگوار ترک و تجرید میں جناب مولیٰ علی علیہ السلام کے مقلد تھے۔

(۱) عن قبیصۃ قال ما رأیت ازھد فی الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے لوگوں میں علی بن ابی طالب سے زیادہ تر زہد والا نہیں دیکھا۔

(۲) عن حسن بن صالح قال تذاکروا الزھاد عند عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر ازھد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر وابن اثیر فی تاریخیھما) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ زاہد تھے۔

(۳) عن عمار بن یاسر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ قد زینک بزینۃ لم یزین احدا

بزینۃ احب منہا ھی زینۃ الابرار عند اللہ الزھد فی الدنیا فجعلک لاتنال من الدنیا ولا تنال الدنیا منک شیئا ووھب لک حب المساکین فجعلک ترضی بھم اتباعا ویرضون بک اماما اخرجہ ابو الخیر الحاکمی وابن الاثیر فی اسد الغابۃ) جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب علی سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تحقیق تجھ کو اے علی خدا تعالیٰ نے ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ بندوں کو اس سے بہتر زینت نہیں دی گئی اور زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک بندوں کی زینت ہے پس تجھ کو ایسا بنایا ہے کہ تجھے دنیا سے اور دنیا کو تجھ سے کوئی چیز نہ ملی تجھ کو مسکینوں کی محبت دی گئی اور تجھ کو ان کے پیرو ہونے سے راضی کیا ہے۔ اور ان کو تیرے امام ہونے سے خوش کیا ہے۔

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی کیف انت اذا زھد الناس فی الآخرۃ ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما واحبوا المال حبا جما واتخذوا دین اللہ دغلا ومال اللہ دولا قلت اترکھم وما اختاروا واختار اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ واصبر علی مصیبات الدنیا ولاوائھا حتی الحق بک انشاء اللہ قال صدقت اللھم افعل ذلک بہ (اخرجہ الحافظ الثقفی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے سرور دنیا والدین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی جب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے اور آخرت کو چھوڑ دیں گے اور لوگوں کی میراث کھا جائیں گے اور دین کو خرابی میں ڈالیں گے اور اللہ کا مال لوٹیں گے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ میں نے عرض کیا میں انکو چھوڑ دونگا اور جو وہ اختیار کریں گے میں اس کو ترک کر دوں گا اور اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرونگا اور دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کروں گا یہاں تک کہ میں انشاء اللہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا تو نے صحیح کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے خدا اس کے ساتھ ایسا ہی کریو۔

(۵) عن علی بن ربیعۃ علی بن ابی طالب جاءہ ابن النباح فقال یا امیر المؤمنین امتلأ بیت المال من صفراء وبیضاء قال اللہ اکبر فقام متوکئا علی ابن النباح حتی قام علی بیت المال فامر فنودی فی الناس فاعطی جمیع ما فی بیت المال للمسلمین وقال یا صفراء یا بیضاء غری غیری حتی ما بقی منہ دینار ولا درھم ثم امر بنضحہ وصلی فیہ رکعتین (اخرجہ احمد فی المناقب) مروی ہے علی بن ربیعہ سے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس ابن النباح آکر کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ بیت المال کو اشرفی اور روپئے سے بھرا دیکھیں جناب امیر اللہ اکبر کہکر اور ابن النباح کے کندھے پر تکیہ رکھکر اٹھے اور بیت المال میں آکر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے بلانے کا حکم دیا جو کچھ بیت المال میں موجود تھا سب مسلمانوں کو بخش دیا پھر فرمایا اے اشرفی اور اے روپے میرے غیر کو مغرور کرو یہاں تک کہ بیت المال میں نہ اشرفی

رہی نہ روپیہ پھر اس میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور دوگانہ نماز کا ادا کیا۔

(۶) عن مجمع التیمی قال رأیت علیا دخل بیت المال فرای فیہ شیئا فقال لا اری ھذا ھاھنا وبالناس الیہ حاجۃ فامر بہ فقسم وامر بالبیت فکنس ثم نضح فصلی فیہ رجاء ان یشھد لہ یوم القیامۃ انہ لم یحبس فیہ المال عن المسلمین (اخرجہ احمد) روایت ہے مجمع تیمی سے کہ میں نے جناب امیر کو بیت المال میں جاتے ہوئے دیکھا اس میں مال بھرا تھا۔ پس فرمایا میں اس کو اس جگہ نہیں دیکھنا چاہتا حالانکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے پس تقسیم کا حکم دیا جب وہ مال تقسیم ہو چکا اس گھر میں جھاڑو دینے کا حکم کیا پھر اس میں پانی چھڑکوایا اور اس میں نماز پڑھی اس امید سے کہ قیامت کے روز اس کی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔

(۷) عن الحسن علیہ السلام قال ان امیر المومنین لم یدخر مالا ولم یترک الا ستمائۃ درھم ارصد بھا الخادم (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہ مال کو جمع کیا اور نہ کچھ چھوڑا بجز چھ سو درہم کے کہ اس سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۸) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی الاجرۃ علی الاجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وانکان لیؤتی بحبوحۃ من المدینۃ فی جواب (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) ابونعیم سے مروی ہے کہ میں نے سفیان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ پکی اینٹ پر پکی اینٹ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دھرا ہے اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آبادی بڑھا دیتے۔

(۹) عن ابن شھاب قال کان عمرو بن عبد العزیز یقول ما علمنا احدا من ھذہ الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ (اخرجہ احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبد العزیز کہا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی ابن ابی طالب سے زائد کسی شخص کو زاہد نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دھرا۔

جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس

(۱) عن ھارون بن عنترۃ عن ابیہ قال دخلت علی علی بالخورنق وھو یرعد فی یوم بارد وعلیہ شملۃ فقلت یا امیر المومنین ان اللہ قد جعل لک ولاھلک فی ھذا المال نصیبا وانت تفعل ھذا بنفسک فقال واللہ ما ارضاکوا من اموالکم شیئا واللہ انھا لقطیفتی التی خرجت بھا من المدینۃ ما عندی غیرھا

اخرجہ احمد فی المناقب و ابن اثیر فی تاریخہ) ہارون بن عنترہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس قصر خورنق میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے اس بیت المال میں سے حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کیساتھ یہ کچھ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں تمہارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا واللہ یہ وہی میری کملیس ہے کہ جس کو میں مدینہ سے ہمراہ لایا ہوں

(۲) عن زید بن وہب قال خرج علی الی الناس وعلیہ ازار مرقوع فعاتبہ الجعد بن نعجۃ فی لباسہ فقال مالک فی لبوسی ان لبوسی ھذا ابعد من الکبر و اجدر ان تقتدی بہ المسلم (اخرجہ احمد) زید بن ابی وہب سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام گھر سے باہر لوگوں میں تشریف لائے ان کے تہ بند میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے ابن نعجہ خارجی آپ کو اس لباس میں دیکھ کر عتاب کرنے لگا آپ نے فرمایا تم کو میرے لباس سے کیا سروکار ہے یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان اسکی پیروی کر سکے

(۳) عن عمرو بن قیس قال قیل لعلی یا امیر المؤمنین لم ترقع قمیصک قال یخشع القلب و یقتدی بہ المؤمن (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ والمتقی فی کنز العمال) عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا امیر المؤمنین آپ اپنی قمیص کو کیوں پیوند لگایا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے آدمی کا دل نرم ہوتا ہے اور مومن اس کی پیروی کر سکتا ہے۔

(۴) عن ام سلیم وقد سئلت عن لباس علی الذی اصیب فیہا قالت کان لباس لکرابیس السنبلانی (اخرجہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) ام سلیم سے جناب علی علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا وہ کہنے لگیں کہ آپ کا لباس سنبلانی کا ٹھوا تھا

(۵) عن ابی ملیکۃ قال لما ارسلہ عثمان الی علی فی العاقیب وجدہ مؤتزرا بعباۃ محتجزا بعقال وھو یھنا بعیرا لہ (ای بطلیہ بالقطران) ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے انکو لجا قیب میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو اس نے جناب علی کو دیکھا کہ آپ عبا کا تہ بند باندھے اور اس پر رسی لپیٹے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اونٹ کو مدبو دار روغن مل رہے ہیں۔

(۶) عن ابی بحر عن شیخ لہ قال رأیت علی علی ازارا غلیظا ثمنہ خمسۃ دراہم وقد اشتراہ بخمسۃ دراہم قال ورأیت معہ خمسۃ دراہم مصرورۃ قال ھذہ البقیۃ نفقتنا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی بحر اپنے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر علیہ السلام کو ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے دیکھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم ان کے پاس ہمیاں میں بندھے ہوئے تھے کہنے لگے یہ ہمارا باقی نفقہ ہے

(۷) عن عن ابی البحر عن شیخ له قال رأیت علی علی ازاراً غلیظا قال اشتریتہ بخمسۃ دراہم فمن اربحنی فیہ درھما بعتہ ایاہ قال وکان یاتزر نصیامۃ وبثن وسطہ بالعقال ویھنا بعیرہ وھو یومئذ خلیفۃ (اخرجہ احمد نقلت عن اسد الغابہ) ابی بحر اپنے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا موٹا تہ بند باندھے ہوئے فرمانے لگے میں نے اسکو پانچ درہم سے خرید اہے جو کوئی مجھ کو اس میں ایک درہم نفع دے تو میں اس کو بیچ دوں راوی کہتا ہے جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چادر کا تہ بند باندھتے تھے اور ایک رسی سے اسے سخت کستے تھے اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے حالانکہ اس زمانہ میں آپ خلیفہ تھے

(۸) عن ابن عباس قال اشترےٰ علی بن ابی طالب قمیصا بثلاثۃ دراہم ھو خلیفۃ وقطع کمہ من موضع الرسغین[1] وقال الحمد للہ الذی ھذا من ریاشہ[2] (اخرجہ الحافظ السلفی) جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جبکہ وہ خلیفہ تھے ایک قمیص تین درہم کو خریدا اور اس کی آستینوں کو ہاتھ کے جوڑ کے پاس سے کتر دیا اور فرمایا کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے یہ لباس فاخرہ عطا کیا ہے جس سے معاش میں فراخی ہوسکتی ہے۔

(۹) عن ابی سعید الازدی قال رأیت علیا فی السوق وھو یقول من عندہ قمیص صالح بثلاثۃ دراہم فقال رجل عندی فجاء بہ فاعجبہ فاعطاہ ثم لبسہ فاذا ھو یفضل عن اطراف اصابعہ فامر بہ فقطع ما فضل عن اطراف اصابعہ (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی سعید ازدی سے نقل ہے کہ میں نے جناب علی کو بازار میں دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہے ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہے آپ تشریف لیگئے اور وہ کرتا ان کو بھلا معلوم ہوا تین درہم پر اس کو خرید کیا جب پہنا تو وہ ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑھتا تھا آپ نے اس کی زیادتی کو کٹوا ڈالا۔

(۱۰) عن عبد اللہ بن ابی الھذیل قال رأیت علیا خرج وعلیہ قمیص غلیظ رازی اذا مد کم قمیصہ بلغ الظفر واذا ارسلہ صار الی نصف الساعد (ریاض النضرۃ) عبد اللہ ابی الہذیل سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو گھر سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور ایک موٹا کرتا رازی پہنے ہوئے تھے کہ جب اسکی آستینیں کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتی اور جب کہ اس کو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ کر بڑھ جاتی۔

(۱۱) عن الحسن بن جرموز عن ابیہ قال رأیت علیا یخرج مسجد الکوفۃ وعلیہ قطریتان متزرا بواحدۃ مرتدیا بالاخری وازارہ الی نصف ساق وھو یطوف بالاسواق ومعہ درۃ یامرھم بتقوی اللہ عزوجل وصدق الحدیث وحسن البیع والوفاء فی الکیل والقسط فی المیزان (الاستیعاب

[1] بضم الفتحتین پیوند دست ۱۲ [2] ریاش بالکسر جامہای فاخرہ ۱۲

فی معرفۃ الاصحاب) حسن بن جرموز اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے دیکھا کہ انپر دو قطریہ ہیں ایک سے تہ بند باندھے ہوئے ہیں اور ایک اوڑھے ہوئے ہیں، تہ بند نصف ساق تک ہے اور وہ بازاروں میں پھر رہے ہیں اور ان کے پاس درہ ہے لوگوں کو خدا کے خوف اور سچ بولنے اور بھر اسود آپ بیچنے اور پیمانے کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کر رہے ہیں

(۱۲) عن ابی النوار بیاع الکرابیس قال اتانی علی ومعہ قنبر غلامہ فاشتری منی ثوبین غلیظین فقال لغلامہ قنبر اختر ایہما شئت فخیر قنبر احدہما واخذ علی الاخر فلبسہ (اخرجہ احمد)

ابو النوار کھدر بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام میرے پاس قنبر کو ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے دو موٹے کپڑے خرید کئے اور اپنے غلام قنبر کو فرمایا ایک ان میں سے جو تجھے پسند آئے لے لیں قنبر نے ایک کو ان دونوں میں سے پسند کیا اور جناب امیر نے دوسرا آپ لیکر پہن لیا

(۱۳) عن ابی حیان التیمی عن ابیہ قال رأیت علیا علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی فلو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ قال عبد الرزاق وکانت بیدہ الدنیا الا ما کان من الشام (اخرجہ ابو عمرو

علامہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن حیان التیمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس میری تلوار کو خرید کرے اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اسکو ہرگز نہ بیچتا۔ عبد الرزاق مصنف میں تحریر فرماتے ہیں۔ جناب امیر کا یہ حال اس وقت تھا جبکہ سوا ملک شام کے تمام اسلامی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی۔

(۱۴) عن عطاء قال رأیت علی علی قمیص کرابیس غیر غسیل (الاستیعاب) عطا سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے دیکھا کھدر کا بن دھلا کرتا پہنے ہوئے ہیں۔

(۱۵) عن علی بن ارقم عن ابیہ قال رأیت علیا وہو یبیع سیفا لہ فی السوق یقول من یشتری منی ہذا السیف فوالذی فلق الحبۃ لطالما کشفت بہ الکروب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کان عندی ثمن ازار ما بعتہ (الریاض النضرہ) علی بن ارقم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو بازار میں اپنی تلوار بیچتے ہوئے دیکھا کہ فرما رہے تھے کہ کوئی ہے جو مجھ سے اس تلوار کو خرید کرے قسم ہے اس خدا کی جو دانے کو پھاڑتا ہے بہت سی لڑائیاں میں نے اس تلوار کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فتح کی ہیں اور اگر میرے پاس تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو نہ بیچتا۔

(۱۶) عن ابن عباس قال دخلت یوما علی امیر المومنین علی وہو بمنصف فعلہ فقلت لہ ما

قیمت هذا النعل التی تخصف فقال هی والله احب الی من دنیاکم الا ان اقیم به حقا او ادفع باطلا قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یخصف نعله ویرقع ثوبه ویرکب الحمار ویردف خلفه (اخرجه احمد) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب امیر کے پاس گیا دیکھا آپ اپنا جوتا سی رہے تھے میں نے پوچھا آپ کا جوتا کس قیمت کا ہے فرمایا بخدا یہ جوتا مجھے تمہاری دنیا سے زیادہ محبوب ہے مگر وہ امور کہ جن کی وجہ سے میں حق کو قائم اور باطل کو دور کر سکوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوتا سیتے تھے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ اور گدھے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے دوسرے کو بھی بٹھا لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا فرش

عن سوید بن غفلة قال دخلت علی علی ولیس فی داره غیر حصیر رث هو جالس علیه فقلت یا امیر المومنین انت ملك المسلمین والحاکم علیهم علی بیت المال وتاتیك الوفود ولیس فی بیتك سوی هذا الحصیر فقال یا سوید ان اللبیب لا یتأنس فی دار النقلة امامنا دار المقامة قد نقلنا الیها متاعنا ونحن منقلبون الیها عن قریب قال فابکانی والله کلامه (اخرجه احمد) سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کے گھر میں اس پرانے بوریے کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اس کی طرف جانے والے ہیں سوید کہتے ہیں بخدا آپ کے کلام نے مجھے رلا دیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا طعام

(۱) عن ابن عباس قال وما کان یاکل الا من شیء یاتی من المدینة قال وقدم الیه فالوذج فلم اکله فقلت احرام قال لا ولکنی اکره ان اعود نفسی بما لم تعود ما اکل منه رسول الله صلی الله علیه وسلم (اخرجه احمد) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیر سوا اس چیز کے جو مدینہ سے آپ کے پاس آتی اور کچھ نہ کھاتے تھے ایک دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے نہ کھایا میں نے عرض کیا کیا حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا برا جانتا ہوں جس کو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۲) عن عدی بن ثابت ان علیا اتی بالفالوذج فابی ان یاکل منه قال شیء لم یاکل منه رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم لا احب ان اکل منہ (الریاض النضرۃ) عدی بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے آگے فالودہ رکھا گیا آپ نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اس چیز کا کھانا جس کو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا ہو۔

(۳) عن حبۃ العرنی ان علیا اتی بالفالوذج فوضع قدامہ فقال واللہ انک لطیب الریح حسن اللون طیب الطعم ولکنی اکرہ ان اعود نفسی مالم تعتد (الریاض النضرۃ) حبہ عرنی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے فالودہ رکھا گیا آپ نے فرمایا واللہ تیری بو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت اچھا ہے اور تیرا مزہ اچھا ہے لیکن مجھے کراہت ہے اس کی کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالوں جس کا کہ وہ خوگر نہیں ہے۔

(۴) عن عبد اللہ بن زریر قال دخلت علی علی یوم الاضحی فقرب الی حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المؤمنین لو قربت الینا من ہذا البط فان اللہ قد اکثر لک الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعۃ یاکلہا ہو واہلہ وعیالہ وقصعۃ یضعہا بین ایدی الناس (مطالب السئول) عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے آگے رکھا میں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مال و متاع کو وافر کیا ہے، اگر آپ ان بطخوں کے گوشت سے ہماری دعوت کرتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اے ابن زریر میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے دو پیمانوں کے سوا خدا کے مال سے لینا حلال نہیں ایک پیمانہ تو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے ہے اور دوسرا اس کے مہمانوں کے لئے۔

(۵) عن سوید بن غفلۃ قال دخلت علی علی فی قصر الامارۃ وبین یدیہ رغیف من شعیر وقدح من لبن والرغیف یابس تارۃ یکسرہ بیدیہ وتارۃ برکبتیہ فشق علی ذلک فقلت لجاریۃ لہ یقال لہا فضۃ الا ترحمین ہذا الشیخ وتنخلین لہ ہذا الشعیر اما ترین نشازۃ علیہ ما نجانی منہ فقالت لای شیء یوجر ہو ونا ثم نحن وانہ عہد الینا ان لا ننخل لہ طعاما قط فالتفت الی وقال ما تقول لہا یا ابن غفلۃ فاخبرتہ وقلت یا امیر المؤمنین ارفق بنفسک فقال لی ویحک یا سوید ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہلہ من خبز بر ثلاثا تباعا حتی لقی اللہ تعالیٰ وما نخل لہ طعام قط ولقد جعت بالمدینۃ جوعا شدیدا فخرجت اطلب العمل فاذا بامراۃ قد جمعت مدرا ترید ان تبلہ فقاطعتہا علی کل ذنوب تمرۃ فمددت ستۃ عشر ذنوبا حتی مجلت یدای ثم اخذت التمر واتیت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل منہ (اخرجہ احمد) سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ میں جناب امیر کے پاس دار الامارہ میں گیا آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اسے ہاتھوں سے اور کبھی گھٹنوں سے توڑتے تھے یہ حالت دیکھ کر مجھے نہایت تاسف ہوا اور آپ کی لونڈی فضہ سے کہا تو اس بزرگ پر ترس نہیں کرتی اور ان کے لئے بھوسی چھان کر روٹی نہیں پکاتی اور یہ نہیں دیکھتی کہ بھوسی اس پر لگی ہوئی ہے اور اس سخت روٹی کے توڑنے میں ان کو کیسی مشقت ہوتی ہے فضہ نے جواب دیا کیا وجہ ہے کہ اس میں ان کو تو اجر ملے اور ہم گنہگار ٹھہریں کیونکہ انہوں نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ان کی روٹی ہم کبھی چھان کر نہ پکائیں یہ سنکر جناب امیر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابن غفلہ تو اس لونڈی سے کیا کہہ رہا ہے میں نے ساری تقریر بیان کی اور کہا اے امیر المومنین آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے اور اتنی مشقت نہ اٹھائیے آپ نے فرمایا اے سوید تجھ پر افسوس ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے اہل و عیال نے کبھی تین دن برابر گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی اور کبھی ان کے لئے چھان کر آٹا نہیں پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ میں بہت سخت بھوکا تھا مزدوری کرنے کو نکلا دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلوں کو جمع کر کے ان کو بھگونا چاہتی ہے میں نے اس سے فی ڈول ایک کھجور اجرت طے کی اور سولہ ڈول کھینچکر اس مٹی کو بھگو یا حتے کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے میں وہ کھجوریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور سارا واقعہ بیان کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کھجوروں کو نوش فرمایا۔

(۶) عن زید قال لی علی اذا صلیت الظھر غدا فتعد الی قال فلما کان الغد وصلیت الظھر غدوت الیہ فلم اجد عندہ حاجبا یحبسنی دونہ فوجدتہ جالسا وعندہ کوز ماء فدعا بوعاء مشدود علیہ ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتی یخرج الی جواھر اولا ادری ما فیہ فلما کسر الخاتم وحلہ فاذا فیہ سویق فاخرج منہ قبضتہ فی القدح وصب علیہ الماء وشرب وسقانی فلم اصبر فقلت یا امیر المومنین اتصنع ھذا بالعراق وطعام العراق کثیر فقال اما واللہ ما اختم علیہ بخلا ولکنی ابتاع قدر ما یکفینی واخاف ان یوضع فیہ من غیرہ وانا اکرہ ان ادخل بطنی الا طیبا فلذلک احترزت بما تری (اخرجہ الملاء فی سیرتہ) زید سے نقل ہے کہ مجھے جناب امیرؑ نے فرمایا کل ظہر کی نماز کے بعد تو میرے پاس آئیو اور کھانا کھائیو جب دوسرا دن ہوا۔ اور میں ظہر کی نماز پڑھ چکا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کوئی حاجب ان کا نہیں تھا کہ مجھ کو ان سے روکتا میں نے ان کو بیٹھا ہوا پایا ان کے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا پس وہ ایک ظرف سر بستہ لائے جس پر مہر لگی ہوئی تھی میں نے اپنے دل میں کہا البتہ اس میں سے جواہر نکال کر مجھے عطا فرمائیں گے یا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس میں کیا ہے جب جناب امیر نے اسکی مہر کو توڑا اور اس کو کھولا

تو دیکھنا کیا ہوں کہ اس میں ستو ہیں جناب امیر علیہ السلام نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر پیالہ میں ڈالی اور
اس پر پانی ڈالا اور پیا اور مجھ کو بھی پلایا میں صبر نہ کر سکا پس میں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین آپ عراق میں
رہ کر یہ کھاتے ہیں حالانکہ عراق کے کھانے قسم قسم کے ہیں جناب نے ارشاد کیا واللہ میں بخل کی وجہ سے اس پر
مہر نہیں لگاتا مگر جس قدر کہ مجھ کو کافی ہو اس کا اتباع کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کوئی چیز سوا ستو کے اس
میں نہ رکھی جائے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ اپنا پیٹ سوا پاک چیز کے بھروں اس لئے احتراز کرتا ہوں
جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔

(۷) عن عبداللہ بن رافع قال دخلت علی علی یوم عید فقدم الی جرابا مختوما فوجدنا فیہ خبز
شعیر یابسا مرضوضا فقدم واکل فقلت یا امیرالمؤمنین کیف تختمہ قال خفت من ھذین الولدین
ان یلیناہ بسمن او زیت (شرح نہج البلاغۃ للعلامہ ابن الحدید) عبداللہ بن ابی رافع سے منقول
ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا جناب امیر نے میرے سامنے ایک چمڑے کا
تھیلا رکھ دیا ہم نے اس کو کھولا اور اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے پائے پس جناب اس میں سے
کھانے لگے میں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین آپ نے اس پر مہر کیوں لگائی ہے فرمایا میں ان لڑکوں سے
ڈرتا ہوں کہ اس کو روغن یا زیت سے چرب نہ کریں۔

(۸) عن ابن حدید قال وکان یاتدم بخل او ملح فان ترقی علی ذلک فبعض نبات الارض
فان ارتفع ذلک فبقلیل من البان الابل ولا یاکل اللحم الا قلیلا ویقول لا تجعلوا بطونکم مقابر
الحیوان (شرح نہج البلاغۃ) علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام ہمیشہ
سرکہ اور نمک سے کھانا کھایا کرتے تھے جب اس سے کبھی ترقی فرماتے تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے
اور اگر اس سے بھی بڑھ جاتے تو کبھی تھوڑا سا اونٹ کا دودھ پی لیتے اور گوشت نہیں کھایا کرتے
تھے مگر بہت کم اور فرماتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کے مقبرہ مت بناؤ۔

(۹) عن علی بن ربیعۃ الرائی قال کان لعلی امراتان فکان اذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصف
درھم واذا کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصف اخرہ (الریاض النضرہ) علی بن ربیعۃ الرائی سے منقول
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں جب اس بی بی کی باری ہوتی تو آدھے درہم کا گوشت
خرید فرماتے اور جب دوسرے دن دوسری بی بی کی باری ہوتی تو اس نصف باقی کا گوشت خرید کرتے۔

(۱۰) عن ابو صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت علی واذا ھی تمشط فی ستر بینی وبینھا فجاء حسن
وحسین فدخلا علیھا وھو جالسۃ تمشط فقالت الا تطعمون ابا صالح شیئا قال فاخرجوا الی قصعۃ

فیہا مرق بحبوب قال قالت تطعمون هذا وانتم امراء فقالت یا ابا صالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیا واتی باترج فذهب حسین فاخذ منها اترجۃ عما من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس (الریاض النضرہ) ابو صالح سے نقل ہے کہ میں ایک دفعہ جناب ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی کی خدمت میں گیا اور وہ کنگھی کر رہی تھیں میرے اور ان کے درمیان صرف ایک پردہ تھا اتنے میں جناب حسن و حسین آئے پاس تشریف لائے جناب ام کلثوم نے فرمایا ابو صالح کو تم کچھ نہیں کھلاتے ابو صالح کہتے ہیں کہ میرے لئے ایک شوربے کا پیالہ لائے جس میں دال پڑی ہوئی تھی میں نے کہا تم امیر ہو کر ایسا کھانا کھاتے ہو سام کلثوم فرمانے لگیں اے ابو صالح اگر تو امیر المؤمنین علی کو دیکھے تو شاید تیرا کیا حال ہو ایک دفعہ جناب امیر کے پاس نارنگیاں آئیں جناب حسین علیہ السلام نے ان میں سے ایک نارنگی اٹھالی جناب امیر نے ان کے ہاتھ سے چھین کر لوگوں کو بانٹ دی۔

جناب امیر علیہ السلام کا صبر

عن ام سلمۃ قالت جاءت فاطمۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشتکی اثر الخدمۃ وتسالہ خادما قالت یا رسول اللہ لقد مجلت یدای من الرحا اطحن مرۃ واعجن مرۃ فقال لہا ان یرزقک اللہ شیئا سیاتیک وساد لک علی خیر من ذلک اذا لزمت مضجعک فسبح اللہ ثلاثا وثلاثین وکبری اللہ ثلاثا وثلاثین واحمدی اللہ اربعا وثلاثین فھو خیر لک من الخادم (اخرجہ الدولابی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدہ علیہا السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گھر بار کے کام کاج کی تکلیف سے شکایت کرنے لگیں کہ میرے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں کبھی میں پیستی ہوں اور کبھی گوندھتی ہوں مجھے ایک خادمہ عطا ہو جائے حضرت نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق کہ تمہارے مقسوم میں کیا ہے وہ تمہارے پاس پہنچا دیگا۔ میں تم کو ایک نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم سونے لگو اس کو پڑھ لیا کرو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر تینتیس دفعہ اور الحمد للہ چونتیس دفعہ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(۲) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زوجہ فاطمۃ بعث معہا بخمیلۃ ووسادۃ من ادم حشوہا لیف ورحاءین وسقا فقال علی لفاطمۃ ذات یوم واللہ سنوت حتی لقد اشتکیت صدری وقد جاء اللہ اباک بسبی فاذھبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ لقد طحنت حتی مجلت یدای فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما جاء بک یا بنیۃ قالت جئت لاسلم علیک واستحییت ان تسالہ ورجعت فقال قلت ما فعلت فقالت استحییت ان اسالہ فاتیناہ جمیعا فقال علی یا رسول اللہ لقد سنوت حتی

اشتکیت صدری وقالت فاطمة وقد طحنت حتی مجلت یدای قد جاء اللہ بسبی فاخدمنا فقال واللہ لا اخدمکما وادع
اهل الصفة تطوی بطونهم لا اجد ما انفق علیهم ولکنی ابیعهم وانفق علیهم اثمانهم فرجعا فاتاهما صلی اللہ علیہ وسلم
وقد دخلا فی قطیفتهما اذا غطت رؤسهما تکشفت اقدامهما واذا غطت اقدامهما تکشفت رؤسهما فثارا فقال مکانکما
ثم قال الا اخبرکما بخیر مما سألتمانی قالا بلی فقال کلمات علمنیهن جبرئیل فقال تسبحان اللہ فی دبر کل صلوۃ عشرا وتحمدان عشرا وتکبران
عشرا واذا اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا وثلثین واحمدا ثلاثا وثلثین وکبرا اربعا وثلثین قال علی فما ترکتهن منذ
علمنیهن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل له ولا لیلة صفین قال ولا لیلة صفین (اخرجہ احمد) مروی ہے جناب امیر
علیہ السلام سے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کا نکاح کیا تو انکے ساتھ ایک بچھونا اور ایک تکیہ چمڑے کا جس میں
لیف خرما بھری ہوئی تھی اور دو چکی کے پاٹ اور مشکیزہ بھی جناب علی نے ان سے ایک بات کہا اللہ میں اس قدر پانی بھرتا ہے کہ میرا سینہ درد
کرنے لگا ہے اور خداوند تعالی نے آپکے والد کو غنیمت میں اسیر عطا کئے ہیں آپ جائیں اور ان سے ایک خدمتگار طلب کریں جناب فاطمہ فرمانے لگیں میں نے
اس قدر پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں پس جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت اقدس میں تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے بیٹی تمہیں کوئی ضرورت ہے جناب فاطمہ نے عرض کیا میں سلام کے لئے حاضر ہوئی تھی اور انکو سوال کرنے سے حیا مانع آئی اور واپس تشریف لے
آئیں جناب علی نے کہا آپ نے کیا کیا ہے جناب سیدہ نے کہا مجھے حیا آ گئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی پھر ہم دونوں
ملکر جناب نبی صلعم کے حضور میں گئے جناب علی نے کہا یا رسول اللہ اللہ میں نے اس قدر پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں درد پیدا ہو گیا ہے اور جناب
سیدہ نے کہا میں نے اس قدر آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور خدا نے آپکو اسیر دئے ہیں ہمیں بھی ایک خادم عطا فرمائیں
آنحضرت صلعم نے فرمایا واللہ میں تمکو نہیں دونگا اور اہل الصفہ کی ضرورت کو دیکھوں گا انکے پیٹ کمر سے لگے ہوئے ہیں میں کچھ نہیں پاتا ہوں جو
ان پر نفقہ کروں لیکن ان اسیروں کو بیچ کر ان کی قیمت سے ہم نفقہ کا بندوبست کریں گے پس حضرت علی اور جناب سیدہ دونوں
لوٹ آئے پھر آنحضرت تشریف لائے اور وہ دونوں صاحب اپنی چادر اوڑھکر سونے لگے تھے جبکہ وہ اسکو اپنے سر پر اوڑھتے تھے تو نیچے سے
پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب وہ اپنے پاؤں کو اس سے ڈھانپتے تھے تو ان کے سر کھل جاتے تھے وہ تعظیم کے لئے اٹھنے لگے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ پر لیٹے رہو اور فرمایا جو چیز کہ تم نے ہم سے طلب کی ہے ہم تمہیں اس کی نسبت آگاہ کریں
جناب علی نے عرض کیا بہتر ہے فرمایا کہ وہ چند کلمات ہیں جو مجھ سے جبرئیل نے تعلیم کئے ہیں فرمایا کہ وہ سبحان اللہ ہر ایک نماز کے بعد
دس دفعہ اور الحمد للہ بھی دس دفعہ اور اللہ اکبر بھی دس دفعہ اور جب تم بستر پر جاؤ تو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ الحمد للہ اور
چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو جناب علی کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کبھی ترک نہیں کیا جب سے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھے اسکی تعلیم
فرمائی ہے لوگوں نے جناب علی سے کہا کیا آپ نے صفین کی لیلۃ الہریر میں بھی اسکو نہیں چھوڑا حضرت نے کہا لیلۃ الہریر میں بھی نہیں چھوڑا
عن علی ان فاطمة لما لقیت من اثر الرحا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبی فانطلقت فلم تجدہ فوجدت عائشة رضی اللہ عنها
فاخبرتها فلما جاء النبی صلعم اخبرته عائشة بمجیء فاطمة فجاء النبی صلعم وقد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال علی مکانکما

فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیہ علی صدری فقال الا اعلمکما خیرا مما سألتمانی اذا اخذتما مضاجعکما فکبرا اربعا وثلثین و سبحا ثلاثا و ثلاثین و احمدا ثلاثا و ثلاثین فهو خیر لکما من خادم یخدمکما (اخرجہ البخاری) جناب علی کہتے ہیں کہ جب چکی کے پیسنے سے جناب فاطمہ کے ہاتھوں کو آبلے پڑ گئے اور آنحضرت صلعم کے پاس غنیمت میں لونڈیاں آئیں حضرت فاطمہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور حضور کو نہ پایا حضرت ام المؤمنین عائشہ سے ملیں جب گھر کو واپس آ گئیں بعد آنحضرت تشریف لائے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ کی تشریف آوری سے جناب رسول اللہ صلعم کو مطلع کیا پس آنحضرت ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نے سونے کو لیٹے تھے میں کھڑا ہوا کہ اٹھ بیٹھوں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے بستر پر لیٹے رہو پس ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ میرے سینہ کو آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگی فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات سکھاؤں جو تمہیں اس چیز سے بہتر ہو جس کا تم نے تقاضا کی ہے جب تم کو سونے کو لیٹا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے اس خادم سے بہتر ہے

عن اسماء بنت عمیس عن فاطمۃ ان رسول اللہ صلعم اتاها یوما فقال این ابنای یعنی حسنا وحسینا قالت قلت اصبحنا ولیس فی بیتنا شیء یذوقہ ذائق فقال علی اذهب بهما فانی اتخوف ان یبکیا علیک ولیس عندک شیء فذهب بهما الی فلان الیهودی فتوجہ الیہ رسول اللہ صلعم فوجدهما یلعبان فی مشربۃ بین ایدیهما فضل من تمر فقال یا علی الا تقلب ابنی قبل ان یشتد الحر علیهما قالت فقال علی اصبحنا ولیس فی بیتنا شیء فلو جلست یا رسول اللہ حتی اجمع لفاطمۃ تمرات فجلس رسول اللہ صلعم وعلی ینزع للیهودی کل دلو بتمرۃ حتی اجتمع لہ شیء من تمر فجعلہ فی حجزتہ ثم اقبل فحمل رسول اللہ صلعم احدهما وعلی الآخر (اخرجہ الدولابی) اسماء بنت عمیس جناب سیدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ایک دن جناب سرور عالم صلعم تشریف لائے اور فرمانے لگے میرے دونوں بیٹے یعنی حسن اور حسین کہاں ہیں حضرت فاطمہ فرماتی رہیں کہ میں نے عرض کیا صبح اٹھے تھے ہمارے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ اس کو کوئی چکھنے والا چکھ سکتا جناب علی کہنے لگے میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں ڈرتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ روئیں گے اور تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے پس ان دونوں کو لئے ہوئے فلانے یہودی کے پاس گئے آنحضرت صلعم نے بھی ادھر ہی کا قصد فرمایا اور جا کر دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کھجوروں کی گٹھلیاں دھری ہیں آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا علی قبل اس کے کہ دھوپ کی گرمی کی تیزی ہو میرے بیٹوں کو لوٹا کر نہیں لے جاتے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم صبح کو جب اٹھے تو ہمارے گھر میں کوئی کھانے کی چیز نہیں تھی اگر آپ تشریف رکھیں تو میں کچھ کھجوریں جناب فاطمہ کے لئے جمع کر لوں پس سرور دین پناہ صلعم بیٹھ گئے اور جناب امیر یہودی کے حوض کو بھر کر دینے لگے ایک کھجور کے پیچھے ایک ڈول یہاں تک کہ کچھ کھجوریں جمع کر لیں اور اپنے تہبند کے گوشے میں دھر لیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو اٹھا لیا اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرے کو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تقوی

(۱) پروردگار عالم آیہ وانی هذا والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک هم المتقون میں جناب علی کو حضرت صلعم کی معیت میں متقی بیان فرمایا ہے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر درمنثور میں بذیل اس آیت کریمہ کے لکھتے ہیں اخرج ابن عساکر عن مجاہد

فی قولہ تعالیٰ والذی جاء بالصدق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ قال علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں وہ پروردگار عالم کے ارشاد میں والذی جاء بالصدق سے آنحضرت مراد ہیں اور صدق بہ سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام

(۲) اخرج البیہقی باسنادہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراھیم فی خلقہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی عبادتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب بیہقی اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو انکے علم کے ساتھ اور حضرت نوح کو ان کے تقویٰ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم کو ان کے خلیل ہونے کے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو انکی ہیبت کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو ان کی عبادت کے ساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن انس بن مالک والنواس بن سمعان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار وابو نعیم فی الحلیۃ) انس بن مالک اور نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حاضر ہونے کے وقت فرمایا شاباش ہے مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل اوحی الی فی علی ثلاثا انہ لیلۃ اسری بی انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (اخرجہ الدیلمی وابو نعیم) جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھ کو علی کی نسبت تین باتوں کا الہام ہوا ہے کہ وہ مومنین کے سردار اور متقین کا امام اور سفید ہاتھوں پاؤں اور منہ والوں کا پیشرو ہے۔

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک سید المسلمین ویعسوب المومنین وامام المتقین وقائد غر المحجلین (اخرجہ الدیلمی) جناب علی سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم مسلمانوں کے سردار اور مومنین کے بادشاہ اور متقیوں کے امام اور نورانی چہرہ والوں کے پیشرو ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کا تواضع

(۱) عن ابی صالح بیاع الکرابیس عن جدہ قال رأیت علیا اشتری تمرا بدرھم فحملہ فی ملحفۃ فقیل یا امیر المومنین الا نحملہ عنک قال ابو العیال احق بحملہ (اخرجہ البغوی فی معجمہ) ابو صالح کھدر بیچنے والا اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور کپڑے میں باندھکر اٹھا رہے ہیں پس ان سے عرض کیا گیا یا امیر المومنین ہم اٹھالیں فرمایا۔ بچوں کا باپ ہی اس کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

(۲) عن زاذان قال رأيت عليا يمشي في الاسواق فيمسك الشسوع بيده فيناول الرجال الشسع ويرشد الضال ويعين الحمال على الحمول وهو يقرأ هذه الآية تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين ثم يقول هذه الآية نزلت في ذوي القدرة من الناس (اخرجه احمد في المناقب) زاذان سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازاروں میں دُرہ ہاتھ میں لئے ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو درے سے ہٹاتے ہیں اور راہ بھولے ہوئے کو راستہ بتا دیتے ہیں اور بوجھ اٹھانیوالوں کی مدد کر رہے ہیں اور یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں غرور اور فساد نہیں کرتے اور عاقبت ڈرنیوالوں کے لئے ہے پھر جناب امیر یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قدرت والے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۳) عن ابی المطر البصری انہ شہد علیا اتی اصحاب التمر وجاریۃ تبکی عند التمار فقال ما شانک فقالت باعنی ہذا تمرا بدرہم فردہ مولای فابا ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمرک واعطہا درہمہا فانہا خادم ولیس لہا امر فدفع علیہ فقال المسلمون تدری من دفعت قال لا قالوا امیر المؤمنین فصب تمرہا واعطاہا درہمہا وقال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنک اذا اوفیت الناس حقوقہم (اخرجہ احمد فی المناقب) ابی مطر البصری کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کھجور بیچنے والوں کے زمرہ میں دیکھا اور ایک لونڈی رو رہی تھی جناب امیر نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے عرض کیا اس شخص نے ایک درہم کی کھجوریں مجھ کو دی تھیں میرے آقا نے وہ پھیر دی ہیں یہ لینے سے انکار کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا اے بھائی کھجور بیچنے والے یہ خدمتگار ہے اس کا اپنا اختیار نہیں اپنی کھجوریں لے لے اور درہم اس کو واپس دیدے اس نے جناب امیر کو دھکا دیا اور کہنا نہ مانا مسلمان لوگوں نے کہا ارے تو جانتا ہے کہ تو نے کس کو دھکا دیا ہے وہ بولا نہیں لوگوں نے کہا یہ امیر المؤمنین ہیں اس نے وہ کھجوریں ڈال لیں اور اس لونڈی کو درہم واپس کر دیا اور جناب امیرؑ سے عرض کرنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے کوئی چیز نہیں خوش کر سکتی مگر یہ کہ تو لوگوں کو ان کا حق پورا ادا کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حُسنِ خلق

حضرت امیر علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے کبھی کسی بات سے جناب کی شگفتہ پیشانی پر بل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کھلے رہتے تھے اس وجہ سے بعض متانت پسند لوگ جناب پر نکتہ چینی فرما

تھے روایت ہے کہ قال معاویۃ لقیس بن سعد رحم اللہ اباحسن کان ھشًا بشًا ذا فکاھۃ قال قیس کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمزح ویتبسم الی الصحابۃ معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریض کی وجہ سے کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ رو ہنسی والے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حلم

(۱) عن مفضل بن یسار ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ علیہا السلام الا ترضین انی زوجتک اقدم امتی سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب) مفضل ابن یسار سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا تم راضی نہیں ہو نہیں کہ میں نے تمہارا اپنی امت سے از روی اسلام کے مقدم ترین اور از روئے علم کے عالم ترین اور از روئے حلم کے ان کے اعظم ترین شخص سے نکاح کیا ہے۔

(۲) سال معاویۃ خالد بن یعمر فقال لہ علی احببت علیا فقال علی ثلث فصال علی حلمہ اذا غضب وعلی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) امیر معاویہ نے خالد بن یعمر سے کہا تم کس بات پر جناب علی کو محبوب کہتے تھے وہ کہنے لگے ان کی تین باتوں پر ان کے حلم پر جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور ان کے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل پر جب کہ وہ حکم کرتے تھے۔

(۳) روی ان علیا علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبہ فدعا ثانیا وثالثا فلم یجبہ فقام الیہ فرآہ مضطجعا فقال اما تسمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک فتکاسلت فقال امض فانت حر لوجہ اللہ تعالیٰ نقلہ الغزالی فی احیاء العلوم) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا اس نے جواب نہ دیا آپ نے اٹھکر دیکھا کہ وہ سو رہا ہے آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا تو نے میری آواز کو نہیں سُنا تھا وہ عرض کرنے لگا ہاں میں نے سنا تھا حضرت نے ارشاد کیا پھر تو نے کیوں نہیں جواب دیا وہ کہنے لگا۔ چونکہ میں آپ کے عقوبت سے بیخوف تھا اس لئے الکسا گیا۔ آپ نے فرمایا جا لوجہ اللہ میں نے تجھے آزاد کیا۔

جناب علی علیہ السلام کا عفو عن المکافات

(۱) لما ظفر علی المروان یوم الجمل وکان اعدی الناس له واشدهم بغضاً صفح عنه (شرح نہج البلاغہ) نقل ہے کہ جب جمل کے دن جناب امیر علیہ السلام مروان پر ظفریاب ہوئے حالانکہ وہ جناب امیر سے سخت عداوت رکھتا تھا اور تمام لوگوں سے زیادہ دشمن تھا جناب امیر نے اس کے قتل سے درگذر فرمایا۔

(۲) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں لما ملک عسکر معاویۃ علی الماء واحاطوا لبشر لعیۃ الفرات وقالت رؤساء الشام له اقتلهم بالعطش کما قتلوا عثمان عطشاً وسال علی عن اصحابه ان یبیعوا لهم لشراب الماء فقالوا لا واللہ ولا قطرة حتی تموت ظمأ کما مات ابن عفان فلما رای انه الموت لا محالة تقدم باصحابه حمل علی عسکر معاویۃ حملات کثیفة حتی ازالهم عن مراکزهم بعد قتل ذریع وسقطت الرؤس والایادی وملکوا علی الماء وصار اصحاب المعاویۃ فی الفلاة لا ماء لهم فقال اصحابه امنعهم الماء یا امیر المؤمنین کما منعوك ولا تسقهم منه قطرة واقتلهم بسیوف العطش وخذهم قبضاً بالایدی فلا حاجة لك الی الحرب فقال لا واللہ لا اکافیهم بمثل فعالهم (مطالب السئول وشرح نہج البلاغہ لابن الحدید) یعنی جب معاویہ کی فوج پانی کی مالک ہو گئی اور اس نے فرات کے سب راستوں کو گھیر لیا شام کے رئیس معاویہ سے کہنے لگے علی کی فوج کو پیاس سے مار ڈالنا چاہیئے جس طرح سے کہ انہوں نے جناب عثمان کو پیاس سے مار ڈالا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے بھی پانی کا گھونٹ پیا ہے عرض کیا کہ واللہ ایک قطرہ تک پانی کا نہیں ملا اب آپ بھی جناب عثمان کی طرح سے پیاسے مارے جائیں گے جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے دوستوں کو موت پیش آرہی ہے معاویہ کی فوج پر سخت حملہ کیا اور سرعت کیساتھ جنگ کرنے شام کے لوگوں کو جگہ سے ہٹا دیا اور ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر انبار لگ گئے جناب امیر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور معاویہ کی فوج بیابان بے آب میں گھر گئی جناب امیر کے لشکر والوں نے کہا شامیوں پر آپ بھی پانی بند کر دیں جس طرح سے کہ انہوں نے آپ پر بند کیا تھا۔ اور ایک قطرہ پانی کا ان کو نہ دینا چاہیئے اور پیاس کی تلوار سے ان کو مار ڈالنا چاہیئے وہ خود ہاتھ میں آجائیں گے آپ کو لڑائی کی ضرورت نہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا واللہ میں ان کو ان کے فعل کی مانند بدلہ نہیں دوں گا۔

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ جاء به اهل البصرة وجهه ووجوه اولاده بالسیف وشتموه ولعنوه فلما ظفر بهم رفع السیف عنهم ولم یاخذ اثقالهم ولا سبی ذراریهم ولا غنم شیئاً من اموالهم یعنے اہل بصرہ نے جناب کے ساتھ اور ان کی اولاد کیساتھ تلوار سے لڑائی کی اور گالیاں دیں اور برا بھلا کہا لیکن جب جناب امیر علیہ السلام ان پر ظفریاب ہوگئے تو نہ ان کا سامان لوٹا اور نہ انکی اولاد

کو لونڈی باندی بنایا اور نہ ان کے مال کو لوٹا۔

جناب امیر علیہ السلام کی شفقت علی الخلق

عن علی قال لما نزلت ھذہ الآیۃ یاایھا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی مرھم ان یتصدقوا قال بکم یارسول اللہ قال بدینار قال لا یطیقون قال فنصف دینار قال لا یطیقون قال فبکم قال بشعیرۃ قال لا یطیقون فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزھید فانزل اللہ تعالیٰ اشفقتم ان تقدموا بین یدی صدقات الی آخر الآیۃ وکان علی یقول بی خفف عن ھذہ الامۃ (اخرجہ احمد والنسائی وغیرھما) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو جب تم رسول کو مشورت کے لئے بلاؤ تو اپنی مشورت کرنے سے پہلے صدقہ دو) جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا جاؤ ان لوگوں کو صدقہ کا حکم دیدو جناب علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کس قدر صدقہ کا حکم دوں آپ نے فرمایا ایک دینار کے لئے۔ جناب علی نے عرض کیا لوگ اس مقدار کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا آدھا دینار جناب علیؓ نے عرض کیا اس قدر کی بھی ان میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پس ایک بھر سونے کے لئے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا اسکی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا علی تم بہت کم دینے والے ہو پس خداوند تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی (کہ ڈرتے ہو تم کہ مصلحت کرنے سے پہلے صدقہ دو) جناب علی علیہ السلام کہتے تھے کہ اس آیت سے اس حکم میں صرف میری وجہ سے تخفیف ہوئی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازۃ لم یسئل عن شیٔ من عمل الرجل ویسال عن دینہ فان قیل علیہ دین کف عن الصلوٰۃ وان قیل لیس علیہ دین صلی علیہ فاتی بجنازۃ فلما قام لیکبر سال صلی اللہ علیہ وسلم ھل علی صاحبکم دین قالوا دیناران فعدل صلی اللہ علیہ وسلم وقال صلوا علی صاحبکم وقال علی ھما علی وھو بری منھما فتقدم صلی اللہ علیہ وسلم فصلی علیہ ثم قال لعلی جزاک اللہ خیرا فک اللہ رھانک کما فککت رھان اخیک (اخرجہ الدارقطنی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی جنازے پر تشریف لے جاتے تو اس آدمی کے کسی عمل سے نہ پوچھتے بلکہ اس کی قرض کی نسبت سوال فرماتے اگر کہا جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اس کے نماز جنازہ پڑھنے سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو نماز جنازہ ادا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے جب تکبیر کے لئے بڑھے حسب معمول پوچھا

کہ تمہارے دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے ہٹکر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا تم اپنے دوست پر نماز جنازہ پڑھو۔ جناب امیر نے کہا وہ دونوں دینار میرے ذمہ ہیں اور یہ مرنیوالا اس قرضہ سے بری ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑھکر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تجھے نیکی کی جزا دے اور تیرا قرض بھی چھڑاتے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تفقد حال عایا

عن ابی الصہباء قال رأیت علیا بالشط[1] الکلا یسئل عن الاسعار (دیاھو النضرۃ) ابو الصہبا سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر کو نہر کلا کے کنارے اجناس کے نرخ پوچھتے ہوئے دیکھا تھا۔

عن عامر الشعبی قال وفدت سودۃ بنت عمارۃ بن الاشتر الہمدانیۃ علی معاویۃ بن ابی سفیان فاستاذنت علیہ فاذن لہا فلما دخلت قال لہا کیف انت یا ابنۃ الاشتر فقالت بخیر فقال لہا انت القائلۃ یوم صفین لاخیک ؎ شمر کفعل ابیک یا ابن عمارۃ + یوم الطعان وملتقی الاقران وانصر علیا والحسین ورھطہ واقصد لہند وابنہا بہوان + ان الامام اخا النبی محمد + علم الہدی ومنارۃ الایمان قالت یا امیر مات الراس وبتر الذنب فدع عنک تذکار ما قد نسی قال ھیہات لیس مثل مقام اخیک نسی فقالت صدقت واللہ یا امیر ولکن اسالک باللہ اعفانی عما استعفیتہ قال قد فعلت فقال ما حاجتک قالت یا امیر انک صرت للناس سیدا ولامورھم مقلدا واللہ سائلک عما افترض علیک من حقنا ولا یزال تقدم علینا من ینہض بعزک ویبسط بسلطانک فیحصدنا حصاد السنبل ویدوسنا دیاس البقر ھذا ابن ارطاۃ قدم بلادی وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعۃ لکان فینا عز ومنعۃ فاما عزلتہ فشکرناک واما لا فعرفناک فقال معاویۃ ایای تہددین بقومک واللہ لقد ھممت ان اردک الیہ فینفذ حکمہ فیک فسکتت ثم قالت ؎ صلی الالہ علی روح تضمنہ + قبر فاصبح فیہ العدل مدفونا + فقال من ذلک قالت علی بن ابی طالب قال ما اری علیک منہ اثرا قالت بلی اتیتہ یوما فی رجل ولاہ صدقاتنا فوجدتہ قائما یصلی فانفتل من الصلوۃ ثم قال برافۃ وتلطف الک حاجۃ فاخبرتہ خبر الرجل فبکی ثم رفع راسہ الی السماء فقال اللہم انت تعلم انی لم امرھم بظلم خلقک وترک حقک ثم اخرج من جیبہ قطعۃ من جراب فکتب فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قد جاءتکم بینۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین اذا اتاک کتابی

[1] موضعے ست در بصرہ کہ کشتی گاہ است ۱۲

هذا افاحفظ بما في يديك يحق يأتي من يقبضه منك والسلام فنزله فقال معاوية اكتبوا لها بالانصاف لها والعدل عليها فقالت الي خاصة ام لقومي عامة قال اما انت وغيرك قالت هي والله اذا الفحشاء واللؤم ان كان عدلا شاملا والا يسعني ما يسع قومي قال هيهات لمظكم ابن ابي طالب الجرأة على السلطان رفقاله الامام (ابو عمر احمد بن عبد ربه الاندلسي في كتاب العقد الفريد) عامر الشعبی ناقل ہیں کہ سودہ بنت عمارہ بن الاشتر الہمدانیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معاویہ بن سفیان کے دربار میں حاضر ہوئے اور اذن مانگا معاویہ نے اپنے سامنے بلا لیا جب وہ سامنے گئے معاویہ نے اس سے کہا اے اشتر کی بیٹی تیرا کیا حال ہے سودہ نے کہا اچھا حال ہے معاویہ نے کہا تو نے ہی صفین کے روز اپنے بھائی کے واسطے یہ اشعار کہے تھے کہ اے ابن عمارہ نیزہ مارنے اور بہادروں کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی مانند دامن اٹھا لے اور علی اور حسین اور ان کے گروہ کی مدد کر اور ہندہ اور اس کے بیٹے کو خوار کر کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہی امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے سودہ نے جواب دیا اے امیر سر کٹ گیا دم اکھڑ گئی جو بات بھول گئی ہو اس کا ذکر چھوڑ معاویہ کہنے لگا افسوس ہے تیرے بھائی کا وہ مرتبہ نہیں تھا کہ اس ذکر بھول جائے سودہ نے کہا آپ نے سچ کہا ہے لیکن جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے خدا کے لئے آپ معاف فرما دیں معاویہ نے کہا میں نے معاف کیا تو اپنی حاجت بیان کر سودہ نے کہا اے امیر اب آپ لوگوں کے سردار ہو گئے ہیں اور ان کے تمام امور آپ کے گلے پڑے ہیں۔ خدا نے جو امر کہ تم پر ہمارے حقوق سے فرض کیا ہے ضرور اس کی نسبت تم سے پوچھنے والا ہے ہمیشہ ہم پر آپ اپنا عامل بھیجتے ہیں جو آپ کی عزت کی وجہ سے ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہم کو کھیتی کی طرح سے کاٹتا ہے اور گائے کی طرح سے دوہتا ہے۔ بسرا ابن ارطاۃ ہمارے شہر پر حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے جس نے ہمارے مردوں کو مار ڈالا ہے اور ہمارا مال چھین لیا ہے اگر اطاعت ہمیں مانع نہ آتی تو ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کر سکتے تھے اگر تو نے اس کو معزول کر دیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کریں گے ورنہ ہم جان جائیں گے۔ معاویہ کہنے لگا کیا تو مجھے اپنی قوم سے ڈراتی ہے واللہ میں چاہوں تو تجھے اسی کے پاس بھیج دوں تاکہ وہ اپنا حکم تم پر جاری کرے سودہ نے خاموش ہو کر یہ شعر پڑھے سے خدا کی رحمت ہو اس روح پر کہ اس کو قبر نے بغلگیر کر لیا ہے کہ وہ عدل کرتا ہوا اس میں دفن ہوا ہے۔ معاویہ کہنے لگا یہ کون شخص ہے سودہ نے کہا علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا میں تو اس کی مہربانی کا کوئی اثر تجھ پر نہیں پاتا سودہ بولی۔ ایک روز میں ان کی خدمت میں ایک شخص کی نسبت شکایت لیکر گئی جس کو کہ انہوں نے ہم سے زکوٰۃ حاصل کرنے کے لئے ہم پر عامل مقرر کیا ہوا تھا میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا نماز سے منہ پھیر کر نہایت مہربانی اور نرمی سے مجھے ارشاد کیا تجھے کوئی ضرورت ہے میں نے اس شخص کا پورا حال

عرض کیا آپ سنکر رونے لگے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگے اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے عاملوں کو تیری خلقت پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا ہے اور تیرا حق چھوڑ دینے کو نہیں کہا ہے پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکال کر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم بیشک تمہارے رب سے تمہارے پاس کھلا نشان آیا ہے پس تم پیمانے اور ترازو کو پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں مت گھٹاؤ اور زمین میں اس کے سنوارنے کے بعد خرابی مت ڈالو اگر تم مومن ہو الخ جب میرا خط تجھ کو ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہو اسے خوب نگاہ رکھ جب تک کہ اس کا لینے والا تیرے پاس پہنچ جائے والسلام پھر جناب امیرؑ نے اس کو معزول کر دیا معاویہ اپنے کاتب سے کہنے لگا تم بھی اس صورت کے لئے عدل اور انصاف کرنے کی نسبت لکھ بھیجو عمدہ کہنے لگے خاص میرے لئے یا کہ میری تمام قوم کے لئے معاویہ نے کہا تجھے دوسروں سے کیا سروکار ہے عمارہ کہنے لگے یہ امر تو نہایت ملامت ناک ہے اگر عدل شامل ہے تو بہتر ورنہ جو میری قوم کا حال ہوگا وہی میرا ہوگا معاویہ کہنے لگا علی بن ابی طالب نے تم لوگوں کو بادشاہوں کے سامنے گستاخی کرنے کی جرأت دلوا دی ہے

جناب امیر علیہ السلام کی رعایت قیدیوں کے ساتھ

وکان لقبور علی مفاتیح یحل عنها فی مواقیت الصلوٰۃ وکان ینفق علیهم من بیت المال ویقول علینا الوثاق وعلیهم الاباق (نقله نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن الحسین البیاذنی المزیدی فی مناقب الاصحاب) جناب امیرؑ کے جیل کی کنجیاں تھیں جن سے نماز کی وقت وہ قید خانے کھولے جاتے تھے اور جناب امیر بیت المال سے انکی خوراک عطا فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے اور ان کا کام بھاگنا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا تورع

عن عبد اللہ بن زریر قال دخلت علی علی بن ابی طالب یوم الاضحی فقرب الینا حریرۃ فقلت اصلحك اللہ یا امیر المومنین لو قربت الینا من هذا البط یعنی الاوز فان اللہ قد اکثر الخیر فقال یا ابن زریر سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یحل للخلیفۃ من مال اللہ الا قصعتان قصعۃ یا کلها هو واهله وقصعۃ یضعها بین ایدی الناس اخرجه احمد عبد اللہ بن زریر سے روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عید اضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ نے حلیم میرے سامنے کیا میں نے کہا اے امیر المومنین خدا آپ کو نیکی دے اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لئے ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا اللہ تعالیٰ نے مال و متاع کو وافر کیا ہے فرمایا اے ابن زرین میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اس کے اور اس کے گھر کے لوگوں کے لئے اور ایک اس کے مہمانوں کے لئے۔

عن ابی مطرف قال رأیت علیا مؤتزرا بازار مرتدیا برداء ومعه الدرۃ کانه اعرابی بدوی حتی بلغ سوق الکرابیس فقال یا شیخ احسن بیعی فی قمیص بثلاثۃ دراهم فلما عرفه لم یشتر منه فاتاه

اخر فلما عرفه لم يشتر منه شيئا فاتا غلاما حدثا فاشترى منه قميصا بثلاثة دراهم ثم جاء ابو الغلام فاخبره فاخذ ابوه درهما ثم جاء به فقال هذا الدرهم يا امير المؤمنين قال ما شان هذا الدرهم قال كان القميص ثمن درهمين قال باعني رضاى واخذت رضاه (اخرجه احمد)

ابی مطرف سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ تہ بند باندھے ہوئے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اور درہ ہاتھ میں لئے بازار میں پھر رہے ہیں بالکل مثل ایک دیہاتی آدمی کے معلوم ہوتے تھے کا ڑے بیچنے والوں کے بازار میں تشریف لائے اور ایک دکاندار سے کہا تین درم کا کرتہ ہمیں دیدے اس نے جناب امیر امیر کو پہچان لیا آپ دوسرے دکاندار کے پاس چلے گئے جب اس نے بھی شناخت کیا تو آپ وہاں سے بھی چل دیئے اور اس سے کوئی شئے مول نہ لی پھر ایک بہت چھوٹی عمر والے لونڈے کی دکان پر گئے اس سے تین درہم کا کرتہ مول لیا بعد ازاں اس کا والد آنکلا اس لڑکے نے اس سے ماجرا بیان کیا وہ ایک درہم لیکر جناب امیرؑ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یہ ایک درہم ہے آپ نے فرمایا یہ کیسا درہم ہے اس نے عرض کیا کہ قمیص دو ہی درہم کا تھا آپ نے فرمایا اس لڑکے نے ہماری رضا حاصل کرلی ہے اور ہم نے اس کی رضا حاصل کی ہے آپ نے درہم اس سے واپس نہ لیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا رعایت حقوق الناس

(۱) عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خازنا لعلی بن ابی طالب علی بیت المال قال فدخل علی یوما وقد زینت ابنته فرای علیها لؤلؤة کان عرفها لبیت المال فقال من این لها هذه لاقطعن ایدیها فلما رای ابو رافع جده فی ذلک فقال انا واللہ یا امیر المؤمنین زینتها بها فقال علی لقد تزوجت بفاطمة ومالی فراش الا جلد کبش ننام علیه باللیل و نعلف علیه بالنهار ناضحا مالی خادم غیرها (کامل ابن اثیر) ابو رافع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جناب امیر علیہ السلام کے بیت المال کا خازن تھا بیان کرتا ہے کہ ایک دن جناب امیر گھر میں تشریف لے گئے میں نے آپ کے صاحبزادے کے کان میں موتی ڈالدیئے تھے جناب امیر علیہ السلام نے ان موتیوں کو بیت المال میں دیکھا تھا جب جناب امیرؑ نے اپنے صاحبزادے کے کان میں وہ موتی دیکھے فرمایا اس نے یہ کہاں سے پائے ہیں ہم ضرور اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں گے جب ابو رافع نے جناب امیر کی اس بارے میں کدو کاوش دیکھی عرض کیا یا امیر المؤمنین واللہ میں نے ان کو یہ موتی پہنائے تھے آپ نے فرمایا جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ علیہا السلام سے ہوا تو ہمارا بستر ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا رات کو ہم اس پر سوتے تھے دن کو ہمارا اونٹ اس پر دانہ چرتا تھا ہمارا کوئی خادم ان کے سوا یعنے جناب سیدہ

علیہما السلام کے سوا نہیں تھا۔

عن یحیی بن سلمة استعمل علی عمرو بن سلمة علی اصبہان فقدم ومعہ زقاق سمن وعسل فارسلت
ام کلثوم بنت علی الی عمرو فطلب منہ سمنا وعسلا فارسل الیہا ظرف عسل وظرف سمن فلما کان الغد
خرج علی واحضر المال والعسل والسمن لیقسم فعد الزقاق فنقصت زقین فسالہ عنہما
فقیل لہ بعثت ام کلثوم فاخذت منہ فبعث الی مقومین فامرہم بتقویم ما نقص منہما فقوموا
خمسة دراہم فبعث الی ام کلثوم فقال ابعثی لی خمسة دراہم ثم قسم بین المسلمین (ریاض النضرہ
وکامل ابن اثیر) یحیی بن سلمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان پر عامل
کر کے بھیجا جب وہ وہاں سے آئے تو اپنے ساتھ گھی اور شہد کی مشکیں بھر کر لائے جناب امیر علیہ السلام کی
صاحبزادی ام کلثوم نے عمر بن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا عمر نے ایک برتن گھی کا اور ایک
شہد کا ان کی خدمت میں بھیج دیا دوسرے دن جب جناب امیر گھر سے باہر تشریف لائے اور تقسیم کے لئے
مال اور گھی اور شہد پیش کیا گیا حضرت نے مشکیں شمار کیں دو مشکیں ٹوٹی ہوئی پائیں عمرو سے ان کے
بارے میں پوچھا عرض کیا گیا کہ جناب ام کلثوم نے گھی اور شہد مانگا تھا میں نے ان کو بھیج دیا۔
جناب امیر علیہ السلام نے وہ مشکیں جانچ کرنے والوں کے پاس بھیج دیں اور ان کے نقصان کی جانچ کرنے کا
حکم دیا انہوں نے عرض کیا ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے پس جناب ام کلثوم کے پاس ایک آدمی
کو بھیج کر حکم دیا کہ پانچ درہم ہمارے پاس بھیج دو پھر مسلمانوں میں مال اور مشکیں تقسیم کیں۔

قیل انہ حمل الیہ زقاق عسل جاءت من الیمن فنزل بالحسن ضیف فاستسلف الحسن درہما فاشتری
بہ خبزا واحتاج الی الادام فطلب من القنبر ان یفتح لہ زقا من تلک الزقاق ففتحہ واخذ
منہ رطلا فلما قعد امیر المومنین لیقسم الزقاق قال قنبر قد حدث فی ہذا الزقاق حدثا
فقال صدق فوک یا امیر المؤمنین فاخبرہ الخبر فغضب فقال علی بہ فلما احضرہ الحسن ہم بضربہ
فاقسم علیہ بعمہ جعفر وکان اذا سئل بحق جعفر یسکن فقال ما حملک علی ما فعلت
واخذت منہ قبل القسمة قال ان لنا فیہ حقا فاذا اعطینا رددناہ قال وان کان لک فیہ حق
ولکن لیس لک ان تنتفع بحقک قبل الناس بحقوقہم ثم دفع الی قنبر درہما وقال اشتر بہ من اجود عسل
تقدر علیہ قال الراوی فکانی انظر الی ید علی علی فم الزقاق وقنبر یقلب العسل فیہ وہو یبکی
ویقول اللہم اغفر للحسن فانہ لا یعلم (مطالب السئول) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس
یمن سے شہد کی بھری ہوئی مشکیں آئیں ناگاہ جناب حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان وارد ہوئے جناب

حسن نے ایک درہم دیکر بازار سے روٹیاں مول منگائیں اور سالن کی ضرورت پیش آئی قنبر سے کہا کہ ایک مشک کھولکر شہد دیدو انہوں نے مشک کو کھولا اور اس میں سے ایک رطل شہد لیکر بھیج دیا جب امیر علیہ السلام مشکوں کی تقسیم کرنے کے لئے بیٹھے قنبر سے کہا ان مشکوں میں کوئی فتور معلوم ہوتا ہے قنبر نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ بیچ فرماتے ہیں جناب حسن کا شہد لینا ان کے سامنے بیان کیا جناب امیر نے غصہ ہوکر فرمایا حسن کو میرے پاس بلا لا جب جناب حسن حاضر ہوئے تو جناب امیر نے ان کے مارنے کا قصد کیا جناب حسن نے اپنے چچا جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قسم دی جب جناب امیرؑ کو ان کی قسم دی جاتی تھی حضرت کا غصہ فرو ہوجاتا تھا پس آپ نے جناب حسن سے فرمایا تم کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا جناب حسن نے کہا ہمارا اس میں حق ہے ہم نے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا ہم اسی قدر اس میں سے واپس کردینگے جناب امیر نے کہا اگر تمہارا اس میں حق ہے لیکن یہ حق تو تمہارا نہیں ہے کہ تم اور لوگوں سے پہلے اس حق سے نفع اٹھاؤ پھر قنبر کو ایک درہم دیا اور فرمایا کہ خالص شہد اسی مقدار مول لاؤ۔ راوی کہتا ہے اب تک وہ بات میری نگاہوں میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مشک کا منہ کھولا ہوا ہے اور قنبر اس میں شہد ڈال رہا ہے اور جناب امیر دعا کررہے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار خدایا حسن کو بخش دے کہ وہ نہیں جانتا ہے۔

قیل ان عقیلا سأل علیا فقال انی محتاج فاعطنی قال اصبر حتی یخرج عطاءک مع المسلمین فاعطیک معھم فالح علیہ فقال لرجل خذ بیدہ وانطلق بہ الی حوانیت اھل السوق فقل لہ دق ھذہ الاقفال وخذ ما فی ھذہ الحوانیت قال ترید ان تتخذنی سارقا قال وانت ترید ان یتخذنی سارقا ان اٰخذ اموال المسلمین فاعطیکھا دونھم قال اٰتی ھب الی معاویۃ قال انت وذاک (اخرجہ ابن حجر فی الصواعق) روایت ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا آپ مجھے کچھ عطا فرمادیں میں بہت محتاج ہوں جناب امیر نے ارشاد کیا آپ چندے صبر کریں میں مسلمانوں کے حصوں کے ساتھ تمہارا حصہ بھی نکال دوں گا جناب عقیل الحاح کرنے لگے حضرت امیرؑ نے ایک آدمی سے فرمایا ان کا ہاتھ پکڑکر ان کو بازار میں لے جا اور کہدے کہ بازار کی دوکانوں کے قفل توڑکر جو کچھ کہ ان میں ہو لے لیں جناب عقیل نے عرض کیا کیا آپ مجھ سے چوری کرانا چاہتے ہیں جناب امیر نے فرمایا کیا تم ہی مجھ سے چوری کرانا چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال تم کو دیدوں وہ کہنے لگے میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں گا آپ نے فرمایا یہ تمہارا اختیار ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا عدل

وعن ابی سعید الخدری ومعاذ بن جبل قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی لک سبع خصال لا یحاجک فیھن احد یوم القیامۃ انت اول المؤمنین ایمانا واوفاھم بعھد اللہ واقومھم بامر اللہ وارأفھم بالرعیۃ واقسمھم بالسویۃ واعلمھم بالقضیۃ واعظمھم یوم القیامۃ عند اللہ مزیۃ (اخرجہ الخوارزمی) ابوسعید خدری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تمہاری ایسی سات خصلتیں ہیں کہ قیامت کے دن ان میں کوئی تم سے جھگڑا نہیں کر سکتا تم سب مومنین سے از روئے ایمان اول ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ خدا کے حکم کے قائم کرنے والے اور سب سے زیادہ رعیت پر مہربان اور سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والے اور سب سے زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبے والے ہو۔

سال معاویۃ خالد بن یعمر فقال علیٰ احببت علیا فقال علی ثلاث خصال علی حلمہ اذا غضب وعلی صدقہ اذا قال وعلی عدلہ اذا حکم (المناقب لمحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) خالد بن یعمر سے امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتے تھے خالد نے کہا ان کی تین خصلتوں حلم کی وجہ سے جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور ان کے سچ بولنے کی وجہ سے جب کہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور انکے عدل کی وجہ سے جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال قدم علی علی مال من اصبھان فقسمہ علی سبعۃ اسھم فوجد فیہ رغیفا فقسمہ علی سبعۃ کسر فجعل علی کل جزء کسرۃ ثم اقرع بینھم لینظر ایھم یعطی اولا (اخرجہ احمد) و(الحلیۃ) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس اصفہان سے مال آیا حضرت نے اس کے سات حصے کئے اس میں ایک روٹی بھی تھی اس کے بھی سات ٹکڑے کئے اور سات امیروں کو بلایا پھر قرعہ ڈالا تاکہ کس کو پہلے دیا جائے۔

قال الشعبی وجد علی درعا عند النصرانی فاقبل بہ الی شریح وجلس الی جانبہ وقال لو کان خصمی مسلما لساویتہ وقال ھذہ ادرعی فقال النصرانی ما ھی الا درعی ولم یکذب امیر المؤمنین فقال شریح الک بینۃ قال لا وھو یضحک فاخذ النصرانی الدرع ومشی یسیرا ثم عاد وقال اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان ھذہ الاحکام الانبیاء امیر المؤمنین قدمنی الی قاضیہ وقاضیہ یقضی علیہ ثم اسلم واعترف ان الدرع سقطت من علی عند مسیرہ فی صفین ففرح علی باسلامہ ووھب لہ الدرع وفرسا وشھد معہ فقاتل الخوارج (طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول) شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی زرہ ایک نصرانی کے پاس دیکھی اس کو قاضی شریح کے

پاس لائے اور فرش کے حاشیہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا اور فرمایا یہ ہماری زرہ ہے نصرانی کہنے لگا نہیں یہ زرہ تو میری ہے۔ باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ قاضی شریح نے ہنس کر کہا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جناب امیر نے فرمایا نہیں پھر نصرانی زرہ کو لیکر تھوڑی دور گیا اور لوٹ آیا۔ اور کہنے لگا گواہی دیتا ہوں میں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام ہیں کہ امیر المومنین مجھے قاضی کے سامنے لائیں اور قاضی ان پر اپنی قضا کا حکم جاری کرے میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ زرہ جناب امیر ہی سے صفین کے جنگ میں گر پڑی تھی جناب امیر علیہ السلام اس کے مسلمان ہو جانے سے نہایت خوش ہوئے اور وہ زرہ اسی کو بخشدی اور ایک گھوڑا عطا فرمایا وہ نصرانی جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے جنگ تک حاضر رہا۔

عن کریمہ بنت ہمام الطائیة قالت کان علی یقسم الورس[1] فینا بالکوفة قال فضالة حملناہ علی العدل منہ (اخرجہ احمد فی المناقب) کریمہ بنت ہمام الطائی قائل ہے کہ جناب امیر کلکوفہ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ فضالہ کہتا ہے کہ ہمیشہ اسے برابری لیتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے حیا

عن علی قال کنت رجلا مذاءً فکنت استحیی ان اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکان ابنتہ منی فامرت مقداد بن الاسود ان یسالہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یغسل ذکرہ ویتوضأ (اخرجہ الشیخین) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے مذی کثرت سے جاتی تھی اور حیا مانع تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھوں یعنی مقداد بن اسود سے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں حضرت نے فرمایا اپنے پیشاب کی جگہ کو دھو کر وضو کر لیا کریں۔

جناب امیر علیہ السلام کی غیرت قومی

عن علی قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک تتوق فی قریش وتدعنا قال وعندکم شیئًا قلت نعم بنت حمزةؓ فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہا لا تحل لی انہا ابنة اخی من الرضاعة (اخرجہ المسلم) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو چھوڑ کر قریش میں کیوں شادی کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ نے فرمایا کیا تمہارے

[1] الورس الصبح الورس بنت جعفر یعون یا لیمن یتخذ منہا الغمرة الرجہ۔

پاس کوئی شے ہے میں نے کہا ہاں حمزہ کی بیٹی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں کیونکہ حمزہ میرے دودھ شریک تھے اور وہ رضاعت کی وجہ سے میری بھتیجی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فراست

عن علی قال یا اھل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ نفر خیارکم مثلھم کمثل اصحاب الاخدود منھم حجر بن العدی واصحابہ فقتلھم معاویۃ فی دمشق الشام کلھم من الکوفۃ (کنز العمال)

جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت برگزیدہ ہیں قتل کئے جائیں گے ان کی مثل بعینہ گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے ان میں سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ پس امیر معاویہ نے ان کو دمشق الشام میں قتل کیا وہ سب کوفہ میں سے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کا حافظہ

عن مکحول عن علی قال فی قولہ تعالیٰ وتعیھا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی ففعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی) مکحول جناب امیر علیہ السلام سے اس آیت کے شان نزول میں کہ یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے والے کان) کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو خدا ایسا کر دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا۔ جناب علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر کہ میں نے اس کا دھیان رکھا اور اس کو یاد کر لیا اور بھولا نہیں۔

عن ابن عباس لما نزلت ھذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سألت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی قال علی فما نسیت شیئا بعد ذلک (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن المغازلی فی المناقب) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ (دھیان رکھیں گے اس کو دھیان رکھنے والے کان) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تیرے کان بنائیں علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے پھر کبھی کوئی چیز نہیں بھولی۔

وعن بریدۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک وتعی وحق علی اللہ ان تعی قال فنزلت وتعیھا اذن واعیۃ (اخرجہ المغازلی فی المناقب

ابو نعیم فی الحلیہ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی اسباب النزول والدیلمی فی فردوس الاخبار)
بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت
علی رض سے ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھے سکھاؤں تاکہ تو دھیان میں
رکھے اور خدا پر حق ہے کہ تجھ سے دھیان میں رکھائے بریدہ کہتے ہیں کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ
دھیان میں رکھیں گے اس کو دھیان رکھنے والے کان۔

جناب امیر علیہ السلام کی سرعت فہم

عن سعید بن المسیب ان رجلا ادنی بہ الی عمر بن الخطاب کان صار منہ انہ قال لجماعۃ
من الناس وقد سالوہ کیف اصبحت قال اصبحت احب الفتنۃ واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاری
وامن بما لم ارہ واقر بما لم یخلق فارسل عمر الی علی فلما جاءہ واخبرہ بمقالۃ الرجل فقال
صدق یحب الفتنۃ قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ ویکرہ الحق یعنی الموت قال تعالیٰ
وجاءت سکرۃ الموت بالحق ویصدق الیہود والنصاری قال تعالیٰ وقالت الیہود لیست النصاری
علی شئ وقالت النصاری لیست الیہود علی شئ ویؤمن بما لم یرہ یؤمن باللہ عزوجل ویقر
بما لم یخلق یعنی الساعۃ فقال عمر اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو الحسن (نور الابصار)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس سے یہ بات صادر
ہوئی تھی کہ ایک گروہ نے اس سے پوچھا تھا تو نے آج کس طرح سے صبح کی ہے یعنی آج تیرا کیا حال
ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس طرح سے صبح کی ہے کہ فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق سے کراہت
کرتا ہوں اور یہود و نصاری کی تصدیق کرتا ہوں اور جس کو نہیں دیکھا اس پر ایمان لاتا ہوں اور
جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں پس حضرت عمر رض نے حضرت علی ع کو بلوایا جب
آپ تشریف لائے اور اس شخص کے قول کو بیان کیا آپ نے فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے دوست
رکھتا ہے فتنہ کو چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سوا اس کے نہیں ہے کہ مال تمہارا اور اولاد
تمہاری فتنہ ہیں اور حق سے کراہت رکھتا ہے یعنی موت سے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ
آئی بیہوشی موت کی ساتھ حق کے اور یہود و نصاری کی تصدیق کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہتے ہیں یہود کہ نہیں ہیں نصاری کسی شے پر اور کہتے ہیں نصاری نہیں ہیں یہود
کسی شے پر اور جس چیز کو نہیں دیکھا ایمان لایا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل وعلا پر ایمان

لابد ہے اور جو چیز کہ نہیں پیدا ہوئی اس کا اقرار کرتا ہے جس سے مراد قیامت ہے حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہا
کہ میں ایسی مشکل سے کہ جس کے رفع کرنے کے لئے ابو الحسن نہ ہوں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ۔

جناب امیر علیہ السلام کی صداقت

(١) عن عباد بن عبد اللہ قال علی انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا الصدیق الاکبر
لا یقولہا بعدی غیری الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم)
عباد بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں اس کو میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر کاذب میں نے
سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے ۔
عن سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت الصدیق
الاکبر (اخرجہ الدیلمی والطبرانی) سلمان فارسی اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم صدیق اکبر ہو ۔

جناب امیر علیہ السلام کی امامت

عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ (اخرجہ السید علی الہمدانی فی مودۃ القربیٰ)
جناب فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہ میں ولی ہوں
پس اس کا علی ولی ہے اور جس کا کہ میں امام ہوں پس اس کا علی امام ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کی خلافت

عن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصحر فتنفس الصعداء فقال
رسول اللہ مالک تتنفس قال یا بن مسعود نعیت الی نفسی قلت استخلف یا رسول اللہ فقال من قلت ابابکر
فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تتنفس یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی فقلت استخلف یا رسول
اللہ فقال من قلت عمر بن الخطاب فسکت ثم تنفس فقلت مالی اراک تتنفس یا رسول اللہ قال نعیت
الی نفسی فقلت استخلف فقال من قلت علیا قال ذالک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ ادخلکم الجنۃ

اجمعین اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والخوارزمی فی المناقب والطبرانی فی الکبیر وفی مسند عبد اللہ بن مسعود) عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو جناب رسول اللہ صلعم نے ایک بڑی گہری سانس بھری میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں ایسی گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود مجھ کو میرے انتقال کر جانے پر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا کس کو بنا جاؤں میں نے عرض کیا ابوبکر کو آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے ایک سانس بھری میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن مسعود مجھ کو میرے انتقال کی خبر مطلع کیا گیا ہے میں نے عرض کیا آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے عرض کیا عمر کو آپ خاموش ہو گئے پھر ایک ساعت کے بعد ایک بڑی گہری سانس بھری میں نے عرض کیا آپ کیوں گہری سانس بھرتے ہیں آپ نے فرمایا مجھ کو اپنے انتقال کی خبر لگی ہے میں نے عرض کیا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے عرض کیا علی بن ابیطالب کو آپ نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تم ان سے بیعت کرو تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کریں گے

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء واختارنی واختار لی وصیا واخترت ابن عمی وصیی یشد عضدی کما یشد عضد موسی باخیہ هارون وهو خلیفتی ووزیری ولو کان بعدی نبیا لکان علی نبیا (اخرجہ الحمدانی فی مودۃ القربی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تمام انبیاء سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھ کو وصی بنانے کا اختیار دیا ہے پس میں نے اپنے ابن عم کو انتخاب کیا اور انکی وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے جس طرح موسی کے بازو کو انکے بھائی ہارون سے قوی کیا پس وہ میرا خلیفہ اور وزیر ہے اور اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو علی نبی ہوتے

عن عبد الرزاق باسنادہ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولوا علیا فتجدوہ هادیا مهدیا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) عبد الرزاق اپنے اسناد کے ساتھ اس حدیث کو حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ اگر تم علی کو حاکم بناؤ تو تم انکو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔

جناب امیر علیہ السلام کی طہارت

عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انها نزلت فی خمسۃ فی علی وفاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ احمد والطبرانی والعبری وهذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضهم (نزل الابرار) ابو سعید خدری سے روایت ہے اس آیت کے شان نزول کے متعلق کہ انہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی ہمارے حق میں اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے حق میں یہ حدیث اکثر علماء کی رائے پر حسن ہے اور بعض نے اسکو صحیح مانا ہے۔

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اهل البیت قد اذهب اللہ عنا

الفواحش ما ظہر منہا وما بطن جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے تھے کہ بتحقیق ہم اہل بیت سے پروردگار نے ظاہری اور باطنی برائیوں کو دور کر دیا ہے من خطب الحسن فی ایامہ انہ قال نحن حزب المفلحون وعترۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الاقربون واھل بیتہ الطاہرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذہب مسعودی) جناب حسن علیہ السلام نے اپنے ایام خلافت میں خطبہ فرمایا کہ ہم رستگاروں کا گروہ ہیں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریبی عترت ہیں اور انکے اہل بیت طیب اور طاہر ہیں اور ایک ان دو بھاری چیزوں میں سے ہیں جن کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب دوسرے درجہ پر ہیں ۔

جناب امیر علیہ السلام کی عصمت

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا اما واحدۃ فہو تکائی بین یدی اللہ عز وجل حتی یفرغ من الحساب فاما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ آدم ومن ولدہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی فاما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل فاما الخامسۃ فلست اخشی علیہ ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافر بعد ایمان (اخرجہ احمد فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی کو پانچ ایسے امور عطا ہوئے ہیں کہ میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں اوّل یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہیگا جب تک کہ حساب سے فارغ ہو دوسرے یہ ہے کہ لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم اور اولاد آدم اس کے نیچے ہوں گے تیسرے یہ کہ وہ میرے حوض کے نیچے کھڑا ہوگا جس کو میری امت سے پہچانے گا اسکو پلائیگا چوتھے یہ ہے کہ وہ میرے ستر کو ڈھانپے گا اور مجھ کو میرے خدا کی طرف سپرد کرے گا۔ اور پانچواں یہ کہ مجھے مطلق خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کرے۔ یا بعد ایمان کے کفر کی جانب عود کرے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عبادت

عبادت منحصر ہے کثرت صلوٰۃ اور صوم اور صدقات اور ادائے حج میں جس کا مفصل مشرح بیان کیا جاتا ہے

جناب امیر علیہ السلام کی نماز

روی عن علی انہ کان کلما دخل وقت الصلوٰۃ تغیر لونہ فقیل لہ فی ذلک قال جاء وقت الامانۃ التی عرضہا اللہ علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا فقد حملتہا مع ضعفی ولا ادری کیف اؤدیہا (نقلہ شیخ الاسلام تاج الاسلام سلیمان بن داؤد السقیفی) جناب امیرؑ سے روایت ہے جب نماز کا وقت ہوتا آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا ایک دفعہ اس کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ پہنچا ہے کہ امانت کو خدا نے آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کیا اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اسے اٹھا لیا۔

عن علی قال ما اعرف احدا من ہذہ الامۃ عبد اللہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیری عبدت اللہ تعالیٰ قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامۃ تسع سنین (اخرجہ النسائی فی الخصائص کنوز الحافظ الثقفی) جناب علیؑ فرماتے تھے کہ میں اپنے سوا اس امت کے کسی آدمی کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز پڑھی ہو میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے قبل اس کے کہ کوئی اس کی عبادت کرتا۔

(۲) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد والنسائی وحافظ ابوزیاد عثمان ابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم والحاکم وابو نعیم والعقیلی) عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب علیؑ فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

قیل قد یبسط لہ نطع بین الصفین لیلۃ الہریر فیصلی علیہ والسہام تقع بین یدیہ وتمر علی صماخیہ یمینا وشمالا فلا یرتاع لذلک ولا یقوم حتی یفرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغۃ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں درمیان دونوں صفوں کے آپ کے لئے نطع بچھائی گئی تھی آپ اس پر نماز پڑھنے لگے اور تیر ان کے سامنے سے آتے تھے اور ان کے کانوں کے پاس ہو کر داہنے بائیں نکل جاتے تھے اور جناب امیرؑ ان سے خوف نہیں فرماتے تھے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہیں ہو گئے۔ اور نہ اپنے مقام سے اٹھے جناب امیرؑ کے کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وکانت جبہتہ کثفنۃ[1] البعیر لطول سجودہ یعنے جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل اونٹ کے ثفنہ

---

[1] بفتح ثاء وکسر فاء ثفنہ زانوئے شتر کہ وقت نشستن بر زمین رسد وچون میان سینہ وہیچ زانو مانند آن ثفنات جمع وذو الثفنات لقب امام زین العابدین (منتخب)

کی ہو گئی تھی نماز کے وقت آپکو اس قدر استغراق ہو جاتا تھا کہ مطلق ما سوائے کا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ آپ اپنے جسد عنصری سے بھی بیخبری ہو جاتی تھی چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الاحرار میں نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہیں

ع شیر خدا شاہ ولایت علی
صیقل شرک خفی و جلی
روز احد چون صف ہیجا گرفت
تیر مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچہ پیکان بگل او نہفت
صد گل محنت ز گل او شگفت
روئے عبادت سوئے محراب کرد
پشت بدرد سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو بگداختند
چاک بہ تن چون گلش انداختند
غرقہ بخون غنچہ زنگار گون
آمد ازان گلبن احسان برون
گل گل خونش بمصلا چکید
گشت چو فارغ ز نماز آن بدید
کاین ہمہ گل چیست تہ پائے من
ساختہ گلزار مصلائے من
صورت حالش چو نمودند باز
گفت کہ سوگند بدانائے راز
کز الم تیغ ندارم خبر
گرچہ ز من نیست خبردار تر

جناب امیر علیہ السلام کی کثرت صوم

عن ابن عباس قال ان الحسن والحسین مرضا فعادھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس معہ فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدیک فنذر علی وفاطمۃ وفضہ جاریۃ لھما ان برأ مما بھما ان یصوموا ثلٰثۃ ایام فشفیا وما معھم شیء فاستقرض علی من شمعون الیھودی ثلٰثۃ اصوع من شعیر فطحنت فاطمۃ صاعاً واختبزت خمسۃ اقراص علی عددھم فوضعنا بین ایدیھم لیفطروا فوقف علیھم السائل فقال السلام علیکم اھل بیت محمد مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی اطعمکم اللہ من موائد الجنۃ فاثروہ وباتوا لم یذوقوا الا الماء واصبحوا صیاما فلما امسوا ووضعوا الطعام بین ایدیھم وقف علیھم یتیم فاثروہ ووقف علیھم الاسیر فی الثالثۃ ففعلوا مثل ذلک فلما اصبحوا اخذ علی بید الحسن والحسین واقبلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ابصرھم وھم یرتعشون کالفراخ من شدۃ الجوع قال ما اشد ما یسوءنی ما اری بکم وقام فانطلق معھم فرای فاطمۃ فی محرابھا قد التصق ظھرھا ببطنھا وغارت عیناھا فساءہ ذلک فنزل جبرائیل وقال خذھا یا محمد ھناک اللہ فی اھل بیتک فقرأ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا (الکشاف) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام حسنؑ و حسینؑ بیمار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ انکی عیادت کو تشریف لائے لوگوں نے کہا یا ابا الحسن اگر آپ اپنے ان دونوں صاحبزادوں کے لئے کچھ نذر مانئے تو بہتر ہو پس جناب علیؑ نے اور جناب سیدہؓ نے اور فضہ ان کی لونڈی نے نذر مانی کہ جب اس بیماری سے انکو صحت ہو جائیگی

تو ہم تین دن کے روزے رکھیں گے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو شفا عطا فرمائی ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی جناب علیؑ نے شمعون یہودی سے تین پیمانے جو قرض لئے جناب سیدہؑ نے ان کو پیسا اور پانچ روٹیاں ان کی تعداد کے موافق پکائیں اور افطار کے لئے ان کے آگے رکھیں اتنے میں ایک سائل آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیکم اے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین مسلمان مسکینوں میں سے حاضر ہے کچھ مجھے کھلاؤ خوان جنت سے خدا تم کو کھلائے انہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اس کو دیدیں اور سوائے پانی کے گھونٹ کے کوئی چیز نہ چکھی اور صبح کو روزہ رکھا جب رات ہوئی اور طعام نکال کر کھانے کو بیٹھے ایک یتیم آگیا وہ طعام اس کو دیدیا تیسری شب کو ایک قیدی آگیا انہوں نے مثل پہلی دو راتوں کے اسکو بھی طعام دیدیا جب صبح ہوئی جناب علی علیہ السلام امام حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے جب حضرت نے ان کو دیکھا کہ مثل چوزہ مرغ کے کانپ رہے ہیں فرمایا یہ کیا بری حالت تمہاری ہم کو دکھائی دے رہی ہے اور اٹھکر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے ان کو محراب میں دیکھا کہ ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھیں گڑھے میں پڑی ہوئی ہیں حضرت کو یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ یہ لیجئے آپ کے اہل بیت کے لئے خدائے پاک تہنیت دیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وہ لوگ کہ کھلاتے ہیں اپنی حب سے مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

جناب امیر علیہ السلام کے صدقات

عن علی لقد رایتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم اربعون الفا وفی روایۃ ان صدقۃ مالی مبلغ لتبلغ اربعین الف دینار (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ اس دن میری زکوٰۃ چالیس ہزار تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔

محب طبری علیہ الرحمۃ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں ربما یتوہم انہ ان مالی علی یبلغ زکوتہ ہذا القدر ولیس کذلک فانہ رضی اللہ عنہ کان ازہد الناس علی ما علم مما تقدم قال ابو الحسن بن فارس اللغوی سالت ابی عن ہذا الحدیث فقال معناہ ان الذی تصدقت بہ منذ کان لی مال الی الیوم کذا وکذا یعنے اکثر لوگ اس حدیث سے یہ وہم پیدا کرتے ہیں کہ جناب امیر کے پاس اس قدر مال تھا کہ جس کی اس قدر زکوٰۃ نکلتی تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب

لوگوں سے زیادہ زاہد تھے۔ چنانچہ سابقہ آپ کا حال تحریر ہو چکا ہے ابو الحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے
اپنے والد بزرگوار سے اس حدیث کا مطلب پوچھا وہ کہنے لگے اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جب
سے میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میرے ہاتھ میں ہوتا تو اس کی زکوٰۃ اس قدر ہوتی۔ اس کے
سوا ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جن کو جناب امیرؑ نے جاری کیا تھا اور قبل ان کے اجراء کے وہ ان کی
ملک تھے اور شاید کہ ان کا محاصل اس مقدار پر ہو جس کو کہ جناب نے بیان فرمایا ہے۔

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان عمر اقطع علیا ثم اشتری علی ارضا الی جنب قطعتہ فحضر
فیھا عینا فبینما ھم یعملون فیھا اذا انفجر علیہم مثل عنق الجزور من الماء فاتی علی فبشر بذلک
فیھا بشر الوارث ثم تصدق بھا علی الفقراء والمساکین وابن السبیل فی سبیل اللہ (اخرجہ
ابن السمان) والریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ) جناب جعفر صادق اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام
سے ناقل ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک زمین کا ٹکڑا جاگیر میں دیا پھر جناب علیؑ نے
اس قطعہ زمین کے پہلو میں ایک اور قطعہ مول لیا۔ اس میں ایک تالاب کھدوایا۔ لوگ تالاب کھود رہے تھے
کہ ناگاہ اس میں سے مثل اونٹ کی گردن کے ایک چشمہ نکلا اور جاری ہو گیا جب جناب علیؑ تشریف لائے
تو لوگوں نے انکو بشارت دی آپ نے فرمایا یہ بشارت اس کے وارث کو دینی چاہیئے۔ آپ نے فقیروں پر
اور مسکینوں پر اور مسافروں پر سارے خیرات کر دیا۔

(۳) عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مھاجرین الی بلاد الحبشۃ فاھدی لجعفر جاریۃ
قیمتھا اربعۃ آلاف درھم فلما قدمنا المدینۃ اھداھا لعلی تخدمہ فجعلھا علی فی منزل فاطمۃ
فدخلت فاطمۃ یوما فنظرت الی راس علی فی حجر الجاریۃ فقالت لہ یا ابا الحسن فعلتھا قال لا
واللہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت شیئا قالت تاذن لی ان امیر الی منزل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اذنت لک فتجللت بجلبابھا وتبرقعت ببرقعھا وارادت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال ان اللہ یقرءک السلام ویقول لک ان فاطمۃ اتتک
تشکو الیک علیا فلا تقبل منھا فی علی شیئا فدخلت فاطمۃ فقال لھا یا بنیۃ جئت تشکین
علیا فقالت ای ورب الکعبۃ فقال ارجعی الیہ فقولی رغم انفی لرضاک ثلاثا فقال علی واسوأتاہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکوتنی الی خلیلی وحبیبی اشھدی یا فاطمۃ ان الجاریۃ حرۃ
والاربعۃ آلاف درھم التی فضلت من عطائی علی فقراء المھاجرین ثم لبس ورداہ واراد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک قل لعلی انی قد

اعطیتك الجنة بعتق الجاریة واعطیتك ان تخرج من النار من شئت بالاربعة الآف الدرهم التی تصدقت بها فادخل الجنة من شئت برحمتی واخرج من النار من شئت بمغفرتی اخرجه ابن السبع الاندلسی فی کتاب الشفا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن ابی طالب جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی جب ہم مدینہ میں واپس آئے تو ہم نے وہ لونڈی خدمت کے لئے جناب علیؓ کو دیدی جناب علیؓ نے اسے جناب فاطمہؓ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہؓ باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اس لونڈی کے گود میں سر رکھکر لیٹے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے اس سے صحبت کی ہے جناب علیؓ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کیا جناب سیدہؓ نے کہا آپ مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دیں آپ نے ان کو اذن عطا کیا حضرت سیدہ کپڑے پہن کر اور برقع اوڑھکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل تشریف لائے اور کہا خدا نے آپکو سلام بھیجکر کہا ہے کہ آپ کی بیٹی علیؓ کی شکایت لیکر آپ کے پاس آئی ہیں آپ ان کا کہنا نہ مانیں اتنے میں جناب سیدہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علیؓ کی شکایت کرنے آئی ہو جناب سیدہؓ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا رب کعبہ بیشک میں شکایت لیکر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم واپس چلی جاؤ اور علیؓ سے تعین فقرہ جا کر کہو کہ میری علے الرغم آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے جب جناب علیؓ نے جناب سیدہؓ سے یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری بڑی رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میرے محبوب اور میرے خلیل کی پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ گواہ رہیں میں نے اس لونڈی کو آزاد کردیا ہے اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقراء مہاجرین پہ تقسیم کرنے کے لئے لیجاتا ہوں پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائے اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پروردگار عالم نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ علی سے کہدیں کہ میں نے تجھے لونڈی آزاد کرنے کے بدلے جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کئے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ جس کو تو چاہے دوزخ سے نجات دے اور میری رحمت کے ساتھ جس کو تو چاہے جنت میں داخل کرے اور میری مغفرت کے ساتھ جس کو کہ تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے ۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بجنازۃ لم یسال

عن شیٔ من عمل الرجل یسال عن دینه فان قیل علیه دین کف عن الصلوٰۃ وان قیل لیس علیه دین صلی علیه فاتی بجنازۃ فلما قام لیکبر سئل هل علی صاحبکم دین قالوا دینارا ن فعدل صلی اللّٰہ علیه وسلم وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی هما علی وهو بریٔ منهما فتقدم صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم قال لعلی جزاک اللّٰہ خیرا فک اللّٰہ رهانک کما فککت رهان اخیک (اخرجه الدار قطنی)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے جنازے پر تشریف لے جاتے تو اس کے اعمال کی نسبت کبھی سوال نہ فرماتے، بلکہ اسکے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ خود اسکی نماز پڑھاتے۔ ایک دفعہ حضور ایک جنازہ پر تشریف لے گئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے پوچھا تمہارے اس دوست پر قرض تو نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا دو دینار قرض ہیں حضور خود بدولت بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اتنے میں جناب علی علیہ السلام نے کہا ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور میان سے بری الذمہ ہے حضور نے بڑھکر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جناب علیؑ سے فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے اور تیرا قرض چھڑائے جیسے کہ تو نے اپنے بھائی کو قرض چھڑایا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت

عن ابن عباس قال کان مع علی اربعۃ دراهم لا یملک غیرها فتصدق بدرهم لیلا وبدرهم نهارا وبدرهم سرا وبدرهم علانیۃ فانزل اللّٰہ تعالی الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا وعلانیۃ فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (نقل الواحدی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے کہ ان کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہیں تھا آپ نے ایک درہم رات کو اور ایک دن کو اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر خیرات کیا پس پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کو خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لئے ان کے خدا کے پاس اجر ہے اور نہیں خوف ان پر اور نہ وہ اندوہگین ہوں گے۔

عن ابی ذر الغفاری قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوما من الایام الظهر فسال سائل فی المسجد فلم یعطه احد شیئا فرفع السائل یدیه الی السماء فقال اللهم اشهد انی سالت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا وکان علی فی الصلوٰۃ راکعا فاومی الیه بخنصرہ الیمنی

فاعطاه الخاتم فانزل الله تعالیٰ انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (نقله الثعلبی فی تفسیره) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا کسی نے اس کو کچھ نہ دیا سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا جناب علی علیہ السلام نماز میں تھے اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اسے اشارہ کیا اور انگوٹھی اس کو عطا فرمائی پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں در آنحالیکہ وہ جھکے ہوئے ہیں۔

عن انس بن مالک ان سائلا اتی المسجد وھو یقول من یقرض الملی الوفی وعلی راکع یقول بیده خلفه للسائل ای اخلع الخاتم من یدی قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر وجبت قال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما وجبت قال وجبت له الجنة واللہ ما اخلعه من یده حتی خلعه من کل ذنب وخطیئة (اخرجه الرافعی فی تاریخ قزوین المسمی) انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کہ کون ہے جو خدا کی راہ میں بھرپور قرض دے جناب امیر رکوع میں تھے اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف سائل کو اشارہ فرمانے لگے کہ انگوٹھی ہمارے ہاتھ سے اتار لے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر واجب ہو گئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا واجب ہو گئی آپ نے فرمایا جنت واجب ہو گئی ہے سائل نے ان کے ہاتھ سے انگوٹھی نہیں اتاری بلکہ ان کا ہر ایک گناہ اور خطا اتار ڈالا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کو حضرت کے منصف مزاج دشمن بھی تسلیم کرتے تھے قال معاویة بن ابی سفیان لمحفن بن ابی محفن لما قال له جئتک من عند ابخل الناس فقال ویحک کیف تقول انه من ابخل الناس وھو الذی لو ملک بیتا من تبر وبیتا من تبن لانفد تبره قبل تبنه (مطالب السؤل) یعنے جبکہ محفن بن ابی محفن نے معاویہ بن ابوسفیان سے کہا کہ میں بخیل ترین خلائق سے تیرے پاس آیا ہوں معاویہؓ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ان کو کیونکر بخیل کہتا ہے کہ اگر ان کو ایک سونے کے گھر کا ایک انجیر کے گھر کا مالک کیا جائے تو قبل اس کے کہ وہ انجیر کا گھر تمام ہو سونے کا گھر تمام ہو جائے گا۔

قال الشعبی وقد ذکر علیه السلام کان اسخی الناس علی الخلق الذی یحبه اللہ السخا والجود ما

قال لا لسائل قط وانه کان یسقی بیدہ لنخل قوم من یہود المدینۃ حتی مجلت یداہ و یتصدق بالاجرۃ ویشد علی بطنہ حجرا (مطالب السئول) شبعی رحمۃ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین تھے اور بعد سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان مبارک سے لا یعنی نہیں نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

قال الکفعی فی الطبقات کان علی یبارز کافرا فقد اصطف الفریقان وفی المسلمین قلۃ وفی الکفرین کثرۃ بلغ عدد الکفار اثنی عشر الف فارس فقال لہ الکافر فی المبارزۃ یا علی ادنی سیفک حتی انظر الیہ فدفع علی سیفہ الیہ فقال الکافر عجبا لک یا ابن ابی طالب امنت حیث دفعت السیف الی عدو انا اقاتلک قال اما مددت الید الی مددت یا السائل ولم احسن من ردی فی ان ارد ید السائل وان کان کافرا فاسلم الکافر علامہ کفعمی طبقات میں لکھتے ہیں کہ علی ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونوں طرف لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے مسلمان بہت تھوڑے تھے اور کفار کثرت سے تھے کفار کی جمعیت دس ہزار کے قریب تھی کافر نے جناب امیر سے عرض کیا یا علی آپ اپنی تلوار مجھے دکھائیں جناب امیر نے اپنی تلوار اس کو دیدی کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا اب کہ آپ تلوار مجھ کو دے چکے ہیں اب آپ مجھ سے کیونکر بچ سکیں گے جناب امیر نے فرمایا جبکہ تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح سے ہمارے سامنے ہاتھ بڑھایا تو مروت نے تقاضا نہ کیا کہ بھیک مانگنے والے کا ہاتھ رد کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو یہ سنکر وہ کافر مسلمان ہو گیا۔

وکان علیہ السلام یقول لا عجب ممن یشتری الممالیک بمالہ ولا یشتری الاحرار بمعروفہ (نقلہ الفقیہ ابوبکر ابن محمد بن الحسین السنبلانی المرندی فی مناقب الاصحاب) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے عجب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے پر صرف کرتے ہیں اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لیکر غلام نہیں بناتے۔

جناب امیر علیہ السلام کی مہمان نوازی

بکا علی یوما فسئل فقال لہ یا تنی ضیف منذ سبعۃ ایام اخاف ان یکون اللہ اهاننی (نقلہ ابن حجر المکی فی اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب) ایک روز جناب امیر علیہ السلام رونے لگے لوگوں نے

رونیکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ خدا نے کہیں مجھے حقیر نہ کر دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی اصابت رائے

تمام مورخ متفق ہیں کہ اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر پیدا نہیں ہوا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر ہر باب میں جناب علی علیہ السلام سے مشورہ لیتے ہیں ایک دفعہ حضرت عمر نے خود بنفس نفیس حرب روم میں شریک ہونیکا ارادہ کیا جناب امیرؑ نے ان کو منع کیا کہ آپ بذات خاص حرب میں شریک نہ ہوں اگر آپ شہید ہو جائیں گے تو کسر شان اسلام ہو گی اور اشاعت اسلام میں فتور آ جائیگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن سلوک

فلما ظفر علی العائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکرمہا وبعث معہا الی المدینۃ عشرین امرأۃ من نساء عبد القیس عممھن بالعمائم وقلدھن بالسیف فلما وصلت المدینۃ القی النساء عمائمھن وقلن لھا انما نحن نسوۃ (نقل الواحدی) نقل ہے کہ جب جمل میں امیر علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظفریاب ہوگئے تو ان کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور ان کو مدینہ منورہ کیطرف روانہ فرمایا اور بیس عورتیں قبیلہ عبد القیس کی ان کی معیت میں روانہ کیں اور ان کو عمامے اور تلواریں بند ہوائیں جب مدینہ شریف میں پہنچیں تو انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کے لیے ہم کو لباس مردانہ پہنا کر بھیجا ہے اور اپنے عمامے سر پر سے اتار دیے۔

جناب امیر علیہ السلام کا کرم

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان اکرم الناس علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب (اخرجہ لفضائلی) ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابیطالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کی سیاست

عن عبداللہ بن شریک العامری عن ابیہ قال اتی علی بن ابی طالب فقیل ان ھھنا قوما علی باب المسجد یزعمون انک ربھم فدعاھم فقال لھم ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم اکل الطعام کما تاکلون واشرب کما تشربون ان اطعتہ اثابنی ان شاء اللہ وان عصیتہ خشیت ان یعذبنی فاتقوا اللہ وارجعوا فابوا فطردھم فلما کان الغد غدوا علیہ فجاء قنبر فقال واللہ رجعوا یقولون ذالک الکلام فقال ادخلھم علی فقالوا مثل ما قالوا وقال لھم مثل ما قال الا انہ قال انکم ضالون مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوہ فقالوا لہ مثل ذلک القول فقال لھم واللہ لئن قلتم لا قتلکم با خبث قتلۃ فابوا الا ان یتموا علی قولھم فخد لھم اخدود ما بین باب المسجد والقصر او قد فیہ نارا وقال انی طارحکم فیھا او ترجعون فابوا فقذف بھم اخرجہ الذھبی فی المخلص وتردیدھم محمول علی الاستتابۃ واحراقھم مع النھی عنہ محمول علی ما جاء رجوعھم او رجوع بعضھم) عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ ان کے خدا ہیں جناب امیرؑ نے ان کو اپنے سامنے بلوا کر کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم کیا بک رہے ہو وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں اور آپ ہمارے خالق ہیں اور آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ میں تو تمہاری مانند ایک بندہ ہوں میں بھی کھاتا پیتا ہوں جسطرح کہ تم کھاتے پیتے ہو اگر میں خدا تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے ثواب عطا کریگا اور اگر میں گناہ کرونگا۔ تو ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے عذاب کرے تم اللہ سے ڈرتا اور اس سے باز آؤ۔ انہوں نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آ کر عرض کیا وہ لوگ آج پھر آئے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لے آ۔ انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور آپ نے بھی ان سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا تیسرے روز پھر لوگ جناب امیر کے سامنے لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پھر وہی بات کہی تو میں تم کو نہایت بری حالت سے قتل کرونگا۔ انہوں نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت رہے آپ ان کے لیے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ میں تم کو اس گڑھے میں ڈال دونگا۔ وہ لوگ اسی ہٹ پر رہے آپ ان کو

اس میں ڈلوایا۔ علامہ ذہبی مخلص میں لکھتے ہیں کہ وہ ارتداد کی وجہ سے خاص ایسی سخت سزا پانیکے لیے اور طرح کے مجرموں میں سے مستثنیٰ سمجھے گئے تھے اور ان کا آگ میں ڈالوانا باوجودیکہ احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی مروی ہے محمول اس امر پر تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آئیں یا ان میں سے چند استحکام اپنے قول سے توبہ کریں۔

قیل نصیر مولی علیؑ لما قال له انت اله فحرقه بالنار فقال و هو یحترق و لو لم یکن الٰهاً لم یعذب بالنار (اخرجہ لعلی القاری فی شرح شفاء قاضی عیاض) روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے غلام نصیر نے جناب امیر سے کہا آپ خدا ہیں حضرت امیرؑ نے اُن کو آگ میں ڈلوادیا وہ جلتا ہوا کہنے لگا اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا۔

نصرت دین یعنی جناب امیر کا جہاد

نصرت دین سے مراد جہاد ہے کہ مدار فضل سمجھا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک مجاہد کا مرتبہ کثرت ثواب کی وجہ سے نہایت بلند ہے۔ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدین علی القاعدین۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں جہاد مع النفس اور جہاد مع العدو۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع النفس

جہاد مع النفس۔ جسے شارع علیہ السلام نے جہاد اکبر سے تعبیر کیا ہے مشتہیات نفس سے مخالفت کرنے کا نام ہے اور زہد و تقوی اسکے آلات ہیں جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقوی اور نفس کشی کا حال باب زہد میں بطریق تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ آپ بفحوای مضمون صداقت مشحون ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سر آمد اتقیا تھے۔ جن کے تقوی کی نسبت قرآن شریف باواز بلند شہادت ادا کرتا ہے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ الذین جاء بالصدق و صدق به اولئك هم المتقون یعنی وہ جو سچائی کے ساتھ آیا ہے اور وہ جو اسکی تصدیق کرتا ہے وہی متقی ہیں۔ اخرجہ ابن عساکر عن مجاهد فی قوله تعالیٰ والذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم وصدق به علی بن ابی طالب یعنی ابن عساکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ الذی جاء بالصدق سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق به سے جناب علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد مع العدو

یہ جہاد دو قسم پر ہے۔ جہاد بالدعوات اور جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالدعوت

جہاد بالدعوت یہ ہے کہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترہیب سے اور دلائل قائم کر کے مخالفوں کے تمام شبہات رفع کئے جائیں اور ان کے دل کو اسلام کی طرف گرویدہ کیا جائے۔ فی الحقیقت اس قسم کا جہاد منشاء بعثت کے مطابق ہونے کی وجہ سے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے حضرت امیر کے وعظ سے تمام یمن مشرف باسلام ہوا ہے عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیہ ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شئ فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم علی بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل الیمن بلغ الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا فلما فرغنا صففنا صفا واحدا آلقدام بین ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قرء علیھم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء کتابہ خر ساجدا (اخرجہ ابو عمر الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب)۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن میں بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کرے میں بھی انہیں کے ساتھ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابی طالب کو روانہ کیا جب آپ حدود یمن پر پہنچے سب لوگ انکی خدمت میں مجتمع ہو گئے جناب علیؑ نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم انکے سامنے صف باندھکر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی صفت و ثنا کے بعد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھ کر بھیجی گئی۔ آپ سجدہ شکر بجا لائے۔

جناب امیر علیہ السلام کا جہاد بالسیف

جناب امیر علیہ السلام کے شجاعت سے جس قدر کہ دین اسلام کو نفع پہنچا ہے وہ کسی سے نہیں پہنچا۔ ان بعض

ہیں امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وقد کان فی الصحابۃ جماعۃ کابی دجانۃ وخالد بن ولید وکانت شجاعتہ اکثر نفعا من شجاعۃ الکل الا تری ان النبی صلے اللہ وسلم قال یوم الاحزاب لضربۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین یعنے صحابہ میں مثل ابودجانہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے ایک ایسی جماعت تھی جو شجاعت میں مشہور تھی لیکن سب کی شجاعت سے جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت زیادہ تر نفع رسان تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کی ایک ضرب جن وانس کے عبادت سے افضل ہے۔

پروردگار نے اپنی کلام پاک میں حضرت امیر کے جہاد کو دوسرے صحابہؓ کے اعمال پر ترجیح دی ہے اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ یعنے کیا کردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر اس شخص کے مانند جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ نہیں ہیں وہ لوگ برابر اللہ کے نزدیک اخرج ابوحاتم وابو الشیخ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن منذر والشعبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابونعیم فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا والعباس وطلحۃ بن ابی شیبہ افتخروا فقال طلحۃ انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ فقال العباس انا صاحب السقایۃ والقائم علیہا فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ اشھر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللہ فانزل اللہ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ ابوحاتم اور ابوالشیخ اور عبدالرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علی اور عباس اور طلحہ بن ابی شیبہ باہم فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اس کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے میں چاہوں تو اس میں رہوں عباس کہنے لگے کہ میں زمزم کا مالک ہوں اور اس کا نگہبان ہوں علیؑ نے کہا میں نہیں جانتا میں نے چھ مہینے پیشتر سب لوگوں سے نماز پڑھی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہوں پس پروردگار نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا کردانتے ہو تم حاجیوں کا پانی پلانا۔ الخ

کتب سیر کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر سوائے تبوک کے کل مشاہد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علمدار رہے ہیں چنانچہ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ

غیرہ وھوالذی غسلہ وادخلہ فی القبر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی کی چار خصلتیں ایسی ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے ایسے پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک لشکر میں علمدار تھے اور وہ شخص ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے سب لوگ بھاگ گئے۔ تو وہ آپ کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ وہ شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا۔ اور ان کو قبر میں آتارا۔ اور اس بات پر بھی سب محدثین کا اتفاق ہے کہ تبوک کے سوا حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد میں حاضر رہے ہیں چنانچہ دوسرے مقام پر علامہ موصوف لکھتے ہیں۔ واجمعوا علی انہ صلے القبلتاین وھاجر وشھد بدرا والحدیبیۃ وسائر المشاھد وانہ ابلی ببدر واحد وخندق وذکر السراج فی تاریخہ انہ لم یتخلف عن مشھد شھدھا الا تبوک فانہ خلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے المدینۃ علے عیالہ یعنی سب محدثین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے شخص ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور بدر اور حدیبیہ اور تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں اور بدر اور احد اور خندق میں آپ نے کار نمایاں کیے ہیں سراج اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کسی مشہد سے غیر حاضر نہیں رہے مگر تبوک میں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے عیال کی حفاظت کے لیے مدینہ میں پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

تمام مشاہد میں جو حیرت انگیز کارروائیاں حضرت امیرؑ سے ظاہر ہوئی ہیں تمام کتب سیر اس سے مملو ہیں ہم ان کی تفصیل باب شجاعت میں لکھیں گے۔

اس بات کی ہم بھی قائل ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جس قدر بلاد حوزۂ اسلام میں آئے ہیں جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت میں نہیں آئے۔

لیکن اول تو جناب امیر بہت تھوڑے دن خلیفہ رہے ہیں آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس سے زیادہ قائم نہیں رہی۔ تذکرہ خواص الامہ میں علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں قال الواقدی وکانت خلافتہ خمس سنین الا ثلاثۃ اشھر لانہ بویع فی ذی الحجۃ ثمان عشر لیلۃ خلت من سنۃ خمس وثلاثین واستشھد فی رمضان سنۃ اربعین یعنی واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس ہوئی کیونکہ بارھویں ذی الحجہ ۳۵ھ لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور رمضان ۴۰ھ میں آپ شہید ہوگئے۔

اس فرصت قلیل میں خانہ جنگیوں سے آپ کو دم بھر کی مہلت نہیں ملی - ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی، کہ واقعہ جمل پیش آیا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہیں ہو چکا تھا کہ صفین کا ٹنٹا شروع ہو گیا جس میں آپ کی خلافت کا بڑا بھاری حصّہ صرف ہوا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ فحاربہ معاویۃ علیاً خمس سنین وقال ابو عمر صوابہ اربع سنین یعنی جناب علی سے امیر معاویہ پانچ برس تک لڑتے رہے اور ابو عمر کہتے ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ چار برس لڑے غرضیکہ ابھی آپ اس معرکہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آپ کو خارجیوں سے لڑنا پڑا۔ پس ایسے اتفاقات تھے کہ جنکی سد راہ ہونے سے آپ ممالک غیر پر فوج کشی کر سکتے تھے اور نہ فتح بلاد کیطرف متوجہ ہو سکتے تھے۔ اگرچہ صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیرؑ کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کے فتوحات کا موازنہ کیا جاتا۔ تاہم کتب کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باوجود ان خانہ جنگیوں کی مزاحمت کے آپ نے اشاعت اسلام اور بلاد کی فتح کرنے میں اپنی ہمت کو مبذول رکھا ہے اور اس جہاد میں بھی آپ دیگر صحابہ کرام سے کم نہیں رہے چنانچہ علامہ ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں۔ وتوجہ الحارث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا متطوعا بامر امیرالمومنین علی بن ابی طالب فغنم واصاب غنائم وسبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف راس وبقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو ومن معہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کے حکم سے حرث بن مرہ العبدی نے سندہ کے ملک کا قصد کیا۔ اور جہاد کر کے بہت غنیمت حاصل کی۔ اور کفار کو گرفتار کر لیا چنانچہ ایک دن میں ایک ہزار لونڈی اور غلام غنیمت کے مال میں تقسیم کیے اور ایک مدت تک حارث بن مرہ وہاں پر مصروف جہاد رہے۔ یہاں تک کہ وہ اور ان کے تمام ہمراہی ارض قیقان میں شہید ہو گئے۔

جناب امیر علیہ السّلام کا قزوین و ری پر جہاد کی غرض سے فوج کا بھیجنا

روضۃ الصفا میں محمد خاوند شاہ لکھتے ہیں چوں بررای خلیفہ زمان حضرت امیر روشن گشت کہ تسکین حرارت تیرہ دلان شام جز بہ تحریک تیغ آبدار ولادران خون آشام صورت نہ بندد با عمار بن یاسر و سہیل بن حنیف وقیس بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وجمعی دیگر از صحابہ کرام بہ محاربہ اعدای دولت روی آوردند مجموعہ طوائف قبائل کہ حاضر بودند اشارت عالیہ را قبول نمودند۔ مگر شرذمہ قلیل از اصحاب مثل عبداللہ بن مسعود کہ بعرض رسانیدند کہ یا امام المومنین ما باوجود اعتراف بکمالات ذات مرضیۃ الصفات تو در قتال اہل قبلہ بر بصیرت نیستیم اگر مارا آنجا فلت نظری از

ثغور اسلام نامزد فرمائی تا با کفار جہاد کنیم غایت عاطفت باشد آنحضرت ملتمس ایشان را مبذول داشتند ایشان را داد کہ بجانب قزوین وری روند ولوائے بجہت آن طائفہ بستہ ربیع بن خثیم را بر ان جماعت سرور گردانید انتہے ملخصاً۔

جناب امیر علیہ السلام کا آداب الحرب

جتنے مشاہد مثل بدر و احد و احزاب وغیرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں پیش آئے ان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ذاتی اور فن پہلوانی کا ظہور ہوا ہے جسکے سامنے سام و نریمان کی سلحشوری بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو تین واقعے پیش آئے ہیں جمل۔ صفین۔ نہروان ان تینوں میں آپکی ذاتی جوہر صلاوت کے ساتھ آپکا فن سپہ سالاری اور آداب حرب اور قواعد فوج کشی ظاہر ہوا ہے جن سے علی وجہ الکمال پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابل کی تعداد کثیر کو پسپا کر دیتے تھے۔

چنانچہ واقعہ جمل کی نسبت علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں و ذکر نقلہ الاخبار واصحاب التواریخ ان عدۃ من قتل من اصحاب الجمل ستۃ عشر الفا و سبعمائۃ و تسعون رجلا وکان جملتھم ثلاثین الفا فاتی القتل علی اکثر من نصفھم وان عدۃ من قتل من اصحاب علی الف رجل و سبعون رجلا وکان عدتھم عشرین الفا یعنی ناقلان اخبار و صاحبان تاریخ ذکر کرتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو نوے مارے گئے پس انکے مقتولوں کی تعداد نصف سے زیادہ تھی۔ جناب امیر کیطرف میں سے سولہ ہزار تھے ان میں سے صرف ایک ہزار ستر مقتول ہوئے۔ اور حرب صفین کی نسبت علامہ موصوف لکھتے ہیں۔ قال ابن خثیمۃ و فی اوائل سنۃ سبع و ثلاثین سار معاویۃ من الشام وکان قد دعی لنفسہ وعلی من العراق فالتقیا بصفین علی شاطی الفرات فقتل من اصحاب علی خمسۃ و عشرون الفا منھم عمار بن یاسر وکان عدۃ عسکرہ تسعین الفا وقیل من اصحاب معاویۃ خمسۃ واربعون الفا منھم عمار بن عدتھم مائۃ و عشرین الفا یعنی ابن خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے سینتیسویں برس امیر معاویہ شام سے چلے اور وہ اپنی ذات کیلئے خلافت کے مدعی تھے اور جناب امیر علیہ السلام عراق سے روانہ ہوئے فرات کے کنارے صفین کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب میں سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) شہید ہوئے ان میں عمار بن یاسر بھی تھے اور آپکے لشکر کی

کل تعداد نوے ہزار تھی اور امیر معاویہ کی فوج میں سے پینتالیس ۴۵ ہزار مارے گئے اور ان کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ۱۲۰ ہزار تھی۔

اور جنگ نہروان کی نسبت لکھتے ہیں فلم یبق منہم غیر اربعۃ الاف فحملوا الی علی فقال علیہ السلام کفوا عنہم حتی یبدؤکم فتنادوا الرواح الرواح الی الجنۃ وحملوا علی الناس فافترقت خیل علی فرقتین حتی صاروا فی وسطہم ثم عطفوا علیہم من المیمنۃ والمیسرۃ واستقبلت الرماۃ وجوہہم بالنبل وعلفت علیہم الرجالۃ بالسیوف والرماح فما کان باسرع من ان اناموہم وکانوا اربعۃ الاف فلم یفلت منہم الا سبعۃ انفس لا غیر یعنے خارجیوں میں چار ہزار باقی نہ رہے وہ اکٹھے ہو کر جناب امیر کی طرف آئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لشکر سے کہا تم ہٹے رہو جب تک کہ وہ تمہارے سامنے آجائیں۔ پس وہ چلاتے ہوئے کہ راحت اور آسائش جنت ہی میں ہے جناب امیر کے لشکر پر حملہ آور ہوئے جناب امیر کا لشکر دو گروہوں میں بٹ گیا۔ یہاں تک کہ تمام خارجی ان کے گھیر میں آگئے پھر ان کا لشکر میمنہ اور میسرہ سے ان پر لوٹ پڑا۔ تیر اندازان کے سامنے سے تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور پیادے تیر سے اور تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ چار ہزار سب کے سب مارے گئے سات آدمیوں کے سوا ان میں سے باقی نہ بچے و فی کامل التواریخ فما افلت منہم الا تسعۃ انفس فلم یقتل من اصحاب علی الا سبعۃ علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں میں صرف نو آدمی باقی بچے اور جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

قال مصعب بن الزبیر کان علی حذرا فی الحرب شدیدا الروغان لا یکاد احد یتمکن منہ وکانت درعہ صدرا لا ظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان تؤتی من قبل ظہرک فقال اذا مکنت عدوی من ظہری فلا ابقی اللہ ان ابقی علی (مستطرف) مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علی لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اس کی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زرہ فقط آگے کے لئے تھی پیچھے پشت کے نہیں تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپ کا کوئی دشمن پیچھے سے آئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے۔

(۲) لما قدم عدی بن حاتم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وحادثہ فقال یا رسول اللہ ان فینا اشعر الناس واسخی الناس وافرس الناس فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمّھم قال اشعر الناس فامرؤ القیس بن حجر واما اسخی الناس فحاتم بن سعد یعنی اباہ واما افرس الناس فعمرو بن معدیکرب فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس فالخنساء بنت عمرو واما اسخی الناس فمحمد صلے اللہ علیہ وسلم یعنی نفسہ واما افرس الناس فعلی بن ابی طالب (خزانۃ الادب) یعنی جب عدی بن حاتم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرفیاب ہوا اور باتیں کرنے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخی۔ اور ایک بڑا شاہسوار گزرا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے نام بیان کر وہ بولا کہ ہمارا شاعر امرؤ القیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اس کا باپ ہے اور بڑا شہسوار عمرو بن معدیکرب ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنساء عرب عمرو کی بیٹی ہے اور اسخی الناس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بڑا شہسوار علی بن ابی طالب ہے۔

قتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت علی نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب کیا تا کہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد انصفک علی۔ علی نے انصاف کیا ہے معاویہ نے کہا اما رضیت بمبارزۃ ابی الحسن انت تعلم انہ الشجاع المطرق اراک طمعت فی امارۃ الشام بعدی یعنے تو مجھے ابوالحسن کے ساتھ مبارزت کرنے کے لئے کہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ ڈھونڈ کر مارنے والا بہادر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے۔

عن ابن عباس وقد سالہ رجل اکان علی یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال ما رأیت رجلا اطرح لنفسہ فی متالف من علی ولقد کنت اراہ یخرج حاسر الراس بیدہ عمامتہ وبیدہ السیف (ریاض النضرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے میں نے ان کی مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کے کاٹنے کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقادرۃ خواص سے لکھتا ہے وکانت ضرباتہ علی ابکارا اذا اعتلا قد واذا اعترض قط یعنے جناب امیر کی ضربیں ایک بار ہی پورا کاٹ ڈالنے والی تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے تک تسمہ لگا باقی نہ چھوڑتی تھیں اور اگر کمر پر پڑتی تو دو سر کر دو ٹکڑے صاف

کاٹ جاتی تھیں۔

واقعہ شب ہجرت

کمال الدین بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں اور علامہ بن یوسف گنجی الشافعی قدس اللہ سرہ کفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ پہلا واقعہ کہ جس میں جناب علی علیہ السلام کی شجاعت کا ظہور ہوا ہے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار مدینہ نے عقبہ اول اور دوم پر بیعت کی اور مسلمان مکہ والوں کی ایذا سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تو مکہ کے مشرکین نے خیال کیا کہ اب مسلمانوں کے لئے مدینہ دار ہجرت بن گیا ہے اور اکثر مسلمان اس شہر کی طرف چلے جا رہے ہیں رؤسا قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے ہو گئے اور مجتمع ہو کر رائیں لگانے لگے۔ شیطان شیخ نجدی کی صورت بنا کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے تمہاری مشورت کا حال معلوم ہوا ہے میں بھی اسی ارادہ سے تمہارے پاس آیا ہوں تم مجھ سے کوئی نیک صلاح مت چھپاؤ قریش نے اس کو اپنے مجمع میں داخل کر لیا اور دار الندوہ میں جا بیٹھے عاصبہ بن ربیعہ بولا میری رائے ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھر میں قید کر کے اس کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے جس میں کوئی ایسا سوراخ نہ ہو جس سے ان کو کھانا پینا پہنچ سکے پھر ان کی وفات کا امیدوار رہنا چاہیئے شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں کیونکہ ان کے کنبہ کو حمیت پیدا ہو جائے گی اور تم سے برسر پرخاش ہو جائیں گے شیخ نے کہا یہ بوڑھا سچ کہتا ہے شیبہ بن ربیعہ نے کہا میری یہ رائے ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی اونٹ پر جسے تم نے بلا چھوڑ کر سرکش بنا لیا ہو سوار کر کے بیابان میں چھوڑ دو۔ پس وہ ننگی بدوؤں کے گروہ میں جا پڑینگے وہ ان سے باتوں باتوں میں بگڑ جائیں گے اور بدو ان کو قتل کر ڈالیں گے پس ان کا خون غیر لوگوں کے ذمے ہوگا اور تم بچ رہو گے۔ اس بوڑھے شیطان نے کہا یہ بہت بری رائے ہے۔ آیا تم ایسے آدمی پر اعتماد کر سکتے ہو جس نے کہ تمہاری قوم کے جاہلوں اور نادانوں کو بگاڑ رکھا ہے اور تم اس کو غیروں کی طرف دھکیلتے ہو تاکہ ان کو بھی بگاڑ کر اپنا پیرو بنا لے۔ اور حالانکہ تم اس کی شیریں بیانی اور تیز زبانی اور دلجوئی کو خوب جانتے ہو۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمام لوگوں کو جمع کر کے تم سے جنگ کر دیگا اور تم کو تمہارے شہر سے نکال دیگا اور تمہارے شرفا کو مار ڈالے گا۔ تمام کمیٹی نے اس بوڑھے کی تصدیق کی۔ ابو جہل بولا میں تمہیں ایک ایسی رائے بتاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی رائے نہیں۔ تم قبائل قریش کے ہر بطن میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کر لو اور ان کو تلواریں دیدو وہ مجتمع ہو کر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ضرب لگائیں کہ ایک آدمی کی ضرب سمجھی جائے۔ جب اس طرح سے تم نے قتل کر لیا تو ان کا خون تمام قبائل قریش میں متفرق ہو جائے گا۔ بنی ہاشم اپنے میں تمام قریش سے لڑنے کی طاقت نہ پا کر دیت کے لینے پر

راضی ہو جائیں گے تم نے دیت دے دینا اور چھوٹ جانا بوڑھے نجدی نے کہا یہ رائے بہت ٹھیک ہے اور اس مشورت میں اس نے سچ کہا ہے اور تم سب میں سے بہتر رائے والا ہے اس کی رائے سے تم نے نہ ہٹنا پس ابوجہل کی رائے پر اتفاق کر کے سب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے جبرئیل جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور یہ خبر بیان کی اور کہا آج شب کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں خدا تعالیٰ نے آپکو یہاں سے ہجرت کرنے کا حکم بھیجا ہے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکر سے آگاہ ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور فرمایا ہماری ردائے حضرمی اوڑھ لو تم کو ہرگز کوئی امر نا پسند نہیں پہنچے گا پھر آپ نے ان کو وصیت کی کہ یہ لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان لوگوں کو سب کے سامنے دے دینا۔ یہ کہکر آپ گھر سے باہر برآمد ہوئے اور مٹی کی ایک مٹھی بھر کے کفار کے سر پر ڈالی اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کی آنکھیں بند کر دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے چلے گئے حضرت علی حضور کے بستر مبارک پر سو رہے۔ اور تمام مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری اور قتل کے لئے مجتمع تھے اور تمام رات حضرت علیؑ پر پتھر پھینکتے تھے نہ آپ مضطرب ہوتے اور نہ اندوہگین پھر کفار نے تمام گھر کا محاصرہ کر لیا اور تلواریں کھینچکر گھر میں گھس پڑے اور انکو کہنے لگے اہا آپ علیؑ ہیں آپ کے دوست کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کفار گھر سے نکل گئے۔ اور آپ تنہا رہ گئے خدائے تعالیٰ نے حضرت علیؑ کو کفار کے شر سے بچا لیا۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تین دن اور رات مکہ میں رہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امانتیں ادا کیں اس وقت مکہ میں آپ کے سوا کوئی مسلمان باقی نہیں تھا پھر آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے کلثوم بن ہرم کے ساتھ مکہ سے باہر تشریف لے گئے پس اگر اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کو قوت شجاعت اور استواری اور ثبات نفس اور شہامت کے ساتھ مخصوص نہ کیا ہوتا تو آپ ضرور ایسی ہولناک جگہ میں مضطرب ہو جاتے اگرچہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی وجہ سے آپ بستر نبوی پر سو رہنے میں شر کے پہنچنے سے بے خطر تھے لیکن نفوس بشری باوجود یقینی ہونے عدم خوف کے جبکہ ڈرانے والے امور ان کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں تو وہ ان کو دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو باوجود حاصل ہونے درجہ نبوت کے و نیز خدا کے حکم کی کہ یا موسیٰ تو مت خوف کر۔ جب خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اپنے عصا کو پھینک دے اور جناب موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا حضرت موسیٰ اسے دیکھ کر خوف زدہ بھاگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ مت ڈر اس کو پکڑ لے ہم ابھی اس کی پہلی حالت کی طرف ہما کر لوٹا دیتے ہیں۔ چونکہ جناب موسیٰ اس حکم سے کسی طرح پر مخالفت نہیں کر سکتے تھے آپ نے اپنی ردا کے کونے کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اس کو پکڑنا چاہا۔ پروردگار نے فرمایا یا موسیٰؑ

تمہیں کیا ہو گیا ہے اگر ہم تمہاری ایذا کے لئے اس کو حکم دیں تو کیا تمہارا اکیلا ہم کو اس کے ایذا سے بچا سکتا ہے۔ جناب موسیٰ نے عرض کیا نہیں بچا سکتا۔ مگر میں ضعیف ہوں اور ضعف سے پیدا ہوا ہمل نہیں نفس بشری کی طبیعت تو یہ ہے۔ اسی طرح سے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا حال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے لڑکے کو دریا میں پھینک دو اور غم و اندیشہ مت کرو ہم اس کو پھر تمہارے پاس پہنچا دیں گے جب انہوں نے جناب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا بہ تقاضائے نفس بشری ان کے دل میں اضطراب پیدا ہو گیا قریب تھا کہ یہ امر ظاہر ہو کر موجب فضیحت و رسوائی ہو جاتا خدا کی مہربانی نے ان کو بچا لیا اور باوجود دلی اضطراب کے بول نہ سکیں اگر جناب علی کو اپنی مہربانی سے پروردگار نے دل کی قوت تامہ جس کا نام شجاعت ہے عطا نہ فرمائی ہوتی تو وہ بھی باوجود اس کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم کو ہرگز کوئی امر مکروہ نہیں پہنچے گا۔ ایسے خوفناک مقام میں بہ تقاضائے نفس بشری مضطرب ہو جاتے کیونکہ اکیلے آدمی کا دشمنوں کی جماعت میں سونا جو اس کی گرفتاری اور اس کے قتل کے درپے ہوں اور اس کے دین کے معاند اور اس کی دشمنی کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ پھر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تین دن اور راتیں انہیں دشمنوں کے درمیان ٹھہرا رہے اور پھر شہر سے نکل کر ان کی زمینوں اور پہاڑوں میں باوجود ان کی کثرت اور اپنی تنہائی کے سیر کرتا رہے یہ تمام امور ایسے واضح دلائل ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جوہر شجاعت سے مخصوص کیا تھا۔

ولیلۃ البیت کانت لیلۃ الخمیس اول لیلۃ من شہر ربیع الاول سنۃ ثلث وعشر من البعث وعمر علی خمسۃ عشرین سنۃ (مبرۃ النبوۃ) لیلۃ البیت یعنے جس رات میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر جناب مرتضیٰ سوئے اور آنحضرت مکہ سے ہجرت فرما گئے جمعرات کی رات اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیرھواں سال تھا جناب علی ؑ کی عمر اس وقت پچیس برس کے قریب تھی۔

غزوہ بدر الکبریٰ میں جناب امیر ؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اور علامہ بن یوسف الکنجی کتاب منہج المطالب میں لکھتے ہیں کہ ایک ان مواقع میں سے بدر کی لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ہجرت کے اٹھارہویں مہینے سترھویں رمضان کو جمعہ کے دن پیش آئی اس وقت جناب علی کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ اس روز جناب علی علیہ السلام اپنے بے خوف دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منجدھار میں غوطے لگاتے

تھے اور تلوار اسکی تیزی سے دشمنوں کی گردن قلم کرتی تھی اور بدن سے سر کٹ کٹکر قدموں پر گرتے تھے جو کچھ کہ لوگوں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں لکھا ہے اور جس کو ابو محمد عبد الملک ہشام نے اپنی کتاب مسمی بہ
سیرۃ النبوۃ میں نقل کیا کہ مشرکین کے جنگ اور دن میں سے کہ جن کو جناب علی علیہ السلام نے مستقل بذات
واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہے اکیس نفر ہیں ان میں سے نو آدمیوں پر تمام ناقل اخبار متفق ہیں کہ
ان کو جناب علی رض نے تن تنہا قتل کیا ہے اور ان میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ان میں سے چار نفر ایسے
ہیں جن کو آپ نے دوسروں کی شرکت سے قتل کیا ہے۔ اور ان میں سے آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کی نسبت اختلاف
ہے کہ آیا ان کو جناب امیر علیہ السلام نے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ پس وہ اشخاص کہ جن کو جناب
علی نے مستقل بذات واحد بلا مشارکت غیر قتل کیا ہے اور جن میں کہ علمائے سیر کو بھی اختلاف نہیں
وہ یہ ہیں۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان کا ماموں جس کو جناب امیر علیہ السلام نے
مبارزہ میں قتل کیا یہ بڑا شجاع اور جری تھا۔ اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ اور عامر بن عبداللہ
اور نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے مشہور تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اس کو ہر ایک امر میں مقدم جانتے تھے اور اپنا
پیشوا سمجھتے تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر پہچانا خدا سے دعا کی کہ اس کے
شر سے کفایت کرے جناب علی نے اس کو قتل کر دیا۔ اور مسعود بن مغیرہ اور ابو قیس بن الفاکہ اور عبداللہ
بن المنذر بن ابی رفاعہ اور عاص بن المنبہ بن الحجاج۔ اور حاجب ابن سائب اور وہ لوگ کہ جن کو جناب
امیر ع نے غیر کی مشارکت سے قتل کیا ہے وہ یہ ہیں حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی اور
عبیدہ ابن الحارث اور ربیعہ اور عقیل بن الاسود بن المطلب اور وہ یہ آٹھ نفر جن کی نسبت ناقلین اخبار
کا اختلاف ہے کہ آیا ان کو جناب علی ع نے قتل کیا ہے یا کسی دوسرے نے وہ یہ ہیں طعیم بن عدی بن نوفل یہ
تمام گمراہوں کا سردار تھا اور عمیر بن عثمان اور عمر بن قیس اور حرملہ بن عمر اور قیس ابن الولید ابن
المغیرہ اور ابو العاص بن القیس اور اوس الجمحی اور عتبہ بن المعیط بن معاویہ بن عامر یہ سب قریش کے
نامدار تھے جن کو جناب امیر نے بدر کے دن قتل کیا یہ بات ظاہر ہے اور تمام اہل مغازی اپنی کتابوں میں ناقل
ہیں کہ بدر کے دن ستر کافر مارے گئے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اٹھے قریش صف باندھکر کھڑے ہو گئے ان سب سے آگے عتبہ
ابن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید کھڑے ہوئے تھے عتبہ نے پکار کر کہا یا محمد آپ ہمارے
قریش کے بھائیوں میں سے ہمارے مقابلہ کے لئے آدمی بھیجیں انصار مدینہ میں سے تین جوان ان کے

مقابل نکلے عتبہ نے کہا تم کون ہو انہوں نے اپنا حسب و نسب بیان کیا عتبہ بولا ہم کو تمہارے ساتھ لڑنے کی ضرورت نہیں ہم نے اپنے بھائی بندوں کو طلب کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے آؤ پھر آواز دی اے حمزہ اے علی اور اے عبیدہ تم کھڑے ہو جاؤ اور اس سچائی پر کہ جس پر خدائے تعالیٰ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا ہے ان سے لڑو کیونکہ یہ لوگ اپنے باطل عقیدوں پر آئے ہیں۔ تاکہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں پس وہ اٹھے ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان کے سر پر خود تھے کفار نے ان کو نہ پہچانا عتبہ نے کہا تم کون ہو اگر ہمارے بھائی بند ہو تو ہم تم سے لڑیں حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب خدا کے اور اس کے رسول کا شیر ہوں عتبہ نے کہا آپ کفو کریم ہیں جناب علیؓ نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں اور عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ہوں عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا اٹھ ولید اٹھ علی سے لڑ۔ آپ اس وقت تمام قوم سے چھوٹی عمر کے تھے پس دونوں کی وار چلی ولید کا وار خالی گیا اور جناب علی علیہ السلام کی ضرب اس کے بائیں ہاتھ پر پڑی وہ کٹ گیا۔ پھر آپ نے دوسری چوٹ ماری اور اس کو قتل کر کے پھینک دیا جناب علیؑ سے روایت ہے جب آپ بدر کا اور ولید کے قتل کرنے کا ذکر بیان فرماتے تو اپنی حدیث میں یہ بھی بیان فرماتے کہ اب تک ولید کے بائیں ہاتھ کی انگوٹھی کی مالش میری نگاہ میں ہے جب کہ میں نے اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالا اس کے کپڑوں میں سے عطر کی خوشبو آتی تھی میں نے سمجھا کہ اس کی شادی کے قریب ہی ہو چکی ہے۔ اور عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور شیبہ جناب عبیدہؓ سے لڑا آپ کی عمر قوم میں سب سے بڑی تھی دونوں کی باہم چوٹیں چلیں شیبہ کی تلوار آپ کی پنڈلی کو لگی اور کٹ گئی جناب علی اور حمزہؓ نے ان کو چھڑا لیا۔

سیرۃ النبوہ میں لکھا ہے کہ سوطن غزوہ بدر الکبریٰ سترہ رمضان ۲ھ کو ہوا جناب علی کی عمر اس وقت ستائیس برس کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مبارزت کا حکم دیا ولید بن عتبہ آپ سے لڑا یہ شخص بڑا شجاع اور جری تھا جناب علیؑ نے اس کو قتل کیا اور بعد اس کے کہ کفار آپ کو مار رہے تھے آپ نے عاص بن سعید کو قتل کیا اور حنظلہ بن ابی سفیان آپ کے مقابلہ میں نکلا آپ نے اس کو بھی قتل کیا پھر عدی اور پھر نوفل بن خویلد کو قتل کیا یہ قریش کے شیطانوں میں سے تھا۔ اسی طرح سے آپ ایک کے بعد ایک قتل کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے نصف قتل کئے اور کل مقتول ستر تھے نصف اور مسلمانوں نے قتل کئے۔

غزوۃ الکدر میں جناب امیر کی شجاعت

قال ابن الاثیر فی تاریخہ کانت فی شوال سنۃ اثنتین بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع

بنی سلیم علی ماء لہم یقال له الکدر فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الکدر فلم یلق کیدا وکان لواءہ مع علی وعاد ومعہ النعم والرجال۔ ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ کدر شوال سنہ ۲ دو ہجری میں واقع ہوا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی سلیم کی خبر لگی کہ وہ ایک کوئیں پر کہ جس کو کدر کہا جاتا تھا جمع ہو رہے ہیں آپ ان کی غرض لشکر لے گئے کوئی تکلیف پیش نہ آئی۔ آپ کا علم جناب علی کے ہاتھ میں تھا آپ اونٹ اور بکریاں غنیمت میں لیکر وہاں سے لوٹے۔

غزوہ احد میں جناب امیر کی شجاعت

ابو محمد عبد الملک بن ہشام سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں ان میں سے ایک غزوہ احد ہے جو ہجرت کے تیسرے برس واقع ہوا ہے اس قصہ میں مختص قول یہ ہے کہ جب بدر کی روز اشراف قریش شکست کھا گئے اور ان میں سے بعض قتل اور بعض قید ہوگئے مکہ والوں کو ان کے اشراف اور رؤسا کے قتل ہونے کی وجہ سے سخت اندوہ پیدا ہوا باہم مجتمع ہو کر مال کثیر صرف کیا اور کنانہ کے حبشیوں کی ایک جماعت اور وغیرہ لوگوں کو اپنی طرف گرویدہ کر کے مدینہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور مسلمانوں کی بیخ کنی کی درپے ہوئے اس کے بعد ابو سفیان بن حرب نے واپس آکر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مدینہ منورہ کا قصد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے صحابہ کی جماعت میں سے ایک تہائی واپس ہوگئی اور آپکی معیت میں صرف سات سو مسلمان باقی رہ گئے۔ اس قصہ کا ذکر اللہ تعالی نے سورہ آل عمران میں بھی کیا ہے۔

جبکہ لڑائی کی آگ بھڑک اٹھی اور جنگ کی چکی چلنے لگی مسلمان مضطرب ہوگئے اور جناب حمزہ نے ایک جماعت کے ساتھ شربت شہادت نوش فرمایا۔ کفار کے جنگ آوروں سے بائیس آدمی مارے گئے صاحب مغازی نقل کرتے ہیں۔ جناب علی نے ان میں سے سات آدمیوں کو قتل کیا اور وہ یہ ہیں طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزی۔ عبد اللہ بن جمیل بن عبد الدار۔ ابو الحکم بن الاخنس۔ سبا بن عبد العزی۔ ابو امیہ بن المغیرہ۔ ان پانچ آدمیوں پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب علی ہی نے ان کو قتل کیا ہے۔ اور ابو سعد طلحہ بن ابو طلحہ اور بنی عبد الدار کے غلام حبشی کے قتل میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کو لوٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا بیٹی اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے اور جناب علی نے بھی ان کو اپنی تلوار دیکر کہا اس سے لہو دھو ڈالو اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ اس

روز زمین ہوا کا ایک جھونکا چلا اور جناب علیؑ نے ہاتف سے آواز سُنی۔ الاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی
یعنے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

عن ابن عباس قال خرج طلحۃ بن ابی طلحۃ یوم احد وکان صاحب لواء المشرکین فقال یا اصحاب محمد تزعمون ان اللہ تعجلنا باسیافکم الی النار وتعجلکم باسیافنا الی الجنۃ فایکم یبرز الی فبرز الیہ علی وقال لہ واللہ لا افارقک حتی اعجلک بسیفی الی النار فاختلفا ضربتین فضربہ علی علی رجلہ فقطعہا دسقط الی الارض فاراد علیؑ ان یجہز علیہ فقال انشدک اللہ والرحم یا ابن عم فانصرف عنہ الی موقفہ فقال المسلمون ہلا اجہزت علیہ فقال ناشدنی اللہ ولیس یعیش فمات من ساعتہ وبشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسر المسلمون بذالک قال محمد بن اسحاق وکان الفتح یوم احد بصبر علی علی عنائہ وثباتہ وحسن بلائہ (کفایۃ الطالب للعلامہ ابن یوسف الکنجی الشافعی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ مشرکوں کا علم بردار فوج سے باہر نکلکر کہنے لگا اے اصحاب محمد تمہارا زعم ہے کہ ہم قریش کے لوگ تمہاری تلوار سے دوزخ میں گرائے جاتے ہیں اور تم مسلمان ہماری تلوار سے جنت میں ڈالے جاؤ گے پس کون ہے تم میں سے کہ میرا مقابلہ کر سکے جناب علی اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے میں جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے دوزخ میں نہ ڈالوں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ پس دونوں کی وار چلی اور آپ نے اس کے پاؤں پر ایک ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا جناب علیؑ نے اس کے مار ڈالنے کا قصد کیا اس نے آپ کو خدا کی قسم دیکر کہا اے ابن عم آپ رحم کریں آپ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ تشریف لائے مسلمانوں نے کہا آپ نے اس کو کیوں نہ مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تاہم وہ زندہ نہیں رہیگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے مرنے کی بشارت دی مسلمان خوش ہو گئے محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ احد کے روز جناب علی کے رنج پر صبر کرنے اور آپکی ثبات نفس اور تکلیف کو اچھی طرح سے برداشت کرنے سے فتح حاصل ہوئی۔

دروی الحافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ مرفوعاً الی قیس بن سعد عن ابیہ انہ سمع علیا یقول اصابتنی یوم احد ست عشرۃ ضربۃ سقطت الی الارض فی اربع منہن فجاءنی رجل حسن الوجہ طیب الریح فاخذ بضبعی فاقامنی ثم قال اقبل علیہم فانک فی طاعۃ اللہ ورسولہ وہما عنک راضیان قال علی فاتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال یا علی اقر اللہ عینک ذاک جبرئیل (کفایۃ الطالب) حافظ محمد بن عبد العزیز الجنابذی کتاب

معالم العترۃ النبویہ میں قیس بن سعد کیطرف مرفوع کر کے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے جناب علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ احد کے دن سترہ زخم مجھ کو ایسے لگے تھے کہ ان میں سے چار زخموں کے ساتھ میں زمین پر گرنے کے قریب ہو گیا تھا ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو میں مہکتے ہوئے آدمی نے میرے پاس آکر میرا کندھا پکڑ لیا اور مجھ کو کھڑا کر دیا اور کہا بڑھکر دشمنوں پر حملہ کر کہ تو خدا اور اسکے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا یا علی خدا تیری آنکھوں کو ٹھنڈ عطا کرے وہ جبرئیل تھے۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ و علی آبائہ السلام قال اصحاب اللواء یوم احد تسعۃ قتلہم علی قال ابن الاثیر فلما قتلہم ابصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ من المشرکین فقال لعلی احمل علیہم فحمل ففرقہم و قتل فیہم ثم ابصر جماعۃ فقال لہ احمل علیہم فحمل و فرقہم و قتل فیہم فقال جبرئیل ان ہذہ المواساۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ منی و انا منہ فقال جبرئیل انا منکما قال فسمعوا صوتا لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی (کامل التواریخ) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علمدار تھے جن کو جناب علیؑ نے قتل کیا ابن اثیر جزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جب جناب علیؑ نے ان کو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا ان پر حملہ کر آپ نے ان پر بھی حملہ کر کے ان کو متفرق کر دیا پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا ان پر بھی حملہ کر آپ نے ان پر بھی حملہ کیا اور قتل کر کے انکو متفرق کر دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا جناب علیؑ کے لئے تسلی ہونی چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرا ہے میں اس کا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں کا ہوں اور ایک آواز سنا کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے۔

عن علی قال کسرت یدی علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضعوہ فی یدہ الیسری فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الخوارزمی) جناب علیؑ سے منقول ہے کہ احد کے دن میرے ہاتھ کو ضرب آگئی علم میرے ہاتھ سے گر گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بائیں ہاتھ میں علم دیدو کہ دہ دنیا اور آخرت میں میرا علمدار ہے۔

غزوہ خندق میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک غزوہ خندق ہے جس کو غزوہ

احزاب بھی کہتے ہیں ہجرت کے پانچویں برس واقع ہوا اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قریش کے تمام قبائل مجتمع ہوئے ہیں اور ابو سفیان ان کا پیشرو ہے اور غطفان نے ان سے اتفاق کیا ہے اور ان کا سپہ سالار عیینہ بن حصین ہے اور یہ لوگ بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متفق ہو کر مدینہ کے محاصرہ کا قصد رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کے واسطے خندق کھدوایا جب خندق سے فارغ ہوئے تو قریش کنانہ کے حلیفوں اور اہل تہامہ کو ساتھ لیکر اور غطفان اہل نجد کی دس ہزار جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کے آگے اور پیچھے سے آ گئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہ جب قریش تمہارے آگے اور پیچھے سے آ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے تین ہزار کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے مشرکین نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے مسلمانوں پر سخت گیری شروع کی چنانچہ سورہ احزاب میں حق تعالیٰ کا مفصل ذکر کیا ہے۔

مشرکین کو اپنی جمعیت اور یہودیوں کے متفق ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کی بیخ کنی کا طمع پیدا ہو گیا۔ ان میں سے قریش کے چند سوار آگے بڑھے جن میں ان کا نامی شہسوار عمرو بن عبدود بھی تھا جو اکیلا ہزار سوار کی برابر گنا جاتا تھا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا۔ وہ گھوڑوں کو بڑھا کر خندق پر کھڑے ہوا اور ایک تنگ گذرگاہ تلاش کر کے خندق سے گھوڑے کدائے اور ان کے گھوڑے خندق کے اور مسلمانوں کے درمیان اچھلنے اور کودنے لگے یہ دیکھکر جناب علی چند مسلمانوں کے ساتھ خندق کے اس مقام کی طرف بڑھے جہاں سے وہ خندق پھاند آئے تھے اور اس تنگ مقام کی ناکہ بندی کی۔ عمرو بن عبدود لوٹ پوٹا قریش نے اس کے واسطے ایک بہادری کی علامت مقرر کی ہوئی تھی جس سے اس کی قدر و منزلت اور شان و شوکت معلوم ہو سکتی تھی۔ اس کا بیٹا حسل بھی اس کے ہمراہ تھا اور چند دوست بھی اس کے ساتھ تھے عمرو ہل من مبارز کے نعرے لگانے لگا جناب علیؓ نے اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر بھیجا وہ پھیر ہل من مبارز پکار پکار کر طعنہ زنی کرنے لگا کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس کی نسبت تمہارا زعم ہے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہو گا وہ اس میں داخل ہو جائیگا پھر کیوں تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر نہیں آتا۔ جناب علی یہ سن کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اس کی مبارزت کے لئے خواستگار ہوئے آپ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے جناب علی نے عرض کیا اگرچہ عمرو بن عبدود ہے آپ مجھکو اس کے مقابلہ کے لئے اجازت دیں حضرتؐ نے انکو اذن دیا اور سر اقدس سے عمامہ اتار کر انکے سر پر باندھا اور فرمایا اسی شان سے چلے جاؤ جناب علیؓ اسکے سامنے گئے وہ یہ رجز کہہ رہا تھا ء لقد بححت من الندا ء + بجمعکم هل من مبارز + و وقفت اذ جبن

اشجاع + بموقف البطل المناجز + وكذاك اني لم ازل + متسرعا نحو الهزاهز + ان الشجاعة في الفتى + والجود من خير الغرائز + (یعنی) بہ تحقیق میری آواز تم لوگوں کو ہل من مبارز پکارتے تھک گئی اور جبکہ بہادر مردی کرتا تھا میں دلیروں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں ہمیشہ اسی طرح لوگوں کی طرف دوڑتا تھا کیونکہ جوان مرد کے لئے شجاعت اور سخاوت بہت ہی اچھی طبیعت ہے جناب علی نے اس کا جواب ارشاد کیا ہے ؎ يا عمرو ويحك قد اتاك + مجيب صوتك غير عاجز + ذو نية وبصيرة + والصدق منجي كل فائز + اني لارجو ان اقيم + عليك نائحة الجنائز + من ضربة تفنى ويبقى ذكرها عند الهزاهز + (یعنی) اے عمرو تجھ پر افسوس ہے تیرے پاس آرہا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے میں عاجز نہیں ہے اور صاحب نیت اور بصیرت ہے اور سچ ہر ایک فیروزمند کو نجات دینے والا ہے۔ میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے بین تجھ پر برپا کراؤں گا۔ ایک ایسی ضرب سے کہ تو فنا ہو جائیگا اور معرکوں میں اس کا ذکر باقی رہیگا۔ عمرو بن عبدود نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور داماد ہوں عمرو نے کہا آپ کا والد میرا دوست تھا مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ میرا نیزہ آپکو چھید جائے آپ نے فرمایا اے عمرو بن عبدود اس بات کا تذکرہ چھوڑ۔ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے جی میں ٹھان رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص میرے آگے تین باتیں پیش کریگا۔ تو میں ان میں سے ایک کو ضرور قبول کرونگا۔ عمرو نے کہا آپ پیش کریں آپ نے فرمایا ایک یہ ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو جا۔ وہ بولا مجھے اسکی حاجت نہیں آپ نے فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ تو یہاں سے لوٹ جا اور اس لشکر کو بھی واپس لیجا عمرو نے کہا کیا قریش کی عورتیں نہ کہیں گی اور عرب گیتوں میں نہ گائیں گے کہ میں لڑائی کے لئے یہاں آیا اور پچھلے پاؤں لوٹ گیا۔ اور جس قوم نے مجھے اپنا رئیس بنایا میں نے اس کو رسوا کیا۔ جناب علیؑ نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ تو گھوڑے سے اتر کر مجھ سے جنگ کر عمرو نے کہا میں نہیں چاہتا کہ تجھ ایسے بزرگ کو قتل کردوں۔ جناب علیؑ نے فرمایا واللہ میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں عمرو حمیت میں آکر گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور جناب علی کیطرف لپکا دونوں ایک ساعت تک باہم لڑتے رہے عمرو نے ایک چوٹ کی آپ نے اسے سپر سے روکا سپر کاٹ کر تلوار آپکے سر میں بیٹھ گئی جناب علی نے عمرو سے کہا تو تو عرب کا مشہور شہسوار ہے کیا تو لڑائی میں مجھے اکیلا کافی نہ تھا کہ تو نے مددگار ملائے ہیں عمرو نے پیچھے پھر کر دیکھا آپ نے اس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ کٹ گئیں اور غبار بلند ہو گیا جب کھل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ داڑھی پکڑے ہوئے اس کی چھاتی پر سوار ہیں اور اس کا سر کاٹ رہے ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کی

ایک طرف کا کندھا زمین پر گرا دیا آپ اس کو اسی طرح سے مقتول چھوڑ کر اس کی بیٹے حسل پر کیسے اس کو بھی مار ڈالا ان کی گھوڑی بھاگ گئی عکرمہ بن ابی جہل نے یہ دیکھکر اپنا نیزہ پھینک دیا اور بھاگ گیا ان میں سے جس نے بھاگنا تھا وہ بھی اس کے ساتھ بھاگ نکلا۔ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عمرو کی ضرب کی وجہ سے ان کے سر میں سے خون بہتا تھا۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل علی لعمرو بن عبد ود افضل من عبادۃ الثقلین یعنے علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال فما شبہت قتل علی عمرو الا بما قص اللہ تعالیٰ من قصۃ داؤد علیہ السلام وجالوت حیث قال عز وجل فہزموھم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کے قصہ کے مشابہ ہے جس کا کہ ذکر خدا نے اس طرح پر کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا

عن عبد اللہ بن مسعود قال کان یقرء وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویا عزیزا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح یہ پڑھا کرتے تھے کہ لڑائی میں مومنوں کے لئے اللہ نے علی کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب مہربان ہے۔

عن ابی الحسن المداینی قال لما قتل علی عمرو بن عبدود نعے الی اختہ فقالت من ذا الذی اجترئ علیہ فقالوا علی بن ابی طالب فقالت کانت میتتہ علی ید کفو کریم ما سمعت بافخر من ھذا یا بنی عامر فانشات ۔ لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ + لکنت ابکی علیہ اخر الابد لاکن قاتلہ من لا یعاب بہ من کان یدعی قدیما بیضۃ البلد یعنے ابی الحسن مدائنی روایت کرتے ہیں کہ جب جناب علی نے عمرو بن عبدود کو مارا اور یہ خبر اس کی بہن کو ملی وہ پوچھنے لگی اس کس کا قابو چل گیا لوگوں نے کہا علی بن ابی طالب کا کہنے لگی اس کی موت اپنے بزرگ بھائی بند کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ اے بنی عامر میں نے کوئی اس سے زیادہ صاحب فخر نہیں سنا اور اس کی مرثیہ میں یہ شعر کہے ۔ اگر عمرو کا قاتل اس کے اس قاتل کے سوا کوئی اور ہوتا۔ تو میں ہمیشہ اس پر رویا کرتی۔ لیکن اس کا قاتل ایسا ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ہمیشہ سے شہر کا سردار پکارا جاتا ہے۔ قال فضل اللہ بن روزبہان فی کشف الغمہ روی الجمہور ان علیا لما برز الی عمرو بن عبدود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ فضل اللہ بن روزبہان کشف الغمہ میں ناقل ہیں کہ جمہور اہل سیر روایت کرتے ہیں

کہ جب جناب امیرؑ عمر بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔

غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

ایک غزوہ خیبر ہے جو سنہ ۷ ہجری میں پیش آیا۔ اس وقت جناب علیؑ کی عمر اکتیس برس کی تھی۔ اس تمام قصہ کا خلاصہ ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے سیرۃ النبوۃ میں سلمہ بن الاکوع کی طرف مرفوع کر کے لکھا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں خیبر کو چلے میرے چچا عامر صحابہ میں یہ رجز پڑھ رہے تھے

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + ونحن عن فضلک ما استغنینا + وثبت الاقدام ان لاقینا + وانزلن سکینۃ علینا + یعنے اگر خدا ہم کو ہدایت نہ کرتا نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے ہم تیرے فضل سے مدد چاہتے ہیں۔ پس جبکہ ہم دشمنوں کے سامنے جائیں تو تو ہمارے قدم ثابت رکھیو۔ اور تو ہم پر سکون اور تسلی نازل فرمائیو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے عرض کیا گیا یہ عامر ہے آپ نے فرمایا اے عامر اللہ تجھے مغفرت کرے۔ آپ خصوصیت سے جسکی نسبت دعا فرماتے وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر حضور ہم کو بھی عامر کے ساتھ اس دعا میں سے حصہ دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب ہم خیبر میں پہنچ گئے مرحب یہودیوں کا سردار قلعہ سے باہر نکلا اکڑ کر تلوار ہلا ہلا کر یہ رجز پڑھ رہا تھا ؎ قد علمت خیبر انی مرحب ۔ شاکی السلاح بطل مجرب ۔ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ عامر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے اور رجز کہنے لگے ؎ قد علمت خیبر انی عامر ۔ شاکی السلاح بطل مغامر ۔ تمام خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں۔ آلات حرب میں شوکت والا ہوں دلیر ہوں بے اندیشہ ہوں۔ پس عامر اور مرحب میں وار ہونے لگے مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے کو لگی وہ اچھلا کہ عامر کو گرا دے۔ ان کو اپنی تلوار لگ گئی جس سے رگ ہفت اندام کٹ گئی۔ اس میں ان کی جان تھی۔ بعض صحابی کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اپنے ہاتھ سے مارے گئے ہیں آنحضرت کے حضور میں روتا ہوا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کون کہتا ہے میں نے کہا حضور کے بعض صحابی کہتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ اس کے لئے دو دفعہ کی شہادت کا اجر ہے۔ پھر حضرت نے مجھے جناب علی بن ابیطالب کے بلانے کے لئے بھیجا انکی آنکھیں دکھتی تھیں میں ان کو لیکر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہ علم آج ایک ایسے آدمی کو دینگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے

حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں کو لگایا۔ وہ اچھی ہو گئیں آپ نے علم ان کو دیا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ اپنی بڑائی ہانکنے لگا ؎ قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب۔ اذا اللیوث اقبلت تلھب + واحجمت عن صولۃ المجرب۔ قلت حمای بہ لا یقرب۔ اطعن احیانا وحینا اضرب۔ ان غلب الدھر فانی اغلب۔ والقرن عندی بالدماء مخضب یعنی تمام خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ آلات حرب میں شوکت رکھنے والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں۔ جبکہ معرکہ میں شیر دراتے ہیں۔ آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں مرحب کے حملہ سے ہٹ جاتے ہیں کہ بادشاہ کا حاجب[1] ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار۔ اگر تمام زمانہ مغلوب بھی ہو جائے تو بھی میں غالب ہوں۔ میرے سامنے حریف خون میں لتھڑا ہوا ہے جناب علی نے اسکے مقابل میں یہ رجز بیان فرمائے ؎ انا الذی سمتنی امی حیدرہ + ضرغام آجام ولیث قسورہ۔ عبل الذراعین شدید القصرہ + کلیث غابات کریہ المنظرہ + اکیلکم بالسیف کیل السندرہ + اضربکم ضربا یبین الفقرہ۔ واترک القرن لقاع جزرہ + اضرب بالسیف رقاب الکفرہ۔ ضرب غلام ماجد حزورہ۔ من یترک الحق یقوم صغرہ + اقتل منکم سبعۃ او عشرہ + فکلھم اھل فسوق فجرہ + میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے بہادری کے بیشہ کا درندہ شیر ہوں۔ قوی بازو اور ہمت گردن والا جیسے کہ ڈراؤنی صورت والا جنگل کا شیر۔ میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپوں گا میں تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کا ایک ایک مہرہ جدا ہو جائیگا۔ میں نیزہ کو سخت زمین میں گاڑتا ہوں۔ میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں۔ سیہ رنگ تومند بزدل گھبرئے ہوئے نوجوان کی ضرب ہے۔ اس کے لئے جو حق کو چھوڑتا ہے اور ذلت پہ ٹھیرتا ہے میں ان میں سے سات یا دس آدمیوں کو قتل کروں گا جو سب فاسق و فاجر ہیں۔ پھر جناب علیؓ نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا۔ اور خدا نے ان کے ہاتھ سے فتح عطا کی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب علی علم ایک کو دیتے ہوئے رزمگاہ کو تشریف لے گئے ہم لوگ ان کی خبر معلوم کرنے کو ان کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے قلعہ کے نیچے سخت پتھریلی زمین میں علم گاڑ دیا۔ قلعہ سے ایک یہودی نے کہا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا تم بلند ہو گئے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی۔ ابھی آپ وہاں سے واپس نہ ہوئے تھے کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ ناقل ہے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو علم دیکر روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو لئے جب آپ قلعہ کے پاس پہنچے قلعہ والے نکلے۔ آپ نے ساتھ

[1] حاجب اس زمانہ میں بادشاہ کے وزیر کا لقب ہوا کرتا تھا۔

لڑنے لگے ایک یہودی نے آپکو چوٹ ماری آپ نے ہاتھ سے سپر پھینک دی اور قلعے کے دروازہ کو اٹھا کر سپر
بنا لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ خدا نے ان کو فتح دی پھر آپ نے اس کو پھینک دیا ہم سات آدمی جن میں آٹھواں
میں بھی شریک تھا اس دروازے کو لوٹنے لگے ہم نے نہایت زور مارا لیکن وہ ہم سے نہ لوٹ سکا بریدہ اسلمی
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کے دن ابوبکرؓ نے علم اٹھایا مگر فتح نہ ہوا دوسرے دن حضرت عمرؓ نے علم لیا مگر فتح نہ ہوا پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم یہ علم ایسے آدمی کو دینگے کہ جب تک خدا اس کو فتح نہ دے وہ
نہیں لوٹیگا جب حضرت صبح کی نماز پڑھ چکے تو علم طلب کیا اور جناب علی کو بلایا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں
پھر حضرتؐ نے علم ان کے سپرد کیا انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب جناب علیؑ
قلعہ قموص کے قریب گئے خدا کے دشمن یہود ان پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے آپ نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ آپ دروازہ
کے نزدیک پہنچ گئے آپ کا پاؤں پھسل گیا وہاں آپ غضبناک ہو کر دروازہ کی دہلیز کی طرف اترے اس کو
اکھاڑ کر چالیس گز پس پشت ڈالدیا خدا نے خیبر کو ان کے ہاتھ پر فتح کر دیا عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتا ہے کہ
مجھے اس سے تو تعجب پیدا نہیں ہوا کہ خدا نے انکے ہاتھ سے خیبر کو فتح کیا بلکہ ان کے قلعہ کا دروازہ اکھاڑنے اور
چالیس گز پس پشت پھینک دینے سے تعجب ہوا۔ اور چالیس آدمیوں نے اس کے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی
لیکن وہ نہ اٹھا سکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کی گئی آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ انکی مدد چالیس
فرشتے ان کے مددگار تھے قال علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی فی سیرة الحلبیة ان علیا ضرب مرحبا فتترس عنه بترس فوقع السیف
علی الترس فقدّه وشق المغفر والحجر الذی تحته والعمامة وفلق هامته حتی اخذ السیف فی الاضراس علی بن برهان الدین الحلبی الشافعی
سیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے جب مرحب کو قتل کیا تو آپکی تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر پر پہنچی اور مغفر کو
پھاڑ کر اس پتھر کی ٹوپی کو کاٹ ڈالا جو اس مغفر کے نیچے تھی پھر اس کی دستار کو اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہنچ گئی

واقعہ جمل میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

محمد بن یوسف الکنجی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ کی بیعت مہاجرین و انصار نے اس وقت کی جبکہ پانچ دن تک مدینہ
میں مصری لوگ جناب عثمانؓ کو قتل کر کے غوغا برپا کر رکھا تھا اور موقعی بن حرب العکی ان کا سرغنہ تھا رسول اللہ صلعم کے اصحاب
بیعت کے لئے جناب امیرؑ کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ لوگوں کو امام کے بغیر چارہ نہیں آپ ان سے فرماتے تھے کہ
حالات میں مجھے دخل دینے کی ضرورت نہیں جسے چاہو اختیار کرلو میں راضی ہوں لوگوں نے کہا آپ کے سوا ہم کسی کو نہیں چاہتے
ہم آپ سے زیادہ اس بات کے لئے کسی کو حقدار جانتے ہیں آپ نے فرمایا اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو میری بیعت پوشیدہ نہیں ہو سکتی بعض
ہیں کہ ان کی یہ باتیں آپکے گھر میں ہو رہی تھیں بعض کہتے ہیں کہ بنی مبذول کے باغ میں یہ گفتگو ہو رہی تھی آپ مسجد میں تشریف لے گئے لوگ
بیعت کرنے لگے سب سے اول طلحہ بن عبید اللہ نے بیعت کی ان کا ہاتھ احد کی لڑائی میں ٹوٹ چکا تھا حبیب بن ذویب نے کہا انا للہ وانا الیہ

الیہ راجعون پہلے ہی ٹوٹے ہاتھ نے بیعت کی ہے یہ بیعت پورے ہوتے ہوتے نظر نہیں آتی پھر اُن کے پیچھے زبیر بن العوام نے بیعت کی پھر حضرت عثمان کے چند رشتہ داروں کے سوا سب مہاجر اور انصار آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اور جن لوگوں نے آپکی بیعت نہیں کی اُنکے نام یہ ہیں محمد بن بشیر بن النعمان ۔ رافع بن خدیج ۔ فضالہ بن عبید ۔ کعب بن عجرہ ۔ صہیب بن جنان ۔ اسامہ بن زید ۔ آپکی بیعت ہجرت کے پینتیسویں برس پانچویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن واقع ہوئی ۔ نعمان بن بشیر جناب عثمان بن عفانؓ کا خون بھرا کرتہ جس میں کہ اُنکی بی بی نائلہ کی ترشی ہوئی اُنگلیاں ٹنگی تھیں ۔ جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت اُن کی بی بی نے اپنے ہاتھ کو بڑھا کر قاتل کی شمشیر کو اُنسے رد کرنا چاہا تھا اور کٹ گئی تھیں اپنے ساتھ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا ۔ اور طلحہ و زبیر بھی بیعت سے چار مہینے کے بعد مکہ معظمہ میں چلے گئے ۔ جناب علی نے تمام شہروں میں عامل بھیجدئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کو واپس بلا بھیجا اور معاویہ کے بلانے کے لیے اس مضمون کا خط لکھا ۔ یہ خط امیر المومنین علی کیطرف سے معاویہ کیطرف ہے کہ اگرچہ عثمانؓ صاحب قرابت اور حق دار تھے میں بھی ذو قرابت اور صاحب حق ہوں ۔ خدا تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی مشورت سے لوگوں کی حکومت میرے گلے میں ڈالی ہے دوسرے لوگوں نے بھی انہیں کی رائے کی پیروی کی ہے ۔ جو کچھ کہ اُن کو بھلا معلوم ہوا اس پر انہوں نے عمل کیا اور جس بات سے اُن کو کراہت معلوم ہوئی اس کو چھوڑ دیا تم بہت جلدی میرے پاس چلے آؤ میں نے تمام عاملوں کیطرف لکھ بھیجا ہے کہ میرا عہد اُنکے ساتھ ہرگز نہیں ہے جو بات کہ میرے گلے پڑی ہے میں بھی اُنکے گلے میں وہی ڈالنا چاہتا ہوں اور اس سے میں اپنے دین اور امانت کو خریدنا چاہتا ہوں ۔ مجھے اس سے ہرگز چارہ نہیں ۔ تم میرا خط دیکھتے ہی اپنے چند شریف دوستوں کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ جب وقت آپ اس خط کو لکھ کر فارغ ہوئے مغیرہ بن شعبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ خط کیسا ہے ۔ آپ نے فرمایا میں نے معاویہ کو لکھا ہے اور اُنکو اپنے پاس بلایا ہے ۔ قاصد کے ہاتھ بھیجنا چاہتا ہوں مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ قبول فرماویں تو میں آپ سے ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں آپنے فرمایا بیان کرو ۔ مغیرہ نے عرض کیا معاویہ کے سوا ۔ آپ سے کوئی بگڑ نہیں سکتا ۔ اس کے قبضہ میں شام کا ملک ہے ۔ اور وہ حضرت عثمان کا ابن عم اور اُنکا عامل ہے ۔ آپ سردست اس سے کسی ایسے عہدہ کی بابت کہلا بھیجیں کہ وہ آپ کی اطاعت کرے ۔ جب آپ کے پاؤں خوب جم جائیں پھر جو آپ کی رائے ہو سو کریں ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے اسبات سے خدا تعالیٰ کا حکم روکتا ہے ۔ کہ تو گمراہ کرنے والوں کو اپنا دوست مت بنا خدا کی قسم ہے پروردگا مجھ کو ہرگز مددگار بنتا ہوا نہیں دیکھے گا ۔

بلکہ جس امر پر کہ میں ہوں اسی کیطرف میں اس کو کھینچونگا۔ اگر اس نے مان لیا بہتر۔ ورنہ خدا کے
پاس میرا اور اسکا انصاف ہو جائیگا۔ مغیرہ آپ کے پاس سے اٹھا اور کہنے لگا آج آپ ٹھہرے
رہیں اور کل تک صبر کریں میں کل آپکے پاس آؤنگا پھر دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیئے دوسرے دن مغیرہ
نے کہا کہ امیر المومنین کل جو کچھ کہ میں نے عرض کیا تھا سو کیا تھا۔ آپنے اسے نہیں مانا تھا جب میں رات
کو سونے کے لیے لیٹا تو خیال کیا کہ آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے آپنے جو کچھ کہ لکھا ہے معاویہ کی طرف
بھیجدیں اگر وہ آپکے پاس چلے آئے تو بہتر ورنہ آپ اسکو معزول کر دیں کیونکہ یہ بات شوکت کے مناسب ہے
آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کرونگا۔ یہ کہکر مغیرہ آپکے پاس سے چلا گیا ابن عباس کہتے ہیں
جب لوگ بیعت کر چکے ہیں جناب امیر کیخدمت میں گیا دیکھا مغیرہ خلوت میں جناب امیر علیہ السلام سے
باتیں کر رہا ہے۔ جب وہ چلا گیا میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا مغیرہ آپ سے کیا کہتا تھا۔ آپنے
فرمایا مغیرہ کل میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے عمال معاویہ اور عمرو بن عاص کو عہدے
سے معزول نہ کریں جب تک کہ لوگوں کی شورش فرو ہو جائے پھر ان میں سے جسے چاہیں آپ معزول
کریں میں نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں دین میں ہرگز سستی نہیں کر سکتا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ
جس کو چاہیں معزول کریں لیکن معاویہ کو برقرار رہنے دیں کیونکہ شام کے لوگ اس کے مطیع ہیں اور
اس کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور وہ صاحب جرأت ہے اور اس کے قائم رکھنے میں آپ کے لیے قوی
حجت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسکو حاکم شام بنایا ہے
میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ لوگ دو دن بھی اسکی مدد نہیں کر سکتے مغیرہ میرے پاس سے اٹھ کر چلا
گیا مجھے معلوم تھا کہ وہ اپنے ذہن میں ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ میری رائے ٹھیک نہیں۔ اب پھر لوٹ کر آیا
تھا اور کہتا تھا میں نے پہلی مرتبہ آپکو جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ آپنے میری رائے سے مخالفت کی تھی میں نے یہ خیال کیا کہ جو
آپ کی رائے میں آیا ہے آپ وہی کریں گے اب میں بھی آپکی رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں آپ جسکو چاہیں معزول
کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپکے لیے کفایت کرنیوالا ہے۔ یہ امر شوکت کے مناسب ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر
سے عرض کیا مغیرہ نے پہلی مرتبہ آپ سے بطور نصیحت کہا تھا۔ دوسری مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ آپنے فرمایا پہلے مرتبہ اس نے
مجھے کیونکہ نصیحت کی تھی میں نے عرض کیا معاویہ اور اسکے دوست صاحب دنیا ہیں جب آپ انکو انکے عمل پر قائم رہنے
دیں گے تو وہ آپکے حال سے متعرض نہیں ہونگے اور جبکہ آپ انکو معزول کرینگے تو وہ یہ کہیں گے کہ جناب امیرؑ نے ہمارے خلیفہ کو قتل کر کے
خلافت کو بغیر حق کیلئے لیا ہے اور شام کے لوگوں کو آپکی طرف سے بگاڑ دینگے اسکے سوا میں طلحہ اور زبیر سے بھی مطمئن نہیں کہ وہ
آپ سے بگڑے ہوئے میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ معاویہ کو معزول کریں جبکہ وہ بیعت کرے تو آپ اسکو جگہ سے اکھاڑ سکتے ہیں جناب امیر نے فرمایا

میں تلوار کے سوا اور کسی چیز سے اسے جواب نہیں دونگا میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ بہادر آدمی
ہیں لیکن لڑائی میں آپ کی رائے ٹھیک نہیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ لڑائی
فریب کی ہے آپ نے فرمایا صحیح ہے میں نے کہا اگر آپ میرا کہنا مانیں تو میں نے انکے آنے کے بعد ان سے آپکی
حسب رضا ایسا معاملہ کرونگا کہ وہ پیچھے پھر کر نہ دیکھ سکیں گے اور آپ پر بھی کوئی الزام وارد نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا
اے ابن عباس میں تیرے اور معاویہ کے بھروسہ پر نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا اچھا آپ میری دوسری بات مانیں
اور دروازہ بند کرکے اپنے گھر میں بیٹھ رہیں۔ عرب کے تمام لوگ دوڑ دھوپ کریں گے آپکے سوا کسی کو خلافت کا حقدار
نہیں پائیں گے آپ ان لوگوں سے لڑائی نہ کریں ورنہ حضرت عثمان کا خون آپ کے سر منڈیں گے۔ آپ
نے انکار کیا اور فرمایا تم میرا خط لیکر شام کو چلے جاؤ تمکو وہاں کا حاکم کرتا ہوں ابن عباس نے کہا میرے نزدیک
یہ رائے ٹھیک نہیں۔ معاویہ بنی امیہ میں سے ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن عم اور عامل ہے میں
ہرگز اسپر مطمئن نہیں۔ وہ عثمان کے بدلے میری گردن ماردیگا۔ اور اگر اس سے زیادہ میرے حق میں احسان کریگا
تو مجھے قید کرلیگا اور آپ کی قرابت کی وجہ سے ضرور مجھ پر تشدد کرے گا جب اُس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو گویا آپ پر ہاتھ
ڈالا آپ اپنے خط کو کسی دوسرے کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجدیں اور اسے یہاں بلالیں۔ دیکھئے وہ کیا جواب دیتا ہے۔
جناب امیر علیہ السلام نے سرۃ الجہنی کو خط دیکر معاویہ کے پاس بھیجا جب اسنے معاویہ کو خط دیا تو معاویہ نے برہ کر تین
مہینے تک کوئی اُسکا جواب نہ دیا جب حضرت عثمان کی شہادت کو پورے تین مہینے کا عرصہ گذر چکا تو ماہ صفر کے آخری دنوں میں
معاویہ نے بنی عبس کا ایک آدمی بلایا اور اسکو ایک سادہ خط دیکر کہا کہ تو مدینہ میں دن کو داخل ہو جیو اور لوگوں کے سامنے
جناب امیر کو یہ طومار دیدیجیو اُسنے مدینہ میں پہنچ کر جناب امیر کو طومار دیدیا۔ آپنے جب اسکو کھولا تو بالکل سادہ پایا
آپنے اس سے فرمایا تیرے پیچھے شام کے باشندوں کا کیا حال ہے قاصد نے عرض کیا یا امیر المومنین اگر آپ
مجھے امان عطا فرمائیں تو میں عرض کرسکتا ہوں آپنے فرمایا قاصد کبھی قتل نہیں کیا جاتا وہ کہنے لگا میں اپنے
پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو یہ کہتے تھے کہ ہم قصاص کے بغیر کسی طرح سے راضی نہیں ہوں
گے میں نے ساٹھ ہزار آدمی کو حضرت عثمانؓ کی کرتے کے نیچے روتے ہوئے چھوڑا ہے اور وہ قمیض دمشق کی
مسجد کے منبر پر رکھا ہوا ہے۔ اس میں حضرت عثمان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں بھی ٹکی ہوئی
ہیں جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھ سے عثمان کے خون کے طالب
گار ہیں۔ عثمان کے قاتلوں کو خدا خراب کرے۔ خدا جس امر کا ارادہ کرتا
ہے اس کو اس کی حد تک پہنچاتا ہے۔ عبسی نے کہا مجھے امان ہے۔ آپنے
فرمایا جلد جا تجھے امان ہے۔ وہ وہاں سے اُٹھا کر چلا گیا۔ لوگ باہم گفتگو کرنے

لگے اس کہنے اور کہتے کے قاصد کو ایسی باتیں کرنا کیا مناسب تھا۔ واللہ اگر امیر المومنین اس کو امان
نہ عطا فرماتے ہم اسکو ضرور قتل کر ڈالتے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے اہل شام کے ساتھ لڑائی کا سامان
کیا۔ اور محمد بن حنفیہ کو علم دیا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ کی فوج اور عمرو بن سلمہ کو میسرہ اور ابا لیلے
عامر ابن الجراح کو لشکر کا مقدمہ سپرد کیا۔ قثم بن عباسؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا حاکم بنایا اور عراق میں
جناب عثمان کے حاکم قیس بن سعد کو اور کوفہ میں ابو موسی اشعری کو لکھا بھیجا کہ اہل شام کی لڑائی پر
لوگوں کو امادہ کریں اہل مدینہ سے فرمایا خدا تعالے کی حجت کے پورا کرنے میں تمہارے امیر کو ہر طرح
سے عصمت حاصل ہے تم اسکی اطاعت کرو اور اپنے دلکو غم اور غصہ میں ڈالو اور اس سے سرکش
نہ بنجاؤ۔ شاید پروردگار تمہاری پریشانی کو جمعیت سے بدل دے اور اس خرابی کے بدلے کہ اس قوم نے
تمہارے حق میں سوچ رکھی ہے تمہیں نیکی پہنچائے جناب امیر علیہ السلام لشکر کو شام کیطرف لیجانے
کا تہیہ فرمارہے تھے کہ طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کے برخلاف ہوجانے کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ
وہ بصرہ کیطرف جانا چاہتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ جب طلحہ اور زبیر مدینہ سے مکہ میں چلے آئے جناب ام المومنین
حضرت عائشہ نے جو ایام حج کیوجہ سے مکہ میں فروکش تھیں انسے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ دونوں
صاحبوں نے عرض کی کیا ہم دونوں لوگوں کے غوغا کی وجہ سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں وہاں کے لوگ نہ حق
کو پہچانتے ہیں اور نہ باطل سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ ایسے امور سے اپنے آپکو باز رکھتے ہیں۔ ام المومنین نے
کہا اس غوغا کے فرو کرنے کیلئے ہمکو چڑھائی کرنا چاہیئے طلحہ اور زبیر نے کہا یہ ہم سے کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیا ہم بھی شام کو
چلے جائیں اور معاویہ سے جا ملیں۔ ابو عامرؓ انہیں دنوں میں جناب عثمان کے قتل کے بعد بصرہ سے مکہ میں آیا ہوا
تھا۔ کہنے لگا تمکو شام میں جانیکی ضرورت نہیں وہاں معاویہ کافی ہے۔ تمکو بصرہ میں جانا چاہیئے مجھے وہاں رسوخ
حاصل ہے اور بصرہ کے لوگ طلحہ کیطرف گرویدہ ہیں۔ اور ہم میں طلحہ لائق بھی ہیں بصرہ کیطرف جانیکے لیے سب کی
رائے قرار پائی۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی انکے ساتھ جانے کو آمادہ ہوئیں۔ عبداللہ بن عمرؓ
کو بھی ہمراہی کے لیے کہا گیا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ ہوں جو کچھ وہ کریں گے
میں بھی وہی کرونگا۔ اسلیئے وہ مکہ میں ٹھہرے رہے جناب ام المومنین حفصہؓ نے بھی انکے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن
ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے ان کو روک لیا۔ یعلے بن منبہ نے جو یمن میں حضرت عثمان کا نائب تھا اور ان کے
قتل کے بعد مکہ میں آیا تھا ایک ہزار درہم اور سات سو اونٹ انکے پاس بھیجدیے اور مکہ میں منادی
کرادی کہ ام المومنین عائشہ اور طلحہ اور زبیر بصرہ کو جانے والے ہیں جو شخص دین کی عزت کے لیے
لڑنا اور حضرت عثمان کے خون کا بدلا لینا چاہتا ہے اور اس کے پاس سامان اور سواری نہ ہو

وہ ہمارے پاس آجائے۔ چھ سو سوار اور ایک ہزار پیادہ باشندگان مکہ اور مدینہ کے انکے ساتھ ہو لیے اُن کے سوا اور بھی لوگ ان کے ہمراہ ہو گئے جن کے تعداد تین ہزار کے قریب پہنچ گئی یعلے بن منبہ نے جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری کو ایک اونٹ دیا جسکا نام عسکر تھا۔ دو سو دینار کے بدلے اس کو خریدا تھا اس اونٹ کی نسبت بعض یہ روایت کرتے ہیں کہ عرینہ کے ایک آدمی کے پاس تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اس اونٹ پر سوار تھا کہ مجھے والیہ ابن الجناب ملا۔ اور کہنے لگا۔ تو اس اونٹ کو بیچے گا میں نے کہا ہاں میں بیچتا ہوں۔ اس نے قیمت پوچھی میں نے ہزار درہم بتائی اس نے کہا تو دیوانہ تو نہیں میں نے کہا کیوں۔ میں بخدا کی قسم کہہ کر کہتا ہوں کہ میں اس پر سوار ہو کر کسی کے پیچھے نہیں دوڑا کہ میں نے اسے نہ پالیا ہو۔ اور میرا کسی نے پیچھا نہیں کیا میں اس سے گم نہ ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم یہ اونٹ کس کیلئے مانگتے ہیں۔ ہم اسے جناب ام المومنین کی سواری کیواسطے مانگتے ہیں۔ تو میں نے کہا تم بلا قیمت لے لو۔ وہ کہنے لگا نہیں بلکہ تو میرے ساتھ ایک آدمی کے پاس چل وہ تجھے ایک ناقہ اور درہم دیدیگا۔ میں اس کے ساتھ گیا اُنہوں مجھے چھ سو درہم اور ایک اونٹنی اسکے عوض عطا کی ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی عبداللہ بن عباس کی والدہ ماجدہ نے جہینہ کے بدوؤں میں سے ایک آدمی اُجرت دیکر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں اس خبر کو پہنچانے تک کو بھیجا کہ ام المومنینؓ اور طلحہ اور زبیرؓ بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ پھر جناب ام المومنینؓ نے مکہ سے برآمد ہو کر منزل کیطرف کوچ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا مروان بن الحکم اذان کہہ کر طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس گیا اس وقت اُن دونوں کے بیٹے اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا تم دونوں میں سے کسی ایک کو امیر ہونے کا سلام کہوں اور نماز کا اذان کس سے لوں عبداللہ بن الزبیرؓ نے کہا میرے باپ سے اور محمد بن طلحہؓ نے کہا میرے باپ سے یہ بات ام المومنین عائشہؓ تک پہنچی انہوں نے مروان سے کہلا بھیجا کیا تو ہماری بات کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عتاب نماز پڑھاتے ہیں معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ اگر مروان ظفریاب ہو جاتا تو ضرور آپس میں لڑ مرتے۔ نہ زبیر طلحہ کو اور نہ طلحہ زبیر کو چھوڑنے والا تھا جناب ام المومنینؓ کے ساتھ اور امہات المومنین بھی ان کے وداع کرنے کے واسطے مکہ سے ذات عرق تک نکلی تھیں اسلام کے حالت پر رونے لگیں اور اُن کے ساتھ تمام لوگ رونے لگے۔ اس دن سے زیادہ کوئی رونے کا دن نہیں دیکھا گیا اس لیے اس کا نام یوم النحیب کہا گیا۔ پھر وہ لوگ بصرہ کو نکلے اور جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر لے کر ربیع الاول ۳۵ھ پینتیس ہجری کی آخری تاریخوں میں شام کے قصد پر مدینہ سے باہر نکلے۔ آپ ابھی روانگی میں تھے کہ ام الفضل کے قاصد نے پہنچ کر خبر دی کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنینؓ عائشہ بگڑ کر مکہ سے بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ جب آپ

کو یہ خبر ملی اکابر اہل مدینہ کو بلا کر آپ نے ان کے سامنے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد بیان فرمایا کہ کسبیات کا انجام بخیر نہیں ہوتا جب تک کہ خدا اس کی دوستی نہ کرے پس تم خدا کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے سب کام اچھے کر دیگا۔ جناب علیؓ نے یہ فرما کر شام کی طرف سے اعراض فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طلحہ و زبیر کے بصرہ میں پہنچنے سے پہلے راستے میں ان کو جا لیں اور ان کو واپس لائیں یا ان سے جنگ کریں۔ جب آپ ربذہ میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ وہ بصرہ کے میدان سے بڑھ گئے ہیں۔ علقمہ بن وقاص الیثی کہتا ہے کہ جب اہل بصرہ طلحہ اور زبیر سے بیعت کر چکے تو میں طلحہ سے ملا اکثر میں ان سے علیحدہ ملنا اچھا سمجھتا تھا دیکھا کہ اکثر وہ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے خلوت میں متفکر بیٹھے رہتے ہیں میں نے اُن سے کہا یا ابا محمد میں آپ کو ہمیشہ خلوت میں شگفتہ پایا کرتا تھا اب دیکھتا ہوں کہ اب اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے متفکر بیٹھے رہتے ہیں اگر کوئی بری بات تمہارے پیش آتی ہے تو کوئی نیک امر اختیار کر لو۔ مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی کے حق میں مجھ سے خطا ہو چکی ہے جس کی تو بہ میں سوا اس کے نہیں جانتا کہ اُن کے خون کے طلب میں میرا خون بہایا جائے میں نے کہا آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس بھیج دیں آپ کی زمین ہے اور عیال بھی ہے اگر آپ پر کوئی حادثہ وارد ہو تو وہ آپ کے بعد آپ کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکے کہنے لگے شاید وہ تیری بات مان لے۔ میں نے محمد کے پاس جا کر کہا اگر کوئی حادثہ تیرے باپ پر نازل ہوا اور تو زندہ رہے تو تو اس کی زمین اور عیال کی خبر گیری کر سکتا ہے اس نے کہا میں اپنے باپ سے سواری واپسی کے لیے طلب نہیں کر سکتا۔ روایت ہے کہ طلحہ ان دنوں میں کہا کرتے تھے کہ ہم قبل سے اکثر اس فتنہ کی باتیں کیا کرتے تھے اُنکے دوستوں میں سے کسی نے کہا آپ کا نام فتنہ رکھتے ہیں اور خود اس میں پڑتے بھی ہیں۔ کہنے لگے تجھ پر سخت افسوس ہے۔ کبھی ہم فتحیاب بھی ہوئے ہیں۔ اور کبھی نہیں بھی ہوئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا کہ میں نے اپنے قدم دھرنے کی جگہ کو نہ معلوم کر لیا ہو مگر میں اس معاملہ میں نہیں جانتا کہ مقبل ہوں یا مدبر شہاب ابن طارق کہتا ہے کہ جناب امیر جنگ جمل کے لیے تشریف لائے اور ربذہ میں فروکش ہوئے آپکے لشکر میں میرا ایک رفیق تھا میں اسکے ملنے کیلئے گیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی تشریف آوری کی وجہ پوچھی اس نے بیان کیا کہ طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ حضرت امیر کے برخلاف ہو کر بصرہ کیطرف چلی گئی ہیں اور وہ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریں اور جناب ام المومنین کے ساتھ جنگ کروں تو یہ ایک امر گراں معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب امیر علیہ السلام کے جنگ کر دوں تو یہ بھی مشکل ہے کیونکہ وہ سب مومنوں سے افضل ہیں۔ اسی اثنا میں میں اپنے دوست کے پاس سے اٹھکر جناب امیرؓ کے خدمت میں گیا

اور اسلام عرض کیا - آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں آپ کے پاس بیٹھ گیا - آپ نے میری جانب متوجہ ہو کر ان لوگوں کا تمام تذکرہ بیان فرمایا جب آپ اس قصہ کو بیان کر چکے تو آپ نے نماز کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر لوٹ کر بیٹھ گئے جناب حسن علیہ السلام اٹھ کر آپ کے سامنے جا بیٹھے اور رونے لگے میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا میں نے پھر عرض کیا تھا - اب یہ دیکھئے کہ آپ کل کیسے تنگ موقع میں لڑینگے اور کوئی آپ کا مددگار نہ ہوگا - جناب امیرؑ نے فرمایا کہو تو سہی کیا بات ہے تم ہمیشہ لڑکیوں کی طرح سے روتے ہو تم نے کیا ایسی بات کہی تھی کہ جسکی نسبت تمہارا زعم ہے کہ میں اسے نہیں مانا جناب حسنؑ نے عرض کیا جب لوگوں نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر رکھا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ یہاں سے کسی سمت کو چل دیں جب یہ لوگ جناب عثمان کو قتل کرینگے تو ضرور آپ کو ڈھونڈینگے اور آپ کی بیعت کرینگے - لیکن آپ نے نہ کیا - پھر جب حضرت عثمان شہید ہو گئے اور لوگ آپ سے بیعت کرنے کو آئے میں نے عرض کیا کہ جب تک آپکے پاس تمام عرب کے قاصد نہ آجائیں آپ بیعت نہ لیں - پھر جب طلحہ و زبیر بیعت کے لیے آئے تو میں نے کہا کہ آپ انکا کہنا نہ مانیں اگر تمام امت اجماع کرے تو آپ بیعت قبول کریں اور اختلاف واقع ہو تو آپ قضائے الٰہی پر راضی رہیں - جناب امیر علیہ السلام نے کہا واللہ میں کفتار نہیں بننا چاہتا کہ جب آدمی اسکے بھٹے میں گھستا ہے تو اسکو حیران کر کے اس کے پاؤں میں رسے ڈالتا ہے اور زیاب زیاب پکار کر اسکی نسیں کاٹ دیتا ہے تیرا باپ تو مدبر کو مقبل سے اور عاصی کو مطیع سے اور مخالف کو فرمان پذیر سے رد کرتا ہے پھر خدا جو چاہے سو کرے - پھر جناب امیرؑ نے ربذہ میں طلحہ و زبیر کی طرف خط لکھا کہ اے طلحہ اور اے زبیر تم بخوبی جانتے ہو کہ جب تک لوگوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا میں نے بھی انکا قصد نہیں کیا - تم دونوں نے کسی کے رعب سے دبکر بیعت نہیں کی اے زبیر تو تو شہسوار قریش ہے اور طلحہ تو تو شیخ المہاجرین ہے - قبل اس کے کہ تم اس بات میں پڑتے اس کا چھوڑ دینا تمہارے لیے زیبا تھا - عثمانؓ کے بیٹے موجود ہیں وہ عثمان کے ولی ہیں اور ان کے خون کا مطالبہ کر سکتے ہیں تم دونوں مہاجرین میں سے ہو تم اپنی والدہ کو گھر سے باہر کھینچ لائے ہو جس میں کہ خدا نے اسے قرار سے بیٹھے رہنے کا حکم دیا ہے اللہ تمہارے لیے کافی ہو - والسلام - جناب ام المومنین عائشہؓ کو یہ خط علیحدہ لکھا کہ آپ کو اپنے گھر سے ایسے امر کی طلب کے لیے باہر نکلنا زیبا تھا - جو آپ کی شان کے مناسب ہوتا - اس پر آپ کا یہ زعم ہے کہ اصلاح بین الناس کے سوا آپ کی اور کوئی مراد نہیں - پہلے آپ یہ تو بیان کریں کہ عورتوں کو لشکر کی سپہ سالاری سے کیا سروکار ہے - آپ اپنے زعم میں جناب عثمان کے خون کا مطالبہ کرتی ہیں -

عثمان بنی امیہ میں سے تھے آپ بنی تمیم میں سے ہیں جس نے آپ کو اس امر کے لیے گھر سے باہر نکالا ہے اور اس پر برانگیختہ کیا وہ ایک بھاری گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ خدا سے ڈریں اور اپنے گھر کو واپس جائیں اور ستر کا لحاظ رکھیں۔ پھر جناب امیر علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو اہل کوفہ کیطرف خط دیکر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میں نے تمکو سب شہروں کے باشندوں میں سے انتخاب کیا ہے اور جو امر کہ اس وقت حادث ہوا ہے اس کے لیے میں نے تمہاری طرف توجہ کی ہے پس تم خدا کے دین کے اعوان اور انصار بنو۔ اور ہمارے ساتھ آمادہ ہو جاؤ۔ شاید کہ اس امت میں پھر اصلاح عود کر آئے اور ہم لوگ ایک دوسرے کے بھائی بن جائیں تو دونوں محمد کوفہ کیطرف روانہ ہوئے۔ اور جناب امیرؑ لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ پروردگار نے اسلام کی وجہ سے ہمیں عزت دی ہے اور ہمارا قدم بلند کیا ہے اور ذلت اور باہمی نفرت اور عداوت کے بعد اس کی وجہ سے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے پس جب تک کہ خدا نے چاہا لوگ اس پر چلتے رہے اسلام انکا دین اور حق انکا مذہب اور قران انکا پیشوا رہا یہاں تک کہ یہ ان لوگوں کے ہاتھ میں آپھنسا جنکو کہ شیطان نے پھنسایا ہے اور وہ ضرور اس امت کو بہلانیوالا ہے جسطرح سے اس امت سے پہلے امتوں میں پھوٹ پڑی ہے۔ اس امت میں بھی ضرور پڑے گی ہونیوالے شر سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں (اسکو دوبارہ کر) فرمایا ہونیوالی بات ضرور ہو کر رہے گی اور عنقریب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہونگے پس تم اپنے دین کی تکریم کرو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور انہیں کی سنت کا اتباع کرو۔ اور جو مشکل پیش آئے تم کو اس میں قران کیطرف رجوع کرو۔ جو کچھ کہ قران جتلائے اُسے مانو اور جس سے انکار کرے اسے چھوڑ دو اور اس پر خوش رہو کہ اللہ تمہارا رب اور اسلام تمہارا دین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے نبی ہیں اور قران کے منصف اور پیشوا ہونے پر راضی رہو۔ پھر آپ ربذہ سے ذی قار کی طرف روانہ ہوئے اور دونو محمد کوفہ میں پہنچ گئے ابو موسی کو خط دیا انہوں نے سب کے سامنے پڑھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ رات کو ذی الحجی کے لوگ اکٹھے ہو کر ابو موسے کے پاس گئے اور پوچھا کہ روانہ ہونے کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ابو موسی نے کہا آج تو نہیں میں کل اپنی رائے بیان کرونگا۔ دوسرے روز ابو موسی نے منبر پر چڑھکر بیان کیا کہ دو امر میں ایک آخرت کے واسطے گھر میں بیٹھے رہنا۔ اور دوسرا دنیا کے واسطے گھر سے باہر نکلنا جو ان دونوں میں آسان سمجھو اسے اختیار کرو لیس لوگوں میں سے ان دونوں محمدوں کے ساتھ کوئی چلنے کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ اور وہ دونوں غصہ میں آکر ابو موسی سے سخت سُست کہنے لگے ابو موسی نے کہا

کہ ابھی تک عثمان کی بیعت میرے اور تمہارے آقا کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اگر لڑائی سے چارہ نہیں تو جب تک کہ عثمان کے قاتلوں سے جہاں کہیں کہ ہوں فراغت حاصل نہ ہو جائے کوئی نہیں لڑ سکتا۔ دونوں محمد وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں واپس چلے آئے اور ساری خبر بیان کی۔ آپ نے اشتر سے فرمایا تو ہماری طرف سے ابوموسی کے پاس جا اور اسکی بات پر اعتراض وار دکر تیری بُرائیکے سوا ابوموسی کوفہ کے عمل پر نہیں رہ سکتا۔ جناب حسن کو بھی اپنے ساتھ لیجا اور اس فساد کی اصلاح کر جناب حسن اور اشتر ایسے وقت میں کوفہ میں پہنچے کہ اسوقت لوگ مسجد میں جمع تھے اور ابوموسی انہیں خطبہ سنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے لوگو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہی لوگ ہیں جو شرفیاب صحبت ہوئے ہیں پس وہی لوگ ان لوگوں سے کہ جنکو شرف صحبت حاصل نہیں خدا اور رسول کا زیادہ علم رکھنے والے ہیں تم کو نصیحت کرنا ہمارا فرض ہے یہ فتنہ سخت ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونا والا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا خداتعالی نے ہمکو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ہمارا خون اور مال ایک دوسرے پر حرام کیا ہے جناب حسن علیہ السلام نے کھڑے ہوکر ابوموسی سے فرمایا اے بوڑھے تیری ماں مرے ہمارے عمل سے علیحدہ ہوجا۔ ابوموسی نے عرض کیا آپ آج کی شب مجھے مہلت دیں۔ جناب حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد کیا اے لوگو تم اپنے امیر کی دعوت مانو اور اپنے بھائیوں کی طرف دوڑو۔ امیرالمومنین فرماتے ہیں میں ان دو راہوں میں ایک راہ پر نکلا ہوں یا ظالم ہوں یا مظلوم اگر مظلوم ہوں تو جو شخص میری مدد کریگا خداتعالی اسکی مدد کریگا اور اگر ظالم ہوں تو مجھے پکڑ لیگا۔ خدا کی قسم ہے طلحہ و زبیر وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہی سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلے ہیں آیا میں نے کسی کے مال میں ہاتھ ڈالا ہے یا خدا کے کسی حکم کو بدلا ہے ہے۔ پس تم جلدی کرو اور اچھی بات کو مانو اور بری بات سے بچو۔ عمار بن یاسر نے بھی یہی گفتگو کی۔ امام بخاری جامع صحیح میں ابن مریم عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ جب طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ بصرہ کی طرف چلی گئی جناب امیر نے عمار بن یاسر اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام کو کوفہ میں ہمارے پاس بھیجا جناب حسن نے منبر پر چڑھکر اور عمار بن یاسر نے منبر کے نیچے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بصرہ کو چلی گئی ہیں۔ خدا کی قسم ہے وہ دُنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں خدا نے اس وقت تم کو امتحان میں ڈالا ہے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المومنین کی اور ہر اشتر ہر ایک قبیلہ اور جماعت کو دعوت کرنے لگے۔ لوگ بھی ان کی دعوت کو پذیرائی کرنے لگے ہند بن عمر نے کھڑے ہوکر اپنی قوم سے کہا امیرالمومنین

نے ہمکو بلایا ہے اور اپنے فرزند ارجمند کو بھیجا ہے۔ تمکو انکی بات پذیرا کرنی چاہیے۔ اور انکے حکم کو ماننا چاہیئے اور اپنی رائے سے مدد دینا چاہیئے تم ان کے ساتھ جلد چلو حجر بن عدی نے کہا اے لوگو امیر المومنین کی دعوت کو قبول کرو تم سبکدوش ہو یا زیر بار جس حالت میں ہو دوڑ کر چلو۔ تم سب میں سے اول میں فرمان پذیر ہوں جناب حسن نے فرمایا اب ہم روانہ ہوتے ہیں جو شخص خشکی کے راستہ آنا چاہتا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ دریا کی راہ سے ہماری پاس پہنچ جائے نو ہزار آدمی خشکی کے راستے سے انکے ہمراہ ہو لیے اور دو ہزار اٹھ سو ذی قارمین دریا کے راستہ سے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آپنے عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوار صاحبوں کے ساتھ ان کی ملاقات کی اور آپ بغلگیر ہو کے فرمایا اے کوفہ والو تم نے عجم کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور انکے جھگھٹے کو توڑ پھوڑ کر انکی میراث چھین لی ہے ہم نے تم کو اس لیئے بلایا ہے کہ تم ہمارے اور ہمارے اہل بصرہ کے بھائی بندوں کے درمیان گواہ بنے رہو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو بھی ہماری مراد ہے۔ اور اگر وہ ہٹ کرینگے تو ہم ان سے بمدارا پیش آئینگے یہاں تک کہ وہ ہم پر ظلم شروع کریں۔ میں کوئی رفع فساد کے واسطے اصلاح کی بات اپنر صرف کرنے سے باقی نہیں چھوڑوں گا پھر آپنے قعقاع رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اہل بصرہ کے پاس جانیکا حکم دیا۔ قعقاع انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے جناب امیر نے فرمایا تم جاکر طلحہ و زبیر کو خدا سے ڈراؤ اور ان دونو کو الفت اور جماعت کیطرف دعوت کرو اور فرقت اور مباینت کی برائی جتلاؤ تمہارے جیسا آدمی خود جانتا ہے کہ ایسی معاملات میں کیا کرنا چاہیئے۔ قعقاع بصرہ میں پہنچے اور اول جناب ام المومنین کی خدمت میں گئے اور السلام کے بعد عرض کیا اے مادر مہربان اس شہر آپ کی تشریف آوری کا کیا باعث ہے جناب ام المومنینؓ نے فرمایا۔ میرے بیٹے میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے ہوا ہے قعقاع نے کہا آپ طلحہ و زبیر کو میرے پاس بلادیں تاکہ میں آپ کے مواجہ میں ان سے گفتگو کروں جناب ام المومنینؓ نے ان کو بلا بھیجا جب وہ خدمت میں حاضر ہوئے قعقاع نے ان سے کہا میں نے جناب ام المومنین سے تشریف آوری کا باعث پوچھا تھا۔ آپنے فرمایا کہ میرا آنا صرف لوگوں میں اصلاح پیدا کرنے کے لئے ہوا ہے آپ دو صاحب بیان کریں کہ آپ اس امر میں متابع ہیں یا کہ مخالف دونوں صاحبوں نے کہا ہم متابع ہیں قعقاع نے کہا اب آپ بیان کریں کہ اصلاح کی کیا صورت ہے خدا کی قسم ہے اگر تم نے اس کو ہمیں جتادیا تو البتہ آپ اصلاح کرنیوالے ہیں اور اگر آپ نے انکار کیا تو کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے گی دونوں نے کہا جناب عثمانؓ کے قاتل دیدیئے جائیں۔ قعقاع نے کہا یہ اس وقت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں آتا ہے کہ اس وقت یہ بھڑکتی ہوئی آگ بجھا دی جائے تاکہ مسلمانوں کا خون زمین پہ نہ گرے اس کے

سوا اور کوئی دوسرا علاج نہیں۔ اگر تم نے انکار کیا تو کام بگڑ جائے گا۔ اور اس سے اعراض کرنا علامت
شر اور مال کے تلف ہو جانے کا باعث ہوگا۔ تم لوگوں کو عافیت پہنچاؤ خدا تمہیں عافیت روزی کریگا
تم نیکی کی کنجیاں بنو اور بلا کو مت چھیڑو تاکہ تمہیں اور ہمیں آپس میں نہ لڑوا دے۔ دونوں کہنے لگے تم نے
ٹھیک کہا ہے۔ اگر یہ معاملہ آپ جیسے شخص کے رائے پر چل نکلا تو درست ہو جائیگا۔ قعقاع وہاں سے
واپس چلے آئے اور جناب امیرؑ سے عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگ صلح پر مطلع ہو گئے جسکو
برا معلوم ہوتا تھا برا معلوم ہوا۔ اور جس نے خوش ہونا تھا خوش ہو گیا تمام عرب کے قاصد بصرہ سے
جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو گئے تاکہ اپنے اہل کوفہ کے بھائیوں کی رائے سے واقفیت حاصل
کریں کوفہ والوں نے بھی ان سے بیان کیا کہ صلح کے سوائے کوئی دوسرا خیال ہمارے دل میں نہیں
پھر جناب امیرؑ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد جاہلیت کا اور اسکی برائیوں کا ذکر کیا پھر
آپ نے ارشاد کیا کہ میں کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں جس نے کہ عثمان کے قتل پر اعانت کی ہو وہ
ہمارے ساتھ نہ چلے۔ ذی قارمیں جناب عثمان کے قاتلوں میں سے دو ہزار آدمی جناب امیر کے
لشکر میں موجود تھے رات کو باہم مشورت کرنے لگے انکے رئیس عبداللہ بن سبا جو ابن السوداء کے نام
سے بھی مشہور ہے ان سے کہنے لگا تمہاری عزت اس میں ہے کہ تم لوگوں میں ملے رہو اور جناب علی کا
ساتھ نہ چھوڑو۔ جب صبح ہو تو تم لوگوں میں ملکے لڑنے لگجاؤ جو لوگ کہ تمہارے ساتھ ہونگے وہ بھی ناچار
ہو کر لڑ پڑیں گے جب جنگ چھڑ جائے تو تم نے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے وہ لوگ عبداللہ بن سبا کی رائے
پر متفرق ہو گئے۔ صبح کو جناب امیر قبیلہ بنی عبدالقیس کے پاس جا اترے اور وہاں سے بصرہ کا ارادہ کیا۔ اعور بن سنان
منقری جناب امیر علیہ السلام سے کہنے لگا یا امیر المومنین آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے
فرمایا میں لوگوں میں اصلاح قائم کرنے کے لیے اور اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ کو بجھانے کے لیے آیا ہوں شاید
میری وجہ سے پروردگار اس امت کے تفرقہ کو دور کر دے اور جمعیت عطا فرمائے اور یہ لوگ لڑائی کو چھوڑ دیں
اعور بن سنان نے کہا اگر ان لوگوں نے ہمارے کہنے کو نہ مانا آپ نے فرمایا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں گے تو ہم ان کو
اپنی جان سے زور کے ساتھ ہٹا دینگے۔ اس نے کہا آیا کوئی نظیر ان پر قائم ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ر
(اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب سے کچھ عبارت رہ گئی ہے واللہ اعلم اس لیے ترجمہ
نہیں ہو سکتا) پھر اس کا بیٹا ابو سلام کھڑا ہو کہنے لگا امیر المومنین آپ اس قوم کے ساتھ جنگ
کی تاخیر کرنے میں کوئی حجت مدنظر رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ جب کسی شئے میں کچھ
حکم نہ پایا جائے تو اس میں اس امر پہ حکم کیا جاتا ہے جو احتیاط کے مناسب ہو اور

جس میں نفع عام ہو۔ وہ کہنے لگا پھر ہمارا اور انکا کیا ہونیوالا ہے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو کوئی ہم میں سے اور ان میں سے قتل ہوگا اگر اسکا دِل خُدا کے ساتھ خالص ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر طلحہ اور زبیر اور جناب ام المومنین عائشہ بصرہ سے روانہ ہوکر قصر ابن زیاد کے پاس پہنچی جناب امیرؑ کا لشکر بھی وہاں پر اتنے فاصلہ سے پڑا ہوا تھا کہ یہ انکو اور وہ دیکھا سکتے تھے۔ تین دن تک وہاں پر ٹھہرے رہے سوا صلح کے اور کوئی امر مدنظر نہ تھا۔ اور باہم خط و کتابت جاری تھے۔ اور ان دونوں لشکروں کا ملنا جمادی الآخر کے نصف ۳۶ھ اڑتیس ہجری کو ہُوا۔ جناب امیرؑ اپنے لشکر میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو۔ تُم اپنے ہاتھ اور زبانوں کو ان لوگوں سے روک رکھو جو شخص آج کے دن دشمنی کرے گا وہی کل دشمن قرار دیا جائیگا۔ ادھر جناب ام المومنینؓ ازد کے قبیلہ کے پاس فردکش ہوئیں ان دنوں میں سبزہ بن سجان قوم ازد کا رئیس تھا۔ کعب بن سوار اسکو کہنے لگا۔ جب کہ یہ دونو لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے اترے ہیں تو اب انکا بند رہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں لشکر لہراتے ہوئے دو دریا ہیں۔ تُم میری بات مانو اور تُم ان کے درمیان مت گھسو۔ اپنی قوم کو بھی اِن سے بچائے رکھو۔ مجھے خوف ہے مبادا صلح نہ ہو۔ اور جنگ چھڑ جائے یہ دونو بھائی ہیں اگر باہم راضی ہوگئے تو بھی اور اگر نہ ہوئے تو بھی کل ہم انپر حکم ٹھہریں گے۔ کعب جاہلیت میں نصرانی تھے۔ سبزہ نے ان سے کہا تجھے ڈر ہے کہ تجھ میں نصرانیت کا کچھ بقیہ نہ رہگیا ہو۔ تو مجھے یہ کہتا ہے کہ اصلاح بین الناس سے غائب رہوں اور جناب ام المومنینؓ اور طلحہ اور زبیر کی مدد نہ کروں جبکہ ان لوگوں نے صلح کا ارادہ کیا ہے۔ خدا کی قسم ہے میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔ خباب بن راشد تیم اور عدی اور کفل اور بنی عبد مناۃ اور بنی الیاس کے پنج قبائل کی جمعیت کے ساتھ اور ابوالحر بانی تیم اور بنی عمر کے گروہ کے ساتھ اور ہلال بن وکیع حنظلہ کی قوم کے ساتھ اور سبزہ بن سجان قبیلہ ازد کے ساتھ اور ساجع بن مسعود السلمی بنی سلیم کے ساتھ اور رقر بن الحارث بنی عامر کے ساتھ اور غطفان بن مشبع بنی بکر کے ساتھ اور حارث بن راشد بنی ناجیہ کے ساتھ اور ذوالاحمر حمیری یمن کے لوگوں کے ساتھ جناب ام المومنین کے لشکر میں حاضر تھے۔ پس بنی مضر اپنے بھائی بندوں مضر کے قریب اور ربیعہ اپنے رشتہ داروں ربیعہ کے نزدیک اور اہل یمن اہل یمن کے پاس جو جناب امیر علیہ السلام کے لشکر میں تھے آترے جناب امیر کے لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب اور طلحہ و زبیر کی فوج کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ ان دونو لشکر کے فردکش ہونے کے تیسری شب کو عبداللہ بن عباسؓ کی زبانی جناب امیر نے طلحہ و زبیر کو اور طلحہ و زبیر نے جناب امیر کو سلام کہلا بھیجا۔ اور باہم صلح کے لیے قاصد آمد و شد کرنے لگے اور صلح کی بات دونوں گروہوں میں شائع ہوگئی لوگ نہایت

ہی خوش ہوئے اور صلح پر مطلع ہونے سے شب کو ایسی خوشی سے سوئے کہ ویسے کبھی نہیں سوئے تھے
قاتلان عثمان نے جب لوگوں کی باہمی خط و کتابت کو دیکھا اور صلح کی قرارداد پر مطلع ہوئے نہایت پریشانی
میں پڑ گئے اور تمام رات باہم مشورت کرتے رہے آخر ان کی رائے نے لڑائی کے فتنہ اٹھانے پر اتفاق کیا
ابھی رات کا اندھیرا باقی تھا کہ انھوں نے طلحہ و زبیر کے لشکر پر شبخون مارا۔ اور ان دونوں کے لشکر میں سے
مضر اپنی ہم قوم مضر پر اور ربیعہ ربیعہ پر اسیطرح سے ہر قبیلہ والے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر جو جناب امیرؑ
کے لشکر میں تھے اٹھ پڑے اور لڑائی برپا ہو گئی۔ لوگ حیران تھے کہ کیا معاملہ ہے۔ طلحہ و زبیر کے میمنہ پر
عبدالرحمٰن بن الحارث اور میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب قائم ہو گئے اور خود طلحہ و زبیر قلب میں جا ٹھہرے
اور پوچھنے لگے لڑائی یک بیک کیوں کر چھڑ گئی ہے۔ لوگوں نے جواب دیا اس کی وجہ ہمیں نہیں معلوم تاؤں
کی چھاؤں بھی تھی کہ ہم پر تلواریں پڑنے لگیں طلحہ و زبیر کہنے لگے تا وقتیکہ ہم انکو قتل نہ کریں علی ہماری بات
نہیں مانیں گے۔ ادھر جناب امیرؑ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے یہ لڑائی
کیونکر شروع ہوئی صاحبہ نے عرض کیا کہ جب تک کہ ہم پر خیمے نہیں گرا دیے ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا ہو رہا ہے
پھر ہم بھی سوار ہو گئے۔ اور جنگ شروع ہو گئی جناب امیرؑ نے فرمایا جب تک کہ طلحہ و زبیر قتل نہ ہو جائیں وہ بحارت
کرنیوالے نہیں کعب بن سوار جناب ام المؤمنین کی خدمت میں جا کر کہنے لگے اے مادر مہربان آپ سوار ہو جائیں لڑائی
چھڑ گئی ہے لوگ صلح سے انحراف کر گئے ہیں۔ ان کو ایک ہودج میں سوار کرایا گیا اور ہودج کی چار طرف کو زرہ سے چھپا
دیا جناب امیرؑ نے اپنی فوج میں باواز بلند پکار کر ارشاد کیا۔ اے لوگو میں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسے
بھاگنے ہوئے کا پیچھا مت کرنا اور زخمیوں کا لباس مت اتارنا۔ اور لونڈی اور غلام مت بنانا اور کسی کے
سلاح اور سامان اور کپڑوں کو مت لوٹنا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر
جناب الٰہی میں عرض کیا الٰہی تو دانا ہے کہ طلحہ و زبیر نے مجھ سے بیعت کر کے لڑائی
کی ہے تو جس طرح سے چاہے اور جس چیز کے ساتھ چاہے ان دونوں سے میرے حق میں ہر طرح سے
کفایت کر۔ جناب امیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سواری خاصہ کی خچر شہبا نامی پر سوار تھے
صرف قمیض پہنے اور ردا اوڑھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے زرہ بکتر کچھ بھی لگائے ہوئے
نہیں تھے۔ جب دھوپ خوب نکل آئی آپ دونو صفوں کے درمیان میں جا کھڑے
ہوے اور میدان میں نکل کر زبیر رضی اللہ عنہ کو باواز بلند پکار کر فرمایا۔ زبیر بن العوام
کہاں ہیں ان کو چاہیے کہ میرے پاس آئیں لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین
آپ اس حالت میں زبیر کو بلاتے ہیں باوجودیکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ قریش کے بہادر

شہسوار ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا وہ میرا کچھ نہیں کر سکتے پھر آپ نے پکار کر فرمایا زبیر کہاں ہیں۔ میرے پاس چلے آئیں زبیر اپنے لشکر سے نکلکر جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور اسقدر قریب آ کھڑے ہوئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں اور ان میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے انؓ سے فرمایا۔ اے زبیر تجھے اس فعل پر کس شئے نے اُبھارا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا عثمانؓ کے خون کا بدلا لینے نے آپنے فرمایا اگر تمُ اور تمہارے مصاحب اپنے حق میں انصاف کریں تو خود تم نے انکو قتل کیا ہے لیکن میں تمُ سے خدا کی قسم دیکر اس روز کا تذکرہ پوچھتا ہوں کہ تم سے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر کیا تو علی سے محبت رکھتا ہے تمُ نے عرض کیا تھا یہ تو میرے ماموں کے بیٹے ہیں میں کیوں اُن سے محبت نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا تھا عنقریب تو اس پر خروج کرنیوالا ہے اور تو اس کے حق میں ظلم کریگا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بخدا ایسا ہی ہُوا ہے۔ پھر جناب امیر نے فرمایا میں دوبارہ قسم دیکر تمُ سے اس روز کا تذکرہ بھی پُوچھتا ہوں جبکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنی عبد عوف کے پاس سے تشریف لا رہے تھے اور میں بھی حضرت کیساتھ تھا آپ نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا اور تمُ نے منہ پھیر کر اور حضرت کو دیکھا کر سلام عرض کیا تھا حضرت مجھے دیکھکر اور میں حضرت کو دیکھکر ہنسنے لگے تھے تمُ نے میری نسبت کہا تھا ابن ابیطالب دل لگی نہیں چھوڑتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے زبیر تمُ ان باتوں کو چھوڑدو علی دل لگی نہیں کرتے عنقریب تمُ ان پر خروج کروگے اور تمُ اُن کے حق میں ظالم ہوگے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا گواہ ہے یہ امر بھی ہُوا ہے۔ لیکن میں اس کو بھول گیا تھا۔ اب کہ آپ نے مجھے یاد دلایا ہے میں ابھی واپس چلا جاتا ہوں اگر آپنے اس سے پہلے اس کا تذکرہ کیا ہوتا تو واللہ میں ہرگز خروج نہ کرتا۔ لیکن یہ دیکھو میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی تصدیق کرتا ہوں یہ کہکر زبیر وہاں سے لوٹ پڑے جناب ام المومنینؓ نے ان سے کہا اے زبیر تمہارے بعد فوج کا کیا حال ہوگا زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں کبھی شرک میں، اور اسلام میں کسی موقف میں حاضر نہیں ہُوا کہ مجھے اس کی نسبت پوری بصیرت حاصل نہ ہوگئی ہو۔ میں آج کے دن اپنے معاملہ میں شک رکھتا ہوں قریب ہے کہ میں اپنے قدم دھرنے کی جگہ نہ دیکھ سکوں پھر صف چیر کر........ مکہ کے راستہ کو روانہ ہو ہوگئے اور تمیم کی قوم میں جا اُترے عمرو بن جرموز المجاشعی نے انکی مہمانی کی اور وادی سباع کیطرف ان کے ساتھ ہو لیا دیکھا کہ وہ رفاقت اور موانست کی طلب گار نہیں دھوکا دے کر ان کو قتل کر ڈالا۔ انکی تلوار اور انگوٹھی لے کر جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں فتح کی مبارک باد کے لیے حاضر ہوا اور حضرت کو جناب زبیر کے قتل سے آگاہ کیا۔ آپنے اس سے فرمایا میں تجھے دوزخ کی بشارت

دیتا ہوں یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخی ہوگا ابن جرموز کہنے لگا
انا للہ وانا الیہ راجعون عجب معاملہ ہے کہ اگر ہم آپ کے ساتھ لڑیں تو بھی ہم دوزخی بنیں اور اگر آپ کی
طرف سے لڑیں تو بھی دوزخی بنیں آپ نے فرمایا ابن صفیہ کے واسطے پیشتر سے یہ پیشین گوئی ہو چکی ہے۔
طلحہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے اُن کو بھی میدان میں بلایا اور اپنی فضیلت اور
سبقت کے حقوق ان کو جتائے جس طرح زبیرؓ واپس چلے آئے۔ تھے وہ بھی واپس چلے گئے لوگ فوج سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم
جو انہیں کے گروہ میں تھا اوس نے انکے پاؤں پر تیر مارا یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ جمل کے دن میں نے
طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ شعر پڑھتے سُنا ؎ ندمت ندامۃ الکسعی لما ۔ شریت رضی بنی جرم برغمی ۔ یعنے
مجھے کسعی کی ندامت جیسی حاصل ہوئی۔ جبکہ میں نے اپنے علی الرغم بنی جرم کی رضا کو پورا کرنا اپنے اوپر
گوارا کر لیا۔ کہتے ہیں کہ جب انکو تیر لگا اور ان کا پاؤں زخمی ہو گیا قعقاع رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے اب
آپ جس امر کے طلب گار تھے اس سے اعراض کر چکے ہیں آپ خیمہ کے اندر گھس جائیں گے ان کے پاؤں
سے خون جاری تھا اور کہہ رہے تھے اے پروردگار عثمانؓ کے بدلے تو میری جان کو لیلے تاکہ تو مجھ سے
راضی ہو جائے۔ جب ان کا موزہ خون سے بھر گیا۔ اپنے غلام سے کہنے لگے تو میرے پیچھے سوار ہو جا اور
مجھے گرنے سے تھام لے میرے لیے ایک مکان خرید کر میں اس میں اُتر پڑوں آپ اسی حال سے بصرہ میں
پہنچے اور بصرہ کے باہر ویرانہ میں ایک گھر میں جا اُترے اور انتقال کر گئے ذکر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
کے اصحاب میں سے ایک شخص ان کے پاس سے ہو کر گذرا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کون
ہے اس نے کہا میں جناب امیرؑ کے اصحاب میں سے ہوں طلحہ کہنے لگے جلد اپنا ہاتھ بڑھا کہ میں تیرے
ہاتھ پر بیعت کروں مجھے خوف ہے کہ میں مرجاؤں اور میری گردن میں خلیفہ وقت کی بیعت نہ ہو جب وہ
وفات پا گئے۔ تو بصرہ کے بنی سعد کی قبرستان میں دفن ہوئے اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے
لشکر میں ہلچل پڑ گئی اور بہت جلد بھاگ گئے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج کے لوگ جناب ام المومنینؓ
کی سواری کے اونٹ تک پہنچ گئے۔ جب بھاگنے والوں نے دیکھا کہ لشکر کے لوگ جمل کے پاس پہنچ گئے ہیں جس
طرح سے کہ وہ پہلے ثابت قدم ہو کر لڑ رہے تھے اسیطرح سے یکدل ہو کر لوٹ پڑے اور دونوں لشکر کے
لوگ باہم خلط ملط ہو گئے اس واقعہ سے کوئی واقعہ بڑا یا برابر نہ اس سے پہلے اور نہ پیچھے روایت ہوا
ہے اور نہ ہوگا اور کوئی ایسا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں کہ اسقدر لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر
ڈھیر کے ڈھیر لگ جانے کا ذکر کیا گیا ہو تمام روز یہی کیفیت رہی جب تک کہ فریقین سے بے
تعداد بہادر جمل کے گرد نہ مارے گئے روایت ہے کہ جمل کی مہار ستر آدمیوں نے پکڑی ہوئی تھی ان میں سے

ایک بھی باقی نہ بچا بلکہ سب کے سب مارے گئے ان میں سے محمد بن طلحہ بھی تھے کہ جمل کی مہار پکڑ کر حملہ پر حملہ کرتے تھے اور جب کسی پر حملہ کرتے تو حٰم لا ینصرون پڑھ لیتے انہوں نے یہ شعار جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب کا اختیار کیا ہوا تھا وہ لوگ حملہ کرنے کیوقت اکثر اس آیت کو پڑھ کرتے تھے جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا ہوا تھا کہ محمد بن طلحہ کو کوئی شخص قتل نہ کرے اور نہ انکو ایذا پہنچائے اور زندہ پکڑے۔ شریح بن ابی العبسی نے ان پر حملہ کیا محمد بن طلحہ نے حٰم لا ینصرون پڑھ کر اس کے حملے کو روکا شریح نے ان کو نیزہ مارا جس سے وہ جان سے گذر گئے محمد بن طلحہ بڑے زاہد اور عابد مشہور تھے اور اکثر صلوٰۃ کی وجہ سے سجاد کہے جاتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی اطاعت کیوجہ سے لڑائی میں کام آئے تھے۔ انکی نسبت ان کے قتل شریح بن لوفی العبسی کا قول ہے وہ تکلیف دینے والا نہیں تھا آپ نے ایسا مسلمان کم دیکھا ہے سوا اس کے اور کسی امر پر نہیں مارا گیا کہ علی کا تابع نہیں تھا۔ اور جو کوئی حق کا تابع نہ ہوا آخر کار ندامت اٹھاتا ہے مجھے اس نے حٰم پڑھ کر سنائی باوجودیکہ میرا نیزہ زخم لگانے والا تھا۔ آیا حٰم پیشدستی کے آگے پڑھی جا سکتی ہے۔ میں نے اسکی قمیض کے گریبان کو نیزہ سے پھاڑ ڈالا وہ تڑپتا ہوا ہاتھوں کے بل زمین پر گر گیا۔ ان کے قتل کے بعد جمل کی مہار کو عمرو بن الاشرف نے تھاما۔ جو شخص اس کے قریب جاتا تھا اس کو وہ تلوار سے درخت کے پتے کیطرح زمین پر جھاڑ دیتا تھا۔ حارث بن زہیر الاسدی یہ کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ یا امنا یا خیر ام نعلم۔ اما تری لم شجاع نکلم و تختلی ھام والمعصم اے ہماری ماں اور سب سے اچھی ماں تم نہیں دیکھتے ہو کہ کس قدر تمہارے بہادر بیٹے زخمی ہوئے ہیں۔ اور کس قدر سر اور ہاتھ کٹ کر گر گئے ہیں۔ پس دونوں باہم وار کرنے لگے اور ایک دوسرے کے زخم سے ہلاک ہو گئے۔ بہادروں نے جمل کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ جو شخص کہ جمل کی مہار پکڑتا تھا قتل ہو جاتا تھا اور مہار پکڑتے وقت اپنی حسب نسب کا بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں فلاں شخص ہوں اور میرا باپ فلاں شخص تھا۔ جب عبداللہ بن الزبیر کی نوبت پہنچی تو مہار پکڑ کر چپکے کھڑے ہو گئے جناب ام المومنین نے فرمایا اے شخص تو اپنی حسب و نسب کو کیوں بیان نہیں کرتا۔ عبداللہ عرض کرنے لگے آپکا اور آپ کی بہن کا بیٹا ہوں فرمانے لگیں کیا تو عبداللہ ہے افسوس کیا اسمار میری بہن ناتی رہ جائیگی۔ اتنے میں الاشتر آ پہنچا اور دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی الاشتر نے انکے سر پر چوٹ ماری جس سے خفیف سا زخم آ گیا پھر دونوں دست و گریباں ہو کر کشتی کرنے لگے یہانتک کہ دونوں زمین پر گر گئے ابن زبیر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے مجھکو اور مالک اشتر کو مار ڈالو لیکن وہ پہچان نہیں سکتے تھے کہ مالک کونسا ہے اور عبداللہ کونسا ہے اگر وہ مالک کو پہچان لیتے تو ضرور مار ڈالتے پھر دونوں ایکدوسرے سے جدا ہو گئے۔ الاشتر کہا کرتے تھے جمل کے روز مجھے ایک بہادروں کی جماعت کا سامنا ہوا

لیکن جو مجھے ابن الزبیر اور عبدالرحمن بن عتاب کیساتھ جنگ کرنے میں دقت پیش آئی وہ کسی سے پیش نہیں آئی
میں نے اکثر ہیبت ناک بہادر دل ثابت سینہ جوانوں کا سامنا کیا ہے مگر قریب تھا کہ میں ان دونوں سے
نجات نہ پاتا میں اپنے دل میں کہتا تھا کاش میرا ان سے سامنا نہ ہوتا۔ اس روز کے ایسے ایسے اتفاقات
کثرت سے روایت ہوئے ہیں۔ دونوں لشکروں میں سے جمل کے گرد جس قدر لوگ مارے گئے اُن کا
شمار مشکل ہے اور جس قدر کہ ہاتھ اور بازو کٹ کٹ کر گرے تھے ان کی گنتی ہی نہیں تھی جناب امیر علیہ السلام
یہ دیکھ کر چلائے کہ اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو۔ جب لوگوں نے اس کے پاؤں کاٹنے کا ارادہ کیا۔ اور
متفرق ہو کر دوڑے بجیر بن دلجۃ الکلبی نے جلدی سے دوڑ کر اس کی ٹانگ کاٹ ڈالی اور وہ ایک
پہلو کے بل زمین پر گر گیا گرتے ہوئے ایسی ہولناک آواز نکالی کہ کبھی سننے میں نہیں آئی تھی جب
اس کا ہودج زمین پر گرا تو ایک سخت شور برپا ہو گیا۔ تیروں کے لگنے کی کثرت سے ہودج خار پشت
کی نظیر بنا ہوا تھا لوگوں نے اس کے ارد گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور جس نے بھاگنا تھا بھاگ نکلا جناب امیر
علیہ السلام نے منادی کرا دی کہ کوئی بھاگنے والا کا پیچھا نہ کرے اور زخمیوں کے کپڑے نہ اتارے اور
کسی خیمہ میں نہ گھسے اور ہتھیار اور کپڑے اور سامان نہ لوٹے پھر اپنے مقتولوں کے درمیان میں سے ہودج
کے اٹھانے کا حکم دیا۔ اور ام المومنین کی خدمت میں انکے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھیجکر حکم دیا کہ اس
ہودج کے گرد خیمہ برپا کر دیں اور خود ملاحظہ کریں کہ جناب ام المومنین کو کوئی تیر وغیرہ نہیں لگا۔ محمد بن ابی بکر نے
ہودج میں سر ڈالکر دیکھنا چاہا ام المومنین نے فرمایا تو کون ہے محمد بن ابی بکر نے عرض کیا میں آپکا
قریب اہل ہوں فرمانے لگیں کیا تو اسماء بنت عمیس خثعمیہ کا بیٹا ہے محمد بن ابی نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں
ام المومنینؓ نے فرمایا اے میرے باپ کی یادگار خدا کا شکر ہے کہ جس نے تجھے سلامت رکھا ہے رات
کے وقت محمد بن ابی بکر نے ان کو بصرہ میں داخل کیا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے گھر میں صفیہ بنت
الحارث بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار کے پاس جو ام طلحہ الطلحات کے نام سے مشہور
تھیں جا اتارا۔ اور زخمیوں کو رات بھر کے آسائش ملی اور بصرہ میں داخل ہو گئے اور جناب امیرؑ نے
بصرہ کے باہر نزول اجلال فرمایا اور مقتولوں کے دفن کا حکم دیا۔ لوگ بصرہ سے نکلکر ان کو دفن کرنے
لگے۔ جناب امیرؑ خود بدولت ہر ایک مقتول کی لاش پر تشریف لے جاتے تھے جب کعب بن سوار
کی لاش پر پہنچے تو فرمایا کہ تم لوگوں کا زعم تھا کہ بجز چند احمقوں کی کوئی اس گروہ کا شریک نہ
ہو گا واللہ کعب بن سوار تو بڑے اچھے آدمی تھے۔ پھر عبدالرحمن بن عتاب کو دیکھکر فرمایا یہ
شخص قوم کا یعسوب تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ لوگ ہر وقت اسکے ارد گرد چکر کرتے تھے اور انعام کے

حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس جمع رہتے تھے وہاں سے طلحہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچے اور کہنے لگے
انا للہ وانا الیہ راجعون یا ابا محمد افسوس ہے ۔ میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قریش کو اس طرح سے خون میں
تڑپا ہوا پاؤں ۔ واللہ یا ابا محمد کسینے یہ شعر کیا اچھا کہا ہے ۔ فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ + اذا ماھو
استغنی ویبعدہ الفقر ۔ ایک جوان تونگری میں اپنے دوست کو اپنے قریب بٹھایا کرتا تھا جب وہ اسکا
دوست توانگر ہوگیا تو وہ اس کی فقیری کی وجہ سے اس سے دوری اختیار کرنے لگا ۔ پھر محمد بن طلحہ کو پڑا
ہوا دیکھکر فرمایا اسے اس کے باپ کی اطاعت نے مار ڈالا ہے پھر آپ نے تمام اہل کوفہ اور اہل بصرہ
کے مقتولوں کا جنازہ پڑھ کر سبکو ایک بڑی قبر میں دفن کیا ۔ اور دونوں لشکروں کے ہتھیار اور کپڑے
جمع کر کے مسجد میں رکھوا دی اور فرمایا کہ ہتھیاروں کے سوا لوگ اپنی اپنی چیز کو پہچان کر لے جائیں ۔ اور
ہتھیاروں کو خزانہ میں جمع رکھنے کے لیے فرمایا کیونکہ وہ غلبہ سے حاصل ہوئے ہیں پھر آپ بصرہ میں
تشریف لے گئے تمام بصرہ والوں نے یہاں تک کہ زخمیوں نے اور پناہ مانگنے والوں نے بھی اپکی بیعت
کی ۔ بیعت لیکر آپ جناب ام المومنینؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے سلام علیک کر کے انکے پاس بیٹھ
گئے ۔ پھر جناب ام المومنینؓ نے مقتولوں کی نسبت استفسار کیا کہ دونوں لشکروں میں سے کون کون مارے
گئے ہیں جب ان سے مقتولوں کے نام بیان کئے گئے فرمانے لگیں خدا ان پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا
یہ کیونکر ہو سکتا ہے فرمایا کہ میں اسیطرح سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فلاں فلاں شخص جنت
میں ہونگے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان دونو لشکروں میں سے جس کسی کا دل خدا کے
لیے خالص تھا اور مارا گیا خدا اسکو جنت میں داخل کریگا پھر جناب ام المومنینؓ کے لیے سواری اور زاد
راہ وغیرہ کا سامان کر کے انکو مکہ کیطرف روانہ کرنا چاہا اور جو لوگ کہ بصرہ میں قیام کرنا پسند کرتے تھے
ان کے سوا جسقدر کہ لوگ حضرت ام المومنین کے لشکر کے اس واقعہ کے بعد بچ گئے تھے ان کی بیعت میں روانہ
کئے اور اہل بصرہ کی چالیس عورتیں ان کے ساتھ بھیجیں اور ان کے ساتھ ان کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی روانہ
کیا اور کوچ کے روز خود بدولت تشریف لائے اور انکی خدمت میں ٹھہرے رہے ۔ جناب ام المومنین فرمانے
لگے واللہ میرے اور علی کے درمیان کوئی پہلے دشمنی نہیں تھی بلکہ ایسی محبت تھی جیسے کہ عورت کو اپنے سسرال والوں
سے ہوا کرتی ہے ۔ جناب امیر نے فرمایا سچ فرماتے ہیں ۔ سوا اس امر کے ہمارے درمیان میں کبھی کسی
قسم کا کوئی تنازع نہیں ہوا وہ دنیا اور آخرت میں ہماری نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کی بیوی ہیں ۔ پھر جناب ام المومنینؓ مکہ کی طرف روانہ ہوئیں اور
جناب امیرؓ بھی چند میل تک بطریق متابعت انکے ہمراہ گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں کو پوری

ایک دن تک انکی مشایعت میں رہنے کے لیے بھیجدیا جناب ام المومنینؓ حج کے دنوں تک مکہ میں رہیں پھر مدینہ کو تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؑ اہل بصرہ کے بیعت سے فارغ ہوچکے جس قدر کہ لوگ اُن کی رکاب سعادت میں حاضر واقعہ ہوئے تھے بیعت المال کو اُن پر تقسیم کرنے کا حکم دیا چنانچہ ہر ایک آدمی کو پانسو دینار عطا ہُوا آپ نے فرمایا اگر خدائے پاک نے اہل شام پر ظفریاب کیا تو ہر ایک کو اتنا ہی انعام دیا جائے گا قعقاع رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جمل کی لڑائی کے ساتھ صفین کی لڑائی کو کچھ مشابہت نہیں اگر تم ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نیزوں کے منہ اپنے سینہ پر دہر کر چھاتی کی طاقت سے ان کی بھالیں جمل والوں کے بدن میں چبھوتے تھے اور وہ بھی ہمسے یہی معاملہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن سنان الکاہلی کہتے ہیں کہ جمل کے دن ہم نے اس قدر تیر چلائے کہ ہمارے ترکش خالی ہوگئے اور اس قدر نیزے مارے کہ ان کی بھالیں ٹوٹ گئیں۔ ہمارے سینے اور ان کے سینے مثل چھلنی کے سوراخ سوراخ ہوگئے تھے۔ جناب امیرؑ نے چلاکر فرمایا تھا کہ اے مہاجرین اور انصار کے نورچشمو تلواریں کھینچ لو سروں کے خود پر تلواروں کے پڑنے کی صدا بالکل دھوبیوں کے پٹے کی آواز کے مشابہ تھی۔ مدینہ کے لوگ مغرب سے پہلے اس واقعہ سے آگاہ ہوگئے تھے۔ اور اسکی خبر انکو یوں ہوئی کہ اکثر چیلیں مقتولوں کے اعضا کو لیکر اُڑجاتی تھیں۔ چنانچہ ایک ہاتھ کوے کر اڑی وہ مدینہ میں اسکے پنجہ میں سے گرگیا۔ لوگوں نے اسے اُٹھاکر دیکھا اسکی انگوٹھی کا نقش پڑھا گیا اس پر عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا۔ اس طرح سے مکہ اور مدینہ کے مابین کے باشندے بھی اس سے مطلع ہوگئے تمام مورخ جناب امیرؑ کے مقتولوں کی تعداد ایک ہزار ستر تک بیان کرتے ہیں۔ اور کل لشکر کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ اور اصحاب جمل کے مقتولوں کی تعداد سترہ ہزار سات سو نوے آدمی بیان کرتے ہیں اور انکے لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نصف سے زیادہ مارے گئے تھے۔

جنگ صفین میں جناب امیرؑ کی شجاعت

کمال الدین بن طلحہ الشافعی مطالب السؤل میں لکھتے ہیں ایک ان میں سے صفین کی لڑائی ہے جس میں جناب امیر علیہ السلام کو متعدد واقعات پیش آئے اسکا ہر ایک واقعہ ایسا ہے جس کے سننے سے بہادر آدمی کا دل کانپ اُٹھتا ہے اور بچہ بوڑھا ہوجاتا ہے جب جناب امیر علیہ السلام نے معرکہ جمل سے فراغت پاکر کوفہ کا قصد کیا اور جناب عثمانؓ کے عامل ہمدان جریر بن عبداللہ البجلی اور عامل آذربیجان اشعث بن قیس کو بلابھیجا اور ان سے بیعت لیکر عمل پر بدستور سابق رہنے دیا۔ پھر بصرہ

سے آپ باہر نکلے اور فوج آراستہ کرکے معاویہؓ اور اہل شام کی لڑائی کے لیے لوگوں سے امداد کے خواستگار ہوئے۔ یہ بات معاویہؓ کو بھی معلوم ہوگئی۔ اس نے اپنے وزیر عمرو بن العاص سے مشورہ کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا جبکہ جناب امیر بذات خاص لڑنے کو نکلے ہیں تجھے بھی بذات خود انکی لڑائی کے لیے نکلنا مناسب ہے معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لیکر خط لکھا اور فوج آراستہ کرکے ایک علم عمرو بن عاص کے لیے اور ایک اس کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور محمد کے لیے اور ایک اس کے غلام کے سپرد کیا۔ پھر دونوں یعنے جناب امیرؑ اور معاویہؓ ایک دوسرے کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور فرات پر جا ملے۔ جناب امیر علیہ السلام نے ابو عمر اور بشر بن محصن انصاری اور سعد بن قیس الہمدانی اور شبیب بن ربعی التیمی کو بلاکر کہا تم اس شخص یعنے معاویہؓ کے پاس جاؤ۔ اور اطاعت اور جماعت کی طرف دعوت کرو۔ شاید کہ خدا اسے ہدایت کرے اور اس امت کے باہمی تفرقہ کو مٹا دے جس روز وہ لوگ بطریق سفارت معاویہ کے پاس گئے۔ اس روز یکم ذی الحجہ ۳۶ھ چھتیس ہجری کی تاریخ تھی اوّل بشیر بن عمرو الانصاری نے خدا کی صفت و ثنا کے بعد معاویہ سے کہا۔ اے معاویہ دنیا تجھ سے زائل ہونیوالی ہے اور تو آخرت کی جانب رجوع کرنیوالا ہے۔ خدا تجھ سے حساب لینے والا اور جزا دینے والا ہے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اس امت میں تفرقہ مت ڈال اور لوگوں کا خون زمین پر مت گرا معاویہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا کبھی تو نے اپنے دوست۔ اسلام میں سبقت رکھنے والے صاحب فضل صاحب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کو یہ وصیت کی ہے لے ابن عمر تو بیان کر کیا کہنا چاہتا ہے بشیر بن عمر نے کہا میں تجھے خدا سے ڈرنے اور جو کچھ کہ تیرا ابن عم تجھے کہتا ہے اس کے ماننے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ اس نے تجھے دنیا و آخرت کی نسبت اختیار دیا ہے۔ معاویہ کہنے لگا کیا میں عثمان کے خون کا دعویٰ چھوڑ دوں۔ واللہ میں کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔ پھر سعد بن قیس اور شبیب بن ربعی گفتگو کرنے لگے۔ معاویہ نے ان کی گفتگو کی طرف التفات نہ کرکے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ میرے پاس تلوار کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ شبیب نے کہا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ہے ہم تجھ سے پہلے تلوار کے ساتھ تیری طرف عجلت کرنے والے ہیں یہ کہ کر وہ معاویہ کے پاس سے واپس چلے آئے اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا۔

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔ کہ معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے قدوم سے پیشتر صفین پر پہنچ کر اپنے لشکر کے لیے ایک عمدہ موقع اختیار کرلیا فرات پر اترنے والے کے واسطے اس گرد نواح میں اس مقام سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس مقام کے سوا اور وہاں بڑے بڑے اونچے ٹیلے تھے جہاں پر سے گھاٹ دور تھا

اور پانی کا لینا دشوار تھا۔ معاویہ نے ابوالاعور السلمی کو جو اس کے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا چالیس ہزار آدمی کے ساتھ گھاٹ کی راہ بند کرنے کے لیے متعین کیا۔ جناب امیرؑ اور جناب امیرؑ کے لشکر کے نوے ہزار عراق کے باشندے وہاں پہنچ کر تلواریں اپنے کندھے پر دھرے ہوئے تمام رات پیاسے پڑے رہے۔ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ ان لوگوں کو بھی پانی پینے کے واسطے چھوڑ دینا چاہیئے معاویہ نے جواب دیا۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا جس طرح عثمان پیاسے مرگئے میں اسیطرح سے یہ لوگ بھی پیاس سے مرجائیں تو بہتر ہے۔ جناب امیرؑ نے اشعث کو حکم دیا کہ چار ہزار سوار لیکر معاویہ کے لشکر میں گھس جاؤ اور ان کو پریشان کرکے اپنے آدمیوں کو پانی پلاؤ ہم باقی سوار اور پیادے لیکر تمہارے پیچھے آتے ہیں اشعث وہاں سے روانہ ہوئے اور جناب امیرؑ ان کے پیچھے ہولیے اور معاویہ کی فوج میں گھس گئے ابوالاعور کی فوج کو گھاٹ کے راستہ سے ہٹادیا جس مقام پر کہ معاویہ ٹھہرا ہوا تھا وہاں جا اُترے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا یا اباعبداللہ اس شخص کی نسبت تیرا کیا خیال ہے جس طرح سے ہم نے اس کو پانی سے روک رکھا تھا یہ بھی ہمیں روکا دے گا۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا جب تک کہ تو اس کے اطاعت میں داخل نہ ہوجاوے یہ تجھے پانی کا ایک قطرہ دینے پر بھی راضی نہ ہوگا معاویہ نے جناب امیرؑ کی خدمت میں آدمی بھیجکر گھاٹ کی آمد و رفت اور اپنے لشکر کے لیے پانی پینے کے واسطے اذن مانگا۔ جناب امیرؑ علیہ السلام نے ان کو اذن عطا فرمایا۔

پھر جناب امیر اپنے دوستوں میں سے ایک ایک قوم کے بزرگ کو سوار دیکر جنگ کے لیے میدان میں بھیجنے لگے۔ ان کے مقابلہ میں معاویہ بھی اپنے دوستوں کی ایک جماعت بھیجتا رہا اور باہم لڑائی ہوتی رہی۔ کبھی جناب امیرؑ خود بدولت اور کبھی مالک اشتر اور کبھی حجر بن عدی الکندی اور کبھی زیاد بن حفص التیمی اور کبھی سعد بن قیس الریاحی اور کبھی قیس بن سعد الانصاریؓ لڑنے کے لیے نکلا کرتے تھے اور معاویہ کی طرف سے کبھی عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید اور کبھی ابالاعور السلمی وغیرہ میدان میں آیا کرتے تھے۔ ذی الحجہ کے تمام دنوں میں اسیطرح پر جنگ ہوتی رہی کبھی کبھی دن میں دو دو دفعہ بھی لڑائی ہوجاتی تھی۔ جب محرم کا مہینہ آگیا تو ہجری سینتیسواں سال شروع ہوا۔ قاعدہ عرب کے مطابق لڑنا ملتوی کردیا گیا۔ اور طرفین میں صلح کی امید پر قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوئی لیکن آخر محرم تک صلح کی کوئی بات قرار نہ پاسکے۔ صفر کی پہلی تاریخ کو جناب امیرؑ نے اہل شام میں منادی کرنیکا حکم دیا۔ کرلے شاما دلو

امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے تم کو حق کی طرف بلایا تم نے اس کی طرف التفات نہیں کی اور تم سرکشی سے باز نہیں آئے اور نہ تم نے اطاعت قبول کی خدا تعالے خیانت کرنیوالوں کو پیار نہیں کرتا۔ پھر جناب امیر نے کوفہ کے سواروں پر مالک اشتر کو اور بصرہ کے سواروں پر سہل بن حنیف کو اور کوفہ کے پیادوں پر عمار بن یاسر کو اور بصرہ کے پیادوں پر معر بن فدکی کو مقرر کرکے اپنا علم ہاشم بن عتبہ کو دیا اور میدان میں تشریف لے آئے۔ معاویہ بھی اپنی شامی فوج کے ساتھ میدان میں آ کھڑا ہوا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو شام کی فوج میں سے ایک دلاور تجربہ کار شہسوار مخراق نامی باہر نکل کر دونوں صفوں کے درمیان میں آکر مبارز طلب کرنے لگا اہل عراق میں سے عبید المرادی اس کے مقابلہ کو نکلا پہلے باہم نیزہ بازی کرتے رہے پھر تلوار لگانے لگے۔ شامی نے اسکو مار ڈالا اور گھوڑے سے اتر کر اسکا سر کاٹ کر پیشانی کے بل زمین پر اوندھا کرکے رکھدیا اور گھوڑے پر چڑھ کر مبارز طلب کرنے لگا۔ ازد کے قبیلہ کا ایک نوجوان مسلم بن عبدالرحمٰن نامی اس کے مقابلہ کو نکلا اس شامی نے اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو اس سے پہلے جوان کے ساتھ کیا تھا یہ کرکے پھر مبارز طلب کرنے کو کھڑا ہوا جناب امیر علیہ السلام لباس بدل کر اسکے مقابلہ کو نکلے شامی انکو پہچان نہ سکا۔ جناب امیر نے ملیند ستی کرکے کندھے پر تلوار ماری کہ اس کی ایک طرف کا کندھا کٹ گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ گھوڑے پر سے اترے اور اسکا سر تن سے جدا کرکے اس کا منہ آسمان کی طرف پھیر کر زمین پر رکھ دیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر مبارز طلب فرمانے لگے شام کا ایک اور شاہسوار آپ کے مقابلہ پر نکلا آپ نے اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو اس کے پہلے دوست کے ساتھ کیا تھا اس طرح سات سوار یکے بعد دیگرے آپ کے مقابلہ پر نکلے آپ ان کے ساتھ اسی طرح سے پیش آئے جس طرح سے کہ پہلے شامی سوار کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یہ دیکھکر شام کے لوگ آپکے سامنے سے ہٹ گئے پھر اور کوئی آپ کی مبارزت پر پیش قدمی نہ کرسکا۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان میں ٹہلنے لگے تغیر لباس کی وجہ سے شامی حضرت کو نہیں پہچان سکتے تھے معاویہ کا ایک غلام تھا جسکو کہ حرب کہتے ہیں۔ یہ شخص بہادری میں شہرۂ آفاق تھا معاویہ نے اس سے کہا اے حرب تو اس سوار کے مقابلہ میں جا اور اسکو قتل کرکے میرا جی ٹھنڈا کر تو دیکھتا ہے کہ اس نے تیرے کتنے دوست مار ڈالے ہیں۔ حرب کہنے لگا میں اس سوار کے مرتبہ کو خوب تاڑ چکا ہوں۔ اگر تیری تمام فوج بھی اسکے مقابلہ پر نکلے گی تو یہ اسکو بھی فنا کر دیگا اگر تیرا یہی منشا ہے کہ میں اسکے مقابل جاؤں تو یہ سمجھ لے کہ اسکے ہاتھ سے میری موت آچکی ہے ورنہ اسکے سوا کسی اور کے مقابلہ میں بھیجکر دیکھ لے۔ معاویہ کہنے لگا میں ہرگز تیری موت کا خواستگار نہیں۔ تو

اپنی جگہ پر ٹھہر۔ تاکہ تیرے سوا کوئی اور شخص اس کے مقابلہ کو نکلے جناب امیر علیہ السلام باآواز بلند فرمانے لگے اے شامیوں تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی نوجوان میرے سامنے نہیں آتا۔ پھر آپ نے اپنے سر اقدس سے مغفر اٹھایا سب لوگ آپکو پہچان گئے اور آپ اپنے لشکر کیطرف واپس ہوگئے پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے تھے شام کے بہادروں میں سے ایک شخص جو کریب بن الصباح کے نام سے مشہور تھا میدان میں دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہوکر مبارز طلب کرنے لگا۔ عراق کے لوگوں میں سے ایک شہسوار جسکا نام مرقع الخولانی تھا اس کے سامنے گیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حارث الحکمی اس کے ساتھ لڑنے کو نکلا وہ بھی اسکے ہاتھوں سے مارا گیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اسکی جلادت کو دیکھا اور خود بدولت سوار ہوکر اسکے سامنے تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے جواب دیا مجھے کریب ابن الصباح الحمیری کہتے ہیں آپ نے فرمایا اے کریب میں تجھے کہتا ہوں کہ تو اپنے دل میں خدا کا خوف کر میری نگاہوں میں تو بہادر معلوم ہوتا ہے پس اگرچہ ہمارا احال ہو وہی تیرا بھی ہو تو بہتر ہے۔ تو خدا کے عذاب سے اپنی جان کو بچا۔ کہیں معاویہ تجھے جہنم میں نہ لیجائے کریب نے کہا یا علی اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لائیں۔ یہ کہکر وہ اپنی تلوار کو چمکانے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس کے پاس جاکر اپنی تلوار کو میان سے باہر کیا۔ ایک آدھ گھڑی تک آپس میں چوٹیں چلتے رہے۔ جناب امیر نے سبقت فرماکر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہوکر زمین پر گر گیا۔ آپ اس سے فارغ ہوکر پھر شامیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ابل من مبارز پکارنے لگے اس کا بھائی حارث الحمیری آپ کے مقابلہ پر نکلا آپنے ایک ہی وار میں اس کا کام بھی تمام کیا۔ اسی طرح چار آدمی اس روز آپ کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ لڑتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین یعنے حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے تم پر زیادتی کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے پھر آپ نے چلا کر فرمایا اے معاویہ میری اور تیری لڑائی ہے بیچ میں عرب کا ناحق کام تمام ہوا جاتا ہے تو خود میرے سامنے آتا کہ جو فتحیاب ہو میدان اسی کے ہاتھ میں رہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ مجھے آپ کے مقابلہ کی ضرورت نہیں آپ نے غضب کے یہ چار خونخوار درندے مار ڈالے اب انہیں پر آپ کفایت کریں۔ معاویہ کی فوج میں سے عروہ بن داؤد چلایا کہ اے ابن ابی طالب اگر معاویہ آپ کے مقابلہ سے ڈرتا ہے آپ میرے مقابل تشریف

لائیں۔ جناب امیرؑ اس کی طرف بڑھے۔ عروہ نے پیش قدمی کر کے ایک وار چلایا جو اوچھا پڑا جناب امیرؑ نے بڑھ کر ایسی ضرب لگائی کہ وہ قتل ہو کر گر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ سیدھا جہنم کو چلا جا۔ عروہ کا مارا جانا شامیوں پر نہایت گراں گذرا کیونکہ وہ ان کے مشہور بہادروں میں سے شمار ہوتا تھا۔ اتنے میں رات ہو گئی اور حضرت امیر اپنی فوج میں واپس ہو آئے پھر ایک اور روز ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونوں لشکر بالمقابل کھڑے ہوتے تھے۔ جناب امیر حسب معمول دونوں لشکروں کے درمیان ٹہل رہے تھے عمرو بن عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ جناب امیرؑ نے اپنا بھیس بدلا ہوا تھا کہ کہیں معاویہؓ آمنا سامنا ہو جائے اور یہ روز کا جھگڑا نبٹ جائے۔ اس وجہ سے وہ حضرت کو پہچان نہ سکا اور میدان میں نکلا اور رجز پڑھنے لگا۔ یا قادۃ الکوفۃ یا اہل الفتن + اضربکم ولا اری ابا الحسن + اے کوفہ کے سپہ سالار۔ اور اے فتنہ کے جگانے والو۔ میں مار ڈالوں گا۔ اور ابا الحسن کا لحاظ نہیں کرونگا جناب امیرؑ علیہ السلام نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا آپ نے مل کر اسے نیزہ مارا نیزہ اس کی زرہ کے حلقہ میں گڑھ گیا۔ اور وہ جھٹکا کھا کر زمین پر گرا۔ اس کو یہ خوف پیدا ہوا کہ جناب امیرؑ اب مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت امیرؑ نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے لشکر میں واپس چلے گئے عمرو بن عاص وہاں سے اٹھکر خوش خوش معاویہؓ کے پاس آیا معاویہؓ اسے دیکھکر ہنسنے لگا۔ عمرو بن عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو کیوں ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری شرمگاہ بھی اسیطرح ننگی ہو جاتی جس طرح سے کہ میری ننگی ہو گئی تھی۔ اگر اس وقت میں جناب امیرؑ الٹے پھر جاتے تو تیرے عیال کو ضرور یتیم کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہؓ نے کہا میں نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم تمسخر کی برداشت نہیں کر سکتے ہو تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا۔ عمرو بن عاص نے کہا میں تمہارے مسخرا پن سے خفا نہیں ہوتا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اور وہ گر جائے اور دوسرا اس کے مارنے سے دستکش ہو کر قتل نہ کرے تو آسمان اس پر خون کے آنسوؤں سے روتا ہے۔ معاویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کے لیے فضیحت اور رسوائی دنیا میں یادگار رہجاتی ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا میں نے ان کو نہیں پہچانا تھا۔ اگر میں انکو پہچان لیتا تو کبھی ان کی طرف قدم نہ اٹھاتا۔ پھر معاویہ کے لشکر کے شہسواروں میں سے بشیر ابن ارطاۃ نے جو شجاعت میں مشہور تھا جناب امیر کے پکارنے کو سنا آپ معاویہ کو اپنے مقابلہ میں طلب فرماتے ہیں اور معاویہ مقابل جانے سے جان چراتا ہے اس لیئے اس نے اپنے غلام لاحق سے مشورہ کیا کہ میں علی کے مقابل جانا چاہتا ہوں شاید وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور میری وجہ سے ان کی شہرت عرب

سے گم ہو جائے ۔ لاحق نے کہا اگر تو اپنے میں ان کے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتا ہے تو اس امر کی طرف مبادرت کر ورنہ اس قصد سے باز آ۔ کیونکہ بخدا یہ شخص بہادر پچھوڑنے والا ہے ۔ فانت له یا بشیران یحنت مثلہ ولا فان للیث الضبع اکل ۔ متی تلقہ فالموت فی راس رمحہ ۔ وفی سیفہ شغل النفس شاغل ۔ اے بشیر اگر تو اس کی مانند ہے تو اس کے ساتھ لڑائی کا قصد کر ورنہ تو خود جانتا ہے کہ شیر کفتار کو کھانے والا ہے تو کب اس کے پاس جا سکتا ہے کیونکہ اس کے نیزہ کے سر میں موت ہے اور اس کی تلوار میں تیری جان کے ساتھ سرکار ہے۔ بشیر نے کہا اے لاحق تجھ پر افسوس ہے بھلا موت کے سوا اور تو کوئی بات نہیں ہے پھر جو کچھ ہو سو ہو۔ میں اس کے مقابلہ کے لیے جاتا ہوں یہ کہکر بشیر میدان میں گیا جناب امیر علیہ السلام نے دیکھ کر اس پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ کی نیوڑ لی سے زمین پر چت گر پڑا اور اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر شرمگاہ کو کھولدیا۔ جناب امیرؑ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ بشیر کود کر کھڑا ہو گیا اس کے سر سے مغفر اتر گئی۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے آدمیوں نے اسے پہچان کر جناب امیر سے عرض کیا یا امیر المومنین یہ بشیر بن ارطاۃ ہے آپ اسکو زندہ نہ جانے دیں آپ نے فرمایا اگرچہ بشیر بن ارطاۃ بھی ہے تو بھی اس کی شکل گم ہونے دو۔ جس بات کا کہ یہ مستحق ہے وہی اس پر وارد ہو۔ پھر بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر معاویہ کے پاس چلا گیا معاویہ ہنس کر کہنے لگا کوئی شرم کی بات نہیں عمرو بن عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے جناب امیرؑ کی فوج میں سے کوفہ کے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا اے اہل شام تم کو حیا نہیں آتی تم کو عمرو بن عاص نے معرکہ جنگ میں اپنا ستر کھولدینا خوب سکھا دیا ہے بشیر عمرو بن عاص کو اور عمرو بن عاص بشیر کو دیکھکر آپس میں ہنسا کرتے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام سے شام کے باشندے نہایت خوف زدہ ہو گئے اور کسی کو ان کی مبارزت پر جرأت کرنے کی جسارت نہ رہی ایک دفعہ جناب عثمان کا غلام جسکا نام احمر تھا میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں کیسان حضرت امیرؑ کا غلام لڑنے کو نکلا۔ احمر نے اسے قتل کر ڈالا۔ جناب امیر نے یہ دیکھکر فرمایا۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کرے۔ یہ کہکر آپ نے اس پر حملہ کیا وہ غلام بھی تلوار کھینچ کر جناب امیر پر حملہ آور ہوا جناب امیرؑ نے اس کی تلوار پر تلوار ماری اور قریب جا کر ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن کو پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا کہ اس کی ہڈی پسلی چور چور ہو گئی۔ معاویہ اپنے غلام حریث کو جو نامور بہادر تھا جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے سے ڈرایا کرتا تھا ایک دفعہ جناب زبیر کا بھیس بدلکر اور میدان میں نکلکر مبارز طلب فرمارہے تھے عمرو بن العاص نے حریث کو کہا جا اس سوار کا مقابلہ کر اور قتل کر کے اسکو مت چھوڑ۔ حریث میدان میں آیا وہ جناب امیرؑ کو پہچان نہیں سکتا تھا کچھ دیر نہ گذری کہ جناب امیرؑ نے اس کی

سر کے چاند پر تلوار ماری جس کے گھاؤ سے وہ گھائل ہو کر زمین پر گر گیا معاویہ اور اہل شام تاڑ گئے کہ یہ جناب امیرؑ ہیں معاویہ کو اپنے غلام کے مارے جانیکا نہایت قلق گذرا عمرو بن عاص سے کہنے لگا تونے میرے غلام کو مروا ڈالا ہے کیونکہ تو نے اسے عزہ کر کے میدان میں بھیجا تھا۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جناب امیر کے دوست عباس بن ربیعہ الہاشمی میدان میں نکلے اودہر سے معاویہ کے دوستوں میں سے اغوا بران کے مقابلہ کو آیا عباس سے کہنے لگا اے عباس تو میرے ساتھ لڑے گا؟ عباس نے کہا تو میرے ساتھ نیچے اتر کر جنگ کرے گا! یہ کہا کر دونوں گھوڑے سے نیچے اُترے اور جنگ کرنے لگے دونوں لشکر ہٹ کر دُور سے دونوں بہادروں کی کارستانی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ تک دونوں لڑتے رہے کوئی اندونوں میں سے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا۔ پھر دوبارہ جنگ کرنے لگے عباس بن ربیعہ کو شامی کی زرہ کا بند ایک جگہ سے ڈھیلا نظر آیا عباس کی تلوار نہایت تیز تھی عباس نے اس کی زرہ کی ڈھیلی بند کے بیچا بیچ میں تاک کر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ لوگوں نے یہ ہاتھ کی صفائی دیکھکر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور حیران رہ گئے۔ معاویہ اور دیگر اہل شام کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ علی لباس بدلکر میدان میں آئے ہوئے ہیں۔ عباس وہاں سے لوٹ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور تھوڑی دیر تک دونوں صفوں کے درمیان میں ٹہلتے رہے۔ پھر اپنے مکان کو واپس چلے گئے۔ معاویہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی ہے جو میدان میں جا کر اس سوار کو قتل کرے میں اسے اس قدر انعام دونگا یہ سُنکر باشندگان یمن میں سے بنی لخم کے دو نوجوان اچھل پڑے کہ ہم اس مہم کو انجام دیں گے۔ معاویہ نے کہا جو شخص کہ تم دونو میں سے اس سوار کے قتل کرنے پر سبقت کرے گا جو کچھ کہ میں نے وعدہ کیا ہے اس سے پورا کرونگا اور دوسرے شخص کو بھی اسی قدر انعام دونگا۔ دونو ملکر میدان میں گئے۔ اور مبازرت کے مقام پر پہنچ چلائے اے عباس ہمارے مقابلہ کیلیے باہر نکل۔ عباس کہنے لگے ہیں اپنے آقا سے اجازت لیکر تمہارے پاس آتا ہوں۔ وہاں سے جناب امیر کی خدمت میں اذن لینے کے واسطے گئے جناب امیرؑ نے ان کو اپنے پاس بلا کر ان کے ہتھیار اپنے زیب تن فرمائے اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لے گئے اس وقت جناب امیرؑ اور ابن عباس میں فرق کر سکنا دشوار تھا دونوں لخمیوں نے آپ سے کہا اے عباس آپ اپنے آقا سے اجازت لے آئے ہیں آپنے ان کے جواب میں اس آیت کو پڑھا اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر کہ اذن دیا گیا ہے واسطے ان لوگوں سے کہ لڑائی کرتے ہیں وہ بسبب اسکی کہ وہ ظلم کیے گئے ہیں اور تحقیق اللہ تعالٰے انکی فتح دینے پر قادر ہے ان دونوں میں سے ایک نوجوان نے آپ پر حملہ کیا آپنے اس کی ناف پر

تلوار ماری اور اس صفائی سے کاٹ ڈالا کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کا وار خالی گیا ہے۔ لیکن جب گھوڑا اُچھلا تو اس کے دونوں ٹکڑے زمین پر گر گئے پھر آپ نے دوسرے جوان پر حملہ کر کے اس کو بھی اسی کے دوست کے ساتھ ملا دیا۔ پھر جناب امیر علیہ السلام ایک گھنٹہ تک میدان میں گھوڑا پھیرتے رہے معاویہ تاڑ گیا کہ یہ جناب امیر ہیں کہنے لگا کہ خدا تا حق کی جھنجٹ کا ستیاناس کرے جناب امیر تو بیٹھے ہوئے تھے میں خود سوار ہو کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا رسوا تو لخمی ہوئے جو مارے گئے۔ معاویہ نے کہا مردک خاموش رہ تیرے بولنے کا وقت نہیں۔ عمرو بن عاص نے کہا اگر میرے بولنے کا وقت نہیں تو خدا تعالیٰ لخمیوں پر رحم کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا نے ان پر ضرور رحم کیا ہوگا اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور لیلۃ الہریر کا واقعہ نہایت ہی حیرت ناک ہے اس رات میں جناب امیرؑ جس وقت کسی آدمی کو قتل کرتے تو باواز بلند تکبیر پڑھتے۔ شمار کیا گیا تو اس رات میں آپ نے پانسو تیس تکبیریں پانسو تیس آدمیوں کے قتل کرنے پر پڑھیں لوگ اس رات میں سیل کی طرح سے موجزن تھے اور جس طرح سے زمستی پھرتا ہے پھر رہے تھے جب صبح نمودار ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن کی رات تھی۔ صبح کو جناب امیرؑ اور آپ کا سارا لشکر میدان کارزار میں مصروف کشت و خون تھا آپ قلب میں رونق افروز تھے میمنہ میں مالک اشتر اور میسرہ میں عبداللہ بن عباس گرم پیکار تھے جناب امیر کی فوج پر فتح مندی کے آثار نمایاں تھے مالک اشتر میمنہ سے مصروف تیر اندازی تھے کبھی اپنے لشکر سے یہ کہتے تھے کہ اس نیزہ کے فاصلہ سے تیر ڈالو اور کبھی کہتے تھے کہ اس کمان کے فاصلہ سے تیر چلاؤ۔ اور کبھی یہ کہتے تھے کہ اسے انداز پر تیر پھینکتے رہو۔ جب جناب امیرؑ نے دیکھا کہ مالک اشتر فتح پانے کے قریب ہیں آپ نے ان کی مدد کے واسطے اور لشکر روانہ کیا۔ معاویہ نے دیکھا کہ شام کی فوج شکست ہو چکی ہے اور عراق والے غالب آ گئے ہیں شامی بھاگنے پر کمر بستہ ہیں ابن عاص سے کہنے لگا اس وقت کوئی تدبیر ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پریشانی سے بچ جائیں اور عراق والوں میں پھوٹ پڑ جائے ابن عاص نے کہا ہاں یہ تدبیر ہے کہ قرآن مجید نیزوں کے ساتھ باندھ کر علم کر دیں اور اہل عراق سے یہ کہیں کہ خدا کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے اگر انہوں نے قبول کر لیا تو ہم لڑائی کو دوسرے وقت پر ٹال دیں گے اگر ان میں سے بعض نے انکار کیا تو ضرور یہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کو ماننا چاہیئے اس وجہ سے ان میں پھوٹ پڑ جائیگی۔ پس شامیوں نے چند کلام مجید نیزوں سے باندھ کر علم کر دیئے اور کہا اے اہل عراق یہ خدا کی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حکم ہے جب لوگوں نے کلام اللہ کو نیزوں سے بندھا ہوا دیکھا کہنے لگے ہم کو خدائی کتاب کا لحاظ کرنا چاہیے جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا اے

بندگان خدا اپنے حقوق کو مت چھوڑو معاویہ اور ابن عاص اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرج اور ضحاک کو میں خوب جانتا ہوں یہ لوگ ہرگز قرآن والے نہیں مجھے لڑکپن اور جوانی میں ان سے صحبت رہی ہے بخدا ان لوگوں نے از راہ مکر و فریب قرآن شریف کو نیزوں پر باندھکر بلند کیا ہے۔ اب یہ لوگ جنگ میں سست ہو چکے ہیں اور بھاگنے پر آمادہ ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام کے لشکر کے لوگوں نے لڑنے سے انکار کیا۔ جناب امیر نے فرمایا میں ان سے اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ وہ خدا کی کتاب کا حکم مانیں لیکن وہ خدا کے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے ہیں انہوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔ مسعود بن بداک التمیمی اور زید ابن حصین الطائی جناب امیرؑ سے کہنے لگے جبکہ ان لوگوں نے آپ کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا ہے تو آپ اُن کی دعوت کو قبول کریں ورنہ ہم آپ کو پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں گے۔ جناب امیرؑ اور ابن عباس لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن مالک اشتر بدستور لڑتے رہے۔ لوگوں نے جناب امیر سے عرض کی کہ آپ مالک اشتر کو بلا لیں تاکہ لڑائی سے دستکش ہو جائیں جناب امیر نے یزید بن ہانی سے کہا کہ مالک اشتر کو جا کر یہ کہو کہ میرے پاس چلا آئے اشتر نے یزید سے کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کر کہ یہ وقت میرے آنے کا نہیں آپ اس وقت مجھے یہاں سے نہ ہٹائیں مجھے فتح کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ یزید بن ہانی نے آ کر جناب امیرؑ سے اشتر کا پیغام عرض کیا آپ نے اسے دوبارہ اشتر کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یہاں فتنہ برپا ہو گیا ہے تم جلدی چلے آؤ اشتر دوڑتے ہوئے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ جس وقت کہ شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھا رہے تھے مجھے معاً خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ہمارے آدمیوں میں ضرور پھوٹ پڑ جائے گی۔ یہ قرآن نیزوں کے ہاتھ باندھنا بے شک ابن عاص کا مشورہ ہے پھر قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے عراق والو اے ذلت اور خواری کے آشناؤ۔ اب تم غالب ہونے کے قریب تھے انہوں نے تمہیں غلبہ پاتے ہوئے دیکھ کر نیزوں پر قرآن شریف بلند کر دیے۔ مجھے دم بھر کو چھوڑ دو فتح ابھی ابھی ہوئی جاتی ہے۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے اذن دے کر تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہوں اشتر نے کہا تم مجھے یہ بتاؤ بھلا! تم کس وقت حق پر تھے۔ آیا جس وقت تم لڑ رہے تھے اور شامی تمہارے بزرگوں کو قتل کر رہے تھے یا کہ اب اس وقت کہ تم نے اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لیے ہیں۔ لشکر کے لوگ کہنے لگے اے اشتر ان باتوں کو چھوڑ دے ہم ان کے ساتھ صرف خدا کے لیے لڑتے تھے اب محض خدا کے لیے اُن کو چھوڑتے ہیں۔ اشتر نے کہا تم دھوکا دے رہے ہو اور دھوکا کھا رہے ہو تم نے عزت کو چھوڑ کر

روسیاہی کی زندگی کو قبول کر لیا ہے۔ ہم تمہاری نماز کو دنیا و آخرت میں زہد اور خدا کے ملنے
کے شوق کے لیے سمجھتے تھے۔ میں دنیاوی غرض کے سوا اور کوئی تمہاری مراد نہیں دیکھتا تم گوبر
کھانے والی گائے کی مانند ہو کبھی تم عزت کا منہ نہیں دیکھو گے۔ اے ظالمو میرے سامنے سے
چلے جاؤ۔ اشتر نے انکو برا بھلا کہا وہ اشتر کو بد رد کہنے لگے۔ جناب امیر اُن پر اور مالک اشتر پر
چلائے تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قرآن مجید کو حکم بنایا جائے۔ اشعث بن قیس نے جناب
امیرؑ سے عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ جس امر کی نسبت شامیوں نے ہمیں دعوت کی ہے اس پر
ہمارے لوگ بھی راضی ہو بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید کو ان کے درمیان حکم قرار دیا جائے۔ اگر آپ
کی منشا ہو تو میں معاویہ سے پوچھ آؤں کہ ان کی غرض کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جاؤ پوچھو
اشعث معاویہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے معاویہ تم نے قرآن شریف نیزوں پر کیوں بلند
کئے ہیں معاویہ نے کہا اس لیے کہ ہم اور تم خدا کی کتاب اور اس کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ اشعث
نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے وہاں سے واپس آکر جناب امیرؑ کی خدمت میں معاویہ کی تمام گفتگو
بیان کی سب لوگ کہنے لگے ہم بھی اسی بات پر راضی ہیں۔ پھر اہل شام نے کہا کہ ہم تو ابوموسے
کی حکومت پر راضی ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تم نے اول میری نافرمانی کی ہے اب تو مت کرو۔ میں
ابوموسے میں حکومت کی لیاقت نہیں پاتا وہ ضعیف الرائے ہے عمرو بن عاص کے مکروں سے واقف
نہیں۔ اشعث اور زید بن حصین اور مسعر بن فدکی کہنے لگے ہم اسکے سوا کسی پر راضی نہیں جس چیز میں
کہ ہم پڑے ہیں اس نے ہمیں اس سے پہلے ڈرایا تھا۔ ہم اسکے سوا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ جناب امیر
نے فرمایا ابوموسے سے یہ بات پوری نہیں ہو سکے گی۔ ابن عباس موجود ہیں اگر تم کہو تو میں انکو حکومت پر مقرر
کردوں وہ لوگ کہنے لگے بخدا ہم اسکی پروا بھی نہیں کرتے۔ انکا حکم ہونا تو خود آپ کا اپنے لیے حکم بنانا ہے
ہم ایسے شخص کو پسند کرتے ہیں جو آپ کا اور معاویہ کا برابر طرفدار ہو جناب امیر نے فرمایا بس چھوڑ دو کہ
میں اشتر کو مقرر کردوں وہ بولے اشتر ہی نے تو یہ آگ لگائی ہے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا جبکہ تم میری
بات کو تسلیم نہیں کرتے تو جاؤ ابوموسی کو میرے پاس لے آؤ اور جو چاہو سو کرو۔ ابوموسی ان دنوں
دونوں گروہوں سے الگ تھے لڑائی میں شامل نہیں ہوئے تھے اُن کا غلام ان کے پاس اس خبر
کے پہنچانے کو دوڑتا ہوا گیا کہ دونوں گروہوں میں مصالحت ہو گئی۔ ابوموسی نے صلح کی خبر
سنکر کہا الحمد للہ پھر غلام نے بیان کیا کہ تم کو لوگوں نے حکم مقرر کیا ہے۔ کہنے لگا
انا للہ وانا الیہ راجعون جب ابوموسی جناب امیر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

احنف بن قیس بھی لڑائی سے الگ تھے وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین ابن عاص نے آپ کو زمین پر پٹکدیا ہے۔ میں ابو موسی کی واپسی سے متعجب ہوں میں تھوڑی دور تک اس ہمراہ ہو لیا تھا میں اس کو کند زبان اور بہت چھوٹی عقل کا آدمی پاتا ہوں۔ نہ ان لوگوں کی اصلاح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ان کیواسطے ایسا شخص چاہیے جو انکے پاس رہ کر پھر آسمان کے تارے کی طرح سے ان سے دور رہے۔ اگر آپ مجھے حکم بنانے تو دیکھتے کہ میں کیا کرتا۔ ورنہ آپ نے مجھے ابو موسی کے ساتھ دوسرا یا تیسرا حکم بتایا ہوتا۔ عمرو بن عاص نے میرے سامنے کوئی ایسی گرہ نہیں لگائی کہ میں نے اسکو نہ کھولدیا ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا لوگ ابو موسی کے سوا کسی پر راضی نہیں تھے۔ پھر ابو موسی اور عمرو بن عاص عہد نامہ لکھنے کے لیے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کاتب نے عہد نامہ لکھنا شروع کیا جسکا عنوان یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور دونوں کے ساتھ والوں کے حسب منشا لکھا تھا۔ عمرو بن العاص نے کاتب سے کہا جناب علی آپ لوگوں کے امیر المومنین ہیں ہمارے امیر نہیں۔ امارات سے آپ کا نام محو کر دے احنف بن قیس نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آپ ہرگز محو نہ کریں اگرچہ بعض لوگ بعض کو قتل کر ڈالیں۔ اگر آپ نے اپنا نام امارات سے مٹا دیا مجھے خوف ہے کہ پھر کبھی امیر المومنین کا نام اپنے لیے قائم نہ کر سکیں گے۔ آپ نے بھی محو کرنے سے انکار فرمایا۔ اشعث بن قیس اس امر میں بحث کرتے لگا اس نے آپ کا نام مٹا دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر سنت کے مقابل سنت پوری ہوگئی۔ بخدا صلح حدیبیہ کے روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب عہد نامہ تھا۔ جبکہ میں نے محمد رسول اللہ لکھا کفار کہنے لگے آپ رسول اللہ نہیں ہیں یا علی تم آپ کا اسم مبارک اور آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک لکھو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کرنے کے لیے حکم دیا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہمیں وہ مقام بتا دے۔ میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا حضور نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔ اور فرمایا عنقریب تجھ سے بھی ایسی خواہش کی جائیگی اور تجھ کو بھی لوگوں کا کہنا ماننا پڑیگا پھر جناب امیرؑ نے کاتب سے فرمایا۔ لکھ یہ وہ عہد نامہ ہے کہ علی بن ابی طالب اور معاویہ ابن ابی سفیان اور اہل کوفہ اور اہل شام کی حسب منشا لکھا گیا ہے کہ ہم خدا کے حکم اور اسکی کتاب کو حکم مقرر کرتے ہیں جسپر کہ وہ موت کا حکم دے۔ ہم بھی اسکی موت پر راضی ہونگے اور جسکو وہ زندہ کرے ہم بھی اسکی زندگی پر راضی ہوں گے پس ابو موسی الاشعری اور عمرو ابن العاص اسکے لیے حکم مقرر کیے گئے ہیں جو کچھ کہ یہ دونوں خدا کی کتاب میں پائیں گے اسپر حکم

دیں گے اور اگر خدا کی کتاب میں نہ پائیں گے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت جامع غیر متفرقہ کی طرف رجوع کریں گے دونوں منصفوں نے جناب علی اور معاویہ اور ان دونوں کے لشکر سے عہد لے لیا ہے اور وہ دونوں انکے اہل و عیال اور جان و مال کے آمین ہیں۔ اور جو فیصلہ کہ دونوں منصف بیان کریں گے اس کے اجرا میں تمام امت انکی معاون ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ دونوں منصف تمام امت کی نسبت فیصلہ کریں نہ کسی خاص گروہ یا فرقہ کی نسبت اور رمضان کے مہینے تک ان دونوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ اور اگر ان دونوں کا منشاء ہو تو بعد رمضان کے فیصلہ دے سکتے ہیں۔ اور فیصلہ بیان کرنیکا مقام ایسا ہونا چاہیے جو کوفہ اور شام کے وسط میں ہو عہدنامہ میں اشعث بن قیس اور عدی بن حجر اور سعید بن قیس الہمدانی اور عقبہ بن زیاد الحضرمی اور یزید بن حجرۃ التیمی اور مالک بن کعب الہمدانی حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے۔ اور ابوالاعور السلمی اور حبیب بن مسلمہ وغیرہ معاویہ کی طرف سے گواہ لکھے گئے۔ اشعث نے عہدنامہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور یہ عہدنامہ بدھ کے روز تیرھویں صفر سنتیس ہجری کو لکھا گیا۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ دومۃ الجندل میں منصفوں کا اجتماع ہونا چاہیئے بعد ازاں صفین سے لوگ واپس چلے آئے ؛۔

علامہ مسعودی رحمتہ اللہ علیہ مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو صفین میں ایک سو دس روز ٹھہرنا پڑا تھا۔ آپ کے لشکر میں سے جو لوگ کہ نائل رتبۂ شہادت ہوئے ان میں سے پندرہ اہل بدر تھے چنانچہ عمار بن یاسر معروف با بن سمیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی انہیں میں سے تھے جن کی عمر اس وقت ترسیٹھ برس کی تھی۔ حضرت امیرؑ کو صفین میں ستر لڑائیاں پیش آئیں ؛۔

علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں حبہ ابن جوین العرنی سے ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان سے عرض کیا کہ ہم لوگ فتنہ میں پڑنے سے نہایت خائف ہیں ہمیں آپ کوئی طریق اس سے بچنے کا بتا دیں۔ وہ کہنے لگے جس گروہ میں کہ ابن سمیہ ہو تم اسی گروہ میں شامل رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس کو راستہ سے بھٹکا ہوا باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا سے اس کی آخری خوراک پانی ملا دودھ ہوگا۔ حبہ کہتے ہیں کہ جناب عمار کی شہادت کے روز ان کے پاس موجود تھا۔ عمار کہہ رہے تھے کہ مجھے میرا آخری رزق دنیا کا لا دو۔ کسی نے ایک پیالے میں پانی ملا دودھ ان کو لا دیا میں نے دیکھا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے روایت کرنے میں ایک سر مو بھی خطا نہیں کیا تھا۔ پھر عمار کہنے لگے آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے ملاقات کرینگے۔ بخدا اگر لوگ مجھے ہجر پر بھی بھگا دیں تو بھی میں یہی جانتا ہوں کہ ہم حق

پر ہیں اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔ اسکے بعد عمار جنگ گاہ میں گئے۔ اور ابو الغاریہ کے ہاتھ سے شہید ہو
گئے اور ابن حوی السکسکی نے انکا سر اقدس بدن سے کاٹ لیا بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ آپ کو
ابو الغاریہ کے سوا کسی اور نے شہید کیا ہے۔ اُن کی شہادت سے پیشتر ذوالکلاع نے ایک دفعہ عمرو
بن العاص کو کہتے ہوئے سُنا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمار کی نسبت فرمایا ہے کہ اے عمار
تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور تیرا آخری رزق دنیا میں پانی ملا ہوا دودھ ہوگا اکثر ذوالکلاع
عمرو بن العاص سے کہا کرتا تھا اے عمرو تجھ پر افسوس ہے یہ کیا بات ہے کہ عمار جناب علی علیہ السلام کی
طرف ہیں۔ عمرو بن العاص اس کو کہا کرتا تھا کہ اگرچہ اس وقت عمار جناب علی کی طرف ہیں۔ لیکن عنقریب وہ
ہماری جانب چلے آئیں گے۔ ذوالکلاع جناب عمار سے پہلے معاویہ کی طرف سے مارا گیا اور بعد
میں جناب عمار حضرت علی کی طرف سے مارے گئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا میں نہیں جانتا
کہ میں ان دونوں میں سے کس کے قتل ہونے پر زیادہ خوشی کروں۔ عمار کے شہید ہونے پر یا ذوالکلاع
کے مارے جانے پر۔ بخدا اگر ذوالکلاع عمار کے بعد جیتا رہتا تو اہل شام کے عام لوگوں کو اپنے ساتھ
لے کر جناب امیر علیہ السلام کی طرف مائل ہو جاتا۔ جب حضرت عمار شہید ہوئے چند آدمی معاویہ کے
پاس گئے ان میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے عمار کو قتل کیا ہے اتنے میں ابن حوی السکسکی آکر
کہنے لگا۔ میں نے ان کو قتل کیا ہے میں نے ان کو کہتے ہوئے سُنا تھا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے عاشق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے گروہ سے جا ملیں گے۔ عمرو بن عاص نے ابن حوی
سے کہا تو اور تیرا دوست معاویہ اس بات پر خوش ہو۔ افسوس ہے کہ تیرے ہاتھ نے اس پر فتح حاصل کی
لیکن تو نے اپنے خدا کو اپنے آپ پر ناراض کر لیا۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابو الغاریہ حجاج کے زمانہ تک زندہ تھا
ایک دن حجاج کے پاس کسی ضرورت کے لیے گیا اس نے اسکی آؤ بھگت کر کے پوچھا کہ عمار بن یاسر کو تو نے
ہی قتل کیا تھا وہ کہنے لگا میں نے ہی قتل کیا تھا۔ حجاج کہنے لگا جو شخص کہ بڑے ہو دسے چکلے آدمی کو قیامت
میں دیکھنا چاہتا ہو وہ اس شخص کو دیکھے۔ پھر ابو الغاریہ نے اپنی ضرورت بیان کی۔ حجاج نے اس کے پورا کرنے
سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا ہم ان لوگوں کو دنیا کیونکر دے سکیں جبکہ انکو اس میں سے کچھ بھی نہیں دیا گیا اس پر یہ خیال
کرتا ہے کہ میں قیامت میں عظیم الباع ہونگا۔ لوگوں نے حجاج سے پوچھا عظیم الباع کسے کہتے ہیں حجاج نے کہا عظیم
الباع اس قوی ہیکل آدمی سے مراد ہے جسکے دانت مثل احد کے اور رانیں مثل جبل ورقان کی ہوں اور اسکا ایک چوتڑ مدینہ
میں اور ایک ربذہ میں ہو۔ واللہ اگر عمار کو ساری دنیا کے آدمی ملکر قتل کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ان سبکو جہنم میں دھکیل
دیتا۔ عبد الرحمن السلمی روایت کرتے ہیں کہ جب عمار شہید ہو گئے میں معاویہ کے لشکر میں گیا

عمرو بن العاص اور ابو الاعور کو تسلی کی باتیں کرتا ہوا پایا۔ میں نے اپنے گھوڑوں کو ان کے لشکر میں ڈال دیا تاکہ ان کی باتیں خوب غور سے سنوں عبداللہ اپنے والد عمرو بن العاص سے کہہ رہا تھا۔ ابا جان آج تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ فرمایا تھا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ مسجد کی بنانے کے وقت لوگ ایک ایک منٹ اٹھاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ آخرت میں دگنا اجر پانے کے لیے دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا تم سنتے ہو عبداللہ کیا کہتا ہے معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے عمرو بن العاص نے عبداللہ کی روایت کو بیان کیا معاویہ نے کہا کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے بلکہ اس نے قتل کیا ہے جو اپنے ساتھ اس کو مروانے کے لیے لایا تھا۔ یہ سُنکر لوگ اپنے اپنے خیمہ و خرگاہ سے باہر نکل آئے اور باہم کہنے لگے عمار کو اس نے قتل کیا ہے جو ان کو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ عبدالرحمن السلمی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ معاویہ کی گفتگو زیادہ حیرت انگیز تھی یا کہ اس کے لشکر کے لوگوں کی۔ جب عمار شہید ہو گئے جناب امیر علیہ السلام نے ربیعہ اور ہمدان کی فوجوں سے کہا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو قریب بارہ ہزار آدمی کے جناب امیرؑ کے ساتھ ہو گئے آگے آگے جناب امیر خچر پہ سوار تھے اور پیچھے پیچھے آپ کے سب لوگ ہو لیے سب نے متفق ہو کر حملہ کیا اور اہل شام کی صفوں کو تتر بتر کر دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے چلا کر فرمایا۔ اے معاویہ لوگ ہمارے درمیان کیوں مارے جائیں تو خود فوج سے باہر نکل آ۔ تاکہ میں خدا کے سامنے تجھ سے لڑوں جو شخص ہم دونوں میں سے اپنی حریف کو مار ڈالے تمام امور اسی کی ذات سے متعلق ہو جائیں۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا جناب امیرؑ نے انصاف کی بات بیان فرمائی ہے معاویہ نے کہا لیکن تو نے تو انصاف کی نہیں کہی تو اچھی طرح جانتا ہے کہ کوئی شخص ان کے مقابلہ پر نہیں گیا کہ قتل نہیں ہوا۔ عمرو بن العاص نے کہا تجھے ان سے مقابلہ نہ کرنا کیا بھلا معلوم ہوتا ہے معاویہ نے کہا تیری ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد تجھے شام کی امارت کے واسطے طمع پیدا ہو گئی ہے

علامہ یوسف الکنجی الشافعی قدس سرہ العزیز کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں جب حکومت کا وقت آگیا جناب امیرؑ نے چار سو سوار شریح بن ہانی الحارثی کے ماتحتی میں ابو موسے کے ساتھ روانہ کیے اور انکی امامت نماز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی ادھر سے معاویہ نے عمرو بن العاص کو چار سو آدمی دے کر روانہ کیا دونوں حکم دومۃ الجندل میں پہنچ گئے۔ عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن الحارث بن الہشام اور عبدالرحمن بن یغوث الزہری اور

ابوجہم بن حذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے ان دنوں سعد بن ابی وقاص بنی سلیم
کے مال کے ساتھ جنگل کو گئے ہوئے تھے انکا ناخلف عمرو بن سعد ان کے پاس جا کر کہنے لگا ابوموسی اور
عمرو بن عاص حکومت کے لیے دومۃ الجندل پر اکھٹے ہوئے ہیں اور اکثر قریش کے لوگ بھی فیصلہ سننے کے
لیے وہاں گئے ہیں۔ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاص کر ان چھ صاحبوں میں سے ہو
جن کو حضرت عمرؓ نے مشورت کے لیے مقرر کیا تھا تم اس امر میں کیوں نہیں داخل ہوتے تم تو لوگوں سے زیادہ
تر خلافت کا استحقاق رکھتے ہو۔ سعد نے وہاں کے جانے سے انکار کیا بعض رواۃ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعد ازاں
وہ بھی وہاں تشریف لے گئے تھے لیکن پھر اپنی حاضری سے نادم ہو کر بیت المقدس کو چلے گئے اور وہاں
سے احرام عمرہ باندھ کر مکہ معظمہ میں واپس چلے آئے۔ جب سے کہ عمرو بن العاص اور ابوموسی جناب علیؓ اور
معاویہؓ کے حکم مقرر ہوئے تھے اس وقت سے عمرو بن العاص ہر امر میں ابوموسی کو مقدم کرتا تھا اور آپ
پیچھے رہتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں تم پر کسی امر میں تقدم کرنا
نہیں پسند کرتا۔ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں آپ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے
کہ اے میرے پروردگار۔ تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخشدے اور قیامت کے روز اسے اچھی جگہ میں داخل کر ایسے
حرکات سے ابوموسی کے ذہن نشین ہو گیا کہ عمرو بن عاص کا ہر امر میں مجھے اپنی ذات پر مقدم کرنا محض
تعظیم و تکریم ہے اور عمرو ابن العاص ان کو قریب میں لا رہا تھا جب دونوں حکومت کے لیے اکھٹے ہوئے اور
باہم رائے لگانے لگے۔ عمرو بن لعاص نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالے مظلوم شہید
ہوئے ہیں۔ ابوموسے نے کہا بخدا یہ بات بالکل درست ہے میں بھی اس پر گواہی دیتا ہوں پھر اس نے
کہا کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ ابوموسی نے کہا ہاں ٹھیک ہے عمرو بن
العاص نے کہا پھر اب آپ کو اسے قریش کا متولی بنانے میں کیا پس و پیش ہے۔ اگر آپ اس امر
سے خائف ہیں کہ اسے سبقت اسلام کا درجہ حاصل نہیں یہ شرط تو اس میں موجود ہے کہ وہ خلیفہ
مقتول یعنے عثمان رضی اللہ عنہ کا ولی ہے۔ اور ان کے قصاص کا طالب ہے اور
صاحب حسن سیاست اور صاحب تدبیر ہے اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم
کی بی بی صاحبہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالے عنہا کا بھائی ہے۔ ابوموسی نے کہا اے
عمرو بن العاص خدا سے خوف کر۔ معاویہؓ کی شرف میں یہ باتیں جو بیان کر رہا ہے آیا
اہل دین اور صاحبان فضل کے نزدیک یہ شرف کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر میں افضل
قریش کو خلافت کے واسطے پسند کرتا تو جناب علی کے سپرد کرتا۔ یہ بات جو تو نے

بیان کی ہے کہ وہ عثمان کا ولی ہے اسواسطے یہ امر اس کے سپرد کیا جائے میں خاص اس امر کے لیے
اس کو خلافت نہیں دے سکتا کیونکہ مہاجرین اور انصار پر اسکو کسی طرح سے اولویت حاصل نہیں
ہے ۔ اور تونے جو اس کے غلبہ کی بات کو پیش کیا ہے اگر والدمعاویہ تمام اہل زمین پر غلبہ بھی
حاصل کرلے میں اسکو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ عمرو بن العاص نے کہا اگر آپ معاویہ کو خلیفہ نہیں بناتے
تو میرے بیٹے عبداللہ کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں آپ پر اسکی صلاحیت اور فضیلت کا حال بخوبی
روشن ہے ابوموسی نے جواب دیا تو نے اپنے بیٹے کو خود اس فتنہ کے دریا میں ڈبو دیا ہے اس لیے
یہ امر اسکے متعلق ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ عمرو بن العاص کہنے لگا۔ آخر یہ امر ایسے ہی آدمی کے سپرد
کیا جائیگا جو روٹی کھاتا ہو پانی پیتا ہو۔ یعنے کوئی فرشتہ تو اس کے لیے نہیں آئے گا۔ ابن زبیر نے سنکر
کہا اے ابوموسی عمرو کی بات کو غور سے سن اور خیال کر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہوشیار ہوجا۔ پھر ابن زبیر نے
ابن عاص سے کہا اے ابن عاص عرب نے باہم شمشیر زنی اور تیر اندازی کے بعد تجھ پر بھروسہ کر کے
اس امر کو تیرے سپرد کیا ہے تو پھر ان کو فتنہ میں مت ڈال اور خدا سے خوف کر۔ پس جبکہ عمرو بن العاص
کی آرزو کو ابوموسے نے نہ مانا ابوموسے نے اس سے خواہش کی کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنایا جائے۔ عمرو بن
العاص نے اس رائے کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا اور کہا اس کے سوائے کوئی اور رائے پیش کرو۔
ابوموسے نے کہا میری رائے میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں یعنے علی اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر
کے اس بات کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ مسلمان جس شخص کو پسند کریں اپنے لیے خلیفہ بنا
لیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ رائے بہت ہی درست ہے اس پر اتفاق کر کے دونوں باہر نکل آئے
لوگ ان کے انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس بات پر دونوں متفق ہوتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا اے
ابوموسی آپ آگے بڑھ کر لوگوں سے اپنی رائے بیان کریں ابوموسے نے بڑھ کر کہا اے لوگو ہماری رائے
نے ایک ایسے امر پر اتفاق کیا ہے جس کے ذریعہ سے ہم امید کرتے ہیں کہ خداوندتعالے اس امت کے
کام کو ٹھیک کر دے گا اور لوگوں کی پراگندگی کو دور کر کے ان کے تفرقہ کو مٹا دے گا اور ان کو ایک
جماعت بنا دے گا۔ عمرو بن العاص نے کہا ابوموسے سچ کہتے ہیں جناب عبداللہ بن عباس نے ابوموسے سے
کہا تم نے عمرو بن العاص سے اگر کسی رائے پر اتفاق کرلیا ہے تو تم اسکو بڑھنے دو تاکہ وہ آپ سے پہلے اپنی
رائے کا اظہار کرے میں اس کے فریب سے ذرا تا ہوں مجھے ہرگز اس پر اطمینان نہیں بے شک اس نے
اس وقت تمہاری رائے پر اپنی رضا ظاہر کی ہوگی لیکن جب تم لوگوں کے درمیان اپنی رائے ظاہر
کروگے تو وہ برخلاف بیان کرے گا ابوموسے نے کہا ہم نے باہم اتفاق کر لیا ہے اور

راضی ہو گئے ہیں ہرگز مخالفت نہیں ہوگی ابو موسیٰ سلیم القلب تھے بڑھ کر خدا کی صفت وثنا کے
بعد بیان کرنے لگے۔ اے لوگو ہم نے اس معاملہ میں نہایت غور کیا ہے کسی نہج سے اس امت کا کام ٹھیک
نہیں بیٹھتا اور ان کی پراگندگی کسی نہج سے رفع نہیں ہوتی میری اور ابن عاص کی رائے اس بات
پر قرار پائی ہے کہ ہم علی اور معاویہ کو خلافت سے علیحدہ کر کے اس کام کو امت کے سپرد کریں جیسے
چاہے اختیار کرے یعنی علی اور معاویہ دونوں کو علیحدہ کر دیا ہے تم جس کو چاہو اختیار کر لو۔ یہ کہہ کر ابو موسیٰ
پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاص نے بڑھ کر کہا اے لوگو ابو موسیٰ نے اپنے دوست علی کو خلافت سے علیحدہ کر
دیا ہے اور جو کچھ کہا ہے تم نے سنا ہے میں نے بھی اُن کے دوست کو علیحدہ کیا ہے اور اپنے دوست
معاویہ کو قائم رکھا ہے کیونکہ وہ حضرت عثمان کا ولی اور ان کے قصاص کا طالب ہے اور بہ نسبت تمام لوگوں
کے ان عہدہ کا زیادہ تر حقدار ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے الگ ہو گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا اے ابن عاص تجھے کیا
ہو گیا خدا تجھے یاری نہ دے تو نے بڑی بیوفائی کی ہے اور فجور کیا ہے تیری بالکل اس کتے کی سی مثال
ہے جس کا ذکر خدائے پاک نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے ابن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا تیری ٹھیک مثال گدھے
کی ہے کہ جس پر بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا اے ابو موسیٰ عمرو بن العاص
نے تجھے اپنے مکر سے کسقدر ضعیف کر دیا ہے ابو موسیٰ کہنے لگا میں کیا کروں اس نے اول ایک بات پر مجھ
سے اتفاق کر کے پھر مجھ سے بدعہدی کی ہے ابن عباس کہنے لگے یہ تیرا گناہ نہیں بلکہ اسکا گناہ ہے جس نے
کہ تجھے اس مقام پر پیش کیا عبدالرحمن بن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری آج دن سے پہلے دنیا سے غائب
ہو جاتا تو اس کے لیے بہتر تھا شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر حملہ کر کے کوڑے لگائے عمرو بن عاص نے شریح
پر عصا اٹھایا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر دیا اکثر شریح کہا کرتے تھے میں کیسبات پر اسقدر نہیں پچھتایا ہوں۔
کہ میں نے ابن عاص کو کوڑے کے عوض تلوار سے کیوں نہیں مارا تحکیم کے بعد لوگوں نے ابو موسیٰ کو تلاش
کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ کو چلدیا ہے۔ ابو موسیٰ کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس نے ابن عاص
کے فریب سے ڈرایا تھا لیکن میں نے ابن عاص کی باتوں پر اطمینان کر لیا۔ اور مجھے گمان ہو گیا کہ یہ غدار
مسلمانوں کی مصلحت اور امت کی نصیحت میں کسی طرح سے اپنے غدر کا اثر نہیں ظاہر
کرے گا۔ دومۃ الجندل سے لوٹ کر اہل شام عمرو بن العاص کے ساتھ معاویہ کے
پاس گئے اور اس پر امیر ہونے کا سلام بجا لائے معاویہ نے لوگوں میں
کھڑے ہو کر بیان کیا کہ جو کوئی کہ ہماری خلافت میں کچھ چون وچرا کرتا تھا اس
کو چاہیے کہ اب ہمارے پاس آکر اطلاع حاصل کرے۔ ابن عمر کہا کرتے تھے

اس وقت میرے دل میں آیا کہ میں اسکو یہ کہوں کہ تیری خلافت میں اور تو کوئی نہیں مگر وہی لوگ چوں وچرا کرتے ہیں جو اسلام پر تجھ سے اور تیرے باپ سے لڑتے ہیں۔ لیکن مجھے خوف تھا کہیں اس بات کے بیان کرنے سے میری گردن نہ ماری جاوے۔

جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت

علامہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں جب جناب امیر علیہ السلام صفین سے کوفہ کو واپس ہونے لگے راہ میں حرور یہ آپ سے مخالف ہو کر لشکر سے علیحدہ ہو گئے اور تحکیم کو برا کہنے لگ گئے کہ خدا کے سوا کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں اور خدا کی نافرمانی کی اطاعت واجب نہیں یہ سب سے پہلی بات تھی جو ان سے ظاہر ہوئی جس راہ پر کہ وہ تھے اس سے منحرف ہو گئے۔ جب جناب امیر علیہ السلام کوفہ کے قریب پہنچے اور اس شہر کی عمارتیں دکھائی دینے لگیں اثناء راہ میں عبداللہ بن ودتعیہ الانصاری حضرت امیرؑ سے ملے اور السلام عرض کیا آپ نے ان سے پوچھا ہمارے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں عبداللہ نے عرض کیا بعض محب ہیں بعض اس تحکیم کو برا بھی خیال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو ذوی الرائے ہیں انکا کیا قول ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان کا یہ قول ہے کہ جناب امیر نے ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی لیکن پھر ان کو متفرق کر دیا اور اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جس کو اب گرا دیا۔ اب گرا ہوا قلعہ کیونکر بنے گا اور متفرق جماعت اب کب جمع ہو سکے گی اگر حضرت امیرؑ اطاعت کرنے والوں کے ساتھ کارروائی کرتے تو جو شخص کہ نافرمان ہوا تھا ہوا تھا یہ سب اپنی کی تو یہی بات تھی کہ دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح حاصل ہوتی یا شہید ہو جاتے جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے اس قلعہ کو گرایا ہے یا کہ خود ان لوگوں نے اس کو گرایا ہے۔ میں نے ان کو پراگندہ کیا ہے یا کہ وہ خود پراگندہ ہو گئے ہیں۔ تم یہ جو کہتے ہو اگر حضرت امیر اپنی اطاعت شعاروں کے ساتھ کارروائی کرتے اور جو شخص نافرمان ہوا تھا اس کی پرواہ نہ کرتے اور دشمنوں سے جنگ کرتے رہتے یا فتح پا جاتے یا شہید ہو جاتے۔ بخدا یہ بات میری نگاہ میں تھی لیکن میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں لڑکے حسن و حسین ہلاک ہو جائیں گے اور اس امت سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو جائے گی اور یہ بات مجھے نہایت بری معلوم ہوئی نیز مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حسنین کے بعد یہ دونوں بھائی عبداللہ جعفر اور محمد بن الحنفیہ بھی ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ لشکر میں یہ میرے ساتھ تھے خدا کی قسم ہے آج کے دن کے بعد میں کبھی ان کو ساتھ لے کر جنگ میں نہیں جایا کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑا ہانک دیا۔ اور آگے

بڑھے ناگہاں اپنی داہنی جانب چھ سات قبریں دیکھیں پوچھا کہ یہ قبریں کس کی ہیں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کے تشریف لیجانے کے بعد جناب بن الارت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کوفہ کے باہر دفن کرنا یہ ان کی قبر ہے اور باقی قبریں اور مسلمانوں کی ہیں ابتداً کوفہ کے باشندے اپنے مردوں کو گھروں اور صحنوں میں دفن کیا کرتے تھے سب سے اول جناب کوفہ کے باہر دفن ہوئے پھر ان کے پہلو میں اور مسلمان بھی دفن کیے گئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا خدا خباب پر رحمت نازل کرے وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی خواہش سے ہجرت کی اور اپنی زندگی میں مجاہد بنے رہے اور ساٹھ برس تک امتحان میں رہے۔ خدا اچھے عمل کرنے والوں کے عمل کو ہرگز ضائع نہیں کرتا آپ وہاں پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے دحشت ناک شہر کے رہنے والو اور اسے عجز کے محلوں کے باشندو مومن مردوں میں سے اور مومن عورتوں میں سے مسلمان مردوں میں سے اور مسلمان عورتوں میں سے تم پر سلام ہو تم ہم سے آگے گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں اب تھوڑی مدت کے بعد ہم تم سے ملیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اور ان پر مغفرت کر اور اپنی عفو کے ساتھ ہمارے گناہوں سے اور ان کے گناہوں سے درگذر فرما۔ اس کو خوشی حاصل ہو جو آخرت کو یاد کرے اور بازپرس کے لیے نیک عمل کرے۔ اور اپنی روزی پر قانع اور اپنے خدا پر راضی ہو پھر آپ وہاں سے بڑھ کر جوال دوزوں کے کوچہ کے پاس پہنچی اور رونے کی آواز سنی آپ نے فرمایا یہ کیسی آواز ہے عرض کیا گیا کہ لوگ صفین کے شہدا پر رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں اس شخص کا گواہ نہیں جس نے صبر سے اپنے قتل ہونے کو گوارا کیا ہے اسی طرح سے خدا تعالٰے کا ذکر کرتے ہوئے وہاں سے آگے بڑھے اور قصر میں داخل ہو گئے خارجی آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے اور ایک گاؤں میں جسکا نام حرورا تھا جا اترے اسی وجہ سے وہ حروریہ مشہور ہوئے۔ تخمیناً بارہ ہزار آدمی تھے انہوں نے اپنے گروہ میں منادی کرا دی کہ شبیب ابن ربعی التمیمی ہمارا امیر قتال اور عبداللہ ابن الکوی ہمارا امیر صلوۃ ہے۔ اور ہر ایک کام مشورت سے کیا جائے گا۔ خدائے پاک کے سوا کسی کی بیعت واجب نہیں اچھے کام کرنے چاہییے اور بری باتوں سے باز رہنا چاہییے۔ اپنے زعم میں وہ یہ سمجھنے لگے کہ جب تک کہ جناب علیؑ نے حکم نہیں مقرر کیئے تھے وہ بے شک امام تھے۔ حکومت کے مقرر کرنے سے ان کو اپنی امامت میں شک پیدا ہو گیا اور اپنی بات میں حیران رہ گئے۔ اور حیران کی تعریف خدا تعالےٰ نے اپنے کلام میں بیان فرمائی ہے حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا یعنے وہ سراسیمہ ہے اور اس کے یار اس کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس

چلا آ۔ کمبخت خارجی اس آیت کریمہ کے ورود کو حضرت امیر علیہ السلام کے شان میں خیال کرنے لگے حالانکہ پروردگار عالم نے اپنی پاک کلام میں ایک غیر شخص کی بات کو تمثیلاً بیان فرمایا ہے جس کی توضیح کتب تفسیر سے بخوبی مل سکتی ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کے غلام بھی حیران نہیں تھے بلکہ ان سے سرگشتگان وادی حیرت ہدایت پاتے تھے جب جناب امیرؑ کے دوستوں نے ان کی یہ باتیں سنیں جناب عبداللہ بن عباس ان کے پاس جانے کو آمادہ ہوئے جناب امیرؑ نے ان سے فرمایا تم نے ان کی باتوں کی جواب دہی میں جلدی نہ کرنا میں تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ میرا انتظار کر لینا جب عبداللہ بن عباس ان کے پاس گئے خوارج نے پوچھا یا ابن عباس آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ان کے ابن عم کے پاس سے آیا ہوں جو ہم سے زیادہ خدا کو پہچاننے والا ہے اور اس کے نبی کی سنت کو زیادہ جاننے والا ہے۔ خارجیوں نے کہا۔ اے ابن عباس ہم نے ایک بڑے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ ہم نے خدا کے دین میں منصف مقرر کیے تھے۔ اگر جناب علی بھی ہماری طرح توبہ کریں اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ تو ہم بھی جناب علی کی طرف رجوع کریں گے ابن عباس سے ان کے جواب دینے میں صبر نہ ہو سکا اور ان سے کہنے لگے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کیا تم اس کی تصدیق نہیں کرتے؟ کہ مرد اور عورت کے حق میں فرمایا ہے کہ تم مرد اور عورت کے اہل میں سے ایک ایک منصف مقرر کرو وہ ان دونوں میں سے مصالحت کا ارادہ کریں خدا تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا خوارج بولے خدا کی قسم اسی طرح سے ہے ابن عباس نے کہا اب بتاؤ کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کیونکر حکم مقرر نہ کیے جائیں خارجیوں نے جواب دیا جس امر کے حکم کو خدا نے لوگوں کے تفویض کیا ہے اس میں غور کرنے کے لیے خدا نے انکو حکم بھی دیا ہے اس میں وہ غور بھی کر سکتے ہیں اور حکم لگا سکتے ہیں۔ اور جس امر میں کہ خدا نے خود حکم لگایا ہے اور اس کو جاری کیا ہے۔ بندوں کو اس میں غور کرنے کی گنجائش نہیں جیسے کہ زانی کو سو درہ لگانے اور چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم خود خدا نے لگایا ہے۔ ان امور میں لوگوں کو غور نہ کرنا چاہیئے ابن عباس نے کہا خدا تعالیٰ اس شخص کی نسبت کہ حرم میں شکار کرے اور ایک خرگوش جس کی قیمت ایک درہم کی چوتھائی سے زیادہ نہیں ہے ذبح کرے فرمایا ہے کہ تم میں سے صاحبان عدل اسکی قربانی کا حکم لگائیں خوارج نے کہا اے ابن عباس کیا تم شکار کے حکم اور عورت اور مرد کی شکر رنجی کے حکم کو مسلمانوں کے خون کے حکم کی برابر ٹھہراتے ہو۔ اور کیا تمہارے نزدیک عمرو بن العاص عادل ہے؟ کل ہم سے لڑ رہا تھا اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں ٹھہر سکتے۔ تم نے خدا کے حکم میں منصف قرار دیئے ہیں باوجودیکہ

خدا تعالےٰ نے معاویہ اور اس کے احباب کی نسبت ان پر حکم اس طرح پر جاری فرمایا ہے کہ یا وہ قتل کئے جائیں یا اپنی بات سے باز آئیں تم نے حکمنامہ میں لڑائی کی میعاد لکھدی ہے باوجودیکہ جزیہ کے اقرار کرنے والوں کے سوا سورۃ برات نازل فرماکر خدا تعالےٰ نے اہل حرب کے ساتھ اہل اسلام کی موادعت کو مطلق قطع کر دیا ہے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جناب امیرؑ بھی آپہنچے اور عبداللہ بن عباس سے فرمایا کیا میں نے تمہیں ان سے گفتگو کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ پھر خوارج سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے تمہارا کوئی وکیل ہے جو تمہاری طرف سے جواب دے سکے سب نے متفق ہو کر کہا عبداللہ بن الکوی ہمارا وکیل ہے۔ جناب امیرؑ نے اس سے سوال کیا کہ تم نے ہم پر کیوں خروج کیا ہے اس نے جواب دیا کہ صفین کے روز کی تمہاری تحکیم کے تقرر نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب شامیوں نے قرآن بلند کیے تھے میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟ کہ میں ان کے مکر و فریب کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے قرآن شریف صرف مکر کی وجہ سے بلند کیے ہیں تاکہ تمہیں فریب دے کر تمہیں اپنی لڑائی سے باز رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مکر کو گانٹھ کر لڑائی کو منقطع کر دیا اور تم پر آفت کے نازل ہونے کے امیدوار ہو بیٹھے جناب امیرؑ نے تمام سرگذشت ان کو کہہ سنائی اور پھر یہ فرمایا کہ اس دن تم نے میری بات ایک نہ مانی۔ میں نے منصف نامہ میں یہ شرط لکھ دی تھی کہ دونوں منصف اسی امر کو زندہ کریں جسے کہ قرآن نے زندہ کیا ہے اور اسی امر کے مارنے کے درپے ہوں جسے کہ قرآن نے مارا ہے قرآن الحمد اور والناس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں لکھا ہوا ہے وہ خود نہیں بولتا۔ مگر لوگ اس سے متکلم ہوتے ہیں۔ خارجیوں نے کہا فرمائیے آپ نے میعاد کیوں مقرر فرمائی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس لئے کہ اس میعاد میں ہماری حقیقت سے ناواقف شخص واقف ہو جائے اور واقف کو زیادہ تر ثبوت مل جائے۔ نیز یہ بھی خیال تھا کہ شاید خدا تعالیٰ اس مدت کے درمیان اس امت میں اتفاق پیدا کر دے اور اسکو راہ راست دکھا دے۔ خارجیوں نے کہا اب یہ بتایئے کہ جس دن منصف نامہ لکھا گیا تھا اور کاتب نے یہ لکھا تھا کہ یہ وہ امر ہے جسکی خواہش امیر المومنین علی اور معاویہ کرتے ہیں۔ عمرو ابن عاص کے انکار کو آپ نے مومنین کی امارات سے اپنے نام مٹا دیا اور کاتب سے یہ لکھوایا کہ یہ وہ امر ہے جسکی کہ علی اور معاویہ خواہش کرتے ہیں۔ پس جبکہ آپ امیر المومنین نہ ہوئے اور ہم لوگ مومن ہیں پس آپ بھی ہمارے امیر نہ ٹھہرے جناب امیرؑ نے جواب دیا تمکو معلوم ہوگا کہ حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کاتب میں تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو یہ وہ امر ہے جس پر کہ محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو صلح کرتے ہیں، اس پر سہیل کہنے لگا اگر ہم آپ کو رسول اللہ

جانتے تو جناب سے جنگ کیوں کرتے پس جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسم مبارک محو کیا تھا میں نے بھی امارت مومنین سے اپنا نام محو کیا ہے اس فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل میرا مقتدا تھا - اب بتاؤ کہ تمہاری کوئی حجت باقی رہے گی - تمام لوگ خاموش رہ گئے - جناب امیر نے ان سے فرمایا اب اٹھو اور اپنے شہر میں چلو خدا تم پر رحم کرے کہنے لگے ہم شہر میں چلیں گے - لیکن حکومت کی میعاد ختم ہونے تک ہم یہیں ٹھہرتے ہیں جناب امیر ان کے پاس سے واپس تشریف لے آئے - وہ لوگ اپنے قول میں بالکل جھوٹے تھے جب منصفوں نے فیصلہ دیدیا اور ہانی بن شریح ابن عباسؓ کے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں پہنچ گیا - اور حکومت کے فیصلہ سے آپ کو مطلع کیا - آپ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا کہ بہ تحقیق معصیت کا ورثہ حسرت اور نتیجہ ندامت ہے میں نے تم کو ان دونوں شخصوں کی حکومت سے آگاہ کیا تھا لیکن تم نے میرا کہنا نہ مانا اور میری رائے کو چھوڑ دیا - ان دونوں آدمیوں نے جن کو تم نے حکم مقرر کیا تھا خدا کی کتاب کے حکم کو پس پشت ڈال دیا - اور جس امر کی نسبت قرآن نے موت کا حکم دیا تھا اس کو زندہ کیا اور جس امر کے زندہ کرنے کا قرآن نے حکم دیا تھا اس کو مار دیا اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر دونوں ہی اپنی اپنی خواہش کے پیرو ہو گئے اور خدا کی حجت روشن اور حضرت کی نورانی سنت کو چھوڑ کر دونوں نے اپنی اپنی رائے سے فیصلہ دیا اور فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے محروم رہے پس تم شام کے سفر کے واسطے مستعد ہو جاؤ اور پیر کے روز لشکر یہاں سے کوچ کر جائے - یہ فرما کر آپ منبر سے اترے اور خارجیوں کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

خدا کے بندے امیر المومنین علی کی طرف زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب الراسبی - اور عبداللہ بن الکوی وغیرہ کو معلوم ہو کہ ان دونوں منصفوں نے کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر حکومت میں اپنی اپنی خواہش کی پیروی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کیا قرآن کے حکم کے منقاد نہیں بنے - جسوقت تمہارے پاس میرا یہ خط پہونچے تم میرے پاس چلے آؤ - کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں کیطرف جانیوالے ہیں اور اسی پہلے امر پر ثابت قدم ہیں جس پر کہ ہم پیشتر تھے خارجیوں نے جناب امیرؑ کے خط کا جواب یہ لکھا - امابعد آپ نے خدا کا غضب تو نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کا غضب کیا ہے آپ نے اپنی ہجان میں کفر کیا ہے اگر آپ نے توبہ کی تو ہم غور کریں گے کہ ہم کو آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے - جناب امیر اس خط کو پڑھ کر ان کی طرف سے مایوس ہو گئے اور خیال کیا کہ ان کا پیچھا چھوڑ دیا جائے اور شام والوں سے لڑنا چاہیئے اس لیے آپ کوفہ کے لوگوں کو خطبہ

سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت وثنا کے بعد فرمایا جس نے جہاد کرنا ترک کیا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کے قریب ہے مگر وہ شخص کہ جسکے لیے اللہ تعالے اپنی نعمت سے تدارک کرے پس تم لوگ خدا سے ڈرو۔ اور جو شخص کہ خدا سے ٹھہرا اجتناب ہے اور خدا کی روشنای کو بجھانا چاہتا ہے اس سے لڑو۔ اور ان خیانت کرنے والوں گمراہوں سے جنگ کرو۔ کہ جنکو اگر ولایت ملجائے تو کسریٰ اور ہرقل کے افعال کی پیروی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے دشمنوں سے لڑائی کے لیے آمادہ ہو جاؤ ہم نے تمہارے بھائیوں اہلِ بصرہ کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ بھی تمہارے پاس پہنچ جائیں۔ انشاء اللہ تعالے ان کے پہنچنے کے بعد ہم بھی روانہ ہو جائیں گے جناب امیرؑ کی طرف سے ان دنوں ابن عباس بصرہ کے حاکم تھے آپ نے ان کی طرف خط روانہ کیا کہ ہم شہر سے نکل کر نخیلہ میں فوج کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہماری رائے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے پر قرار پائی ہے اہلِ بصرہ میں سے جو اشخاص کہ ہماری شرکت کرنا چاہتے ہوں آپ ان کو اپنی ہمراہ لاویں و السلام پھر آپ نے ہر ایک قبیلہ کے سکین کو لکھ بھیجا کہ اپنے کنبے کے بہادروں اور غلاموں کو لیکر لشکر میں پہنچ جائے۔ چنانچہ سب سے اول سعد بن قیس الہمدانی نے آکر عرض کیا یا امیر المومنین میں بسر و چشم سب سے پہلے حاضر ہوں ان کے بعد معقل بن قیس اور عدی بن حاتم الطائی اپنے اپنے قوم کے بزرگوں اور قبائل کے ساتھ حاضر خدمت ہو گئے جن کی تعداد چالیس ہزار تھی ان کے سوا سولہ ہزار غلاموں کا گروہ تھا۔ آپ نے مدائن میں سعد ابن مسعود کو بھی لکھ بھیجا تھا۔ کہ لڑائی کے لیے جس قدر کہ بہادر دستیاب ہو سکیں لشکر میں بھیج دیئے جائیں۔ اسی اثنا میں جناب امیرؑ کو یہ معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت ہماری شرکت فرماویں تو ہم ان حروریہ سے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں جب ہم ان سے نبٹ جائیں گے تو پھر اہلِ شام سے لڑنیکا قصد کریں گے۔ آپ نے لشکر والوں سے فرمایا تم ان خارجیوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور میرے ساتھ معاویہ اور اہلِ شام کی طرف چلو کہ ان سے جنگ کیا جائے تاکہ وہ خدا کی زمین پر سرکش نہ بن جائیں بندگان خدا کو اپنا خدمت گار نہ بنا لیں۔ لوگوں نے باواز بلند عرض کیا یا امیر المومنین ہم آپ کے انصار اور شیعہ اور آپ کے پیرو ہیں ہم آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں ہم آپ کی، اطاعت کرنے والے کے مطیع ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو جہاں آپ کی منشا چاہے آپ ہم کو لے چلیں۔ جناب امیرؑ ان کے ساتھ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ آپ کو خبر پہونچی کہ خارجیوں نے خروج کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن الخباب بن الارت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اور ان کی بی بی حمل سے تھیں اسکا پیٹ چاک کر ڈالا ہے انکے سوا اور

ن عورتوں کو قتل کیا ہے اور ام اسنان الصیداء ... کو بھی مار دیا ہے آپ نے حارث بن مرۃ العبدی کو
ارج کی جانب روانہ کیا کہ اس خبر کی صحت کو دریافت کر کے لکھ بھیجیں اور کوئی بات لکھنے سے باقی نہ
ھوڑیں۔ جب حارث خارجیوں کے پاس گئے اور ان سے اسکا ماجرا پوچھا ان کمبختوں نے ان کو بھی مار ڈالا
ضرت امیرؑ ابھی لشکر ہی میں تھے کہ آپ کو انکے قتل کی خبر ملی لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ
ن خارجیوں کو کیوں یلہ چھوڑے جاتے ہیں تاکہ ہمارے مال کو ہمارے پیچھے لوٹیں اور ہمارے
یال کو مار ڈالیں آپ ہمارے ساتھ ان کی لڑائی کو تشریف لے چلیں جب ہم ان سے فراغت
حاصل کر لیں گے تو ہم اپنے شامی دشمنوں کی طرف چلیں گے۔ اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر
سی بات کی تائید کی۔ اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اشعث خارجیوں کی طرفداری کریگا۔ کیونکہ صفین کے روز
س نے کہا تھا کہ اس قوم نے نہایت انصاف کی بات کہی ہے کہ شامی ہم کو کتاب اللہ کیطرف دعوت
کرتے ہیں اب جبکہ اشعث نے ان کی برخلاف یہ بات بیان کی تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ خوارج کی رائے
کا طرفدار نہیں ہے حضرت امیر نے بھی خوارج کی طرف روانہ ہونے کا قصد فرمایا اتنے میں ایک انسان دی
قوم کا منجم جس کا نام مسافر بن عدی تھا حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا امیر المومنین آپ خارجیوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لیئے فلاں ساعت میں باہر نکلیں اور اگر آپ اس ساعت کے سوا کسی دوسرے
وقت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کو اور آپکے دوستوں کو نہایت تکلیف پہنچی گی حضرت نے اس کے
قول کی مخالفت کی اور اسکی مفروضہ ساعت کے برخلاف دوسری ساعت میں جنگ پر تشریف لے گئے
اور ظفریاب ہو گئے جب جناب امیر کوچ فرما کر خوارج کے اتنے قریب جا پہنچے کہ جہاں سے آپ انکو اور وہ
آپ کو دیکھ سکتے تھے آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو دیدو کہ ہم ان کو قتل
کردیں تو ہم تمہیں قتل نہیں کرینگے اور تمکو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کو
جانے والے ہیں۔ شاید خدا تعالےٰ تمہارے دلوں کو پھیر دے اور جس نیک کام کو تم پہلے کر رہے تھے اسی
کیطرف تمکو لوٹا دے۔ خوارج نے جواب دیا کہ ہم سب نے متفق ہو کر انکو قتل کیا ہے اور ہم سب مل کر تمہارے
خون کو بہانا حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کے لشکر سے قیس بن سعد بن عبادہ باہر نکل کر کہنے لگے۔
اے بندگان خدا تم ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمیں دیدو اور جس امر سے کہ تم ہم سے علیحدہ ہو گئے
ہو اور ہمارے ساتھ ہو کر اسی امر میں شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے دشمنوں اور اپنے دشمنوں
کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ہم سے مل جاؤ۔ تم بڑے بھاری گناہ کا ارتکاب کر رہے ہو کہ ہم کو مشرک
ٹھیراتے ہو اور خود مسلمانوں کے خون بہاتے ہو۔ عبداللہ بن سنجرہ السلمی ان کے جواب میں کہنے

لگا۔ ہم پر حق ظاہر ہو گیا۔ ہم تمہارا اتباع ہرگز نہیں کرینگے پھر جناب امیر علیہ السلام خود بدولت لشکر
سے باہر تشریف لیگئے۔ اور خوارج کو مخاطب کر کے فرمانے لگے اے گنہگاروں کے گروہ جنکو کہ ناحق
کے جھگڑے اور بیہودہ ٹنٹے نے فتنہ اور فساد پر آمادہ کیا ہے اور خواہش نفسانی اور ستیزہ خوئی
نے حق کی پیروی سے باز رکھا ہے تمہارے نفوس خود سرکش ہیں۔ اور تم نے حکومت کی آڑ پکڑ رکھی
ہے تم نے خود محبت سے اسکی خواہش کی تھی۔ میں تو اسے برا ہی جانتا رہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا
کہ شامی تم کو دھوکا دے رہے ہیں۔ تم نے مخالفوں کی مانند میرے کہنے کو نہ مانا اور مثل نافرمان
لوگوں کے میرے دشمن بن گئے۔ میں نے ناچار اپنی رائے کو بھی تمہاری رائے کیطرف پھیر دیا باوجودیکہ
اس وقت شامیوں کا کام تمام ہو چکا تھا۔ اور وہ پریشان خوابیں دیکھنے کے قریب ہو گئے تھے لیکن
تمہارے بڑے بوڑھوں کی رائے اس پر قرار پائی کہ دو شخص حکم بنائے جائیں۔ پھر میں نے ان
دونوں سے یہ شرط ٹھہرائی کہ قرآن سے فیصلہ کریں اور ہرگز اس سے تجاوز نہ کریں مگر ان دونوں
نے حق کو چھوڑ دیا باوجودیکہ حق ان کی آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ اب تم بیان کرو کہ کیوں تم
ہمارے ساتھ لڑنے کو حلال سمجھتے ہو۔ اس پر تم لوگوں کو ناحق ستاتے اور ان کے گلے کاٹتے
ہو یہ بات تو دنیا و آخرت میں صاف گھاٹا کھانے کی نشانی ہے یہ سنکر خوارج چلانے لگے کہ ہرگز
کوئی جواب نہ دے اور لڑائی پر آمادہ ہو جاؤ اور پکار پکار کر کہنے لگے جنت کے سوا اور کوئی مقام
آرام کا نہیں ہے حضرت اپنے اصحاب کے پاس واپس تشریف لے آئے اور صف آرائی کا حکم
دیا میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پر شبیب بن ربعی یا معقل ابن قیس الریاحی کو مقرر کیا اور سواروں
کی سپہ سالاری ابو ایوب انصاری کی سپرد فرمائی اور پیادوں کی افسری ابو قتادۃ الانصاری کے
متعلق کی اور مقدمۃ الجیش قیس بن سعد بن عبادہ کے سپرد کیا اور خود قلب میں جاگزین ہوئے
خوارج نے میمنہ زید ابن قیس الطائی اور میسرہ شریح ابن عوفی العبسی کے سپرد کر کے سواروں پر
حمزہ بن سنان الاسدی اور پیادوں پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔ ادھر جناب امیر علیہ السلام
نے رایت امان حضرت ابو ایوب انصاری کے تفویض فرمایا۔ انہوں نے باآواز بلند پکار کر منادی
کردی کہ جو شخص اس علم کے نیچے آجائیگا اور اس نے کسی کو قتل نہ کیا ہوگا۔ اور کسی مسلمان کو
اذیت نہ پہنچائی ہوگی۔ اس کو قتل سے امان ملیگا اور جو شخص کوفہ کو چلا جائے یا مدائن کو لوٹ جائے
اسکو بھی امان حاصل ہے اگر اس وقت بھی ہمارے بھائیوں کے قاتل ہم کو دیدیے جائیں تو ہمیں
تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت نہیں منادی کو سنکر فروہ بن نوفل الاشجعی پانسو سوار

لیکن حضرت امیر کے لشکر میں آملا اور ایک گروہ ان میں سے کوفہ کو اور ایک گروہ مدائن کو چلا گیا۔ بارہ ہزار کے قریب ان کی جمعیت تھی لیکن ان میں سے چار ہزار باقی رہ گئے اور جناب امیر کے ساتھ جنگ کرنے کو دوڑے آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا جب تک کہ وہ تم پر حملہ نہ کریں تم ان سے کچھ مت کہو اتنے میں خارجی الرواح فی الجنۃ پکارتے ہوئے حملہ آور ہوئے حضرت امیر کے لشکر دو حصوں میں منقسم ہو گئی اور خارجیوں کو بیچ میں لے لیا۔ میمنہ اور میسرہ کی فوجیں دونوں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑیں تیر انداز ان کے سامنے آکھڑے ہوئے اور پیادے تلواروں اور نیزوں سے ان پر ٹوٹ پڑے۔ کچھ دیر نہیں گذرنے پائی تھی کہ سوا سات آدمیوں کے تمام خارجی مارے گئے۔ دو آدمی ان میں سے خراسان کیطرف بھاگ نکلے۔ چنانچہ اب تک اس ملک میں ان دونوں کی نسل موجود ہے اور دو آدمی یمن کیجانب فرار کر گئے۔ وہاں بھی ان کی نسل موجود ہے جو اباضیہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے مورث اعلےٰ کا نام عبداللہ بن اباض تھا۔ اور دو آدمی تل مورون کیطرف چلے گئے جناب امیر کے لشکر کو تمام انکا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا اور حضرت کے لشکر میں سے صرف دو آدمی مارے گئے۔ اور خارجیوں سے صرف سات آدمی باقی بچے۔ یہ حضرت امیر علیہ السلام کی کرامت تھی کہ آپ نے اس جنگ سے پیشتر اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری فوج میں سے دس آدمی بھی نہیں مارے جائیں گے اور ان کی گروہ میں سے دس آدمی بھی باقی نہیں بچیں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ کہ جناب امیر خوارج کے ظہور سے پیشتر اپنے اصحاب سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک ایسا گروہ خروج کرنے والا ہے جو دین سے اس طرح پر بھاگے گا جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک نہتھا آدمی ہوگا۔ بارہا لوگوں نے اس گفتگو کو جناب امیر سے سنا ہوا تھا۔ جب نہروانیوں نے خروج کیا۔ تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے جنگ کے لئے تشریف لے گئے اور جو معاملہ کہ گذرنا تھا گذر چکا اور آپ کو جنگ سے فراغت حاصل ہو گئی۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اب ان میں تم اس نہتی کو تلاش کرو لوگ اس کو تلاش کرنے لگے بعض شخصوں نے آکر عرض کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ ان میں نہیں ہے آپ نے فرمایا واللہ وہ انہیں میں ہے قسم ہے خدا کی نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین ہم نے اسے ڈھونڈھ نکالا ہے بعض راویوں کا یہ بیان ہے کہ قبل اسکے کہ کوئی آکر اسکے دستیاب ہونیکا مژدہ سناتا۔ حضرت خود بدولت اسکی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ سلیم ابن ثمامہ الحنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگہاں نہر کے کنارے ایک گڑھے میں پچاس لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوا سب لوگوں نے اسکو دیکھا کہ اسکا ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بجائے ہاتھ

کے بازو پر عورت کے پستان کی صورت کا ایک لوتھڑا گوشت کا لگا ہوا ہے اور اس پر پستان کا سا سر بھی بنا ہوا ہے اور اس پر کالے کالے بال جمے ہوئے ہیں جب اسکو کھینچا جاتا تھا تو وہ بڑھ کر پورے ہاتھ کے برابر لانبا ہو جاتا تھا اور جب چھوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا۔ جب جناب امیر نے اسکو دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا واللہ نہ میں نے جھوٹ کہا تھا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم عمل نیک نہ چھوڑ بیٹھو تو میں تم کو اس شخص کی شان میں کہ جو ان لوگوں سے لڑتا ہے اور لڑائی میں اس نے حق کو نگاہ رکھا ہے چنانچہ جس حق پر کہ ہم ہیں جو کچھ کہ خدائے پاک نے اپنے نبی کریم کی زبان مبارک پر جاری فرمایا ہے ضرور بیان کر دیتا۔

جناب امیر علیہ السلام کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۳۸ھ اڑتیس ہجری میں پیش آیا اور اس واقعہ میں جناب امیر علیہ السلام کے دوستوں میں سے یزید بن لویرہ انصاری رضی اللہ عنہ شہید ہوئے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل کیا تھا۔ اور ان کو شرف سبقت فی الاسلام بھی حاصل تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی نسبت اپنی زبان مبارک سے بشارت بیان فرمائی تھی ان کو ابتداء واقعہ ہی میں خوارج نے شہید کیا۔

ان لوگوں کی تعداد جنکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے

روضۃ الصفا میں خاوند شاہ لکھتے ہیں نقل ست کہ حضرت امیرؑ در ایام ترع فرزندان خود را بسیار وصیت نمودہ بود از انجملہ یکے این ست کہ بامیر المومنین حسنؑ فرمود کہ چوں من رحلت کنم چناں بکن کہ خلق را معلوم نشود کہ مدفن من کدام ست کہ من دہ ہزار کس از شجاعان کفر و دلیران اسلام کہ قتل بر ایشان واجب بود بدست قوت تمام و مقیر سم کہ ورثاء ایشان قبر من بشگافند و مخالفت من از بنی امیہ بسیار است انتہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فضائل جسمانیہ کا بیان

اب ہم جناب امیر علیہ السلام کے فضائل جسمانی کا حال لکھتے ہیں اور یہ بھی دو قسم پر ہے۔ حسن صورت و قوت بدن۔

جناب امیر علیہ السلام کا حسن صورت

حسن صورت میں جناب امیر علیہ السلام بعد سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام عرب میں مشہور تھے۔

عن ابی الحجاج قال رأیت علیاً یخطب کان من احسن الناس وجہاً (اسد الغابہ) ابی الحجاج کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے

جناب امیر علیہ السلام کا جسمانی حلیہ مبارک

(۱) عن محمد بن باقرؑ قال کان علی مقبل العینین عظیمھما ذا بطن اصلع ربعۃ لا یخضب (اسد الغابہ) جناب محمد بن باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیر بڑی سیاہ آنکھوں والے اور توندیلی پیٹ والے تھے ان کے چاند پر بال کم تھے ان کا قد میانہ تھا۔ داڑھی کو نہیں رنگتے تھے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یطھر قوما من الذنوب بالصلعۃ فی روسھم وان علیا لاولھم (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر بن محمد بن حسین الیلا فی المائدۃ فی مناقب الصحابہ) ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو گناہوں سے بوجہ ان کے چندلیے ہونے کے پاک کیا ہے اور علی ان سب سے پہلا ہے۔

(۳) عن ابی لبید قال رأیت علیاً یتوضأ فحسر العمامۃ عن رأسہ فرأیت رأسہ مثل راحتی علیہ مثل خط الاصابع من الشعر (اخرجہ ابن الضحاک) ابو لبید سے روایت ہے۔ کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ نے اپنا عمامہ سر سے اٹھایا میں نے آپ کے سر کو دیکھا کہ مثل میری ہتھیلی کے تھا اس پر انگلیوں کے خط کی طرح بال تھے۔

(۴) عن قیس بن عباد قال قدمت المدینۃ اطلب العلم فرأیت رجلا علیہ بردان ولہ ضفیرتان قد وضع یدہ علی عاتق عمر فقلت من ھذا قالوا علی (اخرجہ ابن الضحاک) قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں مدینہ میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا ایک آدمی کو دیکھا اس پر صرف دو چادریں تھیں یعنی ایک ردا اور ایک تہبند اور ان کی دو چوٹیاں گندھے ہوئے تھیں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا علی ہیں۔

قال محب الطبری فی ریاض النضرہ ولا تضاد بینھما ویکون الشعر انحسر عن وسط رأسہ وکان فی جوانبہ شعر متسل یعنی ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں ہے جبکہ جناب امیرؑ کے سر اقدس کے چاند پر کم ہونا بالوں کا مانا جائے اور گدی کی طرف کے بال چھوٹے ہوئے تسلیم کیے جائیں۔

(۵) قال ابو اسحاق السبیعی رأیتہ ابیض الرأس واللحیۃ وکان ربما خضب اللحیۃ (اسد الغابہ)
ابو اسحاق سبیعی کا بیان ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا ہے کیونکہ اُن کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے اور کبھی ریش مبارک کو خضاب بھی کیا کرتے تھے۔

(۶) عن رزام بن سعد الضبی قال سمعت ابی نعیت علیا قال کان رجل فوق الربعۃ ضخم المنکبین طویل اللحیۃ وان شئت قلت اذا نظرت الیہ قلت ادم وان تبینتہ من قریب قلت ان یکون اسمر ادنی من ان یکون ادم (اسد الغابہ) رزام بن سعد الضبی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد کو جناب امیر علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے تھے ان کے شانے اور بازو بھرے بھرے اور گھنی داڑھی تھی اگر تو ان کو دور سے دیکھتا تو کہتا کہ سبزہ رنگ ہیں اور اگر تو گہری نظر کر کے ان کو قریب سے دیکھتا تو کھلتی ہوئی گندمی رنگ تھی قریب سبزہ رنگ کے۔

(۷) عن قدامۃ بن عتاب قال کان علی ضخم البطن ضخم مشاش المنکب ضخم عضلۃ الذراع ضخم عضلۃ الساق دقیق مستدقہا قال ورأیت یخطب فی یوم من الشتاء علیہ قمیص وازار قطریان معتم بشئ مما ینسج فی سوادکم (اسد الغابہ) قدامہ بن عتاب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام توندیلے پیٹ والے تھے ان کے شانہ کی ہڈی چوڑی تھی ان کے بازو بھرے بھرے اور کلائیاں باریک اور ان کی رانیں پر گوشت اور پنڈلیاں پتلی تھیں میں نے انکو جاڑے کے موسم میں دیکھا تھا وہ قطری قمیض پہنے ہوئے اور قطری تہ بند باندھے ہوئے تھے ان کا عمامہ سیاہ دھاریوں والا تھا۔

(۸) عن ابی الحجاج قال رأیت علیا یخطب کان من احسن الناس وجہا وقیل کان کانما کسی لمہ جیدا لا یغیر شیبہ خفیف المشی ضحوک السن (اسد الغابہ) ابو الحجاج سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سب لوگوں سے خوبصورت تھے اور روایت ہے کہ ایسے تھے اپنی داڑھی کو نہیں رنگتے تھے آہستہ چلتے تھے ان کے دانت ہنسی سے کھلے رہتے تھے۔

(۹) واحسن ما رأیتہ فی صفتہ رضی اللہ عنہ کان ربعۃ من الرجال الی القصر ما ہو ادعج العینین حسن الوجہ کانہ القمر لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین اغیدکان عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کثیر اللحیۃ منکبیہ مشاش کمشاش السبع الضاری لا یبین عضدہ من ساعدہ الا رتجت ارتجاجا اذا مشی تکفا وان امسک ذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفس وہو الی السمرۃ ما ہو شدید الساعد والید اذا

نئی الی الحروب ھرول ثبت الجنان قویا ماصارع احد قط الا صرعہ شجاعاً منصوراً علی من لاقاہ
استیعاب) علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بصدر ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں نے کیا خوب ان کے
وصاف لکھے ہوئے دیکھے ہیں کہ جناب امیر کا قد مبارک میانہ مگر کسی قدر پستہ تھا ان کی آنکھیں بڑی بڑی
اور کالی تھیں ان کا چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مثل تھا ان کا پیٹ توند والا اور ان کے
کندھوں کی ہڈی چوڑی تھی ان کی ہتھیلیاں سخت تھیں موٹی موٹی آنکھوں والے تھے ان کی گردن مثل ایک چاندی
کی صراحی کے تھی ان کے چاند پر بال کم تھے مگر گدی اور سر پیچھے کی طرف سے سر بالوں سے بھرا ہوا تھا
ان کی داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کے دونوں طرف تک پہنچتی تھی دونوں کندھوں کی ہڈیاں مثل
شیر کے کندھوں کی ہڈیوں کی تھیں ان کی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہیں تھا یعنے دونوں ایک سے تھے
اور ٹھوس اور مضبوط تھے چلنے میں آگے کو جھک کر چلتے تھے جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اس شخص کا
گلا گھٹ جاتا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا وہ رنگ میں گندم گون تھے ان کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے
جب جنگ کو جاتے تھے تو دوڑ کر نہایت ٹھنڈے دل سے جاتے تھے وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے
جنگ کی اس پر فتحیاب ہوئے۔

(۱۰) عن الشعبی قال رأیت علیا و راسہ و لحیتہ قطعن بیضاء اخرجہ ابن الضحاک) رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ کا سر اور داڑھی سفید روئی کی طرح تھی۔

اور محب الطبری ریاض النضرۃ میں لکھتے ہیں وروی انہ کان اصفر اللحیۃ والمشہور انہ کان ابیضہا
و یشبہ ان یکون خضب مرۃ ثم ترک یعنے روایت ہے کہ آپ کی ریش مبارک زرد تھی اور مشہور
زیادہ تر یہ ہے کہ سفید تھی شاید کبھی آپ نے اپنی ریش مبارک رنگا ہو اور پھر چھوڑ دیا ہو۔

جناب امیر علیہ السلام کی قوت بدن

عن ابی رافع قال خرجنا مع علی حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برایتہ فلما دنا من الحصن
خرج الیہ اہلہ فقاتلہم فضربہ رجل یہودی وطرح ترسہ من یدہ فتناول الباب کان عند الحصن
فتترس بہ لنفسہ فلم یزل بیدہ حتی فتح اللہ علیہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر
معی سبعۃ عشر و انا منہم نجتھد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقلبہ (اخرجہ احمد) ابو رافع
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کہ جب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر کو علم دیکر
خیبر میں روانہ کیا ہم جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ایک یہودی نے قلعہ سے نکل کر ان

پر چوٹ چلائی آپ نے سپر پھینک کر قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا جب تک کہ خدا تبارک و تعالٰی نے آپ کو فتح دی وہ آپ کے ہاتھ اقدس میں تھا۔ پھر آپ نے اسے پھینک دیا میں نے ستر آدمیوں کے ساتھ اسے لوٹنا چاہا وہ ہم سے نہ لوٹ سکا۔

عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال حمل علی الباب علی ظھرہ یوم خیبر حتی صعد المسلمون علیہ ففتحوھا وانھم جروہ بعد ذلک فلم یحملہ الا اربعون رجلا (تاریخ الخلفا) و فی کنز العمال عن جابر بن سمرۃ فقال ھذا حدیث حسن و فی طریق ثم اجتمع علیہ سبعون رجلا جھدھم ان اعادوا الباب (اخرجھما الحاکم فی الاربعین) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کے دن دروازہ کو اپنی پشت اقدس پر اٹھا لیا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعہ کو فتح کیا بعد اس کے چالیس آدمیوں نے اس کو اٹھانا چاہا۔ تو نہ اٹھا سکے کنز العمال میں یہ حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہوئی ہے اور صاحب کنز العمال کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ساٹھ آدمیوں نے اس کے لوٹانے پر کوشش کی۔

(۲) لما توجہ علی الی صفین و احتاج اصحابہ الی الماء والتمسوہ یمینا و شمالا فلم یجدوہ فعدل بھم امیر المومنین عن الجادۃ قلیلا فلاح لھم الدیر فساد وا یسألون من فیہ عن الماء فقال بینکم و بین الماء فرسخان فسیروا الی حیث اشوا لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیر المومنین اسمعوا ما یقول الراھب فقالوا با مرنا ان نسیر الی حیث ادمی الینا لعلنا ندرک الماء و بنا قوۃ فقال علی لا حاجۃ بکم الی ذلک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ و اشار الی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوہ فظھرت صخرۃ عظیمۃ فقالوا یا امیر المومنین ھھنا صخرۃ علی الماء فاجتھدوا فی قلعھا فما زالت عن موضعھا فاجتمع القوم وجھدوا فی تحریکھا فلم یجدوا الی ذلک سبیلا واستصعبت علیھم فلما رای ذلک لوی رجلہ عن سرجہ ثم حسر عن ساعدہ و وضع اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکھا وقلعھا بیدہ فظھر لھم الماء فبادروا و شربوا و کان اعذب ماء شربوہ فی سفرھم و ابردہ ثم جاء الی الصخرۃ فتناولھا بیدہ و وضعھا حیث کانت فالراھب ینظر من فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فانزلوہ فوقف بین یدی امیر المومنین فقال ھذا انت نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین قال ابسط یدک اسلم علی یدیک فبسط امیر المومنین یدہ فالراھب اسلم علی یدیہ رضی اللہ

(دلائل لطلحتہ الشافعی) جناب امیر علیہ السلام جب صفین کی طرف متوجہ ہوئے ایک مقام پر جناب امیر کے رفقا کے پاس پانی نہ رہا دہنے بائیں ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا جناب امیرؑ ان کو راستہ سے اتار کر ایک طرف لے گئے تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک گرجا دکھائی دیا لوگوں نے اس کے قریب جا کر اس کے پادری سے پانی کے لئے استفسار کیا اس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف کہ میں تمہیں اشارہ کرتا ہوں اس طرف چلے جاؤ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائے گا امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو راہب کیا کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہم کو پانی کا پتہ بتاتا ہے کہ یہاں سے دو فرسخ پر ہے لیکن ہم میں وہاں تک پہنچنے کی طاقت نہیں جناب امیرؑ نے فرمایا تم کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں قبلہ کی طرف اپنی خچر کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس کو کھودو لوگوں نے کھودنا شروع کیا وہاں ایک بھاری پتھر نمودار ہوا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہاں پر پتھر ہے جس میں کھودنا ممکن نہیں آپ نے فرمایا یہی پتھر پانی پر ہے لوگوں نے اس کو اکھاڑنا شروع کیا اس کو جنبش تک نہ ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر سے نہ ہلا تمام لشکر کے لوگوں نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ یہ دیکھ کر آپ اپنی سواری سے اترے اور آستین کو لوٹ کر اس پتھر کے نیچے انگلیاں لگا کر اس کو ہلایا اور ہاتھ پر اٹھا لیا اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر پانی پینے لگے ان کو پورے سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی نہیں ملا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو وہیں پر رکھ دیا جس طرح سے کہ وہ پہلے تھا راہب اپنے گرجا کی چھت پر سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں سے کہنے لگا مجھے نیچے اتارو لوگوں نے اسے چھت پر سے نیچے اتارا اور جناب امیرؑ کی سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بولا تو آپ فرشتہ مقرب ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں خدا کے رسول محمد ابن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا وصی ہوں راہب کہنے لگا آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوتا ہوں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور وہ راہب مسلمان ہو گیا۔

(۳) عن علی قال انطلقت انا والنبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذهب لانهض به فرای منی ضعفا وجلس لی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علے منکبی فصعدت علی منکبه قال فیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علے البیت وعلیه تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاوله عن یمینه وعن شماله وعن بین یدیه ومن خلفه حتی استمکنت منه قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقذف به فقذفت به فتکسر کما تکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا و رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نستبق حتی تواریناً بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس۔ اخرجہ احمد و الحاکم
جناب علی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ فرمایا۔ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جناب نے
میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو میں جب
دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں
یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک صورت پیتل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی۔
میں اس کو داہنے بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکھڑ گئی جناب نے مجھے فرمایا کہ
اس کو پھینک دے میں نے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیا وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح شیشہ کا برتن
ٹوٹ جاتا ہے پھر میں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چھپ گئے تاکہ
کوئی ہم کو نہ دیکھے علامہ ابن حدید لکھتے ہیں کہ اس بت کا نام ہبل تھا اور وزن میں اس قدر تھا کہ کئی آدمی
اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اس کو بآسانی اٹھالیا۔

باوجودیکہ حضرت امیر اکثر صائم الدہر رہتے تھے۔ اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور قوت
بھی سوکھی روٹی ہوا کرتی تھی اس پر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں ما صارع احداً الا صرعہ
یعنی کسی پہلوان سے حضرت نے کشتی نہیں کی کہ اس کو بچھاڑا نہ ہو حضرت کی قوت جسمانی کا حال
بالتفصیل باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے صرف اسی قدر یہاں کافی ہے۔ غرضیکہ حضرت کی قوت مظہر
قوت خدا تھے چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ما قلعت باب خیبر بقوۃ جسمانیۃ لاکن بقوۃ رحمانیۃ
یعنی ہم نے خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کے فضائل خارجیہ کا بیان

فضائل خارجی کئی قسم کے ہیں مثلاً نسب کا عالی ہونا قرابت نبوی ہونا مصاہرت میں شرف کا ہونا اولاد صالح ہونا

جناب امیرؑ کی نسب عالی

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن
کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس
بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن ناحور بن ثیور بن یعرب بن یشجب بن

ثابت ہیں اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نسب عالی اس سے کیا بہتر ہو سکتی ہے کہ جناب مرتضیٰ والدین کی طرف سے ہاشمی اور ہم جد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے جن کے فضائل میں بیشمار حدیثیں وارد ہیں۔

بنی ہاشم کے فضائل کا بیان

(۱) عن واثلة قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفے بنی کنانة من بنی اسمٰعیل واصطفی من بنی کنانة قریشا ثم اصطفی من قریش بنی ہاشم (اخرجہ المسلم والترمذی و ابو حاتم وغیرہم) واثلہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو بنی اسمٰعیل سے اور منتخب کیا بنی کنانہ سے قریش کو پھر برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو۔

(۲) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال جبریل علیہ السلام قلبت الارض مشارقہا و مغاربہا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم۔ (اخرجہ احمد فی المناقب الذہبی فی المخلص و المحاملی والسمرقندی وابن الجراح) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے مشرق سے اور مغرب سے زمین کو لوٹا ہے لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا۔

بنی ہاشم کا سب سے اوّل جنت میں جانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لو اخذت بحلقة باب الجنة ما بدات الا بکم (اخرجہ احمد فی المناقب والمخلص الذہبی والمحاملی) جناب علی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے گروہ بنی ہاشم اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا ہے اگر میں نے جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑی تو میں ہرگز تمہارے سوا کسی سے اندر داخل کرنے کا آغاز نہیں کرونگا

بنی ہاشم کی عیادت کا مسلمانوں پر فرض ہونا

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب للزبیر بن عوام ھل لک فی ان تعود الحسن ابن علی فانہ مریض فکان الزبیر تلکا حابیہ فقال لہ عمر اما علمت ان عیادۃ بنی ہاشم فریضۃ وزیارتھم نافلۃ (اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ) زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام سے کہا کیا تم جناب حسن کی بیمار پرسی کا ارادہ رکھتے ہو کیونکہ وہ بیمار ہیں زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ اس میں توقف تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ عیادت بنی ہاشم کی فرض ہے اور زیارت ان کی نفل۔

بنی ہاشم کا بغض نفاق کی علامت ہونا

عن طلحۃ بن مصرف قال کان یقال لبغض بنی ہاشم نفاق (اخرجہ ابوبکر ابن یوسف البھلول) طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ عہد صحابہ میں کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

بنی عبد المطلب کے فضائل کا بیان

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن بنی عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی (اخرجہ ابن ماجۃ والدیلمی) انس بن مالک کہتے ہیں کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بنی عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ لکم ثلاثا ان یجعل لکم جوداء نجدا ورحماء (اخرجہ ابن السری) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبد المطلب میں نے تمہارے لئے خدا سے تین امور کی دعا کی ہے کہ تم کو سخی اور دلیر اور رحم دل بنا دے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی عبد المطلب انی سالت اللہ ان یثبت قائمکم وان یھدی ضالکم وان یعلم جاھلکم وان یجعلکم رحماء نجباء (اخرجہ الملائی فی سیرتہ وابوبکر محمد بن ابی نصر بن بکر الفتوانی) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بنی عبد المطلب میں نے خدا سے آرزو کی ہے کہ تمہارے قائم کو ثابت رکھے اور تمہارے گمراہ کو ہدایت کرے اور تمہارے جاہل کو تعلیم کرے اور تم کو رحم دل اور نجیب بنائے

عن ابن عباس قال دخل اناس من قریش علی صفیة بنت عبد المطلب فجعلوا یتفاخرون ویذکرون
الجاهلیة فقالت صفیة منا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا تنبت النخلة فی الارض الکباء
قالت وما الکباء قالوا الارض التی لیست بطیبة فذکرت ذلک صفیة لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا بلال هجر بالصلوة فهجر فقام علی المنبر فنادی بصوت عالی یا ایها الناس من انا قالوا
انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انسبونی قالوا محمد بن عبد المطلب قال اجل انا محمد بن عبد اللہ وانا
رسول اللہ فما بال اقوام یبتذلون اهل فواللہ لانا افضلهم اصلا وخیرهم موضعا اخرجه
البزار والمحب الطبری فی الاکتفاء) ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ چند آدمی قریش کے صفیہ بنت عبد المطلب
کے پاس گئے اور فخر کرنے لگے اور جاہلیت کا ذکر کرنے لگے جناب صفیہ نے کہا ہم میں سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ کہنے لگے ایک درخت زمین کبا میں پیدا ہوتا ہے صفیہ نے کہا۔ کیا چیز ہے وہ
کہنے لگے کبا وہ زمین ہے جو اچھی نہ ہو اس بات کو صفیہ نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا
آنحضرتؐ نے بلال سے کہا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے
لئے پکارا حضرت منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے لوگو میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ
رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میری نسب بیان کرو لوگوں نے کہا آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں محمد بن عبد اللہ اور رسول اللہ ہوں پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو میرے
اہل کو حقیر سمجھتے ہیں واللہ میں سب لوگوں سے از روئے اصل و موضع بہت افضل ہوں۔

عن العباس بن عبد المطلب قال بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یقول الناس فی اهله
فصعد المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فقال انا محمد بن عبد اللہ
ابن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر خلقه ثم جعلهم فرقتین فجعلنی
فی خیر فرقة وخلق القبائل فجعلنی فی خیر قبیلة وجعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم
بیتا (اخرجه احمد) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی کہ لوگ آپ کے اہل کی نسبت کچھ کہتے ہیں پس حضرت منبر پر چڑھے اور فرمانے
لگے میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ ہوں خدا نے
خلقت کو پیدا کیا اور مجھے اپنی بہترین خلقت میں گردانا پھر ان کے دو گروہ بنائے اور مجھے ان کے
بہتر گروہ سے بنایا پھر ہر فرقہ سے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں سے بنایا پھر ان کے
گھر بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے گھر میں سے اٹھایا۔

جناب ابوطالب ابن عبد المطلب کا ذکر

جناب ابوطالب کا نام عبد مناف ہے بعض مورخین نے عمران بھی لکھا ہے حاکم لکھتے ہیں کہ ان کا نام عبد مناف ہے اور ابوطالب انکی کنیت ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب کے برادر عینی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ المخزومیہ تھیں سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کان ابو طالب ممن حرم الخمر علیہ فی الجاھلیۃ کابیہ عبد المطلب یعنے ابوطالب ان لوگوں میں سے تھے کہ جنھوں نے جاہلیت میں اپنے پر شراب کو حرام کیا بہ اقتفا مثل اپنے والد عبد المطلب کے ۔

ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تخمیناً ۳۵ برس بڑے تھے اور باوجودیکہ فقیر تھے لیکن شیخ القریش اور سید البطحا اور رئیس مکہ معظمہ مشہور تھے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب کا انتقال ہو گیا تو اس وقت آپکے جد امجد عبد المطلب بقید حیات تھے حضرت ان کے دامن عاطفت میں تربیت پاتے رہے جب جناب عبد المطلب کا انتقال ہو گیا تو جناب ابوطالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفیل حال ہوئے اصابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں لما مات عبد المطلب اوصی بمحمد الی ابی طالب فکفله واحسن تربیته وسافر بصحبته الی الشام وھو شاب لما بعث قام فی نصرته وذب عنه لمن عاداه ومدحه عدة مدائح منها قوله لما استسقی اھل مکة فسقوا وابیض یستسقی الغمام بوجھه + ثمال الیتامی عصمة للارامل یعنے جب جناب عبد المطلب کا انتقال ہو گیا انھوں نے جناب ابوطالب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے لئے وصیت کی پس جناب ابوطالب نے آپکی عمدہ طرح سے کفالت کی اور تربیت میں اپنے باپ کی وصیت بجالائے۔ اور آپ کو ساتھ لیکر شام کا سفر کیا حضرت اس وقت جوان ہو چکے تھے اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث بالرسالہ ہوئے جناب ابوطالب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جو لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہو گئے تھے ان کے شر کو حضرت سے دور کیا اور حضرت کی بہت تعریفیں بیان کیں منجملہ ان کے جناب ابوطالب کا وہ شعر ہے کہ جب ایک دفعہ مکہ کے لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے باران رحمت نازل ہوئی جناب ابوطالب نے آپ کی مدح میں کہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے ؎ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہایت خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں آپ کی وجہ سے

ابر سے عینہ برستا ہے اور آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت وپناہ ہیں محدث علی ابن برہان الدین الشافعی انسان العیون میں جناب ابوطالب کی ہمدردی کا حال جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرتے رہے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں وکان ابوطالب فی کل لیلة یامر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یاتی فراشه ویضطجع به فاذا نام الناس اقام واما احد بنیه او غیرهم من اخوانه او ابن عمه ان یضطجع مکانه خوفا علیه ان یغتاله احد ممن یریدبه السوء یعنی جناب ابوطالب ہر شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر لیٹنے کے لیے کہتے اور جب لوگ سو جاتے تو آپ کو وہاں سے اٹھا کر اپنے کسی بیٹے یا بھائی یا ابن عم کو آپ کے بستر پر اس خوف سے سلا دیتے کہ مبادا وہ لوگ آپ کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

عن ابن عباس فی قوله تعالی وینهون وینأون عنه قال نزلت فی ابوطالب کان ینهی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینأی عما جاء به (اخرجه عبد الرزاق فی المصنف) جناب ابن عباس اس آیت کے شان نزول میں جس کا کہ یہ ترجمہ ہے (کہ منع کرتے ہیں اور باز رکھتے ہیں اس سے) رکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز رکھتے تھے اور حضرت کو بھی جس کے لیے وہ مبعوث ہوتے تھے منع کرتے تھے۔

وما نقله القرطبی فی کتابه المسمی بالاعلام عن صدق محبت ابی طالب لسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد خرج الکعبة یوما واراد ان یصلی فلما دخل فی الصلوٰة قال ابوجهل لعنه اللہ من یقوم الی هذا الرجل فیفسد علیه الصلوٰة فقام عبداللہ ابن الزبعری واخذ فرثا ودما فلطخ بروجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانفتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوٰته واتی الی ابی طالب عمه فقال یا عم الا تری ما فعل بی فقال له ابوطالب من فعل بك هذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن الزبعری فقام ابوطالب فوضع سیفه علی عاتقه ومشی حتی اتی القوم فلما راوه قد اقبل نهضوا له فقال ابوطالب ان قام رجل جللته بسیفی هذا ثم قال یا بنی من فعل بك هذا فقال عبداللہ بن الزبعری فاخذ ابوطالب فرثا ودما فلطخ وجوههم وثیابهم واساء لهم القول قرطبی اپنی کتاب اعلام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابوطالب کی سچی محبت کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے۔ اور نماز پڑھنے لگے۔ ابوجہل ملعون نے کہا کوئی ہے کہ ان کی نماز کو فاسد کرے یہ سنکر عبداللہ بن زبعری نے اٹھ کر لید اور خون آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک پر ملدیا حضرت وہاں سے نماز کو ترک کرکے اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے چچا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے ساتھ کیا گیا ہے ابو طالب نے پوچھا کہ یہ گستاخی کس نے کی ہے آپ نے فرمایا عبداللہ بن زبعری نے پس جناب ابو طالب اپنے کاندھے پر تلوار رکھ کر لوگوں کے پاس آئے جب ان لوگوں نے ابو طالب کو متوجہ اپنی طرف پایا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے جناب ابو طالب نے کہا واللہ اگر کوئی تم سے اٹھے گا تو میں اس تلوار سے اس کو قتل کر دونگا بعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تم سے گستاخی کی ہے آپ نے عبداللہ بن زبعری کا نام لیا جناب ابو طالب نے لید اور خون لیکر ان کے چہروں اور داڑھیوں کو اور کپڑوں کو مل دیا اور سخت سست باتیں کہیں۔

ان کے اسلام لانے کی نسبت نہایت اختلاف ہے۔ ثقۃ الحفاظ ابو الکرم بن محمد بن حسن لکھتے ہیں اتفق ائمۃ اھل البیت ان ابا طالب مات مسلما و خلاف اھل البیت فی الاسلام غیر معتبر یعنی ائمہ اہل بیت علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ جناب ابو طالب مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے اسلام میں اہل بیت کے برخلاف روایتیں معتبر نہیں۔

انسان العیون میں علامہ علی بن برہان الدین الشافعی لکھتے ہیں عن مقاتل ان ابا طالب قال عند موتہ یا معشر بنی ھاشم اطیعوا محمدا و صدقوا تفلحوا و ترشدوا ام مقاتل سے روایت ہے کہ جناب ابو طالب نے وقت وفات بنی ہاشم کو وصیت کی کہ اے گروہ بنی ہاشم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کو سچا جانو ہدایت پکڑو رستگاری پاؤ گے۔

عن ابن عباس قال لما تقارب من ابی طالب الموت نظر العباس الیہ یحرک شفتیہ فاصغی الیہ فقال یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ بھا (انسان العیون للعلامہ علی بن برھان الدین الشافعی) اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی مدارج النبوۃ میں لکھا ہے در روایت ابن اسحاق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ بنزدیک موت۔ و ابن عباس گفتہ کہ چون قریب شد موت ابو طالب نظر کرد عباس بسوئے وے و دید کہ می جنباند بہائے خود را پس گوش نہاد بسوے او پس گفت بآنحضرت یا ابن اخی واللہ بتحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بدان کلمہ۔

ابن عساکر اپنی تاریخ میں فیل ترجمہ جناب ابو طالب صاف طور سے قائل ہوئے ہیں۔ کہ (انہ اسلم) خود جناب ابو طالب کے بعض اشعار سے ان کا اسلام ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کا قول ہے

ودعوتنی وعلمت انک صادق　　ولقد صدقت وکنت قبل امینا

ولقد علمت بان دین محمد　　من خیر ادیان البریة دینا

جنی ہدایت کی تو نے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے۔ اور بے شک تو نے سچ کہا ہے اور تو پہلے سے امین ہے اور جان لیا میں نے کہ دین محمدی تمام خلقت کے دینوں سے بہتر ہے۔

عن ابی رافع قال سمعت ابا طالب یقول سمعت بن اخی محمد عبد اللہ یقول ان ربہ بعثہ بصلۃ الارحام وان یعبد اللہ وحدہ ولا یعبد معہ غیرہ ومحمد الصدوق الامین (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے صلہ رحم کے لیے بھیجا ہے اور اس کے لیے ہیں ایک خدا کی پرستش کروں اور اسکے سوا کسی دوسرے کو نہ پوجوں اور محمد بہت راست گو اور امین ہیں۔

اگرچہ جناب ابو طالب کے اسلام کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی وفات پر نہایت تاسف فرمایا ہے اور ان کے انتقال کے برس کا نام عام الحزن رکھا اور خدا سے ان کی مغفرت مانگی قال الواقدی عن علی لما توفی ابو طالب اخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبکا بکاء شدیدا ثم قال اذھب فاغسلہ وکفنہ غفر اللہ لہ فقال لہ العباس یا رسول اللہ اترجوا لہ فقال ای واللہ انی لارجوا لہ وجعل رسول اللہ یستغفر لہ ایاما ولا یخرج وقال ابن عباس عارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وصلتک رحما فجزاک اللہ یا عم خیرا (تذکرۃ الخواص الامہ سبط ابن الجوزی) واقدی کہتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے جب جناب ابو طالب کا انتقال ہوا اور میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہنچائی، آپ بہت روئے اور مجھے ارشاد کیا جاؤ ان کو غسل دو اور کفناؤ خدا ان کو بخشے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ان کی مغفرت کے امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا واللہ میں امید رکھتا ہوں اور آپ ان دن گھر سے باہر نہ نکلے اور ابو طالب کے لیے طلب مغفرت کرتے رہے ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ابو طالب کے جنازہ کے لیے جھگڑا کیا اور فرمایا اے چچا کہ میں تم سے صلہ رحم بجا لایا اور اے چچا تم کو اللہ جزا دے

---

[1] عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت الی اربع عمومتہ اما العباس فیکنی بابی الفضل فلہ ولولدہ الفضل الی یوم القیمۃ اما حمزۃ فیکنی بابی العلا فاعلی اللہ قدرہ فی الدنیا والاخرۃ اما عبد العزی فیکنی بابی لہب فادخلہ اللہ النار والجبار علیہ اما عبد مناف فیکنی بابی طالب فلہ ولولدہ المطاولۃ والرفعۃ الی یوم القیمہ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور فی سورۃ تبت: یا ابا ...)

خبر دے :-

عن علی قال لما مات ابوطالب اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموتہ فبکی وقال اذہب فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ ورحمہ (اخرجہ ابوداود والنسائی وابن خزیمۃ وغیرہم) جناب علی کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہوگئے تو میں نے جناب سرور دنیا و دین کو ان کے انتقال کی خبر دی آپ نے مجھے فرمایا جاؤ انکو نہلاؤ اور کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا ان کو بخشے اور رحم کرے۔

بعض روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ پر تشریف بھی لے گئے بلکہ ان کے جنازہ کے لیے ان کے تئیں اعمام سے تنازع بھی کیا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ عن ابی عامر الهوزنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج معارضا جنازة ابی طالب وهو یقول یا عم وصلتك رحم یعنی ابی عامر ہوزنی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوطالب کے جنازہ پر ان کی نبی اعمام سے تنازع کرنے کو نکلے اور فرمایا اے چچا میں نے تم سے صلہ رحم بجالایا۔

اس میں بھی شک نہیں کہ جناب ابوطالب اپنی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وصیت کرتے رہے عن علی انہ اسلم قال لہ ابوطالب الزم ابن عمك (اخرجہ ابن عساکر) جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا مجھ سے ابوطالب فرمانے لگے اپنے ابن عم کی متابعت کر۔

عن عمران بن حصین ان ابا طالب قال لجعفر لما اسلم قبل جناح ابن عمك فصلی جعفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن عساکر) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ جب جناب جعفر مشرف باسلام ہوئے تو ابوطالب نے ان سے کہا اپنے ابن عم کے بازو کیطرف کھڑا ہو جا پس جعفر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔

جب تک کہ جناب ابوطالب بقید حیات رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دی عن هشام بن عروة عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نالت منی قریش شیئا اکرهه حتی مات ابوطالب (اخرجہ ابن احمد الطبری فی تاریخہ) ہشام بن عروہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تک کہ ابو طالب زندہ رہے ہمیں مکروہ امر قریش سے نہیں پہنچا۔

جناب امیر کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم کا ذکر

علامہ ابن حجر ان کے صدر ترجمہ میں لکھتے ہیں فاطمہ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف القرشیۃ الہاشمیۃ ام علی بن ابی طالب وھی اول ھاشمیۃ ولدت خلیفۃ قال الزھری ھے اول ھاشمیۃ ولدت لھاشمی یعنی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر مہربان جناب امیر المومنین علی علیہ السلام وہ پہلی ہاشمیہ ہیں جن سے اول خلیفہ بنی ہاشم تولد ہوئے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سب سے اول تدوین حدیث فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیہ عورت ہیں جو ہاشمی مرد جناب ابوطالب سے حاملہ ہوکر بچہ جنی ہیں۔ یعنی جناب امیر علیہ السلام ایسے اول ہاشمی ہیں کہ جن کے دونوں ماں باپ ہاشمی تھے۔

جناب فاطمہ بنت اسد کے اسلام پر سب مورخ متفق ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہجرت تھیں اور سابقات الاسلام کی فہرست میں بعد خدیجۃ الکبریٰ کے انہیں کا نام درج ہے۔ قال الشعبی اسلمت وھاجرت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس بن مالک قال لما ماتت فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم ام علی فدخل علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجلس عند رأسھا وقال رحمک اللہ یا امی کنت امی بعد امی تجوعین و تشبعنی وتعرین وتکسینی وتمنعین نفسک طیب الطعام وتطعمنی تریدین بذلک وجہ اللہ والدار الاخرۃ وقال انس ام بغسلھا فلما بلغ الماء الذی فیہ الکافور اسکبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ علیھا والبسھا قمیصہ ثم امر اسامۃ بن زید وابا ایوب الانصاری بحفر قبرھا فلما حفر واو بلغوا اللحد احفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ واخرج ترابہ ثم اضطجع فیہ وادخلھا فیہ ھو وابوبکر والعباس ثم دعا بھذا الدعاء اللھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ولقنھا حجتھا ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک محمد والانبیاء الذین من قبلی انک ارحم الراحمین وروی عن ابن عباس نحو ذلک وزاد فقالوا ما رأیناک صنعت باحد ما صنعت بھذہ قال انہ لم یکن بعد ابی طالب ابر منھا البستھا قمیصی لتکسی من حلل الجنۃ واضطجعت فی قبرھا لیھون علیھا عذاب القبر وروی ایضا من علی باختلاف یسیر (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بنت ہاشم جناب علی کی مادر مہربان کا انتقال ہوگیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ پر تشریف لے گئے اور انکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے میری ماں تجھ پر خدا رحم کرے تو میری ماں کے بعد میری ماں تھی تو آپ بھوکی رہتی تھی اور مجھے کھلایا کرتی تھی اور تو آپ ننگی رہتی تھی اور مجھے پہنایا کرتی تھی تو اپنی جان کو اچھے کھانے سے باز رکھتی تھی۔

اور مجھے کھلاتی تھی تو خاص خدا کے لیے اور آخرت کے گھر کے لیے یہ حسن سلوک مجھ سے کرتی تھی۔ الخ
کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غسل کا حکم دیا جب اس پانی کے ڈالنے کی نوبت پہنچی
جس میں کہ کافور ملا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے ان پر وہ پانی ڈالا اور اپنا پیراہن ان کو پہنایا۔
اور جناب عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔
جب وہ قبر کھود چکے اور لحد تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مطہر سے اس کو کھودنا شروع کیا اور اس سے
مٹی نکالی اور اس میں لیٹ گئے اور ان کو خود بدولت حضور نے اور جناب ابوبکرؓ اور عباسؓ نے قبر
میں اتارا پھر ان کے لئے یہ دعا پڑھی کہ اے پروردگار میری ماں فاطمہ بنت اسد کو مغفرت کر اور اپنی دلیل
اسکو تلقین فرما اور اس پر اسکی قبر کو کشادہ کر بطفیل اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا
علیہم السلام کے جو کہ مجھ سے پہلے گذرے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس طرح سے مروی ہے
انہوں نے اس بات کو اپنی روایت میں زیادہ بیان کیا ہے کہ جب جناب سرکائنات صلی اللہ علیہ وسلم انکی
قبر میں خود بدولت لیٹے تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو آج
تک آپ نے کسی سے نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ بعد جناب ابو طالب کے ان سے زیادہ کوئی میرے ساتھ نیکی
کرنیوالا نہیں تھا۔ میں نے اس لیے اپنا پیراہن ان کو پہنایا تاکہ وہ جنت کی پوشاک پہنیں اور ان کی
قبر میں میں اس لیے لیٹا کہ ان پر عذاب قبر آسان ہو جائے۔ جناب امیرؓ نے بھی اس حدیث کو تھوڑے سے
اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا فضل

(۱) عن ابن عباس قال توفی لصفیۃ بنت عبد المطلب ابن فبکت علیہ قال لہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تبکین یا عمۃ من توفی لہ ولد فی الاسلام کان لہ بیتا فی الجنۃ یسکنہ فلما خرجت
یقیہا رجل فقال لہا ان قرابتہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم لن تغنی عنک شیئاً فبکت فسمع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوتہا ففزع من ذلک وخرج وکان صلے اللہ علیہ وسلم مکرما لہا فقال
لہا یا عمۃ تبکین وقد قلت لک ما قلت قالت لیس ذلک ابکانی واخبرتہ بما قال الرجل فغضب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا بلال ہجر بالصلوۃ فہجر ثم قال فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب ینقطع یوم القیمۃ الا سببی
ونسبی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الطبرانی والبیہقی) ابن عباس رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں کہ جناب صفیہ بنت عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھپھی کا ایک بیٹا مرگیا وہ رونے لگیں آپ نے ان سے کہا پھوپھی جان تم روتی ہو حالانکہ جس شخص کا بیٹا اسلام میں مر جائے جنت میں اسکو ایک گھر رہنے کے لیے ملیگا جب جناب صفیہ گھر سے باہر نکلیں تو ان سے ایک آدمی کہنے لگا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت سے آپ کو کچھ نفع نہیں ملیگا وہ پھر رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا رونا سنا حضرت گھبرا اٹھے آپ ان پر نہایت مہربان تھے آپ نے ان سے کہا پھوپھی جان تم نے آپ سے جو کچھ کہنا کا حق تھا کہا ہے آپ پھر روتی ہیں جناب صفیہ نے عرض کی میں بیٹے کے مرنے سے نہیں روتی اور آپ کو تمام قصہ سنایا جو کہ اس آدمی نے کہا تھا جناب بہت خفا ہوئے اور بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو نماز کے لیے پکار بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے پکارا پھر جناب خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثناء باری تعالیٰ کے فرمایا کیا حال ہے اس گروہ کا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ میری قرابت قیامت کے دن نفع نہیں دیگی یہ تحقیق کہ ہر ایک سبب اور نسبت قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے سوا منقطع ہو جائے گی میری قرابت دنیا و آخرت میں ملنے والی ہے ۔

(۲) عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ لا یدخل قلب امرء ایمان حتی یحبکم للہ ولقرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ واللہ کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک کہ تم سے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے ۔

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف قرابت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی شریک ہیں لیکن جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر قریب ہیں کیونکہ جناب عبداللہ والد ماجد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو طالب والد ماجد جناب علی علیہ السلام برادر حقیقی تھے ان دونوں بزرگواروں کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو بن العائذ المخزومیہ تھیں یہ قرب حضرت عباس کو حاصل نہیں تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے ۔

(۳) عن الشعبی قال بینما ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ واعظمہم منزلۃ وافضلہم حالۃ واعظمہم عناءً عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع واشار الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان الدارقطنی) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے جب انہوں نے جناب علیؓ کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو

کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے سب سے بڑے منزلت والے اور سب سے افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنیوالے کو دیکھنے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

(۴) قال ابوبکر بن عیاش لو اتانی ابوبکر و عمر و علی لبدات بحاجة علی قبلهما لقرابته من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولان اخر من السماء احب الی من ان اقدمهما علیہ (صواعق محرقہ)
ابوبکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابوبکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علی کے ضرورت کو پہلے روا کرونگا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسمان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیرؑ کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

(۵) اخرجه الدارقطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اهلها فقال لهم انشدکم باللہ هل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ فی الرحم منی من جعله صلے اللہ علیہ وسلم نفسه و ابناءه ابناءه غیری قالوا اللهم لا دارقطنی روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شورے پر جناب امیرؑ نے حجۃ پیش کی کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میں رشتہ داری میں مجھ سے کوئی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی ہے میرے سوا اور کس کے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نفس اور کس کے بیٹوں کو اپنا بیٹا کہا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں۔

(۶) واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمهاجرین عن عباس قال ذلک علی لانه کان مؤمنا مهاجرا ذا رحم (اخرجه ابن مردویه) اور قرابت والے بعض ان کے نزدیک تر ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ جناب امیر سے مراد ہے۔ کیونکہ وہ مومن اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے۔

مصاہرت کا شرف

(۱) عن محمد بن سیرین فی قوله تعالے وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا قال انما نزلت فی النبی صلعم و علی بن ابی طالب هو ابن عم النبیؐ و زوج فاطمة فکان نسبا و صهرا (کفایۃ الطالب) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ (ذات جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور پھر نسب اور سسرال اس کے لئے بنائے) بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ جناب رسول پاک کے ابن عم اور جناب سیدہ کے زوج ہیں پس ان کے دو رشتے ایک از روئے نسب اور ایک از روئے سسرال والی کے ٹھہرا۔

(۲) عن عمر بن خطاب قال ذکر عندہ علی قال ذاک صھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزل جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج ابنتک من علی (اخرجہ ابن السمان) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ذکر کیا اور ان کے پاس جناب علی علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہ یہ یعنی جناب علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں جبرئیل نے نزول فرما کر کہا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ حکم فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ اپنی دختر نیک اختر کی شادی علی سے کریں۔

(۳) عن ابی الحمراء قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یؤتہن احد ولا انا اوتیت صھرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھا واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلھما ولا انتم منی وانا منکما اخرجہ الدیلمی ابو سعد فی شرف النبوۃ والامام علی بن موسے الرضا فی مسندہ) ابی حمراء سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ علی تجھے تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہوئیں اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں۔ تجھ کو مجھ سا سسرال ملا ہے کہ مجھ کو نہیں ملا اور تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے کہ مجھ کو ایسی نہیں ملی تجھ کو تیری صلب سے حسن اور حسین ملے ہیں اور مجھ کو میری صلب سے ان جیسا نہیں ملا۔ تحقیق تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰھم اشھد قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن النجاری) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار تو گواہ ہو میں نے لوگوں کو یہ بات پہنچا دی ہے کہ یہ یعنی علی بن ابی طالب میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے پروردگار جو شخص کہ اسے دشمن رکھے اسے آگ میں اوندھا گرا۔

یہ شرف جناب مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات بابرکات کے سوا کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوا اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی جناب سرور صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ لیکن جناب نبوی کی اشرف اولاد حضرت سیدہ ہی تھیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار کا ظہور حضرت سیدہ ہی سے

ہوا ہے اور حضرت سیدہ کے سوا حضرت کی نسل منقطع ہوگئی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ علیہا التحیۃ والثناء کے مناقب و فضائل کا کسی قدر اس مقام پر ذکر کیا ہے۔

مناقب جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثناء

جناب سیدہ علیہا السلام کی سنہ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان کا تولد مبارک بعثت سے پانچ برس پہلے ہے اور بعض کے نزدیک سال بعثت میں واقع ہوا ہے عن عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر الہاشمی یقول ولد فاطمۃ سنۃ احدی واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (استیعاب) عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن جعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کا تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے اکتالیس برس کے بعد واقع ہوا ہے۔

بعض مورخین کے نزدیک بعثت سے پانچ برس کے بعد واقع ہوا ہے، بہرحال بقول صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث بالرسالۃ ہونے کے بعد حضرت سیدہ علیہا السلام کا تولد ہوا ہے اور احادیث مندرجہ ذیل بھی اسی کی مؤید ہیں۔

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل بسفرجلۃ من الجنۃ فاکلتہا لیلۃ اسری بی فعلقت خدیجۃ بفاطمۃ فکنت اذا اشتقت رائحۃ الجنۃ شممت فیہ فاطمۃ (اخرجہ الحاکم) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبریل جنت کی ایک بہی میرے پاس لائے اور شب معراج میں میں نے اسے کھایا۔ اور خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اسی شب میں مجھ سے حاملہ ہوئیں اور فاطمہ کو جنیں پس جب مجھ کو جنت کی بو کا شوق غالب ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا دہن مبارک سونگھتا ہوں۔

(۲) عن عن ام المؤمنین عائشۃ قالت یا رسول اللہ اذا اقبلت فاطمۃ جعلت لسانک فی فیہا کانک ترید ان تلحقہا عسلا فقال صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما اسری بی الی السماء ادخلنی جبریل الجنۃ وناولنی تفاحۃ فاکلتہا فصارت نطفۃ فلما نزلت من واقعت خدیجۃ ففاطمۃ من تلک النطفۃ فکلما اشتقت الی تلک التفاحۃ قبلتہا (اخرجہ الخطیب والدیلمی وابو سعد فی شرف النبوۃ) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ جناب فاطمہ تشریف لاتی ہیں آپ اپنی زبان مبارک کو ان کے منہ میں ڈالتے

ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ شہد چاٹ رہے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھ کو جنت میں لے گئے اور وہ میری پاس جنت کی ایک بہی لائے میں نے اس کو کھایا وہ تحلیل پاکر ایک نطفہ کی شکل بن گئی جب میں زمین پر آیا اس سے جناب خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس قطفہ سے جناب فاطمہ پیدا ہوئیں جب مجھے اس بہی کی طرف شوق غالب ہوتا ہے تو میں جناب فاطمہؓ کے مُنہ کو چومتا ہوں۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی ام المومنین سابقۃ الاسلام صدیقۃ الکبریٰ خدیجہ بنت خویلد ہے جو سب سے اول آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر ایمان لائی ہیں جن کے فضل میں لاتعدو احادیث وارد ہیں۔

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فضلت خدیجۃ علی نساء امتی کما فضلت مریم علی نساء العالمین (اخرجہ الدیلمی) روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدیجہ کو میری امت کی عورتوں پر اس طرح سے فضیلت دی گئی ہے جس طرح سے کہ مریم بنت عمران کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا ہوئی ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افضل نساء اھل الجنۃ اربع مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیہ بنت مزاحم قال ابن عباس خط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اربع خطوط ثم قال اتدرون لم خططت ھذہ الخطوط قالوا لا قال ذلک (اخرجہ الدیلمی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچ اور پھر فرمایا آیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کھینچے ہیں لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ اہل جنت کی عورتوں میں سے چار عورتیں افضل ہیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

(۱) انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما سمیت فاطمۃ لان اللہ فطمھا من النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اس لئے فاطمہ نام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمۃ حوراء ادمیۃ لم تحض

لم تطمث اغا سماها فاطمۃ لان اللہ عز وجل فطمہا من النار (اخرجہ الغسانی) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ نوع انسان میں حور ہے حیض ونفاس سے طاہر ہے اس کا نام اس لئے فاطمہ رکھا گیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ کی آگ سے جدا کیا ہے ۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فاطمۃ علی یا رسول اللہ لم سمیت فاطمۃ قال ان اللہ قد فطمہا وذریتہا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی ونقلہ محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا علیہ الف التحیۃ والثناء) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا فاطمہ کہکر پکارا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان کا نام نامی فاطمہ کیوں رکھا ہے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے ۔

اسد الغابہ میں (وکانت فاطمۃ تکنی بابیہا ای فاطمۃ بنت محمد) یعنے جناب فاطمہ اپنے والد ماجد کے نام مبارک کنیت کی جاتی تھیں یعنے فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔
بعض لوگ ام الحسن بھی کہا کرتے تھے (نزل الابرار)

جناب سیدہ کے اشہر القاب میں سے (البتول ۔ سیدۃ النساء ۔ افضل النساء ۔ خیر النساء ۔ الصدیقہ ۔ الزہراء ۔ المبارکہ ۔ الطاہرہ ۔ الزکیہ ۔ الراضیہ ۔ المرضیہ ۔ المحدثہ) ہیں (نزل الابرار)

البتول

عن علی قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمہ بتول فقال البتول التی لم تر حمرۃ قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء (اخرجہ الحاکم) جناب علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کو کہ بتول اور فاطمہ بتول فرماتے ہوئے سنا ہے فرمایا بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنے اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیا علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے

سیدۃ النساء

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین وسیدۃ نساء المؤمنین وسیدۃ نساء اہل الجنۃ وسیدۃ نساء ہذہ الامۃ (اخرجہ الحاکم) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا آیا تم اس سے راضی نہیں ہوتیں کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۲) عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل ملک من السماء فاستاذن اللہ ان یسلم علی فبشرنی بان فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ (اخرجہ احمد والترمذی والنسائی والرویانی والحاکم وابن حبان) روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اللہ تعالیٰ سے اس نے میرے سلام کرنے کے لئے اذن طلب کیا اور مجھ کو خوشخبری پہنچائی کہ تحقیق فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۳) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا ما کان من مریم بنت عمران (اخرجہ ابو یعلی وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابو سعید ناقل ہیں کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سردار ہے اہل جنت کی لوگوں کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے۔

(۴) عن فاطمۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ اما ترضین ان تاتی یوم القیامۃ سیدۃ نساء المومنین (اخرجہ الدیلمی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ قیامت کے روز تو سب مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(۵) عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد فاطمۃ وھی مریضۃ فقال لھا کیف تجدینک یا بنیۃ قال انی وجعت وانہ لیزیدنی مالی طعام اکلہ قال یا بنیتی اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قال یا ابت فاین مریم بنت عمران قال سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا والآخرۃ (استیعاب ابن عبد البر) عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوۃ والتسلیم جناب فاطمہ کی عیادت کو گئے وہ مریض تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اے بیٹی ہم یہ کیا حال تیرا دیکھ رہے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ میں بیمار ہو گئی ہوں اور مجھ کو اس نے اور بھی ناچار کیا ہے کہ میرے پاس کچھ کھانے کی چیز نہیں جسے میں کھا سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو راضی نہیں ہوتی کہ تو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیس مریم بنت عمران کہاں رہیں حضرت نے فرمایا وہ اپنے عالم کی سردار

ہے اور تم اپنے عالم کی ہو۔

(۶) عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فاطمۃ عام الفتح فناجاہا فبکت ثم حدثہا فضحکت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتہا عن بکائہا وضحکہا فقالت اخبرنی انہ یموت فبکیت ثم اخبرنی انی سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا مریم بنت عمران فضحکت (اخرجہ الترمذی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے برس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا ان سے کوئی بات کی وہ رونے لگیں پھر ان سے دوسری بات کی وہ ہنسنے لگیں جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا میں نے ان کو ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی جناب فاطمہ فرمانے لگیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے انتقال پر ملال کی خبر دی میں رونے لگی پھر حضرت نے مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں پس میں ہنس پڑی۔

(۷) عن ابی ہریرۃ و ابی الدرداء قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین ما خلا مریم بنت عمران (اخرجہ الدیلمی والطبرانی وابن حبان) ابوہریرہ اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہ سب جہان کی عورتوں کی سردار ہے سوا مریم بنت عمران کے۔

(۸) عن عائشۃ قالت کنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخفی مشیتہا من مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما راٰہا قال مرحبا یا ابنتی ثم اجلسہا ثم سارہا فبکت بکاء شدیدا فلما رای حزنہا سارہا الثانیۃ فاذا ہی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بمالی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن نعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرائیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فلما رای جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ وسیدۃ نساء المؤمنین (اخرجہ البخاری والمسلم) جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیاں آپ کے پاس موجود تھیں اتنے میں جناب فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں ان کی رفتار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رفتار سے جیتی نہیں تھی۔ یعنے بعینہٖ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی جب حضور نے ان کو دیکھا تو مرحبا اے میری بیٹی کہکر پکارا۔ پھر ان سے سرگوشی کی وہ سخت روئیں جب حضور نے ان کا غم واندوہ دیکھا دوبارہ ان سے سرگوشی کی وہ ہنس پڑیں جب حضور اٹھ کر تشریف لے گئے جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب فاطمہؓ سے پوچھا کہ حضور نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی جناب فاطمہ نے کہا میں ہرگز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنے کی جب حضور اس دارِ دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے جناب فاطمہ سے کہا میں تم کو اس حق کی جو میرا تم پر ہے قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ مجھے اس راز کو بتاؤ جناب فاطمہؓ نے فرمایا۔ اب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے ہیں اب میں اس کو بیان کرتی ہوں جب پہلے امر میں مجھ سے حضور نے سرگوشی کی تو بیان کیا کہ ہر برس میں جبرئیل مجھ سے ایک دفعہ قرآن مجید کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس سال میں دو دفعہ مقابلہ کیا ہے میں سوا اسکے نہیں دیکھتا کہ میری رحلت قریب آگئی ہے پس تو خدا سے ڈرلو اور صبر کرو میں تیرا اچھا آگے جانیوالا ہوں جب حضور نے میرے رونے کو ملاحظہ کیا تو پھر مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا یا فاطمہ تو راضی نہیں ہوتی کہ ہو تو سب اہل جنت کی عورتوں کی سردار اور سب مومنین کی عورتوں کی سردار۔

افضل النساء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افضل نساء اهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد (اخرجہ ابوداؤد والنسائی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اہل جنت کی عورتوں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خیر النساء عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر نساء امتی فاطمة بنت محمد (اخرجہ الحاکم) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب میری امت کی عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم

عن انس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران خدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمد واسیة بنت مزاحم (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افضل میں کافی ہیں تیرے لئے سب دنیا کی عورتوں سے چار عورتیں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم۔

الصدیقہ عن ابی الحمراء قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اوتیت ثلاثا لم یوتی

احد ولا انا اوتیت صہرا مثلی ولم اوت انا مثلی اوتیت صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلھما واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلھما ولانتم منی وانا منکما (اخرجہ الدیلمی) ابوالحمرا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تجھ کو تین ایسی باتیں عطا ہوئیں ہیں کہ کسی کو نہیں ملیں اور وہ مجھ کو بھی نہیں ملیں تجھ کو سسر مجھ سا ملا ہے اور مجھ کو مجھ سا نہیں ملا۔ تجھ کو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی ہے اور مجھ کو ویسی نہیں ملی۔ تجھ کو حسن وحسین تیری صلب سے عطا ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو ان جیسی نہیں ملی۔ اور البتہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک احب اہل بیت ہونا جناب سیدہ کا

عن اسامۃ بن زید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احب اھلی الی فاطمۃ (اخرجہ الترمذی والحاکم قال الدیلمی قالہ حین سالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی والعباس فقالا یا رسول اللہ ای اھلک احب الیک) اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب میرے اہل سے میرے نزدیک پیاری فاطمہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور دیلمی فردوس الاخبار میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مبارک اس وقت ارشاد فرماتے تھے جبکہ جناب علی اور عباس نے حضور سے پوچھا تھا کہ آپ کے نزدیک آپ کے اہل سے کون زیادہ پیارا ہے۔

(۲) عن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجھا (اخرجہ الترمذی والشاشی) جمیع بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ جناب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ پیارا تھا فرمانے لگیں جناب فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ پیارا تھا فرمایا کہ ان کا خاوند یعنی علی بن ابی طالب۔

(۳) عن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی (استیعاب علامہ ابن عبد البر) بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سب عورتوں سے زیادہ آنحضرت کو جناب فاطمہ پیاری تھیں اور سب مردوں سے زیادہ جناب علی۔

جناب فاطمہ کا بضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن علی قال کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای شیء خیر للمرأۃ فسکتوا فلما رجعت قلت لفاطمۃ ای شیء خیر النساء قالت ان لا یراھن الرجال فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما فاطمۃ بضعۃ منی (اخرجہ البزار فی مسندہ) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے کیا چیز مناسب ہے سب چپ ہو رہے جب میں لوٹ کر گھر میں آیا تو میں نے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کونسی چیز عورتوں کے لئے بہتر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ان کو مرد نہ دیکھنے پائیں پس میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو بیان کیا آپ نے فرمایا فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی مجھے ایذا دی

(۱) عن المسور بن مخرمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاھا فقد اذانی (اخرجہ الدیلمی واحمد والحاکم) مروی ہے مسور بن مخرمہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ایذا دی مجھ کو ایذا دی۔

(۲) عن ابن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما فاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی ما اذاھا (اخرجہ احمد والترمذی والحاکم) منقول ہے ابن زبیر سے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو اسے ایذا دیتی ہے۔

(۳) روی عن مجاھد قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ بید فاطمۃ فقال من عرف ھذہ فقد عرفھا ومن لم یعرف فھی فاطمۃ بنت محمد وھی بضعۃ منی وھی قلبی وھی روحی التی بین جنبی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ (اخرجہ ابن عساکر) مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اس کو پہچانتا ہو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہ پہچانتا ہو پس یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ میرے دل کا ٹکڑا اور میرا دل ہے اور یہ میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے پس جس نے اس کو ایذا دی مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

ذکر اس بات کا کہ جناب فاطمہ کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے

عن علی قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی برضاک (اخرجه ابو یعلی - والطبرانی والحاکم وابو نعیم فی الحلیة والدیلمی) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

جناب سیدہؓ کا حیض و نفاس سے طاہر ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتی فاطمة حوراء آدمیة لم تحض ولم تطمث انما سماها فاطمة لان اللہ فطمها من النار (اخرجه الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو حیض اور طمث سے پاک ہے۔ اس لئے اس کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے جدا رکھا ہے۔

(۲) عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمة بتول فقال البتول التی لم تر حمرة قط ای لم تحض فان الحیض مکروہ فی بنات الانبیاء (اخرجه الحاکم) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا بتول کس کو کہتے ہیں کیونکہ یا رسول اللہ ہم نے بارہا سنا ہے کہ آپ مریم بتول اور فاطمہ بتول فرمایا کرتے ہیں حضور نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو سرخی کو نہ دیکھے یعنی حیض اور طمث سے پاک ہو۔ کیونکہ حیض نبیوں کی بیٹیوں کے لئے مکروہ ہے۔

(۳) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمة بالحسن فلم ار لها دما فقلت یا رسول اللہ لم ار لفاطمة دما فی حیض ولا نفاس فقال لها صلی اللہ علیہ وسلم اما علمت ان ابنتی طاهرة مطهرة لا یری لها دما فی طمث (مسند اهل البیت) اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ حسن علیہ السلام کے تولد کے وقت میں جناب سیدہ کی دائی تھی۔ میں نے ان کو کسی قسم کا خون جو عورتوں کو ولادت کے وقت ہوا کرتا ہے نہ دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جناب سیدہ کے لئے خون حیض اور نفاس کا نہیں دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا تو نہیں جانتی کہ میری بیٹی پاک اور پاکیزہ ہے اس کے لئے طمث میں خون نہیں دیکھا جا سکتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب فاطمہ سے زیادہ کوئی شبیہ نہیں تھا

(۱) عن ام سلمة قالت كانت فاطمة اشبه الناس شبها و وجها بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابن عساکر) جناب ام المؤمنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شکل و شمائل میں نہایت مشابہ تھیں۔

(۲) عن عائشة قالت ما رأيت احدا اشبه سمتا و دلا و هديا و حديثا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامها و قعودها من فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت و كانت اذا دخلت على رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام اليها فقبلها و اجلسها فی مجلسه و كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته فلما مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت فاطمة على رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاكبت عليه فقبلته ثم رفعت رأسها فبكت ثم اكبت عليه ثم رفعت رأسها فضحكت فقلت ان كنت لاظن ان هذه من اعقل النساء فاذا هی من النساء فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لها ارأيت حين اكببت على النبی صلی اللہ علیہ وسلم و رفعت رأسك فبكيت ثم اكببت عليه فرفعت رأسك فضحكت ما حملك على ذلك قالت انی اذا لبذرة اخبرنی انه ميت من وجعه هذا فبكيت ثم اخبرنی انی اسرع اهله لحوقا به فضحكت (اخرجه الترمذی و ابو داود والنسائی و ابو حاتم باختلاف يسير) جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب فاطمہ سے زیادہ قیام و قعود میں بات کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو شبیہ نہیں دیکھا۔ جب فاطمہ تشریف لاتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض ہوئے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور حضور پر جھک پڑیں اور چہرہ اقدس کو چومنے لگیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں میں نے کہا میں گمان کرتی تھی کہ یہ یعنی جناب فاطمہ تمام عورات سے عقلمند ہیں یہ تو معمولی عقل والی عورتوں میں سے نکلیں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ آپ ان پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس وقت اس کی وجہ بیان کرنا باعث افشا ہوتا حضور نے مجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس مرض میں انتقال فرمائیں گے پس میں رو پڑی پھر مجھ کو خبر دی کہ میں ان کو سب اہل سے پہلے ان کے ساتھ جا ملوں گی پس میں اس وجہ سے ہنسنے لگیں۔

ذکر اس امر کا کہ جب جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو سب سے

اول جناب سیدہ علیہا السلام سے ملاقات فرماتے

(۱) عن ثوبان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر آخر عھدہٖ باتیان فاطمۃ واول من یدخل علیہ اذا قدم فاطمۃ (اخرجہ احمد والبیہقی) ثوبان کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے آخر جناب فاطمہ علیہا السلام ان سے ملتیں اور جب تشریف لاتے تو سب سے اول جناب فاطمہ سے ملتے۔

(۲) عن ابی ثعلبۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من غزو او سفر بدأ بالمسجد فصلی فیہ رکعتین ثم اتی فاطمۃ ثم اتی ازواجہ (اخرجہ ابو عمر) ابو ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات سے یا سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے شروع کرتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھکر جناب فاطمہ کے پاس تشریف لاتے پھر ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم من سفر قبل فاطمۃ (راس الخادم) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ رضہ کے پاس جاتے۔

قیامت کے روز سب سے اول جنت میں جناب فاطمہ رضہ کا داخل ہونا

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول شخص یدخل الجنۃ علی وفاطمۃ مثلھا ھذہ الامۃ کمثل مریم بنت عمران فی بنی اسرائیل ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ اول جنت میں داخل ہوں گے وہ علی اور فاطمہ ہیں فاطمہ رضہ کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسی کہ بنی اسرائیل میں مریم بنت عمران۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبعث الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب لیوافق المؤمنین من قومھم ویبعث صالح علی ناقتہ وابعث انا علی البراق وتبعث فاطمۃ امامی (جمع الاحباب فی مناقب الاصحاب) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن ایسے چارپایوں پر سوار کئے جائیں گے جو ان کی قوم کے مومنوں کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر اونٹنی پر سوار کر کے اٹھائے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوں گے۔

قیامت کے روز جناب سیدہ کے مرور کے وقت اہل موقف کو سر جھکانے

اور نگاہ نیچے رکھنے کا من جانب اللہ تعالیٰ حکم ہونا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ من بطنان العرش یا اھل الموقف غضوا ابصارکم ونکسوا رؤسکم لتجوز فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الصراط (اخرجہ اسمٰعیل بن احمد) ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا پکارنے والا عرش کے اندر سے پکارے گا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سر جھکا دو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صراط سے گذر جائیے۔

(۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الاولین والآخرین فی صعید واحد ثم ینادی منادٍ من بطنان العرش ان الجلیل جل جلالہ یقول نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم فان ھذہ فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترید ان تمر علی الصراط (اخرجہ الخوارزمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع کریگا۔ پھر ایک پکارنے والا عرش کے اندر سے پکاریگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل موقف تم اپنے سر کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صراط سے گذرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

(۳) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامۃ نادی اہل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی تمر (اخرجہ الدینوری فی المجالسۃ وابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی بدور السافرۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا ایک پکارنے والا پکاریگا اے لوگو بند کر لو اپنی آنکھیں جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گذر لے۔

جناب سیدہ کو جنت میں ام موسیٰ اور مریم بنت عمران سے بھی بہتر قصر زیادہ ملنے

عن ابی سعید الخدری انہ صلی اللہ علیہ وسلم مر فی السماء السابعۃ قال رأیت فیہا لمریم ولام موسیٰ ولآسیۃ امرأۃ فرعون ولخدیجۃ بنت خویلد قصوراً من یاقوت ولفاطمۃ بنت محمد سبعین قصوراً من مرجان الاحمر مکللاً باللؤلؤ ابوابہا من عود (اخرجہ ابن مردویہ) ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ساتویں آسمان پر گذر کر کے دیکھا کہ مریم اور ام موسیٰ اور آسیہ فرعون کی بی بی اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لئے یاقوت کے گھر بنے ہوئے ہیں اور فاطمہ

بہشت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ستر قصر ہونگے کہ دیکھے جو موتیوں سے جڑے ہوئے تھے ان کے دروازے عود کی لکڑی کے تھے۔

جنت میں جناب سیدہؑ کا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں ہونا

عن ابی فاختۃ قال قال علی زارنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبات عندنا والحسن والحسین نائمان فاستسقی الحسن فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی قربۃ لنا فجعل یعصرھا فی القدح ثم جاء لیسقیہ فتناول الحسن فتناول الحسین لیشرب فمنعہ وبدا بالحسن فقالت فاطمۃ یارسول اللہ کانہ احبھما الیک قال ھو استسقی اول مرۃ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی وایاک وھذین یعنی حسنا وحسینا وھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیامۃ) اخرجہ احمد فی المناقب) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور وہ رات یہیں بسر فرمائی اور جناب حسن اور حسین علیہما السلام دونوں سوئے ہوئے تھے پس حضرت حسن نے پانی مانگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور مشک کی طرف تشریف لے گئے اور پیالے میں پانی ڈالا پھر آئے تاکہ پلادیں حسن کو اور پکڑ لیا اسے جناب حسین نے پینے کے لئے پس حضور نے انہیں روک دیا اور پہلے جناب حسن کو پلایا اور فرمایا جناب فاطمہ علیہا السلام نے یا رسول اللہ گویا آپکو ان دونوں میں سے حسن سے زیادہ الفت ہے فرمایا اس لئے کہ حسن نے پہلے مانگا تھا پھر فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں یعنے حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنے علی قیامت کے دن مکان واحد میں ہوں گے۔

اس حدیث سے بعض صاحبوں کا شبہ بالکل جاتا رہتا ہے جو ایک قیاسی مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ علیہا السلام سے افضل ہیں کیونکہ امہات المومنین جنت میں بمعیت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک مکان اور ایک درجہ میں ہوں گے۔ اور حضرت سیدہ بمعیت جناب مرتضوی دوسرے قصر جنت میں تشریف رکھتے ہوں گے لامحالہ جناب مرتضوی کے مکان سے حضور کا مکان درجہ عالی پر ہوگا اس وجہ سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیدہ علیہا السلام سے برتر مقام میں ہوں گے اور جنت میں برتر مقام ہونا دلیل افضلیت ہے لیکن احادیث کے مقابل مزعومات کو پیش کرنا نہ چاہیئے اہلحدیث کے معتقدات کو دیکھنا چاہیئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاف لا نفضل احد اعلی بضعۃ الرسول کے قائل ہیں۔

ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قولہ تعالےٰ والحقنا بھم ذریاتھم قال

ان اللہ یرفع ذریۃ المؤمن فی درجتہ وان کانوا دونہ فی العمل ثم قرء والذین امنوا واتبعتہم ذریاتہم بایمان الحقنا بہم ذریاتہم وما التناہم من عملہم من شئی قال سید جلال الدین السمہودی فان کان ہذا فی ذریۃ مطلق المؤمن فما ذالک بذریتہ صلی اللہ علیہ وسلم (جواہر العقدین) ابن عباس اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے انکی ذریۃ کو ان سے ملا دیا ہے

فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم مومن کی ذریت کو اسی کے درجہ میں رکھے گا اگرچہ عمل میں اس سے کمتر ہوں گے پھر اس آیت کو پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور انکی راہ چلی اُن کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے اُن تک انکی اولاد کو اور گھٹایا نہیں اُن سے اُن کا کیا کچھ بھی سید جلال الدین سمہودی لکھتے ہیں کہ یہ مرتبہ مطلق مومن کی ذریت کو ملے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا درجہ دیکھنا چاہیئے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کے نکاح کا بیان

(۱) عن عبد اللہ بن جعفر الہاشمی قال انکح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بعد واقعۃ احد وکان عمرہا اذ ذاک خمسۃ عشر سنۃ وخمسۃ اشہر ونصف وکان سن علی احدی وعشرین سنۃ خمسۃ اشہر وقال زبیر بن بکار تزوجہا علی فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ وکان عمرہا اذ ذاک خمسۃ عشر وخمسۃ اشہر (استیعاب) عبد اللہ بن جعفر بن سلیمان بن جعفر الہاشمی کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا نکاح بعد واقعہ احد کے کیا ہے انکی عمر اس وقت پندرہ برس اور ساڑھے پانچ مہینے کی تھی۔ اور جناب علی کا سن مبارک اکیس سال اور پانچ ماہ کا تھا۔ اور زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ سے جناب علی کا نکاح ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام کا سن اس وقت پندرہ برس اور پانچ ماہ کا تھا۔

(۲) عن الحارث عن علی قال خطب ابو بکر وعمر یعنی فاطمۃ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انت لہا یا علی فقلت مالی من شئی الا درعی فزوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ) حارث جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے واسطے جناب فاطمہ علیہا السلام کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خواستگاری کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب علی سے کہا یا علی آپ جناب فاطمہ کی زوجیت کے لئے مناسب معلوم ہوتے ہیں جناب علی نے کہا میرے پاس تو سوائے زرہ کے کوئی سامان

دو چھیادی نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے ان کا نکاح کر دیا۔

(۳) عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطبہا ابوبکر فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ۔ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابوبکر نے حضرت سیدہ کی خواستگاری کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ابھی چھوٹی ہیں جناب علی نے خواستگاری کی حضور نے ان سے نکاح کر دیا۔

(۴) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یخلق علی ما کان لفاطمۃ کفو (اخرجہ الدیلمی) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر علی نہ پیدا ہوتے تو فاطمہ کے لئے کوئی کفو نہ ہوتا۔

(۵) عن انس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال لی یا انس اتدری ما جاءنی بہ جبرائیل من صاحب العرش عز وعلا قالت بابی انت وامی ما جاءک بہ جبرئیل قال قال لی ان اللہ تبارک وتعالیٰ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی فانطلق وادع لی ابابکر وعمر وطلحۃ والزبیر وبعددہم من الانصار قال فانطلقت فدعوتہم فلما ان اخذوا مجالسہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ المحمود بنعمتہ والمعبود بقدرتہ المطاع سلطانہ المرہوب من عذابہ النافذ امرہ فی ارضہ وسمائہ الذی خلق الخلق بقدرتہ وميزہم باحکامہ اعزہم بدینہ واکرمہم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل جعل المصاہرۃ نسبا لاحقا وامرا مفترضا وحکما عادلا وخیرا جامعا وشیج بہ الارحام والزمہا للانام فقال عز وجل وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا وامر اللہ تعالیٰ یجری الی قضائہ وقضاؤہ یجری الی قدرہ ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی واشہدکم انی زوجت فاطمۃ من علی علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علی السنۃ القائمۃ والفریضۃ الواجبۃ فجمع اللہ شملہما وبارک اللہ لہما واطاب اللہ نسلہما وجعل نسلہما مفاتیح الرحمۃ ومعادن الحکمۃ وامن الامۃ اقول قولی ہذا واستغفر اللہ لی ولکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متبسما یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ وانی قد زوجتکہا علی اربعمائۃ مثقال فضۃ فقال علی رضیت یا رسول اللہ ثم ان علیا خر ساجدا شاکرا للہ فلما رفع راسہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارک اللہ لکما وعلیکما واسعد جدکما واخرج منکما

کثیر الطیب قال انس واللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب (اخرجہ احمد فی المناقب وابو حاتم) انس
سے منقول ہے کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود تھا۔ آپ کو وحی کے سبب سے
غش طاری ہوا جب افاقہ میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے میرے پاس جبریل خداوند عرش کی طرف
سے کیا حکم لایا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبرئیل آپ کے پاس کیا حکم لائے ہیں
فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو حکم کرتا ہے کہ فاطمہ کی علی سے تزویج کریں پس تو
تو جا اور میرے پاس ابوبکر و عمر و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور انہیں کے تعداد کے موافق انصار میں سے لوگوں
کو بلالا۔ انس کہتا ہے کہ میں گیا۔ اور ان کو بلا لیا۔ پس جس وقت وہ لوگ آئے اور بیٹھے جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ جمیع حمد ثابت واسطے اللہ کے جو محمود ہے بہ سبب اپنی نعمتوں کے اور معبود ہے
بہ سبب اپنی قدرت کے اور اطاعت کیا گیا ہے بہ سبب اپنے غالب ہونے کے اور اسکی طرف لوگ گریز کرتے ہیں
اسکے عذاب سے جاری ہے حکم اسکا اسکی زمین اور اس کی آسمان میں وہ ایسا ہے کہ اس نے خلقت کو اپنی قدرت
سے پیدا کیا ہے اور اپنے احکام سے ان کو تمیز دی ہے اور اپنے دین کے سبب سے ان کو عزت بخشی
ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ان کو بزرگی عطا فرمائی ہے تحقیق اللہ عزوجل نے سسرالی رشتے
کو نسب تازہ اور امر واجب اور حکم عادل اور خیر جامع گردانا ہے اور اسکے سبب سے رحموں کو ملایا ہے۔ اور
تمام خلق پر اس کو لازم کردیا ہے اور فرمایا ہے (وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پس اسکے
واسطے نسب اور سسرالی رشتہ قرار دیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا کا حکم اسکی قضا کی
طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا قدر کیطرف جاری ہوتی ہے اور واسطے ہر قضا کے ایک قدر
ہے اور واسطے ہر قدر کے ایک زمانہ معین ہے اور واسطے ہر زمانہ معین کے ایک کتاب ہے محو کردیتا ہے
اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس ہے اصل کتاب یعنی لوح محفوظ) اما بعد پس
اللہ تعالےٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا علی سے عقد کروں اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ
کا علی سے چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے۔ اگر علی اس بات پر راضی ہو یہ سنت قائم ہے اور فریضہ
واجب پس اللہ تعالےٰ ان دونوں میں جمعیت عطا کرے اور ان دونوں پر برکت دے اور ان دونوں کی
نسل کو پاکیزہ کرے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور حکمت کی کان اور امت کے لیے امان
بنائے میں یہ کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں بعد
اسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرکے فرمایا یا علی اللہ تعالےٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ
سے تیرا نکاح کروں۔ اور میں نے تم سے دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر عقد کیا ہے پس علی نے عرض کیا میں

راضی ہوں بعد اسکے حضرت علی سجدہ میں گرے شکر کرنے کے لیے پس جب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تم دونوں کے واسطے اور تم دونوں پر برکت کرے اور تم دونوں کی کوشش کو نیک کرے اور تم دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں کہ واللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت پیدا کی ہے۔

(۲) عن انس قال لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امرھم ان یجھزوھا فجعل لھا سریرا ووسادۃ من ادم حشوھا لیف وقال زفی ابنتی الی علی وامرہ ان لا یعجل علیھا حتی اتیتھما فجاءت مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکوۃ فیھا ماء فوضل فیھا فقال لفاطمۃ تقدمی فتقدمت ونضح بین ثدیبھا وعلی رأسھا وقال اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال لھا ادبری فادبرت فصب بین کتفیھا وقال اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یاعلی وصب علی رأسہ وبین ثدییہ ثم قال اللھم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبر فصبہ بین کتفیہ وقال اللھم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان الرجیم فقال لعلی ادخل باھلک بسم اللہ الرحمن الرحیم نبکت فاطمۃ فقال ما یبکیک فقد زوجتک اقدمھم سلما واحسنھم خلقا فخرج وغلق علیھما الباب بیدہ (اخرجہ احمد وابو حاتم والنسائی وابو الخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا لوگوں کو ان کے جہیز کی تیاری کا حکم دیا ان کے لیے ایک تخت اور ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علیؓ کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تعجیل نہ کرے پس جناب سیدہ ام ایمن کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لے کر تشریف لائے۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرتؐ نے ان کی چھاتی پر اور سر مبارک پر اس پانی کے چھینٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا تو لوٹو وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیکر دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے

چھینٹے دے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کے دونو کندھوں کے درمیان میں پانی کے چھینٹے دیکر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اسکی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لیجائیں ساتھ نام اللہ مہربان رحم والے کے پس جناب فاطمہ روتے لگیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانیوالا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے یہ فرما کر آنحضرت باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے اُن کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

ذکر اس امر کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نکاح پروردگار کے حکم سے ہوا ہے

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار والطبرانی فی الکبیر) ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تحقیق پروردگار عزوجل نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا علی سے نکاح کروں۔

(۲) عن انس بن مالک قال ابوبکر خطب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ فاطمۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر لم ینزل القضاء ثم خطب عمر مع عدۃ من قریش فقال لہ مثلہ لابی بکر فقیل لعلی لو خطبت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخلیق ان یزوجہا قال وکیف وقد خطبہا اشراف قریش فلم یزوجہا فخطبہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنی عزوجل بذلک (اخرجہ احمد) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ کی خواستگاری کی حضور نے ارشاد فرمایا یا ابا بکر حکم خدا نازل نہیں ہوا۔ پھر حضرت عمرؓ نے چند قریش کے آدمیوں کے ساتھ خواستگاری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ویسا ہی جواب دیا جو کہ جناب ابوبکر کو دیا تھا تب حضرت علیؓ سے کہا گیا۔ اگر آپ خواستگاری کرتے تو جناب فاطمہ کیلئے زیادہ حقدار تھے جناب علیؓ نے کہا میں کسطرح سے استدعا کروں کیونکہ اشراف قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی نسبت استدعا کی اور حضور نے انکا نکاح نہیں کیا۔ پس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے انکا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس کا حکم پروردگار نے کیا ہے۔

(۳) عن عمر قال ذکر عندہ علی قال ذاک صہر رسول اللہ علیہ وسلم قد نزل جبریل فقال

ان اللہ یامرك ان تزوج فاطمۃ من علی (اخرجہ ابن السمان) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جناب
علی کا ذکر کیا گیا وہ کہنے لگے۔ وہ داماد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق جبریل نازل ہوئے اور
کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ فاطمہ کا علیؓ سے نکاح کر دیں۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ زوجك فاطمۃ وجعل
صداقہا الارض فمن مشی علیہا مبغضا لك مشی حراما (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے
ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی تحقیق اللہ تعالےٰ نے تجھ سے فاطمہ کا نکاح کیا ہے
اور تمام زمین کو اس کا مہر قرار دیا ہے پس جو شخص بحالت تیرے بغض کے اس پر چلتا ہے اس پر اسکا چلنا حرام ہے

جناب سیّدہ علیہا السلام کا مہر

واختلف فی مہرہا ایاہا وروی انہ مہرہا درعۃ وانہ لم یکن لہ ذلك الوقت صفراء و بیضاء
وقیل ان علیا یزوج فاطمۃ علی ربعمائۃ وثمانین درہم (استیعاب عبد البر) جناب سیدہ علیہا
السلام کے مہر میں علما کا اختلاف ہے۔ روایت ہے کہ ان کا مہر زرہ تھی کیونکہ جناب علی کے پاس اس وقت سونے
چاندی سے کچھ موجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب علی نے چار سو اسی درہم پر ان سے نکاح کیا تھا۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سیّدہ علیہا السلام کا نکاح ملائکہ کی گواہی سے ہوا

(۱) عن انس قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد اذ قال لعلی ہذا جبرائیل یخبرنی ان اللہ
عز وجل زوجك فاطمۃ واشہد علی تزویجہا اربعین الف ملك واوحی الی الطوبے ان
انثری علیہم الدر والیاقوت فنثرت علیہم الدر والیاقوت (اخرجہ الملا فی سیرتہ)
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد
میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ جبریل نے مجھے یہ خبر دی ہے
کہ اللہ عزوجل نے تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے کو گواہ کیا ہے۔ اور
طوبی درخت کو اشارہ کیا کہ ان پر در و یاقوت نثار کرے پس اس نے در و یاقوت ان پر نثار کیے۔

(۲) عن ابن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ یا فاطمۃ لما اراد اللہ ان
املکك بعلی امر اللہ جبرائیل فقام السماء الرابعۃ وصف الملائکۃ صفوفا ثم خطب علیہم
فزوجتك من علی ثم امر اللہ شجر الجنان فحملت الحلی والحلل ثم امرہا فنثرت علی الملائکۃ

فمن اخذ منہم شیئاً اکثر مما اخذ غیرہ افتخر بہ الی یوم القیمۃ (اخرجہ الدیلمی) ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا یا فاطمہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تم کو علی کی ملکیت میں دے جبرئیل کو حکم دیا اس نے کھڑے ہو کر چوتھے آسمان پر فرشتوں کی بہت سی صفیں باندھیں پھر ان پر خطبہ ارشاد فرمایا پھر جنت کے درخت کو حکم دیا وہ زیورات اور عمدہ حلوں سے بار ور ہوا پھر اسکو حکم دیا اور اس نے ان زیورات کو فرشتوں پر نثار کیا پس جس نے ان میں سے بہ نسبت دوسرے کے کچھ زیادہ لیا وہ اس کی وجہ سے قیامت تک فخر کرتا رہا۔

(۳) عن بلال بن حمامۃ قال طلع علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم متبسما ضاحکا وجہہ مشرق کدارۃ القمر فقام الیہ عبد الرحمن بن عوف فقال یا رسول اللہ ما ھذا النور قال بشارۃ اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی وابنتی ان اللہ زوج علیا من فاطمۃ وامر رضوان خازن الجنان فھز شجرۃ الطوبی فحملت رقاقا یعنی صکاکا بعدد محبی اھل بیتی انشا تحتہا ملائکۃ من نور دفع الی کل ملک صکا فاذا استوت القیمۃ باھلہا بالخلائق فلا یبقے محب لاھل بیتی الا وقعت الیہ صکا فیہ فکاکہ من النار فصار اخی وابن عمی وابنتی فکاک رقاب رجال ونساء من امتی من النار (رواہ ابوبکر الخوارزمی) بلال بن حمامہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے آپ کا رخ انور چاند کے ہالہ کی طرح سے نورانی تھا عبد الرحمن بن عوف نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ آج چہرہ اقدس پر یہ کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پروردگار سے میرے بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی کی نسبت بشارت آئی ہے بتحقیق اللہ تعالےٰ نے علی کیساتھ فاطمہ کا نکاح کیا ہے اور رضوان خازن جنت کو حکم کیا ہے اس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا ہے وہ بار ور ہو گیا ہے یعنی اُس کا ہر ایک پتہ برات نجات کا کاغذ بن گیا اور شجر طوبیٰ کے نیچے فرشتے نور کے پیدا کیے اور ہر ایک فرشتے کو وہ برات کا کاغذ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہو گی پس میرے اہل بیت کا محب باقی نہیں رہے گا۔ کہ وہ اس پر وہ برات کا غذ نہ گرے اس میں دوزخ کی آگ سے رہائی کا پروانہ لکھا ہوا ہو گا۔ پس میرا بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی مردوں اور عورتوں کے لیے دوزخ کی آگ سے رہائی کا سبب ہوئے۔

جناب سیّدہ رضؓ کی اولاد کا بیان

قال ابوعمر فولدت لہ الحسن والحسین وام کلثوم وزینب ولم یزوج علی علیہا غیرہا حتی ماتت (الاستیعاب)

ابوعمر کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے جناب علی کے لیے امام حسن اور حسین اور ام کلثوم اور زینب

کو جناہے ۔ اور جناب علی علیہ السلام نے ان کے سامنے انکے سوا دوسرا نکاح نہیں کیا جبتک کہ انکا انتقال ہوگیا

جناب سیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ سب سے اول آخرت میں لاحق ہوئے ہیں

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ انت اول اھلی لحوقا بی (اخرجہ الدیلمی)
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تم سب میرے اہل سے پہلے مجھ سے ملوگے ۔

(۲) عن عائشۃ قالت ما رأیت احداً اشبہ برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قام الیہا فلما مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت فاطمۃ فاکبت علیہ ثم رفعت راسہا فبکت ثم اکبت ثم رفعت رأسہا فضحکت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لہا رأیت حین اکبت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورفعت راسک فبکیت ثم اکبت علیہ فرفعت راسک فضحکت ما حملک علی ذلک قالت انی اذا لبذرۃ اخبرنی انہ میت من وجعہ ھذا فبکیت ثم اخبرنی انی اسرع لحوقا بہ فذلک حین ضحکت (اخرجہ الترمذی وابوداؤد و النسائی) البذرۃ قال الھروی البذر الذی یفشون ما یسمعون من السر یقال بذرت بین الناس تشبیہا ببذر الحب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ کے سوا کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبیہ نہیں تھا۔ جب وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لاتیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو جناب سیدہ تشریف لائیں اور حضرت پر جھک گئیں پھر سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ حضرت پر جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا جبکہ آپ پہلے مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکیں تو سر اٹھا کر رونے لگیں اور پھر دوبارہ جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا اس وقت اس کے افشا کا اندیشہ تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ ہم اس بیماری سے انتقال فرمانے والے ہیں اس لئے میں رونے لگی پھر مجھ کو خبر دی کہ تم بہت جلدی مجھ سے ملنے والے ہو پس اس وجہ سے میں ہنسنے لگی ۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی وفات کا بیان

(۱) عن عائشۃ قالت انھا لم تضحک فی مدۃ حیاتھا بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم وانھا کانت تذوب من الحزن علیہ شوقھا الیہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ) جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی مدت حیات میں نہیں ہنسیں اور غم میں پگھلتی رہیں۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں گھلتی رہیں۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان فاطمۃ عاشت بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سنۃ اشھر و دفنت لیلا (اخرجہ ابن عساکر) ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں اور رات کے وقت دفن ہوئیں۔

(۳) عن عروۃ ان فاطمۃ توفیت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بستۃ اشھر (استیعاب) عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت سیدہ علیہا السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں۔

(۴) وقیل لبعضھم ماتت بعد وفات ابیہ بمائۃ یوم (استیعاب) بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جناب سیدہ نے اپنے والد بزرگوار صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو دن بعد انتقال فرمایا ہے۔

(۵) روی ابن شھاب ثلثۃ اشھر (استیعاب) ابن شہاب زہری جنہوں نے سب سے اول حدیث کو بحکم عمرو بن عبدالعزیز مدون کیا ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین مہینے تک زندہ رہی ہیں۔

(۶) عن ابن بریدہ قال عاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعین یوما (استیعاب) ابن بریدہ کہتے ہیں کہ جناب سیدہ ستر دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں۔

(۷) قیل بخمسین یوما (نزل الابرار) یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچاس دن زندہ رہی ہیں۔

(۸) قیل باربعین یوما (نزل الابرار) بعض نے چالیس دن بھی کہے ہیں۔

(۹) قال عبداللہ بن حارث وعمرو بن دینار توفیت بعد ابیھا ثمانیۃ اشھر (استیعاب) عبداللہ بن حارث اور عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ اپنے والد کے آٹھ مہینے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام نے انتقال فرمایا ہے۔

والاصح انھا لبثت بعد وفات ابیھا بستۃ اشھر ھو مذھب الجمھور (استیعاب) اور زیادہ تر صحیح بات یہی ہے کہ جناب سیدہ اپنے والد ماجد کی وفات کے چھ مہینے تک زندہ رہی ہیں اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

(۱۰) قال المدائنی ماتت لثلاث خلون من شہر رمضان ... سنۃ احدیٰ عشر وھی ابنۃ تسع و عشرین سنۃ (استیعاب) مدائنی کہتے ہیں کہ جناب سیدہ نے رمضان کی تاریخ ۱۱ھ گیارہویں ہجری میں وفات پائی ہے اس وقت ان کی عمر انتیس ۲۹ برس کی تھی۔

(۱۱) قال ابن الخشاب توفیت لھا ثمان وعشرین سنۃ وخمسین یوما (تاریخ موالید ووفات اھل بیت) ابن خشاب کہتے ہیں کہ جناب سیدہ کی عمر شریف وفات کے وقت اٹھائیس برس اور پچاس دن کی تھی

(۱۲) قال الزبیر بن بکار سالت عن عبد اللہ ابن حسین یا ابا محمد کم بلغت فاطمۃ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم من السن فقال ثلاثین (استیعاب) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن حسین سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا یا ابا محمد جناب سیدہ علیہا السلام کا سن مبارک وفات کیوقت کیا تھا۔ فرمایا تیس برس کا۔

(۱۳) واختلفوا فی غسلھا اخرجہ احمد عن ام سلمۃ قالت اشتکت فاطمۃ تمرضتھا فاصبحت یوما کانت مثل ما کانت فخرج علی فقالت یا اماہ اسکبی لی غسلا فقامت واغتسلت کاحسن ما کانت تغتسل ثم قالت ناولنی ثیابی الجدد فناولتھا ایاھا فلبستھا ثم قالت قدمی الفراش الی وسط البیت فقدمت فاضطجعت واستقبلت وجعلت یدیھا تحت خدھا وقالت انا مقبوضۃ وقد اغتسلت فلا یکشفنی احد وقبضت فجاء علی فبکا فقال واللہ لا یکشفھا احد ثم حملھا وصلی علیھا ودفنھا (تذکرہ خواص الامہ) جناب سیدہ کے غسل میں علما سیر کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ بیمار ہوئیں اور انکا مرض طویل پکڑ گیا ایک دن صبح کو اٹھیں ان کا مزاج مبارک جیسے کہ تھا ویسے ہی علیل تھا۔ جناب علی گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ جناب سیدہ نے خادمہ سے ارشاد کیا کہ ہمیں غسل کراؤ آپ نے نہایت عمدہ طرح سے غسل کیا اور ایسا غسل کیا کہ حالت صحت سے بھی بدرجہا بہتر تھا پھر فرمایا کہ ہمارے نئے کپڑے لاؤ خادمہ نئے کپڑے لائے آپ نے ان کو پہنا پھر ارشاد کیا کہ ہمارا بستر گھر کی آنگن میں بچھاؤ خادمہ نے آپ کا بستر صحن کے درمیان بچھا دیا۔ آپ رو بقبلہ ہو کر لیٹ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رخسار کے نیچے رکھ لیا۔ اور فرمایا میں اس وقت انتقال کرنے والی ہوں۔ اور میں نے غسل کر لیا ہے مجھ کو اب کوئی نہ کھولے یہ فرما کر دار آخرت کو رحلت کر گئیں۔ پھر جناب علی تشریف لائے اور رونے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم ہے ان کو کوئی نہیں کھولے گا بس اس طرح سے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے اور نماز ادا کی اور ان کو دفن کر دیا۔

(۱۴) وفی نزل الابرار فدفنها بغسلها ذلک ولم تغسل بعد الموت وکان ذلک شیٔ خصص به ابیها صلی اللہ علیہ وسلم اور نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ اسی غسل سے دفن ہوئے ہیں جو کہ بحالت حیات خود انہوں نے کیا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ ان کے والد ماجد صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خاص مقرر کی تھی۔

(۱۵) روی عن محمد بن اسحاق ان الملائکۃ غسلها (طبقات ابن سعد) محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ بعد وفات کے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔

(۱۶) وروی ان اسماء بنت عمیس غسلتها (تذکرۃ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہ کو غسل دیا۔

(۱۷) والاصح ان علیا غسلها وکانت اسماء بنت عمیس نقیب علیها وکان ذلک مخصوصا بعلی و انما انکر علیہ ابن مسعود قال له اما سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول هی زوجتک فی الدنیا والاخرۃ (تذکرۃ خواص الامۃ) زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ جناب علیؓ نے ان کو غسل دیا تھا اور اسماء بنت عمیس یہ صرف نگہبان تھیں۔ اور یہ بات صرف جناب علیؑ کے لئے ہی مخصوص تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اسکی نسبت آپ پر اعتراض بھی کیا تھا جناب علیؑ نے فرمایا کہ شاید تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو نہیں سنا ہے کہ مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ یہ دنیا و آخرت میں تیری بی بی ہیں۔

(۱۸) قیل صلی علیها علیؑ وقیل عباسؓ (نزل الابرار) روایت ہے کہ جناب سیدہؑ کے جنازہ کی نماز حضرت علیؑ نے پڑھی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت عباسؓ نے پڑھی تھی۔

(۱۹) وقیل انها دفنت فی زاویۃ عقیل (تذکرۃ خواص الامۃ) یہ بھی روایت ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام عقیل بن ابی طالب کے گھر کے کونے میں دفن کی گئی ہیں۔

(۲۰) وقیل انها دفنت فی البقیع الغرقد (تذکرۃ خواص الامۃ) اور بعض کہتے ہیں کہ بقیع غرقد میں آپ کا جسد اطہر مدفون ہے۔

اولاد صالح

جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا جناب امیر علیہ السلام کی صلب سے ہونا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللهم اشهد انی قد بلغت هذا اخی وابن عمی وصهری والد ولدی اللهم کب من عاداه فی النار (اخرجه ابن النجاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار گواہ رہیو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ (یعنے علی بن ابی طالب) میرا بھائی اور ابن عم اور میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اسے پروردگار جو شخص اس کو دشمن رکھے اس کو اوندھا دوزخ کی آگ میں گرا۔

(۲) عن ابن عباس رض قال کنت انا والعباس رض جالسین عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ دخل علی و سلم فرد علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقام الیہ عانقہ وقبل بین عینیہ واجلسہ عن یمینہ فقال العباس یا رسول اللہ اتحب ھذا فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی والخطیب فی تاریخہ والطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس رض دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب علی تشریف لائے اور سلام کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب سلام دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لئے میں ان سے نہایت محبت رکھتا ہوں بہ تحقیق پروردگار نے ہر ایک نبی کی ذریت کو اسی کی صلب میں قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب میں قرار دیا ہے۔

(۳) عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ و جعل ذریتی فی صلب علے (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ جل جلالہ عم نوالہ نے ہر ایک نبی کی ذریت کو جناب اسی کی صلب سے قرار دیا ہے اور میری ذریت کو علی کی صلب سے قرار دیا ہے۔

(۴) عن علی قال طلبنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ووجدنی فی حائط نائما فضربنی برجلہ قال قم واللہ لارضینک انت اخی وابو ولدی (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ڈھونڈا اور ایک دیوار کے نیچے سویا ہوا پایا آپ نے پائے مبارک سے مجھ کو ہلا کر فرمایا اٹھ میں تجھ کو خوش کرتا ہوں کہ تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے۔

(۵) عن محمد بن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی اما انت یا علی فختنی وابو ولدی وانت منی وانا منک (اخرجہ احمد والبغوی والحاکم) محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے پس یا علی تو ہمارا

داماد اور ہمارے بچوں کا باپ ہے اور تو میرا اور میں تیرا ہوں۔

(۲) عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ الشیرازی فی الالقاب وابن النجار) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار گواہ رہیو میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اے اللہ جو اسے دشمن رکھے اسے اوندھا آگ میں دھکیل۔

ذکر اس بات کا کہ جناب سیدہ علیہا السلام کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو گئی ہے

(۱) وفی اسد الغابۃ انقطع نسل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا منھا اسد الغابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ سوائے نسل جناب سیدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع ہو گئی ہے۔

(۲) قال السمھودی فی جواھر العقد ین لما رای علی بن ابی طالب الحسین یسرع الی الحرب فی الصفین قال یا ایھا الناس املکوا عنی ھذین الغلامین اخاف ان ینقطع بھما نسل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علامہ جلال الدین سمھودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسین صفین کے میدان میں لڑائی کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں۔ فرمایا اے لوگو ان دونوں لڑکوں کو یعنے حسنین علیہما السلام کو تھام لو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے شہید ہو جانے کی وجہ سے کہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔

جناب سیدہ کی اولاد کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ولی اور عصبہ ہونا

(۱) عن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل نبی اب ینتمون الی عصبتہ الا ولد فاطمۃ فانا ولیھم وعصبتھم (اخرجہ الطبرانی) قال العلامۃ ابن حجر لہ طرق یقوی بعضھا بعضا (صواعق محرقہ) جناب سیدہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک نبی اب کی نسبت ایک عصبہ کی طرف کی جاتی ہے مگر فاطمہ کی اولاد کے لئے میں ولی اور عصبہ ہوں۔

(۲) عن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی اب عصبۃ ینتمون الیہ الا ولد فاطمۃ فانا ولیھم وانا عصبتھم وھم عترتی وخلقوا من طینتی (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وابن عساکر فی تاریخہ) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کہ ہر ایک نبی اب کے لئے عصبہ ہوا کرتا ہے کہ اس کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا ہے مگر اولاد فاطمہ کہ ان
کے لئے ولی اور عصبہ میں ہوں اور وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں ۔

(۳) سال الرشید عن موسی الکاظم کیف قلتم انا ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم ابناء
علی فتلا موسی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی قال عیسی ولیس لہ اب (صواعق محرقہ) روایت
ہے کہ جناب موسی کاظم علیہ السلام سے رشید نے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو ذریت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کیونکر کہلاتے ہو باوجودیکہ آپ تو حضرت علی کی ذریت ہیں جناب امام نے یہ آیت پڑھی کہ
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان تھے۔ اور عیسی پس امام نے فرمایا کہ عیسی
کا تو باپ نہیں وہ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں سے ٹھیرے۔

(۴) عن الشعبی وعاصم بن النجود المقری ان الحجاج ابن یوسف الثقفی بلغہ ان یحیی بن یعمر
التابعی یقول ان الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یحیی یومئذ
بخراسان فکتب الحجاج الی قتیبۃ بن مسلم والی خراسان ان ابعث الی یحیی بن یعمر فبعث
بہ الیہ فقام بین یدیہ فقال انت الذی تزعم ان الحسن والحسین من ذریۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال اجل یا حجاج قال الشعبی فتعجبت من جوابہ فقال الحجاج تاتینی بہا
بینۃ واضحۃ من کتاب اللہ ولا تاتینی بہذہ الایۃ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
قال فان خرجت وراء من ذلک واتیتک بہا بینۃ واضحۃ من کتاب اللہ فہو امانی قال
انعم فقال قال اللہ تعالی ووہبنا لہ اسحق ویعقوب کلا ہدینا من قبل ومن ذریتہ
داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی وہارون کذلک نجزی المحسنین وزکریا
ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین ثم قال یحیی بن یعمر من کان ابو عیسی قد الحقہ
تعالی من ذریۃ ابراہیم وما بین عیسی وابراہیم اکثر مما بین الحسن والحسین ومحمد صلی اللہ
علیہ وسلم (تاریخ ابن خلکان وحیوۃ الحیوان لالدمیری والروض الانف) شعبی اور قاری
عاصم ابن النجود رحمہما اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف الثقفی کو خبر لگی کہ یحیی بن یعمر
التابعی یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہیں اس وقت
یحیی خراسان میں تھے حجاج نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحیی بن یعمر کو میری طرف
روانہ کر۔ قتیبہ نے یحیی کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب وہ سامنے آیا۔ حجاج نے کہا آیا تیرا زعم ہے
کہ حسن اور حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریت ہیں یحیی نے کہا ہاں شعبی کہتا ہے مجھے یحیی

کے بے دھڑک ہاں کہنے سے تعجب آیا۔ حجاج نے کہا کوئی دلیل واضح کتاب اللہ سے بیان کر۔ اور قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم۔ کی آیت کو دلیل میں پیش نہ کریو۔ یحییٰ نے کہا اگر میں نے اس آیت کے سوا دوسری آیت قرآن سے واضح طور پر پیش کی تو تو مجھ کو امان دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں یحییٰ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے اور دیا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت کی اور نوح کو ہم نے ہدایت کی اس سے پہلے اور اس کی ذریت سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اسی طرح سے ہم جزا دیتے ہیں محسنون کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس ہر ایک نیکوں میں سے) پھر یحییٰ بن یعمر نے کہا عیسیٰ کا کون باپ تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ملا دیا ہے اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان فاصلہ جناب حسن اور حسین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوا ہے۔

(۴) عن لطیفۃ عن ذکوان مولے المعاویۃ قال قال لی معاویۃ لا اعلم احد اسمی ھذین الغلامین ابنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولکن قولوا ابنی علی قال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان اکتب نبیہ فی الشرف قال فکتبت بنیہ وبنی بنیہ وترکت بنی بناتہ ثم اتیتہ بالکتاب فنظر الیہ فقال ویحک اغفلت اکبر بنی فقلت من قال اما بنو فلانۃ بنی لابنتہ قال فقلت اللہ اکبر ایکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمۃ بنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یسمعن ھذا احد منک (اخرجہ الحافظ عبد العزیز بن الاخضر) امیر معاویہ کا غلام ذکوان بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ معاویہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں لڑکوں (یعنے حسنؑ وحسینؑ) کو کس نے جناب رسالت مآب کے بیٹے قرار دیا ہے۔ ان کو تو علی کے بیٹے کہنا چاہیئے۔ ذکوان کہتا ہے کہ اسکے بعد مجھ کو معاویہ نے دفتر میں اپنی اولاد کے نام لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کے بیٹوں اور پوتوں کا نام لکھا اور نواسوں کا نام چھوڑ دیا اور وہ کاغذ معاویہ کے دکھانے کو لانا معاویہ مجھے کہنے لگا تو میرے بڑے بیٹوں کے نام درج کرنے بھول گیا ہے میں نے کہا وہ کون ہیں معاویہ بولا آیا میری فلانی بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہیں میں نے کہا اللہ اکبر تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے ٹھہرے اور جناب فاطمہ کے بیٹے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہ ٹھہرے معاویہ نے کہا ارے بیٹا تجھ سے کوئی یہ بات نہ سن پائے۔

قیامت کے دن بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسب کے کل سبب اور نسب کا منقطع ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا

سببی نسبی کل ولد ام فان عصبتہم لابیہم ماخلا ولد فاطمۃ فانی انا ابوہم وعصبتہم (اخرجہ ابو صالح - وابو نعیم فی الحلیۃ وابن السمان والسلم فی المتابعات والدارقطنی والطبرانی فی الاوسط والبیہقی وابو الحسن المغازلی فی المناقب - والدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائیگی مگر میرا نسب اور سبب - اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لئے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ اور عصبہ ہوں -

(۲) عن فاطمۃ وابن عمر وصح عن عمر کما مرانہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ ماخلا سببی ونسبی (اخرجہ الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور جیسے کہ صدر میں بیان کیا گیا ہے اسی حدیث کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تصحیح ہو چکی ہے کہ انہوں نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر سبب و نسب قیامت کے دن منقطع ہو گی بجز میرے سبب اور نسب کے -

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا طیب اور طاہر ہونا

عن انس قال کنت عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فغشیہ الوحی فلما افاق قال ہل تدری ما جاء بہ جبریل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال امرنی ربی ان ازوج فاطمۃ من علی فادع لی ابا بکر وعمر فلما اقبل علی فقال لہ یا علی ان اللہ امرنی ان ازوجک فاطمۃ وقد زوجتکما علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ارضیت قال یا رسول اللہ رضیت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل اللہ منکما الکثیر الطیب وبارک اللہ فی نسلکما قال انس واللہ لقد خرج منہما الکثیر الطیب (اخرجہ ابو الخیر قزوینی والرویانی فی مسندہ والدولابی والسمہودی فی جواہر العقدین) انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ حضور وحی کے نزول سے بیہوش ہو گئے جبکہ ہوش میں آئے مجھ سے فرمایا اے انس تو جانتا ہے کہ جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لایا ہے - میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول زیادہ جاننے والا ہے آپ نے فرمایا خدا تعالےٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے - کہ میں فاطمہ کا علی سے نکاح کروں تو جا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بلا لیا - جب جناب علی تشریف لائے آپ نے ان سے ارشاد کیا یا علی بہ تحقیق پروردگار عالم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا تجھ سے نکاح کردوں پس میں نے تم دونوں کا چار سو مثقال چاندی پر نکاح کیا ہے آیا تو راضی ہے جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول

اللہ میں راضی ہوں آپ نے دعا فرمائی اور کہا اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے طیب پیدا کرے۔ انس کہتے ہیں خدا کی قسم ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں سے بہت سے طیب پیدا کیے ہیں۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قطعی جنتی ہونا

عن ابن مسعودؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجہا وان اللہ ادخلہا باحسان فرجہا وذریتہا الجنۃ اخرجہ الطبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق فاطمہ علیہا السلام نے اپنے آپ کو نگاہ رکھا ہے اور اس نگاہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اسکی ذریت کو جنت میں داخل کیا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد پر دوزخ کی آنچ کا حرام ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدرین لم سمیت فاطمۃ قال علی لم سمیت فاطمۃ یا رسول اللہ قال قال ان اللہ فطمہا وذریتہا من النار (اخرجہ ابو القاسم الدمشقی و نقلہ محب الطبری عن مسند علی بن موسی الرضا) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضور نے ارشاد کیا اس لیے کہ پروردگار نے اسکو اور اسکی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

جناب سیدہ علیہا السلام کی اولاد کا قیامت کے دن غیر معذب ہونا

عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک یوم القیامۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ سے فرماتے تھے کہ بتحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنے والا۔

صحت ولادت کے باعث جناب امیرؑ کی اولاد کا اپنے آبائے کرام کے نام سے پکارا جانا

عن العباس بن عبد المطلب قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل علی فلما راہ اسفر فی وجہہ فقلت یا رسول اللہ انک تسفر فی وجہ ھذا الغلام فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی لہ لکن نبی

الا ذریتہ الباقیۃ بعدہ من صلبہ ان ذریتی من بعدی من صلب ھذا انہ اذا کان یوم القیمۃ دعی الناس باسمائھم و اسماء امھاتہم سترا من اللہ علیہم الا ھذا و ابنیتہ فانھم یدعون باسمائھم و اسماء ابائھم لصحۃ ولادتھم (مروج الذھب المسعودی) جناب عباس رضی ابن عبد المطلب کرکہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ جناب علی تشریف لائے جب حضور اقدس نے ان کو دیکھا چہرہ اقدس پر رونق ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ ایسا دیکھ اس لڑکے کو دیکھ کر کیوں زرد ہو گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا واللہ مجھ کو اس سے سخت محبت ہے کوئی نبی نہیں گذرا کہ اسکی ذریت اسی کی صلب سے اسکے بعد باقی نہ رہی ہو۔ اور میری ذریت میرے بعد اسکی صلب سے باقی رہے گی جب قیامت کا دن ہوگا۔ لوگوں کو خدا کی طرف سے بوجہ انکی پردہ پوشی کے انکے ناموں سے اور ان کی ماؤں سے پکارا جائیگا۔ الا یہ یعنی علی بن ابی طالب) اور اس کی اولاد کہ وہ بباعث ان کی صحت ولادت کے ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارے جائیں گے

مناقب جناب امام حسن علیہ السلام السبط الاکبر

(۱) قال الزھری ولد الحسن فی نصف من رمضان سنۃ ثلاث من الھجرۃ (اسد الغابہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت نصف رمضان ہجرت کے تیسرے سال واقع ہوئی۔

(۲) قال ابن سعد و ابن عبد البر ولد الحسن سنۃ ثلاث فی نصف شھر رمضان وقیل فی شعبان وقیل سنۃ اربع وقیل سنۃ خمس الاول اصح (اصابہ فی تمیز الصحابہ) علامہ ابن سعد طبقات میں اور ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ہجرت کے تیسرے برس آدھے رمضان کو اور بعض کے نزدیک چوتھے برس اور بعض کے نزدیک پانچویں برس پیدا ہوئے ہیں اور پہلی بات صحیح زیادہ ہے۔

(۳) روی ابن الخشاب الشیعی انہ ولد ستۃ ولم یولد لستۃ اشھر مولود فعاش الا الحسن وعیسی بن مریم وفی روایۃ الا الحسن و یحیی (تاریخ موالید و وفات اھل بیت) ابن خشاب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسن چھ مہینے کے پیدا ہوئے ہیں کوئی لڑکا چھ مہینے کا نہیں پیدا ہوا اور پھر زندہ رہا ہو بجز حسن اور عیسے ابن مریم کے اور ایک روایت میں ہے بجز حسن اور یحیے بن ذکریا کے

(۴) عن ام الفضل قالت یا رسول اللہ رائیت کان عضوا من اعضائک فی بیتی فقال خیرا

رأیته تلد فاطمة غلاما فتر ضعه بلبن قثم (اخرجه البغوی والدولابی) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضور کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں ہے حضور نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ ایک بیٹا جنے گی تو اس کو قثم بن عباس کو دودھ پلائے گی۔

(۵) عن علی عق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحسن بکبش وقال یا فاطمة احلقی رأسه وتصدقی بزنة شعرہ فضة فکان وزنه درهما وبعض درهم (اخرجه الترمذی) جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کو مونڈدا۔ اور اس کی بالوں کے برابر چاندی تصدیق کر پس ان بالوں کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم ہ۔

(۶) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا او کبشین (اخرجه ابو حاتم) ابن عباس سے منقول ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین علیہما السلام کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے یا دو دو مینڈھوں سے کیا تھا۔

(۷) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن والحسین وختنهما لسبعة ایام (اخرجه الطبرانی) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کیا تھا۔

(۸) عن علی قال لما ولد الحسن اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری وختنه یوم السابع وعق عنه کبشین وزنی شعرہ وتصدق بوزنه فضة واعطی القابلة رجل العقیقة (الاکمال) جناب علی سے روایت ہے کہ جب حسن علیہ السلام تولد ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے داہنے کان میں اذان اور اولٹے کان میں اقامت پڑھی اور ساتویں ختنہ کیا اور دو مینڈھے عقیقہ کیے اور ان کے سر کے بالوں کو وزن کر کے اس کے برابر چاندی خیرات کی اور عقیقہ کے مینڈھے کے پائے دائی کو عطا کیے۔

(۹) عن علی قال لما ولد الحسن سمیته باسم عمی حمزة فلما ولد الحسین سمیته باسم عمه جعفر فدعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال انی امرت ان اغیر اسم ابنی هذین فقلت اللہ ورسوله اعلم فسماهما حسنا وحسینا (اخرجه احمد والهیثم بن کلیب الشاشی والحاکم فی المستدرک) جناب علی ذکر کرتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو ہم نے انکا نام اپنے چچا حمزہ کے نام پر حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوئے ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا پس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں بیٹوں کے نام بدل دوں میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کا نام حسن اور حسین رکھا۔

(۱۰) عن اسماء بنت عمیس قالت قبلت فاطمۃ بالحسن فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اسماء ھلمی ابنی فدفعتہ الیہ فی خرقۃ صفراء فالقاھا عنہ قائلا الم اعھد الیکن لا تلففن مولودا فی خرقۃ صفراء فلففتہ فی خرقۃ بیضاء فاخذہ فاذن فی اذنہ الیمنی اقام فی الیسری ثم قال لعلی ای شیٔ سمیت ابنی فقال ما کنت لاسبقک بذلک فقال لا انا اسبق ربی فہبط جبریل فقال یا محمد ان ربک یقرأک السلام ویقول لک علی منک بمنزلۃ ھارون من موسی لکن لا نبی بعدک فسم ابنک ھذا باسم ولد ھارون فقال وما کان اسم ولد ھارون یا جبریل فقال شبر فقال ان لسانی عربی فقال سمہ الحسن ففعل صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان بعد حول ولد الحسین فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت مثل الاول وساقت قصۃ التسمیۃ کالاول وان جبریل امرہ ان یسمیہ باسم ولد ھارون شبیر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الاول فقال سمہ حسینا (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثناء مسندہ والوصابی فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں جناب حسن کی ولادت میں حضرت سیدہ کی دائی تھی جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر مجھے ارشاد کیا اے اسماء میرے بیٹے کو مجھے دکھا میں نے جناب حسن کو حضرت کی گود میں دے دیا میں نے ان کو زرد کپڑے میں لپیٹا تھا۔ حضرت نے وہ کپڑا اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا ہے کہ کسی بچے کو زرد کپڑے میں مت لپیٹا کرو۔ میں نے ان کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیا حضرت نے ان کے دا‌ہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھی۔ پھر جناب امیرؑ سے پوچھا تم نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے جناب امیرؑ نے عرض کی میں اس امر میں حضور پر سبقت نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا میں اس امر میں اپنے رب پر سبقت نہیں کرتا۔ پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا خدا تعالیٰ نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ علی آپ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں موسے لیکن وہ آپ کے بعد نبی نہیں ہیں آپ اپنے بیٹے کا ہارون کے بیٹے پر رکھیں۔ حضرت نے فرمایا ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا۔ جبریل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری عربی ہے جبریل کہنے لگے آپ ان کا نام حسن رضی اللہ عنہ رکھیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رکھا۔ دوسرے برس گذرنے پر جب جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بس وہی معاملہ پیش آیا جو جناب حسن کی ولادت کے وقت پیش آیا تھا۔ جبریلؑ نے ان کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبیر پر حسین

بتایا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا اور ان کا نام حسین رکھا۔

(۱۰) علی قال لما ولد الحسن سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اروونی ابنی ما سمیتوہ قلنا حربا قال ہو حسن فلما ولد الحسین سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اروونی ابنی ما سمیتوہ قلنا حربا فقال ہو حسین فلما ولد الثالث سمیتہ حربا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اروونی ابنی ما سمیتموہ فقلنا حربا فقال ہو محسن ثم قال انما سمیتہم بولد ہارون شبر و شبیر و مشبر (اخرجہ احمد والطبرانی والدار قطنی والحاکم والبیہقی وابن عساکر) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جب حسن تولد ہوئے تو ہم نے ان کا نام حرب رکھا پس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے ہم نے عرض کیا حرب آپ نے فرمایا اس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ہم ان کا نام حرب رکھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا تم نے کیا رکھا ہے ہم نے عرض کی حرب آپ نے فرمایا اسکا نام حسین ہے۔ پھر جب تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہم نے ان کا نام حرب رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا مجھے دکھاؤ میرے بیٹے کا نام تم نے کیا رکھا ہے میں نے عرض کیا حرب آپ نے ارشاد فرمایا اس کا نام محسن ہے پھر فرمایا میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں اور ان کے نام شبر اور شبیر اور مشبر تھے۔

(۱۱) عن سلمان ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال سمی ہارون ابنیہ شبرا وشبیرا وانی سمیت ابنی الحسن والحسین کما سمی ہارون ابنیہ (اخرجہ البغوی) روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا تھا۔ میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسن حسین رکھا ہے۔

(۱۲) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اسماء اہل الجنۃ ما سمیت العرب بہما فی الجاہلیۃ (اخرجہ ابن سعد) عمران بن سلیمان کہتے ہیں کہ سرور دنیا و دین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین دو اسم ہیں اسماء اہل جنت سے کبھی عرب نے یہ نام جاہلیت میں نہیں تھے۔

لہ وقیل ہما سریانیان معناہا مثل حسن و حسین و تسغیر مثل جبل جبیل وقمر وقمیر (الدیلمی) یعنے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں نام سریانی ہیں اور ان کے معنے مثل حسن اور حسین کے ہیں ایک اسم ہے اور ایک اس کی تصغیر مثل جبل وجبیل اور قمر وقمیر۔

(۱۳) قال ابو محمد العسکری سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن وکناہ ابا محمد و لم یکن ھذا الاسم فی الجاھلیۃ (اسد الغابہ) جناب ابو محمد عسکری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسن کا نام حسن اور ان کی کنیت ابو محمد رکھی تھی۔ اور یہ کنیت جاہلیت میں کبھی کسی کی نہیں تھی۔

(۱۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن سبط من الاسباط (اصابہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۵) ویلقب السید والتقی والطیب والزکی والولی والمجتبی (نور الابصار) آپ کے مشہور القاب میں سے سید اور نقی اور طیب اور زکی اور ولی اور مجتبیٰ ہیں۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حلیہ مبارک

کان ادعج العینین سھل الخدین دقیق المسربہ کث اللحیۃ ذا وفرۃ کان عنقہ ابریق فضۃ عظیم الکرادیس بعید ما بین المنکبین ربعۃ لیس بالطویل ولا بالقصیر من احسن وجھا وکان یخضب بالسواد وکان جعد الشعر حسن البدن (ذکرہ الدولابی) آپکی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی غلافی خوشنما تھیں۔ رخسار پتلے پتلے کتابی خط و خال کے تھے۔ کلائیاں گول گاؤ دم تھیں ڈاڑھی گنجان کانوں کی لو تک بل کھائی ہوئی تھی۔ گردن چاندی صراحی کی طرح سے سفید اور بلند تھی۔ شانے اور بازو گدگدے اور بھرے بھرے تھے سینہ چوڑا چکلا تھا۔ قد نہ اس قدر دراز نہ اس قدر ٹھگنا بلکہ درمیانہ تھا آپ کی صورت نہایت پاکیزہ تھی وسمہ کا رنگ کیا کرتے تھے آپ کے بال گھونگرالے تھے۔ بدن خوب صورت اور سڈول تھا۔

جناب حسن علیہ السلام کا سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ ہونا

(۱) عن علی قال الحسن اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک (اخرجہ ابن سعد فی الطبقات) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حسن علیہ السلام سینہ سے لے کر سر تک سب سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تھے اور حسین علیہ السلام اس سے نیچے یعنی سینہ سے پاؤں تک حضور کے ساتھ سب سے زیادہ شبیہ تھے۔

(۲) عن انس بن مالک قال لم یکن اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن (اسد الغابہ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام حسن سے کوئی زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل نہیں تھا

(۳) عن عقبة بن الحرث قال صلى ابو بكر العصر ثم خرج يمشي ومعه علي فرأى الحسن يلعب مع الصبيان فحمله ابو بكر على عاتقه قال بابي شبيه بالنبي صلى الله عليه وسلم ليس شبيه بعلي قال وعلي تبسم (رواه البخاري)
عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ایک روز جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے جناب علی علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ تھے امام حسن کو دیکھا کہ لونڈوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور کہا مجھے اپنے باپ کی قسم ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ ہیں علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے۔

احب خلائق ہونا جناب امام حسن علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک

(۱) عن عبد الله بن الزبير اشبه اهل النبي صلى الله عليه وسلم به واحبهم اليه الحسن بن علي رأيته يجيء وهو ساجد فيركب رقبته او قال ظهره فما ينزله حتى يكون هو الذي ينزل ولقد رأيته يجيء وهو راكع فيفرج له بين رجليه حتى يخرج من جانب الآخر (اخرجه ابن سعد) عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گھر والوں سے زیادہ آنحضرت کیساتھ شبیہ تھی۔ اور سب گھر والوں سے آنحضرت کے پیارے تھے بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ آتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہوتے اور امام حسن حضور کی گردن مبارک ہو پر یا پشت اطہر پر سوار ہو جاتے اور جب تک کہ وہ خود نہ اترتے حضور ان کو نہ اتارتے۔ اور بہ تحقیق میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ اور حضور حالت رکوع میں ہیں حضرت نے ان کے لیے اپنی دونوں ٹانگیں کھولدیں اور وہ ایک طرف سے گھسے اور دوسری طرف سے نکل گئے۔

(۲) عن ابي هريرة قال لا ازال احب هذا الرجل يعني الحسن بن علي بعد ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع به ما يصنع بخيرة قال رأيت الحسن في حجر النبي صلى الله عليه وسلم وهو يدخل اصابعه في لحيته والنبي صلى الله عليه وسلم يدخل لسانه في فيه ثم يقول اللهم اني احبه فاحبه (اخرجه ابن عساكر)
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں اسوقت سے ہمیشہ اس مرد یعنی امام حسن کو دوست رکھتا ہوں جب سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ پیش آتے دیکھا ہے کہ انکے سوا کسی دوسرے سے پیش نہیں آئے۔ میں نے جناب حسن کو حضور کے آغوش ... مبارک میں دیکھا ہے کہ وہ حضور کی ریش مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں اور حضور اپنی زبان اطہر کو ان کے منہ میں ڈال کر ... فرماتے ہیں کہ اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر۔

(۳) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن علی عاتقہ وھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ (رواہ البخاری) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن حضور کے کندھے پر سوار ہیں اور حضور فرماتے ہیں اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر۔

(۴) عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدلع لسانہ للحسن بن علی فاذا رای الصبی حمرۃ اللسان یھش الیہ (اخرجہ ابن سعد) ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کے لیے اپنی زبان دہن مبارک سے باہر نکالتے اور جب وہ زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے تو اس کی جانب جھک پڑتے۔

(۵) عن ابی ھریرۃ انہ لقی الحسن بن علی فی بعض طرق المدینۃ فقال لہ کشف لی عن بطنک فداک ابی حتی اقبل حیث رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلہ قال فکشف عن بطنہ فقبل سرتہ (اخرجہ ابوحاتم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے جناب حسن علیہ السلام کو مدینہ طیبہ کی بعض بازاروں میں دیکھا اور کہا آپ پیٹ سے کپڑا اٹھادیں تاکہ جس جگہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ہے میں بھی وہاں پر بوسہ دوں جناب امام حسن نے اپنا بطن مبارک کھول دیا پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ناف کو بوسہ دیا۔

(۶) عن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ لا یکلمنی ولا اکلمہ حتی جاء سوق بنی قینقاع ثم انصرف حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع یعنی حسنا فظننا انہ انما تحبسہ امہ لان تغسلہ وتلبسہ سخابا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (اخرجہ احمد والبخاری والمسلم وابن ماجہ والبیھقی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جماعت کے نزدیک ہوکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا نہ حضور مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں حضور سے بات کرنے کی جرات کرسکتا تھا۔ یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے لوٹے اور جناب فاطمہؓ کے گھر پر تشریف لائے اور فرمایا کیا لڑکا یہیں ہے یعنی حسن نہیں ہیں ہم نے گمان کیا کہ شاید انکی والدہ ماجدہ نے انکو پکڑ رکھا ہوا ہے اور وہ انکو نہلا رہی ہیں کپڑے اتار یا کپڑے پہنا رہی ہیں کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کے سینہ مبارک سے چمٹ گئے دونوں نے ایکدوسرے کو سینہ سے چمٹا لیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار میں اسے پیار کرتا ہوں تو بھی اسے پیار کر اور

بھی پیار کر جو کہ اس سے پیار کرے۔

عن المقبری قال کنا مع ابی ھریرۃ فجاء الحسن بن علی فسلم فرد علیہ القوم ومعنا ابو ھریرۃ لا یعلم فقیل لہ ھذا حسن بن علی یسلم علینا فلحقہ فقال وعلیک یا سیدی فقیل لہ تقول لہ سیدی فقال اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سید (اخرجہ الطبرانی) مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم ساتھ ابوہریرہ کے پس آئے حسن بن علی ... سلام ارشاد کیا پس جواب دیا قوم نے آپ کو اور چپکے رہ گئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نہ جانتے تھے (کہ یہ کون ہے) ..... لوگوں نے کہا ان کو یہ سلام کہنے والے حسن بن علی ہیں ابوہریرہ دوڑ کر جا ملے اور فرمایا وعلیک السلام یا سیدی پس کہا گیا ان کو کہ تم نے یا سیدی کیوں کہا ہے ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید کہا ہے۔

(۸) عن انس بن مالک قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راقد بیوتہ علی قفاہ اذ جاء الحسن یدرج حتی قعد علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم بال علی صدرہ فجئت امیطہ عنہ فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ویحک یا انس دع ابنی وثمرۃ فؤادی فان من اذا ھذا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بماء فصبہ علی البول صبا (اخرجہ الطبرانی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں پیٹھ کے بل سوئے ہوئے تھے ناگہاں حضرت حسن علیہ السلام تشریف لائے اور سرکتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر بیٹھ گئے میں نے آپ کو روکا پس فرمایا آنحضرت نے افسوس ہے تجھ کو اے انس چھوڑ دے میرے بیٹے اور میرے دل کے پھل کو پس جس نے اسے ایذا دی مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر ان کا بول دھو ڈالا۔

(۹) عن زید بن ارقم قال قام الحسن بن علی یوما یخطب فقال انی اشھد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فجاء الحسن یمشی حتی اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضعہ علی عاتقہ فقال من احبنی فلیحبہ والیبلغ الشاھد منکم الغائب ولولا کرامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدثت بہ (اخرجہ الحاکم) زید بن ارقم سے روایت ہے کہا ایک روز جناب حسن علیہ السلام خطبہ فرمانے لگے اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ جناب حسن تشریف لا رہے ہیں حضور نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو کر اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیئے کہ اسکو دوست رکھے اور تم حاضرین

ہے کہ یہ بات ان لوگوں کو پہنچا دیں جو کہ غائب ہیں اگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت نہ ہوتی تو میں یہ بات نہ بیان کرتا۔

(١٠) عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حامل الحسن بن علي على عاتقه فقال رجل نعم المركب ركبت يا غلام فقال النبي صلى الله عليه وسلم ونعم الراكب هو (اخرجه البخاري في المسلم والترمذي والحاكم) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسنؑ بن علی کو اپنے دوش اقدس پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے یہ اچھا مرکب ہے جس پر کہ تم سوار ہو۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سوار بھی تو عمدہ ہے۔

(١١) عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن ابيه قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة العشاء وهو حامل حسنا فتقدم النبي صلى الله عليه وسلم فوضعه ثم كبر للصلوة فصلى فسجد بين ظهراني في الصلوة سجدة اطالها قال ابي اني رفعت رأسي فاذا الصبي على ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ساجد فرجعت الى سجودي فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة قال الناس يا رسول الله انك سجدت بين ظهراني صلواتك سجدة اطلتها حتى ظننا انه قد حدث امر وانه يوحى اليك قال كل ذلك لم يكن ولكن ابني هذا ارتحلني فكرهت ان اعجله حتى يقضي حاجته (اخرجه احمد والبغوي والطبراني والحاكم والبيهقي) عبد اللہ ابن شداد بن الہاد اپنے والد سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور جناب حسن علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے تھے ان کو زمین پر بٹھا کر حضور نے تکبیر کہی اور نماز شروع کی جب نماز میں سجدہ کو گئے تو اس کو طول دیا میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسن حضور کی پشت پر سوار ہیں اور حضور سجدہ میں ہیں پس میں نے بھی سجدہ کی طرف رجوع کیا۔ جب حضور نماز ادا کر چکے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کے درمیان چھوٹے سجدہ کو یہاں تک طول دیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی امر حادث ہوا ہے یا وحی نزول فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار ہو گیا تھا۔ مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اسے جلدی سے اتاروں جب تک کہ اس کی آرزو پوری نہ ہو لے۔

(١٢) عن ابي بكرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر والحسين بن علي الى جنبه وهو يقول ان ابني هذا سيد لعل الله ان يصلح به فئتين عظيمتين (اخرجه احمد والبخاري وابو داؤد والنسائي والطبراني) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور دنیا و دین کو منبر

پر تشریف رکھتے ہوئے دیکھا کہ پہلو میں جناب حسن علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ پروردگار اس کی وجہ سے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔

(۱۳) اخرج الدار قطنی ان الحسن بن علی جاء لابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ علیہ وسلم قال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت واللہ انہ لمجلس ابیک ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی دارقطنی لکھتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے جناب حسن نے ان سے کہا میرے باپ کی جگہ سے نیچے اترآؤ حضرت ابوبکر نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے واللہ یہ تیرے باپ کی جگہ ہے پھر ابوبکر نے جناب حسن کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور رونے لگے۔

(۱۲) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسن (صواعق محرقہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ جوانان اہل جنت کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہے وہ حسن کو دیکھ لے۔

(۱۴) عن البراء بن عازب و ابن مسعود و ابی ھریرۃ قالوا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنی فلیحبہ یعنی الحسن (اخرجہ الدیلمی) براء بن عازب اور ابن مسعود و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ اسے دوست رکھے یعنی حسن بن علی علیہ وعلی ابیہ السلام کو۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی کرامات

من الاعمش قال تغوط رجل علی قبر الحسن فجن فجعل ینبح کما ینبح الکلب ثم مات فسمع یعوی فی قبرہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) اعمش رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک خبیث۔۔ نے جناب امام حسن علیہ السلام کی مزار مطہر پر پاخانہ پھرد یا پس اسکو جنون ہوگیا اور کتے کیطرح سے بھونکنے لگا۔ اور مرگیا جب وہ دفن ہوا تو اسکی قبر سے بھی کتے کے بھونکنے کی سی آواز نکلتی رہی۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا زہد

وعن زھدہ ما روی انہ خرج للہ تعالیٰ من مالہ ثلاث مرات وشاطر اللہ مرتین حتی فی نعلہ مرات الجنان اما عبداللہ یافعی) اور جناب حسن علیہ السلام کے زہد کی نسبت روایت ہے کہ تین دفعہ انہوں نے

اپنی کل مال کو راہ خدا میں لٹا دیا اور دو دفعہ اپنا آدھا مال بخش دیا یہاں تک کہ اپنی جوتی کا ایک پاؤں رکھ لیا اور ایک راہ خدا میں دیدیا۔

جناب امام حسن علیہ السّلام کا جود

وعن جودہ انہ سالہ انسان فاعطاہ خمسین الف درھم وخمسمائۃ دینار و قال ایت بحمال یحمل لک فاتی بحمال فاعطاہ طیلسانہ وقال یکون کراء الحمال من قبلی (مراۃ الجنان للیافعی) اور جناب امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کی نسبت روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کچھ مانگا آپ نے اسکو پچاس ہزار پانسو درہم بخش دیا۔ اور کہا حمال کو لے آنا کہ اٹھا کر لیجائے وہ حمال کو لے آیا آپ نے اس حمال کو اپنا چوغہ اتار دیا اور ارشاد کیا کہ مزدور کی مزدوری بھی ہماری طرف سے ہونی چاہیئے۔

(۲) ان رجلا سالہ وشکا الیہ حالہ فدعا الحسن وکیلہ وجعل یحاسبہ علی نفقاتہ و مقبوضاتہ حتی استقصاھا فقال ھات الفاضل فاحضر خمسین الف درھم ثم قال ما فعلت بالخمسمائۃ دینار التی معک قال عندی قال فاحضرھا فلما احضرھا دفع الدراھم والدنانیر الی الرجل و اعتذر منہ (نوار الابصار) ایک شخص نے جناب حسن علیہ السلام سے کچھ مانگا اور اپنے حال زار کی شکایت کی آپ نے وکیل کو بلایا اور آپ اس سے اپنی آمدنی اور اخراجات کی جانچ کرنے لگے یہاں تک کہ تمام جانچ ہو چکی پس آپ نے وکیل سے فرمایا اب جو کچھ کہ اور فاضل ہوا اسکو لے آ۔ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس پانسو دینار تھے تو نے کیا کیے وکیل نے عرض کیا وہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا اس کو حاضر کر جب اس نے حاضر کیے آپ نے وہ سب درہم و دینار اس شخص کو دیدیے اور اس سے عذر خواہی کی۔

(۳) ومن کرمہ ما نقل عنہ انہ سمع رجلا یسال اللہ ربہ ان یرزقہ عشرۃ آلاف درھم فانصرف الحسن الی منزلہ وبعث بھا الیہ (نور الابصار) اور جناب کے کرم کی نسبت نقل ہے کہ آپ نے سنا کہ ایک آدمی اللہ جل جلالہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے جناب حسن علیہ السلام وہاں سے گھر کو لوٹ پڑے اور اس کے پاس دس ہزار درہم بھیجدیے۔

(۴) قیل للحسن لای شیء نراک لا ترد سائلا وان کنت علی فاقۃ فقال انی للہ سائل وفیہ راغب وانا استحیی ان اکون سائلا وارد سائلا وان اللہ تعالی عودنی عادۃ ان یفیض نعمہ علی وعودتہ ان افیض نعمتہ علی الناس فاخشی ان قطعت العادۃ یمنعنی العادۃ وانشد اذا ما اتانی سائل قلت مرحبا بمن فضلہ فرض علی معجل ومن فضلہ فضل علی کل فاضل وافضل ایام الفتی حین یفضل

(نور الابصار) جناب حسنؑ سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کو ہم دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ آپ فاقہ سے بھی ہوتے ہیں تو سائل کو رد نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں خدا کی درگاہ کا سائل ہوں اور خدا سے مانگنے والا ہوں۔ اور مجھے حیا آتی ہے کہ سائل ہو کر سائل کو رد کروں۔ خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عادت جاری کی وہ مجھ پر اپنی نعمتوں کو پہنچاتا ہے۔ اور میں نے عادت کی ہے کہ اس کی نعمتوں کو اسکی خلقت پر پہنچاؤں پس میں ڈرتا ہوں کہ عادت اللہ منقطع نہ ہو جائے اگر میں اپنی عادت کو روکوں پھر یہ شعر پڑھا کہ جب میرے پاس سائل آتا ہے تو میں اسکو مرحبا کہتا ہوں ما سکے فضل ہی سے ہے مجھ پر فرض کو جلدی ادا کرنا۔ اور اسی کے فضل سے ہر ایک فاضل پر فضل ہے اور جوان مرد کی عمر میں وہ حصہ نہایت افضل ہے جس میں کہ وہ بخشش کرتا ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی تواضع

ذکر جماعۃ من العلماء فی تصانیفھم انہ مر بصبیان معھم کسر خبز فاستضافوہ فنزل من علی فرسہ فاکل معھم ثم حملھم الی منزلہ وکساھم وقال الید لھم قال الید لھم لانھم لم یجدوا غیرما اطعمونا ونحن نجد اکثر منہ (مرآۃ الجنان للیافعی) علما کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے ہو کر گذرے ان کے پاس روٹیوں کے ٹکڑے تھے لڑکوں نے آپ کی ضیافت کی آپ گھوڑے پر سے اترے اور انکے ساتھ کھانے کو بیٹھے پھر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ان کو نئے کپڑے پہنائے اور ان کے لیے بدلا دینے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کیونکہ انکے پاس سوا اسکے جو کچھ انہوں نے ہم کو کھلایا ہے اور کچھ نہیں تھا۔ اور ہمارے پاس تو اس سے زیادہ ہے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا توکل

ماروی انہ بلغہ ان اباذر رضی اللہ عنہ یقول الفقر احب الی من الغنا والسقم احب الی من الصحۃ فقال رحم اللہ اباذر اما انا اقول من اتکل علی حسن اختیار اللہ تعالیٰ لم یتمن غیر ما اختار اللہ لہ (مرآۃ الجنان للیافعی) روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ کو خبر لگی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تونگری سے میرے نزدیک فقر بہتر ہے اور صحت سے بیماری آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جس نے خدا کے حسن اختیار پر توکل کیا کیوں خدا کے اختیار کے سوا اور کچھ اختیار کرے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کا حکم

(۱) عن عمیر بن اسحاق قال کان مروان امیراً علینا فکان یسب علیاً کل جمعة علی المنبر و الحسن یسمع فلا یرد شیئاً ثم ارسل الیہ رجلا یقول لہ بعلی و بعلی و بعلی وبک وبک وبک فما وجدت مثلک الا مثل البغلة یقال لہا من ابوک فتقول امی الفرس فقال لہ الحسن ارجع الیہ فقل لہ انی واللہ ما امحو عنک شیئاً مما قلت ولکن موعدی و موعدک اللہ فان کنت صادقاً جزاک اللہ بصدقک وان کنت کاذبا فاللہ اشد نقمة (اخرجہ ابن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ مروان ہم پر حکمران تھا۔ اور وہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑھ کر جناب امیر علیہ السلام پر سب کیا کرتا تھا۔ اور جناب حسن علیہ السلام سنا کرتے . . . اور جواب نہ دیتے۔ ایک دن اس نے جناب حسن علیہما السلام کے پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ اور یہ کہہ کر بھیجا کہ علی پر اور علی پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تجھ پر اور تمہاری مثال ایک خچر کی ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے وہ کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے جناب حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تو واپس مروان کے پاس جاکر ہمارا طرف سے بیان کر دے۔ کہ خدا کی قسم ہے کہ ہم تجھ سے کسی بات کو نہیں بھولے۔ لیکن ہمارے اور تیرے درمیان پروردگار انصاف کرنے والا ہے اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھ کو جزا دیگا۔ اور اگر تو جھوٹ بک رہا ہے تو پروردگار کی نقمت بہت سخت ہے۔

(۲) عن زر بن سوار قال کان بین الحسن و بین مروان کلام فاقبل علیہ مروان یجعل یغلظ و حسن ساکت فامتخط مروان بیمینہ فقال لہ الحسن ویحک ما علمت ان الیمین للوجہ و الشمال للفرج اف لک فسکت مروان (اخرجہ ابن سعد) زر بن سوار سے نقل ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام اور مروان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی مروان گالیاں بکنے لگا۔ جناب حسن چپ ہو رہے مروان نے اپنے سیدھے ہاتھ سے ناک سنکی جناب حسن نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا کہ سیدھا ہاتھ منہ کے لیے ہے اور الٹا فرج کے لیے افسوس ہے تجھ پر۔ مروان چپ ہو گیا۔

(۳) عمیر بن اسحاق قال ما تکلم عندی احد کان احب الی اذا تکلم ان لا یسکت من الحسن ما سمعت منہ کلمة فحش قط الا مرة فانہ کان بین الحسن و عمرو بن عثمان خصومة فی ارض فعرض الحسن امراً لم یرضہ عمرو فقال الحسن فلیس عندنا الا ما رغم انفہ قال فہذا اشد

كلمة فحش ما سمعتها منه قط (اخرجه ابن سعد) عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کسی نے میرے پاس گفتگو نہیں کی کہ مجھے بھلی معلوم ہوتی ہو جبکہ جناب امام حسن بات کرنے لگتے تو اسکا چپ رہنا جناب حسن کے سامنے مجھے بھلا معلوم ہوتا میں نے کبھی کوئی کلمہ فحش ان کی زبان مبارک سے نکلتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر ایک دفعہ کہ جناب حسن اور عمرو بن عثمان میں ایک زمین کی نسبت جھگڑا تھا۔ جناب حسن علیہ السلام نے ایک امر پیش کیا عمرو بن عثمان اس پر راضی نہ ہوا جناب حسن نے فرمایا ہمارے پاس انکے ناک پر مٹی لگا لینے کے سوا اور کوئی امر نہیں عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ گویا بڑا سخت فحش کا کلمہ تھا جو میں نے کبھی جناب حسن سے نہیں سنا تھا۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی عبادت

قيل ان الحسن بن علی حج عدة حجات ماشيا وكان يقول انی لاستحيی من ربی ان القاه ولم امش الی بيته (اسد الغابه) کہتے ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے بہت سے حج پیادہ پا کیے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اسکے گھر کی طرف پیادہ پا نہ جاؤں۔

(۲) عن عبد الله بن عمير قال لقد حج الحسن خمسا وعشرين حجة ماشيا (اخرجه الحاكم) عبداللہ بن عمیر ناقل ہیں کہ جناب حسن علیہ السلام نے پچیس [۲۵] حج پیادہ پا کیے تھے۔

جناب امام حسن علیہ السلام کی خلافت کا بیان

وولی الخلافة بعد قتل ابيه لثلاث عشر بقيت من رمضان من سنة اربعين وبايعه اكثر من اربعين الفا كانوا قد بايعوا اباه وبقی سبعة اشهر خليفة بالعراق ثم ترك الخلافة (اسد الغابه) جناب حسن اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد رمضان کے تیرہ دن باقی رہے۔ چالیسویں سنہ میں خلیفہ ہوئے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نے ان کی بیعت کی اور ان لوگوں نے انکے والد بزرگوار کی بیعت بھی کی تھی۔ اور عراق میں سات مہینے خلیفہ رہے پھر آپ نے خلافت کو ترک کر دیا۔

(۲) عن سفينة قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول الخلافة ثلثون عاما ثم يكون بعد ذلك الملك (اخرجه احمد واصحاب السنن وصححه ابن حبان) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت تیس سال ہو گی پھر بادشاہی ہو گی اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اور صاحبان سنن اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔

قال العلماء لم یکن فی الثلثین بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم الا الخلفاء الاربعۃ وایام الحسن (تاریخ الخلفاء) علماء کہتے ہیں کہ تیس برسوں میں صرف خلافت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی اور جناب امام حسن کی خلافت کے دن تھے۔

(۳) عن سعید بن جمھان قال قلت لسفینۃ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزرقاء بل ھم ملوک من اشد الملوک و اول الملوک معاویہ (تاریخ الخلفاء للسیوطی) سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے پوچھا بنی امیہ کا زعم ہے کہ خلافت ان میں ہے وہ کہنے لگے یہ کنجی عورت کے پوت جھوٹ بولتے ہیں یہ بادشاہ ہیں سخت ترین بادشاہوں میں سے اور پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

(۴) عن یوسف بن سعد قال قام الرجل الی الحسن بن علی بعد ما ترک الخلافۃ فقال سودت وجوہ المسلمین فقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری بنی امیۃ علی المنبر فساءہ ذلک فنزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر، وما ادراک ما لیلۃ القدر، لیلۃ القدر خیر من الف شھر تملکھا بعدہ بنو امیۃ (اخرجہ الترمذی والحاکم وابن جریر نقلت من اسد الغابہ) یوسف بن سعد سے نقل ہے کہ جب جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت کو ترک کر دیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا آپ نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا ہے آپ نے فرمایا بہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ حضور کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں حضور کو برا معلوم ہوا حضور کی تسلی کے لیے یہ سورت نازل ہوئی کہ ہم نے اتاری شب قدر اور یا رسول اللہ تو کیا جانتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یہ وہی ہزار مہینہ ہے کہ میرے بعد بنی امیہ جس کے مالک ہونگے۔

(۵) وقد اختلف فی وقت وفاتہ قال الواقدی مات سنۃ تسع واربعین (اصابہ فی تمییز الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام کی وفات میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہجرت سے انچاسویں برس آپ نے انتقال فرمایا ہے۔

(۶) وقال المدائنی مات فی ربیع الاول سنۃ خمسین (استیعاب اصابہ) اور مدائنی کہتے ہیں کہ پچاسویں برس آپ کا انتقال ہوا ہے۔

(۷) وقال الھیثم بن عدی مات سنۃ اربع واربعین (اصابہ) اور ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ چوالیسویں برس آپ نے رحلت فرمائی ہے۔

(۸) وکان سبب موتہ ان زوجتہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس سقتہ السم فکان توضع تحتہ طست

وتوفم اخری نحو اربعین یوما فمات منه فلما اشتد مرضه قال لاخیه الحسین یا اخی سقیت السم ثلاث مرات ولم اسق هذه انی لاضع کبدی قال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن هذا ترید ان تقاتلهم اکلهم الی الله عزوجل ولما حضرته الوفاة ارسل الی العائشہ رضی الله تعالیٰ عنہا یطلب منہا ان یدفن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجابتہ الی ذالک فقال لاخیہ اذا انا مت فاطلب لی عائشۃ ان ادفن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلقد کنت طلبت منہا فاجابت الی ذلک فلعلہا تستحیی منی فان اذنت فادفنی فی بیتہا واما اظن القوم یعنی بنی امیہ سیمنعونک فان فعلوا فلا تراجعہم فی ذلک فادفنی فی بقیع الغرقد فلما توفی جاء الحسین الی عائشہ فی ذلک فقالت نعم وکرامۃ فبلغ ذلک مروان وبنی امیہ فقالوا واللہ لا یدفن ھنالک ابدا فبلغ ذلک الحسین ومن معہ فلبس السلاح ولبسہ مروان فسمع ابوھریرۃ فقال واللہ انہ لظلم یمنع الحسن ان یدفن مع ابیہ واللہ انہ لابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتی الی الحسین فکلمہ ناشدہ اللہ وقال الیس قد قال اخوک ان خفت فردنی الی مقبرۃ المسلمین ففعل فحملہ الی البقیع ولم یشہدہ احد من امیہ اسد الغابہ

جناب امام حسن علیہ السلام کی موت کا سبب یہ ہوا کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔ ایک طشت آپ کے لیے لایا جاتا تھا۔ اور وہ خون سے بھرا ہوا اٹھا لیا جاتا تھا۔ یہی حالت چالیس روز تک رہی ان کا مرض ترقی کر گیا۔ آپ نے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اے بھائی مجھ کو تین دفعہ زہر دیا گیا ہے لیکن کبھی ایسا زہر نہیں دیا گیا۔ میرا جگر کٹ کٹ کر گر گیا ہے۔ جناب امام حسین نے عرض کیا۔ آپ کو کس نے زہر دیا ہے آپ نے فرمایا تم کیوں پوچھتے ہو۔ آپ کا ان سے لڑنے کا ارادہ ہے میں ان کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ جب جناب امام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی اجازت دیں جناب ام المومنین نے اسکو منظور کیا جناب امام حسن علیہ السلام اپنے بھائی جناب حسین علیہ السلام سے فرمانے لگے جب ہمارا انتقال ہو جائے آپ جناب ام المومنین سے میرے دفن کرنے کی نسبت کہلا بھیجیں انہوں نے مجھ سے شاید کہ بوجہ حیا اقرار کر لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ کو جگہ دی جائے گی پس اگر وہ اجازت دیدیں مجھ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا لیکن ہمارا خیال ہے کہ بنی امیہ کی آپ کو میرے وہاں پر دفن کرنے سے مانع ہونگے پس ان سے نہ جھگڑیں اور آپ مجھ کو بقیع غرقد میں دفن کر دیں۔ جبکہ جناب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا جناب امام حسین علیہ السلام حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاس اسکے لیے تشریف

لے گئے آپ نے فرمایا بہتر ہے اور ان کا دفن ہونا عین کرامت ہے یہ خبر مروان اور بنی امیہ کو پہنچی ۔ کہنے لگے ہم اس جگہ کبھی نہیں دفن ہونے دیں گے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے سنا سلاح جنگ زیب تن فرمائے اور مروان نے بھی ہتھیار باندھ لیے یہ سنکر ابو ہریرہ کہنے لگے خدا کی قسم ہے ۔ بڑا ظلم ہے ۔ کہ جناب امام حسن علیہ السلام کو ان کے والد ماجد علیہ التحیۃ والثناء کے پاس دفن کرنے سے منع کیا جائے ۔ واللہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں ۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا ۔ کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں ۔ کہ آپ جنگ نہ کریں آیا آپ سے آپکے برادر بزرگوار نے نہیں کہا تھا ۔ کہ اگر آپ کو کسی قسم کا خوف ہو تو مجھ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں پس جناب امام حسین حضرت حسن علیہ السلام کے جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے ۔ اور بنی امیہ میں سے کوئی شخص آپکے جنازہ پر نہ حاضر ہوا

(۹) وسمتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک منہا بتدسیس معاویہ (استیعاب) اور آپ کو آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا ۔ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا امیر معاویہ کی سازش سے تھا ۔

(۱۰) وذکر ان امرأتہ جعدۃ سقتہ السم وقد کان معاویۃ دس الیہا ان احتلت فی قتل الحسن وجہت الیک بمائۃ الف درھم وزوجتک یزید فکان ذلک الذی بعثہا علی سمہ فلما مات وفی لہا المعاویۃ بالمال وارسل الیہا انا نحب حیاۃ یزید ولولا ذلک لوفینا لک بتزوجہ (مروج الذہب المسعودی) ذکر کرتے ہیں آپ کی بیوی جعدہ نے آپ کو زہر دیا اس میں معاویہ کی سازش تھی کہ اگر تو نے کسی حیلہ سے جناب امام حسنؑ کو قتل کیا تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم بھیجوں گا ۔ اور یزید لعین سے تیرا نکاح کر دوں گا ۔ پس اس فریب سے اس کو جناب امام حسن کو زہر دینے پر برانگیختہ کیا تھا ۔ جب جناب امام رحلت فرما گئے امیر معاویہؓ نے حسب وعدہ مال اسکے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ میں یزید کی زندگی کا خواہاں ہوں ۔ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا نکاح اس سے کر دیتا ۔

(۱۱) عن الفضل بن عباس قال وفد عبد اللہ بن عباس علی معاویۃ قال فواللہ انی لفی المسجد اذ کبر معاویۃ فی الخضراء فکبر اہل الخضراء ثم کبر اہل المسجد بتکبیر اہل الخضراء فخرجت فاختۃ بنت قرظۃ بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف من خوخۃ لہا فقالت سرک اللہ یا امیر ما ہذا الذی بلغک فسررت بہ فقال موت الحسن بن علی فقالت انا للہ وانا الیہ راجعون ثم بکت وقالت مات سید المسلمین وابن بنت رسول رب العالمین فقال معاویۃ نعما واللہ ما

فعلت انہ کان کذلک اھلا ان یبکی علیہ ثم بلغ الخبر ابن عباس فراح فدخل علی معاویۃ فقال علمت ابن عباس ان الحسن توفی قال الذلک کبرت قال نعم قال واللہ ما موتہ بالذی یجاوز ولئن اصبنا بہ فقد اصبنا بسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین فجبر اللہ تلک المصیبۃ ورفع تلک العبرۃ فقال ویحک یا ابن عباس ما کلمتک الا وجدتک معدا (اخرجہ محمد ابن جریر الطبری فی تاریخہ) فضل بن عباس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بن جعفر بن ابی طالب معاویہ کے پاس گئے ہوئے تھے وہ ناقل ہیں کہ میں مسجد میں تھا ناگہاں معاویہؓ نے تکبیر بلند کی اور فخر ظاہر کی آپ بھی تکبیر کہنے لگے اور ان کی آواز سن کر مسجد کے لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگے یہ سنکر فاختہ بنت قرظہ اپنی کھڑکی سے باہر نکلیں اور کہا اے امیر خدا تجھ کو خوش رکھے کون سی ایسی خبر آپکو ملی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ خوش ہوئے ہیں معاویہ نے کہا جناب حسن علیہ السلام کے مرنیکی خبر سے خوش ہوا ہوں۔ فاختہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر رونے لگیں اور کہنے لگیں افسوس ہے کہ مسلمانوں کا سردار اور رسول رب العالمین کی بیٹی کا بیٹا مرگیا ہے معاویہ نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی وہ اسی کا اہل تھا جو کچھ کہ میں نے کیا ہے۔ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں تھا کہ کوئی اس پر روئے یہ خبر ابن عباس تک پہنچی۔ وہ آرام کر کے معاویہ کے پاس گئے معاویہ کہا اے ابن عباس مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ حسن بن علی کا انتقال ہو گیا ہے عبداللہ بن عباسؓ کہنے لگے آہا تم نے اسی لئے تکبیر پڑھی تھی معاویہ نے کہا ہاں ابن عباس نے کہا واللہ اگر وہ مر گئے ہوں تو تو بھی باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر ہم مر جائیں گے تو سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین کے پاس پہنچ جائیں گے پس خداوند تعالیٰ ہمارے زخم کی مرہم پٹی کرے گا اور ہماری آنسو پونچھ جائیں گی معاویہ کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے اے ابن عباس میں نے کبھی تجھ سے گفتگو نہیں کی کہ تم کو تیار نہ پایا ہو۔

مناقب جناب امام حسین علیہ السلام

(۱) قال اللیث ابن سعد ولدت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسین بن علی فی لیال خلون سنۃ اربع (اخرجہ الدولابی) لیث بن سعد کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام ہجری کے چوتھے برس کچھ روز گذرے ہوئے پیدا ہوئے۔

(۲) قال الزبیر بن بکار ولد الحسین لخمس خلون من شعبان سنۃ اربع (اسد الغابہ) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام شعبان کی پانچویں تاریخ ہجرت کے چوتھے برس تولد ہوئے ہیں۔

(۳) قال جعفر بن محمد لم یکن بین الحمل بالحسین بعد ولادة حسن الا طهر واحد (اسد الغابہ) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد باقر سے منقول ہے کہ حسین علیہ السلام کی حمل اور ولادت حسن علیہ السلام میں فاصلہ ایک طہر کا تھا۔

(۴) قال القتادة ولد الحسین بعد الحسن لسنة وعشرة اشھر فولد ستین وخمسة اشھر ونصف شھر من الھجرة (اسد الغابہ) اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام جناب حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہیں پس جناب امام حسین علیہ السلام ہجرت سے ساڑھے سینتیس مہینے کے بعد پیدا ہوئے۔

(۵) قال الواقدی علقت فاطمة بالحسین بعد ولادت الحسن بخمسین لیلة (اصابہ) (و) ارجح الروایات (نزل الابرار) واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام کا حمل حضرت حسن علیہ السلام کے پچاسویں شب کے بعد ہوا ہے (علامہ ابن حجر نے اس کو اصابہ فی تمیز الصحابہ میں لکھا ہے اور نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ سب روایتوں میں یہ روایت ارجح ہے)

(۶) قال بعض الرواة انه ولد لستة اشھر (نزل الابرار) بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ جناب حسین علیہ السلام چھ ماہ کے پیدا ہوئے ہیں۔

(۷) فلما ولد اذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی اذنه الیمنی واقام فی اذنه الیسری وختنه یوم السابع من ولادته وعق عنه کبشا او کبشین وقال لفاطمة زنی شعرہ وتصدقی بوزنه واعطی القابلة رجل العقیقہ (نزل الابرار) جب جناب امام حسین علیہ السلام تولد ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کی اور ساتویں روز ختنہ کیا اور ایک مینڈھا عقیقہ کیا یا دو مینڈھے ذبح کئے جناب فاطمہ سے فرمایا اس کے بالوں کو وزن کرکے اس کے برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو۔

(۸) عن محمد بن المنکدر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم ختن الحسین لسبعة ایام (اخرجہ الدولابی) محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ جناب نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا ہے۔

(۹) وسماہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسینا وکان یکنی ابا عبد اللہ ویلقب السید والزکی والسبط والرشید والوفی والمبارک والتابع لمرضاة اللہ والدلیل علی ذات اللہ والشھید الاکبر (نزل الابرار) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسین اور کنیت

عبداللہ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور سعتی اور مبارک اور تابع لمرضات اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

(۱) عن علی قال الحسن اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس و الحسین اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سر سے سینہ تک حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے اور حسین سینہ سے پاؤں تک حضور کے مشابہ تھے۔

(۱۱) عن انس بن مالک قال اتی ابن زیاد برأس الحسین فجعل فی طست ینکت علیہ قال فی حسنہ شیئا قال انس کان اشبہھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس ایک طشت میں لایا گیا وہ چھڑی مار کر آپ کے حسن و جمال میں کچھ کہنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شبیہ تھے۔

(۱۲) عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب الحسین حسین سبط من الاسباط (اخرجہ الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبۃ و احمد والبخاری وابن ماجۃ والترمذی والحاکم وابو نعیم وابن اثیر فی اسد الغابۃ) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین سبط ہے اسباط سے۔

(۱۳) عن العیزار بن حریث بینما عبد اللہ بن عمر جالس فی ظل الکعبۃ اذ رای الحسین مقبلا فقال ھذا احب اھل الارض الی اھل السماء الیوم (اصابہ تمیز الصحابہ) عیزار بن حریث روایت ہے کہ ایک روز عبد اللہ بن عمر کعبۃ اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امام حسین علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ آج کے دن یہ شخص اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) قال الزبیر بن بکار حدثنی مصعب قال حج الحسین خمسۃ وعشرین حجۃ ماشیا (اسد الغابۃ) عن مصعب بن عبد اللہ قال حج الحسین خمسا وعشرین حجۃ ماشیا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھ سے مصعب ذکر کرتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام نے پچیس حج پاپیادہ کیے۔

(۱۵) عن ابی ھریرۃ قال ابصرت عینای وسمعت اذنای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو آخذ

بکفی حسین وقدماہ علی قدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول حزقۃ حزقۃ ترق عین بقہ قال فرقی الغلام حتی وضع قدمیہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتح فاک ثم قبلہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ (اخرجہ ابو عمر والطبرانی فی الکبیر) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ جناب حسین علیہ السلام کے پکڑے ہوئے تھے اور جناب حسینؑ کے دونوں قدم حضور کے سینہ مبارک پر تھے اور آپ فرما رہے تھے اے میرے بچے مجھ پر آ۔ آنکھ جیسے بچے اوپر کو اچھل[1] پس لڑکے نے یعنی امام حسینؑ نے چھلانگ ماری اور دونوں قدم حضور کے سینہ مطہر پر رکھے حضرت نے فرمایا اپنے منہ کو کھول پھر آپ نے ان کے منہ کو چوما اور فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔

(۱۶) عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسینؑ قال اتیت عمر وھو یخطب علی المنبر فصعدت الیہ فقلت انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی منبر واخذنی فاجلسنی معہ اقلب حصی بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال لی من علمک فقلت واللہ ما علمنی احد قال فاتیتہ وھو خال بمعاویۃ وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی الباب فرجع ابن عمر فرجعت معہ فلقینی بعد ذلک فقال لم ارک قلت یا امیر المؤمنین انی جئت وانت خال بمعاویۃ مع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال انت احق من ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سندہ صحیح عند الخطیب (اصابہ) عبید بن حنین کہتے ہیں کہ جناب حسین علیہ السلام مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے اوپر چڑھ کر کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر جا اور جا اپنے باپ کے منبر پر بیٹھ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ یہ کہکر مجھ کو پکڑ کے اپنے پاس منبر پر بٹھا لیا۔ میں اس پر بیٹھا رہا اور کنکروں کو ادھر ادھر لوٹ پوٹ کرتا رہا جب وہ منبر سے اترے مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ بات تم کو کس نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا واللہ مجھ سے کسی نے نہیں سکھائی۔ جناب امام فرماتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس گیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلوت کر رہے تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس ابن عمر لوٹ پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے ہم آپ کو نہیں دیکھا میں کہا یا امیر المؤمنین میں تمہارے پاس آیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ کے

[1] عرب کی عورتیں بچوں کو کھلاتے ہوئے اکثر یہ لوری دیتی ہیں۔

ساتھ لوٹ گیا۔ وہ کہنے لگے تم ابن عمر سے زیادہ زیر حقدار تھے۔

(۱۷) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حامل الحسین علے عاتقہ وھو یقول اللھم انی احبہ فاحبہ (نزل الابرار) براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا الہا میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(۱۸) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی (اخرجہ ابن حبان۔ وابو یعلی وابن عساکر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین ابن علی کو دیکھ لے۔

(۱۹) عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد فجاء الحسین یمشی حتی سقط فی حجرہ فجعل اصابعہ فی لحیۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ففتح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فمہ الحسین فادخل فاہ فی فیہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ (اخرجہ خیثمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی آغوش مبارک میں لیٹ گئے اور اپنی اونگلیاں حضور کی ریش مبارک میں ڈالنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مونہہ کو کھولا اور اپنا منہ ان کے منہ میں ڈالا پھر فرمایا اے پروردگار میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔

(۲۰) عن ابی ھریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل التمرۃ (اخرجہ ابن الضحاک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کی لعاب دہن اس طرح سے چوستے تھے جس طرح سے کہ کھجور کو چوستا ہے۔

(۲۱) عن یزید بن زیاد خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من بیت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا فمر علی باب فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یؤذینی (نزل الابرار) یزید بن زیاد کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر سے نکل کر جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازہ سے گذرے اور جناب حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا یا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اس کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسینؑ کی شہادت سے خبر دینا

عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبکوا ھذا الصبی یعنی حسینا قال
وکان یوم ام سلمۃ فنزل جبریل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لام سلمۃ لا تدعی
احدا ان یدخل علی فجاء الحسین فلما نظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت اراد ان یدخل
واخذتہ ام سلمۃ واحتضنتہ وجعلت تناغیہ وتسکتہ فلما اشتد البکاء خلت عنہ فدخل حتی
جلس فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبریل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امتک ستقتل ابنک
ھذا فتناول جبریل تربتہ فقال بمکان کذا وکذا فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احتضن حسینا
کاسف البال مھموما فظنت ام سلمۃ انہ غضب من دخول الصبی فقالت یا نبی اللہ جعلت لک الفداء انک
قلت لنا لا تبکوا ھذا الصبی وامرتنی ان لا ادع احدا یدخل علیک فجاء فخلیت عنہ فلم یرد علیھا جوابا
فخرج الی اصحابہ وھم جلوس فقال لھم ان امتی یقتلون ھذا وفی القوم ابوبکر وعمر وقال
صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ تربتہ وارھم ایاھا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی امامۃ الباھلی

ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسین علیہ
السلام کو تم مت رلایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہ رض کے گھر کی باری تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل
نازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس کسی کو مت آنے
دینا ناگہاں جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھ کر کوٹھڑی میں گھسنے لگے جناب ام سلمہ
نے ان کو پکڑ کر گلے سے لگا لیا۔ اور ان کو اندر جانے سے روک رکھا اور ان کو رونے سے چپ کرانے لگیں جب وہ
رونے لگے جناب ام سلمہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے پاس جا کر گود میں بیٹھ گئے۔ جبریل علیہ السلام نے
عرض کیا آپ کی امت ان کو عنقریب قتل کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی مٹی
دی اور کہا وہ ایسے مکان میں شہید کئے جائیں گے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسین کو گود میں
لئے ہوئے نہایت غمگین برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شاید حضرت جناب حسین کے اندر جانے سے ناخوش
ہوئے ہیں وہ عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ میں آپکے قربان ہو جاؤں حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو مت
رلایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسی کو تمہارے پاس گھر میں مت داخل ہونے دینا جب امام حسین تشریف لائے تو
میں نے ان کو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہ کو کچھ جواب نہ دیا اور صحابہ کے پاس تشریف لائے سب
صحابہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے ان سے فرمایا تحقیق میری امت اس کو شہید کرے گی صحابہ میں حضرت ابوبکر
اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے ان کو دکھا کر فرمایا کہ جہاں یہ شہید کئے جائیں گے وہاں کی یہ مٹی ہے

(۲) عن انس بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل بارض

العراق يقال لها كربلا فمن شهد ذلك منكم فلينصره فخرج انس بن الحارث الى كربلا فقتل بها مع الحسين (اخرجه ابن السكن والبغوي ابن منده وابو نعيم وابن عساكر) انس بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا یعنی امام حسین عراق کی زمین مارا جائیگا جس کو کربلا کہتے ہیں پس جو شخص کہ تم میں سے وہاں موجود ہو اسکو چاہیئے کہ اسکی مدد کرے پس انس بن حارث امام حسین کے رکاب سعادت میں نکلے اور وہاں شہید ہو گئے۔

(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بارض الطف وجاءنی بهذه التربة واخبرنی ان فیها مضجعه (اخرجه ابن سعد والطبرانی)
جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین طف کی زمین میں مارا جائے گا اور یہ مٹی مجھ کو لاکر دکھائی گئی ہے کہ اس میں ان کی قبر ہوگی۔

(۴) عن ابی سلمة بن عبد الرحمن ان الحسین دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعنده جبریل فی منزل عائشة رضی اللہ عنہا فقال له جبریل ستقتله امتك وان شئت اخبرتك بالارض التی یقتل فیها واشار جبریل بیده الی الطف بالعراق واخذ تربة حمراء فاراه ایاها (اخرجه البیهقی)
ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تشریف لائے اور اس وقت حضور کے پاس جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جبریل تشریف رکھتے تھے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ ان کو آپ کی امت مار ڈالے گی اور اگر چاہیں تو میں اس زمین سے خبر دے سکتا ہوں جس میں کہ وہ شہید ہوں گے اور جبریل نے اپنے ہاتھ سے طف عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہاں کی آپکو دکھائی

(۵) عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هذا یعنی الحسین واتانی من تربته حمراء (اخرجه ابو داؤد والحاکم)
ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت اس بیٹے یعنی حسین کو عنقریب قتل کر دیگی اور مجھے سرخ مٹی وہاں کی لاکر دی

(۶) عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بالحسین فوضعته فی حجره ثم حانت منی التفاتة فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تهریقان فقال اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی هذا واتانی بتربة من تربته حمراء (اخرجه الحاکم والبیهقی) ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ میں جناب حسین علیہ السلام کو لئے ہوئے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حضور میں گئے ۔ اور میں نے ان کو حضور کی گود میں رکھ دیا پھر مجھے ایک کام پیش آگیا جب اس سے فارغ ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور کی چشم مبارک اشکبار ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت قتل کرے گی اور مجھ کو وہاں کی سرخ مٹی لاکر دکھائی ہے۔

(۶) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دخل علی البیوم ملک ولم یدخل علی قبلها فقال لی ان ابنک هذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل فیها فاخرج تربۃ حمراء (اخرجہ احمد) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا کہنے لگا تحقیق یہ آپ کا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہیں تو جس زمین میں وہ قتل ہوں گے اس کی مٹی حضور کو دکھاؤں پس سرخ مٹی مجھے نکال کر دی۔

(۷) عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وهو خاثر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبها فقلت ما هذه التربۃ یا رسول اللہ قال اخبرنی جبریل ان هذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وهذه تربتها (اخرجہ اسحاق بن راهویہ والبیهقی وابو نعیم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خواب استراحت فرما کر اٹھے ان کے دست مبارک میں سرخ مٹی تھی جس کو لوٹ پوٹ کر رہے تھے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہے آپ نے ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حسین عراق کی زمین میں شہید ہوں گے اور یہ وہاں کی مٹی ہے ۔

(۸) عن ام سلمۃ قالت کان الحسن والحسین یلعبان فی بیتی فنزل جبریل فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک هذا من بعدک واومی الی الحسین واتاہ بتربۃ فشمها ثم قال ریح کرب وبلاء قال یا ام سلمۃ اذا تحولت هذه التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی قارورۃ (اخرجہ ابو نعیم) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب حسنین علیہما السلام میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس جبریل علیہ السلام نازل ہوتے اور کہنے لگے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ تحقیق آپ کی امت آپ کے بیٹے کو آپ کے بعد قتل کرے گی اور حضور کو اس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی آپ نے اسکو سونگھ کر فرمایا اس سے تکلیف اور رنج کی بو آتی ہے اور آنحضرت نے مجھے فرمایا اے ام سلمہ جب تم اس مٹی کو دیکھو اور خون ہو گئی پاؤ پس سمجھ لو کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے چنانچہ وہ مٹی ایک شیشی میں ڈال دی ۔

(۹) عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نعی الی الحسین واتیت بتربتہ واخبرت

بقاتله (اخرجه الدیلمی) معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حسین کی شہادت سے خبردار کیا گیا ہے اور مجھ کو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے ۔

(۱۰) عن ابن عباس قال ماکنا نشك واهل البیت متوافرون ان الحسین یقتل بارض الطف (اخرجه الحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اور بہت سے اہل بیت ہرگز اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسین علیہ السلام زمین طف میں شہید کیے جائیں گے ۔

(۱۱) عن ابن عباس قال اخرج رسول الله صلے الله علیه وسلم نصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم ملتقط فساله فقال دم الحسین واصحابه لم ازل اتبعه منذ الیوم فنظر واقوجد وا قد قتل ذلك الیوم (اخرجه احمد والترمذی والبیهی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے ژولیدہ مو غبار آلودہ ان کے ہاتھ سے ایک شیشی تھی اس میں بٹی سے لاہوا خون تھا حضور سے استفسار کیا گیا آپ نے فرمایا حسین اور اسکے دوستوں کا خون ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسکو دیکھا کرتا تھا ایک دن اسکو دیکھا کہ بالکل خون ہو گیا ہے پس معلوم ہوا کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ۔

(۱۲) عن انس قال ان النبی صلی الله علیه وسلم قال استاذن ملك المطر یان یزور النبی صلی الله علیه وسلم فاذن به وکان فی یوم ام سلمة فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم یا ام سلمة احفظی علینا الباب لا یدخل احد فبینا هی علی الباب اذ دخل الحسین فاقتحم فوثب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فجعل رسول الله صلے الله علیه وسلم یلثمه ویقبله فقال الملك اتحبه قال نعم قال ان ستقتله امتك وان شئت اریك المکان الذی یقتل به فاراه فجاء بسهلة او تراب احمر فاخذته ام سلمة فجعلته فی ثوبها (اخرجه البغوی فی معجمه ابو حاتم فی صحیحه وابو نعیم فی الحلیة واحمد والملائی سیرة ترددی) احمد نحوه وفی روایة الملا قالت ام سلمة ثم ناولنی کفا من تراب احمر قال ان هذا من تربة الارض التی یقتل بها فمتی صار دما فاعلمی انه قد قتل قالت ام سلمة فوضعته فی قارورة عندی وکنت احول ان یوما یتحول فیه ۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مینہ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے اذن مانگا ۔ خداوند تعالے نے اسکو اذن دیا اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ بند کر دے تاکہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ

علیہ السلام پر کود پڑے حضور ان کو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی امت ان کو قتل کرے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپکو وہ مکان دکھاؤں جہاں پر وہ شہید ہونگے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی۔ اور حضور کو نرم مٹی یا خاک وہاں کی لاکر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ رض نے اپنے کپڑوں میں رکھ لیا البغوی نے معجم میں اور ابو حاتم نے اپنی جامع صحیح میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اس طرح سے روایت کی ہے اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو کس قدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ رض روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر سرخ مٹی مجھ کو دی اور کہا یہ مٹی اس زمین کی ہے کہ جہاں وہ شہید ہونگے پس جبکہ یہ خون بن جائے تم نے جان لینا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اسکو ایک شیشی میں رکھ لیا۔ اور میں اسکو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایک دن جو میں نے اسکو لوٹا تو وہ خون ہو گئی تھی۔

(۱۳) عن الشعبی قال مر علی بکربلا عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الفرات فوقف وسائل عن اسم ھذہ الارض فقیل لہ کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شمنی ایاھا (اخرجہ احمد) شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفین کیطرف جاتے ہوئے۔ جناب امیر علیہ السلام قریہ نینوی کے مقابل فرات کے کنارے گذرے اور ایستادہ ہو کر پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ اشکوں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا حضور رو رہے تھے میں نے عرض کیا۔ جناب کیوں گریہ کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے مجھ کو کہنے لگے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے کنارے پر شہید کیا جائے گا جس مقام کا نام کربلا ہے پھر جبرئیل نے وہاں کی مٹی کی مٹھی بھر کر مجھے سنگھائی۔

(۱۴) عن اصبغ بن نباتہ قال اتینا مع علی موضع قبر الحسین فقال ھھنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم وھھنا مھراق دمائھم فئۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض (اخرجہ الملا وابو نعیم) اخطب الخطباء ابلغ البلغاء اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت میں موضع قبر حسین

علیہ السلام پر گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہ ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے
اسباب کی جگہ ہے یہ انکے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آلِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اس میدان میں شہید
ہوگا ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(١٥) عن الشعبی قال ان ابن عمر قدم المدینة فاخبر ان الحسین قد توجه الی العراق فلحقه
فی مسیرة لیلتین عن المدینة فقال له ان الله تعالیٰ خیر نبیه بین الدنیا والاخرة فاختار الاخرة
وانکم بضعة والله لا یلیها احد منهم ابدا وما صرفها الله تعالیٰ عنکم الا للذی هو خیر لکم
فارجعوا فابی فاعتنقه ابن عمر قال استودعك الله تعالیٰ من قتیل (اخرجه البیهقی) شعبی رحمۃ اللہ
علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق
کیطرف توجہ فرمائی ہے وہ ان سے سفر میں آملے اور دو راتیں انہیں کے ساتھ رہے پس کہنے لگے
اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے پس حضور نے آخرت
کو اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی
دنیا نہیں ملے گا اور خداوند تعالےٰ نے آپ صاحبوں سے اسکو نہیں ہٹایا مگر ایسی چیز کے لیے جو آپ کے
لیے بہت بہتر ہے۔ آپ یہاں سے واپس تشریف لے جائیں آپ نے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں
وداع ہوتا ہوں شہید سے۔

(١٦) عن محمد بن حسن قال کنا مع الحسین بنهری کربلا فنظر الی الشمر ذی الجوشن فقال
صدق الله ورسوله قال رسول الله صلے الله علیه وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دم اهل
بیتی وکان شمر ابرص (اخرجه ابن عساکر) محمد بن عمر بن حسن کہتے ہیں کہ ہم جناب امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ نہر کربلا پر تھے کہ ناگہاں آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے سچ
کہا ہے۔ آنحضرت صلعم اللہ فرماتے تھے کہ ہم ایک کتے چتکبری کو دیکھ رہے ہیں کہ میرے اہل بیت کے خون
کو چاٹ رہا ہے۔ اور شمر برص دار تھا۔

(١٧) عن ام سلمة قالت رأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام باکیا وبرأسه ولحیته التراب فسألته
فقال شهدت قتل الحسین انفا (اخرجه الترمذی والدیلمی والحاکم والبیهقی) جناب ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا روتے ہوئے اور سر
اقدس اور ریش مبارک غبار آلودہ تھے میں نے وجہ استفسار کی آپ نے فرمایا ہم ابھی قتل حسین سے آرہے ہیں

(١٨) عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یحشر ابنتی فاطمة ومعها ثیاب مصبوغة

بالدم نتعلق بقائمة من قوائم العرش تقول یا عادل احکم بینی وبین قاتل ولدی فیحکم لابنتی ورب الکعبة (اخرجه الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہ اٹھیں گے اور ان کے پاس خون کا لتھڑا ہوا کپڑا ہوگا۔ عرش کے پائے کو پکڑ کر کہیں گے اے عادل انصاف کر درمیان میرے اور میری بیٹے کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائے گا حسب منشا میری بیٹی کے کعبہ کے رب کی قسم ہے۔

(۱۹) عن یحیی الحضرمی انه سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبرا یا عبد الله بشط الفرات قلت ماذی قال ان النبی صلی الله علیه وسلم حدثنی جبرائیل ان الحسین یقتل بشط الفرات واران قبضة من تربته (اخرجه ابو نعیم) یحیی حضرمی (جنہوں نے جناب امیرؑ کے ساتھ صفین کیطرف سفر کیا ہے) کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام موضع نینوی کے مقابل پہنچے چلا کر فرمانے لگے یا ابا عبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو میں نے عرض کیا۔ یہ کیا بات ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو جبریل علیہ السلام نے آگاہ کیا ہے کہ بے شک امام حسین علیہ السلام فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی مجھے دکھائی ہے۔

(۲۰) عن علی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیه نصف عذاب اهل النار (اخرجه الدیلمی والحاکم فی المستدرك والذهبی فی التلخیص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق میں ہوگا اس پر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا۔

عن رأس الجالوت قال کنا نسمع انه یقتل بکربلا ابن نبی فکنت اذا دخلتها رکضت فرسی حتی اجوزعنها فلما قتل الحسین جعلت السیر بعد ذلك علی هینتی (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) اس جالوت کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا میں کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائے گا اس واسطے جب میں کربلا میں پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہاں سے چلا کر لے جاتا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی میں اسی طرح وہاں سے گزرتا رہا۔

جناب امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت کا بیان

قال العلامه ابو اسحاق الاسفرائنی فی کتابه المسمی بنور العین فی مشهد الحسین فیما

الحسین جالسا فی بیتہ یوما من الایام الا وفارس اتی الی بابہ وطرقہ فقال الحسین من بالباب فقیل الرسول من اہل الکوفۃ فاذن لہ بالدخول فدخل علیہ واخرج الکتاب ناول لہ فاخذہ وقرأہ فاذا ہو من اہل الکوفۃ یقولون فیہ یکون فی علمک یا حسین یا ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزید بن معاویۃ ظالم جائر قتل الرجال ونہب الاموال وطغی وتمرد وقد عم ظلمہ سائر الاقطار یامر بالمنکر وینہی عن المعروف ویشرب الخمر ولا یخشی اللہ وانتشر القبائح فی جمیع البلاد واظہر الظلم والجور فی العباد وعدم مراقبۃ اللہ فی شیء من الاشیاء واخفی العدل فی الرعیۃ واظہر الظلم والجور فی العباد وعدم مراقبۃ اللہ یا ابا عبد اللہ سابقا نحو الف کتاب تطلبک ان تحضر الی عندنا ونحن نساعدک علی الیزید وناخذ خلافۃ ابیک وجدک لان الخلافۃ لک ولا بیک ولا لیزید ولا لابیہ تتول علینا احدا من اہل بیتک ونسالک بحق جدک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تحضر الینا وان لم تحضر ففی غد بین یدی اللہ سبحانہ خاصمناک ونقول یا ربنا ظلمنا الحسین ورضی فینا بالظلم ما جوابک الذی تقول للہ وتخلص بہ من حقوق اللہ فلما قرأ الحسین المکتوب فتبسم جلدہ خوفا من اللہ تعالیٰ (انتہی) علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی بہ نور العین فی مشہد الحسین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک سوار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب امام حسینؑ نے فرمایا دروازہ پہ کون ہے عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے آپؑ نے اسکو اندر داخل ہونیکا اذن دیا اس نے داخل ہو کر جنابؑ امام کو ایک خط دیا آپؑ نے اس کو لیکر پڑھا کر دیکھا کہ وہ خط اہل کوفہ کی طرف سے ہے اس میں لکھتے ہیں یا امامؑ حسینؑ اے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپؑ کو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہؓ نے ظلم اور جور اور بے گناہوں کو قتل کرنا اور لوگوں کے مال کا لوٹنا شروع کیا ہے اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے۔ بری باتوں کے لیے حکم کرتا ہے اور اچھی باتوں سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا تمام شہروں میں برائیوں کو پھیلاتا ہے ظلم اور جور کو خدا کے بندوں پر ظاہر کرتا ہے کسی شے کے کرنے میں خدا سے خوف نہیں کرتا۔ عدل کو رعیت سے پوشیدہ اور ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہؑ ہم پہلے قریب ایک ہزار خط کے آپؑ کی خدمت میں بھیج چکے ہیں ہم آپ کی تشریف آوری کیلئے عرض کرتے ہیں کہ آپؑ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپ کی یزید کے مقابلہ میں مدد کریں گے آپؑ اپنے باپ دادا کی خلافت کو لے لیں کیونکہ خلافت آپکا اور آپکے والد بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپؑ ہم پر اپنے اہل بیت میں سے کسی کو متولی کر کے بھیج دیں۔ ہم آپؑ کے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ السلام کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپؑ ہمارے پاس تشریف لائیں اگر آپؑ تشریف نہیں لائیں گے ہم کل خدا کے سامنے آپؑ سے جھگڑیں گے اور ہم کہیں گے اے ہمارے پروردگار امام حسین علیہ

السلام نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہم میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دینگے اور اللہ کے
حقوق سے کیونکہ چھوٹیں گے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھا آپ کے بدن مبارک پر رونگٹے
کھڑے ہو گئے خدائے پاک کے خوف سے -

قال عمار بن معاوية الذهبي قلت لابي جعفر محمد بن علي بن الحسين حدثني عن مقتل الحسين كاني
حضرته قال لما مات معاوية الوليد بن عقبة بن ابي سفيان على المدينة فارسل الى الحسين لياخذ بيعته
عليه فقال اخرني وارفق به فاخره فخرج الى مكة فاتاه رسل اهل الكوفة انا قد حبسنا انفسنا عليك
ولسنا نحضر الجمعة مع الوالي فاقدم علينا رجل من اهل بيتك قال وكان النعمان بن بشير
الانصاري والي الكوفة فبعث الحسين اليهم مسلما فقال سر الى الكوفة فانظر ما كتبوه فان كان حقا
قدمت اليه فخرج مسلم حتى اتى المدينة فاخذ منها دليلين فمرا به في البرية فاصابهم عطش فمات
احد الدليلين فقدم مسلم الكوفة فنزل على رجل يقال له عوسجة فلما علم اهل الكوفة بقدومه
دخلوا اليه فبايعه منهم اثنا عشر الفا فقام رجل ممن يهوى يزيد بن معاوية الى النعمان بن بشير
قال انك ضعيف مستضعف قد فسد البلاد فقال له النعمان لان اكون ضعيفا في طاعة الله
احب الي ان اكون قويا في معصية الله ما كنت لاهتك سترا فكتب الرجل بذلك الى يزيد فدعا
يزيد مولى له يقال له سرجون فاستشاره فقال له ليس للكوفة الا ابن زياد وكان ممن غضب له
عن البصرة فكتب اليه برضاه عنه وانه قد اضاف اليه الكوفة وامره ان يطلب مسلما فان ظفر به
قتله فاقبل ابن زياد في وجوه اهل البصرة حتى قدم الكوفة ملتثما فلا يمر على احد الا قال له اهل
المجلس عليك السلام يا ابن رسول الله يظنونه الحسين قدم عليهم فلما نزل ابن زياد القصر دعا
مولى له فدفع اليه ثلاثة الاف درهم فقال اذهب حتى تسال عن الرجل الذي يبايعه اهل الكوفة
فادخل عليه اعلمه انك من حمص لدافع اليه المال وبايعه فلم يزل المولى يتلطف حتى دل
على شيخ يلي البيعة فذكر له امره فقال لقد سرني اذ هداك الله وساءني ان امرنا لم يستحكم ثم ادخله
على مسلم فبايعه ودفع له المال وخرج حتى اتى ابن زياد فاخبره وتحول مسلم حين قدم
ابن زياد من تلك الدار الى دار هاني ابن عروة المرادي وكان ابن زياد قال لاهل الكوفة وهو
على هاني ابن عروة لم ياتني فخرج اليه محمد بن الاشعث في اناس من وجوه اهل الكوفة وهو على
باب داره فقالوا له ان الامير قد ذكرك واستبطاك فانطلق اليه فركب معهم حتى دخل
على ابن زياد وعنده شريح القاضي فلما سلم عليه قال له يا هاني ابن مسلم بن عقيل فقال لا ادري

فلخرج اليه المولى الذي دفع الدراهم الى مسلم فلما راه سقط في يده قال ايها الامير والله ادعوته الى
منزلي ولكنه جاء فطرح نفسه علي فقال ائتني به فتلكاء فاستدناه فادنوه فضربه بالقضيب وامر
بحبسه فبلغ الخبر قومه فاجتمعوا على باب القصر فسمع ابن زياد الجلبه فقال لشريح القاضي اخرج اليهم فاعلمهم
اني انما حبسته لاستخبره عن خبر مسلم ولا باس عليه مني فبلغهم ذلك فتفرقوا ونادى مسلم لما بلغه
الخبر بشعاره فاجتمع اليه اربعون من اهل الكوفة فركب وبعث ابن زياد الى وجوه اهل الكوفة فجمعهم
عنده في القصر فامر كل واحد منهم ان يشرفوا على عشيرته فيردهم فكلموهم فجعلوا يتسللون فامسى مسلم
وليس معه الا عدد قليل منهم فلما اختلط الظلام ذهب ولئك ايضا فلما بقي وحده تردد في الطرق
بالليل فاتى باب امراة فقال اسقني ماءً فسقته فاستمر قائما فقالت يا عبد الله انك مريب فما
شانك قال انا مسلم فهل عندك ماوى قالت نعم ادخل فدخل وكان لها ولد من موالي محمد بن اشعث
فانطلق الى محمد بن اشعث فاخبره فلم يفجا مسلم الا والدار قد احيط بها فلما راى ذلك خرج
بسيفه يدفعهم عن نفسه فاعطاه محمد بن اشعث الامان فامكن من يده فاتى به الى ابن
زياد فامر به فاصعد على القصر ثم قتله وقتل هاني بن عروه وصلبهما ولم يبلغ الحسين ذلك
حتى كان بينه وبين القادسيه ثلاثة اميال فلقيه الحر بن يزيد التميمي فقال ارجع فاني لم ادع لك
خيرا ارجوه فهم ان يرجع وكان معه اخوة مسلم فقالوا والله ما نرجع حتى نصيب بثارنا او نقتل
فساروا وكان ابن زياد قد جهز الجيش بملاقاته فلاقوه بكربلا فنزلها ومعه خمسة واربعون نفسا
من الفرسان ونحو مائة راجل فلقيه الحسين واميرهم عمر بن سعد ابن ابي وقاص وكان ابن زياد
ولاه الري وكتب له بعهده عليها اذا رجع من حرب الحسين فلما التقوا قال له الحسين اختر
مني احدى ثلاث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان ارجع الى المدينة واما ان اضع يدي في يد
يزيد فقبل ذلك عمر بن سعد منه فكتب به الى ابن زياد فكتب اليه لا اقبل منه حتى يضع يده في يدي فامتنع
الحسين فقاتلوه فقتل معه اصحابه منهم سبعة عشر شابا من اهل بيته ثم كان اخر ذلك ان
قتل واتي براسه الى ابن زياد فارسله ومن بقي من اهل بيته الى يزيد منهم علي بن حسين كان مريضا ومنهم
عمته زينب بنت فاطمة فلما قدموا على يزيد ادخلهم على عياله ثم جهزهم الى المدينة (الاصابه
في تمييز الصحابة لابن حجر) عمار بن معاویہ ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہ
وعلی آبائہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر اس طرح سے بیان کریں کہ
گویا کہ تصویر میری آنکھوں میں پھر جائے آپ نے ارشاد کیا جب امیر معاویہ مر گیا ان دنوں ولید بن عتبہ بن

ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین علیہ السلام کیطرف یزید کی بیعت کرنیکے لیے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مہلت دے اور نرمی کی اس نے مہلت دی آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے آپ کے پاس کوفیوں کے خط پہنچے کہ ہم نے آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے۔ اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگوں میں سے بھیجدیں ان دنوں نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ان کے پاس مسلم کو بھیجا اور فرمایا کوفہ کیطرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ میں آئیں۔ مسلم وہاں سے مدینہ طیبہ میں آئے اور وہاں سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر بیابان کیطرف نکلے پیاس کیوجہ سے ایک رہنما مر گیا۔ اور مسلم کوفہ میں پہنچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر میں فروکش ہوئے جب کوفیوں کو ان کی تشریف آوری کی خبر لگی تو جوق جوق ان کی خدمت میں آنے لگے اور ان میں سے دس ہزار آدمی نے بیعت کی۔ ایک شخص یزید کی ہوا خواہوں میں سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگے تو ضعیف ہے اسلیے شہر بگڑ گیا ہے۔ نعمان بن بشیر نے کہا اگر میں خدا کی طاعت میں ضعیف ہوں لیکن میں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ خدا کی معصیت میں قوی بنوں میں نے کبھی کسی کی پردہ دری نہیں کی۔ اس آدمی نے یہ ماجرا یزید کو لکھ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اس نے رائے دی کہ اس وقت کوفے کی حکومت کے لیے ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہیں یزید نے اسکو بصرے سے معزول کیا ہوا تھا۔ یزید نے اسکو خط لکھ کر خوشنود کر لیا اور اسکی حکومت میں کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ میں پہنچ کر مسلم کو تلاش کرے اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کے سامنے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اور لباس بدل کر رات کے اندھیرے میں داخل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس سے نہیں گذرتا تھا کہ وہ اور اہل مجلس اسکو جناب امام حسین علیہ السلام کا گمان کر کے السلام علیک یا ابن رسول اللہ نہیں کہتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں جب ابن زیاد قصر دارالامارہ میں اترا اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہیں۔ اور اسکے پاس پہنچ کر یہ جتلا کہ میں حمص سے آیا ہوں اور یہ روپیہ اسکو دیدے اور اسکی بیعت کر۔ وہ غلام اس طرح ہر ایک سے بملائمت پوچھتا پھرتا رہا۔ یہانتک کہ اس کو ایک بزرگ کے پاس لے گئے غلام نے اس کے پاس اپنا حال بیان کیا۔ وہ بزرگ بولا مجھے مسرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت دیگا۔ ہمارا کام ابھی پختہ نہیں ہوا ہے پھر اس کو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال ان کو دے دیا وہاں سے نکل کر ابن زیاد کے پاس آیا اور خبر بیان کی۔ جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تھا تو اس وقت مسلم عوسجہ کے گھر

سے ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہیں آتا پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ اس وقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا اسکو کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہے اور تیرے نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہے وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا جب اس نے ابن زیاد کو سلام کیا ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہاں ہیں وہ کہنے لگے میں نہیں جانتا ہوں۔ ابن زیاد نے اس غلام کو جس نے کہ درہم دیئے تھے اسکے سامنے کیا جب ہانی نے اس غلام کو دیکھا ابن زیاد کے سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا اے امیر میں نے مسلم کو اپنے گھر میں نہیں بلایا وہ خود آ گیا ہے ابن زیاد نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ کمسایا لوگوں نے اسکو پکڑ کر نزدیک کیا ابن زیاد نے چھڑی سے اس کو مارا اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا جب یہ خبر اس کی قوم کو پہنچی قصر دار الامارہ کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر آئے جب ابن زیاد نے یہ جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا نکل کر ان کو کہہ دے کہ میں نے ہانی کو اس لیے بند کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھوں مجھ سے کوئی تکلیف اسکو نہیں پہنچے گی۔ لوگ سن کر متفرق ہو گئے جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اسکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم سوار ہوئے اس وقت قصر میں ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتیں کر کے ان کو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کے وقت مسلم کے پاس چند نفر کے سوا کوئی باقی نہ رہا جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی چلتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ میں بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے اس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلایا اور کہا اے بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپ نے کہا میں مسلم ہوں آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں آپ اندر آیئے آپ اندر گئے۔ اس عورت کا ایک بیٹا تھا۔ جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اس نے جا کر محمد بن اشعث کو خبر پہنچائی۔ ناگہاں مسلم کیا دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کا لوگوں نے محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچ کر باہر نکلا اور جنگ کرنے لگے محمد بن اشعث نے ان کو امان دے کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو قصر کی چھت پر لیجاؤ لوگوں نے چھت پر چڑھا کر ان کو شہید کیا۔ اور ہانی بن عروہ کو بھی مار ڈالا۔ اور دونوں کی نعش کو لٹکوا دیا۔ یہ خبر جناب امام حسین علیہ السلام کو نہ ملی جب تک کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہنچ گئے آپ سے حر بن یزید الیتمی ملا۔ اور عرض کیا آپ واپس تشریف لیجاویں اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کے ساتھ بالبلاد میں مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا جب تک کہ ہم بدلا نہ لیں یا قتل نہ ہو جائیں لعنہم اللہ الس

نہیں جائیں گے۔ ابن زیاد نے ان کی لیے فوج تیار کی ہوئی تھی جوان سے کربلا میں آملی اس فوج کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے ری کی حکومت کا اس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین علیہ السلام نے اس سے بیان فرمایا کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرلے یا تو ہمیں کسی قلعہ تک پہنچ جانے دے ۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائیں یا ہم کو یزید کے پاس پہنچا دے ۔ عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب میں لکھا میں قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جانا چاہیئے جناب امام حسین علیہ السلام نے اسکو قبول نہ فرمایا ۔ اس بات پر جنگ شروع ہوگئی اور آپ کے ساتھ تمام آپ کے اصحاب شہید ہوگئے ان میں آپ کے اہل بیت کے سترہ جوان تھے آپ سب سے آخر میں شہید ہوئے آپ کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لائے ابن زیاد نے اسکو اور آپ کے اہل بیت کو یزید کے پاس بھیجدیا ۔ ان میں جناب علی بن حسین علیہ السلام مریض تھے اور جناب کی پھوپھی حضرت زینب بنت فاطمہ علیہا السلام بھی تھیں یزید نے ان کو مدینہ منورہ میں بھیجدیا ۔

(۳) وقتله سنان بن انس النخعی ویقال قتله رجل من بنی مذحج وقیل قتله شمر بن ذی الجوشن وكان شمر ابرص واجهز خولی بن یزید الاصبحی من حمیر علیه راسه فاتی به الی ابن زیاد (استیعاب) جناب امام حسین علیہ السلام کو سنان بن انس نخعی نے قتل کیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ بنی مذحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہیں شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص دار تھا ۔ اور خولی بن یزید الاصبحی آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لایا تھا ۔

(۴) واختلف فی سن الحسین یوم قتله فقیل قتل وهو ابن سبع وخمسین وقیل قتل وهو ابن ثمان وخمسین (استیعاب) آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت ستاون برس کے تھے بعض اٹھاون برس بیان کرتے ہیں ۔

(۵) عن هلال بن نافع انه قال كنت واقف مع عمر بن سعد اتحدث واذا الصباح یقول ابشر ایها الامیر فقد قتل الحسین فوالله ما رأیت قتیلا مضمخا بدمه مثله وعلى هذا نور وجهه وجماله يصعد الى السماء ثم حصيت مافى بدنه من جراح السيف والرماح والنبال فوجدت ثلثمائة وعشرين جرحا (نور العين فى مشهد الحسين) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعد کے پاس کھڑا ہوا باتیں کررہا تھا کہ ایک چلاتا ہوا آیا اے امیر بشارت ہو حسین مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے میں نے کسی قتیل کو خون میں لتھڑا ہوا ان کی مانند نہیں دیکھا اور باوجود

اسکے چہرہ کا نور و جمال آسمان کیطرف صعود کر رہا تھا۔ پھر ہیں تے انکے جسد اطہر کے زخموں کا شمار کیا جو تلواروں سے اور نیزوں سے اور تیروں سے لگے تھے کل ایک سو بیس زخم تھے۔

(۶) انہ قتل علی رأس احدی وستین یوم الجمعۃ وقیل یوم السبت وھو یوم عاشوراء من المحرم بکربلا من ارض العراق (اسد الغابہ) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ۶۱ھ ہجری کے ابتدا میں جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسویں محرم کو کربلا کے میدان میں جو ملک عراق میں واقعہ ہے۔

(۷) عن حبیب بن ثابت قال لما اصیب الحسین قال زید بن ارقم بباب المسجد افعلتموھا اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی استودعنکھما وصالح المومنین فقیل لابن زیاد ان زید بن ارقم قال کذا وکذا فقال ذاک شیخ قد ذھب عقلہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حبیب بن ثابت کہتا ہے کہ جب امام حسین شہید ہو گئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ میں بیان کیا کہ تم نے کیا فعل کیا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں ان دونوں کو اور صالح المومنین کو تیرے سپرد کرتا ہوں جب یہ بات ابن زیاد سے بیان کی گئی زید بن ارقم یوں کہتے ہیں وہ کہنے لگا یہ سبب بڑھاپے کے اسکی عقل جاتی رہی ہے۔

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

(۱) عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجن تنوح علی الحسین وھی تقول ؎ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش وجدہ خیر الجدود (اخرجہ ابو نعیم) حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے پریوں کو جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تھیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماتھے کو چوما ہے ان کے رخساروں میں چمک تھی ان کے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے ان کی نانا سب ناناؤں سے بہتر تھے۔

(۲) عن ام سلمۃ فلما کانت لیلۃ قتل الحسین سمعت قائلا یقول ؎ ایھا القاتلون جھلا حسینا + ابشروا بالعذاب والتنکیل + قد لعنتم علی لسان ابن داؤد + وموسیٰ حامل الانجیل (صواعق محرقہ) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کی شب شہادت میں ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے جہالت سے امام حسینؑ کے قتل کرنے والو تم کو عذاب اور خواری کی بشارت ہو تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے سلیمان ابن داؤد کی اور موسیٰ و حامل انجیل یعنی عیسیٰ کی

زبان سے ۔

(۳) عن حبیب بن من ام سلمۃ قالت ما سمعت نوح الجن منذ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اللیلۃ وما اری ابنی الا قد قتل یعنی الحسین فقلت لجاریۃ اخرجی فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل واذا الجنۃ تنوح سہ الا یا عین فابتہلی بجہد۔ ومن یبکی علی الشہداء بعدی علی رہط تقودہ المنایا الی متجبر فی ملک عبد (اخرجہ ابو نعیم) حبیب بن ثابت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں جب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا میں نے سوا اس رات کے کبھی جنات کے نوحہ کی آواز کو نہیں سنا میں نے اس وقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنی حسین پیارا مارا گیا ہے میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اس نے مجھے خبر لا کر دی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں سہ وہ یہ نوحہ کرتی تھیں خبردار ہو اے میرے رونے والی آنکھ اور سعی کر رونے میں۔ اور میرے بعد شہیدوں پر کون روئے گا ایسے گروہ پر کہ موت ان کو کھینچ کر لے گئی طرف ایسے ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے ۔

امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کی کرامتیں

(۱) عن المنہال بن عمرو قال انا واللہ رایت راس الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکہف حتی بلغ قولہ تعالیٰ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی (اخرجہ ابن عساکر) منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا کہ جب کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور میں اس وقت دمشق میں تھا۔ سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورۃ کہف پڑھ رہا ہے جب اس آیت کریمہ پر پہنچا کہ جسکا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے ۔ سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے ۔

(۲) عن ابی قبیل قال قتل الحسین واحتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ یشربون النبیذ

فخرج عليهم قلم من حديد فكتب سطرا بدم ۔ اترجوا امة قتلت حسينا ۔ شفاعة جده يوم الحساب (اخرجه ابو نعیم) ابی قتیل کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھ کر شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی ۔ کیا وہ امت کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے قیامت کے روز اسکی جد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہر گز نہیں ۔

(۳) عن الواقدی ان شخصا منهم علق فی سیب فرسه راس الحسین فرای بعد ایام وجهه اشد سوادا من القار فقیل انك كنت انعم العرب وجها فقال مامرت علی لیلة حین حملت تلك الراس الا واثنان یاخذان بضبعی ثم ینتهیان بی الی النار تاجج فید فعانی فیها وانا انكص فتسفعنی كما تری ثم مات علی اقبح حالة (تذکرہ خواص الامة) واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا ۔ بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا کیا ہوا ہے اس سے پوچھا گیا تو تو عرب کے سبز رنگ والوں میں شمار کیا جاتا ہے ۔ وہ کہنے لگا جب میں نے اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھ پر ایک رات گذرنے نہیں پائی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میری گردن پکڑ کر بھڑکی ہوئی آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے مجھے جھلس دیا جیسے کہ تو دیکھتا ہے پھر وہ برے حال سے مر گیا ۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی سزا

(۱) عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالی بنبیه صلی اللہ علیه وسلم انی قتلت بیحیی بن ذکریا سبعین الفا وانی قاتل یا بن بنتك سبعین الفا (اخرجه الحاکم من طرق متعدد وقال صحیح) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہے اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہوں ۔

(۲) عن سفیان عن جدته قالت شهد رجلان قتل الحسین فاما احدهما طال ذکره حتی كان یلفه علی عنقه كانه حبل واما الاخر فیستقبل الراویه بفیه حتی یاتی علی اخرها فما یروی (اخرجه ابو نعیم ومنصور بن عمار) سفیان اپنے دادی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل پر موجود تھے پس ان دونوں میں سے ایک کا ذکر اسقدر لمبا ہو گیا کہ وہ رسی کی طرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تھا کہ ایک مشک کو منہ لگاتا تھا پھر دوسرے کو لگاتا تھا اسکی نہیں بجھتی تھی پیاس

(۳) اخرج ابو الشیخ ان جماعۃ تذاکروا انہ ما من احد اعان علی قتل الحسین الا اصابہ بلاء قبل ان یموت فقال شیخ انا اعنت وما اصابنی شیء فقام لیصلح السراج فاخذتہ النار فجعل ینادی النار النار و انغمس فی الفرات ومع ذلک لم یزل بہ حتی مات (صواعق محرقہ) ابو الشیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک جماعت کے چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہیں رہا جس نے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل میں اعانت کی تھی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلا میں گرفتار نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑھا کہنے لگا میں نے اعانت کی تھی مجھے تو کوئی مصیبت پیش نہیں آئی۔ یہ کہہ کر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لیے اٹھا اسکو آگ لگ گئی اور آگ آگ پکارتا پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ نہر میں کود پڑا باوجود اسکے وہ آگ نہیں بجھتی تھی۔ اسی حال میں مر گیا۔

(۴) عن السدی انہ اضافہ رجل بکربلا فتذاکروا انہ ما شرک احد فی دم الحسین الا مات اقبح الموت فکذب المضیف ذلک وقال انہ ممن حضر فقام آخر اللیل یصلح السراج فوثبت النار فی جسدہ فاحرقتہ قال السدی فانا واللہ رأیتہ کانہ حممۃ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن الجوزی) سدی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی اس مجمع میں ذکر آیا کہ کوئی شخص جناب امام حسین کے قتل میں شریک نہیں ہوا کہ بری موت سے نہیں مرا۔ میزبان نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جناب امام کی شہادت پر حاضر تھا پس وہ پچھلی رات چراغ کے درست کرنے کے لیے اٹھا اسکے بدن پر آگ اچک کر لگ گئی اور اسکو جلا دیا سدی کہتے ہیں خدا کی قسم ہے میں نے اسکو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا۔

(۵) عن الزہری قال لم یبق ممن قتلہ الا من عوقب فی الدنیا اما قتل او عمی او سود وجہہ او زوال الملک فی مدۃ یسیرۃ (صواعق محرقہ) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے کوئی باقی نہیں بچا کہ اسکو دنیا میں عقاب نہ ہوا ہو یا تو وہ قتل کیا گیا یا اندھا ہو گیا یا اس کا منہ کالا ہو گیا یا اسکے ملک کو تھوڑی مدت میں زوال آ گیا۔

(۶) عن صاحب ابن زیاد قال دخلت القصر خلف ابن زیاد حین قتل الحسین فاضطرم فی وجہہ نارا فقال ہل رأیت فقلت نعم فامرنی ان اکتم ذلک (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) صاحب ابن زیاد نے کہا کہ داخل ہوا میں پیچھے ابن زیاد کے محل میں جب امام حسین شہید ہوئے پس شعلہ مارا اسکے منہ میں آگ نے پس کہا ابن زیاد نے کیا دیکھا تو نے میں نے کہا ہاں پھر مجھے کہنے لگے اس بات کا کہیں ذکر نہ کرنا۔

(۷) عن عمارة بن عمير قال لما جئی برأس بن زیاد واصحابه و نصبت فی المسجد فی الرحبة فانتهیت الیهم و هم یقولون قد جاءت قد جاءت فاذا حیة قد جاءت تخلل الروس حتی دخلت فی منخر بن زیاد فمکثت هنیة ثم خرجت فذهبت حتی غابت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذلک مرتین او ثلاثا (اخرجہ الترمذی و صححہ والطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اسکے دوستوں کا سر لایا گیا۔ مسجد کے صحن میں لوگوں کے پاس پہنچا تو ان کو چلاتے ہوئے سنا کہ کہتے ہیں وہ آیا وہ آیا اتنے میں ایک سانپ آ کر ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا پھر کچھ دیر ٹھہر کر نکلا اور چلا گیا۔ اور غائب ہو گیا۔ پھر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کے نتھنے میں گیا۔ اس طرح سے اس نے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا۔

(۸) عن الواقدی ان شیخا حضر قتله فعمی فسئل عن سببه انه رای النبی صلی الله علیه وسلم حاسرا من ذراعیه و بیده سیف و بین یدیه نطع و رای عشرة من قاتل الحسین علیه السلام مذبوحین بین یدیه ثم لعنه۔ وسبه فاصبح عمی (تذکرہ خواص الامہ) واقدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں ایک بوڑھا جناب امام حسین علیہ السلام کے قتل پر حاضر تھا پھر وہ اندھا ہو گیا اس سے اسکا سبب پوچھا گیا اس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اپنی دونوں آستینیں چڑھائی ہوئے ہیں اور دست مبارک میں تلوار ہے اور سامنے نطع بچھی ہوئی ہے اور دس آدمی جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلین میں سے ذبح کیے ہوئے آپ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں پھر حضور نے اس پر لعنت کی اور سب فرمائی پھر وہ صبح کو اندھا ہو گیا۔

(۹) واخرج احمد ان رجلا قال قتل الله الفاسق ابن الفاسق فرماه الله بکوکبین فی عینیه فعمی (صواعق محرقہ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ایک بد بخت شقی نے یہ کہا کہ نعوذ باللہ فاسق مارا گیا ہے پروردگار عالم نے اسکی آنکھوں پر دو سنگریزے پھینکے پس وہ اندھا ہو گیا۔

(۹) ذکر البارزی عن المنصور انه رای رجلا بالشام وجهه کوجه الخنزیر فساله فقال انه کان یلعن علیا کل یوم الف مرة وفی یوم الجمعة اربعة الاف واولاده معه فقال فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم وذکر مناما طویلا من جملته ان الحسین شکاه الیه فلعنه ثم بصق فی وجهه فصار موضع بصاقته خنزیرا وصار آیة للناس (صواعق محرقہ) بارزی منصور دوانقی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے شام میں

ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا منہ مثل خنزیر کے ہے وہ کہنے لگا کہ میں جناب علی علیہ السلام پر ہر روز ایک ہزار مرتبہ لعنت کیا کرتا تھا اور ہر جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ ان پر اور ان کی اولاد علیہم التحیۃ والسلام پر سب بر کہا کرتا تھا۔ ایک روضہ میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا منصور کہتا ہے کہ اس شخص نے ایک طویل خواب بیان کیا۔ اس میں سے یہ بھی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے حضور نبوی میں اس شخص کی شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے منہ پر تھوکا جہاں پر حضور کا تھوک پڑا وہ جگہ خنزیر کی شکل بن گئی۔ اور وہ آدمی لوگوں کے لیے ایک خدا کی نشانی ہو گیا۔

(۱۰) لما ارسل عمرو بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمسمائۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا بین الحسین وبین الماء فنادی عبد اللہ بن حصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء لا تذوق منہ قطرۃ حتی تموت عطشا فقال الحسین اللھم اقتلہ ولا تغفر لہ ابدا قال فمرض فیما بعد فکان یشرب الماء لقلۃ ثم یقئ ثم یعود فیشرب حتی یبغر ثم یقئ ثم یشرب فما یروی فما زال کذلک (کامل ابن اثیر) جب عمرو بن سعد نے عمر بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا اترے اور جناب امام حسین علیہ السلام اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہو گئے عبد اللہ بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھیے آپ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار اس کو ہلاک کر اور بخش نہیں کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور پانی کی مشک پی جاتا تھا۔ اور پھر قے کر دیتا ہے اور پھر باقی پیتا تھا اور پھر قے کرتا تھا۔ اور ہرگز اسکی سیری نہیں ہوتی تھی مرنے تک اس کا یہی حال رہا۔

(۱۱) عن المسروق قال تقدم رجل من عسکر عمر بن سعد یقال لہ ابن حوزہ فقال للحسین یا حسین ابشر بالنار فقال الحسین کذبت بل اقدم علی رب رحیم وشفیع مطاع فمن انت قال ابن حوزہ فرفع الحسین یدیہ فقال اللھم حزہ بالنار فغضب بن حوزہ فاقتحم فرسہ فی نہر فتعلقت قدمہ فی الرکاب وجال بہ الفرس فسقط منھا فانقطعت فخذہ وساقہ وقدمہ وبقی جانبہ الآخر متعلقا بالرکاب یضرب بہ شجر وحجر حتی مات (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑھ کر کہنے لگا اے حسین تم کو آگ کی بشارت ہو جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے۔ بلکہ میں رب رحیم اور نبی شفیع اور مطاع کی طرف بڑھنے والا ہوں اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے

کہا میرا نام ابن حوزہ جناب امام نے دونوں ہاتھ بلند کر کے فرمایا اے میرے رب اسکو آگ میں جلا۔ ابن حوزہ غصہ میں بگڑا اسکا گھوڑا ایک نہر میں کود پڑا اسکا پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا اچھلنے کودنے لگا وہ اس سے گر پڑا اور اسکی ران اور قدم جدا ہو گیا اس کا دوسرا طرف رکاب میں پھنسا رہ گیا وہ پتھروں پر اور درختوں پر اس کو مارتا پھرتا تھا یہاں کہ وہ مر گیا۔

ان قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لیے نمودار ہوئے

(۱) عن بصرۃ الازدیۃ قالت لما قتل الحسین مطرت السماء فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکلشیٔ لنا ملان دما (اخرجہ البیہقی وابو نعیم) بصرہ ازدیہ کہتی ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ڈول اور ہمارے مٹکے اور ہماری ہر ایک شئی خون سے لبالب تھی۔

(۲) عن الزہری قال بلغنی انہ یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر لگی ہے کہ جناب امام حسین کے شہادت کے روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو۔

(۳) عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین اظلمت علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من زعفرانہم شیئا یجعلہ علی وجہہ الا احترق ولم یقلب حجر بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط (اخرجہ البیہقی) ام حبان کہتی ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سے تین دن ہم پر اندھیرا چھا گیا اور ان کے زعفران کو ہم میں سے کسی نے نہیں چھوا۔ کہ اسکو منہ پر ملا اور وہ نہ جل گیا اور کوئی بیت المقدس کا پتھر نہیں اٹھا گیا کہ اس کے نیچے خون تازہ نہ پایا گیا ہو۔

(۴) عن جمیل بن مرۃ قال اصابوا ابلا یوم قتل الحسین فنحروہا وطبخوہا فصارت مثل العلقم فما استطاعوا ان یسیغوا منہا شیئا (اخرجہ البیہقی وابو نعیم) جمیل بن مرہ کہتا ہے۔ کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے شہادت کے دن ان لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اسے ذبح کر کے پکایا مثل حنظل (مہہ) کے کڑوا ہو گیا۔ اور کوئی اس سے کچھ کھا نہ سکا۔

(۵) عن سفیان قال قالت جدتی کنت ایام قتل الحسین جاریۃ مشابۃ فکانت السماء ایاما تبکی،

لہ (اخرجہ البیہقی) سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی بیان کرتی تھیں کہ میں جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن جوان لونڈی تھی آسمان کئی دن تک ان پر روتا رہا۔

(۶) اخرج عثمان بن ابی شیبۃ ان السماء بکت بعد قتلہ سبعۃ ایام تری علی الحیطان کانہا ملاحف معصفرۃ وان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء (صواعق محرقہ) عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتا رہا دیواروں کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادریں کسم کی رنگی ہوئی ہیں اور بتحقیق دنیا پر تین دن تک اندھیرا چھا گیا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی۔

(۷) عن ابی سعید قال ما رفع حجر من الدنیا الا تحتہ دم عبیط ولقد امطرت السماء دما وبقی اثرہ فی الثیاب مدۃ حتی انقطعت (صواعق محرقہ) ابو سعید کہتے ہیں کہ اس دن کوئی دنیا کا پتھر نہیں اٹھایا گیا کہ اس کے نیچے تازہ خون نہ ہو۔ اور آسمان سے خون برستا رہا اور اسکا اثر ایک مدت تک کپڑوں میں رہا یہاں تک کہ وہ کپڑے پھٹ گئے۔

(۸) لما جئ براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما (صواعق محرقہ) جب جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس دار زیاد میں لائے دیواروں سے خون جاری ہوگیا۔

(۹) اخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاءھا حمرتھا وقال غیرہ احمرت آفاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت تری بعد ذلک (صواعق محرقہ) ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اسکا رونا سرخی کا نمودار ہونا ہے اور ثعلبی کے سوا اور لوگوں نے لکھا ہے کہ آسمان کے کنارے آپ کے قتل کے بعد چھ مہینے تک سرخ رہے پھر ہمیشہ وہ سرخی نمودار ہونے لگی۔

(۱۰) عن ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرۃ التی مع شفق لم تکن حتی قتل الحسین (صواعق محرقہ) ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے جناب امام حسین کے قتل سے پہلے نہ تھی۔

(۱۱) ذکر بن سعد ان ھذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ (صواعق محرقہ) ابن سعد اپنے طبقات میں لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی۔

(۱۲) قال سبط ابن الجوزی حکمتہ ان غضبا یوثر حمرۃ الوجہ والحق تنزہ عن الجسمیۃ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین بحمرۃ الافق (صواعق محرقہ) سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کہ

خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ غضب منہ کو سرخ کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسم سے منزہ ہے پس اس کا غضب ان لوگوں پر جن کے ہاتھ سے جناب امام حسین شہید ہوئے ہیں حمرۃ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوا ہے۔

(۱۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماء بکت لقتل یحیی بن زکریا وانہا لتبکی لقتل ابنی ہذا وتظلم الشمس اربعین یوما محمرۃ ولو اذن بہا لذابت یعنی الحسین بن علی (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان یحییٰ بن زکریا کے قتل پر روتا رہا ہے اور میرے بیٹے کے قتل سے روئے گا۔ اور آفتاب چالیس دن تک سرخ رہیگا اور اگر اذن دیا جائے تو وہ گداختہ ہو جائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسین علی ہیں۔

جناب حسنین علیہما السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن عمران بن سلیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین اسمان من اہل الجنۃ ما سمیت العرب بہما فی الجاہلیۃ (اخرجہ ابن سعد) عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن اور حسین دو نام ہیں اہل جنت کے ناموں میں سے عرب نے جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھتے۔

(۲) عن العسکری قال لم یکن ہذا الاسم یعرف فی الجاہلیۃ (تاریخ الخلفاء) عسکری ہیں کہ جاہلیت میں اس نام کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

(۳) عن المفضل قال ان اللہ حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنیہ (تاریخ الخلفاء) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین کے ناموں کو پوشیدہ رکھا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹوں کے یہ نام رکھے۔

(۴) اخرج النسائی والروبانی والضیاء عن حذیفۃ وابو یعلی عن ابی سعید واحمد والترمذی وابن حبان عنہ کلیہما وابن ماجۃ عن ابن عمر وابن عدی عن ابن مسعود والحاکم عن کلا الاربعۃ وابو نعیم عن علی والطبرانی عنہ وعن ابن عمرو وعن حذیفۃ وابو جحیفۃ وابن ہریرۃ وجابر والبراء واسامۃ بن زید ومالک بن الحویرث والدیلمی عن انس وابن عساکر عن علی ابنا الحسن وعائشۃ وابن عمر وابن عباس وابی رمثۃ وابن النجار عن ابی ہریرۃ والحسین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وزاد ابویعلی و ابن حبان والحاکم فی روایتهم عن
ابی سعید وابونعیم عن علی والطبرانی عن کلیهما الا ابنی خالة عیسی بن مریم ویحیی بن ذکریا و
زاد ابن ماجة عن ابن عمر و الحاکم عنه وعن ابن مسعود والطبرانی عن مالک بن الحویرث والدیلمی
عن انس وابن عساکر عن علی و ابن عمر بعد قوله صلی اللّٰه علیه وسلم اهل الجنة وابوهما خیر منهما
و فی الطبرانی عن حذیفة وابوهما افضل منهما و فی روایة الطبرانی عن اسامة بعد قوله
صلی اللّٰه علیه وسلم اهل الجنة اللهم انی احبهما فاحبهما وعند ابن عساکر من احبهما فقد احبنی
ومن ابغضهما فقد ابغضنی والدیلمی من ابی هریرة من احب الحسن والحسین فقد احبنی و
من ابغضهما فقد ابغضنی امام نسائی اور رویانی اور ضیا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور ابویعلی ابوسعید
اور امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان دونوں صحابیوں سے اور ابن ماجہ ابن عمر سے اور ابن عدی عبداللہ
بن مسعود رضی سے اور حاکم چاروں صاحبوں سے اور ابونعیم جناب علی علیہ السلام سے اور طبرانی ان سے
اور ابن عمر اور حذیفہ اور ابوسعید اور ابوہریرہ اور جابر اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک
بن الحویرث رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اور دیلمی انس رض اور ابن عساکر جناب علی اور ان کے فرزند
ارجمند جناب حسن اور ام المومنین جناب عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی رمثہ سے اور ابن
النجار ابی ہریرہ اور جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ابونعیم نے اور ابن حبان اور
حاکم نے اپنی روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور ابونعیم نے جناب علی سے اور طبرانی نے دونوں
صاحبوں سے روایت کرتے ہیں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ بھی فرمایا کہ سوا میری خالہ کے بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے اور ابن ماجہ نے ابن عمر
سے اور حاکم نے ان سے اور ابن مسعود سے اور طبرانی نے مالک بن حویرث سے اور دیلمی نے انس
سے اور ابن عساکر نے جناب امیر علیہ السلام اور ابن عمر سے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے قول مبارک کے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور ان دونوں کا یعنی امام حسنین کا والد
ماجد ان سے بہتر ہے۔ اور طبرانی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین ان سے افضل
ہیں۔ اور ایک روایت میں طبرانی نے جو اسامہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اس میں بعد لفظ اہل جنت
کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔
تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور ابن عساکر کے نزدیک یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو

شخص کہ ان دونوں سے محبت کرے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی ان سے بغض رکھے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور دیلمی نے ابوہریرہ سے یوں روایت کی ہے کہ جو شخص حسن و حسین سے محبت کرتا ہے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(۴) عن فاطمة علیہا السلام قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما حسن فله هیبتی وسوددی واما الحسین فان له جرأتی وجودی (اخرجه الطبرانی) جناب سیدہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میں میری ہیبت اور پیشوائی ہے اور حسین میں میری جرات اور میرا جود ہے۔

(۵) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحسن والحسین هما ریحانتای فی الدنیا (اخرجه الترمذی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول کے پودے ہیں۔

(۶) عن ابی بکرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابنی هذین ریحانتی من الدنیا (اخرجه ابن عدی وابن عساکر) ابی بکرہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے تمام دنیا میں سے میرے دو پھول کے پودے ہیں۔

(۷) عن انس بن مالك قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین ینقلبان علی بطنه ویقول هما ریحانتای من هذه الامة (اخرجه النسائی) انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور جناب حسن و حسین علیہما السلام آپکے بطن مبارک پر لیٹ رہے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ میری امت سے یہ میرے دو دونوں پھول کے پودے ہیں۔

(۸) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین احببته ومن احببته احبه اللہ ومن ابغضهما ابغضته ومن ابغضته ابغضه اللہ (اخرجه الطبرانی فی مسند سلمان) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست رکھا جناب حسن اور حسین کو دوست رکھا میں نے اسکو اور جس کو دوست رکھا میں نے دوست رکھا اسکو اللہ نے جس نے دشمن جانا ان دونوں کو دشمن جانا میں نے اسکو اور جسکو دشمن جانا میں نے دشمن جانا اس کو اللہ تعالے نے۔

(۱) عن ابی نعیم قال کنت عند ابن عمر فاتاه رجل من اهل العراق یسأله عن دم البعوضة یصیب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی هذا یسأل عن دم البعوضة وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین ھما ریحاناتی من الدنیا اخرجہ النسائی والدیلمی) ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر ان سے مچھر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے ابن عمر نے کہا کہ اس آدمی کیطرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بہ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے لیے پھول کے نئے پودے ہیں۔

(۹) عن ابی ایوب الانصاری قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین یلعبان بین یدیہ فقلت اتحبھما یا رسول اللہ قال وکیف لا احبھما وھما ریحانتای من الدنیا (اخرجہ الطبرانی والضیا) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گیا اور جناب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حضور کے سامنے کھیل رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں کیونکر ان سے محبت نہ کروں اور حالانکہ یہ دونوں اس دُنیا سے میرے دو نئے پھولوں کے پودے ہیں۔

(۱۰) عن اسامۃ بن زید بن حارثۃ قال طرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ لبعض الحاجۃ فخرج وھو مشتمل علی شئی ولا ادری ما ھو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ھذا الذی انت مشتمل علیہ فکشف فاذا الحسن والحسین۔ فقال ھذان ابنای وابنا بنتی اللھم انک تعلم انی احبھما فاحبھما (اخرجہ الترمذی والنسائی والطبرانی) اسامہ بن زید ابن حارثہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ایک کی حاجت کے لیے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی حضور برآمد ہوئے حضور کی گود میں کوئی چیز معلوم ہوتی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی گود میں کیا ہے آپ نے اپنی ردا کو کھولدیا۔ جناب امام حسن اور حسین گود میں تھے آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں ان کو پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔

(۱۱) عن بریدۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذ جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملھما ووضعھما بین

يديه ثم قال صدق الله ورسوله انما اموالكم واولادكم فتنة نظرت الى هذين الصبيين يمشيان
ويعثران فلم اصبر حتى قطعت حديثي ورفعتهما (اخرجه احمد والترمذي وابن ماجة وابي
داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلے
اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام گرتے پڑتے تشریف لائے انکے
گلے میں سرخ کرتے تھے کہ حضور ان کو دیکھ کر منبر سے نیچے اتر آئے اور ان کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھالیا۔
پھر فرمایا کہ اللہ کے رسول نے سچ کہا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔
میں نے ان لڑکوں کو چلتے اور گرتے پڑتے دیکھا اور مجھ سے صبر نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو کاٹ کر انکو اٹھالیا۔

(۱۲) عن عقبة بن عامر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الحسن والحسين سيفا العرش وليسا بمعلقين (اخرجه
الطبرانی) عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن
اور حسین دو عرش کی شمشیریں ہیں کہ معلق نہیں۔

(۱۳) عن يعلى بن مرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الحسن والحسين سبطان من الاسباط (اخرجه
البخاری والترمذی وابن ماجة) یحیٰ بن مرہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ حسن اور حسین دو سبط ہیں اسباط میں سے۔

(۱۴) عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال احب اهل بيتي الى الحسن والحسين (اخرجه الترمذي)
انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب اہل بیت سے مجھے زیادہ تر
پیارے حسن اور حسین ہیں۔

(۱۵) عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من احب الحسن والحسين فقد احبني ومن
ابغضهما فقد ابغضني (اخرجه احمد وابن ماجة والحاكم والديلمي) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل
ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے
پیار کیا اور جس نے ان سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۱۶) عن ابي هريرة قال وقف رسول الله صلى الله عليه وسلم على بيت فاطمة فخرج اليه الحسن او
الحسين فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ارق بابيك انت عين البقه واخذ باصبعيه
فوقى على عاتقه وخرج الآخر الحسن او الحسين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بك ارق
بابيك انت عين البقه واخذ باصبعيه فاستوى على عاتقه الاخر واخذ رسول الله صلى الله عليه
وسلم باقفيتهما حتى وضع افواههما على فيه ثم قال اللهم انى احبهما فاحبهما واحب من احبهما

(اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے استنے میں امام حسن یا امام حسین باہر نکلے حضرت نے ان سے ارشاد کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو لیں وہ صاحبزادے حضرت کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا اتنے میں دوسرا صاحبزادہ نکل آیا حضرت نے اس سے بھی فرمایا شاباش اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کے کاندھے پر سوار ہو لیں وہ صاحبزادہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں انگلیاں پکڑ کر دوش اقدس پر سوار ہو گیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گردن کو ہاتھ سے پکڑا اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا اے اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی ان کو دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اس شخص کو جو انہیں دوست رکھے۔

(۱۷) عن ابی ھریرۃ قال دخل التیمی الاقرع بن حابس علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فراٰہ یقبل اما حسنا واما حسینا فقال تقبلھما ولی عشرۃ من ولد ما قبلت واحدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ من لا یرحم لا یرحم (اخرجہ ابو حاتم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمیمی اقرع ابن حابس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور آپ کو دیکھا کہ کبھی حسن اور کبھی حسین علیہما السلام کو چوم رہے ہیں کہنے لگا آپ ان دونوں کو چومتے ہیں اور باوجودیکہ میرے دس بچے ہیں میں ایک کو بھی نہیں چومتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہیں رحم کرتا نہیں رحم کیا جاتا۔

(۱۸) عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی والحسن والحسین یثبان علی ظھرہ فیباعدھما الناس فقال صلی اللہ علیہ وسلم دعوھما بابی ھما وامی من احبنی فلیحب ھذین (اخرجہ ابو حاتم والنسائی والحافظ الدمشقی والدیلمی وابن السری) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن وحسین علیہما السلام آپکی پشت مبارک پر کودا کرتے تھے ایک دفعہ لوگوں نے ان کو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ میری ماں اور میرا باپ ان پر تصدق ہوں جو کوئی مجھے پیار کرتا ہے چاہیئے کہ ان سے پیار کرے۔

(۱۹) عن اسرائیل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ وعن ابی ھریرۃ مثلہ (اخرجہ ابن حرب الطائی والحافظ السلفی وابو الطاھر الاندلسی) اسرائیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص

حسن اور حسین کو پیار کرے گا مجھ سے پیار کرے گا۔ اور جس نے انسے بغض کیا مجھ سے بغض کیا۔ ابوہریرہؓ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

(۱۹) عن ابی هریرة قال کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم العشاء فاذا سجد وثب الحسن او الحسین علی ظهره فاذا رفع رأسه اخذهما بیده من خلفه اخذا رفیقا فیضعهما علی الارض فاذا عاد عادا حتی قضی صلوته فاقعدهما علی فخذیهما (رواه احمد) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا میں شریک تھے جب سرور دین پناہ نے سجدہ کیا حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب جناب نے سر اٹھایا تو ان دونوں صاحبزادوں کو اپنے دست مبارک سے آہستہ اپنے پیچھے سے اتار کر نیچے بیٹھا دیا اور جب پھر حضور سجدے کو لوٹے تو وہ دونوں صاحبزادے پھر حضور کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے یہاں تک کہ حضور نے نماز کو ادا کیا اور ان دونوں کو اپنی زانوں پر بیٹھا لیا۔

(۲۰) عن انس بن مالک قال کتب النبی صلی الله علیه وسلم لرجل عهدا فدخل الرجل لیسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یصلی فرای الحسن والحسین یرکبان علی عنقه مرة ویرکبان علی ظهره مرة ویمران بین یدیه وخلفه فلما فرغ صلی الله علیه وسلم قال له الرجل ما یقطعان الصلوٰة فغضب النبی صلی الله علیه وسلم وقال ناولنی عهدک فاخذه فمزقه ثم قال من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ولا انا منه (اخرجه الغسانی وابن ابی الفراتی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے واسطے پروانہ لکھا ہوا تھا وہ حضور میں سلام کے لئے حاضر ہوا حضور اس وقت نماز میں تھے اس نے دیکھا کہ حسنین علیہما السلام کبھی آپکی گردن مبارک پر اور کبھی پشت اقدس پر سوار ہوتے ہیں اور آگے پیچھے سے ہو کر گزر جاتے ہیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا ان دونوں صاحبزادوں نے کیا نماز کو خراب کیا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب میں آکر اس آدمی سے کہا اپنا پروانہ ہمیں دے اور اس سے وہ پروانہ لیکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا جو کوئی ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے ہمارا نہیں ہم اس کے نہیں ہیں۔

(۲۱) عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سمهما یعنی الحسن والحسین باسم ابنی هارون شبر وشبیر (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھو ان کا حسن اور حسین مانند نام دونوں فرزندوں ہارون علیہ السلام کے کہ ان کا شبر اور شبیر تھا۔

(۲۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرت ان آسمی ھذین حسنا وحسینا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان دونوں کا حسن اور حسین نام رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

(۲۲) عن ابی ھریرۃ قال کان الحسن والحسین یصطرعان بین یدی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فکان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ھی حسن فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ تقول ھی حسن فقال ان جبریل یقول ھی حسین (اخرجہ ابن مثنی فی معجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب حسنین علیہما السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کشتی کر رہے تھے اور جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے شاباش اے حسن جناب سیدہ علیہا السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ حسن کو شاباش دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسین کو جبریل شاباش دیتا ہے۔

(۲۳) عن ابن عباس قال بینما نحن ذات یوم مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ اقبلت فاطمۃ تبکی فقال لہا ما فداک ابوک ما یبکیک قالت ان الحسن والحسین خرجا ولا ادری این باتا فقال لہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تبکین فان خالقہما الطف بہما منی ومنک ثم رفع یدیہ فقال اللہم احفظہما وسلمہما فاتی جبریل وقال یا محمد لا تحزن فہما فی خطیرۃ بنی النجار نائمین وقد وکل اللہ بہما ملکا یحفظہما فقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعہ اصحابہ حتی اتی الخطیرۃ فاذا ہما متعنقین نائمین واذا الملک الموکل بہما قد جعل احد جناحیہ تحتہما والاخر فوقہما یظلہما فاکب النبی صلے اللہ علیہ وسلم علیہما یقبلہما حتی انتبہہما من نومہما ثم جعل الحسن علی عاتقہ الایمن والحسین علی عاتقہ الایسر فتلقاہ ابو بکر فقال یا رسول اللہ ناولنی احد الصبیین احملہ عنک فقال نعم المطی مطیہما ونعم الراکبان ہما وابوہما خیر منہما حتی اتی المسجد فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی قدمیہ وہما علی عاتقیہ ثم قال معاشر المسلمین الا ادلکم علی خیر الناس جدا وجدۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین جدہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وجدتہما خدیجۃ بنت خویلد سیدۃ نساء اہل الجنۃ الا ادلکم علی خیر الناس اما وابا قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین ابوہما علی وامہما فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین الا ادلکم علی خیر الناس عما وعمۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین عمہما جعفر بن ابی طالب وعمتہما ام ہانی بنت ابی طالب الا ادلکم علی خیر الناس خالا وخالۃ قالوا بلی یا رسول اللہ قال الحسن والحسین خالہما القاسم ابن رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم وخالتہما زینب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہم انک تعلم ان الحسن والحسین
فی الجنۃ ومن احبہما فی الجنۃ ومن احبہما فی الجنۃ ومن ابغضہما فی النار (اخرجہ الملانی
سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن ہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت
میں تھے کہ ناگہاں جناب سیدہ علیہا السلام روتی ہوئی تشریف لائیں حضور نے ان سے فرمایا تیرا باپ تجھ پر فدا ہو
تم کیوں روتی ہو عرض کیا کہ حسنین گھر سے نکل گئے ہیں نہیں معلوم کہاں سو گئے ہیں حضور نے فرمایا ان کا خالق
ان پر تجھ سے زیادہ مہربان ہے پھر ہاتھ اٹھا کر آپ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان کی حفاظت فرما اور ان کو
سلامت رکھ پس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد آپ غمگین نہ ہوں وہ دونوں خطیرۂ بنی نجار میں سو گئے
ہیں خدا تعالے نے ان پر ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے کہ ان کی حفاظت کرے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے اصحابہ کرام کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیرہ میں تشریف لائے اور حسنین علیہما السلام کو ایک
دوسرے کے ساتھ لپٹا ہوا اور سوتا ہوا دیکھا اور وہ فرشتہ جو ان پر موکل ہے اس نے اپنا ایک بازو انکے
نیچے بچھایا ہوا ہے اور ایک بازو کا ان پر سایہ کیا ہوا ہے پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جھک کر ان کو
چوما اور جگایا پھر جناب حسن کو داہنے کندھے پر اور جناب حسین بائیں کندھے پر سوار کیا ابوبکر رضی
اللہ عنہ راستے میں ملے انہوں نے عرض کیا یا رسول مجھے ایک صاحبزادہ کو دیدیں کہ میں اٹھا لوں
آپ نے فرمایا نہایت عمدہ ہے سواری ان کی اور وہ نہایت عمدہ سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے
پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور وہ دونوں صاحبزادے آپ کے کندھوں
پر سوار تھے آپ نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانان میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے
از روئے دادا اور دادی کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بیان فرما دیں آپ نے فرمایا
وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کا دادا خدا کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنیوالا ہے اور ان کی دادی ام المومنین
خدیجہ بنت خویلد اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے پھر فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں
سے جو سب آدمیوں سے از روئے باپ اور ماں کے بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین
ہیں کہ ان کا باپ علی بن ابی طالب ہے اور ان کی ماں فاطمہ ہے جو سب دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں پھر
ارشاد کیا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو سب آدمیوں سے از روئے چچا اور پھوپھی کے بہتر
ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ان کے چچا جعفر طیار ہیں اور انکی پھوپھی
ام ہانی بنت ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ میں تم کو آگاہ کروں ان دو شخصوں سے جو از روئے ماموں اور خالہ کے سب سے
بہتر ہیں لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حسن اور حسین ہیں کہ ماموں ان کا قاسم بن محمد

صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور خالہ ان کی زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے پھر آپ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن اور حسین جنت میں ہوں گے اور جو کوئی ان سے محبت کریگا وہ بھی جنت میں ہوگا اور جو کوئی ان سے بغض کریگا وہ دوزخ میں ہوگا۔

(۲۲) عن جابر قال دخلت علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو یصلے والحسن والحسین علے ظہرہ وھو یقول نعم الجمل جملکما (اخرجہ النسائی) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسالت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الامجاد کے حضور میں گیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور جناب حسنین علیہما السلام حضور کی پشت مبارک پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اچھا ہے تمہارا اونٹ

(۲۳) عن سلمان قال کنا حول النبی صلے اللہ علیہ وسلم فجاءت ام ایمن فقالت یا رسول اللہ لقد ضل الحسن والحسین قال وذلک نہار النہار فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قوموا واطلبوا ابنی قال واخذ کل رجل تجاہ وجہہ واخذت نحو النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم نزل حتی اتی سفح جبل واذا الحسن والحسین ملتزق کل واحد عنہما صاحبہ واذا شجاع قائم علی ذنبہ یخرج من فیہ شبہ النار فاسرع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاسرع مخاطبا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انساب فدخل فی بعض الاجحرۃ ثم اتاھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافرق بینہما ومسح وجوھہما وقال بابی وامی انتما اکرمکما علی اللہ تعالیٰ ثم حمل احدھما علی عاتقہ الایمن والاخر علی عاتقہ الایسر فقلت طوبی لکما نعم المطیۃ مطیتکما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکبان ھما وابوھما خیر منہما (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسانید الحسن) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہے حسنین کہیں گم ہو گئے ہیں حضرت نے فرمایا میرے بچوں کو تلاش کرو ہر ایک نے اپنی ناک کی سیدھ پکڑ لی میں حضرت کے ساتھ ہو گیا۔ ہم ایک پہاڑ کے تلے پہنچے حسنین علیہما السلام کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کئے ہوئے دیکھا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت اسکی طرف دوڑے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں کرنے لگا پھر وہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر ان کو جدا کیا اور ان کے چہرہ کا غبار پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم خدا کے بڑے پیارے ہو پھر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک کو ایک کاندھے اور دوسرے

دوسرے کاندھے پر اٹھا لیا۔ میں نے کہا اے صاحبزادو تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہیں اور ان کے ماں باپ ان سے بہتر ہیں۔

(۴۷) عن ابن عباس قال لما فتح اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام عمر امر عمرؓ بالانطاع فبسطت فی المسجد فاول بدر الیہ الحسنؑ فقال یا امیر المومنین اعطنی حقی مما افاء اللہ علی المسلمین فقال عمر بالرحب والکرامۃ فامر لہ بالف درہم ثم انصرف فبدر الیہ الحسینؑ فامر لہ بالف درہم ثم انصرف فبدر الیہ عبد اللہ بن عمر فامر لہ بخمسمائۃ درہم فقال لہ یا امیر المومنین انا رجل مشتد اضرب بالسیف بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن والحسین طفلان یدرجان فی سکک المدینۃ تعطیہم الف الف درہم وتعطینی خمسمائۃ قال عمر نعم اذہب فاتنی باب کابیہما وام کامہما وجد کجدہما وجدۃ کجدتہما وعم کعمہما وعمۃ کعمتہما وخال کخالہما وخالۃ کخالتہما فانک لا تاتینی بہ اما ابوہما فعلی المرتضیٰ وامہما فاطمۃ الزہرا وجدہما محمد المصطفےٰ وجدتہما خدیجۃ الکبریٰ وعمہما جعفر بن ابی طالب وعمتہما ام ہانی بنت ابی طالب وخالتہما رقیۃ وام کلثوم بنتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخالہما ابراہیم اخرجہ ابو سعید السمان

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر مدائن کو فتح کیا جناب عمر نے غنیمت کے مال کی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین ہمارا حق دیجیے اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لئے فتح کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بزرگی سے اور کرامت سے لیں جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے ہزار درہم کا حکم دیا تب وہ لوٹے تو جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے جناب عمر نے ان کے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا جب وہ لوٹے تو عبداللہ بن عمر ان کے پاس آئے جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے پانسو درہم کا حکم دیا عبداللہ بن عمر کہنے لگے یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوار سے لڑتا تھا اور حسن اور حسین لڑکے تھے اور مدینہ کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم اور مجھ کو پانسو درہم دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس ان کے باپ جیسا باپ اور ان کی ماں جیسی ماں اور ان کے دادا جیسا دادا اور انکی دادی جیسی دادی اور ان کے چچا جیسا چچا اور انکی پھوپھی جیسی پھوپھی اور ان کے ماموں جیسا ماموں اور ان کے خالہ جیسی خالہ لیکر آ۔ تو ہرگز نہیں لا سکے گا۔ ان کا باپ علی مرتضیٰ

ان کی ماں فاطمہ زہرا ہے ان کے جد امجد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے جد کریمہ جناب ام المومنین خدیجہ کبریٰ ہیں ان کے چچا جعفر طیار اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب اور ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دختران اور ابراہیم علیہ السلام انکے ماموں ہیں۔

اہل عباء علیہم السلام کے فضائل کا بیان

(۱) عن انس بن مالک قال فی قولہ تعالیٰ مرج البحرین یلتقیان قال علی و فاطمۃ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان قال الحسن والحسین (اخرجہ صاحب کتاب الدرمنثور) انس بن مالک اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں اور دوسری آیت کریمہ جس کے معنے یہ ہیں کہ نکلتے ہیں ان سے موتی اور مونگا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ان سے مراد حسن اور حسین ہیں۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنۃ انا وانت فاطمۃ و الحسن والحسین قلت فمحبونا قال من ورائکم (اخرجہ ابن سعد والحاکم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہوں گا پھر یا علی تم اور پھر فاطمہ اور حسن اور حسین میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محب فرمایا تمہارے پیچھے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمۃ والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ فرماکر کہا میں لڑنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے۔ اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے۔

(۴) عن زید بن ارقم قال نظر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی علی و فاطمۃ والحسن والحسین فقال انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم (اخرجہ الترمذی والطبرانی فی الکبیر) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نظر فرماکر ارشاد کیا میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے۔

(۵) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیم خیمۃ وھو متکی علی قوس عربیۃ وفی الخیمۃ علی وفاطمۃ والحسن والحسین فقال یا معشر المسلمین انا سلم لمن سالم اھل ھذہ الخیمۃ وحرب لمن حاربھم وولی لمن والاھم لا یحبھم الا سعید الجد طیب الولادۃ ولا یبغضھم الا شقی الجد ردی الولادۃ نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خیمہ بسپا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علی اور فاطمہ اور حسین اور حسن علیہم السلام تشریف فرما تھے حضور نے ارشاد کیا اے گروہ مسلمانوں کے میں اس خیمہ والوں سے صلح کرنے والے کے ساتھ صلح کرنیوالا ہوں اور جنگ کرنیوالوں کے ساتھ جنگ کرنیوالا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے ان کو نہیں دوست رکھے گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا۔ اور ان کو نہیں دشمن رکھے گا مگر بدبخت ناپاک ولادت والا۔

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ الا ابنی خالۃ عیسی بن مریم ویحیی بن زکریا یا فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا ما کان مریم (اخرجہ ابو یعلی وابن حبان والطبرانی والحاکم) ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن وحسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں مگر میری خالہ کے بیٹے عیسٰی بن مریم اور یحیٰے بن زکریا اور فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

(۷) عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ الانبیاء یوم القیامۃ علی الدواب ویبعث صالحا علی ناقتہ کیما یوافق بالمؤمنین من اصحابہ المحشر ویبعث الحسن والحسین علی ناقتین من نوق الجنۃ وعلی بن ابی طالب علی ناقتی وانا علی البراق ویبعث بلال علی ناقتہ فینادی بالاذان وشاھدہ حقا حقا حتی اذا بلغ اشھد ان محمد الرسول اللہ شھدھا جمیع الخلائق من الاولین والاخرین فقبلت ممن قبلت منہ (اخرجہ الطبرانی وابو الشیخ والحاکم والخطیب وابن عساکر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برانگیختہ کریگا اللہ قیامت کے دن انبیا علیہم السلام کو دوابات پیا اور صالح نبی کو ان کی اونٹنی پر تاکہ وہ قیامت کے دن اپنی امت کے مومنین کیساتھ موافقت کریں اور حسن وحسین جنت کے ناقوں پر سوار کئے جائیں گے اور علی بن ابی طالب میرے ناقہ پر سوار کئے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور بلال اپنے ناقہ پر سوار کیا جائیگا۔ اور اذان میں پکاریگا اور تمام مخلوق حق حق کہکر اس کی گواہی دیگی۔

اور جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے گا تمام اول و آخر کی خلائق اسکی شہادت دیں گے پس جس سے کہ میں نے قبول کرنا ہوگا اس سے قبول کروں گا۔

(۸) عن حذیفة قال قلت لامی انی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصلی معہ المغرب واسالہ ان یستغفر لی ولک فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلیت معہ المغرب ثم صلی العشاء ثم انفتل فتبعته فسمع صوتی فقال من هذا حذیفة قلت نعم قال ما حاجتک غفر اللہ لک ولامک ان هذا ملک لم ینزل الارض قط قبل هذه اللیلة استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمة سیدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة (اخرجہ الترمذی واخرجہ احمد والنسائی وابن حبان والرویانی والحاکم باختلاف یسیر والطبرانی فی الکبیر) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں ان کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے جاتا ہوں اور حضور نبوی سے اپنے لئے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت چاہونگا۔ پس میں خدمت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا۔ اور حضور کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کی پھر حضرت نے عشا کی نماز پڑھی اور پھر لوٹ پڑے میں نے حضرت کا اتباع کیا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میری آواز کو سنکر فرمایا کون ہے آیا حذیفہ ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے خدا تیری اور تیری ماں کی مغفرت کرے یہ ایک فرشتہ اس رات کے پہلے کبھی زمین پر نہیں نازل ہوا تھا۔ اس نے اپنے پروردگار سے میرے سلام کے لئے اذن پایا ہے اور مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔

(۹) عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ملکا لم یکن زارنی فاستاذن اللہ فی زیارتی فبشرنی ان فاطمة سیدة نساء امتی وان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة (اخرجہ ابن عساکر) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی خداوند تعالیٰ نے اسے میری زیارت کا اذن دیا۔ اس نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ فاطمہ میری امت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن اور حسین اہلبیت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۱۰) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة وعلیا والحسن والحسین فی حظیرة القدس فی قبة بیضاء سقفها عرش اللہ تعالی (اخرجہ ابن عساکر) ابن عمر رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق فاطمہ اور علی اور حسن و حسین رب العزت کی پاک درگاہ میں گنبد سفید میں ہوں گے کہ جس کی سقف خدا کا عرش ہے۔

(۱۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا و علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین یوم القیامۃ فی قبۃ تحت العرش (اخرجہ الدیلمی) ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور فاطمہ اور حسنین قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک قبہ میں ہوں گے

(۱۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی و خیر شبابکم الحسن والحسین و خیر نساءکم فاطمۃ (اخرجہ الخطیب و ابن عساکر فی تاریخہما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن و حسین ہیں اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

(۱۳) عن ابن عمر و علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابنای ہذان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ و ابوہما خیر منہما (اخرجہ ابن ماجۃ عن ابن عمر و الحاکم عنہ و عن ابن مسعود و الطبرانی عن ابن الحویرث و ابن عساکر عن ابن عمر و علی) عبداللہ بن عمر اور جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہ تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن و حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔

(۱۴) عن علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن و حسین قال من احبنی و احب ہذین و اباہما و امہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (اخرجہ الترمذی والدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو پیارا رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۵) عن علی قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم انا و فاطمۃ و حسن و حسین مجتمعون و من احبنا یوم القیامۃ نأکل و نشرب حتی یفرق بین العباد (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور فاطمہ اور حسنین اور جو لوگ ہم کو دوست رکھتے ہیں ایک مکان میں مجتمع ہوں گے کھائیں گے اور پئیں گے یہاں تک کہ لوگ متفرق کیے جاویں گے۔ دوزخی دوزخ کے لیے اور بہشتی جنت کے لیے۔

(۱۵) عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال نحن ولد عبد المطلب سادۃ اہل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمہدی (اخرجہ ابن ماجۃ والحاکم والدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی۔

(۱۶) عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول باذن والا صمتا انا شجرۃ وعلی لقاحہا وفاطمۃ حملہا والحسن والحسین ثمارہا ومحبوا اہل بیت ورقہا وکلنا فی الجنۃ حقا حقا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے ان کانوں کے ساتھ سُنا ہے ورنہ دونوں بہرے ہو جائیں کہ میں درخت ہوں اور علی اس کا پیوند ہے اور فاطمہ اس کا حمل ہے اور حسن اور حسین اس کے پھل ہیں اور ہم اہل بیت کے محب اس کے اوراق ہیں بیچ بیچ ہم سب جنت میں ہوں گے۔

(۱۷) عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ انی وایاک وھذین یعنی حسنا وحسینا وھذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ میں اور تم اور حسن اور حسین اور یہ سونیوالا یعنے علی قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

(۱۸) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہا اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں علم کا ترازو ہوں اور علی اس کا پلہ ہیں اور حسنین اس کی کمان ہیں اور فاطمہ اسکا علاقہ ہے اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں کہ جس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیئے جاتے ہیں۔

(۱۹) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی رأیت علی باب الجنۃ مکتوبا بالذہب لا الہ الا اللہ محمد حبیب اللہ علی ولی اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ علی باغضہم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب شب معراج کو ہمیں سیر کرائی گئی ہم نے جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا پایا لا الہ الا اللہ محمد حبیب خدا کا ہے علی خدا کا دوست ہے فاطمہ اس کی کنیز ہے حسن وحسین برگزیدگان خدا ہیں اور ان کے بغض رکھنے والوں پر خدا کی لعنت ہے

فائدہ خاندان نبوت یعنی ان ذوات مقدسہ کی شان میں چار لفظ استعمال ہوئے ہیں (۱) آل (۲) اہلبیت (۳) عترت (۴) ذوالقربے جن کی نسبت تفصیل کے ساتھ بحث درج ذیل ہے۔

آل کی تحقیق لغت میں آل کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لیے وضع ہوا ہے اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد لیے جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک آل اصل وضع میں اہل تھا (ہ) ہا ہمزہ سے بدل گیا جیسکہ ہیہات اور اہیات میں ہا ہمزہ سے بدلا ہے پھر توالی ہمزتیں کی وجہ سے ایک ہمزہ الف سے بدل گیا۔ اسی لیے اس کی تصغیر (اہیل) مستعمل ہے۔

کسائی امام نحو کے نزدیک اس کی تصغیر (اویل) بھی آئی ہے۔

اہل کا اطلاق بہ نسبت آل کی عام ہے کیونکہ محاورہ عرب میں اہل البصرہ بولا جاتا ہے نہ آل البصرہ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں آل اہل سے تو بنا ہے لیکن آل کی اضافت اعلام ناطقین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسما نکرہ اور زمانہ اور مواضع کیطرف مضاف نہیں ہوتا برخلاف لفظ اہل کے چنانچہ کلام عرب میں آل زید یا آل عمر مستعمل ہے نہ آل رجل اسی طرح سے آل موضع و آل قریہ اور آل زمان بھی مستعمل نہیں بجائے اس کے اہل رجل موضع اور اہل قریہ اور اہل بلدہ وغیرہ کلام عرب میں شائع و ذائع ہے۔

ابن عرفہ کہتے ہیں کہ آل سے وہ قریبی رشتہ دار مراد ہیں جو کسی شخص کی طرف قرابت میں رجوع کریں اور یہ ماخوذ ہے لفظ اول سے کہ اس کے معنے رجوع کے ہیں (کتاب الغریبین لا بیبد احمد بن محمد بن ابی عبید العبدی۔

ابن درید جمہرہ میں لکھتا ہے کہ آل سے قریبی رشتہ دار مراد ہیں۔

اس بات کے متعین کرنے میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون ذوات مقدسہ ہیں۔ علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک ازواج مطہرات اور جناب مرتضے اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے آل امجاد ہیں۔

اور ایک گروہ نے وہ اشخاص مراد لیے ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے یعنے اولاد عبدالمطلب

تیسرے گروہ نے پیروان دین کو بھی آل میں داخل کیا ہے۔

اور ایک گروہ نے آل سے صرف ذات جناب علی و جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو مراد لیا ہے۔

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاصا ذاتیا اولقرابة قریبة او بموالاة قال آل ابراهیم وآل عمران وقال ادخلوا آل فرعون اشد العذاب قیل آل النبی اقاربه وقیل المختص به من حیث العلم وذالک اهل الدین ضربان مختص بالعلم المتقین العمل المحکم فیقال لهم آل النبی وامته وضرب یختصون بالعلم علی سبیل التقلید ویقال لهم امة محمد ولا یقال لهم آل محمد وکل آل النبی امته ولیس کل امته له آله یعنے اس لفظ کا استعمال اس چیز میں کیا جاتا ہے جو انسان کے ساتھ خصوصیت یا قرابت قریبہ رکھتا ہو یا دوستی کی وجہ سے نزدیک ہو اللہ تعالےٰ نے آل ابراہیم اور آل عمران کا لفظ قرآن شریف میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے اے آل فرعون تم سخت عذاب میں داخل ہو۔ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حضور کے قریبی رشتہ دار مراد لیے جاتے ہیں اور بعض لوگ ان سے بھی مراد لیتے ہیں جو علم کی حیثیت سے حضرت کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ اور ان سے مراد دیندار لوگ ہیں جن کی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ جو علم الیقین اور عمل محکم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس وہ لوگ آل نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کہلائے جاتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ کہ بطریق تقلید علم کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں اور وہ محض امت کہلائے جاتے ہیں ان پر آل کا اطلاق نہیں ہوتا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کل آل آپ کی امت ہے۔ اور کل امت آل نہیں۔

ابو عبیدہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کہہ رہا تھا اهل مکة آل الله فقلنا ما تعنی بذالک قال الیسو مسلمین والمسلمون آل الله وانما یقال آل فلان لمن یتبع المتبع وفی شبه مکة لانها ام القری ومثل فرعون فی الضلال واتباع قومه له فقلنا له یقال لقبیلة الرجل الی قال لا الا لاهل بیته خاصة (انتهی) یعنے اہل مکہ خدا کی آل ہیں ہم نے اس سے پوچھا کہ اس سے تیری کیا مراد ہے وہ کہنے لگا کیا یہ لوگ مسلمان نہیں اور مسلمان خدا کی آل ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آل فلاں کی تو اس سے اس کے متبعین مراد ہوتے ہیں بلکہ بھی اسی کے شبیہ ہے کیونکہ وہ ام القرے ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ فرعون کے متبعین کو گمراہی میں اسکی آل کہا گیا ہے۔ ہم نے کہا کہ کیا کسی آدمی کے قبیلہ کو اس کی آل کہا جاتا ہے وہ بولا نہیں بلکہ اس کے گھر کے لوگوں کو خاص کر اس کی آل کہا جاتا ہے۔

اسی کی موید وہ حدیث ہے جس کو کہ امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال لقینی کعب بن عجرة قال الا اهدی لک هدیة سمعتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم

نفقنت بلی اهدها الی فقال سالنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و ال ابراھیم وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید (واخرجہ البخاری) عبدالرحمن بن ابی لیلے سے روایت ہے کہ مجھ سے کعب بن عجزہ ملے اور کہنے لگے کہ میں تجھے ایک تحفہ دوں جو میں نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے میں نے کہا بیان فرمایئے کعب کہنے لگے ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اہل بیت پر کس طرح سے درود بھیجنا چاہیئے آپ نے فرمایا کہ تم اس طرح سے پڑھا کرو کہ اے پروردگار رحمت بھیج محمد پر اور آل محمد پر جس طرح سے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر اور برکت دے محمد اور آل محمد کو جس طرح کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو تو ہی ہے ستودہ بزرگ۔

کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اس حدیث کو درج کر کے لکھتے ہیں فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فسر احدھما بالاخر والمفسر والمفسر بہ سوار فی المعنی فیکون الہ اھل بیتہ واھل بیتہ الہ فیتحد ان فی المعنی ویکشف حقیقۃ ذلک ان اصل ال اھل (انتہی) یعنے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کی دوسرے کے ساتھ تفسیر بیان فرمائی ہے اور مفسر اور مفسر بہ معنے میں برابر ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل آپ کے اہل بیت ہیں اور اہلبیت آل ہیں پس یہ دونوں معنے متحد ہیں اور اس کی حقیقت کا انکشاف اس سے ہوتا ہے کہ آل اصل میں اہل ہے اس تقریر سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ آل سے مراد اہل بیت ہے اب رہا یہ امر کہ آل اور اہلبیت سے کون کون ذوات مقدسہ مراد ہیں پس حدیث مندرجہ ذیل اس کی تعیین کے لیے کافی ثبوت ہے۔

عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ائتنی بزوجک وابنیک فجاءت بھم فالقی علیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کساء ثم قال اللھم ھؤلاء ال محمد فاجعل صلوتک وبرکاتک علی ال ابراھیم و ال ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البیہقی) شہر بن حوشب جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لے آؤ جب وہ اپنے ہمراہ لائیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی چادر اڑھا دی اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہے تو اپنی رحمت اور برکت ان پر نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہے بے شک تو ہے ستودہ اور برگزیدہ۔

دوسرا فریق اپنے قول کی تائید میں اس حدیث کو پیش کرتا ہے جس کی سند صحیح ہونے پر مسلم اور نسائی اور ابوداود نے اتفاق کیا ہے۔ عن عبداللہ بن ربیعۃ بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذہ الصدقات انما اوساخ الناس وانھا لاتحل لآل محمد۔ یعنے عبداللہ بن ربیعہ الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال نہیں۔

تیسرا گروہ کہ پیروان دین کو بھی آل میں شامل کرتا ہے اس کا تمسک اس آیت سے ہے (الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین) یعنے مگر لوط کی آل کہ ہم سب کو نجات دینے والے ہیں اس پر تمام مفسر متفق ہیں کہ اس آیت میں آل لوط سے تمام متبعین جناب لوط مراد ہیں۔

ان تمام امور میں کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں (فالمعانی کلھا اجتمعت فیھم علیھم السلام فانھم اھل بیتہ وتحرم علیھم الصدقۃ وھم دایتون بدینہ المتبعون منہاجہ وسبیلہ فاطلاق اسم الآل علیھم حقیقۃ وعلی غیرھم مجازا بالاتفاق) یعنے آل کے تمام معانی ان چار ذوات مقدسہ علیہم السلام میں مجتمع ہیں کیونکہ یہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں اور انہیں پر صدقہ حرام ہے۔ اور یہی حضور کے دین کے پورے پیرو ہیں اور یہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ٹھیک چلنے والے ہیں پس آل کے نام کا حقیقت میں انہیں پر اطلاق ہو سکتا ہے اور ان کے غیر پر مجازاً بولا جاتا ہے اور اسی پر علما کا اتفاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فضائل اہلبیت میں جس قدر کہ احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں کسی جگہ لفظ آل کا اور کسی جگہ لفظ ذریت کا اور کسی جگہ لفظ عترت کا مستعمل ہوا ہے پس ان تمام الفاظ کا مفہوم خاص اہل بیت ہی ہو سکتے ہیں تمام مومنین پر آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا اس کے ماسوا باتفاق اہلسنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص متبع سنت نبوی نہیں گذرا۔ پس اگر آل کا لفظ عام ہوتا اور اس سے متبعین مراد ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برات واپس لے کر جناب علی کو نہ دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ اس کو میرے اہل میں سے ایک آدمی لے جائے گا۔

عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذہ منہ وقال لا یذھب بھا الا انا او رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ (اخرجہ احمد والنسائی) یعنے ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورۃ توبہ دیکر بھیجا اور ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے حضرت ابوبکر سے اس سورۃ کو لے لیا اور آنحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی نہیں لے جائے گا مگر میں یا میرے گھر کا کوئی جو کہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

لطیفہ قال المنصور لجعفر بن باقر علیہما السلام نحن و انتم فی رسول اللہ سواء فما فضلکم فقال لو خطب الیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج منکم لجاز له ولا یجوز له ان یتزوج منا (من المحاضرات الراغب اصبہانی) منصور دوانقی جناب امام جعفر بن محمد باقر علیہ السلام سے کہنے لگا ہم اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں برابر ہیں پس تمہیں ہم پر کیا فضیلت ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کی خواستگاری کرتے تو جائز ہوتا۔ اور ہم سے نکاح کی خواستگاری نہیں کر سکتے تھے۔

(۲) قال المامون لعلوی فما فضلکم علینا فی العرب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی حرمنا ولا یدخل علی حرمکم (نقل الشیخ ابی القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب الاصبہانی فی المحاضرات) مامون نے ایک علوی سید سے کہا تم کو ہم پر عرب ہونے میں اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں کیا فضیلت ہے علوی نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے ہماری عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں اور تمہاری عورتوں کو پردہ کی ضرورت ہے۔

پانچ باتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل کا آنحضرتؐ سے مساوی ہونا

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں ان اللہ جعل اللہ اھل بیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ساویین له فی خمسة اشیاء یعنے اللہ عز و جل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مساوی ٹھہراتا ہے۔

احدھا فی السلام قال السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللہ و برکاتہ وقال لاھل بیتہ سلام علی ال یاسین یعنے پہلا امر یہ کہ سلام میں ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک اور مساوی ٹھہرایا ہے پروردگار عالم فرماتا ہے کہ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور اس برکتیں اور ان کے اہل بیت کے حق میں فرمایا کہ آل یاسین پر سلام ہو۔

سید نور الدین علی بن جلال الدین عبد اللہ الشافعی رحمۃ علیہ جواہر العقدین میں لکھتے ہیں۔ نقل جماعة من المفسرین عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالی سلام علی ال یاسین علی ال محمد۔ ونقلہ النقاش عن الکلبی فقال علی اہل یاسین علی ال محمد سماہ اللہ یاسین مثل یعقوب اسرائیل احمد و محمد

یعنے مفسرین کی ایک جماعت نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ وہ آیت سلام علی آل یاسین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد اس سے آل محمد ہے۔ کلبی علیہ الرحمۃ سے نقاش روایت کرتے ہیں کہ آل یاسین سے آل محمد مراد ہے اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یاسین رکھا ہے جس طرح سے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل رکھا ہے اور احمد اور محمد آپ کے نام رکھے ہیں۔

والثانیۃ فی الطہارۃ قال اللہ تعالیٰ طٰہٰ ای یا طاہر ما انزلنا الیک القرآن لتشقی وقال لاھل بیتہ ویطھرکم تطھیرا یعنے دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جلشانہ فرماتا ہے طٰہٰ اس کی معنے یہ ہیں کہ اے طاہر ہم نے اس لیے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا کہ تو بہک جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لیے فرمایا ہے کہ طاہر کرے گا تم کو حق طاہر کرنے کا۔

والثالثۃ فی الصلوٰۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ کما فی التشہد یعنے تیسرا امر جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ درود شریف ہے جیسے باب تشہد میں ہے۔

عن کعب بن عجرۃ قال لما نزلت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ قلنا یا رسول اللہ قد علمنا کیف نصلی علیک وکیف نسلم علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ البخاری والمسلم) کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی پر اے وہ لوگو کہ تم ایمان لائے ہو درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو حق سلام بھیجنے کا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ تعلیم فرما دیں کہ ہم آپ پر کس طرح سے درود پڑھا کریں اور کس طرح سے اسلام بھیجا کریں آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں کہا کرو اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے برکت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ہے ستودہ بزرگ۔

عن ابی مسعود البدری قال اتانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ونحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد امرنا اللہ ان نصلی علیک یا رسول اللہ فکیف نصلی علیک فسکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی تمنینا انہ لم یسالہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک

علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ مسلم) وعند الطبرانی فمکث حتی جاءہ الوحی فقال تقولون اللھم صل الخ ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود پڑھنے کا حکم کیا ہے پس ہم کس طرح سے آپ پر درود پڑھا کریں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ ہم کو خیال پیدا ہوا کہ کاش بشیر بن سعد حضور سے نہ سوال کرتے پھر آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں پڑھا کرو۔ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر جیسے کہ تو نے رحمت نازل کی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ اے ہمارے پروردگار برکت دے محمد اور آل محمد کو جیسے کہ تو نے برکت دی ہے ابراہیم اور آل ابراہیم کو بہ تحقیق تو ہی ستودہ اور برگزیدہ ہے۔ یہ روایت تو مسلم کی ہے اور طبرانی نے اس حدیث کو اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد کے پوچھنے پر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضور کی طرف جناب الٰہی سے وحی نازل ہوئی اور آپ نے ارشاد کیا کہ تم یوں درود پڑھا کرو اللھم صل الخ

عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ قالت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ائتینی بزوجک وابنیک فجاءت بھم فالقی علیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کساء کان تحتی خیبریا اصبناہ من خیبر ثم قال اللھم ھؤلاء آل محمد فاجعل صلوتک وبرکاتک علی محمد کما جعلتھا علی ابراھیم وآل ابراھیم انک حمید مجید (اخرجہ البیھقی) شھر بن حوشب رضی اللہ عنہ جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ سے کہا میرے پاس اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ وہ ان کو اپنے ہمراہ لائیں آپ نے ایک کپڑا جو مجھے خیبر میں ہاتھ لگا تھا اور میرے پاس تھا ان پر ڈال دیا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ آل محمد ہیں پس تو اپنی رحمت اور برکتیں ان پر نازل فرما جس طرح سے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی ہیں اور تو ہی ستودہ اور برگزیدہ عن عمر رضی اللہ عنہ قال انہ لا یکون الصلوٰۃ الا بقراءۃ وتشھد وصلوۃ علی النبی (اخرجہ الملا والحافظ ابن حجر فی عمل الیوم واللیلۃ) جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ قراءت کے اور تشہد کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود پڑھنے کے۔ عن ابن مسعود قال لا صلوۃ لمن لم یصل فیھا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم (رواہ ابن عبد البر) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے تشہد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

عن الشعبی قال من لم یصل علی النبی و اٰلہ فی التشھد فلیعد صلوٰتہ (اخرجہ البیھقی) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس نے تشہد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر درود نہ پڑھا اس کو چاہیے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

وعنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تصلوا علی الصلوٰۃ البتراء قالوا وما الصلوٰۃ البتراء یا رسول اللہ قال تقولون اللھم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد (جواھر العقد بن لجلال الدین السمھودی الشافعی دینا بیع) جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تم درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ناقص درود کیا ہے آپنے فرمایا کہ تم لوگ کہا کرتے ہو کہ اے ہمارے پروردگار رحمت نازل کر محمد پر اور پھر تم خاموش ہوجاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو اے پروردگار رحمت نازل کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر قد قال الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ؎

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القراٰن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

(جواھر العقد بن السمھودی) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے اور قرآن شریف اس کے لئے نازل کیا ہے تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

والرابعۃ تحریم الصدقۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لمحمد ولا لاٰل محمد صلے اللہ علیہ وسلم چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ صدقہ کا حرام ہونا ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ محمد اور آل محمد پر حلال نہیں۔

عن الحسین بن علی قال انا اٰل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (جواھر العقد بن السمھودی الشافعی) جناب حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں ہم پر صدقہ حلال نہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال اخذ الحسن بن علی تمرۃ من تمر الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ لیطرحھا ثم قال اما شعرت ان لا تحل لنا الصدقۃ (اخرجہ المسلم والطحاوی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب حسن علیہ السلام نے ایک پھل صدقہ کے پھلوں میں سے

لیکر اپنے منہ میں ڈال لیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ کیا تاکہ وہ ڈال دیں پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لیئے صدقہ حلال نہیں۔

(والخامسۃ) المحبۃ قال اللہ تعالیٰ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال لاھل جنۃ قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (نقلہ السمہودی) یعنے پانچواں امر کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اہل بیت کو شریک اور مساوی کیا ہے وہ محبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہدے یا رسول اللہ اتباع کرو میرا تم کو اللہ دوست رکھیگا۔ اور حضرت کے اہل بیت کی نسبت فرمایا ہے کہ یا محمد کہدے نہیں مانگتا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبیوں کی۔

احادیث فضائل آل علیہم السلام

(۱) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران وال محمد علی العالمین (تفسیر ثعلبی) اعمش ابی وائل سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھا ہے کہ خدا نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران اور آل محمد کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بمنزلۃ الراس من الجسد وعلی بمنزلۃ العین من الراس فان الجسد لا یھتدی الا بالراس وان الراس لا یھتدی الا بالعینین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے جان لو آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہے بدن سے اور جناب علی بمنزلہ آنکھ کے سر سے پس تحقیق بدن نہیں راستہ پاتا مگر ساتھ سر کے اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے۔

(۲) وفی تفسیر قولہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حبان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد والہ (تفسیر ثعلبی معالم التنزیل) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دکھا ہم کو راہ سیدھی مسلم بن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کی راہ ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب ال محمد یوما خیر من عبادۃ سنۃ ومن مات علیہ دخل الجنۃ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ نے ارشاد فرمایا کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن کا محبت کرنا ایک برس کی عبادت کے برابر ہے اور جو شخص اس پر مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۴) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلی علی محمد وعلی ال محمد مائة مرة قضی اللہ لہ مائة حاجة (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محمدؐ اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا قام علی قدمیہ بین الرکن والمقام وصام وصلی ثم لقی اللہ تعالیٰ مبغضا لآل محمد دخل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ وعن والدیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی مابین رکن ومقام اپنے دونوں قدموں پر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جا ملے درانحالیکہ وہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

(۶) عن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من مات علی حب ال محمد مات شہیدا الا ومن مات علی حب ال محمد مات مغفورا الا ومن مات علی حب ال محمد زف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجھا۔ الا ومن مات علی حب ال محمد فتح اللہ من قبرہ بابان من الجنة الا ومن مات علی حب ال محمد جعل اللہ زوار قبرہ ملائکة رحمة الا ومن مات علی حب ال محمد جاء یوم القیمة مکتوب بین عینیہ ایة من رحمة اللہ الا ومن مات علی بغض ال محمد مات کافرا۔ الا ومن مات علی بغض ال محمد لم یشم رائحة الجنة (رواہ الثعلبی) عبد اللہ بجلی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ جنت کی طرف خراماں ہوگا جیسے کہ دولہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خراماں ہوتی ہے اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ قیامت کے دن آئیگا اس کی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ کافر مریگا۔ اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مریگا وہ جنت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔

(۷) عن مجاہد عن ابن عباس قال لما خلق اللہ عز وجل ادم ونفخ فیہ من روحہ عطس فالھمہ اللہ الحمد للہ رب العالمین فقال لہ ربہ یرحمک فلما سجد لہ الملائکة تداخلہ العجب فقال یارب اخلقت خلقا ھو احب الیک منی فلم یجب ثم قال الثانی فلم یجب ثم قال الثالثة فلم یجب ثم قال الرابعة فقال اللہ عز وجل لہ نعم ولولاھم ما خلقتک فقال یا رب اریھم فاوحی اللہ

عز وجل الملائکۃ ان ارفعوا الحجب فلما رفعت اذا آدم بخمسۃ اشباح قدام العرش فقال یا رب من هؤلاء قال یا آدم هذا نبیی وهذا علی امیر المؤمنین و هذہ فاطمۃ بنت نبیی وهذان الحسن و الحسین ابنا علی وولد نبیی ثم قال الاول ففرح بذالک فلما اقترف الخطیئۃ قال یا رب اسئلک بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی وفاطمۃ والحسن والحسین لما غفرت لی فغفر اللہ لہ فهذا قال اللہ تبارک و تعالی فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ فلما اهبط الی الارض صاغ خاتما فنقش علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویکنی آدم بابی محمد

(اخرجہ ابو الفتح محمد بن ابراھیم النطنزی فی خصائص العلویۃ) مجاہد ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم چھینک کہ الہام ربانی سے خدا کا شکر بجالائے، خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا پھر جب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا تو حضرت آدم نے بوجہ عجب اسے عرض کیا کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے جناب الٰہی سے اس کا جواب ملا پھر دوبارہ عرض کیا تب بھی جواب ملا اسی طرح تیسری مرتبہ اور چوتھی بار اور جواب نہ پایا چوتھی دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم ان کو نہ پیدا کرتے تو تجھے بھی نہ پیدا کرتے۔ آدم نے عرض کیا اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا کہ کون ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اٹھانے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں آدم نے کہا اے بزرگ یہ کون بزرگ ہیں باری تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ یہ میرا نبی ہے اور یہ امیر المؤمنین علی ہے اور یہ میرے نبی کی بیٹی فاطمہ ہے اور یہ حسن حسین علی کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں آدم کو ان کے دیکھنے سے خوشی ہوئی پس جب آدم سے لغزش سرزد ہوئی تو آدم نے کہا اے میرے پروردگار میں ان پنج تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما پس خدا نے حضرت آدم کو بخش دیا پس یہی وہ قصہ ہے جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے (پس سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے اور توبہ کی ان کے ذریعہ سے) پھر جب آدم زمین پر اتارے گئے تو انہوں نے ایک انگوٹھی بنا کر اس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش کندہ کیا اور حضرت آدم کی کنیت ابو محمد ہو گئی۔

اہل بیت کی تحقیق

از روئے لغت اہل الرجل وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں اور انہیں دونوں کے قائم مقام اس کی دین اور صنعت اور شہر کے لوگ بھی اس کے اہل کہلاتے (دیکھو مفردات امام راغب) اس امر کے متعین کرنے میں کہ اہل بیت نبوی کون کون ذوات مقدسہ تھے متقدمین نے اختلاف کیا ہے امام

مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنی ہاشم مراد ہیں۔ بعض نے بنی قصی اور بعض نے تمام قریش کو شامل کیا ہے۔ زید بن ارقم کے نزدیک صرف بنی عبد المطلب ہیں۔ سعید بن جبیر کے نزدیک ازواج مطہرات اور اولاد اہل بیت ہیں۔ مقاتل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک صرف اہل عبا مراد ہیں اور آیت تطہیر انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور قتادہ وغیرہما تابعین بھی اسی کے قائل ہیں۔

متاخرین نے ان مختلف اقوال میں ایک گونہ تطبیق پیدا کی ہے کہ بیت دراصل تین ہیں (بیت نسب، بیت سکنے، بیت ولادت) (۱) بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہیں۔

(۲) ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں۔

(۳) اولاد امجاد اہل بیت ولادت ہیں۔

اہل عبا بسبب ازدیاد فضل ان میں چمکتے ہوئے ستارے ہیں اور باوجود ضمیر جمع مذکر کے ازواج کا اہل بیت سے خارج کرنا سیاق آیت کے مخالف ہے کیونکہ آیات سابق ولاحق میں انہیں کی طرف خطاب ہے اور ضمیر جمع مذکر تغلیب کی وجہ سے ہے کیونکہ رجال (یعنے جناب علی اور حسنین) ان میں داخل ہیں۔ لیکن زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج کو اہل بیت میں داخل نہیں کیا عن زید بن حبان قال انطلقت انا وحصین بن سبرۃ وعمران بن حصین الی زید بن ارقم فلما جلسنا قال له حصین لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت منه وغزوت معه وصلیت خلفه حدثنا یا زید ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابن اخی لقد کبرت سنی وقدم عهدی ونسیت بعض الذی کنت اعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما احدثکم فاقبلوه وما لا فلا تکلفونیه ثم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا به فحث ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللہ فی اهل بیتی فقال حصین یا زید الیس نساءه من اهل بیته فقال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهل بیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقۃ بعده (اخرجه المسلم) زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمران بن حصین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی پاس گئے جب ہم

ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا اے زید آپ نے بہت نیکی حاصل کی ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کو سنا ہے اور حضور کی معیت میں غزوات کئے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے جو کچھ کہ تم نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو ہم سے بھی بیان کریں تو زید کہنے لگے اے میرے بھتیجے میری عمر بہت ہو گئی ہے اور زمانہ میرا پرانا ہو گیا ہے بعض باتیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں اور مجھے یاد تھیں میں ان کو بھول گیا ہوں پس جو کچھ کہ میں تمہیں بتاؤں اسے قبول کر و اور جو کچھ کہ میں نہ کہوں اس میں مت کلام کر و پھر کہنے لگے کہ تم میں ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چشمہ کے کنارے جسے خم بولتے ہیں ۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا اور وعظ اور نصیحت بیان فرمائی اور فرمایا اما بعد اے لوگو میں بھی ایک بشر ہوں اور گمان ہے کہ میرے پاس خدا کا قاصد آئیگا۔ پس میں اسے مان لوں گا اور میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ نیوالا ہوں ایک تو خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس کے متمسک ہو جاؤ۔ پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ کیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز اہل بیت ہے ۔ میں تم کو اپنے اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں پس حصین نے کہا یا زید آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تھیں زید نے کہا نہیں ۔ خدا کی قسم ہے عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر اس کو وہ طلاق دیدیتا ہے پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے ۔ آپ کے اہل بیت آپ کی اصل اور خویش ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (امن اھل بیتہ نساءہ مقال لا هذا دلیل لابطال قول من قال هم قریش کلها فقد کان فی نسائه قرشیات وهن عائشة وحفصة وام سلمة وسودة وام حبیبة رضی اللہ تعالیٰ عنهن) یعنے حصین ابن سبرہ کے اس سوال پر کہ آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تھیں زید بن ارقم کا یہ کہنا کہ نہیں ۔ یہ ایک دلیل ہے اس قوم کے باطل کرنے کے لئے کہ جو شخص کہ کہتا ہے کہ تمام قریش آپ کے اہلبیت ہیں کیونکہ آپ کی بیبیوں میں قریشی عورتیں بھی تھیں اور وہ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور جناب حفصہ و ام سلمہ اور سودہ اور ام حبیبہ ہیں ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهن اور جناب ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے ۔

آیۃ تطہیر

(۱) عن ام سلمۃ قالت ان هذه الآیۃ نزلت فی بیتی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وانا جالسۃ عند الباب فی البیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین فجللهم بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قالت ام سلمۃ وانا معهم یا رسول الله فقال انک علی الخیر (اخرجه المسلم والترمذی والحاکم والبیهقی)
جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) سوا اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لیجائے تم سے پلیدی کو اے اہل بیت اور پاک کردے تم کو پاک کرنا میں دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کے اندر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور جناب سیدہ اور حسنین علیہم السلام تشریف رکھتے تھے پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں ان سے پلیدی کو لیجا اور پاک کردے اُن کو پاک کرنا ۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی انہیں میں سے ہوں آپ نے فرمایا تو خیر پر ہے

(۲) عن ام سلمۃ قالت بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتی یوما اذ قالت الخادم ان علیا وفاطمۃ بالسدۃ قالت فقال لی قومی فتنحی عن اهل بیتی قالت فقمت فتنحیت من البیت قریبا فدخل علی وفاطمۃ والحسن والحسین وهما صبیان صغیران فاخذ الصبیین بضبعهما واجلسهما فی حجره فقبلهما واعتنق علیا باحدی یدیه وفاطمۃ بید الاخری فقبل فاطمۃ وعلیا فاغدف علیهم خمیصۃ سوداء فقال اللهم الیک لا الی النار انا واهل بیتی قالت قلت وانا یا رسول الله فقال وانت علی مکانک (اخرجه احمد والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ خادمہ نے عرض کیا کہ جناب علی اور سیدہ دروازہ پر ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اٹھ اور میرے اہل بیت سے ایک طرف ہو جا ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر سے قریب ایک طرف کو ہوگئی ۔ پس جناب علی اور فاطمہ اور حسنین گھر میں داخل ہوئے اور حسنین ابھی چھوٹے لڑکے تھے ۔ پس دونوں لڑکوں کے بازو پکڑ کر ان کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور ان کو بوسہ دیا ۔ اور جناب علی کی گردن میں ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے جناب فاطمہ کو پکڑا ۔ اور ان دونوں کو بھی بوسہ دیا ۔ اور ان پر سیاہ کمبل اڑھا دیا اور فرمایا اے میرے پروردگار میں تیرے سپرد کرتا ہوں نہ دوزخ کی میں اپنے آپ کو اور اپنے اہل بیت کو ام سلمہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول

اللہ اور میں بھی فرمایا تو اپنے مکان پر ہے ۔

(۳) عن عمر ابن ابی سلمۃ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلے اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا و حسینا فجللھم بکساء ثم قال اللھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس طھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت علی مکانک (اخرجہ البیہقی والحاکم) عمر ابن ابی سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیب یعنی جناب ام المومنین ام سلمہ کی بیٹے سے روایت ہے کہ انما یرید اللہ الخ کی آیت جناب ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام کو بلوایا اور اُن کو کپڑا اُڑھا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں آن سے پلیدی کو دُور کر اور پاک کر انکو پورا پاک کرنا - ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تو اپنی جگہ پر ہے ۔

(۴) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ المسلم ولترمذی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور ان پر سیاہ بالوں کی ایک گلیم منقش تھی پس حسن تشریف لائے آپ نے انکو اسمیں لیا پھر حسین تشریف لائے وہ بھی انہیں کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں ان کو بھی حضرت نے داخل کر لیا پھر جناب علی تشریف لائے اُنکو بھی حضرت نے داخل کر کے فرمایا سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت تمسی پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا ۔

(۵) عن واثلہ بن الاسقع قال اتیت فاطمہ سلہا عن علی فقالت توجہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلست انتظرہ واذا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اقبل ومعہ علی والحسن والحسین اخذ بید کل واحد منھم حتی دخل الحجرۃ فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنی والحسین فخذہ الیسری وجلس علی وفاطمہ بین یدیہ ثم لف علیھم الکساء ثم قرء انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ احمد وابوحاتم والحاکم والبیہقی والدیلمی) واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں کہ میں جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں اس غرض سے گیا کہ جناب علی کے بارے میں اُن سے پوچھوں وہ فرمانے لگیں کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تشریف لے گئے ہیں اُن کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا ۔ کہ اتنے میں حضور تشریف لائے اور حضور کے ساتھ جناب علی اور حسنین بھی تھے پس آپ نے ان میں سے

پھر ہر ایک کا ہاتھ پکڑا۔ حجرہ میں داخل ہوگئے۔ پس جناب حسن کو اپنے داہنی ران پر بٹھایا اور جناب حسین کو بائیں پر اور جناب علی اور سیدہ علیہا السلام کو اپنے سامنے بٹھایا اور انکے اوپر کپڑا لپٹا دیا اور پھر اس آیت کو پڑھا کہ سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت پلیدی کو تم سے دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا۔

(۶) عن انس بن مالک ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یمر بباب فاطمہ ستۃ اشھر اذا خرج الی صلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (اخرجہ احمد والترمذی) انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ مہینے تک جناب سیدہ علیہا السلام کے دروازے پر سے گذرتے جبکہ نماز صبح کے لیے گھر سے باہر تشریف لاتے اور فرماتے الصلوٰۃ یا اہل البیت اور پھر آیت تطہیر پڑھتے۔

(۷) عن ابی الحمراء قال صحبت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسعۃ اشھر فکان اذا صبح اتی علی باب فاطمہ وھو یقول اھل البیت یرحمکم اللّٰہ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ احمد) ابو حمراء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نو مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہا جب صبح ہوتی تو جناب فاطمہ کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے کہ اے اہل بیت تم پر اللہ رحم کرے اور پھر یہ آیت تطہیر پڑھتے۔

(۸) عن الحسن ابن علی قال فی خطبۃ نحن اھل البیت الذی قال اللّٰہ سبحانہ فینا انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ ابن سعد) جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک دفعہ خطبہ میں ارشاد کیا کہ ہم ہیں اہل بیت جنکی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور پاک کرے تم کو پورا پاک کرنا

(۹) عن ابی سعید فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قال انما نزلت فی خمسۃ النبی وعلی وفاطمہ والحسن والحسین۔ (اخرجہ احمد فی مسندہ وابن جریر الطبری مرفوعا والطبرانی والثعلبی فی تفسیرہ وھذا الحدیث حسن علی رای اکثر العلماء وقد صححہ بعضھم) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت تطہیر پنج تن پاک کے شان میں نازل ہوئی اس حدیث کو امام احمد نے اپنی سند میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مرفوع کر کے اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے اور یہ حدیث

اکثر علماء کے نزدیک حسن ہے اور بعض نے اس کی صحت بھی بیان کی ہے۔

(۱۰) وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعۃ من التابعین منھم مجاھد وقتادۃ وغیرھما الی انھم علی وفاطمۃ والحسن والحسین (تفسیر معالم التنزیل) یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین ہیں سے ایک جماعت کہ جن میں سے مجاہد اور قتادہ وغیرہما ہیں ان کا یہ مذہب ہے کہ آیت تطہیر میں علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہی مراد ہیں۔

(۱۱) عن علی قال نحن اھل البیت قد اذھب اللہ عز وجل عنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن (اخرا الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ اہل بیت ہیں جن سے کہ خدا عزوجل نے برائیں ظاہر و باطن کی دور کی ہیں۔

آیت مباہلہ

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھولاء اھل بیتی (اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (کہ پس کہہ دے یا رسول اللہ نصاری کو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۲) عن جابر ابن عبد اللہ قال انفسنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وابناءنا الحسن والحسین ونساءنا فاطمہ (رواہ الحاکم فی المستدرک) جابر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انفسنا سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب علی مراد ہیں اور ابناءنا سے جناب حسین اور نساءنا سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) عن ابن عباس قال ان رھطا من نجران قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ما شانہ تذکر صاحبنا قال من ھو قال عیسے تزعم انہ عبد اللہ قال اجل قالوا فھل رایت مثل عیسے او انبئت بہ ثم خرجوا من عندہ فجاءہ جبرائیل فقال لہ قل لھم اذا اتوک ان مثل عیسے عند اللہ کمثل ادم

وفی روایۃ ان واحداً منہم قال لہ المسیح ابن اللہ لا اب لہ وقال اخر المسیح ھو اللہ لانہ احیا الموتی
واخبر عن الغیوب وابرأ الاکمہ والابرص وخلق من الطین طیراً وتزعم انہ عبد فقال صلے اللہ علیہ وسلم ھو عبد اللہ وکلمتہ
القاھا الی مریم فغضبوا فقالوا فما نحن نرضی الا ان تقول ھو اللہ وقالوا ان کنت صادقاً فارنا عبد اللہ یحیی
الموتی ویشفی الاکمہ والابرص ویخلق من الطین طیراً فینفخ فیہ فیطیر فسکت عنہم فنزل الوحی یقول
لہ تعالے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقولہ تعالے ان مثل عیسے عند اللہ کمثل
ادم وقولہ تعالے فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا
ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ثم قال لہم ان اللہ امرنی
لم تنقادوا للاسلام اباھلکم ثم انہم وعدوا الی الغدو لما اصبح صلی اللہ علیہ وسلم اقبل ومعہ
حسنؑ حسین وفاطمہ وعلیؑ عند ذلک فقال لہم اسقف انی لاری وجوھا لو سألوا اللہ ان یزیل
لہم جبلا لازالہ فلا تباھلوا فتھلکوا ولا یبقے علی وجہ الارض نصرانی فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاباھلک (اخرجہ ابو حاتم نقلت من سیرۃ الحلبیۃ) ابن عباس کہتے لگے کہ نجران کا ایک
گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے آپ ہمارے صاحب کو کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا
وہ کون ہے وہ بولے کہ عیسیٰ جن کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا گمان
بجا ہے وہ کہنے لگے آپ نے عیسیٰ جیسا کوئی دیکھا ہے یا آپ کو ویسے کی خبر لگی ہے یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے چلے
گئے۔ پس جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا جب وہ آئیں تو آپ اُن سے کہہ دیں۔ کہ خدا
کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ آدم کی مثال رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ گروہ
نجران میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں اُنکا
کوئی باپ نہیں اُس کو ساتھ والے دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے اور وہ مردے کو زندہ کرتے تھے
اور غیب کی خبریں دیتے تھے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے
تھے اور آپ اُن کو بندہ خیال کرتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ خدا کے بندے اور اُس کا پاک کلمہ تھے
جو مریم کی طرف سے القا ہوا تھا۔ وہ غصے ہوگئے اور کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ
نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی ایسا خدا کا بندہ بتاویں کہ مردے
کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھے کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور اُن میں پھونکے اور وہ
اڑ جاویں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ
تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ بہ تحقیق کافر ہوگئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ مسیح

ابن مریم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ مثل آدم کے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اسکے بعد کہ تجھے علم آگیا ہے پس کہہ دے کہ آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں۔ اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے گروہ نصاریٰ سے کہا کہ اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہوگے تو خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں پھر انہوں نے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ جب صبح کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب حسنین اور علی اور فاطمہ علیہم السلام کو ساتھ لیکر تشریف لائے استقف نے کہا میں ان کے ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ضرور ٹل جائے گا تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا پس اس استقف نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔

اہلِ بیت کا مخزن حکمت ہونا

عن حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی قال ذکر عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم من قضاء قضاہ علی فاعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل البیت (اخرجہ احمد) حمید بن عبد اللہ بن یزید المدنی سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جناب علی کے ایک فیصلہ کا ذکر کیا گیا حضرت نے تعجب فرما کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلِ بیت کو حکمت عطا کی ہے۔

اہلِ بیت کا مفاتیح رحمت اور موضع رسالت اور معدن حلم ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نحن اھل البیت مفاتیح الرحمۃ و موضع الرسالۃ و معدن الحلم (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اہلِ بیت رحمت کی کنجیاں اور رسالت کا مقام اور حلم کی کان ہیں۔

اہلِ بیت کا امت کے لیے امان ہونا

عن سلمۃ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل السموات و اھل بیتی امان لامتی (اخرجہ ابن ابی شیبۃ و ابو یعلی فی مسانیدھم و ابو عمر الغفاری و الطبرانی فی الکبیر

فی مسند سلمہ بن الاکوع) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔

(۲) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ھلک اھل بیتی جاء اھل الارض من الایات ما کانوا یوعدون (اخرجہ ابن المغازلی) انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت ہلاک ہوجائیں گے اہل زمین کو وہ نشانات پیش آئیں گے جن کا کہ ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(۳) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض (اخرجہ احمد فی المناقب ومسندہ والحاکم فی المستدرک وابو یعلی فی مسندہ والطبرانی فی المعجم الکبیر والسیوطی فی احیاء المیت۔ وصححہ نوادر الاصول) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں جب ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان والے بھی جاتے رہیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لیے امان ہیں جب میرے اہل بیت کے لوگ جاتے رہیں گے تو زمین والے بھی جاتے رہیں گے۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتہا قبیلہ من العرب فصاروا حزب ابلیس (اخرجہ الحاکم) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ستارے زمین والوں کے لیے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہے جبکہ عرب کا کوئی قبیلہ اسکا مخالف ہوجائے گا تو اس قبیلہ کے لوگ شیطان کا گروہ ہوجائیں گے۔

اہل بیت کا مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وابی ذر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ (اخرجہ الدیلمی عن کلیھما والحاکم فی تاریخہ وابو یعلی وسماک والبزار وابو الحسن المغازلی) عن ابی ذر والطبرانی فی الکبیر والاوسط من ابی ذر

وفی الصغیر الاوسط عن ابی سعید الخدری ابن عباس اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہلِ بیت تم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل میں توبہ کا دروازہ جو شخص کہ اس میں داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

اہلِ بیت کا مثل سفینہ نوح ہونا

عن حنش بن المعتمر قال رأیت ابا ذر اخذ بعضادتی باب الکعبۃ وھو یقول من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ وابو یعلی فی سندہ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وسالک بن الحرب البزار وابو الحسن المغازلی) حنش بن المعتمر کہتے ہیں میں نے ابوذر غفاری کو خانہ کعبہ کے دروازے کے چوکھٹ پکڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے جس نے مجھے پہچانا تو پہچانا ہوا اور جس نے نہ پہچانا تو پہچان لے میں ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو ان کی قوم کے لیے تھی جو شخص اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا۔

(۲) عن ابی ذر انہ قال ھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینہ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک (اخرجہ احمد فی مسند الجرس فی بار یخہا) ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ وہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو اس پہ سوار ہوا نجات پا گیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف فیھا غرق (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والبزار فی المسند) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے اہلِ بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات یاب ہوا جو مخالف ہوا ہلاک ہوا۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ

نوح علیہ السلام کی کشتی جو اس پر سوار ہوا نجات یاب ہوا۔

(۵) عن عبد اللہ بن الزبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا سلم ومن ترکھا غرق (اخرجہ البزار فی مسندہ) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا سلامت رہا جس نے اسے ترک کیا غرق ہوا۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انما مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وانما مثل اھل بیتی فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ (اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سوا اس کے نہیں کہ تم میں میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اور جو اس سے مخالف ہوا غرق ہوا۔ اور سوا اسکے نہیں کہ تم میں میرے اہلِ بیت دروازہ توبہ کی مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اس میں داخل ہوا بخشا گیا۔

اہلِ بیت کے ساتھ دوسروں کا قیاس نہیں ہو سکتا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد (اخرجہ الدیلمی فے فردوس الاخبار والملا فی سیرتہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہلِ بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) عن علی قال علی المنبر نحن اھل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

اہلِ بیت کے سوا کسی مرد یا عورت کا جنب یا حیض کی حالت میں مسجد نبوی میں داخل نہ ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل

حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واهل بیته علی وفاطمة والحسن والحسین (اخرجه البیهقی والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ یہ میری مسجد ہر حیض والی عورت اور ہر جنب والی مرد پر حرام ہے مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور انکی اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر۔

قیامت کے دن سب سے اول اہلبیت کیلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شفیع ہونا

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول من اشفع امتی یوم القیمة اهل بیتی الاقرب من القریش ثم الانصار ثم من امن بی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولا هو افضل (اخرجه الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اول جسکی کہ میں شفاعت کرونگا وہ میرے اہل بیت ہیں پھر قریش میں سے قریبی رشتہ دار پھر انصار پھر یمن والے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب پھر تمام عجم کے باشندے اور جسکی میں پہلے شفاعت کرونگا وہی افضل ہوگا۔

اہل بیت کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

(۱) عن علی قال شکوت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احد الناس فقال لی اما ترضی ان تکون رابع اربعة اول من یدخل الجنة انا وانت والحسن والحسین وازواجنا عن ایماننا (اخرجه الثعلبی واحمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک آدمی سے شکایت کی آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں راضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری بیٹیاں ہمارے سید سے ہاتھ ہونگی۔

(۲) عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اول اربعة یدخلون الجنة انا وانت والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجه الطبرانی والدیلمی) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ وہ چار شخص جو سب سے اول جنت میں داخل ہونگے وہ میں ہوں اور تو ہے اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری اولاد ہمارے پس پشت ہوگی اور ان کے پیچھے ہماری بیبیاں

ہونگی اور ہمارے گروہ کے لوگ ہمارے داہنے بائیں ہونگے۔

(۳) عن بن عمر قال بینا انا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجمیع المہاجرین والانصار الا من کان فی السریۃ اذا اقبل علی یمشی وہو متغضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضب فقد اغضبنی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذانی بنو عمک قال یا علی اما ترضیٰ ان تکون رابع اربعۃ اول من یدخل الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذرارینا واشیاعنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ احمد فی المناقب وابوسعید عبدالملک فی شرف النبوۃ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں جناب علی بن ابیطالب پیادہ پا تشریف لائے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسکو خفا کیا مجھے خفا کیا جب جناب علی بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے علی تجھے کیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا حضور کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے حضرت نے فرمایا آیا تو راضی نہیں کہ تو چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دوست ہمارے دہنے بائیں ہوں گے۔

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد الحوض اہل بیتی ومن احبہم من امتی (اخرجہ الدیلمی والملائی میں ہے جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوّل وہ لوگ کہ حوض پر وارد ہونگے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت کے وہ لوگ جو انہیں دوست رکھیں گے۔

جنت میں اہلِ بیت نبوی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درجہ میں ہونا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ انی وایاک وہذین یعنی حسنا وحسینا وہذا الراقد یعنی علیا فی مکان واحد یوم القیمۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس الاخبار جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہؑ علیہا السلام سے فرمایا کہ میں اور تو اور یہ دونوں یعنی حسن اور حسین اور یہ سونے والا یعنی علی قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے۔

اہلِ بیت کا قطعاً دوزخی نہ ہونا

قال اللہ تبارک وتعالیٰ واسوف یعطیک ربک فترضیٰ نقل القرطبی عن ابن عباس انہ قال رضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یدخل احد من اہل بیتہ فی النار (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی فی المناقب وابن جزیر فی تفسیرہ والسیوطی فی احیاء المیت) اللہ تعالیٰ کی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (کہ البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دیگا پس تو راضی ہو جائیگا) قرطبی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی کیے گئے ہیں کہ نہیں داخل کیا جائے گا آپ کے پاس اہل بیت میں سے کوئی ایک شخص آگ میں

(۳) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سالت ربی ان لا یدخل النار احدا من اہل بیتی فاعطانی ذلک (اخرجہ ابو سعید عبد الملک الواعظ فی شرف النبوۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والملا فی سیرتہ) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو وہ آگ میں نہ ڈالے پس خدا نے میری دعا کو قبول کیا۔

اہلِ بیت کا غیر معذب ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدنی ربی فی اہل بیتی ان لا یعذبہم (اخرجہ الحاکم) انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے میرے اہلِ بیت کی نسبت وعدہ کیا ہے کہ انہیں عذاب نہیں کریگا۔

اہلِ بیت کا شفیع امت ہونا

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفعاء خمسۃ القرآن والرحم والامانۃ ونبیکم واہل بیت نبیکم (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والے پانچ ہیں قرآن اور رحم اور امانت اور تمہارا نبی اور تمہارے نبی کے اہلِ بیت۔

اہلِ بیت کی محبت کا سات جگہ پر کام آنا

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب اہل بیتی نافع فی سبع مواطن اہوالہن عظیمۃ عند الوفات وعند القبر وعند النشور وعند الکتاب وعند الحساب وعند المیزان وعند الصراط

([illegible])

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت سات مقام میں نفع رساں ہے جن کے خوف بھاری ہیں وفات کے وقت قبر میں ۲ اٹھنے کے وقت حساب کتاب کے مقام پر میزان کے قریب اور پلصراط کے پاس ۔

مسلمانوں پر اہل بیت کی اطاعت کا فرض ہونا

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فرض طاعتی وطاعۃ اھل بیتی علی الناس خاصۃ وعلی الخلق عامۃ قیل یارسول اللہ فما الناس ما الخلق قال الناس اھل مکۃ والخلق ما خلق اللہ من ذی روح (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت کو لوگوں پر خصوصاً اور خلقت پر عام طور سے فرض کیا ہے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ لوگ کون ہیں اور خلقت کیا ہے ۔ آپ نے ارشاد کیا لوگ اہل مکہ ہیں اور خلقت جو کہ خدا نے ذی روح پیدا کیے ہیں ۔

اہل بیت کے محب کا جنتی ہونا

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین وقال من احبنی واحب ھذین واباھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھے گا قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ۔

اہل بیت کے دشمن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا واحبوا علیا من ابغض احدا من اھل بیتی فقد حرم علیہ شفاعتی (اخرجہ احمد فی المناقب) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل کو اور علی کو پیار کرو جس نے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی ایک سے بغض رکھا ۔ بہ تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہو گئی ۔

اہل بیت کے دشمن پر جنت کا حرام ہونا

عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم اوا غار علیھم او سبھم (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا ان کو لوٹے یا ان کو برا کہے۔

اہلِ بیت کے دشمن کا دوزخی ہونا!

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت احد الا اکبہ اللہ فی النار (اخرجہ الحاکم وابن حبان وروایۃ الاخری عند الحاکم الا ادخلہ اللہ النار) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم اہلِ بیت سے کوئی نہیں بغض رکھے گا مگر کہ اسکو اللہ تعالیٰ آگ میں اوندھا گرائے گا۔ اور حاکم اور امام احمد کے نزدیک دوسری روایت یوں ہے کہ مگر خدا اس کو آگ میں ڈالے گا۔

اہلِ بیت کے دشمنوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعاء بد کرنا

عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارزق من ابغضنی وابغض اھل بیتی کثرۃ المال والعیال کفاھم بذلک غیا ان یکثر مالھم فیطول حسابھم وان یکثر عیالھم فتکثر شیاطینھم (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار جو مجھ سے اور میرے اہلِ بیت سے بغض کریں ان کو مال اور عیال کثرت سے نصیب کر ان دونوں کو ان کی گمراہی کے لیے کافی گردان تاکہ ان کا مال بہت ہو پس ان کا حساب طول پکڑے اور ان کا عیال بہت سا ہو پس ان کے شیاطین اور بڑھیں۔

حدیث انی تارک فیکم الثقلین کا بیان

عن زید بن ثابت عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی (اخرجہ الطبرانی فی مسند زید بن ثابت وفی روایۃ انی تارک فیکم خلیفتین) زید ثابت سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم میں

دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت وہ دونوں ایک دوسرے سے نہیں جدا ہونگے جب تک کہ میرے پاس نہ آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں دو خلیفے چھوڑے دیتا ہوں ۔

(۲) عن زید بن ارقم قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب انی تارک فیکم الثقلین اولہم کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والحاکم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک پانی کے کنارے جسے خم کہا جاتا تھا جو ما بین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس خدا کی صفت وثنا بیان کی اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا اے لوگو میں بھی آدمی ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میرے پاس خدا کا پیغام پہنچانے والا آئے گا اور میں اسکی اجابت کرنے والا ہوں میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں اول خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم خدا کی کتاب کو لے لو اور اس سے تمسک کرو پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی کتاب پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی پھر فرمایا میرا اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلاتا ہوں ۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے لیے خدا کو یاد دلاتا ہوں ۔

(۳) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین اما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما (اخرجہ احمد والطبرانی وابو یعلی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں۔ کہ میں پکارا جاؤں گا اور میں اجابت کہوں گا۔ اور میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑنے والا ہوں اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب ہے جو آسمان سے ایک دراز رسی اتری ہے اور دوسری میرے خویش اہل بیت ہیں مجھے مہربانی والے خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں

(۴) عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم العرفۃ وہو علی ناقۃ

العضباء يخطب فسمعته يقول يا ايها الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اخذ تم به لن تضلوا بعدی کتاب الله وعترتی اهل بیتی (اخرجه الترمذی) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عرفہ کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ عضبا پر سوار دیکھا کہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں نے سنا کہ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے ان کو پکڑا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہل بیت ہیں۔

(۴) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجه احمد فی مسنده والطبرانی) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں میں تم میں دو خلیفے چھوڑ آیا ہوں اللہ عزوجل کی کتاب جو ایک دراز رسی درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور میرے خویش اہل بیت اور بے شک یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جدا ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۵) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد ترکت فیکم ما ان اخذ تم به لن تضلوا کتاب اللہ سببه بیده وسببه بایدیکم واهل بیتی (اخرجه اسحاق بن راهویه فی مسنده) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ ایک تو اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے اہل بیت ہیں۔

(۶) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب اللہ عزوجل طرفه بید اللہ وطرفه بایدیکم وعترتی اهل بیتی حتی یردا علی الحوض (رواه البزار والدولابی) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم نے اس کو پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے کہ ان کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھ میں ہے اور میرے خویش اہل بیت ہے اور ہرگز یہ دونوں نہیں جدا ہوں گے رجب تک کہ حوض پر نہیں اتریں گے۔

(۷) عن ابی ذر انه اخذ بحلقة باب الکعبة فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما (اخرجه الترمذی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ کے دروازہ کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے

کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں کتاب اللہ اور میری عترت پس تحقیق وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں پس دیکھو تم ان دونوں سے میرے پیچھے کیا برتاؤ کرتے ہو۔

(۸) عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم مصدرہ عن حجۃ الوداع قام خطیبا بالناس بالھاجرۃ فقال ایھا الناس انی ترکت فیکم الثقلین الثقل الاکبر والثقل الاصغر فاما الثقل الاکبر فبید اللہ طرفہ والطرف الآخر بایدیکم وھو کتاب اللہ ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا واما الثقل الاصغر فعترتی اھل بیتی ان اللہ ھو الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ ابن عقدۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹ کر غدیر خم پر نازل ہوئے تو لوگوں کو دوپہر کے وقت خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں ایک ثقل اکبر اور ایک ثقل اصغر پس ثقل اکبر ایک طرف اسکا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف اس کا تمہارے ہاتھ میں اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو ہرگز ابد تک نہیں گمراہ ہوگے اور ثقل اصغر پس میرے خویش اہل بیت ہیں بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کہ وہ خبر دینے والا ہے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۹) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی خلفت فیکم اثنین ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدھما ابدا کتاب اللہ ونسبی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کے ساتھ تمسک کیا تو ابد تک گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میری نسب ہے اور ہرگز یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۰) عن ام ھانی بنت ابی طالب قالت رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجتہ حتی اذا کان بغدیر خم امر بدوحات فقمن ثم قام خطیبا بالھاجرۃ ثم قال اما بعد ایھا الناس فانی اوشک ان ادعی فاجیب فقد ترکت فیکم ما لم تضلوا بعدہ ابدا کتاب اللہ طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم وعترتی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی الا انہ لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ البزار) ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہو کر غدیر خم پر پہنچے دو درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا پھر دوپہر کو خطبہ پڑھنے

کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں گمان کرتا ہوں کہ میں بلایا جاؤں گا اور میں قبول کروں گا اور میں نے تم میں
وہ چیز چھوڑی ہے کہ جس کے ساتھ تمسک کرنے سے تم ابد تک گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کا ایک
طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے خویش اہلبیت ہیں میں
تمہیں اپنے اہل بیت کی نسبت خدا کو یاد دلاتا ہوں شان یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز
جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۱) عن ام سلمة قالت اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بید علی بغدیر خم فرفعها حتی رأینا بیاض
ابطه فقال من کنت مولاه فعلی مولاه ثم قال ایها الناس انی مخلف فیکم الثقلین کتاب الله و
عترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض (اخرجه ابن عقدة) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
منقول ہے کہ مقام غدیر خم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا کہ
ہم نے آپ کی بغل کی سفیدی کو مشاہدہ کیا اور فرمایا جس کا میں مولا تھا اس کا علی مولا ہے پھر فرمایا اے
لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں پیچھے چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اور یہ دونو ہرگز ایک
دوسرے سے جدا نہیں ہونیوالے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۱۲) عن عامر بن ابی لیلی بن ضمرة وحذیفة بن اسید وزید بن ارقم قالوا لما صدر رسول الله صلی
الله علیه وسلم من حجة الوداع ولم یحج غیرها اقبل حتی کان بالجحفة نهی اصحابه عن سمرات عن البطحاء
متقاربات لا تنزلوا تحتهن حتی اذا نزل القوم واخذوا منازلهم سواهن ارسل الیهن فقم ما
تحتهن من الشوک وعمد الیهن فصلی تحتهن ثم قام فقال ایها الناس انی قد نبأنی اللطیف الخبیر
انه لن یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیه من قبله وانی لاظن ان ادعی فاجیب انی مسئول وانتم
مسئولون هل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجاهدت ونصحت فجزاک الله خیرا
قال الستم تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وان جنته حق وان ناره
حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلی نشهد قال ایها الناس الا تسمعون الا فان الله مولای
وانا اولی بکم من انفسکم الا ومن کنت مولاه فهذا مولاه واخذ بید علی فرفعها حتی عرفه
القوم اجمعون ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ثم قال ایها الناس انا فرطکم
وانکم واردون علی الحوض عرضه ما بین بصری وصنعاء فیه عدد نجوم السماء قدحان الا
انی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیهما حتی تلقونی قالوا وما
الثقلان یا رسول الله قال الثقل الاکبر کتاب الله طرفه بید الله وطرفه بایدیکم فاستمسکوا به لا

تفتلوا ولا تبدلوا واثقل الاصغر عترتی فانی قد نبانی اللطیف الخبیر ان لا یتفرقا حتی یلقیان وسالت اللہ ربی بھم ذلک فاعطانی تسبقوا ہم فتھلکوا ولا تعلموھم فھم اعلم منکم (اخرجہ ابن عقدۃ والو موسیٰ المدائنی والطبرانی فی الکبیر) عامر بن ابی لیلیٰ بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم ناقل ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے اور اس حج کے بعد آپ نے پھر کوئی حج نہیں کیا۔ اور حجفہ میں فروکش ہوئے۔ اپنے دوستوں کو کنکریلی زمین میں خاردار درختوں کے جھنڈ کے نیچے اترنے سے بند کیا جب لوگ اپنی اپنی فرودگاہوں میں فروکش ہوگئے ان درختوں کو برابر کرایا اور ان کے نیچے سے کانٹوں کو جھاڑو دلائے اور ان کے نیچے نماز ادا کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے مہربان خبر دینے والے خدا نے خبر دی ہے۔ کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی۔ مگر اپنے سے پہلے نبی گزرے ہوئے کی عمر سے آدھی۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا پس میں خدا کی دعوت کو مان لوں گا۔ اور میں پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ آیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ پس تم کیا کہنے والے ہو سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا اور نہایت کوشش کی اور نصیحت بیان فرمائی اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دے فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور بے شک محمد اسکا بندہ اور رسول ہے اور بتحقیق جنت اور دوزخ حق ہے اور موت کے بعد جی اٹھنا حق ہے لوگوں نے عرض کیا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔ فرمایا اے لوگوں تم نہیں سنتے کہ پروردگار میرا مولا ہے اور میں تمہاری جانوں سے بہتر ہوں پس جسکا کہ مولا میں ہوں۔ پس اس کا یہ مولا ہے حضرت نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہاں تک بلند کیا ہے کہ ساری قوم نے انکو دیکھ لیا پھر فرمایا اے میرے پروردگار دوست رکھ اُسے جو اسے دوست رکھے پھر فرمایا اے لوگوں میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں اور بہ تحقیق تم حوض پر وارد ہونیوالے ہو۔ جسکا کہ عرض میری آنکھوں کے سامنے سے صنعا تک ہے اور اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق پیالے ہیں بے شک جبکہ تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم کو دو بھاری چیزوں سے پوچھنے والا ہوں پس دیکھیو کہ تم کیا میرے پیچھے ان سے کرتے ہو یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ دو بھاری چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا وہ جو بڑی بھاری چیز ہے خدا کی کتاب ہے اس کا ایک طرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے پس تم اس سے تمسک اختیار کرو اور گمراہ نہیں ہوگے اور اسکو مت بدلو اور وہ جو چھوٹی چیز بھاری ہے میری عترت ہے پس میرے مہربان خبر دینے والے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ مجھ سے ملیں گے اور یہ بات میں نے

خدا سے طلب کی ہے پس اس نے مجھے عطا فرمائی ہے پس تم میری عترت پر سبقت مت کرو کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو مت سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں ۔

(۱۳) عن ابی الطفیل ان علیا قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انشد اللہ من شھد یوم غدیر خم الا قام ولا یقم رجل یقول انبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلا منھم خزیمۃ بن ثابت وسھل بن سعد وعدی بن حاتم الطائی وعقبۃ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلیٰ وابو الھیثم وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریش فقال علی ھاتوا ما سمعتم فقالوا نشھد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظھر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن والقی علیھن ثوب ثم نادی للصلوۃ فخرجنا فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللھم اشھد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب انی مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا ان دماء کم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا وحرمۃ شھرکم ھذا اوصیکم بالنساء وصیکم بالجار واوصیکم بالمعالیک واوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایھا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذلک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال صدقتم وانا علی ذلک من الشاھدین ،

(اخرجہ ابن عقدہ) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ بیان فرمایا اور خدا کی حمد اور ثنا کے بعد کہا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جو غدیر خم کے دن موجود تھا اور وہ کھڑا ہو جائے اور وہ شخص کھڑا نہ ہو جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا یہ کہے کہ یہ بات مجھ تک پہنچی ہے۔ مگر وہ شخص کہ جس کے کان نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی اٹھ کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم طائی اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب انصاری اور ابو لیلیٰ اور ابو الہیثم ابن التیہان اور ابو سعید خدری اور شریح الخزاعی اور ابو قدامہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش میں سے چند نفر بھی تھے جناب امیر علیہ السلام نے کہا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع سے لوٹے جب ظہر کا وقت ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور درختوں کے نیچے سے جھاڑنے کا حکم دیا اور ان پر ایک کپڑا ڈالدیا پھر نماز کے لیے لوگوں کو پکارا ہم اپنے اپنے

خیموں سے باہر نکلے اور نماز ادا کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خدائے پاک کی صفت اور
ثنا بیاں کی اور فرمایا اے لوگو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور
آپ نے تین دفعہ فرمایا اے میرے خدا گواہ رہیو۔ پھر فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ میں پکارا جاؤں گا اور
خدا کی دعوت کو منظور کروں گا اور میں بھی پوچھا جانے والا ہوں اور تم بھی پوچھے جاؤ گے تمہارا خون اور
تمہارا مال حرام ہو گیا ہے مثل تمہارے حج کے دن کی حرمت کے اور اس تمہارے مہینے کی عزت کے
میں تمہیں عورتوں کے لیے اور ہمسایوں کے لیے اور غلاموں کے لیے عادل اور احسان کی
وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں اللہ کی کتاب
اور میرے خویش اہلبیت پس وہ دونوں جب تک حوض پر وارد نہ ہوں ہرگز ایک دوسرے سے نہیں جدا
ہونگے مجھ کو خدائے مہربان خبر دینے والے نے یہ خبر دی ہے پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں
مولا ہوں اس کا علی مولا ہے جناب علی علیہ السلام فرمانے لگے تم لوگوں نے سچ کہا ہے اور میں بھی
اس پر گواہ ہوں۔

(۴۹) عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی قبض فیه وقد امتلأت
الحجرة من اصحابه ایها الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعا فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول
معذرة الیکم الا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عز وجل وعترتی اهل بیتی ثم اخذ بید علی
فقال هذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسألهما ما خلفت فیهما
(اخرجه ابن عقدة) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں کہ جس میں حضور انتقال فرما گئے فرمایا اور اس وقت صحابہ سے حجرہ بھرا
ہوا تھا کہ اے لوگو گمان کیا جاتا ہے کہ میں بہت جلدی انتقال کرنے والا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ
بات تمہیں بتا دی ہے میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں اپنے رب بزرگ و برتر کی کتاب
اور اپنے خویش اہلبیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اسکے ساتھ ہے یہ دونوں
جب تک کہ حوض پر نہ پہنچیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔

(۵۰) عن محمد بن عبد الرحمن بن فلان ممن کان من رهط جابر بن عبد الله حیث اخذ رسول
الله صلی الله علیه وسلم بید علی والفضل بن عباس فی وفاته قال فخرج یعتمد علیهما حتی جلس
علی المنبر علیه عصابة فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما بعد ایها الناس فماذا تستنکرون
من موت نبیکم الم ینع الیکم نفسه وتنع الیکم انفسکم هل خلد احد ممن بعث قبلی فیما بعثوا الیه

فاخلد فیکم فانی لاحق بربی وقد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ بین ایدیکم تقرؤنہ صباحا ومساء فیہ ما تأتون وما تدعون الا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ الا ثم اوصیکم بعترتی اھل بیتی اخرجہ السید ابو الحسین یحیی بن الحسن فی کتاب اخبار المدینہ) روایت ہے محمد بن عبدالرحمن بن فلاد کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے تھے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر مرض وفات میں حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور ان دونوں پر تکیہ کیے ہوئے تھے یہاں تک کہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضور کے سر اقدس پر اس وقت دستار مبارک بندھی تھی پس خدا کی صفت وثنا کی بعد فرمایا اے لوگو تم اپنے نبی کے مرنے سے کیوں برا مانتے ہو آیا تمہاری جانوں جیسی اسکی جان نہیں ہے اور تمہاری جانیں اسکی جان جیسی نہیں۔ آیا جو مجھ سے پہلے آیا ہے اور جو لوگ کہ رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں) ۔ ان میں کوئی ہمیشہ رہا ہے کہ میں تم میں ہمیشہ رہوں رہیں ہیں اپنے رب کے ساتھ ملنے والا ہوں ہاں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اسکے ساتھ تمسک کیا تو تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے وہ خدا کی کتاب ہے کہ تم اسے صبح شام پڑھتے ہو اس میں وہ امور ہیں جو تمہیں پیش آئیں گے اور جتنا کہ تم کو وعدہ دیا گیا ہے پس آپس میں مت جھگڑو اور نہ حسد کرو اور نہ دشمنی کرو جیسے کہ خدا نے تم کو حکم کیا ہے آپس کے بھائی بن جاؤ میں تم کو اپنے خویش اہل بیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں۔

(۱۶) عن ابن عمر قال اخر ما تکلم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخلفونی فی اھل بیتی (اخرجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا کہ تم میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آؤ۔

احادیث متفرق اہل بیت کے فضائل میں

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزلت ھذہ الآیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذالک من احب اللہ ورسولہ واھل بیتی صادقا غیر کاذب (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام روایت فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ (خدا کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خدا تعالے اور اسکے رسول اور میرے اہل بیت سے سچی محبت رکھنے والا ہو بغیر جھوٹ کے۔

(۲) عن علی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضبا حتی استوی علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم۔

قال ما بال رجال یوذوننی فی اهل بیتی والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحبنی حتی یحب
ذریتی (اخرجہ ابن حبان) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہایت غضب میں دولت خانہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر خدائے پاک کی صفت ثنا بیان
فرماکر کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ میری اہل بیت کی نسبت مجھ کو ایذا دیتے ہیں اس ذات پاک کی قسم ہے
کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ تب تک ایمان نہیں لائے گا جب تک مجھ سے
محبت نہیں کریگا اور مجھ سے محبت نہیں کریگا جب تک کہ میری ذریت سے محبت نہیں کریگا۔

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاهلی من بعدی (اخرجہ الحاکم
وابو یعلی الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ تمہارا نیک وہ ہے جو میرے اہل کے ساتھ میرے بعد نیک ہے۔

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمتہ واحبونی
لحب اللہ واحبوا اهل بیتی بحبی (اخرجہ الترمذی والحاکم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا سے محبت کرو اس چیز کی وجہ سے کہ تم کو اپنی
نعمتوں سے کھلاتا ہے اور مجھ سے خدا کے لیے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میرے لیے محبت کرو۔

(۵) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبنا اهل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا
الا منافق شقی (اخرجہ الملا فی سیرتہ) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت کو نہیں دوست رکھے گا مگر مومن متقی اور نہیں دشمن رکھے گا
مگر منافق بدبخت۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابغض اهل البیت فهو منافق
(اخرجہ احمد فی المناقب) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے۔

(۷) عن ابی بکر الصدیق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حفظنی فی اهل بیتی فقد اتخذ عند اللہ عہدا
(اخرجہ ابو سعد والملا فی سیرتہ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اہل بیت کی حفاظت کرے گا میں نے اس کے لیے خدائے
تعالیٰ سے عہد لے لیا ہے۔

(۸) عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا باهل بیتی فانی اخاصمکم

عنہم غداً ومن آکل خصمہ اللہ ومن اخصمہ اللہ دخل النار (اخرجہ ابو سعد والملاء) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیکی کرو میرے اہل بیت کے ساتھ میں بیشک ان کے لیے کل تم سے جھگڑوں گا اور جس کے ساتھ میں جھگڑنے والا ہونگا اس سے اللہ تعالے جھگڑے گا۔ اور جس سے اللہ تعالے جھگڑے گا وہ آگ میں گھسے گا۔

(۹) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اذانی فی اہل فقد اذی اللہ (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے اہل کو ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۱۰) عن عبد المطلب بن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل قلب امرئ ایمان الا بحب قرابتی (اخرجہ احمد والترمذی) عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے۔

(۱۱) عن جابر قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ یقول ایہا الناس من ابغضنا اہل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یہودیا (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء البیت) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اے لوگو جس نے ناراض کیا میرے اہل بیت کو اللہ تعالے اسکو دن قیامت کے یہودیوں میں اٹھائے گا۔

(۱۲) عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکل شئی اساس واساس الاسلام حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحب اہل بیتہ (اخرجہ البخاری فی تاریخہ والسیوطی فی احیاء المیت) امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہا فرمایا حضور پرنور رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم ہر ایک چیز کے لیے ایک بنیاد ہوتی ہے اور بنیاد اسلام کی محبت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اہل بیت۔

(۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فی قولہ لسوف یعطیک ربک فترضیٰ قال رضی محمد: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے اور قریب ہے کہ دیگا تجھے رب تیرا پس راضی ہو جائیگا تو کہا راوی نے پس راضی ہو گئے محمد صلعم کہ انکے اہل بیت دوزخ میں نہ داخل ہونگے۔

(۱۴) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لامتی ومن احب اہل بیتی (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء البیت) جناب علی علیہ السلام سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت میری امت کے لیے ہے اور اس شخص کے لیے جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے

عترت کی تحقیق

لیث کا قول ہے عترۃ الرجل سے اسکے مددگار مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے عترۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مددگار ہیں۔ ابن سکیت کے نزدیک عترت اور رہط کے ایک معنی ہیں اور رہط قوم اور قبیلہ کو کہا جاتا ہے اور اس کا اطلاق عربی زبان میں صرف مردوں پر ہوتا ہے محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک عترۃ مرادف عشیرۃ اور بعض کے نزدیک مرادف ذریت ہے باپ دادا کی اولاد کو عشیرۃ اور نسل کو ذریت کہتے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ عترت سے قریبی اہل بیت اور کبھی دور کے رشتہ دار بھی مراد ہو سکتے ہیں (العزیزیین عبیدہ) ثعلب بن اعرابی سے روایت کرتا ہے کہ عترت سے صرف ذریت مراد ہے یعنی وہ اولاد جو اس کی صلب سے پیدا ہو اور وہ نسل جو اسکے پیچھے رہے عرب اس کے سوا اور کسی کو عترت نہیں کہتے ہیں (ازہری اسی قول کی تائید کرتا ہے) مصباح المنیر۔

پس اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت یعنی اولاد جناب امیر علیہ السلام کی جو جناب سیدہؑ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عترت کہلاتی ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مہذب میں لکھتے ہیں۔ (عترتہ الذین ینسبون الیہ صلی اللہ علیہ وسلم وھم اولاد فاطمۃ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت وہ لوگ ہیں جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیجاتی ہے اور وہ جناب سیدہؑ کی اولاد ہیں۔ بعض اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں نے اعتراض کیا ہے کہ اولاد بنت ذریت میں داخل نہیں باوجودیکہ بیٹی کی اولاد کا ذریت میں داخل ہونا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے جس کی بحث ہم پیشتر لکھ چکے ہیں

یہ لفظ بھی اہل عبا کے سوا دوسروں کی شان میں وارد نہیں ہوا۔

احادیث فضائل عترت

عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انھم عترۃ رسولک فھب مسیئھم لمحسنھم وھب لی قال ففعل واخرجہ الملا فی سیرتہ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ تیرے رسول کی عترت ہیں ان کے

بروں کو ان کے نیکوں کے بدلے بخش اور ان سب کو میرے لیے بخشدے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ انا لھم شفاعتی یوم القیامۃ المکرم لذریتی والقاضی لحوائجھم والساعی فی امورھم عند ما اضطروا الیہ والمحب لھم بقلبہ ولسانہ (اخرجہ الامام علی ابن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنائی مسند اھل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہنچے گی ایک وہ شخص جو کہ میری ذریت کی تکریم کرنیوالا ہے دوسرا وہ شخص جو ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے تیسرے وہ جو کہ انکے امور میں جن میں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے چوتھے وہ جو کہ دل اور زبان سے انکا دوست ہے۔

(۳) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ الحقنا بھم ذریتھم قال اللہ ان یرفع ذریۃ المؤمن معہ فی درجتہ فی الجنۃ وان کانوا دونہ فی العمل ثم قرأ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم الخ وقال فان کان ھذا فی ذریۃ مطلق المؤمن فما ذلک بذریۃ صلی اللہ علیہ وسلم رتبتہ۔ السمہودی فی جواھر العقدین) ابن عباس سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جسکا کہ ترجمہ یہ ہے (کہ ملا دیا ہے ہم نے ان سے ان کی ذریت کو) روایت ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ بلند کر دیگا مومن کی ذریت کا درجہ اسکے ساتھ جنت میں اگرچہ اس مومن سے عمل میں وہ کمتر ہونگے پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہم نے ان کی ذریت کو ان کا پیرو کیا ہے ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے ہم نے انکے ساتھ ان کی ذریت کو) اور یہ کہا کہ جب کہ مطلق مومن کی ذریت کا حال یہ ہے تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا کیا مرتبہ ہوگا۔

(۴) عن علی قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یعنی علی سے فرمایا کہ یا علی بتحقیق خدا نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیری اہل اور تیرے شیعوں کو تیری شیعوں کے محبوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو تو انزع اور بطین ہے۔

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمۃ کنت انا وانت وولدک علی خیل بلق متوجۃ تیجان بالدر والیاقوت فیامر اللہ بکم الی الجنۃ والناس ینظرون (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنائی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہ

آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تیری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہونگے اور انکے سروں پر در اور یاقوت کے جڑاؤ تاج رکھے ہوئے ہونگے پس ان کو اللہ تعالی جنت کی طرف جانیکا حکم دیگا اور لوگ دیکھتے ہونگے۔

(۶) عن عاصم بن النجود عن زر بن جبیش عن ابن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذریتہا علی النار (اخرجہ البزار فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ) قاری عاصم بن النجود زر بن جبیش سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ نے اپنے شرمگاہ کو محفوظ رکھا ہے پس خدا نے اسکی ذریت پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ تدرین لما سمیت فاطمۃ قال علی لم سمیت فاطمۃ یا رسول اللہ قال ان اللہ قد فطمہا وذریتہا من النار (اخرجہ الحافظ ابو القاسم الدمشقی ونقلہ المحب الطبری فی الریاض من مسند علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا فاطمہ کیوں نام ہوا ہے علی نے کہ اس وقت حاضر تھے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اسکو اور اسکی ذریت کو آگ سے چھڑایا ہے۔

(۸) عن عبد الرحمن بن عوف قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ انصرف الی الطائف فحاصرھا سبع عشرۃ او تسع عشرۃ یوما ثم قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اوصیکم بعترتی خیرا وان موعدکم الحوض والذی نفسی بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ او لابعثن علیکم رجلا کنفسی یضرب اعناقکم ثم اخذ بید علی فقال ھو ھذا (اخرجہ ابن ابی شیبۃ وابو یعلی والحاکم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو طائف کیطرف لوٹے اور اسکا سترہ دن یا انیس دن محاصرہ کیا پھر خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں اپنی عترت کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس بیشک حوض کوثر تمہارے وعدے کی جگہ ہے مجھے اسی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور تم نماز پڑھو اور زکوۃ دو ورنہ تمہاری طرف ایسے ایک آدمی کو بھیجوں گا کہ وہ میرے جیسا ہے وہ تمہارے گردن مارے گا پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہے۔

(۹) عن ابن عمر قال آخر ما تکلم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلفونی فی عترتی اھل

بیتی (اخرجه الطبرانی فی الاوسط والسیوطی فی احیاء احیاء المیت) ابن عمر سے روایت ہے کہ سب سے آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا یہ ہے کہ میرے بعد میری عترت اہلبیت سے نیکی کرو۔

(۱۰) عن معقل ابن یسار قال سمعت ابابکر رضی اللہ عنہ یقول علی ابن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الذی حث علی التمسک بھم (اخرجہ الدار قطنی) معقل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی بن ابی طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت میں جس سے کہ تمسک پر آنحضرت صلی علیہ وسلم نے لوگوں کو برانگیختہ فرمایا ہے۔

(۱۱) عن ابی لیلی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ ویکون عترتی احب الیہ من عترتہ ویکون اھلی احب الیہ من اھلہ ویکون ذاتی احب الیہ من ذاتہ (اخرجہ الدیلمی) ابو لیلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے گا کوئی بندہ کہ جب تک مجھے اپنی جان سے زیادہ محبت کرے اور میری عترت سے سوا پیار نہ کرے اور میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ نہ چاہے۔

(۱۲) عن ابی سعید قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتد غضب اللہ عزوجل علی من اذانی فی عترتی (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کا غضب بھڑکتا ہے اس شخص پر جو کہ مجھے میری ذریت کی بارے میں ایذا دیتا ہے۔

(۱۳) ومن خطب الحسن رضی فی ایامہ فی بعض مقاماتہ انہ قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول اللہ اقربون واھل بیتہ الطاھرون الطیبون واحد الثقلین الذین خلفھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثانی کتاب اللہ (مروج الذھب المسعودی) جناب حسن علیہ السلام کے خطبات سے کہ اپنے بعض ایام میں بعض مقامات پر فرمائے ہیں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم ہی ہیں خدا کا گروہ جو رستگاہ ہونیوالا ہے اور ہم ہی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رشتہ دار اور انکے پاک اور طیب اہل بیت اور ان دونوں میں سے ایک کہ جن و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کی کتاب ہے دوسرے۔

ذی القربی کی تحقیق

ذی القربیٰ سے بھی یہی ذوات مقدسہ مراد ہیں چنانچہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ قولوا من قرابتک ھولاء الذین وجبت علینا مودۃ ۔ ثم قال علی و فاطمۃ و ابناھما (اخرجہ احمد و ابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم والدیلمی والثعلبی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کہہ دے یارسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اس کی اجرت مگر قریبیوں کی مودت ۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکی مودت کو خدا نے ہم پر واجب کیا ہے آپ نے فرمایا وہ فاطمہ اور علی اور ان کے دونوں بیٹے ہیں ۔

(۲) عن زاذان عن علی قال فینا اھل البیت فی حم ایۃ لا یحفظ مودتنا الا کل مومن ثم قرأ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (اخرجہ ابوالشیخ) مروی ہے زاذان سے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ سورہ حم میں ہم اہل بیت کی شان کی نسبت ایک آیت ہے جس کا کہ مضمون یہ ہے کہ ہم اہل بیت کی مودت کو محفوظ نہیں رکھے گا مگر ہر ایک مومن پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہہ دے یارسول اللہ نہیں مانگتا میں تم سے اس کی اجرت مگر قریبیوں کی

تنبیہ

چونکہ اس فصل میں جناب امیر علیہ السلام کی اولاد صالح کا بیان ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ علیہم السلام کے مختصر حالات سے اس کتاب کو زینت دی جائے ۔

منحصر ہونا امامت کا دوازدہ امام علیہم السلام میں

(۱) عن جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر عزیزاً ینصرون علی ناواھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (اخرجہ الشیخان ولہ طرق والفاظ ومنھا لا یزال ھذا الامر صالحا ومنھا لا یزال ھذا الامر ماضیا) (رواہ احمد) ومنھا لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلاً (اخرجہ المسلم) ومنھا عندہ ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمضی لہ فیھم اثنا عشر خلیفۃ ومنھا عندہ یزال الاسلام عزیزاً منیعا الی اثنا عشر خلیفۃ ومنھا عند البزار لا یزال امر امتی قائما یمضی اثنا عشر خلیفۃ جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہے گا جب تک کہ مدد کریں گے بارہ خلیفے جو سب قریش سے ہوں گے ۔

شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے تو اسی طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن اسکے طریقے اور الفاظ بہت سے ہیں۔ ان میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ہمیشہ یہ امر جاری رہے گا (ان دونوں کو امام احمد نے روایت کیا) اور ایک روایت مسلم نے کی ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جبکہ تولیت اس کی بارہ خلیفے کریں گے اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ یہ امر نہیں گذرے گا جب تک کہ جاری کریں گے اسکو بارہ خلیفے۔ اور ایک روایت مسلم کی اور ہے کہ ہمیشہ اسلام عزیز اور بلند رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گزر جائیں گے اور بزار نے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ ہمیشہ میری امت کا کام قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلیفے گزر جائیں

(۲) عن مسروق قال عبد اللہ بن مسعود جالسا فی المسجد فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود هل حدثکم نبیکم کم یکون بعدہ من خلیفۃ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (اخرجہ احمد فی المسند والبزار والطبرانی فی الکبیر فی مسند عبد اللہ بن مسعود) مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اسکے پاس آیا پس کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپکے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے کہنے لگے ہاں مثل نبی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین و خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من امتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کی ترازو ہوں حسن و حسین اس ترازو کے پلڑے ہیں علی اسکی زبان ہے فاطمہ اسکا علاقہ ہیں اور میری امت کے امام اس کے عمود ہیں اور اس میں ہمارے محبین اور مبغضین کے اعمال وزن کیے جاتے ہیں۔

(۴) عن سلمان قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الحسین علی فخذیہ وهو یقبل عینیہ ویقبل فاہ ویقول انت سید ابن سید وانت امام ابن امام وانت حجۃ ابن حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعهم قائمهم (اخرجہ فی المودۃ السید علی الهمدانی الشافعی واخطب خوارزم فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پر نور میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جناب حسین علیہ السلام آپ کی ران پر بیٹھے ہیں اور حضور انکی آنکھوں اور منہ کو چوم رہے ہیں اور فرماتے تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور تو امام کا بیٹا امام ہے اور حجت کا بیٹا حجت ہے اور تو نو حجتوں کا باپ ہے نواں انکا قائم آل محمد صلعم ہے۔

ولد الحسین معصومون (المودات) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو شخص اولاد حسین میں سے معصوم ہیں۔

مناقب امام زین العابدین علیہ السلام

وھو علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام المعروف بزین العابدین ویقال لہ علی الاصغر لیس للحسین عقب الا من زین العابدین وھو ابو الائمۃ وسادات التابعین امہ سلافہ بنت یزدجرد اخر ملوک فارس وکان یقال لزین العابدین ابن الخیرتین لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ تعالیٰ من عبادہ خیرتان فخیرتہ من العرب قریش ومن العجم فارس (ابن خلکان) آپ کا نام نامی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے آپ مشہور ہیں زین العابدین کے لقب سے۔ اور آپ کو علی اصغر بھی کہا جاتا ہے سوا امام زین العابدین کے حضرت حسین علیہ السلام کی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی آپ ابو الائمہ اور سید التابعین ہیں حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام سلافہ بنت یزدجرد ہے یزدجرد پر شاہان فارس کا سلسلہ ختم ہوتا ہے آپکو ابن الخیرتین کہا جاتا ہے کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بندوں میں سے دو گروہ بہتر ہیں پس میں نے عرب سے قریش کو اور عجم سے فارس کو منتخب کر لیا ہے۔

(۲) ولد یوم الخمیس فی المدینۃ خامس شعبان سنہ ثمان وثلاثین فی ایام جدہ علی بن ابی طالب قبل وفاتہ بسنتین وکنیتہ ابو محمد وابن الحسین ویلقب بزین العابدین وسجاد وذو الثفنات والزکی والامین فامہ ام ولد اسمھا غزالہ وقیل ام سلمۃ وقیل شاہ زنان (تذکرہ خواص الامۃ بسبط ابن الجوزی) آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں پانچویں شعبان ۳۸ھ ہجری کو آپکے جد امجد جناب علی علیہ السلام کے عہد خلافت میں ان کی وفات سے دو برس پہلے ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور ابن الحسین ہے اور لقب زین العابدین اور سجاد۔ اور ذو الثفنات اور زکی اور امین ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا کہ نام مبارک غزالہ تھا بعض کہتے ہیں کہ ام سلمہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شاہ زنان تھا۔

ذہبی نے طبقات الحفاظ میں آپ کی کنیت ابو الحسین اور ابو محمد اور ابو عبد اللہ بھی لکھی ہے۔ اور آپکا سجاد لقب ہونیکی وجہ تسمیہ کو جناب محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ ان ابی علی ابن الحسین ما ذکر اللہ عز وجل نعمۃ علیہ الا سجد ولا قرأ آیۃ من کتاب اللہ عز وجل فیھا سجود

الا سجد ولا فرغ صلوٰۃ مفروضۃ الا دفق لا صلاح بین اثنین الا سجد وکان اثر السجود فی جمیع مواضع سجودہ فسمی السجاد بذلک یعنی میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام جب کبھی خدا کی نعمت کا ذکر کیا کرتے تو سجدہ کرتے اور جب کبھی کلام اللہ کی آیت پڑھتے کہ جس میں سجدہ آجاتا تو آپ سجدہ فرماتے اور جب فرضوں سے فارغ ہوتے تو سجدہ کرتے اور جب دو شخصوں کی صلح کراتے تو سجدہ کرتے۔ آپ کے تمام مواضع سجود میں سجدے کا نشان پائے جاتے تھے اس لیے آپ کو سجاد کہا جاتا تھا اس وجہ سے آپ کو ذوی الثفنات بھی کہا جاتا تھا۔

اور آپ کا لقب زین العابدین ہونے کی یہ وجہ ہے کہ آپ ایک رات نماز میں مصروف تھے کہ شیطان نے اژدہا کی صورت بن کر چاہا کہ آپ کو عبادت الٰہی سے باز رکھے حضرت نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کی یہاں تک کہ اُس نے حضرت کے پائے مبارک کی انگلی کو کاٹا لیکن آپ نے نماز ترک نہ کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو غیب سے آواز آئی۔ انت زین العابدین (شواہد النبوۃ جامی) اور امام مالک کہتے ہیں سمی بزین العابدین لکثرۃ عبادتہ یعنی جناب کا نام زین العابدین آپ کی کثرت عبادت کی وجہ سے ہوا ہے۔

انکی ولادت کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۳۳ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۷ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۶ھ میں اور بعض کے نزدیک ۳۸ھ میں ہوئی۔

قال ابن سعد فی الطبقات وکان علی بن الحسین من الطبقۃ الثانیۃ من التابعین وکان ثقۃ مامونا کثیر الحدیث عالیا رفیعا ورعا عابدا خائفا یعنی جناب علی بن حسین تابعین کے دوسرے طبقہ میں سے تھے اور نہایت ثقہ امانتدار بہت سی حدیثوں والے بلند مرتبہ والے خدا سے ڈرنے والے عابد اور خائف تھے۔

وکان ابن عباس اذا راٰہ قال مرحبا بالحبیب بن الحبیب (تذکرۃ خواص الامۃ) اور ابن عباس جب انہیں دیکھتے تو کہتے شاباش اے محبوب محبوب کے بیٹے۔

عن صالح بن حسان قال قال رجل لسعید بن المسیب ما رأیت احدا اورع من فلان قال فھل رأیت علی بن الحسین قال لا قال ما رأیت احدا اورع منہ (حلیۃ الابرار للحافظ ابی نعیم) صالح بن حسان کہتا ہے کہ ایک آدمی نے سعید بن مسیب خیر التابعین سے کہا کہ میں نے فلانے شخص سے کسی کو زیادہ متورع نہیں دیکھا سعید نے جواب دیا کہ تو نے علی بن حسین کو بھی دیکھا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ سعید نے کہا میں نے ان سے زیادہ کوئی متورع نہیں دیکھا۔

قال الذھبی والعیاما رأینا قرشیا افضل منہ ذہبی اور عیینہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی قریشی ان سے

افضل نہیں دیکھا ۔

عن الزهري قال ما رأيت احدا افضل وافقه من علي بن الحسين وكذا قال ابو حازم (حلية الابرار وطبقات الحفاظ) ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین سے زیادہ افضل اور فقیہ کوئی نہیں دیکھا اور ابو حازم نے بھی ایسا ہی کہا ہے ۔

قال ابن ابي شيبة اصح الاسانيد كلها الزهري عن علي بن الحسين عن ابيه عن علي (طبقات الحفاظ للذهبي) ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ تمام صحیح ترین وہ اسانید ہیں جو زہری جناب علی بن حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔

قال مالك كان من اهل الفضل (طبقات الحافظ) امام مالک کہتے ہیں کہ جناب امام زین العابدین اہل فضل میں سے ہے ۔

وفي رواية كان اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصدقة السر حتى مات علي بن الحسين (حلية الابرار) اور ایک روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جب تک جناب علی بن حسین زندہ رہے ہم سے پوشیدہ خیرات گم نہیں ہوئی ۔

قال ابن عائشة سمعت اهل المدينة يقولون ما فقدنا الصدقة السر الا بعد موت علي بن الحسين قال ابن اسحاق كان ناس من اهل المدينة يعيشون لا يدرون من اين معاشهم فلما مات علي بن الحسين فقدوا ما كانوا يؤتون به ليلا الى منازلهم قال سفيان وكان يحمل جراب الخبز على ظهره في الليل يتصدق به فلما غسلوه جعلوا ينظرون الى سواد في ظهره فقيل ما هذا فقالوا كان يحمل جراب الدقيق ليلا على ظهره يعطيه فقراء اهل المدينة (صواعق محرقہ) ابن عائشہ کہتا ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہماری مخفی خیرات علی ابن حسین کے مرنے سے جاتی رہی ہے ابن اسحاق کہتا ہے اہل مدینہ کے بعض آدمی اپنا اپنا کھانا پاتے تھے لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں سے پلتے ہیں اور کون پہنچاتا ہے ۔ جب علی ابن حسین فوت ہو گئے ۔ تو رات کو ان کا کھانا ان کے مکانوں پر نہ آیا ۔ سفیان کہتے ہیں کہ رات کو آپ روٹیوں کا تھیلا اپنی پیٹھ پر رکھ کر خیرات بانٹتے تھے جب آپ کو غسل دینے لگے تو ایک سیاہ داغ آپ کی پشت مبارک پر نظر آیا ۔ پوچھا گیا یہ کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ آپ رات کو آٹے کا تھیلا اٹھا کر فقراء اہل مدینہ کو دیتے پھرتے تھے ۔

قال ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ واما علي بن الحسين على اختلاف المذاهب مجمعون عليه

لیمیزی لهم فی الدنیا ولا شك احد فی تقدمہ وکان اهل الحجاز یقولون لم نرثلثة فی الدهر یرجعون الی اب قریب کلهم یسمی علیا وکلهم یصلح للخلافة لتکامل خصال الخیر فیهم یعنون علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب وعلی بن عبد الله بن جعفر وعلی بن عبد الله بن عباس رضوا علیهم ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ لکھتے ہیں باوجود اختلاف مذاہب جناب علی بن الحسین کی نسبت تمام لوگ متفق ہیں اور کوئی شخص آپ کی بزرگی کے بارے میں شک نہیں رکھتا اہلِ حجاز کہا کرتے تھے کہ ہم نے دنیا میں کوئی تین آدمیوں جیسا نہیں دیکھا کہ بالکل اپنے دادا کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ اور ان تینوں کا نام علی تھا۔ اور ہر ایک ان تینوں میں سے بباعث کامل ہونے خصائل خیر کے خلافت کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ یہ ہیں یعنی علی بن حسین بن علی۔ اور علی بن عبداللہ بن جعفر۔ اور علی بن عبداللہ بن عباس

کان زین العابدین عظیما التجاوز والعفو والصفح حتی انه سبه رجل فتغافل عنه فقال له ایاك اعنی فقال وعنك اعرض واشار الی قوله تعالیٰ خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلین (صواعق محرقہ) جناب امام زین العابدین بڑے تجاوز کرنیوالے اور عفو کرنے والے اور گناہوں سے درگذر کرنیوالے تھے یہاں تک کہ ایک شخص نے آپ کو برا کہا آپ نے اس سے تغافل فرمایا اس نے کہا آپ مجھ سے بے پروا ہیں آپ نے فرمایا میں تجھ سے اعراض کرتا ہوں اور آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عفو کو اختیار کر اور اچھے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر لے۔

عن حفص القرشی قال کان علی بن الحسین اذا توضأ اصفر لونه فقیل له ذلك فقال الا تدرون بین یدی من اقف وحکی انه یصلی فی الیوم واللیلة الف رکعة (صواعق محرقہ) حفص قرشی کہتے ہیں کہ جناب امام علی بن حسین علیہ السلام جبکہ وضو کرتے تو آپکا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ کی خدمت میں اسکی نسبت عرض کیا آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور تو یہ بھی مروی ہے کہ جناب دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن ابی الفرج الاصبهانی قال وقع فی دار علی بن الحسین حریق وهو ساجد فقالوا النار النار یا بن رسول الله فما رفع رأسه حتی طفیت فقیل ما الذی الهاك عنها فقال النار الاخری (تذکرة خواص الامة) علامہ ابو الفرج الاصبہانی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی آپ اس وقت سجدے میں تھے لوگ آگ آگ پکارنے لگے حضرت نے سجدے سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ لوگوں نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ آپ کو کس چیز نے اس آگ سے غافل کر دیا تھا آپ نے فرمایا آخرت کی آگ نے

قال القرشي جاء رجل الى علي بن الحسين فقال ان فلانا يقع فيك فقال قم بنا اليه فقام معه وهو يظن انه ينتصر لنفسه فلما وصل قال له يا فلان ان كان ما قلت حقا فغفر الله لي وان كان افتراء فغفر الله لك (تذکرۃ خواص الامۃ) علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب امام علی بن الحسین علیہ السلام سے جا کر بیان کیا کہ فلاں آدمی آپ کی بدگوئیاں کرتا ہے آپ نے فرمایا اس کے پاس میرے ساتھ چل وہ آپ کے ساتھ ہو لیا اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ مجھے اپنی مدد کے لیے ساتھ لے چلیں ہیں جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو فرمایا اے فلاں جو کچھ کہ تو نے کہا ہے اگر سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہے تو تجھے بخشے۔

اخرج ابو نعیم انه لما حج هشام بن عبد الملك في حيوة ابيه فاجتهد ان يستلم الحجر فلم يمكنه من الازدحام فنصب منبرا الى جانب زمزم وجلس ينظر الى الناس حوله جماعة من اعيان اهل الشام فبينما هو كذلك اذ اقبل زين العابدين فلما انتهى الى الحجر تنحى له الناس حتى استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا قال لا اعرفه مخافة ان يرغب اهل الشام في زين العابدين فقال الفرزدق انا اعرفه ثم انشاء حافظ ابو نعیم حلیۃ الابرار میں لکھتے ہیں۔ کہ جب ہشام بن عبدالمطلب اپنے باپ کی زندگی میں حج کرنے کے لیے گیا ہے اس حجر الاسود کے بوسہ کے لیے نہایت زور مارا لیکن لوگوں کے بھیڑ کی وجہ سے اسکو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا پس ایک کرسی پر زمزم کے قریب بیٹھ گیا اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھنے لگا اسکے گرد اعیان اہل شام کی ایک جماعت کھڑی تھی وہ ابھی اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے جب حجر الاسود کے پاس پہنچے تو لوگ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے حجر الاسود کو چوما اہل شام میں سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا کون بزرگ ہیں جن کی کہ لوگ اس قدر تعظیم کرتے ہیں ہشام اس خوف سے کہ مبادا یہ لوگ امام زین العابدین کی جانب گرویدہ ہو جائیں یہ کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں ابو فراس فرزدق جو اس زمانہ میں مشہور شاعر تھا کہنے لگا میں ان کو بخوبی جانتا ہوں اور اس نے فی البدیہہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

قصیدۂ فرزدق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	والبیت یعرفه والحل والحرم
یہ وہ ہے جسکے قدم کی جگہ کو مکہ پہچانتا ہے	اور خانہ کعبہ اور حل اور حرم اسکو جانتے ہیں
هذا ابن خیر عباد اللہ کلهم	هذا التقی النقی الطاهر العلم
یہ خدا کے تمام بندوں سے افضل کا بیٹا ہے	یہ پرہیزگار اور پاکیزہ اور پاک اور سردار ہے
اذا رأته قریش قال قائلهم	الی مکارم هذا ینتهی الکرم
جب قریش انکو دیکھتے ہیں ان کا ایک کہتا ہے	اسکی جوانمردیوں پر کرم کا خاتمہ ہوتا ہے
ینمی الی ذروة العز التی قصرت	عن نیلها عرب الاسلام والعجم
عزت کی بلندی پر اس طرح چڑھا ہے کہ قاصر ہو گئے ہیں	اسکے حاصل کرنے سے عرب کے مسلمان اور عجم کے
یکاد یمسکه عرفان راحته	رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم
نزدیک ہے کہ اسکے ہاتھ کو پہچان کر پکڑ لے	کعبہ کی دیوار کا رکن یعنے حجر اسود جبکہ وہ آکر بوسہ دیتا ہے
فی کفه خیزران ریحه عبق	فی کف اروع فی عرنینه شمم
اسکے ہاتھ میں بید مشک ہے جسکی بو نہایت سوندھی ہے	اس خوبرو جوان کے ہاتھ میں ہے کہ جسکی ناک میں بلندی ہے
یغضی حیاء ویغضی من مهابته	فما یکلم الا حین یبتسم
وہ حیا سے نگاہ نیچی رکھتا ہے اور اسکے سامنے ہیبت سے کوئی دیکھ نہیں سکتا	اسکے ساتھ بات نہیں کیجاتی مگر جبکہ وہ خود ہنستا ہے
ینشق نور الهدی من نور غرته	کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
اسکی پیشانی کے نور سے ہدایت کھلتی ہے	مثل آفتاب کی اسکے نور سے تاریکی دور ہوجاتی ہے

[illegible]

من جده دان فضل الانبياء له
اسکی جد کے سامنے انبیاء کے فضل فرمانبرداری کرتا ہے
وفضل امته دانت له الامم
اور اسکی امت کے سامنے تمام امتیں پانی بھرتی ہیں

منشقة من رسول الله نبعته
اسکے وجود کی کونپل جناب رسول اللہ کے شجر وجود سے ہوئی ہے
طابت عناصره والخيم والشيم
اسکے عناصر جسمیہ اور خو اور خصلت سب پاک پیدا ہوئے ہیں

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله
اگر تو اس سے ناواقف ہے تو یہ حضرت فاطمہ کا بیٹا ہے
بجده انبياء الله قد ختموا
اسکا جد امجد خاتم الانبیاء ہے

الله شرفه قدما وعظمه
خدا نے ازل سے اسکو شرف اور بزرگی عطا کی ہے
جرى بذاك له في لوحه القلم
اسکی شرف اور بزرگی کے لیے قلم لوح پر چلایا ہے

الليث اهون منه حين تغضبه
جب تو اسکو غصہ میں لائے تو اس سے شیر کا سامنا تجھے آسان ہے
والموت ايسر منه حين يهتضم
اسکی خشمگی کے وقت موت آجانی بہتر ہے

فليس قولك من هذا بضائره
تیرا یہ کہنا کہ کون ہے یہ اسکو ضرر رساں نہیں
العرب تعرف من انكرت والعجم
تمام عرب و عجم پہچانتا ہے کہ تو نے کس شخص کا انکار کیا ہے

كلتا يديه غياث عم نفعهما
اسکے دونوں ہاتھ فریاد رس خلایق ہیں کہ انکا نفع عام ہے
تستوكفان ولا يعروهما عدم
اس سے خلقت فیض کی طالب ہے افلاس ان پر نہیں طاری ہو سکتا

سهل الخليقة لا تخشى بوادره
وہ نہایت نرم خو ہے اسکے خشم سے نہیں ڈر آتا
يزينه اثنان حسن الخلق والشيم
اسکی ذات کو دو چیزوں نے حسن خلق اور خوشخوئی نے آراستہ کیا

حمال اثقال اقوام اذا فدحوا
قوموں کے بوجھ کا وہ اٹھانیوالا ہے دراں حالیکہ قرض سے زیر بار ہو
حلو الشمائل تحلو عنده نعم
وہ نہایت شیریں شمائل ہے اسکی پاس سبھی نعمتیں شیریں ہو جاتی ہیں

---

۱ دان ماضی از دین بمعنی فرمانبردار شدن ۲ نبعت بفتح النون درخت ۳ خیم بمعنی خو ۴ شیم جمع شیمہ خصلت ۵ لیث شیر ۶ اہون سبک ۷ ایسر آسان ۸ یہتضم مضارع مجہول اہتضام بمعنی بہ پیہرے شکستن ۹ غیاث فریادرس ۱۰ تستوکف مضارع استیکاف بمعنی چکیدن ۱۱ لیعرو مضارع عرو بمعنی فرود آمدن ۱۲ سہل بمعنی آسان ۱۳ خلیقہ مردم خو ۱۴ تخشی از خشیۃ بمعنی ترسیدن ۱۵ بوادر جمع بادرہ بمعنی شتاب زدگی ۱۶ فدحوا ماضی جمع از فدح گرانبار کردن وام کسی ۱۷ حلو بمعنی شیریں۔

ما قال لا قط الا فی تشہدہ — لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کبھی اس نے بجز وقت تشہد کے لا نہیں کہا — اگر تشہد نہ ہوتا تو اس کا لا بھی نعم ہوتا

لا یخلف الوعد میمون نقیبتہ — رحب الفناء اریب حین یعتزم

وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یہ مبارک نفس والا ہے — مہمانوں کی لئے اسکے گھر کا صحن فراخ ہے اور ارادہ کے وقت عقلمند ہے

عم البریۃ بالاحسان فانقشعت — عنہا الغیابۃ والاملاق والعدم

اس نے احسان کے ساتھ خلقت کو گھیر لیا ہے پس دور ہو گیا ہے — خلقت سے رنج اور گدائی اور افلاس

من معشر حبہم دین و بغضہم — کفر و قربہم منجی و معتصم

یہ اس گروہ سے ہے کہ انکی محبت دین ہے اور ان کا بغض — کفر ہے اور انکا قرب بچانے والا اور پناہ دینے والا ہے

ان عد اہل التقی کانت ائمتہم — او قیل من خیر اہل الارض قیل ہم

اگر پرہیزگاروں کا شمار کیا جائے تو ان کے امام ہیں — اور اگر پوچھا جائے کہ زمین والوں میں افضل کون ہیں تو یہی کہا جاتا ہے

لا یستطیع جواد بعد غایتہم — ولا یدانیہم قوم وان کرموا

جہاں وہ پہنچے ہیں وہاں کوئی جوانمرد سخاوت کرنے والا نہیں پہنچا — ان تک کوئی قوم نہیں پہنچ سکتی اگرچہ وہ سخاوت کرنے والے ہوں

ہم الغیوث اذا ما ازمۃ ازمت — والاسد اسد الشری والباس محتدم

وہ مینہ ہوتے ہیں جب قحط کی تکلیف لوگوں کو بگاڑ دیتی ہے — وہ شیر ہیں شیر کچھار کی جبکہ جنگ کا معرکہ گرم ہوتا ہے

لا ینقص العسر بسطا من اکفہم — سیان ذالک ان اثروا وان عدموا

انکے ہاتھ کی فراخی کو یعنی سخاوت کو عسر نقصان نہیں پہنچاتی — یہ دونوں یعنی تنگی اور فراخی انکے سامنے برابر ہے اگرچہ مالدار ہوں یا مفلس

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرہم — فی کل بدء و مختوم بہ الکلم

انکا ذکر خدا کے ذکر کے بعد مقدم ہے — ہر کلام کے آغاز اور اختتام پر

۱؎ تشہد اشہد ان لا الہ گفتن ۲؎ نقیبہ بمعنے جان منہ فلان میمون النقیبۃ اذا کان مبارک النفس ۳؎ رحب بمعنے فراخ ۴؎ فناء کرد اگرد خانہ منہ فناء الدار ۵؎ اریب خردمند ۶؎ یعتزم یعنی عزم یعتزم اعتزام بمعنے قصد کردن انقشعت ماضی انقشاع بمعنے منتشر شدن ۷؎ الاملاق درویش شدن ۸؎ غیابہ رنج دیدن ۹؎ عدم نیستی درویشی ۱۰؎ ازمۃ بمعنے سختی و قحط ۱۱؎ الشری نام جنگلی کہ شیروں کی جائے ماتن شیران است ۱۲؎ محتدم از احتدام افروختہ شدن آتش ۱۲

یأبی لهم ان یحل الذم ساحتهم	خیم کریم وایدی بالندی هضم
ان کے گھر کے صحن میں اترنے سے مذمت انکار کرتی ہے	سخاوت انکی عادت ہے، اور انکے ہاتھ بخشش میں خرچ کرنیوالے ہیں
ای الخلائق لیست فی رقابهم	لاولیة هذا اوله نعم
وہ کون سے لوگ ہیں کہ انکے غلاموں کے شمار میں نہیں	اسکے پیشوا ہونے کی وجہ سے یا اسکے صاحب نعمت ہونیکی وجہ سے
من یعرف الله یعرف اولیة ذا	والدین من بیت هذا ناله الامم
جو شخص خدا کو مانتا ہے انکو پیشوا جانتا ہے	اور دین ان کے گھر سے امتوں نے پایا ہے

فلما سمعها هشام غضب وحبس فرزدق وامر له زین العابدین باثنی عشر الف درهم وقال اعذرنا لو کان عندنا اکثر لوصلناک به فقال ما امتدحته الا لله لا للعطاء فقال زین العابدین انا اهل البیت اذا وهبنا شیئا لا نستعیده (نقل از فرزدق صواعق محرقہ) جب ہشام نے اس قصیدہ کو سنا تو غصہ میں آکر فرزدق کو قید کر دیا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو دینے کا حکم فرما کر کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو اور زیادہ صلہ بھیجتے فرزدق نے کہا میں نے خدا کے لئے انکی مدح کی ہے نہ عطا کے لئے جناب امام نے فرمایا ہم اہل بیت جب کسیکو کچھ دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ فرزدق نے وہ درہم قبول کر لئے۔

عن الزهری قال حمل عبد الملک بن مروان علی بن الحسین مقیدا من المدینة فاثقله حدیدا ووکل به حفظة قال فاستاذنتهم فی وداعه فاذنوا فدخلت علیه والقیود فی رجلیه والغل فی یدیه وهو فی قبة فبکیت وقلت وددت انی مکانک وانت سالم فقال یا زهری اتظن ذالک یکربنی لو شئت لما کان وانه لتذکرة فی عذاب الله ثم اخرج رجلیه من القید ویدیه من الغل ثم قال لا جزت علی هذا یومین من المدینة قال فما مضت الا اربع لیال الا وقد تقدم ... فقدم الموکلون الذین کانوا معه الی المدینة یطلبونه فما وجدوه فسالت بعضهم فقالوا انا نراه انه لنازل ونحن حوله نرصده حتی طلع الفجر فلم نجده ووجدنا حدیده قال الزهری فقدمت بعد ذلک علی عبد الملک فسالنی عن علی بن الحسین فاخبرته فقال انه جاء فی یوم فقده الاعوان فدخل علی فقال ما انا وانت فقلت اقم عندی فقال لا احب ثم خرج فوالله لقد امتلا قلبی منه خیفة (صواعق محرقہ) نیز آخر کشف الغمہ [illegible] عبد الملک

لہ جسم مجرد آنجم عادت [illegible] انتہی جاہر [illegible] خرج کشدہ

ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین کو قید کر دیا اور پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں
ہتھکڑیاں پہنائیں۔ میں عاملوں سے اجازت لیکر امام کے ملنے کے لیے گیا جب میں ان کا یہ حال دیکھا
تو مجھ سے نہ رہا گیا اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں بجائے آپ کے اس قید میں ہوتا اور یہ حال
آپ کا میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا امام نے فرمایا کہ اے زہری کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں اس قید
سے تکلیف میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں بندگان خدا کو کوئی قید کر سکتا
ہے یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عذاب کو دیکھکر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر
پاؤں بیڑیوں سے نکال لیے کہ میں حیرت میں رہ گیا۔ فرمایا کہ ہم صرف دو منزل تک ان لوگوں کے
ساتھ ہیں۔ چوتھے دن عبدالملک کے نوکر جو امام پر موکل تھے مدینہ میں واپس آ گئے اور امام کو ڈھونڈنے
لگے ان کو کہیں پتہ امام کا نہ ملا میں نے ان میں سے ایک کو پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا ہے اس نے بیان کیا
کہ جب ہم ایک منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب کے سب بیدار تھے صبح کو جب خیمہ میں گئے تو
بجز بیڑیوں کے کچھ نہ دیکھا زہری کہتے ہیں کہ جب میں عبدالملک کے پاس گیا تو میں نے اس قصہ کو اس
سے نقل کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت میرے گماشتوں کے ہاتھوں سے نکل گئے اسی دن میرے پاس تشریف لائے
اور فرمانے لگے کہ میرے اور تیرے درمیان کیا عداوت ہے کہ جس کے بدلے میں تو ہم کو یہ تکلیف دیتا ہے
میں نے عرض کیا کہ اب آپ میرے پاس اقامت فرماویں انکار کیا اور چلے گئے۔ مجھ کو انکے چہرہ سے
اس قدر خوف آیا کہ میرا تمام جسم خوف سے بھر گیا۔
منہال بن عمر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں حج کے لیے گیا اور سجاد علیہ السلام کی قدمبوسی سے مشرف ہوا
امام نے پوچھا کہ خزیمہ بن کاہل الاصغری کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا میں اسکو کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا
ہوں فرمایا۔ اللھم اذقہ حر الحدید۔ اللھم اذقہ حر الحدید جب میں لوٹ کر کوفہ میں آیا ان دنوں میں مختار ابن
ابی عبیدہ بن جراح نے خروج کیا ہوا تھا میری اس سے دوستی تھی۔ ایک روز میں سوار ہو کر اس کے
ملنے کو جا رہا تھا۔ جب اس کے مکان کے قریب پہنچا تو وہ سوار ہو چکا تھا۔ میں اسکے ساتھ ہو لیا۔
ایک مقام پر پہنچکر وہ ٹھہر گیا۔ اتنے میں خزیمہ کو لوگوں نے گرفتار کر کے حاضر کیا۔ مختار نے حکم دیا
کہ فی الفور اسکے ہاتھ قطع کر ڈالو۔ بلا دیتے اسکے ہاتھ کاٹ ڈالے پھر لکڑیوں کے انبار میں ڈال کر
جلا دیا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار سبحان اللہ پڑھنے لگا۔ مختار نے مجھ سے اسکا سبب
استفسار کیا میں نے اس سے حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا کا قصہ بیان کیا اس نے مجھ کو دوبارہ قسم
دلا کر پوچھا میں نے کہا کہ کیا میں اس امر میں امام پر جھوٹ بول سکتا ہوں مختار گھوڑے سے اتر کر

خدا کا شکر بجالایا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو راستہ میں میرا گھر پڑتا تھا جب میرا گھر نزدیک آ گیا تو میں نے اسکو دعوت کے لیے کہا کہنے لگا کہ اے منہال آج تو نے مجھ سے امام کی دعا کی خبر بیان کی ہے خدا کا شکر ہے کہ آج میرے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہے مجھ کو چاہیئے کہ میں آج اسکے شکریہ میں تمام دن روزہ رکھوں۔ یہ کہہ کر مجھ سے رخصت ہو گیا (شواہد النبوۃ)

نقل ہے کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک روز محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت سجاد کے پاس تشریف لائے اور کہا میں تمہارا چچا ہوں۔ اور عمر میں بھی آپ سے بڑا ہوں۔ آپ مجھے عمامہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر علیہ السلام کی تبرکات مجھ کو دیدیں۔ کیونکہ بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے امامت میرا حق ہے جناب سجاد نے ارشاد فرمایا کہ اس امر کا فیصلہ کر لینا ضروری ہے کہ بعد شہید کربلا علیہ التحیۃ والثناء کے امام برحق کون ہے تشریف لائیے ہم حجر الاسود سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں صاحب حجر الاسود کے پاس تشریف لے گئے سجاد علیہ السلام نے اسماء ماثورہ الٰہی کو پڑھ کر حجر الاسود کیطرف ارشاد کیا اور فرمایا کہ اے حجر الاسود اس امر کا فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ جناب حسین علیہ السلام کے بعد کون امام برحق اور وصی اور جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حجر الاسود بحکم رب العزت بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ امامت حضرت سجاد علیہ السلام کا حق ہے کل امور دین میں آپ پر ان کا اتباع واجب ہے (شواہد النبوۃ)

نقل ہے کہ جناب امام ایک روز اپنے خدمتگاروں کے ساتھ بجانب صحرا تشریف لے گئے جب چاشت کے وقت کھانا حاضر کیا گیا۔ اتنے میں ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا میں علی ابن الحسین بن علی ہوں میری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ ہیں اے ہرن میرے ساتھ آ کر کھانا کھالے۔ ہرن فی الفور حاضر ہو کر مودبانہ گوشہ بساط پر بیٹھ گیا۔ اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پھر اسکو بلائیں حضرت نے فرمایا میرا زنہاری ہے ہرگز اسکو نہ چھیڑنا۔ حاضرین نے کہا کہ کیا مجال ہے کہ حضور کی زنہاری کو ہم چھیڑیں حضرت نے آواز دی وہ ہرن پھر آکر حاضر ہو گیا ایک شخص نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا وہ فی الفور بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا تم نے میری زنہاری کو کیوں چھیڑا اب وہ ہرگز تمہارے پاس نہیں آئیگا (شواہد النبوۃ)

عمرہ سبع وخمسون منہا سنتان مع جدہ علی بن ابی طالب ثم عشر مع عمہ الحسن ثم احدی عشرہ مع ابیہ الحسین علیہم السلام یقال سمہ الولید بن عبد الملک ودفن بالبقیع عند عمہ الحسن وتوفی سنہ ۹۴ او سنہ ۹۵ (تذکرۃ خواص الامۃ) آپ کے عمرستاون برس کی تھی دو برس

آپ اپنی جد امجد جناب علی علیہ السلام کی کنار عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ اور دس برس اپنے چچا حسن علیہ السلام کے سامنے کھیلتے رہے اور گیارہ سال اپنے والد بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دلوایا تھا۔ آپ اپنے چچا جناب حسن علیہ السلام کے پہلو میں درمیان قبرستان البقیع مدفون ہیں سنہ ۹۴ھ یا سنہ ۹۵ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی ہے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات مسموما وان الذی سمہ الولید بن عبد الملک ابن صباغ مالکی کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال زہر سے ہوا ہے۔ اور بتحقیق ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دیا تھا۔

وکان یختضب بالحناء والکتم وقیل بالسواد (تذکرہ خواص الامہ) اور آپ اپنی ریش مبارک کو حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وسمہ کیا کرتے تھے۔

توفی فی ثانی عشر محرم سنہ ۹۴ھ وکان عمرہ اذ ذاک سبعا وخمسین سنۃ (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا انتقال بارہویں محرم سنہ ۹۴ھ کو ہوا ہے اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

واولادہ خمسۃ عشر احد عشر ذکرا واربع اناث۔ واشہرہم محمد المکنی بابی جعفر الملقب بالباقر۔ آپ کی پندرہ اولادیں تھیں گیارہ مرد چار عورتیں سب سے زیادہ مشہور امام محمد ہیں جن کی ابوجعفر کنیت اور باقر لقب ہے۔

مناقب امام محمد باقر علیہ السلام

وہو ابو جعفر الباقر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امہ ام عبد اللہ بنت الحسین ابن الحسن بن علی وہو ہاشمی من ہاشمیین وانما سمی الباقر من کثرۃ سجودہ بقر السجود جبہتہ ای فتحہا ووسعہا وقیل لغزارۃ علمہ قال الجوہری فی الصحاح التبقر التوسع فی العلم قال وکان یقال لمحمد الباقر لتبقرہ فی العلم وسمی الشاکر والہادی (تذکرہ خواص الامہ) وفی صواعق محرقہ سمی بذلک من بقر الارض ای شقہا واثار مخبیاتہا ومکامنہا فکذلک ہو اظہر من مخبیات کنوز المعارف وحقائق الاحکام واللطائف ما لا یخفی الا علی منطمس البصیرۃ او فاسد الطویۃ والسریرۃ ومن ثم قیل ہو باقر العلم وجامعہ وشاہرہ ورافعہ صفا قلبہ وزکا علمہ وطہرت نفسہ وشرف خلقہ وعمرت اوقاتہ بطاعۃ اللہ ولہ من الرسوخ فی مقامات العارفین ما تکل عنہ السنۃ الواصفین ولہ کلمات کثیرۃ فی السلوک والمعارف لا تحتملہا ہذہ العجالۃ وکفاہ شرفا ان ابن المدینی روی عن جابر انہ قال لہ وہو صغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اہم علیک فقیل لہ وکیف ذلک قال کنت جالسا وعندہ الحسین فی حجرہ وہو یلاعبہ فقال یاجابر یولد لہ مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ ینادی منادی لیقم سید العابدین فیقوم ولدہ ثم یولد لہ ولد اسمہ محمد فان ادرکتہ یاجابر فاقرأہ منی السلام یعنی باقر لغت میں بقر الارض سے ماخوذ ہے یعنے زمین کو پھاڑ کر اس کی مخفیات کو ظاہر کرنے والا جناب امام کو اس لئے باقر کہتے تھے کہ وہ نبی معارف اور حقائق احکام اور حکمت اور لطائف کے سربستہ خزانے ظاہر فرماتے تھے جو بصیرت کے اندھے اور فاسد طبیعت والے پر نہیں ظاہر ہوتے۔ اور اس وجہ سے بھی ان کو باقر کہا جاتا تھا کہ وہ علم کے باقر اور جامع اور مشہور کرنے والے اور اس کو بلند کرنے والے تھے جناب امام کا قلب صاف اور علم روشن اور نفس پاک۔ اور خلقت شریف تھے۔ ان کی اوقات خدا کی طاعت سے معمور تھے۔ اور عارفون کی سیر و مقامات میں اس قدر رسوخ رکھتے تھے۔ کہ وصف کرنے والوں کی زبان اس سے قاصر ہے۔ سلوک اور معارف میں ان کے اقوال نہایت کثیر ہیں۔ اس رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ابن مدنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جابر رضی اللہ عنہ امام باقر علیہ السلام سے کہنے لگے۔ درآنحالیکہ وہ ابھی نہایت صغیر السن تھے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حاضرین نے پوچھا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ جابر نے کہا کہ میں ایک روز سرور عالم کی خدمت بابرکت میں بیٹھا ہوا تھا اور حسین علیہ السلام ان کی گود میں کھیل رہے تھے سرکار نے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک لڑکا ہوگا جس کا نام علی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ سید العابدین اٹھیں اس وقت امام حسین علیہ السلام کا وہ بیٹا اٹھے گا۔ پھر اس کا ایک بیٹا محمد ہوگا۔ اے جابر اگر تو اس وقت زندہ رہے تو اس کو میرا سلام کہیو۔

قال المناوی فی طبقاتہ سمی باقر لانہ بقر العلم ای شقہ فعرف اصلہ ولد محمد باقر بالمدینۃ فی ثالث صفر سنہ ۵۷ھ قبل قتل جدہ الحسین بثلاث سنین۔ کنیتہ ابو جعفر۔ القابہ الباقر۔ والشاکر والہادی۔ عبد الرؤف مناوی اپنی طبقات میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام باقر اس لئے رکھا گیا ہے کہ انہوں نے علم کو پھاڑا ہے۔ باقر مشتق ہے بقر سے جس کے معنے پھاڑنے کے ہیں۔ امام محمد باقر ۵۷ھ کے صفر کی تیسری تاریخ کو اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین برس پہلے مدینہ شریف میں تولد ہوئے آپ کی کنیت ابو جعفر اور القاب باقر اور شاکر۔ اور ہادی ہیں۔

قال ابن سعد محمد الباقر من الطبقة الثالثة من التابعين من اهل المدینة کان عالماً عابداً ثقة۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر تابعین اہل مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے بڑے عالم اور عابد اور ثقہ تھے۔

روی عن ابیه وجدیه الحسن والحسین وجابر وابن عمر وطائفة وعنه ابنه جعفر الصادق وعطاء وابن جریج وابو حنیفة والاوزاعی والزهری وخلق وثقه الزهری وغیرہ ذکرہ النسائی فی فقهاء التابعین من اهل المدینه (طبقات الحفاظ الذهبی) آپ نے اپنے والد اور اپنے اجداد امام حسن وحسین علیہم السلام اور جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر ایک طائفہ صحابہ سے حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور آپ سے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق عطا اور ابن جریح اور امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی اور زہری وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے اور ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جس نے کہ سب سے اول حدیث کو تدوین کیا ہے آپ کو حدیث میں ثقہ لکھتا ہے اور امام نسائی نے اہل مدینہ کے فقہائے تابعین میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

قال ابو یوسف قلت لابی حنیفة لقیت محمد بن علی قال نعم وسالته یوما فقلت اراد اللہ المعاصی فقال افیعصی اللہ قهرا قال ابو حنیفة فما رأیت جوابا افحم منه (تذکرۃ خواص الامة) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحؒ سے پوچھا آپ نے جناب امام محمد باقر بن علی علیہ السلام سے ملاقات کی ہے وہ کہنے لگے ہاں میں ان سے ملا تھا اور یہ پوچھا تھا آیا خدا تعالیٰ معاصی کا ارادہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آیا اللہ تعالیٰ قہر سے گناہ کر سکتا ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اس سے کوئی شاندار جواب نہیں دیکھا۔

قال عطاء ما رأیت العلماء عند احد اصغر علماً منهم عند ابی جعفر لقد رأیت الحکم عنده کان متعلم (تذکرۃ خواص الامة) عطا کہتے ہیں علماء کو از روئے علم کسی کے پاس اس قدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح سے کہ وہ اپنے آپ کو جناب امام جعفر محمد باقر کی زیر سمجھتے تھے۔ میں نے حاکم کو ان کے سامنے مغلوب پایا ہے۔

وتوفی مسموماً کابیه وهو علوی من جهة ابیه وامه ودفن ایضا فی قبة الحسن توفی ۱۱۷ھ عن ثمان وخمسین (صواعق محرقہ) آپ بھی اپنے والد ماجد کی طرح سے مسموم شہید ہوئے ہیں آپ ماں باپ دونوں کی طرف سے علوی تھے آپ بھی مزار بقیع میں جناب امام حسن علیہ السلام کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے ہیں آپ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ آپ نے اٹھاون برس عمر پائی۔

قال الذہبی فی طبقاتہ مات سنہ ۱۱۴ھ وھو ابن ۷۳ سنہ ذہبی اپنی طبقات میں آپکی سنہ وفات ایک سو چودہ برس اور عمر تہتر برس لکھتا ہے۔

قال صاحب الارشاد لم یظہر عن احد من علم الدین والسنن و علم القرآن والسیر وفنون الادب ما ظہر عن ابی جعفر محمد الباقر و علی آبائہ السلام صاحب ارشاد لکھتا ہے کہ جس قدر علم دین اور سنن اور علم قرآن اور سیر اور فنون ادب وغیرہ جناب ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کسی ایک سے ظاہر نہیں ہوئے۔

عن زید بن ابی حازم قال کنت مع ابی جعفر محمد بن علی الباقر فمر بنا زید بن علی اخوہ فقال ابو جعفر اما رأیت ھذا لیخرجن بالکوفۃ ولیقتلن ولیطافن برأسہ فکان کما قال (صواعق محرقہ) زید بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں امام جعفر محمد علی الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید بن علی آپ کے چھوٹے بھائی ہمارے پاس سے ہوکر گذرے جناب امام نے فرمایا اس کو دیکھتے ہو کہ یہ کوفہ کی طرف جائیگا اور مارا جائیگا اور اس کا سر تمام شہر میں پھرایا جائیگا پس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام

ھو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہ و علی آبائہ السلام وروی عنہ ان ابی سمانی جعفر العلم علی اسم نھر فی الجنۃ کنیتہ ابو عبد اللہ وقیل ابو اسمٰعیل ویلقب بالصادق والصابر والفاضل والطاہر (تذکرہ خواص الامہ) آپ کا اسم مبارک جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ خود آپ روایت فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض کے نزدیک ابو اسمٰعیل ہے صادق اور صابر اور فاضل اور طاہر آپ کے القاب ہیں۔

ولد بالمدینۃ سنہ ۸۰ھ وقیل سنہ ۸۳ھ (طبقات المناوی) آپ سنہ ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں تولد ہوئے ہیں۔ امہ فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وام القاسم اسما بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ولذلک کان یقول ولدنی ابو بکر مرتین (طبقات الحفاظ الذہبی و طبقات المناوی) آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔ اور قاسم کی ماں کا نام اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہے اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

روی عن ابیہ والزہری ونافع وابن المنکدر وعنہ الثوری وابن عیینۃ وشعبۃ ویحیی القطان ومالک وابنہ موسی الکاظم (طبقات الحفاظ) آپ نے اپنے والد ماجد اور زہری اور نافع اور ابن المنکدر سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور آپ سے سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شعبہ اور یحییٰ قطان اور امام مالک اور آپ کے فرزند ارجمند جناب امام موسیٰ الکاظم نے حدیث کو روایت کیا ہے۔

وفی الصواعق روی عنہ جماعۃ من اعیان الائمۃ کیحیی بن سعید وابن جریج ومالک بن انس والثوری وابن عیینۃ وابوحنیفۃ وابوایوب السجستانی وقال ابوحاتم جعفر الصادق ثقۃ لا یسئل عن مثلہ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ اعیان ائمہ میں سے ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید و ابن جریج اور امام مالک بن انس اور امام سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور امام ابوحنیفہ و ابوایوب السجستانی نے آپ سے حدیث کو اخذ کیا ہے اور ابوحاتم کا قول ہے کہ جناب جعفر صادق ایسے ثقہ ہیں کہ ویسے شخصوں کی نسبت ہرگز نہیں پوچھا جاتا۔

قال علماء السیر قد اشتغل بالعبادۃ عن طلب الریاسۃ وذکرہ حافظ ابونعیم فی حلیۃ الابرار عن عمر بن المقدام قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین (صواعق محرقہ) تمام علماء سیر کا اتفاق ہے کہ آپ ہمیشہ ریاست کی طلب کو چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ حافظ ابونعیم حلیۃ الابرار میں عمر ابن المقدام سے ناقل ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھتا تو مجھے خیال ہوتا کہ یہ انبیاء کرام کے سلالہ میں۔

وسعی بہ عند المنصور لما حج فلما حضر الساعی بہ یشہد قال لہ اتحلف قال نعم فحلف باللہ العظیم فقال احلفہ یا امیر المومنین بما اراہ فقال لہ قل برئت من حول اللہ وقوتہ والتجات الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا وکذا فامتنع الرجل ثم حلف فمات مکانہ فقال امیر المومنین لجعفر لا باس علیک انت المبرء الساحۃ المامون الغایۃ ثم انصرف فلحقہ الربیع بجائزۃ حسنۃ وکسوۃ سنیۃ (صواعق محرقہ) کہتے ہیں کہ جب منصور حج کرنے کو گیا تو کسی شخص نے اس کے پاس جناب امام کی نسبت ایک بہتان بیان کیا جب وہ بہتان دہندہ ادائے شہادت کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اس نے کہا ہاں میں کھا سکتا ہوں اور خدا کی قسم کھائی۔ آپ نے منصور سے فرمایا یا امیر المومنین جس طرح سے ہم چاہتے ہیں اس طرح سے ہم اس کو قسم کھلائیں منصور نے کہا آپ اسی طرح سے اس کو قسم کھلائیں۔ آپ نے اس شخص سے کہا تو اس طرح

سے قسم کھا کر میں خدا کی توانائی سے بیزار ہو کر اپنی قوت اور توانائی کی طرف پناہ پکڑتا ہوں بے شک جعفر نے ایسا ویسا کیا ہے پہلے اس کے آدمی نے ایسی قسم کھانے سے انکار کیا پھر قسم کھائی اور اسی جگہ پر مر گیا۔ منصور نے آپ سے عرض کیا آپ بے غم رہیں آپ کا ساحت شک سے پاک ہے اور آپ آخر کار امن پائیں گے جب آپ وہاں سے لوٹے تو آپ سے منصور کا غلام ربیع نامی عمدہ جائزہ اور بھاری کسوت لئے ہوئے تھا۔

قتل بعض الطغاۃ مولاہ فلم یزل لیلۃ یصلی ثم دعا علیہ عند السحر فسمعت الاصوات بموتہ ولما بلغہ قول الحکم بن عباس الکلبی ؎ صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلۃ + ولم نر مهدیا علی الجذع یصلب + قال اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک فافترسہ الاسد (صواعق محرقہ) روایت ہے کہ ایک بعض بدمعاشوں میں سے آپ کے ایک غلام کو مار ڈالا آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے قریب آپ نے دعا فرمائی اور اسکے مرنے کا آوازہ سنا۔ اور جب آپ کو حکم بن عباس کے شعر کی خبر لگی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تمہارے زید کو درخت کے تنہ سے پھانسی دیا ہے اور ہم نے کسی مہدی کو نہیں دیکھا کہ کسی درخت کے تنہ سے صلیب دیا گیا ہو آپ نے یہ شعر سنکر کہا اے خدا اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر پس اس کو شیر نے پھاڑ ڈالا

ومن مکاشفاتہ اراد بنو ھاشم مبایعۃ محمد الملقب بالنفس الزکیۃ واخیہ فی اواخر دولت بنی امیہ وضعفھم وارسل لجعفر لیبایعھما فامتنع فقال واللہ لیست لی ولا لھما۔ انھما لصاحب القباء الاصفر لیلعبن بھا صبیانھم وغلمانھم وکان المنصور العباسی یومئذ حاضر او علیہ قباء اصفر فما زالت کلمۃ جعفر تعمل فیہ حتی ملکوا۔ وسبق جعفرا الی ذلک والدہ الباقر فانہ اخبر المنصور بملک الارض شرقھا وغربھا وبطول مدتہا۔ قال لہ المنصور ملک بنی امیہ اطول ام ملکنا فقال ملککم و لیلعبن بھذا الملک صبیانکم کما یلعب بالکرۃ فلما الخلافۃ للمنصور تعجب من قول الباقر (صواعق محرقہ) آپ کے مکاشفات میں سے ہے کہ دولت بنی امیہ کی آخری وقت میں جبکہ ان کو ضعف پیدا ہو گیا بنی ہاشم نے محمد الملقب بالنفس الزکیہ اور اس کے بھائی سے بیعت کرنا چاہا۔ اور جناب امام جعفر کو بھی بیعت کی تکلیف دی آپ نے بیعت سے انکار فرما کر کہا واللہ یہ نہ میرے لئے ہے نہ ان دونوں کے لیے بلکہ زرد کپڑے والے کے واسطے ہے اس کے بچے اور لڑکے اسکے ساتھ کھیلیں گے منصور عباسی اس وقت موجود تھا۔ اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا پس آپ کے پیش گوئی نے بنی عباس میں ظہور کیا اور منصور سلطنت کا مالک ہو گیا۔ اور آپ سے پہلے آپ کے والد ماجد امام محمد باقر نے منصور کو بادشاہ ہونے سے آگاہ کیا تھا۔ اور اس کی سلطنت کے حدود شرقی اور غربی اور طول مدت سے خبر دی تھی منصور نے حضرت باقر سے پوچھا

تھا کہ بنی امیہ کی مدت سلطنت زیادہ ہوئی ہے یا ہماری مدت سلطنت آپ نے اس سے بیان کیا تھا کہ تمہاری مدت سلطنت بہت زیادہ ہوگی اور تمہارے بال بچے اس ملک کے ساتھ کھیلیں گے جس طرح سے کہ گیند کے ساتھ کھیلا جاتا ہے جب منصور کو خلافت مل گئی تو جناب باقر علیہ السلام کے قول کو یاد کرکے تعجب کیا کرتا تھا۔

اخرج ابو القاسم الطبری من طریق بن وھب فقال سمعت اللیث بن سعد یقول حججت ثلاث عشر و مائۃ فلما صلیت فی المسجد رقیت ابا قبیس فاذا رجل جالس یدعو فقال یارب یارب حتی انقطع نفسہ ثم قال یاحی یاحی حتی انقطع نفسہ ثم قال الھی انی اشتھی العنب فاطعمنیہ واللھم ان بردی قد خلقا فاکسنی - قال اللیث واللہ ما استتم کلامہ حتی نظرت الی سلۃ مملوۃ ولیس علی الارض یومئذ عنب واذا بردین موضوعین لم ار مثلھا فی الدنیا فاراد ان یاکل فقلت انا شریکک فقال ولم فقلت لانک دعوت وکنت امن - فقال تقدم وکل فتقدمت واکلت عنبا لم اکل مثلہ قط ما لا ... بہ عجم فاکلنا حتی شبعنا ولم تتغیر السلۃ فقال لا تدخر ولا تخباء منہ شیئا ثم اخذ احد البردین ودفع الی الاخر فقلت انا غنی عنہ فاتزر باحدھما وارتدی بالاخری ثم اخذ اخذ بردیہ الخلقین ونزل وھما بیدہ فلقیہ رجل بالسعی فقال اکسنی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھا لساک اللہ فانی عریان فدفعھا الیہ فقلت لہ من ھذا قال جعفر الصادق فطلبتہ بعد ذلک لاسمع منہ شیئا فلم اقدر علیہ (صواعق محرقہ)

ابو القاسم طبری اپنی تاریخ میں ابن وہب کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیث ابن سعد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں سنہ ۱۱۳ھ میں حج کرنے کو گیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر جبل ابو قبیس پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا ہے اور یارب یارب کہتا ہے یہاں تک کہ اسکی آواز منقطع ہوگئی پھر اس نے یاحی یاحی کہا یہاں تک کہ پھر اسکی آواز بند ہوگئی ہے۔ پھر دعا کی کہ الٰہی میں انگور کی آرزو رکھتا ہوں تو مجھے انگور کھلا - اور میری دونوں چادریں پرانی ہوگئی ہیں مجھے نیا لباس پہنا لیث کہتا ہے واللہ ابھی ان کی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں نے انگور کے بھری ہوئی ایک پٹاری دیکھی ان دنوں دنیا میں کہیں انگور کا پتہ بھی نہیں تھا۔ اور دو نوں چادریں اس کے ساتھ دھری ہوئی تھیں کہ میں نے دنیا میں ویسی چادریں نہیں دیکھی تھیں پس وہ انگور کھانے لگے میں نے کہا میں بھی آپ کا شریک ہوں کہنے لگے کیوں میں نے کہا جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا کہنے لگے آگے آ جاؤ میں آگے بڑھ کر کھانے لگا میں نے ایسے لذیذ انگور کبھی نہیں کھائے اور ان میں دانہ نہیں تھا

ہم کھا کر سیر ہو گئے اس پٹاری کو دیکھا کہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی آپ نے فرمایا اس سے ذخیرت دیکھیو نہ چھپائیو۔ پھر ایک چادر مجھ کو دی میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں آپ نے ایک کو بوڑھ لیا اور دوسری کا تہ بند بنایا اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لئے ہوئے نیچے اُترے ایک آدمی ملا کہنے لگا یا بن رسول اللہ آپ مجھے لباس پہنائیں بتصدق اس کے کہ خدا نے آپکو لباس پہنایا ہے کیونکہ میں ننگا ہوں آپ نے دونوں چادریں اس کو دیدیں میں نے اس سائل سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد پھر میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا تاکہ میں آپ سے کوئی حدیث سنوں لیکن میں نے آپ کو نہ پایا۔

توفی ۱۴۸ھ اربع و ثمانین و مائۃ مسموما (صواعق محرقہ) آپ ۱۸۴ھ ہجری میں زہر سے فوت ہوئے۔

قال ابن الصباغ المالکی المکی مات جعفر الصادق ۱۴۸ھ فی شوال ولہ من ثمان وستون سنۃ فقال انہ مات مسموما فی ایام المنصور و دفن بالبقیع و اولادہ سبعۃ او ستۃ واشہرہم الکاظم ومن تصنیفاتہ کتاب الجفر (تذکرۃ خواص الامۃ) ابن الصباغ المالکی المکی کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق ۱۴۸ھ شوال کے مہینے میں زہر سے فوت ہوئے ان کی عمر اڑسٹھ برس کی تھی منصور کی خلافت کے دنوں میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور مزار بقیع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد چھ یا سات تھے جن میں سے زیادہ مشہور جناب امام کاظم ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں کتاب جفر والجامع ہے۔

امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام

ہو موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی علیہم علی آبائہ السلام ولد موسیٰ الکاظم بالابواء ۱۲۸ھ امہ ام ولد یقال لہا حمیدۃ البربریۃ کنیتہ ابو الحسن والقابہ کثیرۃ الکاظم والصابر والصالح والامین (تذکرۃ خواص الامۃ) آپ کا نام موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ہے آپ کا تولد ابوا (ایک موضع کا نام ہے جو مابین مکہ اور مدینہ کے ہے جہاں پر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی مادر مہربان آمنہ خاتون کا مرقد مطہر ہے۔ اور صاحب قاموس کے نزدیک ابوا میں عبداللہ والد ماجد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت آمنہ خاتون کا مزار دارالنابغہ میں ہے جو مکہ کے ایک گھر کا نام ہے (بعض کے نزدیک امام محمد باقر بھی ابوا میں ہی تولد ہوئے ہیں) میں ۱۲۸ھ کو ہوا اور آپکی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا اسم مبارک حمیدہ بربریہ تھا

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے اور الکاظم اور الصالح اور الامین آپ کے القاب ہیں۔

وکان یکنی بعبد الصالح لکثرۃ عبادتہ واجتہادہ وقیامہ اللیل وکان اذا بلغہ عن احد یؤذیہ یبعث الیہ بمال (طبقات الحفاظ للذہبی) باعث کثرت عبادت اور اجتہادات اور بیداری کے آپ کو عبدالصالح بھی کہتے تھے۔ جب آپ آگاہ ہو جاتے کہ کوئی آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہے تو آپ کچھ مال اس کے پاس بھیج دیتے۔

فی فصول المہمہ کان موسی الکاظم اعبد اہل زمانہ واعلمہم واسخاہم کفا واکرمہم نفسا وکان یتفقد فقراء اہل المدینۃ فیحمل الیہم الدراہم والدنانیر الی بیوتہم لیلا وکذلک النفقات ولا یعلمون من ای جہۃ وصلہم ذلک ولم یعلم بذلک الا بعد موتہ فصول مہمہ میں لکھا ہے کہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور بزرگ نفس والے تھے آپ فقراء اہل مدینہ کے حال پر مہربانی فرماتے اور ان کے گھروں میں درہم و دینار اور کھانا وغیرہ بھیجتے اور ان لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ کہاں سے آتا ہے اور یہ راز ان پر امام کی وفات تک نہ کھلا۔

وفی الصواعق وکان معروف عند اہل العراق بباب قضاء الحوائج عند اللہ اعبد اہل زمانہ واسخاہم علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ جناب کاظم علیہ السلام اہل عراق میں خدا کی طرف سے حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

(وایضاً فیہ) سالہ الرشید کیف قلتم نحن ذریۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانتم ابناء علی فتلا موسی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان الی ان قال عیسے ولیس لہ اب ایضاً فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الایۃ ولم یدع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند مباہلۃ النصاری غیر علی وفاطمۃ والحسن والحسین فکان الحسن والحسین ہما الابناء کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذریت کہلاتے ہیں۔ اور آپ تو علی کی اولاد ہیں۔ جناب امام موسی کاظم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ابراہیم کی ذریت سے داؤد اور سلیمان سے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسے کے نام تک پہنچے اور فرمایا کہ عیسے کا کوئی باپ نہیں تھا۔ اور دوسری یہ آیت پڑھی کہ پس جو کوئی تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ جس کا تجھے علم آگیا ہے پس کہدے کہ آؤ ہم پکاریں اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔ آخر آیت تک

پڑھ کر فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ نصاری کے مقابلہ میں سوا علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے دوسرے کسی کو نہیں لے گئے پس حسنین آپ کے ابنا ٹھہرے۔

ومن بدائع کراماته ما حکاه ابن الجوزی والرامهرمزی وغیرهما عن شقیق البلخی انه خرج حاجا سنة تسع واربعین ومائة فرآه بالقادسیة منفردا عن الناس فقال فی نفسه هذا فتی من الصوفیة الذی یکون کلا علی الناس فمضی الیه فقال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم فاراد ان یحاله فغاب عنه عن عینیه فما راه الا بواقصة یصلی واعضاؤه تضطرب ودموعه تتحادر فجاء الیه لیعتذر فخفف فی صلوته فقال له وانی لغفار لمن تاب وامن فلما نزلوا زبالة راه علی بئر سقطت رکوته فیها فدعی فطغی الماء حتی اخذها وتوضأ وصلی اربع رکعات ثم مال الی کثیب رمل فطرح منه فیها وشرب فقال له اطعمنی من فضل ما رزقک الله تعالی فقال یا شقیق لم تزل نعم الله علیک ظاهرة وباطنة فاحسن ظنک بربک فناولنیها فشربت منها فاذا سویق وسکر ما شربت والله الذ منه ولا اطیب فشبعت ورویت واقمت ایاما لا اشتهی شرابا ولا طعاما ثم لم اره الا بمکة وهو بغلمان وغاشیة وامور علی خلاف ما کان علیه بالطریق (صواعق محرقہ) آپ کی کرامات بدیعہ میں سے ایک وہ حکایت ہے جس کو ابن الجوزی اور رامہرمزی رحمہما اللہ نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ۱۴۹ھ ایک سو انچاس میں شقیق حج کرنے کو گئے اور قادسیہ میں جناب امام کاظم کو دیکھا کہ لوگوں سے جریدہ طور پر تشریف لیجا رہے ہیں شقیق اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ نوجوان صوفی یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کا بار خاطر ہے آپ شقیق کے پاس سے ہو کر گذرے اور یہ آیت پڑھی کہ (اے شقیق) تم بہت پرہیز کرو بہت سے گمانوں سے بعض گمان گناہ ہیں شقیق چاہتے تھے کہ کہیں ایک جگہ آپ کی معیت میں فروکش ہوں لیکن آپ شقیق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے پھر آپ کو واقصہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے تمام اعضا کانپ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں شقیق آپکی خدمت میں عذر کرنے کے لئے حاضر ہوئے آپ نے اپنی نماز میں تخفیف فرما کر یہ آیت پڑھی کہ (میں بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا) جب زبالہ میں پہنچے تو شقیق نے پھر ان کو دیکھا کہ ایک کوئیں میں آپ کا لوٹا گر گیا ہے اور آپ نے اس لوٹے کو مانگا اور کوئیں میں پانی بلند ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے لوٹا پکڑ لیا۔ اور وضو فرمایا اور نماز کی چار رکعات پڑھیں پھر ریت کے ایک ٹیلے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے کچھ تھوڑی سی ریت لیکر لوٹے

میں ڈالی اور پینے لگے شقیق نے عرض کیا جو کچھ کہ آپ کو خدا نے کھلایا ہے آپ اس کا جوٹھا مجھ کو عنایت فرما دیجئے آپ نے فرمایا نہیں اسے شقیق اگر تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ ظاہر و باطن خدا تجھے اپنی نعمتیں عطا فرمایا کرے پس تو اپنے رب کی جانب اپنا گمان نیک رکھا کر پھر آپ نے وہ لوٹا مجھے دیدیا میں نے اس سے پیا تو وہ ستو اور شکر سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے کبھی ایسے لذیذ ستو نہیں پیے تھے اور نہ اس سے زیادہ خوشبودار دیکھے تھے۔ پس میں سیر ہو گیا کئی دن تک مجھ کو پھر بھوک اور پیاس نہ لگی۔ پھر میں نے راستے میں آپکو نہ دیکھا جب مکہ میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ آپ نوکروں اور خدمتگاروں کے درمیان سوار تشریف لے جاتے ہیں اور جن امور کو میں نے راہ میں دیکھا تھا ان کے برخلاف بڑی شان و شوکت سے آپکی سواری جا رہی ہے۔

وکان الموسی الہادی حبسہ اولاً ثم اطلقہ لانہ رای علیاً یقول لہ ہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم فانتبہ وعرف انہ المراد فاطلقہ لیلاً ولما قال لہ الرشید حین رآہما جالساً عند الکعبۃ انت الذی یبایعک الناس سراً فقال انا امام القلوب وانت امام الجسوم ولما اجتمعا امام الوجہ الشریف علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام قال الرشید السلام علیک یا ابن عم فقال الکاظم السلام علیک یا ابت وکانت سبباً لامساکہ وحملہ معہ الی بغداد وحبسہ فلم یخرج من حبسہ الا میتاً مقیداً ودفن جانب الغربی من بغداد (صواعق محرقہ) خلیفہ موسی الہادی نے پہلے آپکو قید کیا تھا پھر چھوڑ دیا کیونکہ اس نے ایک دفعہ جناب علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اس سے فرماتے ہیں تم اس لئے خلافت چاہتے تھے کہ تم لوگ زمین میں فساد اور قطع رحم کرو۔ موسی الہادی نے خواب سے بیدار ہو کر معلوم کیا کہ اس سے مراد حضرت امام ہیں پس آپ کو رات ہی میں رہا کر دیا۔ اور جب ہارون رشید نے آپکو کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا آپ ہی لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے جس وقت دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں مل کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روبرو کھڑے ہوں گے رشید حضرت سے عرض کریگا اے ابن عم السلام علیک اور کاظم عرض کر دیگا السلام علیک اے میرے باپ یہی آپ کی گرفتاری کا سبب ہوا ہارون رشید آپکو گرفتار کر کے بغداد میں لے آیا اور قید رکھا تا وفات تعالی آپ اس سے رہا نہ ہوئے اور بغداد کی غربی جانب مدفون ہوئے۔

ولما حج الرشید سعی بہ الیہ وقیل ان الاموال یحمل الیہ من کل جانب حتی اشتری ضیعۃ بثلاثین

الف دینار فقبض علیہ الفضل لامرہ بالبصرۃ عیسیٰ بن جعفر بن المنصور فحبسہ سنۃ ثم کتب الیہ الرشید فی دمہ فاستعفی و اخبرانہ لم یدع علی الرشید و ان لم یمکن یرسل من یسلمہ و الا خلی سبیلہ فبلغ الرشید کتابہ فکتب للسندی ابن شاھک بتسلیمہ و امرہ فیہ فجعل لہ سما فی طعام و قیل فی رطب فتوعک و مات بعد ثلاثۃ ایام و عمرہ خمسۃ و ستون سنۃ (صواعق محرقہ)

جب خلیفہ ہارون رشید حج کرنے کو گیا تو جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسبت رشید کے پاس شکایت کی گئی کہ آپ کے پاس ہر طرف سے مال آتا ہے اور آپ نے تیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے رشید نے اس پر قبضہ کر لیا اور عیسیٰ بن جعفر بن منصور کو حکم بھیج کر آپ کو قید کر دیا۔ ایک سال تک آپ قید میں رہے پھر ان کے قتل کے لئے عیسیٰ کو لکھا عیسیٰ نے آپ کے قتل کرنے سے معافی چاہی اور یہ لکھ بھیجا کہ خلیفہ کسی آدمی کو بھیج دیں تاکہ میں امام کو اس کے سپرد کر دوں۔ اگر نہیں بھیجے گا تو میں ان کو چھوڑ دونگا جب رشید کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے لکھ بھیجا کہ امام کو سندی بن شاہک کے سپرد کر دے اور سندی کو جناب امام کے قتل کرنے کا حکم بھیج دیا اس نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ کہتے ہیں کہ کھجوروں میں آپ کو زہر دیا گیا۔ اس سے آپ لوٹ پوٹ ہوتے تھے تین دن کے بعد انتقال فرما گئے آپ کی عمر اس وقت پینسٹھ برس کی تھی۔

و توفی فی خمس من شہر رجب سنہ ۱۸۳ و اولادہ فی فصول المہمہ سبعۃ و ثلاثون اشہرھم علی الرضا آپ کا انتقال پانچویں رجب سنہ ۱۸۳ کو ہوا۔ اور فصول مہمہ کے مصنف نے ۳۷ آپکی اولاد کے آدمی لکھے ہیں۔

و من مصنفاتہ مسند الامام موسیٰ بن جعفر الکاظم رواہ ابو نعیم الاصفہانی صاحب حلیۃ الابرار الظنون فی اسامی الکتب و الفنون آپکی مشہور تصانیف میں سے مسند ہے جسکو حافظ ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الابرار نے آپ سے روایت کیا ہے۔

امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

ولد علی بن موسیٰ الرضا بالمدینۃ سنۃ ۱۴۸ و قیل سنۃ ۱۵۳ امہ ام ولد یقال لہا ام البنین و اسمہا اروی کنیتہ ابو الحسن القابہ الرضا و الصابر و الزکی و الولی (تذکرہ خواص الامہ) جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ و الثنا سنہ ۱۴۸ یا ۱۵۳ کو مدینہ طیبہ میں تولد ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ ام الولد تھیں جن کو بعض نے ام البنین لکھا ہے۔ ان کا اسم شریف اروی تھا

جناب امام کی کنیت ابو الحسن اور القاب رضا۔ اور زکی اور ولی ہیں۔

قال ابراهیم بن العباس ما رأیت اعلم منه وکان المامون یمتحنه بالسوال عن کل امر فیجیبه الجواب الشافی وکان قلیل النوم کثیر الصوم لا یفوته صوم ثلاثة ایام من کل شهر وکان کثیر الخیر واکثر ما یکون فی اللیالی المظلمة وکان جلوسه فی الصیف علی حصیر فی الشتاء علی مسح (تذکرة خواص الامه)

ابراہیم بن عباس کہتا ہے کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا مامون اکثر سوالات میں اُن کا امتحان لیا کرتا تھا۔ اور آپ اس کو جواب شافی دیا کرتے تھے۔ آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور روزے بکثرت سے رکھا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے تین دن کے روزے آپ نے کبھی نہیں فوت کئے آپ اکثر اندھیری راتوں میں خیرات دیا کرتے تھے۔ اور گرمی کے دنوں میں چٹائی پر اور جاڑے کے دنوں میں کمبل پر بیٹھا کرتے تھے۔

وفی الصواعق هو انبههم ذکرا واجلهم قدرا ومن ثم احله المامون محل مهجته انکحه ابنته واشرکه فی مملکته وفوض الیه امر الخلافة فانه کتب بیده کتابا سنة احدی ومائتین بان علی الرضا ولی عهده واشهد علیه جمعا کثیرا لکنه توفی قبله فاسف علیه کثیرا واخبر قبل موته بانه یاکل عنبا ورمانا مسموما وان المامون یرید دفنه خلف الرشید لم یستطع وکان ذلک بحاله کما اخبر به (صواعق محرقه) صواعق محرقہ میں ہے کہ سب سادات سے از روئے ذکر کے روشن تر ہیں اور قدر میں سب سے برتر ہیں اسی وجہ سے مامون نے اپنے سینہ میں ان کو جگہ دی تھی اور اپنی بیٹی کے ساتھ ان کا نکاح کیا تھا۔ اور اپنی مملکت میں شریک بنایا تھا اور امر خلافت انکی طرف سپرد کر کے سنہ ۲۰۱ ہجری میں ایک جماعت کی گواہی سے آپکی ولی عہدی کا عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھدیا تھا۔ لیکن آپ اس سے پہلے انتقال فرما گئے جس پر کہ مامون کو نہایت افسوس ہوا آپ نے اپنی موت سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ آپکو زہر دار انگور یا انار کھلایا جائیگا مامون کا ارادہ تھا کہ مرنے کے بعد رشید کے پہلو میں خود دفن ہو لیکن یہ بات اس کو حاصل نہ ہوئی اور مامون کی جگہ پر جناب امام دفن ہوئے یہ سب خبریں جناب امام نے اپنے انتقال سے پہلے بیان فرمائی تھیں۔

عن موسی بن عمران قال رأیت علیا الرضا فی مسجد المدینة وهارون الرشید یخطب قال ترونی وایاه ندفن فی بیت واحد (تذکرة خواص الامه) موسی بن عمران ناقل ہیں کہ میں نے جناب امام علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا کو مدینہ کی مسجد میں دیکھا اس وقت ہارون رشید منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ میں اور یہ یعنے ہارون رشید ایک گھر میں دفن ہونگے۔

ومن مواليه معروف الکرخی استاذ السری السقطی لانہ اسلم علی یدہٖ (رواہ الحاکم) معروف کرخی استاذ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جناب امام علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے کیونکہ وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔

عن محمد بن عیسیٰ بن حبیب قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی مسجد الذی ینزل الحجاج فیہ ببلدنا فسلمت فوجدت عندہ طبقا من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فناولنی منہ ثمانی تمرۃ فلما کان بعد عشرین یوما قدم ابو الحسن علی الرضا من المدینۃ ونزل ذلک المسجد وھرع الناس للسلام علیہ فمضیت نحوہ فاذا ھو جالس فی موضع الذی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فیہ وبین یدیہ طبق من خوص المدینۃ فیہ تمر صیحانی فسلمت علیہ فاستدنانی وناولنی قبضۃ ذلک التمر فاذا عدتھا بعدد ما ناولنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقلت لہ زدنی فقال لو زادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزدناک (رواہ الحاکم) محمد بن عیسیٰ بن حبیب کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ہمارے شہر کی مسجد میں آپ فروکش ہوئے ہیں میں حضور کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں اور سرکار کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں کا طبق رکھا ہوا ہے جس میں صیحانی کھجوریں ہیں آپ نے مجھ کو ان میں سے آٹھ کھجوریں عطا فرمائی ہیں۔ جب اس خواب پر بیس دن گذر گئے تو جناب امام ابو الحسن علی الرضا مدینہ سے تشریف لائے اور اسی مسجد میں اترے اور لوگ سلام کے لئے دوڑے میں بھی آپ کے پاس گیا دیکھا تو آپ اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں جس جگہ پر کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور مدینہ کی کھجور کے پتوں کا طبق صیحانی کھجوروں سے بھرا ہوا آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے قریب بلا کر مٹھی بھر کر ان کھجوروں میں سے عطا فرمائیں میں نے ان کو شمار کیا تو اسی تعداد کے مطابق پائیں جو مجھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائی تھیں میں نے جناب امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ مجھے زیادہ عطا کریں آپ نے فرمایا اگر تجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ عطا کریں گے تو ہم بھی زیادہ دیں گے۔

وفی الصواعق لما دخل نیسابور کما فی تاریخھا وشق سوقھا وعلیہ مظلۃ لا یری من ورائھا تعرض لہ الحافظان ابو زرعۃ الرازی ومحمد بن اسلم الطوسی ومعھما من طلبۃ العلم والحدیث ما لا یحصی فتضرعا الیہ ان یریھم وجھہ ویروی لھم حدیثا عن اٰبائہ فاستوقف البغلۃ وامر غلمانہ بکشف المظلۃ واقر عیون تلک الخلائق برؤیۃ طلعتہ المبارکۃ فکانت لہ ذؤابتان معلقتان علی عاتقہ والناس بین صارخ وباک ومتمرغ فی التراب ومقبل لحافر بغلتہ فصاحت العلماء

یا معاشر الناس انصتوا فانصتوا واستملی منہ الحافظان المذکوران فقال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیہ جعفر عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابی طالب قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی ابو القاسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی الہ وسلم قال حدثنی جبرئیل قال سمعت رب العزۃ سبحانہ یقول لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی۔ ثم ارخی الستر وسار فعد اہل المحابر والدوی الذین یکتبون فانافوا عشرین الفاوفی روایۃ ان الحدیث المروی۔ الایمان معرفۃ بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان۔ لعلہما واقعتان وقال احمد لو قرأت ہذہ الاسناد علی مجنون لبرئ من جنتہ صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر تاریخ نیساپور سے ناقل ہیں کہ جب جناب امام علی موسی الرضا نیساپور میں تشریف لیگئے تو زائرین کے ازدحام سے چلنا دشوار تھا۔ آپ ایک خچر پر سوار تھے اور آپ پر چھاتا لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے لوگ آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اس زمانہ کے مشہور حافظان حدیث آگے بڑھ کر باگ تھام لی۔ طلبۂ علم اور محدثین کی جماعت کثیر ان دونوں کے ہمراہ تھی جو شمار میں نہیں آسکتی تھی دونوں بزرگوں نے نہایت عجز سے عرض کی حضور لوگوں کو اپنے جمال باکمال سے مشرف فرمائیں اور اپنے آبائے کرام کی کوئی حدیث سنائیں۔ آپ نے خچر کو کھڑا کر دیا اور چھتری کو اتار دیا۔ آپ کی طلعت مبارک دیکھ کر خلقت کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ دو گیسو آپ کے کندھوں پر لٹکے ہوئے تھے لوگ روتے اور چلاتے اور مٹی میں لوٹتے۔ اور خچر کے پاؤں کو چومتے تھے علماء نے پکار کر کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ دو حافظان حدیث کی التماس پر آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ امام موسی کاظم نے بیان کیا ہے اور ان سے ان کے والد بزرگوار امام جعفر صادق نے کہا ہے۔ اور ان سے ان کے پدر بزرگوار امام محمد باقر نے روایت کیا ہے اور ان سے ان کے اب مکرم زین العابدین نے نقل کیا ہے۔ اور وہ اپنے باپ امام حسین سے ناقل ہیں کہ اور اپنے والد مہربان جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ابوالقاسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ میرا حصن ہے اور جو میرے حصن میں داخل ہوا میرے عذاب سے بے خوف ہوا۔ یہ کہکر جناب امام نے پردہ چھوڑ دیا۔ اور تشریف لے گئے جو لوگ کہ دوات اور قلم لیکر یہ حدیث لکھ رہے تھے ان کا شمار کیا گیا انکی تعداد بیس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ جناب امام نے یہ حدیث بیان فرمایا تھا کہ ایمان قلب کی معرفت حاصل ہونے اور زبان سے اقرار کرنے اور ارکان کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔ شاید یہ دونوں واقعات علیحدہ علیحدہ ہوئے ہوں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر

اس حدیث کو انہیں اسناد کے ساتھ پڑھکر دیوانہ پر پھونکا جائے تو البتہ اس کی دیوانگی جاتی رہے گی۔ اور
وہ تندرست ہو جائے گا۔
وکانت وفاته سنه ۲۰۳ فی آخر صفر وعمره خمس وخمسون ودفن بسنا اباد رستاق من اعمال طوس
واولاده خمسة واشهرهم جواد (صواعق) آپ کی وفات ۲۰۳ھ میں صفر کی آخری تاریخوں میں ہوئی ہے
اس وقت آپ کی عمر پچپن برس کی تھی آپ قریہ سناآباد میں جو شہر طوس کا ایک گاؤں ہے دفن
ہوئے ہیں آپ کی پانچ اولاد تھیں جن میں زیادہ مشہور امام جواد علیہ السلام ہیں۔
ومن مصنفاته مسند اهل البیت (کشف الظنون) آپ کی تصنیفات میں سے مشہور کتاب مسند
اہل بیت ہے جس میں اہل بیت کے مرویات کو جناب امام نے جمع فرمایا ہے۔

امام جواد علیہ السلام

امه ام الولد یقال لها سکینة المرسیة وکنیته ابوجعفر کنیة جده محمد الباقر ولقبه تقی
والجواد والقانع والمرتضی ولد بالمدینة تاسع عشر رمضان سنه ۱۹۵ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپکی
والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام نامی سکینۃ المرسیہ تھا جناب امام کی کنیت آپکے جد امجد امام محمد باقر
علیہ السلام کی کنیت پر ابوجعفر تھی آپ کے اشہر القاب تقی اور جواد ہیں اور آپ القانع اور المرتضی کے
القاب سے بھی مشہور ہیں انیسویں رمضان ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا تولد ہوا۔
(وفی الصواعق) کان واقف والصبیان یلعبون فی ازقة بغداد اذ مر المامون ففروا ووقف محمد
وعمره تسع سنین فالقی محبته فی قلبه فقال له یا غلام ما منعك من الانصراف فقال له یا
امیر المومنین لم یکن بالطریق ضیق فاوسعه لك ولیس لی جرم فاخشی والظن بك حسن ان
تضر من لا ذنب له فاعجبه کلامه وحسن صورته فقال ما اسمك واسم ابیك فقال محمد بن
علی الرضا فترحم علیه وعلی ابیه وساق جواده وکان معه بزاة للصید فلما بعد عن العمران
ارسل بازا علی دراجة فغاب عنه ثم عاد وفی منقاره سمکة فتعجب من ذلك غایة العجب و
رجع فرای الصبیان علی حالهم ومحمد عندهم ففروا الا محمد فدنا منه وقال یا محمد ما
فی یدی فقال یا امیر المومنین ان الله خلق فی بحر قدرته سمکا صغارا تصیدها بزاة الملوك
والخلفاء فیختبر بها سلالة اهل المصطفی علیه وعلیهم السلام فقال له انت ابن الرضا حقا
واخذ معه واحسن الیه وبالغ فی اکرامه ولم یزل مشفقا به لما ظهر له بعد ذلك

من فضله وعلمه وكمال عقله وظهور برهانه مع صغر سنه وعزم على تزويجه بنته ام الفضل وصمم
على ذلك فمنعه العباسيون من ذلك خوفا من ان يعهد اليه كما عهد الى ابيه فذكر لهم انه انما اختاره
لتميزه على كافة اهل الفضل علما ومعرفة وحلما مع صغر سنه فتنازعوا فی اتصاف محمد بذلك ثم
تواعدوا على ان يرسلوا اليه من يختبره فارسلوا اليه يحيى بن اكثم ووعدوه من الدولة فامر المامون
بفرش حسن لمحمد فجلس عليه فسأله يحيى مسائل فاجابه باحسن جواب فقال له الخليفة
احسنت يا ابا جعفر فان اردت ان تسأل يحيى ولو مسئلة واحدة فقال له ما تقول فی رجل نظر الی
مرأة اول النهار حراما ثم حلت له عند ارتفاع الشمس ثم حرمت عليه عند الظهر ثم حلت له
العصر ثم حرمت عليه المغرب ثم حلت له العشاء ثم حرمت عليه نصف الليل ثم حلت له الفجر فقال
يحيى لا ادری فقال محمد امة نظرها اجنبی هو حرام ثم اشتراها عند ارتفاع النهار وا
عتقها الظهر وتزوجها العصر وظاهر منها المغرب وكفر العشاء وطلقها رجعيا نصف الليل وراجعها
الفجر فعند ذلك قال المامون للعباسيين قد عرفتم ما تنكرون ثم زوجه فی ذلك المجلس بنته ام الفضل
ثم توجه بها الی المدينة فارسلت تشكی منه لابيها انه تسری عليها فارسل اليها ابوها انا لم
تزوجك له لتحرم عليه حلالا فلا تعودی بمثله۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک دن آپ بغداد کی گلی میں کھڑے
ہوئے تھے لڑکے کھیل رہے تھے مامون کی سواری آئی لڑکے بھاگ گئے آپ کھڑے رہے اس وقت آپکی
عمر نو برس کی تھی مامون نے جب جناب امام کو دیکھا تو اس کے دل میں امام کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ سے
پوچھنے لگا اے لڑکے تو کیوں نہیں بھاگ گیا آپ نے جواب دیا یا امیرالمومنین راستہ تنگ نہیں تھا کہ
میرے ہٹ جانے سے تمہاری سواری کا راستہ کشادہ ہو جاتا اور میں مجرم نہیں تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگ جاتا
اور تمہاری نسبت میرا گمان بھی نیک تھا کہ بغیر جرم کے کسی کو نہیں بھگائیں گے۔ مامون کو یہ کلام نہایت
پسند آیا۔ اور آپ کی صورت بھلی معلوم ہوئی۔ پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا
محمد بن علی الرضا۔ مامون کو آپ پر اور آپ کے والد ماجد پر نہایت ترس آیا اور آگے گھوڑا بڑھا دیا۔ مامون اس
وقت شکار کھیلنے کے لیئے نکلا تھا۔ اور اسکے ساتھ چند باز تھے جب آبادی سے دور نکل گیا تو ایک باز
کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہو گیا جب لوٹ آیا تو اسکی چونچ میں ننھی سی ایک مچھلی تھی مامون دیکھ کر نہایت
متعجب ہوا اور وہاں سے لوٹا لڑکے کھیل رہے تھے۔ جناب امام کے سوا سب بھاگ گئے مامون نے
قریب ہو کر پوچھا یا محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا امیرالمومنین خدائے تعالے نے اپنے دریائے
قدرت میں ایک ننھی سی مچھلی پیدا کی ہے جسکو کہ بادشاہوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ صلے

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اس سے خبر دیتے ہیں مامون نے کہا بے شک آپ امام علی الرضا کے فرزند ہیں آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور نہایت تکریم میں پیش آیا جس قدر کہ اس پر آپ کے علم و فضل اور کمال فضل و ظہور برہان کی حقیقت کھلتی گئی اس قدر وہ آپ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا۔ آخر کار اس نے جناب امام سے اپنی بیٹی ام الفضل کے نکاح کرنے کا قصد کیا۔ بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ ان کے باپ کی طرح سے کہیں ان کو بھی ولی عہد نہ بنائے مامون نے عباسیوں سے کہا میں نے باوجود اس صغر سنی کے تمام اہل فضل پر علم اور فضل اور حلم میں ان کے ممتاز ہونے کی وجہ سے ان کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہے بنی عباس آپ کے ان اوصاف میں تنازع کرنے لگے اور ان لوگوں نے مقرر کیا کہ ہم ایک ایسے آدمی کو لائیں گے جو ان امور میں انکا امتحان کرے اس بات کے لیے انہوں نے اس زمانہ کے زبردست عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن اکثم کو پیش کیا۔ سب ارکین دولت اسوقت جمع تھے خلیفہ نے جناب امام کے لیے ایک مکلف مسند بچھانے کا حکم دیا جب جناب نے اس پر جلوس فرمایا یحییٰ نے ان سے چند مسائل پوچھے آپ نے دلائل واضح سے جواب دیے خلیفہ نے کہا یا ابا جعفر آپ نے بہت ہی اچھی طرح سے ان کے مسائل کا جواب دیا ہے اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مگر آپ یحییٰ سے ضرور پوچھیں آپ نے یحییٰ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ صبح کو ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا اور وہ اس وقت اس پر حرام تھی پھر آفتاب کے طلوع کے وقت وہ اس پر حلال ہو گئی پھر ظہر کے وقت اس پر حرام ہو گئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی پھر مغرب کے وقت حرام ہو گئی پھر عشا کو حلال ہو گئی اور آدھی رات کو حرام ہو گئی۔ پھر فجر کو حلال ہو گئی یحییٰ نے کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا جناب امام نے فرمایا صبح کو ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا وہ اس وقت اس مرد پر حرام تھی اور آفتاب کے طلوع کے وقت اسکو خرید لیا وہ اس پر حلال ہو گئی ظہر کے وقت اس نے اسکو آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اس سے نکاح کیا اور مغرب کے وقت ظہار* کیا۔ اور عشا کو کفارہ دیا۔ اور آدھی رات کو اسے طلاق رجعی دی اور فجر کو اس نے رجوع کیا یہ سنکر مامون نے بنی عباس سے کہا جس بات پر تم جھگڑتے تھے اب تم نے دیکھ لیا۔ پھر اسی مجلس میں جناب امام کے ساتھ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح کر دیا جناب امام مامون کی بیٹی کو لیکر مدینہ تشریف لے گئے وہاں سے اس نے اپنے باپ کے پاس شکایت کر بھیجی کہ جناب امام کنیزوں کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں مامون نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم نے تیرا نکاح ان سے اس لیے نہیں کیا کہ تو ان پر خدا کے حلال کو حرام کرے ہرگز ایسی باتیں پھر نہ کریو۔

وتوفی من المحرم ستۃ عشرین ومائتین ودفن مقابر قریش فی ظہر جدہ الکاظم وعمرہ خمس و

---

* ظہار بالکسر گفتن مرد زن خود را کہ تو بر من ہمچو پشت مادر منی وباین گفتن زن برو حرام میشود تا کفارہ ندہد حلال نمیگردد منتخب

عشرون سنة ويقال انه سم ایضاً (صواعق) آپ کا انتقال محرم ۲۲۰ھ کو ہوا۔ اور بغداد میں قبرستان قریش میں اپنے جد امجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے دفن ہوئے پچیس برس آپ کی عمر پائی کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا ہے۔

یقال ان ام الفضل بنت المامون سمته بامر ابیها (تذکرہ خواص الامہ) سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ ام الفضل مامون کی بیٹی نے اپنے باپ کے حکم سے آپ کو زہر دیا۔

الامام علی العسکری علیہ السلام

قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید اهل البیت ولد ابو الحسن علی الهادی بالمدینة فی رجب ۲۱۴ھ وامه ام ولد یقال لها سمانة المغربیة وکنیته ابو الحسن والقابه الهادی والمتوکل والناصح والمتقی والمرتضی والفقیه والامین والطیب تاریخ موالید اہل بیت میں ابن الخشاب لکھتے ہیں کہ جناب امام ابو الحسن علی الہادی علیہ السلام کی ولادت باسعادت رجب ۲۱۴ھ میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جنکا اسم مبارک سمانہ مغربیہ تھا۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے اور المتوکل اور الناصح اور المتقی اور المرتضیٰ اور الفقیہ اور الامین اور الطیب القاب ہیں۔

وسمی العسکری بذلک لاشخاصه من المدینة النبویة الی سر من رای واسکنه بها وکانت تسمی العسکر فعرف بالعسکری فکان وارث ابیه علما وسخاء ومن ثم جاءه الاعرابی من اعراب الکوفة وقال انی من المتمسکین بولای جدک وقد رکبنی دین اثقلنی حمله الم اقصد لقضائه سواک فقال کم دینک فقال عشرة الاف درهم فقال طب نفسک بقضائه انشاء الله تعالیٰ ثم کتب له ورقة فیها ذلک المبلغ دینا علیه له وقال له ائتنی بها فی المجلس العام وطالبنی بها واغلظ فی الطلب ففعل فاستمهله ثلاثة ایام فبلغ ذلک المتوکل فامر له بثلاثین الفا فلما وصلته اعطاها الاعرابی فقال یا ابن رسول الله ان العشرة الالاف لا اقضی اربی فابی ان یسترد منه من الثلاثین شیئا فولی الاعرابی وهو یقول الله اعلم حیث یجعل رسالته ونقل بعض الحفاظ ان امراة زعمت انها شریفة بحضرة المتوکل فسال عمن یخبره بذلک فدل علی علی العسکری فجاء اجلسه معه علی سریره فسال یخبره بذلک فقال ان الله حرم اولاد الحسین علی السباع فتلقی السباع فعرض علیها ذلک فاعترفت بکذبها ثم قیل للمتوکل الا تجرب ذلک فیه فامر بثلاثة من السباع فجیء بها فی صحن قصره ثم دعاه فلما دخل بابه اغلقت علیه والاسباع قد اصمت الاسماع من زئیرها فلما مشی فی الصحن یرید الدرجة مشت الیه وقد سکنت وتمسحت

ویرات حولہ وھو یمسحھا بکمہ ثم ردیت فصعد المتوکل یحدث معہ ساعۃ ثم نزل ففعلت معہ الاول
حتی خرج فاتبع المتوکل بجائزۃ عظیمۃ فقیل للمتوکل افعل کما فعل ابن عمک اترید ان تقتلنی (صواعق
محرقہ) آپ کا نام عسکری اس وجہ سے ہوا کہ آپ مدینہ منورہ سے سر من راہ میں جسے سامرہ کہتے ہیں نکالے گئے
تھے۔ اور سامرہ کا دوسرا نام عسکر بھی ہے اس لیے آپ عسکری مشہور ہوئے۔ آپ علم اور سخاوت میں
اپنے والد ماجد کے وارث تھے ایک دفعہ کوفہ کے اعراب میں سے ایک اعرابی آپ کے خدمت میں آ کر
کہنے لگا میں آپ کی جد امجد کی دوستی کے ساتھ متمسک ہوں اور قرض کے بوجھ سے دب گیا ہوں میں آپ کے
سوا اسکے ادا ہونے کی سبیل نہیں جانتا آپ نے فرمایا تجھے کتنا قرض دینا ہے کہنے لگا دس ہزار درہم
آپ نے فرمایا تو غم نہ کیا انشاءاللہ ادا ہو جائے گا۔ آپ نے اس کو دس ہزار درہم کا تمسک لکھدیا اور کہا
کہ اس تمسک کو لیکر تو مجلس عام میں ہمارے پاس آئیو اور سخت تقاضا کیجیے اس نے ویسا ہی کیا آپ نے اس سے
میٹھی باتیں کر کے تین دن کا وعدہ کیا خلیفہ متوکل کو یہ معلوم ہوا۔ اس نے تیس ہزار درہم آپ کی خدمت
میں بھیجے آپ نے وہ سب اس اعرابی کو دیدیے اعرابی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میری نہایت
درجہ کی آرزو دس ہزار درہم تھے بیس ہزار آپ لے لیں آپ نے تیس ہزار میں سے ایک درہم کے
بھی واپس لینے سے انکار کیا۔ اعرابی حضرت کی خدمت سے یہ کہتا ہوا لوٹا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے
مقام کو خوب پہچانتا ہے بعض حافظان احادیث بیان کرتے ہیں کہ متوکل کے سامنے ایک عورت نے
سیدانی ہونیکا دعویٰ کیا۔ متوکل نے کہا کوئی طریقہ ایسا ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ
میں آزمائش کیجائے لوگوں نے جناب امام علی العسکری کیطرف دلالت کی متوکل نے جناب امام کو
بلا کر اپنے تخت پر بٹھا دیا اور اس عورت کے دعوے سیادت میں امتحان کرنے سے پوچھا آپ نے فرمایا
کہ پروردگار نے درندوں پر حسین کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم درندوں کو اس کے پیچھے ڈالدو
یہ سنکر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کیا لوگوں نے متوکل سے کہا تم ان کا تجربہ کیوں نہیں کرتے متوکل نے
تین درندے قصر کے صحن میں چھوڑوا دیے پھر جناب امام کو بلوایا آپ کو اس میں داخل کر کے دروازہ
بند کر دیا اور خود چھت پر چڑھ کر تماشا دیکھنے لگا۔ جب درندوں نے دروازہ کے کھلنے کی آواز سنی
تو خاموش ہو گئے جب آپ صحن میں پہنچ کر سیڑھی پر چڑھنے لگے تو درندے آپ کی طرف بڑھے اور
ٹھہر گئے۔ اور آپ کو چھو کر گرد پھرنے لگے۔ آپ اپنی آستینیں ان پر ملتے تھے پھر درندے گھٹنے ٹیک کر
بیٹھ گئے۔ متوکل جناب امام کے ساتھ چھت پر سے باتیں کرتا رہا۔ اور اترآیا پھر جناب صحن سے
باہر تشریف لے آئے متوکل نے آپ کے پاس گران بہا صلہ بھیجا لوگوں نے متوکل سے کہا تو بھی ایسا

کر کے دکھا جس طرح سے تیرے ابن عم نے کیا ہے متوکل کہنے لگا شاید تم میرے قتل کے خواہاں ہو۔

وتوفی ابوالحسن علی الہادی ولہ من العمر اربعون سنۃ ۲۵۴ یوم الاثنین لخمس لیال بقیت من جمادی الاخرۃ سنۃ ۲۵۴ ودفن فی دارہ بسر من راہ یقال انہ مات مسموما واولادہ اربعۃ اشہرہم حسن الخالص۔ (صواعق محرقہ) جناب امام ابوالحسن علی الہادی پیر کے دن چھبیسویں جمادی الاخر ۲۵۴ھ کو فوت ہوئے آپ کی عمر چالیس برس کی تھی اور سامرہ میں اپنے گھر میں اپنے گھر میں دفن ہوئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی بھی زہر سے رحلت ہوئی ہے آپ کی چار اولادیں تھیں جن میں سے جناب امام حسن الخالص زیادہ مشہور ہوئے۔

الامام حسن الخالص علیہ السلام

امہ ام ولد یقال لہا سوسن وکنیتہ محمد والقابہ الخالص والسراج والعسکری ولد بالمدینۃ لثمان خلون ربیع الاخر سنۃ ۲۳۲ھ (تذکرہ خواص الامہ) آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں جن کا نام سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور آپ کے القاب الخالص اور السراج اور عسکری تھے آپ آٹھویں ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

وقع لبہلول معہ انہ راہ وھو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظن انہ یتحسر علی ما فی ایدیہم فقال اشتری لک ما تلعب بہ فقال یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال لہ فلماذا خلقنا قال للعلم والعبادۃ فقال لہ من این لک ذلک قال من قول اللہ تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ثم سالہ ان یعظہ فوعظہ بابیات ثم خر الحسن مغشیا علیہ فلما افاق قال لہ ما نزل بک وانت صغیر لا ذنب لک فقال الیک عنی یا بہلول انی رایت والدتی توقد النار بالحطب الکبار فلا تتقد الا بالصغار وانی اخشی ان اکون من صغار حطب جہنم ولما حبس قحط الناس بسر من رای قحطا شدیدا فامر الخلیفۃ المعتمد بن المتوکل بالخروج للاستسقاء ثلاثۃ ایام فلم یسقوا فخرج النصاری ومعہم راہب کلما مد یدہ الی السماء ھطلت ثم فی الیوم الثانی کذلک فشکہ بعض الجہلۃ وارتد بعضہم فشق ذلک علی الخلیفۃ فامر باحضار الحسن الخالص فقال ادرک امۃ جدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان تہلک فقال الحسن یخرجون غدا وازیل الشک ان شاء اللہ تعالی وکلم الخلیفۃ فی اطلاق اصحابہ من السجن فاطلقہم لہ فلما خرج الناس للاستسقاء رفع الراہب یدہ مع النصاری غیمت السماء فامر الحسن بالقبض علی یدہ فاذا فیہا عظم ادمی فاخذ من یدہ وقال استسق فرفع یدہ فزال الغیم وطلعت الشمس

يتعجب الناس من ذلك فقال الخليفة للحسن ما هذا يا ابا محمد فقال هذا عظم نبي ظفر به هذا الراهب
من بعض القبور وما انكشف من عظم النبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنوا ذلك العظيم
فكان كما قال وزالت الشبهة عن الناس ورجع الحسن الى داره واقام عزيزا مكرما وصلات
الخليفة تصل اليه كل وقت (صواعق محرقہ) آپ ابھی لڑکے ہی تھے کہ آپ کو بہلول نے دیکھا
کہ لڑکے کھیل رہے ہیں اور آپ ان کے قریب کھڑے رو رہے ہیں بہلول کو خیال آیا کہ شاید آپ اس چیز کے
لیے رو رہے ہیں جس سے کہ لڑکے کھیل رہے ہیں، بہلول نے کہا میاں صاحبزادے میں ایسی کھیلنے کی چیز
تمہیں بھی مول لے دوں آپ نے فرمایا اے کم عقل ہم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا ہوئے بہلول
نے کہا پھر ہم کس چیز کے لیے پیدا ہوئے ہیں آپ نے فرمایا علم اور عبادت کیلئے بہلول نے کہا آپ نے
یہ بات کہاں سے حاصل کی ہے آپ نے کہا خدائے پاک کے کلام مبارک سے کہ آیا تم یہ جانتے ہو کہ تم
بیکار پیدا ہوئے ہو اور تم ہماری طرف نہیں رجوع کرو گے پھر بہلول نے آپ سے چند نصیحت کی باتیں
پوچھیں آپ نے چند پند آمیز شعر پڑھے۔ پھر جناب حسن علیہ السلام بیہوش ہو کر بہلول پر گر گئے۔
جب افاقہ میں آگئے تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے آپ ابھی بچے ہیں آپ نے تو ابھی کوئی خطا نہیں کیا
آپ نے فرمایا اے بہلول میرے پاس سے ہٹ جا میں نے اپنی والدہ کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا کہ موٹی لکڑیوں
کو آگ نہیں لگی جب تک کہ اس نے پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں اس طرح سے ہی مجھے
بھی ڈر ہے کہ کہیں میں بھی جہنم کی چھوٹی لکڑی نہ بن جاؤں اور جب آپ سامرہ میں قید ہو گئے لوگوں
میں قحط شدید پڑ گیا۔ خلیفہ معتمد بن متوکل نے لوگوں کو تین دن کی نماز استسقاء کے واسطے شہر سے باہر
نکلنے کا حکم دیا۔ لیکن مینہ نہ برسا۔ عیسائیوں کا گروہ بھی شہر سے باہر نکلا ان میں ایک راہب تھا۔
جب اس نے آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے بارش ہونے لگی دوسرے روز بھی اس طرح سے ہوا۔ بعض جاہلوں
کو شک پیدا ہو گیا۔ اور دین سے لوٹنے لگے خلیفہ پر یہ بات نہایت شاق گذری حسن خالص علیہ
السلام کو بلا کر کہا اپنی جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی امت کی دستگیری فرماویں قبل اسکے
کہ ہلاک ہو جائے۔ جناب امام نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کل شہر سے باہر نکلیں انشاء اللہ میں شک
زائل کر دونگا۔ خلیفہ نے امام کے تمام اصحاب کو قید خانہ سے نکال دینے کا حکم دیا۔ سب رہا کیے گئے
جب نماز استسقاء کے لیے شہر سے باہر نکلے راہب نے آسمان کیطرف ہاتھ پھیلائے بادل پیدا ہو گیا
جناب حسن نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا اس میں ایک آدمی کی ہڈی پائی گئی آپ نے وہ ہڈی اس
کے ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ بارش طلب کر اس نے ہاتھ اٹھایا ابر کھل گیا آفتاب نکل آیا

لوگ اس بات سے نہایت متعجب ہوئے خلیفہ نے جناب امام سے کہا یا ابا محمد یہ کیا چیز ہے فرمایا یہ کسی نبی کے جسم مبارک کی ہڈی ہے جو کسی قبر سے اس راہب کے ہاتھ لگ گئی ہے اور نبی کے جسم اطہر کی ہڈی کا یہ خاصا ہے کہ جب آسمان کو برہنہ کر کے دکھائی جائے فوراً ابر پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا امتحان کیا گیا۔ ویسا ہی پایا گیا جیسے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا لوگوں کا شبہ مٹ گیا جناب امام اپنے گھر کو تشریف لے گئے اور نہایت عزت اور تکریم سے اقامت گزین رہے اکثر بادشاہی انعامات ان کی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے۔

وفی فصول المهمه ولما ذاع خبر وفاته ارتجت سرمن رای وقامت صیحة واحدة وعطلت الاسواق وغلقت الدکاکین ورکب بنو هاشم القواد والکتاب والقضاة والمعدلون وسائر الناس الی جنازته فکانت سرمن رای یومئذ شبیهة بالقیامة فلما فرغوا من تجهیزه بعث الخلیفة الی عیسی بن المتوکل لیصلی علیه صلی علیه دفن بالبیت الذی دفن فیه ابوه وکانت وفاته فی یوم الجمعة لثمان خلون من شهر ربیع الاول سنة ۲۶۰ وعمره ثمان وعشرون سنة ویقال سم ایضا ولم یخلف غیر ولده ابی القاسم محمد الحجة فصول المهمہ میں لکھا ہے کہ جب امام کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تمام سامرہ ہل گیا اور غوغا برپا ہو گیا بازاروں میں ہڑتال ہو گئی دکانیں بند ہو گئیں تمام بنی ہاشم اور قصاص کا حکم پہنچانے والے اور منشی اور قاضی اور عدالتی اور عامہ خلائق ان کے جنازے کو دوڑے سرمن رائے اس دن قیامت کا نمونہ تھا جب لوگ آپ کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے اپنے بھائی عیسٰی بن المتوکل کو نماز کے لیے بھیجا اس نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اسی گھر میں دفن کیا جس میں کہ آپ کے والد ماجد دفن ہوئے تھے آپ نے ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جمعہ کے دن ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر اس وقت اٹھائیس سال کی تھی کہتے ہیں کہ آپ کو بھی زہر دیا گیا تھا۔ آپ کے پیچھے آپ کے فرزند ارجمند ابو القاسم محمد الحجہ کے سوا آپ کی اور کوئی اولاد نہیں رہی

الامام المهدی علیه السلام

اسمه محمد کنیته ابو القاسم لقبه الحجة و المهدی والخلف الصالح والقائم و المنتظر و صاحب الزمان۔ وعمره عند وفات ابیه خمس سنین لکن اتاه الله فیها الحکمة ویسمی القائم قیل لانه تستر و غاب فلم یعرف این ذهب (صواعق محرقہ) علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نام مبارک محمد اور کنیت ابو القاسم ہے۔ یعنی نام اور کنیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے نام مبارک اور کنیت کے مطابق ہیں اور آپ کا لقب الحجہ اور المہدی اور الخلف الصالح اور القائم اور المنتظر اور صاحب الزمان ہے آپ کے والد کی وفات کیوقت آپ کی عمر پانچ برس کی تھی لیکن خدا نے اس چھوٹی سی عمر میں آپ کو حکمت عطا کی تھی اور اس لیے آپ کا نام قائم رکھا گیا کہ آپ پوشیدہ ہو گئے اور یہ معلوم ہوا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

قال الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلۃ علی کون المہدی حیا باقیا بعد غیبتہ الی الان وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسی بن مریم والخضر والالیاس من اولیاء اللہ وبقاء الاعور الدجال والابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالی وھولاء قد ثبت بقائھم بالکتاب والسنۃ شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المسمی بالبیان فی اخبار صاحب الزمان میں جہاں پر کہ انہوں نے بعد غائب ہونے امام مہدی علیہ السلام کے اب تک ان کے زندہ اور باقی ہونے پر دلائل لکھے ہیں ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ مثل عیسی بن مریم اور خضر اور الیاس کے جو خدا کے دوست ہیں اور اعور دجال اور ابلیس لعین کی بقاء کے جو دشمنان خدا میں سے ہیں جناب مہدی علیہ السلام کے بقا میں بھی کوئی مانع نہیں اور ان لوگوں کا باقی ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

احادیث مرویہ متعلق وجود صاحب الامر علیہ السلام

(۱) عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی وعلی راسہ غمامۃ فیہا مناد ینادی ھذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ (اخرجہ ابو نعیم والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المہدی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اسکے سر پر بدلی سایہ کی ہوئی ہوگی غیب سے ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اسکا اتباع کرو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی ھو اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملا الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا (اخرجہ الطبرانی وابو داؤد وابو نعیم والدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بیان کیا ہے کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی۔

(۳) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لیبعثن الله من عترتی رجلا افرق الثنایا اجلی الجبہۃ یملا الارض عدلا (اخرجہ ابو نعیم) عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے اگلے دانت کشادہ ہونگے اور اسکی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل اور انصاف سے زمین کو بھر دے گا۔

(۴) عن حذیفۃ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم المھدی رجل ولدی وجھہ کالقمر الدری اللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی علی خدہ الایمن خال کانہ کوکب دری یملا الارض عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافتہ اھل السماء والارض والطیر فی الجو (اخرجہ ابو نعیم والرویانی فی مسندہ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اسکا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کی چمکتا ہوگا اس کا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم اسرائیلی قوم کے مشابہ ہوگا۔ اسکے داہنے رخسار پر ایک خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارہ کی طرح سے ہوگا زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی اسکی خلافت سے آسمان اور زمین کے باشندے اور ہوا کے پرندے خوش ہو جائیں گے۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم المھدی منا الذی یصلی عیسیٰ ابن مریم خلفہ (اخرجہ الحافظ ابو نعیم فی الحلیۃ والسیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ہم میں سے ایسا شخص ہوگا کہ عیسے ابن مریم اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۶) عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیہ وسلم قال لن تھلک امۃ انا اولھا وعیسی بن مریم آخرھا والمھدی وسطھا (اخرجہ احمد فی مسندہ وابو نعیم فی عوالی ابن ماجۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق مخبر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے ارشاد کیا فرمایا ہے کہ یہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی کہ میں اسکے اول ہوں اور آخر اس کے عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور مہدی علیہ السلام اس کے بیچ میں ہے۔

(۷) عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث الله فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی

واسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا و ظلما اخرجہ احمد وابوداؤد وابو نعیم و
الترمذی قال حسن صحیح ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالٰے اس دن کو اس قدر
بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا اس کا نام اور اسکے باپ کا نام
میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جسطرح
سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہو گی۔

(۸) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لبعث اللہ فیہ
رجلا من عترتی یملأھا عدلا کما ملئت جورا اخرجہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ
وفی روایۃ احمد وابوداؤد والترمذی والدیلمی لا تذھب الدنیا حتی یملک رجل من اھل بیتی
یواطی اسمہ اسمی۔ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے
کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالٰے اسی ایک دن میں تیری
عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جسطرح سے کہ وہ ظلم سے
بھری ہوگی۔ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور دیلمی نے یوں بیان کیا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ نہیں گذرے گی دنیا جب تک میرے اہل بیت میں
سے ایک آدمی اسکا مالک نہیں ہو جائے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۹) عن ثابت بن قرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتملأن الارض جورا و ظلما فاذا ملئت
جورا و ظلما لیبعث اللہ رجلا منی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی فیملأھا عدلا و قسطا کما ملئت
جورا و ظلما فلا تمنع السماء شیئا من قطرھا ولا الارض شیئا من نباتھا یمکث فیکم سبعا
او ثمانیا فان اکثر تسعا اخرجہ الطبرانی والبزار۔ ثابت بن قرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ زمین ظلم اور جور سے بھر جائے گی اور جب ظلم
اور جور سے بھر جائے گی تو پروردگار مجھ میں سے ایک آدمی کو برانگیختہ کرے گا اس کا نام میرے نام
اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس
طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی پس آسمان اپنے ایک قطرہ کو نازل ہونے سے اور زمین
گھاس کے پتے کو اگنے سے نہیں روک سکے گی وہ تم میں سات یا آٹھ برس ٹھہرے گا۔ اگر اس سے
زیادہ ٹھہرا تو نو برس۔

(۱۰) عن زربن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذہب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی (اخرجہ ابو داؤد) زربن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تب تک نہیں جائے گی جب تک کہ عرب کا مالک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے گا جس کا کہ نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۱۱) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتملان الارض ظلما وعدوانا ثم لیخرجن من اہل بیتی رجل یملاھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا ویقسم المال بالسویۃ ویجعل اللہ الغنی فی قلوب ہذہ الامۃ فیملک سبعا او تسعا ولا خیر فی عیش الحیوۃ بعد المہدی (اخرجہ ابن الحارث واحمد وابو نعیم والسیوطی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمین ظلم اور سرکشی سے بھر جائے گی پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی نکلے گا جو اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم اور سرکشی سے بھری ہوگی وہ مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تونگری کو اس امت کے لوگوں کے دل میں بھر دے گا۔ وہ سات برس یا نو برس بادشاہ رہے گا اور بعد مہدی کے زندگانی میں بہتری نہیں رہے گی۔

(۱۲) عن حامل الصدفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون بعدی خلفاء وبعد الخلفاء امراء وبعد الامراء ملوک وبعد الملوک جبابرۃ ثم یخرج من اہل بیتی رجل یملا الارض عدلا کما ملئت جورا (اخرجہ الطبرانی) حامل الصدفی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ اور خلفاء کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد ظالم پھر میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو عدل سے زمین کو بھر دیگا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

(۱۳) وانہ لعلم للساعۃ قال مقاتل ومن یتبعہ من المفسرین ان ہذہ الآیۃ نزلت فی المہدی (صواعق محرقہ) اور بتحقیق وہ جاننے والا ہے قیامت کو اس آیت کے شان نزول میں مقاتل اور اس کے پیرو مفسر یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی۔

(۱۴) عن کعب قال انما سمی المہدی لانہ یہدی لامر قد خفی یستخرج التابوت من ارض یقال لہا انطاکیہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب سے روایت ہے کہ انکا نام مہدی اس لیے رکھا جائے گا کہ وہ پوشیدہ امروں کی طرف لوگوں کو ہدایت کریں گے تابوت سکینہ کو انطاکیہ کی زمین سے نکالیں گے۔

(۱۵) عن سلیمان بن عیسیٰ قال بلغنی انہ علی ید المہدی یظہر تابوت السکینۃ من بحیرۃ طبریۃ حتی یحمل فیوضع بین یدیہ ببیت المقدس فاذا نظر الیہ الیہود اسلمت الا قلیلا منہم (اخرجہ ابو نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی فی عرف الوردی) سلیمان بن عیسیٰ کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تابوت سکینہ کو بحیرہ سے نکال کر اپنے سامنے بیت المقدس میں رکھیں گے۔ اسے دیکھ کر بہت تھوڑے سے یہودی اسلام لائیں گے۔

(۱۶) عن جعفر بن یسار الشامی قال یبلغ رد المہدی المظالم حتی کان تحت ضرس الانسان بشئ انتزعہ حتی یردہ (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی) جعفر بن یسار الشامی کہتا ہے کہ مجھے خبر لگی ہے کہ مہدی تمام مظالم کو لوٹا دیں گے یہاں تک کہ ظالم شخص کے دانتوں کی جڑوں سے نکال کر وہ چیز واپس دلائیں گے۔

(۱۷) عن علی قال ویحا للطالقان فان للہ کنوزا لیست من ذہب لا فضۃ ولکن بہا رجال عرفوا اللہ حق معرفتہ وہم انصار المہدی آخر الزمان (اخرجہ نعیم الکوفی فی کتاب الفتن والسیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ طالقین پر افسوس ہے خدا کے خزانے ہیں نہ سونے کے اور نہ چاندی کے بلکہ وہ انسان ہیں جن کو خدا کی پوری معرفت حاصل ہے۔ اور وہ مہدی آخر الزمان کے انصار ہیں۔

(۱۸) عن کعب قال قتادۃ۔ المہدی خیر الناس اہل نصرتہ وبیعتہ من اہل کوفان والیمن وابدال الشام علی مقدمتہ جبریل وساقتہ میکائیل۔ محبوب فی الخلائق یطفی اللہ بہ الفتنۃ العمیاء وتامن الارض ان المرأۃ تحج فی خمسۃ نسوۃ ما معہن رجل لا تتقی شیئاً الا اللہ تعالیٰ یعطی الارض زکوتہا والسماء برکاتہا (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی فی عرف الوردی) کعب کہتا ہے کہ قتادہ کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر مہدی کے انصار اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ اہل کوفان اور یمن اور ابدال شام ہونگے جبریل ان کے مقدمۃ الجیش ہیں اور میکائیل سب سے پچھلے فوج ساقہ میں تشریف رکھتے ہونگے خدائے پاک مہدی کی برکت سے اندھا دھند کے فتنوں کو مٹا دے گا یہاں تک کہ زمین میں امن پھیل جائے گا کہ ایک عورت یا پانچ عورتوں کے ساتھ حج کرنے کو نکلے گی کوئی مردان کے ساتھ نہ ہوگا وہ سوا خدا کے کسی شے سے خوف نہ کھائے گی زمین اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ آسمان اپنی برکت نازل کرے گا۔

(۱۹) عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یاوی الی المہدی امتہ کما یاوی النحل

الی یعسوبہا ویملأ الارض عدلا کما ملئت جوراً حتی یکون الناس علی امرھم الاول لا یوقظ نائماً ولا یہریق دماً (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی کیطرف لوگ اس طرح آکر مجتمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے قریب جمع ہو جاتی ہیں وہ زمین کو عدل سے یوں بھر دے گا جس طرح کہ وہ اپنے ظلم سے بھری ہو گی یہاں تک کہ سب لوگ اپنے پہلے امر پر متفق ہو جائیں گے مہدی نہ کسی سوتے کو جگائیں گے اور نہ کسی کا خون بہائیں گے۔

المہدی کا جناب سیدہ کی اولاد میں سے ہونا

عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابو داؤد والنسائی والبیہقی والدیلمی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہدی میری آل فاطمہ کی اولاد سے ہو گا۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت ذکرت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق المہدی فقال نعم ھو حق وھو من ولد فاطمۃ (رواہ ابن المنادی فی الملاحم) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا کہ مہدی کا ہونا سچ ہے آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔

(۳) عن الزھری قال المہدی من ولد فاطمۃ وما الخلافۃ الا فیہم (اخرجہ نعیم بن حماد الکوفی والسیوطی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جناب سیدہ کی اولاد سے ہوں گے اور خلافت ان کے سوا نہیں ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ ولج البیت فقال واللہ ما ادری ادع خزائن البیت وما فیہ من السلاح والمال او اقسمہ فی سبیل اللہ فقال لہ علی بن ابی طالب امض یا امیر المومنین فلست بصاحبہ انما صاحبہ منا شاب من قریش یقسمہ فی سبیل اللہ فی آخر الزمان (اخرجہ نعیم بن حماد والسیوطی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز بیت اللہ کے خزانہ میں تشریف لیجا کر کہنے لگے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیت اللہ کے خزائن کا مال اور اس کے ہتھیار لوگوں کو تقسیم کر دوں یا اس طرح پر رکھا رہنے دوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے

امیر المؤمنین جس طرح پر ہے اسی طرح پر اس کو رہنے دو۔ آپ اس کی تقسیم کرنیکے اہل نہیں ہیں اسکی تقسیم کرنے کا اہل ایک نوجوان ہم اہل قریش میں سے آخر زمانہ میں پیدا ہوگا۔ وہ اسکو خدا کی راہ میں تقسیم کریگا۔

عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتمضی الایام واللیالی حتی یلی منا اھل البیت فتی فلم تلبسہ الفتن ولم یلبسھا فقال یا ابن عباس یعجز عنہا مشیختکم ولا ینالھا شبانکم وھو امر اللہ یؤتیہ من یشاء (اخرجہ ابن غیبہ فی مصنفہ السیوطی فی عرف الوردی فی اخبار المھدی)
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور رات کا سلسلہ شب تک نہیں گذرنے پائیگا جبتک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک نوجوان نہیں آئیگا نہ تو فتنے اس سے مشابہ ہوں گے اور نہ وہ فتنوں سے مشابہ ہوگا۔ اے ابن عباس تمہارے بوڑھے اس سے عاجز ہم جائیں گے۔ اور تمہاری نوجوان اس سے نہیں بھٹکنے پائیں گے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے چاہے عطا کرے۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک الارض اربعۃ مومنان وکافران فالمومنان ذو القرنین وسلیمان۔ والکافران نمرود وبخت نصر وسیملکھا خامس من اھل بیتی (اخرجہ ابن الجوزی فی تاریخہ والسیوطی فی عرف الوردی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومنوں سے اور کافروں سے دو دو آدمی تمام روئے زمین کے مالک ہوگے ہیں۔ مومنوں سے ذوالقرنین اور سلیمان علیہما السلام اور کافروں سے نمرود اور بخت نصر اور پانچواں ہم اہل بیت میں سے تمام روئے زمین کا مالک ہوگا۔

(۷) عن علی ابن الھلالی المکی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شکایتہ التی قبض فیھا فاذا فاطمۃ عند راسہ فبکت حتی ارتفع صوتھا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ الیھا فقال حبیبتی فاطمۃ ما الذی یبکیک فقالت اخشی الضیعۃ من بعدک فقال حبیبتی اما علمت ان اللہ عزوجل اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھا اباک فبعثہ بالرسالۃ ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منھا بعلک فاوحی الی ان انکحک ایاہ یا فاطمۃ نحن اھل البیت قد اعطانا اللہ سبع خصال لم یعط احد قبلنا ولا یعطی احد بعدنا انا خاتم النبیین واکرمھم علی اللہ واحب المخلوقین الی اللہ وانا ابوک ووصیی خیر الاوصیاء واحبھم الی اللہ عزوجل وھو بعلک وشھیدنا خیر الشھداء واحبھم الی اللہ وھو حمزۃ بن عبد المطلب وھو عم ابیک وعم بعلک ومنا من لہ جناحان اخضران یطیر فی الجنۃ مع الملٰئکۃ حیث یشاء وھو ابن عم ابیک واخو بعلک

ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناك الحسن والحسين وهما سيدا شباب اهل الجنة وابوهما والذي بعثني بالحق خير منهما ويا فاطمة
والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وتقطعت
السبل واغار بعضهم على بعض فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك
منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت به في اول الزمان
ويملأ الدنيا عدلا كما ملئت جورا يا فاطمة لا تحزني ولا تبكي فان الله عز وجل ارحم بك وارأف
عليك مني وذلك لمكانك مني وموضعك في قلبي وزوجك هو اشرف اهل بيتي حسبا واكرمهم
منصبا وارحمهم بالرعية واعدلهم بالسوية وابصرهم بالقضية وقد سألت ربي عز وجل ان تكوني
اول من يلحقني قال علي فلما قبض النبي صلى الله عليه وسلم لم تبق فاطمة الا خمسة وسبعين يوما حتى
الحقها الله تعالى به (اخرجه الطبراني في الكبير وابو نعيم والسيوطي في عرف الوردي) علی ابن الہلالی
الملکی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضور کے پاس گیا جناب فاطمہ رض
بنت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ رض
کی ہچکی بند ہو گئی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہ رض
تم کیوں روتی ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت
نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر ان میں
سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور ان کو مبعوث بالرسالۃ کر کے بھیجا پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھکر تمہارے
شوہر کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہ ہم اہل بیت کو خدا نے سات
ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دیجائینگی میں خاتم النبیین
اور خدا کے نزدیک سب مخلوقات سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں ۔ اور ہمارا وصی سب
وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے اور ہمارا شہید
سب شہیدوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبد المطلب
تمہارے والد کا چچا اور تمہارے شوہر کا چچا ہے ۔ اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جسکے دو سبز پر ہیں وہ ان
فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے والد کا ابن عم اور تمہارے
شوہر کا بھائی ہے اور اس امت کے اسباط بھی ہم ہی میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسن اور
حسین ہیں جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں ۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ
بھیجا ہے ان کے والدین ان سے بہتر ہیں اور اے خدا کی قسم ہے جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس

امت کا مہدی بھی ان دونوں میں سے پیدا ہوگا۔ جبکہ دنیا میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے آمد و رفت کے راستے رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں گے نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اسکو برانگیختہ کرے گا اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولے گا جیسے کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اسکو قائم کرے گا جسطرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دے گا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میرے سب اہل بیت سے افضل ہے اور اسکا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملائے گا علی ابن الہلالی ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہیں رہیں۔ خدا نے بہت جلدی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔

(۸) عن علی قال اذا نادی المنادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذلک یظھر المھدی علی افواہ الناس و یشربون حبہ لایکون لھم ذکر غیرہ (اخرجہ ابو نعیم السیوطی فی عرف الوردی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آسمان سے پکارنے والا پکارے گا کہ حق آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس آواز کے قریب مہدی ظاہر ہوگا لوگوں کو اس کی محبت پیدا ہو جائے گی اسکے ذکر کے سوا کسی دوسرے کا ذکر ان کی زبان پر نہ ہوگا۔

(۹) عن ابی جعفر قال ینادی منادی من السماء ان الحق فی آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم وینادی منادی من الارض ان الحق فی آل عیسیٰ وقال العباس انما الصوت الاسفل کلمۃ الشیطان والصوت الاعلی کلمۃ اللہ العلیا (اخرجہ ابو نعیم والسیوطی) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ حق آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے تو ایک پکارنے والا زمین سے پکارے گا کہ حق آل عیسیٰ کا ہے۔ عباس کہتا ہے کہ صورت اسفل شیطان کی آواز ہوگی اعلے خدا کے برتر کی آواز ہوگی۔

(۱۰) عن مکحول عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا المھدی ام من غیرنا یا رسول اللہ قال بل منا یختم اللہ بہ کما بنا فتح (اخرجہ ابو نعیم من الحماد و ابو نعیم والسیوطی فی عرف الوردی

مکحول جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں سے حضرت نے فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا اللہ اس پر تمام کرے گا جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

(۱۱) عن ابی هریرة قال حدثنی خلیلی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی یخرج علیهم رجل من اهل بیتی فیضربهم حتی یرجعون الی الحق قلت وکم یملک قال خمسا واثنتین (اخرجه ابو یعلی و السیوطی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے دوست جناب ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا پس وہ ان کو مارے گا یہاں تک کہ وہ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کرے گا آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

(۱۲) عن سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمة فتذاکرنا المهدی فقالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المهدی من ولد فاطمة (اخرجه ابن ماجه) سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے مہدی کا ذکر کر رہے تھے کہ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا میں نے مخبر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المهدی من عترتی من ولد فاطمة (اخرجه ابو داؤد) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری آل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۴) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة المهدی من ولدک (اخرجه ابو نعیم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ مہدی تیری اولاد میں سے ہوگا۔

(۱۵) عن قتادة قلت لسعید بن المسیب احق المهدی قال نعم هو حق قلت ممن هو قال من قریش قال من ای قریش قال من بنی هاشم قلت من ای بنی هاشم قال من عبد المطلب قلت من ای ولد عبد المطلب قال من اولاد فاطمة قلت من ای اولاد فاطمة قال حسبک الآن (رطالمنادی فی الملاحم) قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے خیر التابعین سعید بن المسیب سے کہا کہ آیا مہدی کا ہونا حق ہے وہ کہنے لگے ہاں ان کا ہونا حق ہے میں نے کہا وہ کس قوم میں سے ہوں گے وہ کہنے لگے قریش میں سے میں نے کہا قریش کے کس گروہ میں سے وہ کہنے لگے بنی ہاشم میں سے میں نے کہا

کون سے نبی ہاشم ہیں سے وہ کہنے لگے عبد المطلب کی اولاد میں سے میں نے کہا عبد المطلب کی کس اولاد میں سے وہ بولے فاطمہ کی اولاد میں سے میں نے کہا فاطمہ کی کس اولاد میں سے وہ بولے اب تجھے اتنی بات ہی کافی ہے۔

(۱۶) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نحن بنو عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی (اخرجہ ابن ماجہ والدیلمی) انس ابن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں۔ اور حمزہ۔ اور علی۔ اور جعفر اور حسن۔ اور حسین۔ اور مہدی۔

(۱۷) عن حذیفۃ الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من ولدی بیقی من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من ولدی اسمہ اسمی فقام سلمان وقال یا رسول اللہ من ای ولدک ھو قال من ولدی ھذا وضرب بیدہ علی الحسین (اخرجہ ابو نعیم فی عوالیہ) حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطبہ پڑھا۔ اور جو ہونے والی باتیں تھیں ان کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن کے سوا باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالےٰ اسے قدر دراز کریگا کہ اس میں میری اولاد میں سے ایک آدمی پیدا کرے گا۔ جسکا نام میرے نام پر ہوگا۔ سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے کس فرزند میں سے ہوگا۔ آپ نے فرمایا میرے اس فرزند میں سے ہوگا۔ اور ہاتھ مبارک حضرت حسین علیہ السلام پر مارا۔

(۱۸) عن ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشئ مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ ونقہ ودخلت علیہ فاطمۃ تعودہ وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتھا العبرۃ حتی بدت دموعھا علی خدھا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمۃ قالت اخشی الضیعۃ ایاک یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھم اباک ثم اطلع ثانیۃ فاختار منھم بعلک فاوحی اللہ الیّ فانکحتہ منک واتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامۃ اللہ ایاک زوجتک اعلمھم علما واکثرھم حلما واقدمھم سلما فضحکت فاطمۃ واستبشرت فاراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا

منہ یدا لخیر لله الذی قسمه الله بمحمد صلے الله علیہ وسلم قال محمد صلی الله علیہ وسلم فقال لها یا فاطمة لعلی ثمانية اضراس یعنی مناقب ایمانه بالله ورسوله وحکمته وزوجته وسبطاه الحسن والحسین وامرہ بالمعروف ونهیه عن المنكر یا فاطمة نحن اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من الاولین ولا یدرکها الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوك ووصینا خیر الاوصیاء وهو بعلك وشهیدنا خیر الشهداء وهو حمزة عم ابیك ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناك ومنا مهدی الامة الذی یصلے عیسی خلفه ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا مهدی الامة (اخرجه الدار قطنی) ابوہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری کے پاس جا کر کہا آپ جنگ بدر میں موجود تھے وہ بولے ہاں میں موجود تھا میں نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی حدیث بیان کر سکتے ہو جو تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کے حق میں سنی ہے وہ کہنے لگے اسے میری بیٹے میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت سے بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے تو جناب فاطمہؓ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائیں میں حضرتؐ کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا جب جناب فاطمہ علیہا السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ضعف کو دیکھا تو رونے سے انہیں اچھو آ گیا اور رخساروں پہ آنسو ظاہر ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو جناب فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد میں اپنی تباہی سے ڈرتی ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ پروردگار نے زمین کے باشندوں پر اطلاع پا کر تیرے باپ کو چن لیا پھر دوبارہ اطلاع پا کر ان میں سے تیرے خاوند کو برگزیدہ کیا پھر خدا نے میری جانب وحی کی اور میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا اور اسکو اپنا وصی بنایا تو نہیں جانتی خدا کی مہربانیوں کو کہ خاص تیرے حق میں کی ہیں۔ میں نے تیرا نکاح ایسے سے کیا ہے کہ علم میں سب سے زیادہ اور علم میں سب سے اچھا اور صلح میں سب سے مقدم ہے پس جناب فاطمہ ہنس پڑیں اور خوش ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے چاہا کہ ان تمام مہربانیوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکی آل کے نصیب کی ہیں۔ ان کا اور دل بڑھائیں پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ علیؑ کے آٹھ دانت یعنی مناقب ہیں۔ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور حکمت کا حاصل کرنا۔ اور اسکی زوجہ مکرمہ کا پاک ہونا۔ اور حسن و حسین کا اسکی اولاد میں سے ہونا۔ اسکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت ہیں ہمیں چھ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہم سے پہلے لوگوں کو عطا نہیں دی گئیں اور ہم سے پچھلے بھی ان چیزوں کو نہیں حاصل کر سکیں گے ہمارا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے

اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا خاوند ہے اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ تیرے دونوں بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم ہی میں سے ہے کہ جس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر جناب امیر علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اس سے اس امت کا مہدی پیدا ہوگا۔

اگر جناب امیر علیہ السلام کی باقی اولاد امجاد کا حال کسی قدر تفصیل یا اجمال سے بھی لکھا جائے تو یہ عجالہ ہرگز اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بابن عقبہ کی کتاب۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابیطالب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے کہ جناب امیر کی نسل سے کیسے کیسے چمکتے ستارے پیدا ہوئے ہیں۔ جن سے کرۂ زمین پر ہدایت کی روشنی پھیلی ہے۔

قَدْ تَمَّ الْبَابُ الثَّالِثُ مِنْ اَرْجَحِ الْمَطَالِبِ فِي عَدِّ مَنَاقِبِ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَلِيْهِ الْبَابُ الرَّابِعُ

چوتھا باب جناب امیر علیہ السلام کے خصوصیات میں

المسمے

بالعروۃ الوثقی فی خصائص المرتضی

جناب امیر علیہ السلام کی ولادت باسعادت

عن فاطمة بنت اسد ام علی لما مضت اربعة اشهر من حملی بعلی ابن طالب کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر الی یقول یا امی مالک قد تغیر لونک قلت اما علمت انی حامل فقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب ان کانت انثی فزوجنیہا فقال ابوطالب ان کان ذکرا فہو لک عبد وان کانت انثی فہی لک امۃ فلما وضعتہ جعلتہ فی غشاوۃ فقال ابوطالب لا تفتحوہ حتی یاتی محمد فیاخذ حقہ فجاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفتح الغشاوۃ فاخرج منہا غلاما حسنا فغسلہ بیدہ وسماہ علیا ورزق فی فیہ اصلح امرہ ثم القمہ لسانہ فمازال علی یمصہ حتی نام فلما کان من الغد طلبنا لہ ظئرا فابی ان یقبل ثدیا فدعونا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فالقمہ لسانہ فنام فکان کذلک ماشاء اللہ (اخرجہ الامام الفقیہ الحسین اللالکی فی کتابہ واجۃ الصلابۃ فی محبۃ الصحابۃ) جناب فاطمہ بنت اسد حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب حضرت علی کو میرے پیٹ میں رہتے ہوئے چار مہینے گذر چکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے اماں جان تم روز بروز کیوں زرد پڑتی جاتی ہو میں نے عرض کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حاملہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لڑکی پیدا ہو تو اس سے میرا نکاح کر دینا۔ ابوطالب کہنے لگے اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ آپ کا غلام ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ آپ کی لونڈی ہوگی جب میرے لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر رکھا ابوطالب کہنے لگے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائیں

اس کو مت کھولنا وہ آکر خود اپنے حق کو لے لیں گے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکالا اور اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیا اور علی اسکا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوستا چوستا سو گیا دوسرے روز ہم نے دودھ پلانے والی عورت بلائی اس لڑکے نے اس عورت کا پستان منہ میں نہ لیا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا حضرتؐ نے آکر اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالا وہ حضرت کی زبان مبارک کو چوستا چوستا پھر سو گیا اس طرح سے خدا نے جب تک کہ چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی کو چوستا رہا۔

قال محمد بن طلحۃ الشافعی لیلۃ الاحد الثالث والعشرین من شہر رجب سنۃ تسعمائۃ وعشرین من التاریخ الفارسی المضاف الی سکندر الیونانی وکان ملک فارس یومئذ ابرویز بن ہرمز وولد بالکعبۃ البیت الحرام وکان مولدہ بعد ان یزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ بثلث سنین وکان عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ولادتہ ثمانیا وعشرین (المطالب السؤل) محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا تولد اتوار کی رات رجب کی تیئسویں ۹۲۰ سنہ اسکندری کو ہوا ان دنوں ہرمز کا بیٹا پرویز فارس کا بادشاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے تین برس شادی ہونے کے بعد آپ عین خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تولد ہوئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا۔

عن علی بن الحسین قال کنا زوار الحسین وہناک نسوۃ کثیرۃ اذ اقبلت منہن امرأۃ فقلت من انت رحمک اللہ قالت انا زبدۃ بنت العجلان من بنی ساعدۃ فقلت لہا ہل عندک عن شئ تحدثنی فقالت ای واللہ حدثتنی عمارۃ بنت عبادۃ بنت نضلۃ بن مالک بن العجلان الساعدی انہا کانت ذات یوم فی نساء من العرب اذ اقبل ابو طالب کئیبا حزینا فقلت ما شانک قال ان فاطمۃ بنت اسد فی شدۃ من المخاض واخذ بیدہا وجاء بہا الی الکعبۃ وقال اجلسی علی اسم اللہ فطلقت طلقۃ واحدۃ فولدت غلاما مسرورا نظیفا منظفا لم ار کحسن وجہہ فسماہ علیا وحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اداہ الی منزلہا قال علی بن الحسین فواللہ ما سمعت بشئ قط الا وہذا احسن منہ اخرجہ الفقیہ ابن المغازلی الشافعی فی المناقب جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ ہم کربلا معلی کی زیارت کو جاتے تھے وہاں بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں ان میں سے ایک عورت بڑھ کر ہمارے پاس آئی ہم نے اس سے پوچھا تو یہ کون ہے اس نے بیان کیا میں قبیلہ بنی ساعدہ میں سے ہوں میرا نام زبدہ بنت العجلان ہے ہم نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ

یاد ہو تو ہم سے بیان کردہ کہنے لگی مجھ سے فاطمہ بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان الساعدی کہتی تھی۔ کہ میں ایک روز عرب کی عورتوں میں موجود تھی اتنے میں ابوطالب تشریف لائے انکے چہرہ سے آثار حزن نمایاں تھے میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے وہ فرمانے لگے فاطمہ بنت اسد کو درد لگ رہی ہے پھر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ میں لے گئے اور کہا خدا کا نام لیکر یہیں بیٹھ جا ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھی کہ ایک پاک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا اسکو پیدا ہوا اس حسن و جمال کا لڑکا ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اسکا نام ابوطالب نے علی رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے ساتھ اسکو اٹھا کر گھر کو لے گئے جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں واللہ ہم نے اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا آغوش سرور عالم صلعم میں تربیت پانا

من ابی الحجاج مجاہد بن جبیر قال کان من نعمۃ اللہ علی علی و مما اراد اللہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمۃ شدیدۃ وکان ابوطالب ذا عیال کثیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس وکان من ایسر بنی ہاشم یا عم ان اخاک ابا طالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما تری فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ اخذ من بنیہ رجلا فنکفلہما عنہ قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا ابا طالب فقالا انا نرید ان نخفف منک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ما ہم فیہ فقال لہما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فضمہ الیہ واخذ العباس جعفرا فضمہ الیہ فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ عز وجل نبیا فاتبعہ وامن بہ وصدقہ۔ (مطالب السؤل فی الریاض النضرہ) ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ جناب علی کے حق میں خدا کی نعمت تھی اور خدا نے ان کے حق میں نیکی کا ارادہ کیا تھا کہ اہل مکہ کو دردناک قحط پیش آیا اور ابوطالب کثیر العیال تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہ وہ ان دنوں تمام بنی ہاشم میں بڑے مالدار تھے جا کر کہا۔ اے عمو۔ ابوطالب بڑے عیالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آرہی ہے تم ہمارے ساتھ ابوطالب کے پاس چلو تاکہ ہم ان کا عیال بانٹ لیں ان کا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور ہم ان دونوں کا تکفل حال کریں عباس کہنے لگے بہت بہتر بات ہے دونوں مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم آپ کو عیال کے بوجھ سے کسقدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تاوقتیکہ قحط لوگوں کے سر سے ٹل جائے۔ ابوطالب نے

کہا اگر عقیل کو میرے لیئے چھوڑ دو اور جو چاہو سو کرو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لیلیا اور عباس نے جعفر کو لے لیا علی ہمیشہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے رہے یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت کو نبی مقرر کیا جناب علی نے حضور کا اتباع کیا اور ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

جناب امیر علیہ السلام کی سبقت اسلام

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول الناس من ھذہ الامۃ ورودا علی الحوض اولھا اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونے والا۔ اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ھذہ الامۃ بعدی اولھا اسلاما علی بن ابی طالب (المستزشد) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثنا فرماتے تھے کہ میرے بعد اس امت کا بہتر اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے

(۳) عن سلمان الفارسی وابی ذر الغفاری قالا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی فقال ان ھذا اول من امن بی وھذا اول من یصافحنی یوم القیمۃ وھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ الامۃ یعسوب المومنین (اخرجہ الطبری والدیلمی) سلمان فارسی و ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر) ہے اور یہ سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھ سے معافحہ کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے۔

(۴) عن ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من امن بی و صدق (اخرجہ الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی سے فرما رہے تھے کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور تو نے میری تصدیق کی ہے۔

(۵) عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد والترمذی وصححہ) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

(۶) عن ابن عمر و انس بن مالک و جابر رضی اللہ عنہم قالوا بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلم علی یوم الثلثاء (اخرجہ بنحوہ الترمذی والطبرانی) ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن علی اسلام لائے۔

(۷) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلت الملائکۃ علی وعلی علی سبع سنین وذلک لانہ لم ترفع شہادۃ ان لا الہ الا اللہ الی السماء الا منی ومن علی بن ابی طالب (اخرجہ بنحوہ الرازی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک فرشتے درود بھیجتے رہے ہیں اس وجہ سے کہ بجز میرے اور علی کے آسمان کی طرف کسی کی لا الہ الا اللہ پر شہادت دینے کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔

(۸) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المسلمین اسلاما واول المؤمنین معی ایمانا واعلمہم بایات اللہ واوفاہم بعہد اللہ وارأفہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعظمہم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

(۹) عن ابی سعید ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی لک سبع خصال لا یحاجک فیہن احد یوم القیامۃ انت اول المؤمنین باللہ ایمانا واوفاہم بعہد اللہ وارأفہم بالرعیۃ واقسمہم بالسویۃ واعلمہم بالقضیۃ واعظمہم منزلۃ عند اللہ یوم القیمۃ (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الخدری والحاکم عن معاذ بن جبل) دیلمی فردوس الاخبار میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سب سے برتر اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے۔

(۱۰) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب وهو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابی طالب فانی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال لودوت لوان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا وابو بکر وابو عبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما وانت اول المؤمنین ایمانا وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کذب یا علی من زعم انہ یحبنی ویبغضک (اخرجہ الطبری وابن السمان) عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑتا ہے ہم اور ابو بکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو ہے اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا موسےٰ سے وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور تجھ سے عداوت رکھے۔

(۱۱) عن سعد بن ابی وقاص وابی سعید وام سلمۃ واسماء بنت عمیس وجابر بن عبد اللہ قالوا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما (اخرجہ الدیلمی) سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم سب مسلمانوں سے پہلے اسلام لائے ہو۔

(۱۲) عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیا یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا صدیق الاکبر امنت قبل ان یؤمن ابو بکر واسلمت قبل ان یسلم ابو بکر (اخرجہ ابن قتیبۃ فی المعارف) معاذۃ العدویہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے جناب علی علیہ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لایا ہوں اور ان سے اول ایمان لایا ہوں

(۱۳) عن ابن عباس قال نظر علی فی وجوہ الناس فقال انی لاخو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ووزیرہ ولقد علمتم انی اولکم ایمانا باللہ عزوجل وبرسولہ ثم دخلتم من بعدی فی الاسلام رسلا رسلا وانی لابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وشریکہ فی نسبہ ابو ولدہ وزوج سیدۃ

نساء اھل الجنۃ (الیواقیت لابی عمر الزاھد) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب علی رضی نے لوگوں کی طرف دیکھکر فرمایا میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وزیر ہوں تم بخوبی جانتے ہو میں تم سب سے خدا پر اور اسکے رسول پر ایمان لانے میں مقدم ہوں تم میرے بعد میں گروہ گروہ داخل اسلام ہوئے ہو میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابن عم اور نسب میں شریک ہوں میں ان کے بچوں کا باپ ہوں میں تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار کا خاوند ہوں۔

(۱۴) عن لیلی الغفاریۃ قالت کنت امرأۃ اخرج مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اداوی الجرحی فلما کان یوم الجمل اقبلت مع علی فلما فرغ دخلت علی زینب عشیۃ فقلت حدثینی ھل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا الرجل شیئا قالت نعم دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو وعائشۃ علی فراش وعلیھما قطیفۃ قالت فاقعی علی کجلسۃ الاعرابی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ھذا اول الناس ایمانا واول الناس لقاءبی واخر الناس بی عھدا عند الموت (الیواقیت لابی عمر الزاھد) لیلے غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایسی عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علی رض کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جھگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے ان سے کہا جو کچھ کہ تم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے حق میں سُنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرت اور بی بی عائشہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کمبل پڑا ہوا ہے۔ مجھ پر ابھی جلسہ اعرابی کی برابر دیر گذری ہو گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق یہ شخص (یعنے علی) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول رہا۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے اور میری موت کے وقت سب سے آخر مجھ سے بات کرنے والا ہے۔

(۱۵) عن ابن عباس قال کان علی اول من اسلم بعد خدیجۃ وقال ابو عمر ھذا اسناد صحیح لا مطعن فی روایتہ لاحد (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علی جناب صدیقۃ الکبری ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ابو عمر کہتا ہے کہ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے کسی شخص کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔

(۱۶) قال الثعلبی فی تفسیر قولہ تعالیٰ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار قد اتفقت

العلماء ان اول من آمن بعد خدیجۃ رضی اللہ عنہا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذکر من علی ابن
ابی طالب ہو قول ابن عباس وسلمان وابی ذر وجابر بن عبد اللہ الانصاری وزید بن ارقم وخباب
بن الارت ومحمد بن المنکدر وربیعۃ الرائی ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ السابقون
الاولون الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ بعد خدیجہ رضی اللہ
عنہا کے مردوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں یہ ابن عباس اور
سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور زید بن ارقم اور خباب بن الارت و محمد بن المنکدر
اور ربیعۃ الرائی رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔

(۱۷) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السباق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یاسین والسابق الی محمد صلی
اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، ایمان میں سبقت کرنے والے تین ہیں پس
حضرت موسیٰ کی طرف سبقت کرنیوالے یوشع بن نون ہیں اور حضرت عیسیٰ کی طرف صاحب الیاسین
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علی بن ابی طالب ہیں۔

(۱۸) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار قال سبق یوشع
ابن نون الی موسیٰ وسبق صاحب یاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن ابی طالب الی محمد بن
عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی والضحاک وابوبکر بن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ
عنہ السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی طرف اور
صاحب یاسین نے حضرت عیسیٰ کی طرف اور علی بن ابی طالب نے جناب محمد بن عبد اللہ کی طرف سبقت کی ہے

(۱۹) عن ابن عباس و ابی لیلیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار
مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وخرقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون
رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب ہو افضلہم (اخرجہ ابن النجاری عن ابن عباس
واحمد عن ابی لیلیٰ) ابن النجاری رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ
علیہ ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے
تھے کہ صدیق تین ہیں حبیب النجار الیاسین یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین پر ایمان لانے والا
جس نے کہ یہ کہا تھا اے قوم کے لوگو رسولوں کا اتباع کرو اور خرقیل فرعون کے گروہ سے ایمان

لا تیراالاجس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن ابی طالب اور وہ ان سب سے افضل ہیں۔

(۲۰) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ومن یطع الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ اهل نقدر علی ان نزورک فی الجنة کما نراک فی الدنیا قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ہذہ الآیة اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ عز وجل قد انزل بیان ما سألت فجعلک رفیقی لانک اول من اسلم وانت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الجمام)
ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کہ جن لوگوں نے خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے۔ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا ہم آپ کو جنت میں بھی دیکھ سکتے ہیں جس طرح سے کہ ہم حضور کو دنیا میں دیکھتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی ہر نبی کا ایک رفیق ہے کہ وہ سب سے پہلے اس نبی پر اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جن پر کہ خدا نے نعمت نازل کی ہے یعنے نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلا کر فرمایا یا علی خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھ کو میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

(۲۱) عن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص قال قلت لعبد اللہ بن عیاش بن ربیعة یا عم الا تخبرنی عن ابی بکر وعلی فان ابا بکر رضی اللہ عنہ کان لہ السن والسابقة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان الناس لم کانوا صغوا الی علی قال ای ابن اخی ان علیا کان لہ ما شئت من ضرس قاطع فی العلم والبسطة فی النسب وقدم اتباعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومصاہرتہ والسابقة فی الاسلام والعلم بالقرآن والفقہ فی السنة والنجدة فی الحرب والجود بالماعون (اخرجہ الذہبی) سعید بن عمرو بن سعید بن العاص کہتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عیاش بن ربیعہ سے پوچھا کہ اے چچا کیا تم مجھے ابوبکر اور علی کے حالات سے خبردار نہیں کر سکتے کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہن سال تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں سبقت بھی رکھتے تھے پھر ایسی کیا بات تھی کہ لوگ جناب علی رضی اللہ عنہ کے پیاسے تھے۔ انہوں نے جواب دیا اے میرے بھتیجے جو تو چاہتا ہے اسی کے مطابق علم وعقل میں علی تیز دانت رکھتے والا تھا نسب قرابت رسول اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور حضرت کا داماد ہونا اور اسلام میں

سبقت اور قرآن کا علم - اور سنت میں پوری آگاہی اور جنگ میں بہادری اور سخاوت میں بخشش رکھتے تھے

(۲۲) عن ابی ھارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت له هل شهدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشئ مما سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا ابن اخی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضة ونقه فدخلت علیه فاطمة تعوده وانا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رأت ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمة قالت اخشی الضیعة یا رسول اللہ فقال یا فاطمة ان اللہ اطلع علی اهل الارض اطلاعة فاختار منها اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته لک واتخذته وصیا اما علمت انک بکرامة اللہ ایاک زوجک اعلمهم علما واکثرهم حلما واقدمهم سلما فضحکت واستبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدها مزید الخیر کله الذی قسمه اللہ لمحمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لها یا فاطمة لعلی ثمانیة اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ ورسوله وحکمته وزوجته وسبطاه الحسن والحسین وامره بالمعروف ونهیه عن المنکر یا فاطمة انا اهل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من الاولین ولا یدرکها احد من الآخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء وهو ابوک ووصینا خیر الاوصیاء وهو بعلک وشهیدنا خیر الشهداء وهو حمزة عم ابیک ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناک ومنا مهدی الامة الذی یصلی خلفه عیسی ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا مهدی الامة (اخرجه الدار قطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا تم بدر کے جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جواب دیا۔ اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے تشریف لائیں میں حضرت کے داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا سو وہ حضرت پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ ان کے رخسارہ پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ آپ کیوں روتی ہیں عرض کیا کہ میں آپ کے بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں حضرت نے فرمایا۔ بہ تحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو انتخاب کیا پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتیں کہ خدا تعالیٰ

نے خاص تمہارے لئے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور اسلام لانے میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہ مسکرائیں اور خوش ہو گئیں حضرت نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دیں کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنے مناقب ہیں اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اسکے دانائی اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیا سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہمیں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسےٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسینؓ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہوگا۔

(۳۷۰) عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رأت ما برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الجھد والضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیھا فقال لھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایاک زوجک من اقدمھم سلما واکثرھم علما واعظمھم حلما ان اللہ تعالیٰ اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعۃ فاختار بعلک فاوحی اللہ الی ان ازوجہ ایاک واتخذہ وصیا (اخرجہ الدار قطنی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؓ عیادت کے لئے تشریف لائیں حضرت پر ضعف و تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ انکے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرت نے ارشاد کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ اسلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلیم ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب سا دیکھ کر مجھے انتخاب کیا اور نبی مرسل بنایا پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھیجی میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔

(۴۴) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا یا بریدۃ نعود فاطمۃ فلما ان دخلنا علیہا ابصرت اباہا دمعت عیناہا قال ما یبکیک یا بنتی قالت قلت الطعم واکثرت الہم وشدۃ السقم قال لہا اما واللہ ما عند اللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترضین ان زوجک خیر امتی اقدمہم سلما واکثرہم علما واعظمہم علما واللہ ابنیک سید الشباب اہل الجنۃ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے بریدہ آؤ ہمارے ساتھ چل کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کریں جب ہم جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے وہ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کیوں روتی ہو عرض کیا قلت طعام اور کثرت غم اور شدت بیماری سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم ہے کیا جو کچھ خدا کے پاس ہے اس سے بہتر نہیں ہے جس کی کہ تم تمنا کرتی ہو؟ یہ تحقیق تیرا شوہر میری تمام امت سے بہتر اور ان سے اسلام لانے کی وجہ سے مقدم اور ان سے علم میں زیادہ اور ان سے حلم میں بڑھا ہے اور تیرے دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(۴۵) عن معقل بن یسار قال وضأت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم فقال ہل لک فی فاطمۃ نعودہا فقلت نعم فقام متوکئا علی فقال اما انہ سیحمل ثقلہا غیرک ویکون اجرہا لک قال فکانما لم یکن علی شیء حتی دخلنا علیہا فقال کیف تجدینک قالت واللہ لقد اشتد حزنی واشتدت فاقتی فقال اما ترضین انی زوجتک اقدم امتی سلما واکثرہم علما واعظمہم حلما (اخرجہ احمد فی المناقب) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کے لئے چلیں میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے عرض کیا واقعہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقوں نے ستایا ہے حضرت صلعم نے ارشاد کیا تم راضی نہیں ہوتی ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

(۴۶) عن قال ابو حازم و محمد بن المنکدر و ربیعۃ بن عبد الرحمن والکلبی علی اول من اسلم (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ربیعہ بن عبد الرحمن اور کلبی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جناب علی سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

(۴۷) عن اسحاق قال کان اول ذکر آمن برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصلی معہ وصدقہ بما جاء من عند اللہ علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) اسحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں

میں سے جو شخص کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے اور جس نے کہ حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے اسکی تصدیق کی ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں۔

(تنبیہ) یہ سب حدیثیں اس اثر کے معارض ہیں جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سبقت اسلام کے بارہ میں مروی ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ وہ حدیث از قبیل احاد ہے چنانچہ امام فخر الدین الرازی علیہ الرحمۃ اربعین میں لکھتے ہیں (اما الخبر الذی تمسکوا به فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق علی اسلام علی فهو من باب الاحاد) یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام جناب علی علیہ السلام کے اسلام سے سابق ہے وہ حدیث احاد میں سے ہیں۔ اور حضرت علی کی سب سے سابق الاسلام ہونے پر قریبا اجماع ہو چکا ہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں (قال ابن عباس وانس بن مالک وجماعة انه اول من اسلم ونقل بعضهم الاجماع علیه) یعنی ابن عباس اور انس بن مالک اور ایک گروہ صحابہ میں سے یہ کہتا ہے کہ جناب علی سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ اور بعض راویوں سے نقل ہے کہ اسی بات پر اجماع ہو چکا ہے۔

علامہ ابن عبد البر استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں (عن سلمان وابی ذر والمقداد وعمار وخباب وجابر وحذیفۃ وابی سعید وزید بن ارقم رضی اللہ عنهم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم) یعنی سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار بن یاسر اور جابر بن عبد اللہ اور حذیفہ اور ابو سعید خدری اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب علی سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔

اسکے بعد علامہ موصوف تحریر کرتے ہیں (قال شہاب وقتادۃ وابن اسحاق اول من اسلم من الرجال علی بن ابی طالب) یعنی شہاب اور قتادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علی اسلام لائے ہیں۔

جناب امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ چنانچہ علامہ موصوف اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ (قال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفة اکان ابوبکر اولهم اسلاما قال لا) یعنی سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آیا سب صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لائے ہیں انہوں نے جواب دیا نہیں۔

اسکے بعد لکھتے ہیں (وسئل محمد کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابوبکر قال سبحان اللہ علی اولهما اسلاما وانما شبه علی الناس کان علیا اخفی اسلامه من ابی طالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کسی نے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابوبکر انہوں نے جواب دیا سبحان اللہ ان دونوں میں سے علی پہلے

اسلام لائے ہیں بعض لوگوں کو شبہ ہوگیا کیونکہ جناب علی نے ابوطالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا ۔

اصل امر یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے بخوف ابوطالب اپنے اسلام کا اخفا نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر عالی کی وجہ سے تھا چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھتے ہیں ثم ان علی بن ابی طالب جاء بعد ذلک بیوم یعنی بعد اسلام خدیجۃ وصلوتہا معہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہما یصلیان فقال یا محمد ما ہذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اللہ الذی اصطفی بنفسہ بعث بہ رسلہ فادعوک الی اللہ والی عبادتہ وکفر باللات والعزی فقال امر لم اسمع بہ قبل الیوم فلست بقاض امرا حتی احدث ابا طالب فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفشی سرہ قبل ان یستعلن امرہ فقال لہ یا علی ان لم تسلم فاکتم فمکث علی تلک اللیلۃ ثم ان اللہ اوقع فی قلبہ الاسلام فاصبح غادیا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ فقال ماذا عرضت علی یا محمد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وتکفر باللات والعزی وتبرء من الانداد ففعل علی واسلم یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بالرسالہ ہونے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نماز پڑھنے کے پیچھے ایک روز علی تشریف لائے اور ام المومنین کو حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا عرض کیا یا محمد آپ یہ کیا کر رہے ہیں حضرتؐ نے فرمایا یہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے جو اس نے اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے اور نبیوں کو اسکے لیے مبعوث کیا ہے میں تجھے خدا کی اور اسکی عبادت کیطرف دعوت کرتا ہوں اور لات وعزی سے روگردانی کے لیے کہتا ہوں جناب علیؓ نے عرض کیا یہ ایسی بات ہے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں سنی میں اپنے کسی فعل میں مختار نہیں جب تک کہ ابوطالب سے یہ پوچھ لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ اس بھید کو قبل اسکے کہ اسکے اعلان کا حکم ہو افشاء ہو جائے حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اس بات کو مخفی رکھو پس جناب علی پر ایک رات گذری اور خدا نے ان کے دل میں اسلام کی محبت القا فرمائی دوسرے روز صبح کو حضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپنے مجھے کیا ارشاد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس امر کی گواہی دے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا خدا ہے کوئی اسکا شریک نہیں لات وعزی سے بیزار ہو جا جناب علی نے ویسا ہی کیا اور اسلام سے مشرف ہو گئے ۔

علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں (قال مجاہد والصحیح فی امر ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ اول

من اظہر اسلام یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باب میں زیادہ تر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام
کا اظہار کیا ہے ۔
لیکن اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے اول اظہار اسلام بھی جناب علی ہی نے کیا ہے چنانچہ امام
احمد بن حنبل اور امام النسائی اور علامہ جریر طبری وغیرہ رحمہم اللہ عفیف کندی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں (قال جئت فی الجاھلیۃ الی مکۃ فنزلت علی العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس و
حلقت فی السماء وانا انظر الی الکعبۃ اقبل شاب فرمی ببصرہ الی السماء ثم استقبل الکعبۃ فقام
مستقبلھا فلم یلبث حتی جاء غلام فقام بیمینہ حتی جاءت امرأۃ فقامت خلفھما فرکع الشاب
فرکع الغلام والمرأۃ فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأۃ فخر الشاب ساجدا فسجدا معہ قلت
یا عباس امر عظیم فقال ھل تدری من الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد اللہ بن عبد
المطلب ھذا ابن اخی فقال ھل تدری من ھذا الغلام فقلت لا فقال علی بن ابی طالب بن
عبد المطلب ھذا ابن اخی وھل تدری من ھذہ المرأۃ التی خلفھما فقلت لا قال ھذہ خدیجۃ
بنت خویلد زوجۃ ابن اخی ھذا حدثنی ان ربہ رب السموٰت والارض امرہ بھذا الدین ھو
علیہ ما علی الارض کلھا احد علی ھذا الدین غیر ھؤلاء الثلاثۃ) یعنی ایام جاہلیت میں میں
ایک دفعہ مکہ میں گیا اور جا کر حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس ٹھہرا جب آفتاب بلند ہوا اور وسط آسمان
سے ڈھلا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک جوان نے آگے بڑھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر
دیکھا اور قبلہ کی طرف بڑھا اور اسکی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور
اس جوان کے داہنے بازو پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی پھر
اس جوان نے رکوع کیا اور اس لڑکے اور عورت نے بھی اس کے ساتھ رکوع کیا پھر جوان نے رکوع سے
سر اٹھایا ان دونوں نے بھی رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر اس نے سجدہ کیا ان دونوں نے بھی سجدہ کیا ۔
میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے عباس کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ نوجوان کون ہے میں نے
کہا نہیں وہ کہنے لگے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے
کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ علی بن ابی طالب میرا بھتیجا ہے اور یہ جانتے ہو
کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا نہیں عباس کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بی بی ہے
اس نوجوان نے مجھے بتایا ہے کہ میرا پروردگار جو آسمان اور زمین کا پروردگار ہے یہی ان کا دین ہے
تمام زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں ۔

علامہ جریر طبری علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ الرسل والملوک میں اسکے بعد ان الفاظ کو روایت کیا ہے (قال العفیف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام فی قلبیا لیتنی کنت رابعا) یعنی اسلام لانے کے بعد جبکہ عفیف کے دل میں اسلام کا خوب رسوخ ہوگیا تو یہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تینوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ پس جناب عباس کے قول سے کہ (ما علی الارض کلھا احد علی ھذ الدین غیر ھؤلاء الثلاثۃ) ثابت ہوتا ہے کہ ہنوز جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام نہیں لائے تھے جناب علی کا اسلام لانا عباس اور عفیف کندی رضی اللہ عنہ پر ظاہر ہو چکا ہے اور لفظ ہولاء الثلاثۃ کی قید سے اور عفیف کے یہ کہنے سے کہ کاش اگر میں اس وقت اسلام لاتا تو میں اسوقت اسلام کا چوتھا رکن ہوتا صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جناب ابوبکر ابھی مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے ورنہ حضرت عباس ہولاء الثلاثۃ کی قید نہ لگاتے اور عفیف کنت رابعا نہ کہتے بلکہ کنت خامسا کہتے۔ پس یہ قیاس میں نہیں کرتا کہ یہ راز حضرت عباس کو معلوم ہو گیا ہو اور ابوطالب سے مخفی رہا ہو۔

بعض نے جناب علی علیہ السلام کی سبقت اسلام کو تسلیم کرکے یہ کہا ہے کہ ان کا اسلام بہ نسبت اسلام مشائخ قریش افضل نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جناب علی ہنوز بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ خود انکا قول ہے ؎ سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی

یعنی میں نے تم پر ایسی حالت میں اسلام لانے میں سبقت کی ہے کہ میری مسیں بھیگ رہی تھیں میں ابھی لڑکپن کی حالت میں تھا۔ ابھی حد احتلام تک نہیں پہنچا تھا۔ پس ایک کم سن لڑکے کا اسلام مشائخ قریش کے اسلام فائق نہیں ہو سکتا۔

اسکا جواب دو طرح پر ہو سکتا ہے۔

جناب امیر کی عمر اسلام لانے کے وقت

(الف) بعض کے نزدیک مشرف باسلام ہونے کے وقت جناب علی پندرہ یا سولہ برس کے تھے لیکن سب سے زیادہ معتبر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ اور ابو عمر تابعی نے بھی اس کو صحیح مانا ہے (دیکھو استیعاب) اس سے زیادہ تر ثبوت محمد بن حنفیہ کی روایت سے ملتا ہے کہ وہ جناب امیر کی عمر (۱۰ سال) کی بیان کرتے ہیں (اسد الغابہ) معروف نے بھی جناب ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا سے حضرت امیرؑ کی عمر اتنی ہی روایت کی ہے اور مطالب السئول کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے۔

پس جبکہ نزول وحی کے بعد بلا خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) سال تک اس دار فانی میں رونق افروز رہے ہیں اور حضرت کے انتقال کے بعد جناب امیرؑ (۲۹½) ساڑھے انتیس برس زندہ رہے ہیں پس (۶۵ - (۲۳ + ۲۹½) = ۱۲½ رہے یعنی پینسٹھ سال سے تئیس ۲۳ اور ساڑھے انتیس نکالنے کے بعد ٹھیک ساڑھے بارہ برس باقی رہتے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایسے وقت میں اسلام لائے ہیں جبکہ ان کی عمر بلوغ کے قریب پہنچ چکے تھے اور ان کی عقل خداداد میں پختگی آ گئی تھی۔ نہ یہ کہ بالکل طفولیت کے عالم میں تھے (ب) اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ جناب علی اسلام لانے کے وقت بالغ نہیں تھے تو اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے کہ قبل از بلوغ ایک لڑکے عاقل ہوشیار ہونہار پختہ مغز ذکی الطبع کا اسلام قبول نہ کیا جائے۔

اس وجہ سے جناب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اسلام اگرچہ وہ بالغ نہ ہوا ہو مقبول ہے قال الشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ حدثنا اسمعیل بن ادریس قال حدثنی ابی عن الحسن ابن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیاً الی الاسلام وھو ابن تسع سنین او یقول دون التسع ولم یعبد الاوثان قط لصغرہ انتہی قال فلو لم یکن الاسلام مقبولا منہ لما دعاہ الیہ کذا دعا شرذمۃ من اطفال الصحابۃ الی الاسلام وقبلہ منہم کما یظہر من کتب الآثار وقد بایع عبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن جعفر بن الزبیر وھم ابناء سبع سنین۔ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند (جس کا نام مسند ابوحنیفہ ہے) میں لکھتے ہیں کہ اسمعیل بن ادریس نے ہم سے روایت کی ہے اور اس نے اپنے والد سے سنا ہے کہ کہتا تھا مجھ سے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اسلام کی دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انہوں نے بچپن سے مطلق بتوں کی پرستش نہیں کی تھی اس کے بعد شیخ قاسم بن قطلوبغا کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اسلام مقبول نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کبھی اسلام کی جانب مدعو نہ کرتے اسی طرح سے حضرتؐ نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کر کے ان کا اسلام قبول کیا تھا چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے عبداللہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن جعفر اور جعفر بن زبیر نے حضرتؐ کی بیعت کی اور ان کا سن سات سات برس کا تھا حافظ ابونعیم اور ابن عساکر اور طبرانی علیہم الرحمۃ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے تھے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع الحسن والحسین وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر

هم صغار لم یعقلوا و لم یبلغوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امام حسنؑ و حسینؑ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی اور آنحالیکہ وہ کم سن تھے پوری تمیز نہیں رکھتے تھے اور ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔

اس کے سوا یہ امر بھی جناب امیرؑ کی فضیلت کا کافی ثبوت ہے کہ وہ ایسے سن میں اسلام لائے ہیں کہ جس میں لڑکوں کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے توحید کے غوامض کا سمجھنا اور منشا نبوت کے مطابق عمل کرنا۔ اور معاد کی حقیقت تک پہنچنا ان کے عقول سے باہر ہوتا ہے پس ایسے سن و سال میں جناب امیرؑ کا اسلام لانا صاف اس امر پر دال ہے کہ آپ عہد طفولیت ہی میں عقل خداداد کے وسیلہ سے ایسے امور اہم کی تہ کو پہنچ گئے تھے جن کی سمجھنے سے بڑے بڑے مشائخ قریش کی عقلیں دنگ تھیں۔

جناب امیر کا ہرگز بتوں کی پرستش نہ کرنا

عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلثۃ ما کفروا باللہ قط مومن ال یاسین وعلی بن ابی طالب و اسیۃ امراۃ فرعون (اخرجہ ابن عدی وابن عساکر السیوطی فی الدر المنثور) جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن آل یاسین (یعنی حضرت یوشع ایمان لانیوالا) اور علی بن ابی طالب اور فرعون کی بیوی آسیہ۔

عن الحسن بن علی انہ قال لا یعبد الاوثان قط لصغرہ ومن ثم یقال کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابہ (اخرجہ ابن سعد فی الطبقات وابن عبد البر فی الاستیعاب و شیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی فی مسندہ المشہورۃ بمسند ابی حنیفۃ) حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن سے ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی اس وجہ سے ان کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خدا نے ان کے منہ کو بزرگ کیا تھا کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے اور یہ لقب ان کے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا (نزل الابرار علامہ بدخشی)

جناب امیرؑ کا سب صحابہ سے پہلے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنا

لا عن ابن عباس انہ قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر نفسہ معہ یوم المھراس ھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ الترمذی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علیؑ میں چار ایسی باتیں ہیں کہ ان کے

سوا کسی دوسرے ہیں۔ نہیں وہ ہر ایک عربی اور عجمی سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک جنگ میں حضرت کا علم انکے پاس تھا اور انہوں نے سختی کے دن اپنی جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا۔ اور انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن انس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الاثنین وصلی معہ علی یوم الثلاثاء (اخرجہ البغوی فی معجمہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن جناب علی نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۳) عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت خدیجۃ یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثاء قبل ان یصلی معنا احد من الناس (اخرجہ احمد فی مناقب) ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے پیر کے روز پڑھی ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی قبل اسکے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرتا۔

عن ابی رافع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت غداۃ الاثنین وصلت خدیجۃ یوم الاثنین فی اخر النہار وصلی علی یوم الثلثاء فمکث علی یصلی مستخفیا سبع سنین واشہر قبل ان یصلی معنا احد (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابورافع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ پیر کی صبح کو ہمیں نبوت عطا ہوئی اور خدیجہ نے اسی روز دن کی پچھلے وقت میں نماز پڑھی اور علی نے منگل کے روز نماز پڑھی علی نے سات سال اور کئی مہینے پوشیدہ نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔

(۵) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی النبوۃ یوم الاثنین وصلی علی معی یوم الثلثاء (اخرجہ الطبرانی) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پر پیر کے روز نبوت نازل ہوئی اور منگل کے روز علی نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(۶) عن حبۃ العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ والنسائی) حبہ عرنی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا ہے اور جس نے حضرت کے ساتھ پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۷) عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی (اخرجہ النسائی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے سب سے پہلے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے

(۸) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول

ذلك بعدي الا كاذب مليت قبل الناس سبع سنين (اخرجه احمد في المناقب و النسائي في الخصائص وحافظ ابوذرين عثمان بن ابي شيبه في سنته و ابن عاصم في السنة والحاكم في المستدرك وابونعيم في الحلية والعقيلي) عباد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ کہنے والا میں نے سب سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۹) عن ابن عباس و جابر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلت الملائکۃ علیّ و علیٰ علیّ سبع سنين قبل الناس ذلك بانه كان يصلي ولا يصلي معنا غيرنا (اخرجه الديلمي) ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سات برس تک ملائکہ مجھ پر اور علی پر درود پڑھتے تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ علی میرے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دونوں کے بغیر کوئی ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

(۱۰) عن علي قال عبدت الله قبل ان يعبده احد من هذه الامة سبع سنين (اخرجه الخلعي نقلت من رياض النضرة في فضائل العشرة الطبري) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے خدا کی بندگی سات برس قبل اسکے کی ہے کہ اس امت میں سے کوئی خدا کی بندگی کرتا۔

(۱۱) عن مجاهد عن ابن عباس قال نزلت هذه الاية واقيموا الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين في رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي خاصة وهما اول من صلى وركع (اخرجه الطبراني في الخصائص وفقيه بن المغازلي في المناقب وحافظ ابونعيم في الحلية) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ قائم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ خاص کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحبوں نے پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۱۲) عن عفيف الكندي قال جئت في الجاهلية الى مكة فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما ارتفعت الشمس حلقت في السماء واذا انظر الى الكعبة اقبل شاب فرمى ببصره الى السماء ثم استقبل الكعبة فقام مستقبلها فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجدا فسجدا معه فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري من هذا الغلام فقلت لا فقال علي

ابن ابی طالب بن عبد المطلب هذا ابن اخی۔ هل تدری من هذه المرأة التی خلفهما فقلت لا قال هذه خدیجہ بنت خویلد زوجۃ ابن اخی هذا حدثنی ان ربه رب السموت والارض امرہ بهذا الدین هو علیه والله ما علی الارض احد علی الدین غیر هؤلاء الثلاثة (اخرجه احمد والنسائی وزاد جریر الطبری قال عفیف بعد ما اسلم ورسخ الاسلام فی قلبه یالیتنی کنت رابعا وزاد احمد قال عفیف لوکان الله یرزقنی الاسلام یومئذ فاکون ثانیا مع علی بن ابی طالب) عفیف کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں گیا اور عباس بن عبد المطلب کے پاس فروکش ہوا جب آفتاب نے بلند ہو کر گھیرا ڈالا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک جوان نے آ کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور بڑھ کر کعبہ کیطرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ ایک لڑکا آیا اور اس جوان کے داہنے بازو کیطرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر نہیں گذری ہو گی کہ ایک عورت آ کر ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی اپس جب اس نوجوان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا اور جب اس جوان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر اس جوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ ایک انوکھی بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جوان کون ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ بنت خویلد ہے میرے بھتیجے کی بی بی۔ اس جوان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میرا خدا آسمان اور زمین کا خدا ہے صرف اسی بات پر اگلی دین کا مدار ہے تمام روئے زمین پر ان تین شخصوں کے سوا کوئی دوسرا اس دین پر نہیں۔ علامہ جریر الطبری نے ان الفاظ کو اور زیادہ روایت کیا ہے کہ جب عفیف رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہو گئے اور اسلام ان کے دل میں خوب راسخ ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے کاش میں ان تین شخصوں کے ساتھ چوتھا ہوتا۔ اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں عفیف رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ الفاظ اور زیادہ روایت کیے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس روز خدا کے تعالے مجھے اسلام نصیب کرتا تو میں شباب علی علیہ السلام سے دوسرے درجہ پر ہوتا۔

(۱۲) عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال ان اول شئ علمته من رسول الله صلی الله علیه وسلم قدمت مکة فی عمومة لی فارشدونا علی العباس بن عبد المطلب فانتهینا الیه وهو جالس الی الکعبة من ثم مجلسنا الیه فبینا نحن عنده اذا اقبل رجل من باب الصفا تعلوه حمرة وله وفرة جعدة

خلی نصاف اذنیہ اقنی الانف براق الثنا ادعج العینین کث اللحیۃ دقیق المسربہ شثن الکفین حسن الوجہ معہ غلام وامرأۃ قد سترت محاسنہا حتی تقدم نحو الحجر فاستلمہ ثم استلم الغلام والمرأۃ ثم طاف بالبیت سبعا والغلام والمرأۃ یطوفان معہ فقلنا یا ابا الفضل ھذا الدین لم یکن نعرفہ فیکم او شئ حدث فقال ھذا ابن اخی محمد بن عبد اللہ والغلام علی بن ابی طالب والمرأۃ امرأۃ خدیجہ بنت خویلد و اللہ ما علی وجہ الارض احد یعبد اللہ بھذا الدین الا ھؤلاء الثلاثۃ اخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی الکبیر فے مسند عبد اللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو پہلی بات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے یہ ہے کہ ایک دفعہ میں ایک کام کے لیے اپنے چچوں کے ساتھ مکہ میں گیا پس ہم عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے وہ کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی وہاں ان کے پاس بیٹھ گئے اتنے میں باب صفا سے ایک سرخ و سپید رنگ کا آدمی آیا اور اسکے رخسار کے گونگریالے بال کانوں کی نصف گدیا تک تھی اسکی ناک نہایت اونچی تھی اسکے دانت بہت سفید تھے اسکی آنکھیں بڑی بڑی اور نہایت سیاہ تھیں۔ اسکی داڑھی بہت گھنی تھی اسکی سیلی نہایت پتلی تھیں ہاتھوں پر گھٹی پڑی ہوئی تھی وہ نہایت خوبصورت تھا اسکے ساتھ ایک لڑکا اور بی بی تھی جس نے کہ اپنا منہ چھپایا ہوا تھا۔ اس جوان نے بڑھ کر حجرالاسود کا بوسہ لیا۔ اور اس لڑکے اور بی بی نے بھی اسکو چوما پھر وہ جوان سات مرتبہ بیت اللہ کے گرد پھرا اور اس کے ساتھ لڑکا اور وہ بی بی بھی گرد پھرے ہم نے عباس سے کہا یا ابا الفضل ہم نے تو یہ طریقہ تم میں کبھی نہیں دیکھا شاید کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے وہ کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے اور یہ لڑکا علی بن ابیطالب ہے یہ بی بی خدیجہ بنت خویلد اس جوان کی بیوی ہے واللہ ان تینوں شخصوں کے سوا کوئی دوسرا ساری زمین پر اس دین والا نہیں ہے۔

(۱۵) اخرجہ ابن اسحاق فی سیرتہ وابن اسمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوٰۃ اخرج الی شعاب مکۃ وخرج معہ علی بن ابی طالب مستخفیا من عمہ ابی طالب ومن جمیع اعمامہ وسائر قومہ فیصلیان الصلوٰۃ فیہا فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما شاء اللہ ان یمکثا۔ ثم ان ابا طالب عثر علیہما یوما فوجدھما یصلیان فقال الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابن اخی ماھذا الدین الذی اراک تدین قال یا عم ھذا دین اللہ ودین ملائکتہ ودین رسلہ ودین انبیاء ابراھیم وبعثنی اللہ بہ رسولا الی العباد وانت یا عم احق من بذلت لہ النصیحۃ ودعوتہ الی الھدی واحق من اجابنی الیہ واعاننی علیہ فقال ابوطالب یا ابن اخی انی واللہ لا استطیع ان افارق دین ابائی وما کانوا علیہ ولکن واللہ لا یخلص الیک شئ تکرھہ ما بقیت وذکروا انہ قال لعلی یا بنی ماھذا الذین انت علیہ قال یا ابت امنت برسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم و صدقت بماجاء بہ و صدقت و صلیت معہ اتبعتہ فقال اما انہ لم یدعک الا الی الخیر فالزمہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت میں اور ابن السمان قدس اللہ سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو ساتھ لیکر اپنے چچا ابوطالبؓ و دیگر اعمام اور قوم سے مخفی مکہ کے پہاڑوں کی غاروں میں تشریف لیجاتے اور نماز پڑھتے اور رات کو وہاں سے واپس آتے جب تک کہ پروردگار کا ارادہ تھا اسیبات پر ٹھہرے رہے ایک روز حضرتؐ کے ساتھ جناب علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوطالب آپہنچے اور ان کو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے اے میرے بھتیجے یہ کونسا دین ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے اور مجھ کو خدا نے اس دین کے لیے لوگوں کی طرف پیغمبر کرکے بھیجا ہے چچا جان آپ زیادہ تر حقدار ہیں اس شخص سے جسکو کہ میں نصیحت کروں اور ہدایت کی طرف بلاؤں اور آپ میری بات کے ماننے اور میری مدد کرنے کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ ابوطالبؓ نے کہا اے میرے بھتیجے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم ہے تمکو کسی قسم کی برائی نہیں پہنچ سکے گی جب تک کہ میں زندہ ہوں اکثر رواۃ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابوطالبؓ نے جناب علیؓ سے پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو جناب علی نے جواب دیا کہ میں خدا کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اسکی تصدیق کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکا اتباع کیا ہے پس ابوطالبؓ نے ان سے کہا تم ان کی بات ضرور مانو کیونکہ وہ تم کو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہیں بتائیں گے۔

(۱۶) عن حبۃ العرنی قال رأیت علیا ضحک علی المنبر لم ارہ ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ ثم قال قول ابا طالب ظھر علیا ابوطالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصلیان ببطن نخلۃ قال ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان من بأس ولکن واللہ لا تعلوا استی ابدا۔ وضحک تعجبا من قول ابیہ ثم قال اللھم لا اعرف لک عبدا من ھذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرات۔ لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبع سنین حبہ عرنی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے امیر کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا کہ کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہنسنے میں ان کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر ابوطالب کا قول بیان کیا کہ ایک دفعہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نخلستان کے اندر نماز پڑھ رہا تھا کہ ابوطالب آپہنچے اور کہنے لگے اے میرے بھتیجے تم یہ کیا کر رہے ہو حضرتؐ نے انہیں اسلام کی طرف دعوت فرمائی ابوطالب

کہنے لگے اس بات میں جو کچھ کہ تم کر رہے ہو کچھ خوف نہیں ہے لیکن واللہ لوگوں کے سامنے میرے چوتڑ کبھی اونچے نہیں ہونگے۔ جناب امیر کو اپنے والد کی بات سے ازروئے تعجب کے ہنسی آگئی تھی۔ پھر فرمایا اے پروردگار تو گواہ ہے کہ اس امت کا کوئی تیرا بندہ سوا تیرے نبی کے میں نہیں جانتا کہ جس نے میرے سوا مجھ سے پہلے تیری عبادت کی ہو میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

جناب امیرؑ کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا

(۱) عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی قال فیتخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وشمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد فی المناقب والمسند۔ والنسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا بیٹھ جائیں۔ بیٹھ گیا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرتؐ نے میری ناتوانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جا آپ اتر پڑے اور اس خدا کے نبی نے مجھے کہا میرے کندھے پر چڑھ میں دوش اقدس پر سوار ہوا اور آپ مجھ کو لیکر اٹھے اس وقت مجھ پر گمان ہو سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ بیت اللہ پر چڑھ گیا اس پر کانسی یا کہ تانبے کی مورت تھی میں نے اسے دائیں بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا جس وقت کہ میں نے اس پر قابو پا لیا مجھے حضرتؐ نے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ مورت کانچ کیطرح سے ٹوٹ گئی پھر میں اتر آیا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہمیں نہ دیکھے۔

جناب امیرؑ کا کعبہ کے بتوں کو توڑنا

واخرج الحاکمی وقال بعد قولہ فصعدت علی الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الق صنمہم

الاکبر وکان من نحاس موتد باوتاد من حدید الی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالجہ فلم ازل عالجہ حتی استمکنت منہ فقال لی اقذفہ فقذفتہ۔ ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الحاکمی اس حدیث میں جناب امیرؑ کے اس قول کے بعد (کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینک دے وہ تانبے کی میخوں سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اس کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرتؐ نے فرمایا اسے پھینک دو میں نے اسے پھینک دیا پھر جناب امیرؑ نے باقی حدیث کو روایت کیا۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح وحولہ ثلثمائۃ وستون صنما لقبائل العرب لکل قوم صنم فجعل یطعنھا ویقول جاء الحق وزھق الباطل فینکب الصنم بوجھہ حتی القاھا جمیعا وبقی صنم خزاعۃ فوق الکعبۃ وکان من قواریر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد فرمی بہ فکسر (تفسیر النیسابوری فی قولہ تعالٰی جاء الحق وزھق الباطل) عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرتؐ کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ ہوتا تھا حضرتؐ چھڑی کے ساتھ انکو ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا پس منہ کے بل وہ بت گرتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو سفید کیسے ہوئے اور ڈھیلی ہوئی پیتل سے بنا ہوا تھا حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو کندھے پر اٹھا کر فرمایا یا علی اسکو پھینک دو جناب امیرؑ نے چڑھ کر پھینک دیا اور ٹوٹ گیا۔

جناب امیر کا شب ہجرت میں حضرتؐ کے بستر مبارک پر سونا

(۱) عن عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذ اتاہ رھط یقعون فی علی بن ابی طالب فرد علیھم ابن عباس قال لما ھاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس علی ثوبہ ونام علی فراشہ وکان المشرکون یوذون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصاح ابوبکر یا نبی اللہ فقال لہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ فانطلق ابوبکر حتی لحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبات والکفار یرمون علیا بالحجارۃ وھو قد لف راسہ فی الثوب الی الصباح (اخرجہ احمد والنسائی) عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ انکے پاس آکر جناب امیر علیہ السلام کی غیبت کرنے لگے ابن عباس ان کی طرف لوٹ پڑے اور کہا جب جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت اختیار کی حضرت علیؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اوڑھ لیا اور حضرتؐ کے بستر پر

سوتے ہوئے مشرک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت کو پکارا جناب علی نے ان سے کہا جناب رسول اللہ علیہ وسلم بیر میمون کیطرف تشریف لے گئے ہیں آپ وہاں ان سے جا ملیں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں حضرت سے جا ملے اور جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے ہوئے کفار انپر پتھر پھینکتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپائے رہے۔

(۲) عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ العباس ان علیا قد سبقك بالھجرۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ بہ تحقیق علیؓ نے ہجرت میں تم پر سبقت کی ہے۔

(۳) عن ابن عباس قال لما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یھاجر الی المدینۃ خلف علی بن ابی طالب لقضاء دیونہ ورد الودائع التی کانت عندہ وامرہ تلك اللیلۃ ان ینام علی فراشہ قال و تتشح ببردی ھذا الحضرمی الاخضر فنم فیہ فانہ لن یخلص الیك شئ تکرہ منھم ان شاء اللہ لا یمیبونك بمکرہ والقوم قد احاطوا بالدار قال فاوحی اللہ الی جبرائیل ومیکائیل انی قد اخیت بینکما و جعلت عمر احدکما اطول من عمر الاخر فایکما یوثر صاحبہ بالحیات فاختارھما الحیاۃ فاوحی اللہ الیھما فلا کنتما مثل علی بن ابی طالب اخیت بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبات علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثرہ بالحیاۃ اھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فنزل جبرئیل عند راسہ والمیکائیل عند قدمیہ والملائکۃ تنادی بخ بخ من مثلك یا ابن ابی طالب اللہ باھی بك و الملائکۃ ثم توجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ فانزل اللہ تعالی علیہ فی شان علی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد قال ابن عباس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات علی بن ابی طالب وعن ابن عباس انشد علی شعرا فی تلك اللیلۃ ؎

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصا ✦ ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر ✦ رسول الہ الخلق اذ مکرت بہ ✦ فنجاہ ذوالطول الکریم من المکر ✦ وبات رسول اللہ فی الغار امنا ✦ موفاتی حفظ الالہ وفی ستر ✦ وبت اراعیھم متی ینشرونتی ✦ وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر ✦

(اخرجہ ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرمانے کا ارادہ کیا جناب علی علیہ السلام کو اپنے قرض ادا کرنے کے لیے اور لوگوں کی امانتیں سپرد کرنے کے واسطے اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑا اور اپنے بستر پر سونے کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری سبز رنگ حضرمی چادر کو اوڑھ کر سو رہو گے تمہیں کوئی امر مکروہ

ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں پہنچے گا۔ کفار تمام شب گھر کو گھیرے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل ومیکائیل کو فرمایا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی تم میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی عمر کا حصہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا تم دونوں علیؑ کی مثل ہرگز نہیں ہو میں نے اسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسول پر قربان کرنا چاہتا ہے اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کرتا ہے تم دونوں زمین پر جا کر اسکو اسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیل جناب علیؑ کے سر مبارک کیطرف اور میکائیل پاؤں کی طرف اتری اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے انکے سوا اور فرشتے کہتے تھے واہ واہ اے علی بن ابی طالب تیرا کوئی مثل نہیں خدا اور اس کے فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف متوجہ تھے کہ جناب علی علیہ السلام کی شان میں حضرتؐ پر یہ آیت نازل ہوئی (کون ہے جو بیچے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اپنی جان کو خدا کی خوشی کے لیے بیچا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب علی نے اس رات میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے۔ (نگاہ رکھا میں نے اپنی جان سے بہتر اس شخص کو جس نے سنگریزوں کو روندا۔ اور جس نے کہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا خلقِ خدا کے رسول جب ان سے قوم نے مکر کیا۔ پس خدا بزرگ نے ان کو مکر سے بچایا۔ اور امن سے رسولِ خدا غار میں شب باش ہوئے خدا کی نگہبانی اور حفظ اور پردے میں۔ اور میں نے رات کو ایسی حالت میں گذارا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ (یعنی کفار) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اور بے شک میرا نفس قتل ہونے پر اور قید ہونے پر قائم رہا۔

(۲) عن ابی رافع قال وخلفه النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخرج الیہ باھلہ وامرہ ان یؤدی عنہ اماناتہ ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیہ وکان یؤتمن علیہ من مال فادی علی اماناتہ کلھا وامرہ ان یضطجع علی فراشہ لیلۃ خروج وقال ان قریشا لم یفقدونی ما راؤک فاضطجع علی علی فراشہ وکانت قریش ینظرون الی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیرون علیہ فیظنونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا اصبحوا راو علیہ علیا فقالوا لو خرج محمد صلی اللہ علیہ وسلم لخرج علی معہ فحبسھم اللہ بذلک عن طلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین راوا علیا وامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یلحقہ بالمدینۃ فخرج فی طلبہ بعد ما خرج الیہ اھلہ یمشی اللیل ویکمن النھار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعو لی علیا قیل یا رسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلی

اللہ علیہ وسلم فلما راٰہ اعتنقہ وبکی رحمۃ علیہ لما رائے بقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیہ ومسح بہما رجلیہ ودعا لہ بالعافیۃ فلم تشتکہما حتی استشہد علیہ السلام (اخرجہ ابن اثیر الجوزی فی اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ) ابو رافع کہتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اس لیے مدینہ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا آپ اپنے اہل کو ساتھ لیکر اور حضرتؐ کے پاس کی امانتیں اور وصیاتیں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ کو چلے آئیں کیونکہ مشرکین حضرت کو امین جانتے تھے اور اپنی امانت اور وصیت آپ کے سپرد کیا کرتے تھے علی علیہ السلام نے وہ تمام حضرت کی امانتیں ادا کیں حضرتؐ نے ہجرت کی رات کو انہیں اپنے بستر مبارک پر سونے کے لیے ارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ جب قریش تمہیں دیکھیں گے تو ہم کو گمشدہ نہیں خیال کریں گے جناب علی ارشاد نبوی کے موافق بستر اقدس پر سو رہے قریش اس بستر پر جناب علی کو لیٹا ہوا دیکھ کر اور ان کو پیغمبر خدا سمجھ کر تمام شب ان پر پتھر پھینکتے رہے صبح کے وقت جناب علی کو دیکھ کر کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکل گئے ہوتے تو علی بھی اُن کے ہمراہ گئے ہوتے اس وجہ سے پروردگار نے قریش کو حضرتؐ کے طلب کرنے سے باز رکھا حضرت نے جناب علی کو ارشاد کیا ہوا تھا کہ مدینہ میں ہم سے آملیں انہوں نے اول اپنے تمام اہل کو روانہ مدینہ کیا پھر آپ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے یہاں تک کہ مدینہ شریف میں پہنچے جب حضرت کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو فرمایا کہ علی کو ہمارے پاس لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حاضر ہونے سے معذور ہیں حضرتؐ خود بدولت تشریف لے گئے اور ان سے بغلگیر ہوئے اور ان کی حالت دیکھ کر رحمت سے آبدیدہ ہوئے اور انکے قدموں کو دیکھا کہ ورم کر آئے ہیں۔ اور ان سے خون ٹپک رہا ہے حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے انکے پاؤں پر ملے اور عافیت کی دعا مانگی جناب علی اچھے ہو گئے پھر کبھی وقت شہادت تک پاؤں کے دکھنے کی ان کو شکایت نہ ہوئی۔

(۵) عن محمد بن کعب القرظی قال قام علی عن فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد قام القیوم منہ فعرفوہ فقالوا لہ این صاحبک قال لا ادری او رقیبا کنت علیہ امرتموہ بالخروج فخرج فانتہروہ وضربوہ واخرجوہ الی المسجد فحبسوہ ساعۃ ثم ترکوہ (اخرجہ ابن جریر الطبری فی تاریخہ) محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ جب علی علیہ السلام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس سے اٹھے اور قریش نے نزدیک ہو کر ان کو پہچانا ان سے پوچھا کہ تمہارے دوست کہاں ہیں جناب علی نے جواب دیا میں نہیں جانتا کہاں ہیں کیا میں ان پر نگہبان تھا تم نے ان کو چلے جانے کیلئے کہا وہ چلے گئے قریش نے جناب علی کو مارا اور برا بھلا کہا اور کعبہ میں ان کو نکال لائے ایک گھنٹہ تک قید رکھ کر چھوڑ دیا۔

جناب امیرؑ کی خصوصیت جناب سیدہؑ کے نکاح کے

عن بریدة رضی اللہ عنہ قال خطب ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فاطمة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرة فخطبہا علی فزوجہا (اخرجہ ابوحاتم والنسائی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدہ علیہا السلام کی خواستگاری کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں پھر جناب علیؑ نے انکی خواستگاری کی اور حضرتؐ نے انسے جناب سیدہ کا نکاح کر دیا۔

جناب امیرؑ کا گھر حضرتؐ کے گھروں کے درمیان میں ہونا

(۱) عن غزار قال سالت عبد اللہ بن عمر فقلت الا تحدثنی عن عثمان قال اما علی فہذا بیتہ من بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا احدثک عنہ بغیرہ واما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم احد فعفی اللہ عنہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) غزار کہتا ہے میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علی اور عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علی ان کا گھر یہ دیکھ کر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے انکے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہیں ملیگا اور عثمان پس انہوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا لیکن خدا نے انہیں بخش دیا۔ اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ کیا اور تم نے انکو مار ڈالا۔

(۲) عن سعید بن ابی عبیدة قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علی فقال لا تسئل عن علی ولکن انظر الی بیتہ اوسط بیوت النبی صلے اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البخاری والنسائی) وزاد البخاری ثم قال لعل ذاک یسوءک قال اجل قال فارغم اللہ بانفک انطلق فاجہد علی جہدک وزاد النسائی قال فانی ابغضہ قال ابن عمر ابغضک اللہ عز وجل سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علیؑ کی نسبت سوال کیا ابن عمرؓ نے کہا انکی نسبت مت پوچھ ان کا گھر دیکھو کہ حضرتؐ کے گھروں کے بیچ میں ہے۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگے شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں ابن عمر بولے خدا تیری ناک پہ مٹی ڈالے جا اپنے رنج میں مرجا امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں یہ الفاظ روایت کئے ہیں اس شخص نے عبد اللہ بن عمر سے کہا میں ان سے یعنی جناب علی سے بغض رکھتا

ہوں ابن عمر نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔

(۳) عن نافع بن عمر رضی اللہ عنہ قال اما علی فابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واشار بیدہٖ فقال هذا بیتہ حیث ترون (اخرجہ البخاری) نافع بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علیؑ پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا یہ ان کا گھر ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو یعنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔

جناب امیرؑ کے دروازہ کے سوا تمام صحابہ کے دروازے مسجد نبوی سے بند ہو جاتے ہیں

(۱) عن زید بن ارقم والبراء بن عازب قال لنفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذلک اناس قال فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ فقال اما بعد فانی قد امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی فقال فیہ قائلکم وانی واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکنی امرت بشیء فاتبعتہ (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لئے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرتؐ نے حکم دیا کہ علیؓ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دو بعض لوگ اس میں کچھ گفتگو کرنے لگے حضرتؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کئے جائیں اور اسی خطبہ میں حضرتؐ نے ارشاد کیا واللہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے لیکن جو کچھ کہ حکم ہوا ہے میں نے وہی کیا ہے۔

(۲) عن سہیل بن صالح عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لقد اوتی علی بن ابی طالب ثلاثا لو ان اکون اوتیتھا احب الی ان اعطی حمر النعم۔ جوارہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لہ فی المسجد والرایۃ یوم خیبر وزوجتہ ابنتہ فاطمۃ (اخرجہ احمد) سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب علی کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتیں تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ مسجد میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا۔

(۳) ابی ھریرۃ عن عمر بن الخطابؓ قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من اعطی حمر النعم فسئل ما ھی قال فزوجتہ ابنتہ فاطمۃ وسکناہ فی المسجد لا یحل لی فیہ

ما يحل له والراية يوم خيبر (اخرجه ابن السمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک ہی دی جاتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ پیاری ہوتی پوچھا گیا وہ کون سی باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کا زوج ہونا اور مسجد میں رہائش کرنا کہ ان کو وہ امر جائز ہے جو مجھے جائز نہیں ہے اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

(۴) عن ابن عمر قال كنا نقول خير الناس ابوبكر ثم عمر ولقد اعطى على بن ابى طالب ثلاث خصال لان يكون لى واحدة منهن احب الى من حمر النعم زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ابنته وولدت له وسد الابواب الا بابه فى المسجد واعطاه الراية يوم خيبر (اخرجه احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں اور جناب علی کو ایسی تین باتیں دی گئی کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب تھی حضرت کی بیٹی کا زوج ہونا اور ان سے اولاد کا ہونا اور مسجد سے ان کے دروازے کے سوا سب دروازوں کا بند ہونا۔ اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

(۵) عن سعد بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بسد الابواب الشارعة وترك باب على (اخرجه احمد) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب صحابہ کی آمد و رفت کے دروازے بند کر دیئے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ چھوڑ دیا تھا۔

(۶) عن سعد بن ابى وقاص قال كانت لعلى مناقب لم تكن لاحد كان بيته فى المسجد واعطى الراية يوم خيبر وسد الابواب الا باب على (اخرجه احمد وابو الحسن فقيه ابن المغازلى) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے ایسے فضائل ہیں کہ دوسرے کو حاصل نہیں تھے ان کا گھر مسجد میں تھا خیبر کے روز انکو علم دیا گیا تھا اور ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کئے گئے تھے

(۷) عن سعد ان النبى صلى الله عليه وسلم امر بالابواب فسدت وترك باب على فاتاه العباس فقال يا رسول الله سددت ابوابنا وتركت باب على فقال ما انا سددتها ولكن الله سدها (اخرجه احمد والنسائى والطبرانى) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور جناب علی کا دروازہ چھوڑ دیا عباس رضی اللہ عنہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں بند کئے لیکن خدا نے انکو بند کیا ہے

(۸) عن ابن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب کلها فسدت الا باب علی (اخرجہ احمد والنسائی والطبرانی والترمذی وفقیہ بن المغازلی) وفی روایۃ اخری امر بسد الابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد وھو جنب لیس لہ طریق غیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور وہ بند کئے گئے مگر علی کا دروازہ ۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم دیا سوا علی کے دروازے کے اور وہ مسجد میں سے آتے جاتے تھے بحالیکہ وہ جنب میں ہوا کرتے تھے اور مسجد کے سوا ان کے گھر کا دوسرا راستہ نہیں تھا۔

(۹) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکۃ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآل علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ اخرجت اصحابک واعمامک واسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان ھذا الغلام ان اللہ امر بہ (اخرجہ النسائی) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں جا کر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے پوچھا کیا آپ نے جناب علیؓ کی کوئی منقبت سنی ہے وہ کہنے لگے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ہوا کرتے تھے ایک دن ہم لوگوں کو پکار کر کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کی آل کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرتؐ کے چچا آ کر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا اور اپنے صحابہ کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے تمہارے نکل جانے اور اس لڑکے کے رکھنے کے لئے حکم نہیں دیا بلکہ خدا نے دیا ہے۔

(۱۰) عن جابر بن سمرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سد الابواب المسجد الا باب علی فقال رجل اترک لی قدر ما اخرج منہ وادخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلک فقال فیعقد راسی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اومر بذلک فانصرف کانہ باکیا حزینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سد الابواب کلها غیر باب علی فرباما فیہ ھو جنب (اخرجہ الطبرانی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سوا علی کے دروازہ کے مسجد کے سب دروازے بند کر دو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے صرف اتنی جگہ عطا فرمائیں کہ جس سے میں آجا سکوں حضرتؐ نے فرمایا ہمیں حکم نہیں دیا گیا پھر وہ شخص التجا کرنے لگا کہ مجھے

صرف اتنی جگہ دی جائے کہ جس میں سے میرا سر نکل سکے حضرتؐ نے فرمایا یہ بھی نہیں اس کا حکم بھی نہیں ہے وہ شخص روتا ہوا اور نہایت غمگین واپس ہوگیا پھر آپ نے فرمایا علیؓ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کردو یہیں کبھی وہ اس دروازے سے گذرتے اور جنب میں پڑا کرتے ۔

(۱۱) عن علاء بن عرار قال سألت عبد الله بن عمر عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسئل عنہ احداً وانظر الی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سد ابوابنا فی المسجد و اقر بابہ اما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم التقی الجمعان فعفی اللہ واذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی) علاء بن عرار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علیؓ کی نسبت کسی سے مت پوچھا اور ان کی منزلت جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں سے بند کردیئے اور ان کا دروازہ برقرار رکھا ۔ اور حضرت عثمان نے جس روز کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بھاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چھوٹا سا گناہ کیا اور تم نے ان کو مار ڈالا ۔

(۱۲) عن ام المؤمنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء و جنب من الرجال الا علی محمد و اہل بیتہ علی و فاطمۃ والحسن والحسین (اخرجہ البیہقی والطبرانی فی الکبیر) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے مگر محمدؐ اور اس کی اہلبیت علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ پر ۔

(۱۳) عن عثمان بن عبد اللہ القرشی من حدیث طویل قال خطب علی فی اول یوم بویع فیہ عثمان فقال فیہا انا شدکم اللہ ہل تعلمون کان یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللہم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبد اللہ قرشی ایک حدیث طویل کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی اس روز جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دیکر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے بغیر کسی آدمی کو جانتے ہو جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جا سکتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جا سکتا تھا

(۱۴) عن ناصح بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب کلہا غیر باب علی فقال العباس یا رسول اللہ انزلک لی قدر ما ادخل اما وحدی فقال ما امرت بشئ من ذلک فسدہا (اخرجہ الطبرانی) ناصح بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ کے دروازے کے سوا سب دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ میرے لئے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں جہاں سے میں اکیلا

داخل ہو سکوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مجھ کو حکم نہیں ہے پس سب دروازے بند کر دیئے ۔

(۱۵) عن علی قال اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجدہ بہارون وانا سالت ربی ان یطہر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فقال سمعا وطاعۃ فسد ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ فتح باب علی وسد ابوابکم (اخرجہ البزار فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ وہ انکی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تجھ سے پاک کرے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دیں انہوں نے سمعاً وطاعۃً کہکر حکم کی تعمیل کی پھر اسی طرح سے عمر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر اسی طرح سے عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کئے اور نہ علی کا کھولا ہے ۔ مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کئے ہیں ۔

(۱۶) عن عمر بن سہیل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فمرہم ان یسدوا ابوابہم فانطلقت فقلت لہم ففعلوا الا حمزۃ فقلت یا رسول اللہ قد فعلوا الا حمزۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لحمزۃ فلیحول بابہ فقلت لحمزۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تحول بابک فحولہ فرجعت الیہ وہو قائم یصلی فقال ارجع الی بیتک (اخرجہ البزار) عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جاکر لوگوں کو کہدے تاکہ اپنے اپنے دروازے بند کر دیں میں نے جاکر کہدیا انہوں نے بند کر دیئے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا میں نے آکر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیئے ۔ آپ نے فرمایا جاکر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پھیر دو میں نے اُن سے جاکر کہا انہوں نے بھی اپنا دروازہ پھیر لیا میں حضرت کی خدمت میں لوٹ آیا آپ نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا ۔

(۱۷) عن حبۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبۃ کانی لانظر الی حمزۃ بن عبد المطلب وہو تحت قطیفۃ حمراء وعیناہ تذرفان یقول اخرجت عمک وابا بکر وعمر والعباس واسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فنودی الصلوۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منہا تمجیدا وتوحیدا فلما فرغ قال ایہا الناس ما انا سددتہا ولا انا فتحتہا ولا انا اخرجتکم واسکنتہ ولکن اللہ

ثم قرء والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی
(اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ) حبہ عرنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان
دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر ان کا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا حبہ کہتے ہیں تک میری
آنکھوں میں ہے کہ میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو سے
ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرت سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو مسجد سے
نکال دیا ہے اور اپنے چچازاد بھائی کو رہنے دیا ہے حضرت کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا
بند کیا جانا شاق گذرا ہے حضرت نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ
ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا حمد و ثنائی باری کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے
ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو یعنے علی کو رکھا ہے
پھر آپ نے سورۂ النجم پڑھا یعنی قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا وہ
نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اسکو سکھاتا ہے

(۱۸) عن حذیفۃ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
لم یکن لھم بیوت وکانوا یبیتون فی المسجد فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا
ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابھا الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیھم معاذ
ابن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد
وتخرج منہ فقال سمعا وطاعۃ ثم ارسل الی حمزۃ فسد بابہ فقال سمعا وطاعۃ للہ ولرسولہ وعلی قائم متردد لا
یدری اھو فیمن یخرج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین ابیاتہ فقال لہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاھرا مطھرا فبلغ حمزۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا
محمد اخرجنا وتمسک غلمان بنی عبد المطلب فقال لہ کان الامر لی ما جعلت دونکم من احد
واللہ ما اعطاہ ایاہ الا اللہ وانک لعلی خیر من اللہ ورسولہ اخرجہ فقیہ ابو الحسن ابن المغازلی
وابوبکر بن مردویہ) حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب مدینہ میں آئے چونکہ ان کے سونے کے لئے ان کے گھر نہیں تھے اس لئے مسجد میں ہی سو
رہا کرتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاؤ گے
پھر صحابہ نے مسجد کے ارد گرد اپنے گھر بنالئے اور ان کے دروازے مسجد میں رکھے حضرت نے معاذ بن جبل
کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابوبکر رض سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد

میں سے بند کر لو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سمعاً و طاعۃً کہکر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس معاذ کو بھیجا انہوں نے بھی سمعاً و طاعۃً کہکر دروازہ بند کر لیا۔ جناب علی علیہ السلام متردد تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں بھی رہتا ہوں یا کہ نکالا جاتا ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے بیچ میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا علی تم مسجد میں پاک اور پاک کرنیوالے ہو کر رہو یہ بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہم کو تو نکالتے ہیں اور بنی عبد المطلب کے لونڈوں کو رہنے کا حکم دیتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ کہ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہارے کسی کے لئے نہیں تھا خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا اور کسی نے اس کو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب نیکو ترین رہو۔

(۱۹) عن علی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد فقال ان اللہ اوحی الی نبیہ موسی ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا موسی وھارون و ابنا ھارون وان اللہ اوحی الی ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا انا و علی و ابنا علی (اخرجہ ابن المغازلی) علی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی موسی علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں موسی اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے اسی طرح سے خدا تعالے نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لئے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے

تنبیہ۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں سد ابواب کی نسبت ایک دلچسپ بحث لکھی ہے جو مختصراً درج ہے۔

جاء فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث منھا حدیث سعد بن ابی وقاص اخرجہ احمد والنسائی و اسنادہ قوی و روایۃ الطبرانی فی الاوسط و رجالھا ثقات وحدیث زید بن ارقم اخرجہ احمد والنسائی و رجالہ ثقات وحدیثی ابن عباس اخرجھما احمد و النسائی و رجالھما ثقات وحدیث جابر بن سمرۃ اخرجہ الطبرانی وحدیث ابن عمر اخرجہ احمد و اسنادہ حسن واخرج النسائی من طریق العلاء بن عرار و رجالہ رجال الصحیح الا العلاء وقد وثقہ یحیی بن معین وغیرہ الاحادیث یقوی بعضھا بعضا وکل طریق صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعھا وقد اورد ابن الجوزی ھذا الحدیث فی الموضوعات واخرجہ عن سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ عنہم واعلہ

ببعض من تکلم فیه من رواته ولیس ذلك بقادح لما ذکرت من کثرة الطرق واعله ایضا بانه مخالف للا
احادیث الصحیحة الثابتة فی باب ابی بکرؓ وزعم انه من وضع الرافضة قابلوا به الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر
رضی الله عنه واخطأ فی ذلك خطأ شنیعا فانه سلك رد الاحادیث الصحیحة بتوهمه المعارضة مع ان
الجمع بین القصتین ممکن وقد اشار الی ذلك البزار فی مسنده فقال ورد من روایات اهل
الکوفة الجمع بینهما بما دل علیه حدیث ابی سعید الخدری الذی اخرجه عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال لا یحل لاحد ان یطرق هذا المسجد جنبا غیری وغیرك والمعنی ان باب علی کان الی جهة المسجد
ولم یکن لبیته باب غیره فلذلك لم یؤمر بسده ویؤید ذلك ما اخرجه اسمعیل القاضی فی احکام
القرآن من طریق المطلب بن عبد الله بن حنطب ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی
المسجد وهو جنب الا لعلی لان بیته کان فی المسجد ومحصل الجمع ان الامر تتم ذلك الا بحاب وقع
مرتین ففی الاولی استثنی علی وفی قصة ابی بکر علی الباب المجازی والمراد به الخوخة کما صرح
فی قصة علی علی الباب الحقیقی وما فی قصة ابی بکر علی الباب المجازی والمراد به الخوخة کما صرح
به فی بعض طرقه کانهم لما امروا بسد الابواب سدوها واحدثوا خوخا یستقربون الدخول
الی المسجد منها فامروا بعد ذلك بسدها فهذه طریقة لا باس بها فی الجمع بین الحدیثین و
اشار بها ابو جعفر الطحاوی فی مشکل الآثار وابو بکر الکلاباذی فی معانی الاخبار وصرح بان
بیت ابی بکر کان له باب من خارج المسجد وخوخة الی داخل المسجد وبیت علیؓ لم یکن له باب الا من داخل
المسجد۔ انتہی کلامہ ملخصا۔ یعنی وہ دروازے کہ مسجد کے ارد گرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد
ہوئی ہیں ان میں سے سعد ابن ابی وقاص کی ایک حدیث ہے جس کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے
روایت کیا ہے اس کی سندیں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے جسکے سب
رجال ثقہ ہیں اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جس کو امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا
ہے اس کے رجال بھی ثقہ ہیں اور دو حدیثیں ابن عباسؓ کی ہیں جنکو امام احمد اور نسائی نے روایت
کیا ہے اور انکے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا
ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جسکو امام احمد نے روایت کیا ہے ان دونوں کے راوی (حسن)
یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علاء بن عرار کے طریقہ سے روایت
کیا ہے۔ عرار کے سوا اس کے رجال بھی ثقہ ہیں۔ اور عرار کو یحیی ابن معین نے ثقہ مانا ہے یہ تمام
حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ ان کے مجموعہ سے قطع نظر کر کے انکا ہر ایک طریق احتجاج کی

صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم
اور ابن عمر سے اسکو لیکر اسکے بعض طریقوں پر اس کا اقتصار کیا ہے اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم
پیدا کیا ہے جن لوگوں نے اس حدیث کے بعض راویوں میں کلام کیا ہے لیکن اس امر سے ہماری بات میں سقم
پیدا نہیں ہوسکتا جب کہ ہم نے اس حدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کردیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت
بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کی نسبت وارد ہے
ابن جوزی کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بمقابل اس صحیح حدیث کے جو حضرت ابوبکرؓ کی نسبت وارد ہے
رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اور اس نے تعارض کے
وہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین القصتین ممکن ہے چنانچہ
بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اہل کوفہ کو روایتوں میں ان
کا جمع وارد ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور علی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت
میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اس دروازے
کے سوا ان کے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا اسی لیے حضرتؐ نے اس دروازے کے بند کرنے کا حکم
نہیں دیا تھا اور اسی کی مؤید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی اسمٰعیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب
بن عبد اللہ بن حنطب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد
سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا ماحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے
کا دو دفعہ حکم ہوا تھا۔ پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مستثنیٰ
کیے گئے لیکن یہ بات اس وقت پوری ہوسکتی ہے کہ جناب علیؓ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ
کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوخہ مراد لیا جائے چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اسکی تصریح موجود
ہے جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کردیے اور خوخہ یعنی دریچے
مسجد کی طرف بنا لیے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آجائیں لیکن جناب علی کا دروازہ آمد و رفت
کے لیے بدستور کھلا رہا بعد میں ان دریچوں کے بند کرنے کا حکم ہوگیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخہ یعنی
دریچے کے سوا سب صحابہ کے دریچے بند کردیے۔ پس یہی ایک طریقہ لاباس فیہ ان دونوں حدیثوں
کے جمع میں ہے اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابوجعفر الطحاوی نے مشکل الآثار میں اور
ابوبکر کلاباذی نے معانی الاثار میں جمع کیا ہے کہ صاف اسکی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ

کا خوخہ تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے علیحدہ تھا۔ اور جناب علی کا دروازہ مسجد کی طرف سے دوسری طرف نہیں تھا۔

جناب امیرؑ کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں مسجد میں نہیں آسکتا تھا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک (اخرجہ البزار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ یا علی میرے اور تیرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں۔

(۲) عن ابن عباس سد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد هو جنب وهو طریقہ ولیس له طریق ولیس له طریق غیرہ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے سب صحابہ کے دروازے بند کردیے تھے بجز جناب امیرؑ کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور وہ انکا راستہ تھا سوا اس کے اور کوئی انکا راستہ نہیں تھا۔

(۳) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد هو جنب الا لعلی لان بیته کان فی المسجد (اخرجہ اسمعیل القاضی فی احکام القرآن) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جنب مسجد میں سے ہو کر گذرنے کا اذن نہیں دیا تھا مگر علی کو کہ انکا گھر مسجد ہی میں تھا۔

(۴) عن ام المؤمنین ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی هذا حرام علی کل حائض من النساء وجنب من الرجال الا علی محمد واهل بیته علی وفاطمة والحسن والحسین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنبی مرد پر حرام ہے مگر محمد اور انکے اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر۔

(۵) عن ابی هریرة قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی ثلاث خصال لان یکون لی احدها منهن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما هی قال تزوجه ابنته فاطمة واسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یحل له ما لا یحل لغیرہ والرایة یوم خیبر (اخرجہ احمد وابو یعلی والحاکم فی المستدرک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں

حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی کسی نے ان سے سوال کیا وہ کیا ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے ان کا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ ان کو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں انکے لیے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی ۔ اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا ۔

(۶) عن جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجعون فی المسجد فی یدہ عسیب رطب فقال اترقدون فی المسجد وقد اجفلنا واجفل علی معنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعالی یا علی یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا النبوۃ والذی نفسی بیدہ انک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال عن الماء بعصا لک من عوسج کانی انظر الی مکانک عن حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی فرمایا ۔ کیا تم اونگھ رہے ہو ۔ ہم دوڑنے لگے جناب علی بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ادھر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ کہ مجھے جائز ہے آیا تو راضی نہیں ہوا کہ تیری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز نبوت کے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دیگا جس طرح سے کہ بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہوگا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے اس وقت دیکھ رہا ہوں ۔

(۷) عن عثمان بن عبد اللہ القرشی من حدیث طویل قال خطب علی یوم بویع فیہ عثمان فقال فیھا انا شدکم اللہ ھل تعلمون معشر المھاجرین والانصار ان احدا کان یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللھم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قرشی ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے مہاجرین اور انصار کے گروہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو جانتے ہو کہ حالت جنب میں وہ داخل مسجد ہوا کرتا تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے ۔

(۸) عن جابر بن سمرۃ قال امرنا بسد ابواب المسجد کلھا غیر باب علی فربما مر فیہ وھو جنب (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ہم کو مسجد کے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تھا سوا علی کے دروازے کے وہ وہاں سے گذرا کرتے تھے اور جنب میں ہوا کرتے تھے ۔

(۹) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ عزوجل امر موسٰی ھارون ان یتبوالقومھما بیوتا وامرھما ان لا یبیت فی مسجدھما جنب ولا یقربوا فیہ النساء الا ھارون وذریتہ ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی ھذا ولا یبیت فیہ الا علی وذریتہ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی الدر المنثور)

ابو رافع سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسٰی و ہارون کو حکم دیا کہ اپنی قوم کیلئے گھر بنائیں مسجد میں کوئی جنب نہ رہنے پاوے اور انہیں عورتوں سے صحبت کریں سوا ہارون اور اسکی ذریت کے اور کسی کو حلال نہیں کہ میری اس مسجد میں رہے اور عورت سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی ذریت کے۔

حضرت کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور علی کو نہیں داخل کیا مگر خدا نے

(۱) عن ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ قوم جلوس فدخل علی فلما دخل خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ انما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم (اخرجہ النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے آتے ہی وہ لوگ حضرتؐ کے پاس سے اٹھ گئے وہ باہم ملامت کرنے لگے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نکال دیا ہے اور علی کو اپنے پاس رکھا ہے جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہیں نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تمکو نکالا ہے

(۲) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکۃ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیلۃ لیخرج من فی المسجد الا آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآل علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ وخرجت اصحابک واعمامک واسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان ھذا الغلام ولکن اللہ ھو امر بہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارے میں تم نے بھی کوئی منقبت سنی ہے کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں منادی کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں صبح ہوا یا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اسکے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے ۔

(۳) عن حبۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیھم قال حبۃ کانی لانظر الی حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تحت قطیفۃ حمراء وعیناہ تذرفان و یقول اخرجت عمک وابا بکر و عمر والعباس و اسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد شق علیھم فنودی بالصلوۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبۃ ابلغ منھا تمجیدا و توحیدا فلما فرغ قال ایھا الناس ما انا سددتھا ولا انا فتحتھا ولا انا اخرجتم واسکنتہ ثم قرء والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی ان ھو الا وحی یوحی (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) حبہ عرنی کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گذری حبہ کہتے ہیں اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ جناب حمزہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا کو اور ابوبکر اور عمر کو اور عباس کو نکال دیا ہے اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جامع کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں اس سے بلیغ تر خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اسکو رکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں جنکا ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اسکی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے ۔

(۴) عن سعد بن ابی وقاص وکان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد قال نودی فینا لیخرج من فی المسجد الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فخرجنا جمیعا فلما اصبحنا اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ اخرجت اعمامک واصحابک و اسکنت ھذا الغلام قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امر موسی ان یبنی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا ھو و ھارون وابنا ھارون وان اللہ قد امرنی ان ابنی مسجدا لا یسکنہ الا انا و علی والحسن والحسین سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قیل

ان ینزل العذاب فخرج الناس مبادرین حمزۃ یجر قطیفۃ لہ حمراء وعیناہ تذرفان ویبکی ویقول یارسول اللہ اخرجت عمک واسکنت ابن عمک فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا اخرجتک ولا انا اسکنتہ لکن اللہ عزوجل اسکنہ (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ) سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے (کہ وہ بھی حضرت کی معیت میں مسجد میں رہا کرتے تھے) ایک رات ہمکو پکار کر حکم دیا گیا کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کے سوا سب لوگ مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرت کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ حضور نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک پاک مسجد تعمیر کرے اس میں بجز موسی اور ہارون اور ابنائے ہارون کے کوئی رہنے نہ پائے اسطرح سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جسمیں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے تم لوگ عذاب کے نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے بند کرلو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہوگئے حمزہ وہاں سے اپنا سرخ کمبل گھسیٹتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ لیا ہے حضرت نے فرمایا نہیں نے تم کو نکال دیا ہے اور نہ اسکو رکھ لیا ہے بلکہ خدا نے اسکو رکھا ہے۔

(۵) عن علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربہ ان یطھر مسجدہ بھارون وانا سالت ربی ان یطھر مسجدی بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع ثم قال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی عباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم وفتحت باب علی ولکن اللہ فتح باب علی وسد ابوابکم (اخرجہ البزار فی مسندہ الوصابی فی الاکتفاء بفضائل الاربعۃ الخلفاء) جناب سے مروی ہے کہ حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میں نے بھی اپنے رب سے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تجھ سے پاک کرے پھر حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرے انھوں نے سمعا وطاعۃً کہکر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباس رضی اللہ عنہما کو بھی کہلا بھیجا اسکی بعد حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے مگر خدا نے علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہارے دروازے بند کیے ہیں۔

(۶) عن ابن عباس. قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی: ان موسی سال ربہ ان یطھر مسجدہ بھارون وذریتہ وانی سالت اللہ ان یطھر مسجدی بک وبذریتک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم ولا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ موسیٰ نے خدا سے التجا کی تھی کہ انکی مسجد کو ہارون اور انکی ذریت کے ذریعہ سے پاک کرے اور میں نے بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے لیے اور تیری ذریت کیلئے پاک کرے۔ پھر حضرت نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کرلے انہوں نے سمعًا و طاعۃً کہکر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر حضرت نے منبر پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے نہیں بند کیے اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر علیہ السلام کو اپنی اخوت سے خصوصیت دینا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیت بین اصحابك ولم تواخ بینی و بین احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدار قطنی) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے درمیان بھیا چارہ قائم کیا جناب امیر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب میں بھائی بندی کا رشتہ جوڑا ہے اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(۲) عن ابن عمر قال اخی رسول صلے اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ حتی بقی علی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما ترضیٰ ان اکون اخاك قال علی یا رسول اللہ رضیت قال فانت اخی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ المخلص) وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم اپنے اصحاب میں بھیا چارہ بنایا علی باقی رہ گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ میں تیرا بھائی بنوں جناب امیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(۳) عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخی بین الصحابۃ فبقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر اخی بین ابی بکر و عمر وقال لعلی انت اخی (اخرجہ احمد فی مسندہ) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ تحقیق سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان بھیا چارہ قائم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات اقدس اور ابوبکر و عمر اور علی باقی رہ گئے حضرت نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور جناب علی سے فرمایا تو میرا بھائی ہے۔

(۴) زید بن عبد اللہ بن ابی اوفی قال دخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی مسجد فقال این فلان وابن فلان فجعل ینظر فی وجوہ الصحابۃ ویتفقدہم ویبعث الیہم حتی توافوا عندہ

فآخی بینہم فقال لہ علی بن ابی طالب لقد ذہبت روحی یا رسول اللہ حین رایتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق نبیا ما اخرتک الا لنفسی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ انت اخی ووارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما ورث الانبیاء قبلی قال وما ورثوا قال کتاب اللہ وسنن انبیائہم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی والحسن والحسین انت رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المسند او المناقب والمتقی فی کنز العمال) زید بن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسجد میں گیا آپ ہر شخص کی نسبت استفسار فرماتے تھے فلاں شخص کہاں ہے اور فلاں شخص کہاں ہے آپ اپنے اصحاب کو تلاش کرتے تھے اور جو شخص کہ موجود نہیں تھا اسے بلواتے تھے یہاں تک کہ تمام صحابہ حضرت کے حضور میں جمع ہو گئے پھر آپ نے ان میں بھیاچارہ قائم کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جناب علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان تو نکل گئی تھی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے اصحاب کے ساتھ جو کچھ کہ کرنا تھا کیا حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے سب سے پیچھے چھوڑا ہوا تھا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسیٰ سے اور میرا بھائی اور وارث ہے پس علی نے کہا یا رسول اللہ میں کیا چیز حضور سے میراث میں لونگا فرمایا جو کچھ اگلے نبیوں نے لیا ہے جناب علی نے عرض کیا اگلے نبیوں نے کیا چیز میراث میں لی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبیوں کی سنتیں تو بہشت میں ہمارے ساتھ میرے قصر میں ہوگا۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین کے ساتھ تو میرا رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے۔

(۵) عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انی مواخ بینکم کما آخی اللہ بین الملائکۃ ثم قال لعلی انت اخی ورفیقی ثم تلا ہذہ الآیۃ اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضرت فرماتے تھے میں تم میں برادری قائم کرنیوالا ہوں پھر جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر آپ نے اس آیت کو ارشاد کیا کہ بھائی آمنے سامنے تختوں پر ہونگے۔

(۶) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت اخی وانا اخوک (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب علی علیہ السلام سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔

(۷) عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال آخی رسول اللہ صلی اللہ وسلم بین

المهاجرین والانصار کان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی فقال ھذا اخی قال حذیفۃ فرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الذی لیس لہ شبیہ ولا نظیر وعلی اخوہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابن مردویہ) حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دنیا و آخرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت ملاتے تھے تو ہر ایک صحابی کو اسکی نظیر کے ساتھ اس کا بھیا چارہ قرار دیتے تھے پھر علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں ان کی شبیہ و نظیر کوئی نہیں علی علیہ السلام ان کے بھائی ہیں ۔

(۸) عن ابن عباس رض قال لما اخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ من المہاجرین والانصار وھو انہ صلے اللہ علیہ وسلم اخی بین ابوبکر وعمر و اخی بین عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف و اخی بین طلحۃ والزبیر و اخی بین ابی ذر الغفاری والمقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولم یواخ بین علی وبین احد منہم فخرج علے مغضبا حتی اتی جدولا من الارض وتوسد ذراعہ ونام فیہ فاسفی علیہ الریح التراب فطلبہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوجدہ علے تلک الحالۃ فوکزہ برجلہ فقال لہ قم فما صلحت ان تکون الا ابوتراب اغضبت حین اخیت بین المہاجرین والانصار ولم اواخ بینک وبین احد منہم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی الا من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماتہ اللہ میتۃ الجاہلیۃ وحوسب فی الاسلام (اخرجہ الطبرانی و السیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا ناتا اس طرح پر قائم کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابوذر غفاری کو مقداد کا بھائی قرار دیا اور علی کو کسی کا بھائی نہ بنایا جناب علی نہایت غصہ ہو کر نکل گئے اور زمین کے اور اپنی کلائی کا تکیہ کر کے سو گئے ہوا سے مٹی اڑ کر ان کے بدن پر پڑ گئی حضرت نے ان کو تلاش کیا اور ایسی حالت میں پایا حضرت نے ان کو اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا اٹھ تجھ کو بجز ابوتراب بننے کے کچھ صلاحیت نہیں ہے کیا تو خفا ہو گیا جبکہ میں نے صحابہ کے درمیان اخوت کو قائم کیا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے جو شخص کہ تجھے دوست رکھے گا

وہ امن اور ایمان میں گھرا رہیگا اور جو تجھے دشمن رکھیگا خدا اس کو کفار کی موت سے ماریگا ۔

(۹) عن انس رضی اللہ عنہ قال لما کان یوم المباہلۃ اٰخی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بین المہاجرین و
الانصار وعلی واقف یراہ ویعرف مکانہ ولم یواخ بینہ وبین احد فانصرف علی باکی العین فافتقدہ
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ما فعل ابو الحسن قالوا انصرف باکی العین قال یا بلال اذھب فاتنی بہ فمضی
بلال الی علی وعلی قد دخل منزلہ باکی العین فقالت فاطمۃ ما یبکیک لا ابکی اللہ عینیک قال اٰخی
النبی صلے اللہ علیہ وسلم بین اصحاب المہاجرین والانصار وانا واقف یرانی ویعرف مکانی ولم یواخ
بینی وبین احد قالت لا یحزنک اللہ لعلہ انما اخرک لنفسہ فقال بلال یا علی اجب النبی صلے اللہ علیہ
وسلم فاتی علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہ ما یبکیک یا ابا الحسن فقال اٰخیت بین المہاجرین وبین
الانصار وانا واقف ترانی وتعرف مکانی ولم تواخ بینی وبین احد قال انما اخرتک لنفسی الا یسرک
ان تکون اخا نبیک قال بلیٰ یا رسول اللہ فاخذہ بیدہ فارقاہ المنبر فقال اللّٰھم ان ھذا منی وانا منہ الا انہ
منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا ان من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فانصرف علی قریر العین فاتبعہ
عمر بن الخطاب فقال یا ابا الحسن اصبحت مولای وکل مومن (اخرجہ ابو الحسن فقیہ ابن المغازلی)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مباہلہ کے روز جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے
درمیان بھیا چارہ قائم کیا علی کھڑے ہوئے تھے حضرت انکو دیکھ رہے تھے آپ نے انکے ساتھ کسی کو شریک اخوت نہ کیا
جناب روتے ہوئے گھر کو چلے گئے جب حضرت نے ان کو نہ دیکھا تو فرمایا ابو الحسن کیا کر رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا
وہ روتے ہوئے لوٹ گئے ہیں حضرت نے بلال سے فرمایا اے بلال جا کر انہیں بلا لاؤ بلال انکے بلانے کے لئے
گئے جناب علی اس وقت تک گھر میں داخل ہو چکے تھے جناب سیدہ نے انہیں روتا ہوا دیکھ کر کہا خدا تمہیں نہ
رلائے تم کیوں روتے ہو جناب علی کہنے لگے آج حضرت نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت جوڑا ہے اور مجھے
حضرت دیکھ رہے تھے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا جناب فاطمہ نے جواب دیا آپ افسردہ نہ ہوں شاید حضرت
نے تمہیں اپنی ذات مقدس کے بھائی بنانے کے لئے پیچھے رکھا ہو اتنے میں بلال نے پکار کر کہا یا علی حضرت کے
پاس تشریف لے چلیے جناب علی حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا یا ابا الحسن تم کیوں روتے ہو عرض
کیا یا رسول اللہ حضور نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھیا چارہ کا ناطہ جوڑا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی
نہیں بنایا فرمایا یا علی میں نے تم کو اپنی ذات کے لئے پیچھے رہنے دیا تھا آیا تم اپنے نبی کے بھائی بننے سے
خوش نہیں جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خوش ہوں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں منبر پر چڑھایا اور فرمایا بار الٰہا یہ میرا ہے میں اس کا ہوں یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے

ہے مولیٰ ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے انس کہتے ہیں کہ جناب علی نہایت ٹھنڈی آنکھوں سے گھر
واپس ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو کہ آج آپ
میرے اور ہر مومن کے مولا بن گئے ہیں۔

(۱۰) عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم افان مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم ولنقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت او اقتل واللہ انی لاخوہ وولیہ ووارثہ وابن عمہ ومن احق
اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل ان انقلبتم علی
بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے (خدا کی قسم جب اللہ پاک نے
خدا نے ہم کو ہدایت فرمائی ہے اپنے ایڑیوں کے بل ہرگز نہیں پھریں گے اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحلت فرما جائیں یا شہید ہو جائیں اور تم اپنی ایڑیوں پر پھرنا چاہو تو میں تم سے جہاد کروں گا جس بات
پر کہ حضرت نے جہاد کیا ہے واللہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور وارث اور ابن عم ہوں
اور وہ شخص ہوں جس کے ساتھ حضرت نے اپنی برادری کا رشتہ ملایا ہے۔

(۱۱) عن عمر بن عبد اللہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخا بین الناس وترک علیا حتی بقی
اخرھم لا یری لہ اخا فقال یا رسول اللہ اخیت بین الناس وترکتنی قال لم ترانی ترکتک انما ترکتک
لنفسی انت اخی وانا اخوک فان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یدعیہا بعدک الا کذاب
(اخرجہ احمد) عمر ابن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان
رشتہ برادری قائم کیا علی سب سے پیچھے رہ گئے ان کا بھائی بنتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا تھا حضرت سے عرض
کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے رشتہ اخوت ملا دیا ہے اور مجھے یونہی چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے کہ ہم نے
تجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے ہم نے صرف اپنی ذات کے لئے چھوڑ رکھا ہے تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا
بھائی ہوں ہم تجھے بتاتے ہیں یوں کہا کر میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ تیرے
سوا اگر کوئی یہ بات کہے گا تو وہ جھوٹا ہے۔

(۱۲) عن یعلی بن مرۃ قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المسلمین وجعل یخلف علیا حتی بقی
اخرھم ولیس معہ اخ فقال لہ اخیت بین المسلمین وترکتنی فقال انما ترکتک لنفسی انت اخی فی الدنیا
والاخرۃ وانا اخوک انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وانت منی وفی منہ

الجنة مع ابنتی فاطمة و انت اخی و رفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخواناً علی سرر متقابلین ثم قال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذاکرک احد فقل انا عبد اللہ واخو رسوله لا یدعیها بعدی الا کذاب مفتر (اخرجه جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب فی الاربعین) یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں اخوت کا رشتہ قائم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے یہانتک کہ وہ سب سے آخر رہ گئے اور ان کا بھائی بننے کے لئے کوئی باقی نہ رہا جناب علی نے عرض کیا حضور نے سب لوگوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیدیا ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے حضرت نے فرمایا میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے چھوڑا ہے تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں تو مجھ سے ہارون کی جگہ پر ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرے ساتھ میرے گھر میں جنت میں ہوگا۔ تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت نے اس آیت کو ارشاد فرمایا کہ بھائی بھائی اپنے آمنے سامنے کے تختوں پر ہونگے میں تجھے کہتا ہوں کہ اگر تجھ سے کوئی پوچھے تو یہ کہیو میں اللہ کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں تیرے سوا اس بات کو کوئی نہیں کہے گا مگر کہ وہ جھوٹ کہنے والا ٹھہریگا۔

(۱۳) عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسوله وانا صدیق الاکبر لا یقول قبلی لا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجه احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الحافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننہ و الحاکم فی المستدرک و الحافظ ابو نعیم فی الحلیة و العقیلی) عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں خدا کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں میرے سوا یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹا کاذب میں نے سب سے پہلے سات برس نماز پڑھی۔

(۱۴) عن ابی الطفیل قال لما جعل امر الشوری بین علی و عثمان و طلحة و الزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص او سعید بن زید فقال علی هل فیکم احد آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینه و بینه اذ آخی بین المسلمین قالوا اللهم لا (استیعاب عبد البر) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جناب علی اور عثمان اور طلحہ و زبیر اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص یا سعید بن زید کے درمیان مشورت کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ جناب امیر نے فرمایا میرے سوا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اس کے درمیان رشتہ برادری قائم کیا ہو سب کہنے لگے خدا گواہ ہے نہیں۔

(۱۵) عن علی قال طلبنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت فی حائط قائم الغ منی برجله و قال قم فواللہ لا رضینک انت اخی و ابو ولدی تقاتل علی سنتی من مات علی عهدی فهو فی

کنوز الجنۃ ومن مات علی عہدک فقد قضی نحبہ ومن مات علی حبک بعد موتک ختم اللہ بالامن والایمان ما طلعت الشمس وما غربت (اخرجہ فی المناقب) مروی ہے جناب امیر علیہ السلام سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلاش کیا اور ایک باغ میں سوتا ہوا پایا آپ نے اپنے پائے مبارک سے مجھے ہلا کر فرمایا اٹھو ہم تجھے راضی کریں تو میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے تو میری سنت پر لڑے گا جو میرے عہد پر مریگا وہ جنت کے خزانہ میں ہوگا اور جو تیرے عہد پر مریگا اس کی آرزو پوری ہوگئی جو شخص تیری محبت پر تیرے بعد مریگا خدا تعالی اس کا خاتمہ امن اور ایمان سے کریگا جب تک کہ آفتاب نکلتا اور چھپتا رہے گا۔

(۱۶) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہم اشہد فقد بلغت هذا اخی وابن عمی (صہری) وابو ولدی اللہم کب من عاداہ فی النار (اخرجہ ابن البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ میرا بھائی اور میرے بچوں کا باپ ہے اے میرے پروردگار جو شخص کہ اس سے دشمنی کرے اسے آگ میں اوندھا کرکے گرا۔

(۱۷) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انت اخی و رفیقی فی الجنۃ یا علی اسبغ الوضوء وان شق علیک ولا تاکل الصدقۃ ولا تنز الحمیر علی الخیل ولا تجالس اصحاب النجوم (اخرجہ الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے روی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی اور جنت میں میرا رفیق ہے یا علی وضو اچھی طرح سے کریو اگرچہ تجھ پہ شاق گذرے اور خیرات نہ کھائیو اور گدھے کو گھوڑے پر نہ چڑھائیو اور نجومیوں کے ساتھ مت بیٹھیو (۱۸) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزۃ (اخرجہ الدیلمی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سب بھائیوں سے علی اور چچیوں سے حمزہ بہتر ہیں۔

(۱۹) عن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزۃ وذکر علی عبادۃ (اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بھائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچیوں میں بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲۰) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس
اوصیکم بحب ذی قربیھا اخی و ابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مؤمن (اخرجہ احمد فی
المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے اے لوگو میں تمہیں اس امت کے ذو القربین کی محبت کے لئے وصیت کرتا ہوں وہ میرا بھائی اور ابن عم
علی ابن ابی طالب ہے پس بہ تحقیق اس سے محبت نہیں کریگا مگر مومن ۔

(۲۱) عن محدوج بن یزید الھذلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین المسلمین ثم قال یا علی
انت اخی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی اما علمت یا علی انا اول من یدعی بہ یوم القیامۃ
بی و اقوم عن یمین العرش فاکسی حلۃ خضراء من حلل الجنۃ الا و انی اخبرک یا علی ان امتی اول الامم
یحاسبون یوم القیامۃ ثم انت اول من یدعی لک لقرابتک و منزلتک عندی فیدفع الیک لوائی
وھو لواء الحمد تسیر بین السماطین آدم و جمیع خلق اللہ یستظلون بظل لوائی و طولہ
مسیرۃ الف سنۃ لسانہ یاقوتۃ حمراء لہ ثلاث ذوائب من نور ذوابۃ فی المشرق و ذوابۃ فی المغرب
والثالثۃ وسط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم الثانی الحمد للہ رب العالمین
الثالث لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ طول کل سطر الف سنۃ و عرضہ الف سنۃ و تسیر والحسن عن
یمینک والحسین عن یسارک حتی تقف بینی و بین ابراہیم فی ظل العرش ثم تکسی حلۃ خضراء من الجنۃ
ثم ینادی مناد من تحت العرش نعم الاب ابوک ابراہیم و نعم الاخ اخوک علی ابشر یا علی انک
تکسی اذا اکسیت و تدعی اذا دعیت (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زیادۃ المناقب) محدوج بن یزید
الھذلی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں رشتہ اخوت قائم
کرکے علی سے کہا یا علی تم میرے بھائی ہارون کی جگہ پر ہو موسیٰ کے بغیر اسکے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے یا کیا تم نہیں
جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اول میں بلایا جاؤنگا۔ اور عرش کے داہنے بازو پر کھڑا کیا جاؤنگا اور
مجھے جنت کے حلوں میں سے سبز پوشاک پہنائی جائیگی۔ یا علی میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے
روز سب امتوں سے پہلے میری امت حساب دیگی۔ پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ بلایا جائیگا۔
اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائیگا۔ تو دونوں صفوں کے بیچ بیچ چلے گا آدم اور ساری دنیا
میرے علم کے سایہ میں پناہ گزین ہوں گے۔ اسکی لمبائی ہزار سالہ راہ کی ہوگی۔ اس کی بھال سرخ یاقوت
سے بنی ہوگی اسکے تین گیسو نور کے ہونگے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک تیسرا بیچ میں
اس پہ تین سطریں لکھی ہوں گی ایک بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دوسری الحمد للہ رب العالمین

تیسری لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر سطر کا طول و عرض ہزار سالہ راہ کا ہوگا۔ حسن تیرے داہنے ہاتھ اور حسین بائیں ہاتھ ہونگے۔ یہاں تک کہ تو میرے اور ابراہیم کے درمیان سایہ عرش کے نیچے آکر ٹھہرے گا۔ اور تجھے جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور منادی عرش کے نیچے سے ندا کریگا کیا اچھا باپ ہے تیرا ابراہیم اور کیا اچھا بھائی ہے تیرا علی بشارت ہو تجھے اے علی کہ جب مجھے لباس پہنایا جائیگا تجھے بھی پہنایا جائیگا۔ اور جب میں بلایا جاؤنگا تو تو بھی بلایا جائیگا۔

(۲۴۳) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رأیت مکتوبا علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السموات بالفی سنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب و الدیلمی فی فردوس الاخبار) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے زمین و آسمان کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پیشتر جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں محمد اس کے رسول ہیں علی اسکے رسول کے بھائی ہیں۔

(۲۴۳) عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت علیا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسمع ؎ انا اخو المصطفی لاشک فی نسبی + بہ ربیت و سبطاھما ولدی + جدی و جد رسول اللہ منفرد + و فاطمۃ زوجی لاقول ذی فند + صدقتہ و جمیع الناس فی بھم + من الضلالۃ والاشراک والنکد + قال فتبسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و قال صدقت یا علی (نقلت من مطالب السئول لمحمد بن طلحۃ الشافعی) مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ میں نے جناب علی کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے کہ میں جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں میری نسب میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔ میں نے ان کے پاس پرورش پائی ہے ان کے دونوں نواسے بیٹے ہیں میرا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دادا ایک ہے اور جناب فاطمہ علیہا السلام میری زوجہ ہے یہ قول دروغ نہیں ہے۔ میں نے اس وقت حضرت صلعم کی تصدیق کی ہے کہ تمام لوگ گمراہی اور شرک اور انکار کی وجہ سے شبہ میں تھے آنحضرت نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور کہا یا علی تم سچ کہتے ہو۔

(۲۴۴) عن ربیعۃ بن ناجد ان رجلا قال لعلی یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فاصنع لنا صاعا من طعام و اجعل علیہ رجل شاۃ واملأ لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب ابلغھم ما امرت بہ ففعلت ما امرنی بہ ثم دعوتھم لہ ثم یومئذ

اربعون رجلا فیہم اعمامہ ابو طالب و حمزۃ و عباس و ابو لہب فلما اجتمعوا الیہ دعا نی بالطعام الذی صنعت لہم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ادنوا بسم اللہ فاکل القوم حتی ما لہم بشیء حاجۃ وما اری الا موضع ایدیہم وایم اللہ الذی نفسی بیدہ وان کان الرجل الواحد منہم لیاکل ما قدمت لجمیعہم ثم قال اسق القوم فجئت بذلک العس فشربوا حتی رووا وبقی الشراب کانہ لم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رایتم من ہذا الایۃ ما قد رایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی فلم یقم الیہ احد قال فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ذلک ثلاث مرات کل ذلک اقوم الیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ فضرب بیدہ علی یدی ثم قال انت اخی وصاحبی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (اخرجہ احمد فی المسند وفی المناقب والنسائی فی الخصائص و ابن اسحاق فی سیرتہ وابن جریر فی تاریخ وابن ابی حاتم وابو بکر بن مردویہ باختلاف یسیر)

ربیعہ بن ناجذ ناقل ہیں کہ ایک شخص نے جناب امیرؑ سے پوچھا یا امیر المومنین آپ نے اپنے چچا کے سوا اپنے چچا زاد بھائی کا کس طرح ورثہ پایا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ یا علی مجھے رشتہ داروں کے ڈرانے کے لیے حکم دیا گیا ہے تم ایک برتن میں طعام تیار کر کے اس پر بکری کے پائے رکھ دو اور ایک ظرف میں دودھ بھر دو اور تمام بنی عبد المطلب کو بلا لاؤ کہ میں ان سے گفتگو کروں اور خدا کا حکم ان کو پہنچا دوں۔ میں نے حسب ارشاد کھانا تیار کیا اور بنی عبد المطلب کو بلا لیا ان دنوں وہ کل چالیس آدمی تھے جن میں حضرتؐ کے چاروں چچا ابو طالب حمزہ عباس ابو لہب بھی شامل تھے جب وہ حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے اس طعام سے قدرے تناول فرما کر ان سے کھانے کے لیے ارشاد کیا جب تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے میں نے دیکھا کہ انہوں نے طعام صرف اس قدر کھایا ہے جس مقام پر کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا تھا باقی طعام ویسا ہی دھرا ہوا ہے اس ذات کی قسم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ایک آدمی اس تمام کھانے کو کھا سکتا تھا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو دودھ پلاؤ میں نے ان کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ دودھ ویسا ہی موجود تھا گویا کسی نے نہ پیا ہو پھر حضرتؐ نے انکو مخاطب کر کے ارشاد کیا اے بنی عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہے۔ تم نے میرا یہ معجزہ دیکھا ہے پس تم میں سے کوئی ہے کہ میری بیعت کرے اور میرا بھائی اور دوست بنے کوئی شخص ان لوگوں میں سے حضرتؐ کی بیعت کے لیے نہ اٹھا

میں اس وقت ان تمام لوگوں سے کم عمر تھا بیعت کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا حضرتؐ نے دو بارہ اور سہ بارہ ان سے یہی ارشاد کیا۔ میں بھی ہر ایک دفعہ اٹھتا رہا۔ تیسری بار حضرت نے میرے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور دوست اور وزیر ہے۔ اسلئے میں نے اپنے چچا کے سوا اپنے ابن عم کا ورثہ حاصل کیا ہے۔

(تنبیہ) یہ مواخات بھی جناب امیر علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مواخات مساوات کی دلیل ہے۔ لیکن مساوات منصب نبوت میں محال ہے پس لامحالہ مساوات فی العمل سمجھی جاسکتی ہے اور مساوات فی العمل منتج کثرت ثواب ہے۔ اور کثرت ثواب برہان افضلیت ہے۔

(انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ)

ان صحابہ کرام کے اسماء جن سے کہ یہ حدیث روایت ہوئی ہے

وقد صنف القاضی ابو القاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی کتابا سماه ذکر الروایات من نسخة ثلاثین ورقة عتیقة علیها تاریخ الروایة سنة خمس و اربعین و اربعمائة و روی التنوخی حدیث انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔ عن عمر بن الخطاب و عن علی و سعد بن ابی وقاص و عبد الله بن مسعود و عبد الله ابن عباس و جابر ابن عبد الله الانصاری۔ و ابی هریرة۔ و ابی سعید الخدری۔ و جابر بن سمرة۔ و مالک بن الحویرث۔ و البراء بن عازب۔ و زید ابن ارقم۔ و ابی رافع مولیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ و عبد الله بن ابی اوفی۔ و اخیه زید بن ابی اوفی۔ و ابن سریحة۔ و حذیفة بن اسید و انس بن مالک۔ و ابی بریدة الاسلمی۔ و ابی ایوب الانصاری۔ و عقیل بن ابی طالب و حبشی بن جنادة السلولی۔ و معاویة بن ابی سفیان۔ و ام سلمة زوجة النبی صلی الله علیه وسلم۔ و اسماء بنت عمیس و سعید ابن المسیب۔ و محمد بن علی بن الحسین و حبیب بن ابی ثابت۔ و فاطمة بنت علی و شرحبیل بن سعد یعنی قاضی ابو القاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی نے سنہ چارسو پینتالیس میں

---

[1] ان کی نسبت ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں ابو القاسم بن علی التنوخی کان ادیبا فاضلا و ذکره الخطیب فی تاریخه و عده فی شیوخه الذین روی عنهم اور سمعانی انساب میں لکھتے ہیں قال الخطیب کتبت عنه و سمعته یقول ولدت بالبصرة فی النصف من الشعبان سنة سبعین و ثلثمائة وقد قبلت شهادته عند الحکام فی حداثته ولم یزل علی ذلک مقبولا الی اخر عمره و کان متحفظا فی الشهادة محتاطا صدوقا فی الحدیث۔

اس حدیث کے متعلق ایک تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے جس میں اس حدیث کو عمر بن الخطاب اور جناب علی اور سعد ابن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے

اس حدیث کا متواتر ہونا

(۱) قال ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ واعلم ان ھذا الحدیث متواتر فانہ ورد من حدیث عائشۃ و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبد اللہ بن زمعۃ و ابی سعید و علی و حفصۃ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ یہ حدیث ام المومنین عائشہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن زمعہ اور ابو سعید اور علی اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہوئی ہے۔

(۲) قال الحافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب روی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وھو من اثبت الاثار واصحھا رواہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص وطریق حدیث سعد فیہ کثیرۃ جدا وقد ذکرہ ابن خیثمۃ وغیرہ ورواہ ابن عباس و ابو سعید الخدری و ام سلمۃ واسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ وجماعۃ یطول ذکرھم حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انت منی بمنزلہ ہارون من موسے کی حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ نہایت ثابت شدہ ترین اخبار اور صحیح ترین روایت میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے . . . سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بہت طریقوں سے روایت ہوئی ہے جس کا ذکر ابن خیثمہ وغیرہ نے کیا ہے اور سعد کے سوا ابن عباس اور ابو سعید خدری اور ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور جابر بن عبداللہ ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن کا ذکر باعث طول ہے

(۳) وروی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جماعۃ من الصحابۃ وھو من اثبت الاخبار واصحھا رواہ وام سلمۃ واسماء بنت عمیس جماعۃ یطول ذکرھم ذکرہ ابو الحجاج جمال الخدری وجابر بن عبد اللہ واسماء بنت عمیس جماعۃ یطول ذکرھم ذکرہ ابو الحجاج جمال الدین یوسف بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الزکی المزی فی تھذیب الکمال ابو الحجاج یوسف بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن الزکی المزی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے اور نہایت صحیح حدیث ہے اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبداللہ اور ام المومنین ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس اور صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جنکا ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔

(۲) قال الحافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب ھذا حدیث متفق علی صحتہ رواہ الائمۃ الاعلام الحفاظ کابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری فی صحیحہ ومسلم بن الحجاج فی صحیحہ وابو داؤد فی سننہ وابو عیسیٰ الترمذی فی جامعہ وابو عبد الرحمٰن النسائی فی سننہ وابن ماجتہ فی سننہ واتفق الجمیع علی صحتہ وصار ذلک اجماعا منھم قال الحاکم النیشا بوری ھذا حدیث دخل فی حد التواتر حافظ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جس کی صحت پر ائمہ اعلام اور حافظان حدیث نے اتفاق کیا ہے امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اور مسلم نے صحیح مسلم میں اور ابو داؤد نے سنن میں اور ابو عیسیٰ ترمذی نے جامع الصحیح میں اور ابو عبد الرحمٰن النسائی نے سنن میں اور ابن ماجہ نے سنن میں روایت کیا ہے۔ اور ان تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہوگیا ہے حاکم نیسا بوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک کا قول ہے کہ یہ حدیث حد تواتر کو پونچ چکی ہے۔

(۴) قال السیوطی فی الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ حدیث اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اخرجہ احمد عن ابی سعید الخدری واسماء بنت عمیس والطبرانی عن ام سلمۃ وابن عباس وحبشی ابن جنادۃ وابن عمر وعلی وجابر بن سمرۃ والبراء ابن عازب وزید ابن ارقم رضی اللہ عنھم وھکذا ذکرہ المتقی فی منتخب قطف الازھار۔ وقال محمد صدر عالم فی معارج العلی ھذا حدیث متواتر عند السیوطی حافظ جلال الدین ابی بکر السیوطی کتاب الازہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کو امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری اور اسماء بنت عمیس سے اور طبرانی نے ام سلمہ اور ابن عباس اور حبشی ابن جنادہ اور ابن عمر اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور متقی رحمۃ اللہ علیہ نے منتخب قطف الازہار میں بھی اس طرح سے ذکر کیا ہے اور محمد صدر عالم کتاب المعارج العلے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سیوطی کے نزدیک متواتر ہے۔

(۵) وقال مولانا شاہ ولی اللہ محدث الدھلوی فی ازالۃ الخفا فمن المتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ روی ذلک عن سعد بن ابی وقاص واسماء بنت عمیس وعلی بن ابی طالب وعبداللہ

ابن عباس وغیرہم مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں کہ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ تواترت میں سے ہے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کی ہے ۔

(۷) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی فی المنہاج ان ھذا الحدیث صحیح بلا ریب ثبت فی الصحیحین وغیرھما شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحرانی منہاج میں لکھتے کہ بہ تحقیق یہ حدیث صحیح ہے بے شک صحیحین میں درج ہے ۔

اسمای مخرجین حدیث منزلت

اخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی (عن سعد بن ابی وقاص) والبزار (عن ابی سعید الخدری) واحمد (عن کلیھما) والعقیلی (عن ابن عباس) والطبرانی (عن اسماء بنت عمیس وام سلمۃ وحبشی ابن جنادۃ وابن عمر وجابر ابن سمرۃ والبراء ابن عازب وزید بن ارقم ومالک بن الحویرث) والخطیب (عن عمر) رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ماترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (مفتاح النجا المیرزا محمد معتمد خان البدخشانی) یعنی امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے (سعد بن ابی وقاص سے) اور بزار نے (ابو سعید خدری) سے اور امام احمد بن حنبل نے (ان دونوں) سے اور عقیلی نے (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (اسماء بنت عمیس اور ام سلمہ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ اور براء بن عازب اور زید بن ارقم اور مالک ابن الحویرث) سے اور خطیب بغدادی نے (عمر بن الخطاب) سے روایت کیا ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون علیہ السلام کا جناب موسیٰ علیہ السلام سے تھا ۔

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے

اب ہم ان ائمہ حدیث کے نام کی فہرست سلسلہ وار دیتے ہیں جنہوں نے ان احادیث کی تخریج کی ہے

مختصر مشہور نام	پورا نام
ابن اسحاق	محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ
ابوداؤد الطیالسی	محمد بن سلیمان بن داؤد الطیالسی صاحب مسند
محمد بن کاتب الواقدی	محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب الواقدی صاحب الطبقات الکبیرہ
ابن ابی شیبہ	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی صاحب مسند استاد بخاری و مسلم
احمد	امام احمد بن حنبل رح صاحب مسند و مناقب
بخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری صاحب جامع الصحیح
ابن عرفہ	حافظ ابو علی الحسن بن عرفہ بن یزید العبدی
مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری صاحب جامع الصحیح
ابن ماجہ	حافظ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی صاحب السنن
ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی البستی صاحب الصحیح
ترمذی	حافظ ابو عیسیٰ بن سورۃ الترمذی صاحب جامع الصحیح۔
عبداللہ بن احمد	حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند۔
ابن ابی خیثمہ	حافظ احمد بن ابی خیثمہ زہیر ابن حرب
بزار	حافظ احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار صاحب المسند تلمیذ بخاری
نسائی	حافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی صاحب السنن۔

مختصر نام مشہور	نام پورا
ابو یعلی	حافظ احمد بن علی ابو یعلی الموصلی صاحب المسند
ابن جریر	حافظ محمد بن جریر الطبری صاحب تاریخ الرسل والملوک والتفسیر
ابوعوانہ	حافظ یعقوب بن اسحاق ابوعوانہ الاسفرائنی الشافعی صاحب صحیح تلمیذ مسلم
ابوالشیخ	ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن حبان الاصبہانی المعروف بابی الشیخ
الطبرانی	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی صاحب معاجم ثلاثہ
المخلص الذہبی	المخلص الذہبی
ابواللیث	حافظ ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی الحنفی
حاکم	ابو عبداللہ محمد عبداللہ المعروف بالحاکم النیسابوری صاحب المستدرک
ابوسعید	ابوسعد عبدالملک ابن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرگوشی صاحب شرف النبوۃ
ابوبکر الشیرازی	احمد بن عبدالرحمٰن ابوبکر الشیرازی صاحب کتاب الالقاب
ابن مردویہ	ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی صاحب المناقب
ابونعیم	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء والمعرفۃ
ابن السمان	حافظ اسمٰعیل بن علی بن الحسین بن زنجویہ المعروف

مختصر نام مشہور	پورا نام
	بابن السمان الرازی
التنوخی	حافظ ابی القاسم علی ابن الحسن بن علی التنوخی
خطیب	حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی صاحب التاریخ
ابن عبد البر	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر النمری القرطبی صاحب الاستیعاب
ابن المغازلی	حافظ ابو الحسن علی بن محمد بن طیب الجلابی المعروف بابن المغازلی الشافعی صاحب المناقب
الدیلمی	حافظ شیرویہ بن شہردار الدیلمی صاحب فردوس الاخبار
البغوی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود الفراء البغوی صاحب شرح السنۃ و مصابیح السنۃ
العبدری	حافظ رزین بن معاویۃ العبدری صاحب الجمع بین الصحاح الستہ
العاصمی	حافظ محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی صاحب زین الفتی
الملا	حافظ عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا صاحب سیرۃ
ابن عساکر	حافظ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر صاحب تاریخ
السلفی	حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم السلفی الاصبہانی
الخوارزمی خطیب خوارزم	حافظ ابو المؤید الموفق بن احمد بن المکی الشہیر باخطب خوارزم

مختصر نام مشہور	پورا نام
ابن اثیر	ابو السعادات المبارک بن ابی الکرم محمد بن محمد عبد الکریم الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول
الصالحانی	حافظ سعد الدین ابو حامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی
الرازی	امام فخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر
ابن اثیر	ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم المعروف بابن الاثیر الجزری صاحب اسد الغابہ
البلنسی	ابو الربیع سلیمان بن سالم البلنسی
ابن النجار	حافظ محمد بن محمود بن الحسن محب الدین ابو عبد اللہ بن النجار صاحب تاریخ
ابن طلحہ	الشیخ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ القرشی الشافعی صاحب مطالب السؤل
سبط ابن الجوزی	حافظ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزعلی بن عبد اللہ البغدادی سبط ابن الجوزی صاحب تذکرہ خواص الامہ
ابو یوسف الکنجی	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی صاحب کفایۃ الطالب
النووی	امام یحیی بن شرف النووی شارح مسلم و صاحب تہذیب الاسماء واللغات
محب الطبری	حافظ ابو العباس محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد المکی الشافعی الطبری صاحب الریاض النضرہ
الحموینی	الشیخ صدر الدین ابو المجامع ابراہیم بن

مختصر نام مشہور	پورا نام
	الموید محمد بن عبداللہ بن علی بن محمد الحموینی صاحب فرائد السمطین
ابن سید الناس	محدث ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بابن سید الناس صاحب عیون الاثر
ابن قیم	حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ الحنبلی صاحب زاد المعاد
عبداللہ یافعی	امام عبداللہ بن اسعد بن علی الیمنی الیافعی صاحب مرآۃ الجنان
ابن کثیر	حافظ اسمٰعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر صاحب تاریخ
علاء الدولۃ السمنانی	الشیخ احمد بن محمد بن احمد الملقب بعلاء الدولہ السمنانی صاحب العروۃ الوثقی
الخطیب ولی الدین	الحافظ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوۃ المصابیح
المزی	الحافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمن المزی الشافعی صاحب کتاب تحفۃ الاشراف
الزرندی	الحافظ محمد یوسف الزرندی صاحب نظم درر السمطین
سید علی الہمدانی	العارف الربانی السید علی الہمدانی صاحب مودۃ القربی
ابن شحنہ	حافظ محمد بن محمد بن محمود محب الدین ابو الولید الحلبی المعروف بابن شحنہ صاحب روض المناظر فی علم الاوائل والاواخر
عبدالرحیم العراقی	الحافظ ابو زرعہ احمد بن عبدالرحیم العراقی صاحب البغیتہ الحدیث و شرح التقریب

مختصر نام مشہور	پورا نام
الدولتابادی	ملک العلماء قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الزاولی ثم الدولتابادی صاحب ہدایت السعد
ابن حجر العسقلانی	الحافظ احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی صاحب تہذیب التہذیب
ابن الصباغ	الحافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بابن الصباغ المالکی المکی صاحب فصول مہمہ
السیوطی	الحافظ جلال الدین ابوبکر عبدالرحمن السیوطی القاضی حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری صاحب تاریخ خمیس
ابن حجر مکی	الحافظ احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی صاحب صواعق محرقہ
المتقی	الحافظ علی ابن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال
جمال الدین محدث	الحافظ عطاء اللہ بن فضل اللہ المعروف بجمال الدین المحدث الشیرازی صاحب روضۃ الاحباب
المناوی	الشیخ محمد بن عبدالروف بن تاج العارفین المناوی صاحب کتاب التیسیر فی شرح جامع الصغیر
عیدروس	الشیخ عبداللہ بن عیدروس صاحب کتاب عقد نبوی و سر مصطفوی
ابن باکثیر	الشیخ احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی صاحب کتاب وسیلۃ المآل
محبوب عالم	المولوی محمد صفی الدین جعفر الملقب بمحبوب عالم
البدخشی	میرزا محمد معتمد خان البدخشانی صاحب نزل الابرار

مختصر مشہور نام	پورا نام	مختصر مشہور نام	پورا نام
شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم المحدث الدہلوی صاحب ازالۃ الخفا		عبد العزیز صاحب
العجیلی	الشیخ احمد بن عبد القادر العجیلی صاحب کتاب ذخیرۃ المآل	الشیخ احمد دحلان	محدث الشیخ احمد بن زینی بن احمد دحلان الشافعی صاحب سیرۃ النبوۃ
	المولوی رشید الدین خان الدہلوی تلمیذ شاہ	الشبلنجی	السید محمد مومن بن حسن الشبلنجی صاحب کتاب نور الابصار

اس حدیث کے بعض طرق کا بیان

(۱) عن سعد بن مالک قال خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ احمد فی المسند والبخاری ومسلم والترمذی وابو داؤد الطیالسی فی مسندہ والنسائی فی الخصائص وابن عرفۃ ومحمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ والطبرانی فی المعجم الصغیر والبغوی فی مصابیح السنۃ وابن المغازلی فی المناقب وابن الاثیر الجزری فی جامع الاصول والنووی فی تہذیب الاسماء) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص ان معاویۃ امرہ فقال لہ ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالہن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان یکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ فتطاولنا فقال ادعوا علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ہذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وحسنا وحسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی (اخرجہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی) سعد بن ابی وقاص رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان سے کہا کہ آپ ابوتراب پر سب کیوں نہیں کرتے سعد نے کہا کیا میں نے
تم سے ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جن کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں ہرگز ان پر سب
نہیں کر سکتا کیونکہ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ ریشم والے اونٹ سے
بہتر تھی میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے درآنحالیکہ آپ نے ان کو بعض غزوات میں
اپنے پیچھے چھوڑا ہے حضرتؓ سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے
جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسے سے لیکن نبی میرے بعد
نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے
کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کا رسول سے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے لگے
پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرتؐ نے فرمایا علی کہاں ہے اسکو میرے پاس لے آؤ جب وہ حاضر ہوئے
ان کی آنکھوں میں آشوب تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور علم انکے
حوالہ کیا اور خدا نے ان کو فتح کیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے اے محمد جھگڑنے والوں سے آؤ بلاویں
ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو حضرت
نے جناب علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا بھیجا اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(۳) عن محمد بن المنکدر قال سعید بن المسیب اخبرنی ابراھیم بن سعد انہ سمع اباہ سعدا وھو یقول
قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی قال سعید
فلم ارض حتی اتیت سعدا فقلت شئ حدث بہ ابنک قال وما ھو یا ابن اخی فقلت ھل سمعت من النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی کذا وکذا قال نعم واشار الی اذنیہ وقال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والا فصمتا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) محمد بن المنکدر سعید بن المسیب سے ناقل ہے کہ مجھ سے ابراہیم
بن سعد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے
فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے کہ ہارون کی موسے سے لیکن نبوت
میرے بعد نہیں ہے۔ سعید بن المسیب کہنے لگے مجھے ابراہیم کے کہنے پر اطمینان نہ ہوا اور خود جا کر
سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرے بیٹے نے ایک بات بیان کی ہے سعد نے کہا وہ کیا بات ہے
میں نے کہا کیا تم نے سنا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے حق میں اس طرح ارشاد
کیا ہے سعد اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے میں نے ان سے یہ حدیث حضرت کو فرماتے ہوئے
سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے ہو جائیں۔

(۴) عن ابی سعید قال غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ تبوک وخلف فی اھلہ علیا فقال بعضھم ما منعہ
ان یخرج بہ الا انہ کرہ صحبتہ فبلغ ذلک علیا فذکرہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابن ابی طالب اما ترضی
ان تنزل منی بمنزلۃ ھارون من موسی (اخرجہ محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابہ الطبقات الکبیر
وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جناب امیر کو مدینہ میں چھوڑ کر غزوہ تبوک کو تشریف لے چلے بعض لوگ کہنے لگے حضرت انکی صحبت سے کارہ تھے
اس لیے ان کا چھوڑ چلے جائیں جناب امیرؑ نے یہ بات کو حضرت سے بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا اے ابن ابی
طالب کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسی سے۔

(۵) عن البراء بن عازب وزید بن ارقم رضی اللہ عنہما قالا لما کان عند غزوۃ جیش العسرۃ وھی
تبوک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انہ لابد من ان اقیم او تقیم فخلفہ فلما فصل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غازیا قال ناس ما خلفہ الا بشیء کرھہ منہ فبلغ ذلک علیا فاتبع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حتی انتھی الیہ فقال لہ ما جاء بک یا علی قال یا رسول اللہ الا انی سمعت ناسا یزعمون
انک انما خلفتنی لشیء الا کرھتہ منی فتضاحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا علی اما ترضی ان
انک انما خلفتنی لشیء الا کرھتہ منی فتضاحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یا علی اما ترضی ان
تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی غیر انک لست بنبی قال بلی یا رسول اللہ قال فانہ کذلک (اخرجہ
محمد بن سعد کاتب الواقدی فی کتابہ الطبقات الکبیر) براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما
کہتے ہیں کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ جیش العسرہ کو جسے تبوک بھی کہتے ہیں تشریف لے
چلے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ یا ہم یہاں ٹھہریں یا تم ٹھہرو پس حضرت ان کو پیچھے چھوڑ گئے۔ جب حضرت
وہاں سے تشریف لے گئے بعض لوگ کہنے لگے حضرت کو کوئی بات ان کی بری معلوم ہوئی ہے جس کی
وجہ سے ان کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں جب جناب امیرؑ نے یہ بات سنی حضرتؐ کے پیچھے ہو لیے یہاں تک حضور کو
جا لیے حضرتؐ نے فرمایا علی تم کیوں آئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ
آپ کو میری کوئی بات بری معلوم ہوئی ہے جس کی وجہ سے آپ مجھے چھوڑ کر تشریف لے چلے ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمانے لگے کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ
سے مگر یہ کہ تو نبی نہیں ہے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پس یہ ایسی ہی بات ہے۔

(۶) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خلفتک لان تکون خلیفتی قال اتخلف عنک یا رسول
اللہ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی [illegible] اخرجہ [illegible] فی الاوسط

والمتقی فی کنز العمال) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ہم نے تجھے اس لیے اپنے پیچھے چھوڑا ہے تاکہ تو ہمارا خلیفہ ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے پیچھے رہونگا حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے

(۷) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لعلی اخلفنی فی اھلی فقال یا رسول اللہ یقول الناس خذل ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میرے اہل کے ساتھ میرے پیچھے ٹھہرو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابن عم کو چھوڑ دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۸) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد ان یغزو غزاۃ لہ فدعا جعفرا وامرہ ان یتخلف علی المدینۃ فقال لا اتخلف بعدک ابدا فدعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعزم علی لما تخلفت قبل ان اتکلم قال فبکیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا علی قلت یا رسول اللہ خصال غیر واحدۃ تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وخذلہ ویبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض الجہاد فی سبیل اللہ فکنت ارید ان اتعرض للاجر ویبکینی خصلۃ اخری کنت ارید ان اتعرض لفضل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما قولک تقول قریش ما اسرع ما تخلف عن ابن عمہ وخذلہ فان لک بی اسوۃ قد قالوا ساحر وکاھن وکذاب واما قولک اتعرض للاجر اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ واما قولک اتعرض لفضل اللہ ھذا ابھار من فلفل جاءنا من الیمن فبعہ واستمتع بہ انت وفاطمۃ حتی یاتیکم اللہ من فضلہ فان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال ھذا حدیث صحیح الاسناد والبزار وابوبکر المعافری فی بوائدہ وابن مردویہ وابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی فی الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزا کرنے کا ارادہ کیا تو جعفر کو بلا کر مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے کا حکم دیا جعفر نے عرض کیا میں کبھی حضور کے پیچھے نہیں رہوں گا پھر حضرت نے مجھے بلایا اور پیشتر اسکے کہ میں کچھ بولوں حضرتؐ نے مجھے قسم دیکر اپنے پیچھے رہنے کی بابت ارشاد کیا پس میں رونے لگا حضرتؐ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ایک بات نہیں جسکے لیے روتا ہوں۔

لہ رسوہ فضیلتے مقدم ۱۲ منتخب ۲ے ابھار جمع بہر مقدار سہ صد رطل یا چہار صد رطل منتخب

کل قریش کے لوگ کہیں گے حضرت نے اپنے ابن عم سے کس قدر جلدی بیزار ہوکر اسکو چھوڑ دیا۔ دوسرا اسلیے روتا ہوں کہ میرا ارادہ فی سبیل اللہ جہاد کرنے کا تھا۔
ہیں چاہتا تھا کہ مجھے اجر حاصل ہو اور اس وجہ سے بھی روتا ہوں کہ میری خواہش تھی کہ خدا کی مہربانی سے مجھے غنیمت میں سے حصہ ملے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا یہ جو تم کہتے ہو کہ قریش یہ کہیں گے کہ حضرت اپنے ابن عم سے کسقدر جلدی بیزار ہوکر اس کو چھوڑ گئے ہیں پس اس میں تیرے لیے ایک میری سنت مقتدا ہے کہ مجھے لوگ ساحر اور کاذب کہتے ہیں اور یہ جو تم کہتے ہو کہ میں اجر کے ملنے کی آرزو رکھتا ہوں پس کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور جو تم کہتے ہو کہ مجھے خدا کی مہربانی سے غنیمت سے حصہ ملتا پس یہ سیاہ مرچوں کے بوجھ جو ہمارے پاس یمن سے آئے ہیں تم ان کو بیچو اور فاطمہ اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤ جہاں تک خدا کی مہربانی سے تمہیں غنیمت سے حصہ ملے کیونکہ مدینہ میرے یا تیرے سوا ٹھیک نہیں رہ سکتا۔

(۹) عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وخلفہ فی اھلہ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں پھر آپ نے ان کو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا۔

(۱۰) عن انس بن مالک ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ ابن المغازلی) انس ابنؓ مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(تنبیہ) جس قدر احادیث کہ صدر میں لکھی گئی ہیں وہ سب موقع تبوک کے متعلق ہیں۔ لیکن تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے اس حدیث کو موقع تبوک کے سوا اور چند مواقع میں بھی ارشاد کیا ہے۔ چنانچہ جناب امام جعفر الصادق علیہ السلام روایت فرماتے ہیں۔ عن جعفر الصادق عن آبائہ علیہم السلام قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لعلی فی عشرۃ مواضع انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (اخرجہ السید علی الہمدانی فی المودۃ القربیٰ) یعنی امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کو دس مقام پر یوں ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسے سے۔

ازانجملہ چند مقام درج ذیل ہیں۔
(الف) موقع ولادت حسنین علیہما السلام۔

(۱) عن جابر بن عبد اللہ قال لما ولدت فاطمۃ الحسن قالت لعلی سمہ فقال ما کنت لا سبق باسمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کنت لا سبق باسمہ ربی عزوجل فاوحی اللہ عزوجل الی جبرائیل انہ قد ولد لمحمد ولد فاھبط وھنئہ وقل لہ ان علیا منک بمنزلۃ ھارون من موسیٰ فسمہ باسم ابن ھارون فھبط جبرئیل فھناہ من اللہ عزوجل ثم قال ان اللہ تعالیٰ جل ذکرہ امرک ان تسمیہ باسم بن ھارون فقال ما کان اسم بن ھارون فقال شبر فقال صلی اللہ علیہ وسلم لسانی عربی فقال فسمہ الحسن (اخرجہ الملائی کذا بہ وسیلۃ المتعبدین فی متابعۃ سید المرسلین) جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب حسن پیدا ہوئے جناب سیدہ نے حضرت علی سے کہا ان کا نام رکھو جناب علی نے فرمایا میں اس کے نام رکھنے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت نہیں کر سکتا پھر جا کر حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمایا میں اسکے نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کر سکتا۔ پس پروردگار نے جناب جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں لڑکا ہوا ہے ان کو جا کر تہنیت دو اور کہو بہ تحقیق علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس اس کے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر رسم مبارک باد ادا کی اور کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ آپ اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا جبریل نے کہا شبر حضرت نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبریل نے کہا پس آپ اسکا نام حسن رکھیں۔

(ب) موقع انسداد ابواب از مسجد

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسیٰ سال ربہ ان یطھر مسجدہ لھارون وذریتہ وانی سالت اللہ ان یطھر مسجدی لک ولذریتک من بعدی ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعۃ فسد بابہ ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم ولا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم وفتح باب علی (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے دعا کی تھی کہ ان کی مسجد کو ہارون اور اسکی ذریت کیلئے پاک کرے اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ میری مسجد کو تیرے اور تیری اولاد کے لیے میرے بعد پاک کرے پھر حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دے اور لوٹ جا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بسر و چشم کہہ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر حضرت عمر کی طرف بھی ایسا ہی کہلا بھیجا پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا نہ میں نے تمہارے

دروازے بند کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے دروازے بند کیا اور جناب علی علیہ السلام کا دروازہ کھولا ہے۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ انہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن مضطجعون فی المسجد فی عسیب رطب قال اترقدون فی المسجد واجلفنا واجفل علی معنا فقال النبی صلی اللہ علیہ سلم تعالیٰ اعلیٰ انہ یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا النبوۃ والذی نفسی بیدہ لقلک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال عن الماء بعصاء لک من عوسج کانی نظر الی مقامک لمن حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر ابن عبداللہ کہتے ہیں ہم مسجد میں سو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی فرمانے لگے کیا تم مسجد میں اونگھ رہے ہیں ہم اٹھ کر بھاگے اور علیؑ بھی ہمارے ساتھ بھاگے حضرت نے فرمایا اے علی ادھر آؤ تجھے مسجد میں وہ امر جائز ہے جو کچھ کہ مجھے جائز ہے کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ ہارون کی موسیٰ سے سوا نبوت کے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تو میرے حوض سے لوگوں کو اس طرح سے ہانکے گا جس طرح سے بھٹکا ہوا اونٹ پانی سے ہنکا دیا جاتا ہے تیرے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے تیرا مقام میرے حوض سے۔

(ج) موقع عقد مواخات

(۱) عن زید بن ابی اوفی قال لما اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فقال علی لقد ذھب روحی وانقطع ظھری حین رأیتک فعلت یا صحابک ما فعلت غیری فان کان ھذا من سخط علی فلک العتبی والکرامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیرانہ لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی وما ارث منک یا رسول اللہ قال ما ورث الانبیاء من قبلی قال وما ورث الانبیاء من قبلک قال کتاب اللہ وسنۃ نبیھم وانت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجہ احمد فی المسند والمتقی فی کنز العمال والحلیۃ ابو الشیخ والصالحانی والترمذی) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بھیا چارہ بنایا علی کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں اگر یہ امر مجھ پر کسی آپ کی ناراضگی کی وجہ سے تو اچھا جیسے آپ کی رضا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم نے تجھے پیچھے نہیں چھوڑا
تھا مگر خاص اپنی ذات کے لیے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ مگر نبی میرے بعد نہیں تو میرا
بھائی اور وارث ہے جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرتؐ نے
ارشاد کیا مجھ سے پہلے انبیاء نے جو ورثہ کہ پایا ہے جناب علی نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ
پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں میری بیٹی فاطمہ
کی معیت میں ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔

(د) موقع فتح خیبر

عن جابر بن عبد اللہ قال قدم علی بن ابی طالب بفتح خیبر قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان
تقول فیک طائفۃ من امتی ما قالت النصاری فی عیسی ابن مریم لقلت فیک مقالا لا تمر علی ملا
من المسلمین الا اخذ والتراب من تحت رجلیک وفضل طہورک یستشفون بہما ولکن حسبک
ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی وانت تبری ذمتی وتستر عورتی وتقاتل
علی سنتی وانت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک
علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی لان حربک حربی وسلمک
سلمی وسریرتک سریرتی وان ولدک ولدی وانت تقضی دینی وانت تنجز عدتی وان الحق
علی لسانک وفی قلبک ومعک وبین یدیک وتصب عینیک الایمان مخالط لحمک ودمک کما خالط
لحمی ودمی لا یرد علی الحوض مبغض لک ولغیبت محب لک فخر علی ساجدا وقال الحمد للہ الذی
من علی بالاسلام وعلمنی القرآن وحببنی الی خیر البریۃ واعز الخلیقۃ واکرم اھل السموات والارض
علی ربہ وخاتم النبیین وسید المرسلین وصفوۃ اللہ فی جمیع الاولین والاخرین واحسانا
من اللہ وتفضلا منہ علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا انت یا علی ما عرف المومنون من بعدی
لقد جعل اللہ عز وجل نسل کل نبی من صلبہ وجعل نسلی من صلبک یا علی انت اعز الخلق
واکرمھم علی واعزھم عندی ومحبک اکرم من یرد علی الحوض من امتی (اخرجہ ابن المغازلی
فی المناقب والخوارزمی عن علی والملائی وسیلۃ المتعبدین ومحمد بن یوسف الکنجی فی کفایۃ
الطالب وابراھیم بن عبد اللہ الیمنی الوصابی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء
وابن اسبوع الاندلسی فی کتاب الشفاء وابو سعد فی شرف النبوۃ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ جب جناب علی خیبر کی فتح سے واپس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

ارشاد کیا کہ اگر میری اُمت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگ جائیں جو عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں نصاریٰ کہہ رہے ہیں تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ نہ گذرتا تو مسلمانوں کے کسی مجمع پر مگر کہ تیرے پاؤں کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لیکر اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سوا اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری ذمہ داری کو پورا کریگا اور میرے ننگا پن کو ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑے گا۔ اور تو کل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہوگا اور تو حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ اور تیرے شیعہ نور کے منبروں پر سفید منہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہونگے میں انکی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہونگے کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا ہے۔ اور تیرا راز میرا راز ہے اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو میرے قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کریگا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے جیسے کہ میرے گوشت اور خون سے ملا ہوا ہے۔ حوض پر تیرا دشمن وارد نہیں ہوگا۔ اور تیرا محب اس سے غائب نہیں ہوگا۔ جناب امیرؑ سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے شکر ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے اور قرآن مجھ کو سکھایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق کے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان آسمان و زمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم پیغمبران اور سید مرسلان برگزیدہ اولین اور آخرین کا دوست بنایا ہے خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی بہ تحقیق خدا تعالےٰ نے ہر ایک نبی کی نسل اسی کی صلب سے بڑھائی ہے اور میری نسل تیری صلب سے بڑھائی ہے۔ پس تو میرے پاس سب خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے۔ تیرا محب سب امت سے جو حوض پر میرے پاس آنے والے ہیں بزرگ تر ہے۔

(۵) عطائے خاتم در نماز

(۱) عن عبایۃ بن الربعی قال بینا عبد اللہ بن عباس جالس علی شفیر زمزم یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل معتم بعمامۃ فجعل ابن عباس لا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا و الرجل یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابن عباس سألتک باللہ من انت قال فکشف العمامۃ عن وجہہ قال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ

البدری ابوذر الغفاری سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهاتین والا فصمتا ورأیت بهاتین والا فعمیتا یقول
علی قائد البررۃ وقاتل الکفرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ اما انی صلیت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یوما من الایام صلوٰۃ الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد شیئا فرفع السائل
یدہ الی السماء وقال اللھم اشھد انی سالت فی مسجد نبیک فلم یعطنی احد شیئا وکان علی راکعا فاومیٰ
الیہ بخنصرہ الیمنی وکان یختتم فیھا فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم من خنصرہ وذلک بعین النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی فلما فرغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلوتہ رفع رأسہ الی السماء وقال اللھم
ان اخی موسیٰ سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا
قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرآنا
ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما اللھم فانا محمد
نبیک وصفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد
بہ ازری قال ابوذر فما استتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاءہ حتی نزل علیہ جبریل من عند اللہ
فقال یا محمد اقرأ قال ما اقرأ قال اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون
الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ المسمی بکشف البیان فی
تفسیر القرآن وکمال الدین محمد بن طلحۃ الشافعی فی مطالب السئول وسبط ابن الجوزی فی تذکرۃ
خواص الامۃ ومحب الدین الزرندی فی نظم درر السمطین وابن الصباغ المالکی فی الفصول المہمہ
والامام فخر الدین الرازی فی تفسیر الکبیر) عبایہ بن الربعی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ چاہ زمزم کے کنارے پر بیٹھے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں
ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا ابن عباس حدیث کے بیان کرنے سے رک گئے وہ شخص حدیث بیان کرنے لگا
ابن عباس کہنے لگے اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ بتا تو کون ہے اس نے اپنا چہرہ کھولدیا
اور کہنے لگا جس نے مجھے پہچانا ہوا ور جس نے نہ پہچانا ہو وہ پہچان لے کہ میں جندب بن جنادۃ البدری
ابوذر غفاری ہوں میں نے آنحضرت سے ان اپنے دونوں کانوں کے ساتھ سنا ہے ورنہ یہ دونوں بہرے
ہو جائیں اور ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے ورنہ دونوں بند ہو جائیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جناب علی کی شان میں فرماتے تھے وہ نکوکاروں کا پیشوا ہے اور بدکاروں کا قاتل ہے
فتحمند ہوا جس نے اسکی مدد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اس کو چھوڑا ۔ میں ایک روز جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا کسی نے

اسے کچھ نہ دیا سائل آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے خدا گواہ رہو میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا تھا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا جناب امیرؑ رکوع میں تھے سائل کیطرف آپ نے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اس میں انگوٹھی تھی سائل نے بڑھکر اتار لی یہ سارا ماجرا حضرتؐ کے مواجہ میں ہوا حضرتؐ نماز سے فارغ ہو کر دعا کرنے لگے الٰہی میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے استدعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کو وا کر تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا پس الٰہی تو نے اپنا بولتا ہوا قرآن اس پر نازل کیا کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو کو قوی کرینگے اور تم دونوں کو غالب بنائیں گے کہ وہ لوگ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ الٰہی میں محمد تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ الٰہی پس میرے بھی سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا اور میرے گھر والوں میں سے علی کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پشت کو قوی کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی حضرتؐ نے اپنی دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام خدا کے پاس سے تشریف لا کر کہنے لگے اے محمد پڑھو حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں جبرئیلؑ نے کہا پڑھ بجز اس کے نہیں کہ تمہارا رفیق اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں در آنحالیکہ وہ رکوع میں ہیں۔

(۲) عن اسماء بنت عمیسؓ قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو یقول اللھم انی اسألک بما سألک اخی موسیٰ ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا (اخرجہ الخطیب و ابن عساکر فی تاریخیھما وابن مردویۃ فی المناقب و بمعد صدری عالم فی المعارج العلی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے پروردگار میں اس دعا کے ساتھ کہ جسکے ساتھ تجھے میرے بھائی موسیٰ نے پکارا تھا پکارتا ہوں کہ تو میرے سینہ کو فراخ کر اور میرے کام کو آسان بنا اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے اہل سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ساتھ میری پشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک بنا تاکہ ہم تیری تسبیح اور تیرا ذکر کثرت سے کریں اور تو ہمیں دیکھتا ہے۔

(۳) عن موسیٰ الجھنی قال دخلت علی فاطمۃ بنت علی فقال رفیقی ابو مھل کم لک فقالت

ست و ثمانون سنة قال ما سمعت من ابيك شيئا قالت حدثتني اسماء بنت عميس ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی اخرجه الامام احمد بن حنبل فی المناقب والنسائی فی الخصائص والخطیب فی تاریخہ۔ موسیٰ الجہنی ناقل ہیں کہ میں فاطمہ بنت علی کی خدمت میں گیا میرا رفیق ابو سہل ان سے عرض کرنے لگا آپ کا سن و سال کیا ہے وہ فرمانے لگیں ستاسی برس کا ہے وہ کہنے لگا آپ نے اپنے والد ماجد سے کوئی بات سنی ہے فرمانے لگیں مجھ سے اسماء بنت عمیس روایت کرتی تھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(م) عن اسماء بنت عمیس قالت هبط جبرائیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی منک بمنزلة هارون من موسی اخرجه الامام علی بن موسی الرضا فی مسند اهل البیت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نازل ہو کر فرمایا کہ یا محمد آپ کا پروردگار آپ پر سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی تم سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(ش) موقع تفاخر عقیل و جعفر و جناب علی رضی اللہ عنہم

عن عقیل بن ابی طالب قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عقیل واللہ انی لاحبک لخصلتین لقرابتک ولحب ابی طالب ایاک واما انت یا جعفر فان خلقک یشبه خلقی واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسی غیر انه لا نبی بعدی (اخرجه ابن عساکر فی تاریخه وابوبکر بن محمد الطبری فی جزء من حدیثه وابراهیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعة الخلفاء) عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عقیل میں دو باتوں کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہوں ایک تو تیری قرابت کے سبب سے جو میرے ساتھ ہے دوسرے ابو طالب کی محبت کے باعث سے جو خاص تیرے ساتھ تھی اور اے جعفر تیرا خلق میرے خلق کے مشابہ ہے اور اے علی پس تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بجز اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ن) بمواجہہ حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب عن ذکر علی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلث خصال لان تکون لی واحدة منهن احب الی مما طلعت علیه الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدة ابن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئ علی علی حتی ضرب

بیدہ علی منکبیہ ثم قال انت یا علی اول المؤمنین ایماناً واولھم اسلاماً ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی وکذب علی من زعم انہ یحبنی ویبغضک (اخرجہ الحسن بن بدر فیما رواہ الحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن النجار والمتقی فی کنز العمال ج ۶ وابن السمان فی الموافقۃ ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے علی کے ذکر سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں ایسی تین باتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب ان چیزوں سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے میں اس کو بہتر سمجھتا میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے اور حضرت جناب امیر کے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا کہ اے علی تو سب مومنوں سے ایمان لانے میں پہلا ہے اور سب مسلمانوں سے اسلام لانے میں مقدم ہے اور تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے درآنحالیکہ تجھ سے بغض رکھتا ہو۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الخطیب والمتقی فی کنز العمال) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(ح) جناب ام المومنین ام سلمہ کے گھر کا موقع۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ یا ام سلمۃ ھذا علی بن ابی طالب لحمہ لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الحافظ ابوجعفر العقیلی والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ کو مخاطب کرکے فرمایا اے سلمہ یہ علی بن ابی طالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(ط) انس رضی اللہ عنہ کے مواجہہ کا موقع۔

عن انس بن مالک قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صلے اللہ علیہ وسلم الآن یدخل سید المسلمین وامیر المومنین وخیر الوصیین واولی الناس بالنبیین اذ طلع علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی والی قال فجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يمسح العرق من جبهته ووجهه فيمسح به وجه علي ويمسح العرق من وجه علي فيمسح به وجهه فقال له علي يا رسول الله انزل في شيء قال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي انت اخي ووزيري وخير من اخلف بعدي تقضي ديني وتنجز موعدي وتبين لهم ما اختلفوا فيه من بعدي وتعلمهم من تاويل القرآن ما لم يعلموا وتجاهدهم على التاويل كما جاهدتهم على التنزيل (اخرجه ابو بكر بن مردويه في المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ ابھی اس وقت سید المسلمین اور امیر المومنین اور خیر الوصیین اور نبیوں کے پاس سب لوگوں کا بہتر داخل ہوگا ناگاہ علی تشریف لائے حضرت نے فرمایا میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے حضرت اپنی پیشانی اور چہرہ اقدس کا عرق لیکر انکے منہ کو اور انکی پیشانی اور منہ کا عرق لیکر اپنے چہرہ کو ملنے لگے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے تو میرا بھائی اور وزیر ہے اور جن لوگوں کو میں اپنے پیچھے چھوڑ جانے والا ہوں ان سب سے بہتر ہے تو میرے قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ اور میرے بعد جس بات میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تو ان کو بیان کرے گا۔ اور قرآن کے معنے جو ان کو نہیں معلوم ہیں تو ان کو سمجھائیگا اور قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔

(ی) مدینہ کی کھجوروں کا پکارنا۔

عن جابر بن عبد الله قال سمعت عليا يقول لجماعة من الصحابة اتدرون لم سمي الصيحاني صيحانيا فقالوا اللهم لا قال خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم نمشي في طرقات المدينة اذ مررنا بنخل من نخلها فصاحت نخلة باخرى هذا النبي المصطفى وهذا علي المرتضى ثم جزناها فصاحت ثانية بثالثة هذا موسى واخوه هارون ثم جزناها فصاحت رابعة بخامسها هذا نوح وهذا ابراهيم ثم جزناها فصاحت سادسة بسابعة هذا محمد سيد النبيين وهذا علي سيد الوصيين فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال انما سمي نخل المدينة صيحانيا لانه صاح بفضلي وفضلك (اخرجه الخوارزمي في المناقب والسيد السمهودي في خلاصة الوفا باخبار دار المصطفى ومحمد بن يوسف الكنجي الشافعي) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے

شنا ہے کہ صحابہ سے کہہ رہے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صیحانی کھجوروں کا نام کیوں صیحانی رکھا گیا ہے وہ عرض کرنے لگے بخدا نہیں۔ نہیں معلوم ہے جناب امیرؑ نے فرمایا ایک دفعہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کے باہر کے راستوں میں جا رہا تھا ہم ایک کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے ہو کر گذرے ایک کھجور کے درخت نے دوسرے سے کہا یہ نبی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضےٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم وہاں سے آگے بڑھے ایک دوسری کھجور کے درخت نے تیسرے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بھائی ہارون ہیں پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے چوتھی نے پانچویں سے کہا یہ نوح ہے اور یہ ابراہیم ہے پھر ہم وہاں سے بھی آگے بڑھے چھٹی نے ساتویں سے کہا یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں اور یہ علی علیہ السلام وصیوں کے سردار ہیں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے پھر حضرت نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ان کھجوروں کو صیحانی یعنے پکارنے والی کھجوریں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ میری اور تیری فضیلت پر پکارتی رہیں۔

تنبیہ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں لکھتے ہیں دیگے از انواع تمر صیحانی ست کہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بثبوت رسیدہ کہ روزے حضرت رسالتپناہ صلے اللہ علیہ وسلم دست در دست علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما در بعضے از بساطین مدینہ میگذشت ناگاہ از میان نخلہ آواز برآمد کہ ہٰذا محمد سید الانبیاء وہٰذا علی سید الاولیاء۔

(۱) عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ولو کان لکنت (الطبقات الکبریٰ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور اگر ہوتا تو البتہ تو ہی ہوتا۔

(۲) عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (اخرجہ احمد) سعید بن زید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

(۳) عن مالک بن الحویرث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند والطبرانی فی الکبیر) مالک بن الحویرث سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۴) عن حبشی بن جنادة السلولی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلة ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ الطبرانی) حبشی بن جنادۃ السلولی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تو مجھ سے ہارون کے مرتبہ پر ہے موسیٰ سے

(۵) عن ابی سریحة زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (اخرجہ رزین بن معاویة العبدری فی جمع بین الصحاح الستة فی الجزء الثالث فی ثلثة الاجزاء فی باب مناقب علی) ابو سریحہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے۔

(۶) عن بکر بن احمد القصری حدثنا فاطمة بنت علی بن موسی الرضا حدثتنی فاطمة و زینب و ام کلثوم بنات موسی بن جعفر قلن حدثتنا فاطمة بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتنی فاطمة بنت محمد بن علی بن الحسین حدثتنی فاطمة و سکینة ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمة بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و رضی عنھا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلة ھارون من موسی (ھکذا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسی المدینی فی کتاب المسلسل بالاسماء وقال ھذا الحدیث مسلسل من وجہ و ھو ان کل واحدة من الفواطم تروی عن عمة لھا فھو روایة خمس بنات اخ کل واحدة منھن عن عمتھا (اخرجہ شمس الدین بن محمد الجزری فی اسنی المطالب) بکر بن احمد القصری سے روایت ہے کہ ہم سے جناب فاطمہ بنت علی بن موسی الرضا بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسیٰ بن جعفر کی بیٹیاں ذکر کرتی تھیں کہ ان سے فاطمہ بنت جعفر بن الصادق نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ بنت محمد بن علی نے بیان کیا اور ان سے فاطمہ بنت علی بن الحسین نے ذکر کیا اور ان سے فاطمہ اور سکینہ جناب حسین علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے روایت کیا اور ان سے جناب کلثوم بنت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تمہیں غدیر خم کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے نیز حضرت کا ارشاد کہ علی کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔

اس حدیث کو حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کتاب مسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور کہتا ہے۔

کہ ایک وجہ سے یہ حدیث مسلسل ہے کیونکہ اس حدیث کو ہر ایک فاطمہ نام محترمہ نے اپنی پھوپھی صاحبہ سے روایت کیا ہے یہ روایت پانچ بھانجیوں کی ہے اپنی پھوپھیوں سے۔

(۷) عن عامر بن واثلۃ سمعت علیا یوم الشوریٰ یقول نشدتکم باللہ ھل فیکم احد وحد اللہ قبلی قالوا اللھم لا۔ قال نشدتکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی غیری قالوا اللھم لا (اخرجہ اخو اخطب فی المناقب)

ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شوریٰ کے روز جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا تم لوگوں میں میرے سوا کوئی ہے کہ جس نے خدا کی توحید کا مجھ سے پہلے اقرار کیا ہو سب نے کہا بخدا کوئی نہیں جناب امیرؑ نے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی ایسا تم میں ہے جس کو حضرتؐ نے کہا ہو کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے سب نے کہا بخدا کوئی نہیں۔

(۸) عن قیس بن حازم قال جاء رجل الی معاویۃ فسالہ عن مسالۃ فقال سل عنہا علی بن ابی طالب وھو اعلم فقال اریدک جوابک قال ویحک لقد کرھت رجلا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغرہ بالعلم غرا ولقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولقد کان عمر بن الخطاب اذا اشکل علیہ شئ اخذ منہ (اخرجہ احمد فی المناقب وابن المغازلی فی المناقب۔ فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی فی کتاب المجالس محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ والسید السمھودی فی جواھر العقدین وابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ) قیس بن حازم ناقل ہیں کہ ایک آدمی نے معاویہؓ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ کہنے لگا یہ مسئلہ جناب امیر علیہ السلام سے پوچھ سائل کہنے لگا میں تجھ سے ہی جواب چاہتا ہوں معاویہ نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے ایسے آدمی کو غیر سمجھا ہے کہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے ساتھ بھر لیا ہے بھرنا اور ارشاد کیا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی تو ان سے علم حاصل کیا کرتے تھے۔

(۹) عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی حدثنا ابی جحیفۃ وھب بن المنیر ان ابا کہ صعد المنبر و قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فقال ابن ذھب بابی یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ان المؤمن بمھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب تاریخ بغداد فی ترجمہ طالب بن عبد اللہ المروزی)

ابن جبیر ناقل ہے کہ میں نے جناب علی بن الحسین یعنی سجاد علیہ السلام سے عرض کیا یا سیدی محمد سے میرے باپ نے بیان کیا کہ ابی حجیفہ وہب بن الخیر روایت کرتے تھے کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں جناب سجاد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عقل والے ہم تجھے کہاں لیجائیں ہم سے سعید بن المسیب نے روایت کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے بے شک مومن کسر نفسی کیا کرتا ہے ۔

(۱۰) عن المخدوج بن یزید الھذلی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخی بین المسلمین ثم قال یا علی انت اخی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی (اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المناقب) مخدوج ابن یزید الھذلی سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا باہم رشتہ اخوت ملایا اور جناب علیؑ سے ارشاد کیا یا علی تو میرا بھائی ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے ۔

حدیث یا علی انت منی و انا منک

(۱) عن ابی رافع قال لما قتل صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ علی بنفسہ وحمل علی صاحب اللواء فقتلہ فنزل جبرئیل فقال یا محمد ان ھذہ لھی المواساۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی منی و انا منہ فقال جبرئیل انا منکما (اخرجہ احمد و الطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمبردار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیرؑ نے حضرت پر اپنی جان کو فدا کر کے اس علمدار پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا رسول اللہ اس کے لئے صلہ ہونا چاہیئے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں ۔

(تنبیہ) قال الزھری رحمۃ اللہ علیہ انما قال جبرئیل ان ھذہ لھی المواساۃ لان الناس فروا عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم احد (تذکرۃ خواص الامۃ) یعنی زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اس کے لئے صلہ چاہیئے یہ اس لئے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے ۔

(۲) عن حبشی بن جنادۃ کان قد شھد حجۃ الوداع سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول

ذلك اليوم علی منی وانا منہ ولا يقضی دينی سواہ (اخرجہ النسائی والترمذی وابن ماجۃ والبغوی وابن
عاصم وابن قتيبۃ والضياء والباوردی والطبرانی) حبشی بن جنادہ سے کہ وہ حجۃ الوداع میں بھی تھے
روایت ہے کہ میں نے اسی روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں
اور سوا اس کے کوئی میرے قرض کو ادا نہیں کریگا۔

(تنبیہ) اس حدیث کے شان ورود کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں
وقيل انما قاله يوم نزلت عليه انذر عشيرتك الاقربين يعنے علی منی وانا منہ کی حدیث کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روز ارشاد فرمایا تھا جس روز کہ آیت کریمہ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی
لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے اکثر مواقع میں اس حدیث کو جناب امیر کی نسبت
ارشاد فرمایا ہے کبھی علی منی سے اور کبھی انت منی کے الفاظ مبارک سے۔

(۳) عن انس بن مالك قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم براۃ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم دعاہ
فقال لا ينبغی لاحد ان يبلغ عنی الا رجل هو منی وانا منہ فدعا عليا فاعطاہ اياها (اخرجہ
الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برات دیکر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر آپ نے بلا لیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس
سورت کو لے جا سکتا ہے جو میرا ہو پھر جناب علی کو سورہ برات دیکر روانہ کیا۔

(۴) عن عبد خير عن علی قال اهدی النبی صلے اللہ علیہ وسلم قنو موز فجعل يقشر الموزۃ ويجعلها
فی فمی وقال له قائل يا رسول اللہ انك تحب عليا فقال فی فمی اوما علمت ان عليا منی وانا منه
(اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس ایک کیلہ کا خوشہ تحفہ میں آیا۔ حضرتؐ کیلے چھیل چھیلکر میرے منہ میں ڈالنے لگے
ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا شاید تو نہیں
جانتا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔

(۵) عن علی قال صدرنا من مكۃ اذا ابنۃ حمزۃ تنادی يا عم يا عم فتناولها علی فقال لفاطمۃ
دونك ابنۃ عمك فحملتها فاختصم فيها علی وجعفر وزيد فقال علی انا اخذتها وهی ابنۃ عمی وقال جعفر
ابنۃ عمی وخالتها تحتی وقال زيد ابنۃ اخی فقضی بها رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لخالتها وقال الخالۃ
بمنزلۃ الام وقال لعلی انت منی وانا منك وقال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی وقال لزيد انت
مولانا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے پہلے

ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگیں علیؓ نے انکو لیکر جناب
فاطمہؑ کے حوالہ کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بٹھاؤ حضرت سیدہؑ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا
لیا۔ جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنہم میں جھگڑا ہونے لگا جناب علی کہنے لگے میں نے اس کو پکڑا ہے
وہ میرے چچا کی بیٹی ہے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے
زید کہنے لگے میرے بھائی کی بیٹی ہے حضرتؐ نے اس کا فیصلہ کیا اور اس کو اسکی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا
کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ
سے کہا تیری خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے۔

(۶) عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی
فختنی وابو ولدی انت منی وانا منک (اخرجہ البغوی واحمد والطبرانی والحاکم) محمد بن اسامہ
بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا
داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۷) عن بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید وبعث
علیا علی جیش اخر وقال ان لقیتما فعلی وان تفرقتما فکل واحد منکما علی جندہ فلقینا بنی زبید
من اہل الیمن وظہر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاصطفی علی جاریۃ لنفسہ
منہن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ فدفعت
الکتاب الیہ ونلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ہذا مکان العائذ بعثتنی مع
رجل والزمتنی بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ
فی علی فان علیا منی وانا منہ وہو ولیکم بعدی (اخرجہ احمد والنسائی) بریدہ اسلمی روایت
کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کیساتھ یمن کیطرف روانہ کیا اور ایک
دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم ملجائیں تو علی
امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہوگا۔ پس ہمارے دونوں
لشکر یمن کے قبیلہ بنی زبید کے قریب جا ملے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی اور
فتح حاصل کی ہم نے ان کے بال بچوں کو اسیر کر لیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لئے ان میں سے ایک
لونڈی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرتؐ کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس
خط کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچکر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں میں نے وہ خط حضرت کو

دیا اور زبانی بھی کہہ سنایا حضرت کا چہرہ غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا میں نے کہا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اسکی اطاعت مجھ پر لازم کیا تھا۔ جو کچھ کہ اس نے کہا میں نے اسکو پہنچا دیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۴) عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیشا واستعمل علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقدوا اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فنشکوا الیہ اخبرناہ ما صنع وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدأوا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت السریۃ فسلموا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر ان علیا صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالتہ ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منہ وہو ولی کل مؤمن من بعدی۔ اخرجہ احمد والنسائی والحاکم۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر جناب علی کو امیر بنا کر روانہ کیا جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں اُن کے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا تصرف کر لیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں سے حضرت کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرت سے اس بات کی شکایت کریں گے صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کو سلام کرنے کیلئے پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے حسب دستور وہ فوج کا دستہ بھی سلام کرنے کیلئے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھکر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی نے ایسا ویسا کیا ہے حضرت نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے اٹھکر بھی یہی بیان کیا آپ نے اس سے بھی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے بھی یہی بیان کیا پھر چوتھے نے بھی انہیں تینوں کی سی کہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایاں ہو رہے تھے فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو تم علی سے کیا چاہتے ہو بہ تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

(۵) عن عمرو بن العاص قال قدمت من غزوۃ ذات السلاسل الظن ان لیس احد احب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منی فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت انی لست
اسالک عن النساء قال ابوها قلت ای الناس احب الیک بعد ابی بکر قال حفصۃ قلت انی لست اسالک
عن النساء قال فابوها قلت یا رسول اللہ فاین علی فالتفت الی اصحابہ فقال انظروا الی هذا یسالنی
عن النفس (اخرجہ ابن النجار) عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ جب میں غزوہ ذات السلاسل سے واپس آیا
مجھے گمان تھا کہ حضرت کو مجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہ ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تمام لوگوں میں
سے حضور کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عائشہ میں نے عرض کیا میں عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتا
ہوں فرمایا اس کا باپ میں نے پھر پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کون عزیز ہے فرمایا حفصہ میں نے
گذارش کیا کہ عورتوں کی نسبت میں نہیں پوچھتا فرمایا اس کا باپ میں نے کہا یا رسول اللہ علی کہاں ہے
حضرت نے صحابہ کی طرف التفات فرما کر ارشاد کیا دیکھو یہ مجھے میری جان کی نسبت پوچھتا ہے۔

(۶) اخرج الدار قطنی ان علیاً یوم الشوریٰ احتج علی اهلها فقال لهم انشدکم باللہ هل فیکم
احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ وابناءہ ابناءہ
غیری فقالوا اللهم لا۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے شوریٰ کے دن
اہل شوریٰ پر حجت قائم کرنے کے لئے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کوئی تم میں سے کہ رحم میں جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نزدیکی رشتہ دار ہو اور میرے سوا کسی شخص کے نفس کو حضرت نے اپنا
نفس اور اس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے بنایا ہے سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں۔

(۷) عن ام المؤمنین عائشۃ قالت یا رسول اللہ من خیر الناس بعدک قال ابوبکر قالت ثم من قال
ثم عمر فقالت فاطمۃ الا تقول فی علی شیئاً قال علی نفسی (اخرجہ النطنزی فی خصائص العلویۃ)
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب لوگوں میں کون بہتر ہے
حضرت نے فرمایا ابوبکر پھر عرض کیا گیا ان کے بعد کون ہے آپ نے فرمایا عمر جناب فاطمہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور
علی کے حق میں کچھ ارشاد نہیں فرماتے حضرت نے فرمایا وہ تو میری جان ہے۔

(تنبیہ) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین میں لکھتے اثبت بالاخبار الصحیحۃ
ان المراد من قولہ تعالیٰ وانفسنا هو علی ومعلوم انہ یمتنع ان یکون نفس علی هو نفس محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بعینہ فلا بد ان یکون المراد هو المساواۃ بین النفسین وهذا یفید ان کل ما حصل
لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی ما وراء صفۃ النبوۃ ثم لا شک
ان محمداً صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیاً متساویاً فی تلک الصفات

جب اہلبیکوں افضل الخلق یعنے اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا پس بالضرور یہاں مساواۃ سے مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑیگی کہ جناب علیؑ بعد رسول اللہ بھی افضل البشر ہیں۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا وله نظير في امتي وعلي نظيري (اخرجه الخلعي والديلمي) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی نظیر اس کی امت میں ہوتی رہی ہے لیکن علیؑ میری نظیر ہے۔

جناب امیرؑ کا نظیر جناب مسیح ہونا

عن علی قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لولا ان تقول فیك طوائف من امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیك الیوم مقالا لا تمر بملاء من المسلمین الا اخذوا التراب من اثر قدمیك یطلبون فیه البرکة (اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہہ گذریں کہ جو نصاری حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں ایک بات کہتا کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر نہ گذرتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لیکر اس میں اپنے لئے برکت طلب نہ کرتا۔

(۲) عن علی قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم فیك مثل من عیسی ابغضته الیهود حتی بهتوا امه واحبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس له (اخرجه احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسیٰ کی مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر بہتان جڑ دیا۔ اور نصاری نے ان سے

محبت کی یہاں تک کہ ان کا رتبہ ایسا بڑھا یا جوان کے لئے نہیں تھا۔

جنابِ امیرؑ کا فضائل میں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہونا

(۱) عن ابی الحمراءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی یحیی بن زکریا فی زہدہ والی موسی بن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد بن ابو الخیر القزوینی) والبیہقی فی فضائل الصحابۃ۔ ابی حمراء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور فہم میں حضرت نوح کو اور حلم میں جناب ابراہیم کو اور زہد میں حضرت یحییٰ بن زکریا اور ہیبت میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی ابن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی نوح فی حکمہ والی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور حلم میں حضرت ابراہیم کو اور حکم میں حضرت نوح کو اور جمال میں حضرت یوسفؑ کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

(۳) عن الحارث الاعور صاحب رایۃ علی قال بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمع من اصحابہ فقال اریکم آدم فی علمہ ونوحا فی فہمہ وابراہیم فی حکمتہ فلم یکن باسرع من ان طلع علی فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا بثلثۃ من الرسل بخ بخ لہذا الرجل من ہو یا رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابابکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب فقال ابوبکر بخ بخ لک یا ابا الحسن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیمؑ ہے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے وہ کون ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا کا رسول زیادہ

جاننے والے ہیں فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے۔

(تنبیہ) اس حدیث کے ذیل میں فخر الاسلام امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں هذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لھولاء الانبیاء فی هذه الصفات ولا شك ان هولاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابة منهم والمساوی الافضل افضل فوجب ان یکون علی افضل منهم (اربعین فی اصول الدین) یعنی یہ حدیث دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ سے افضل اور مساوی للافضل افضل ہوا کرتا ہے اس لئے جناب علی ان سے افضل ٹھہرے۔

جناب امیر علیہ السلام کا غنیمت میں مثل حضرت کے حصہ پانا

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غزوة تبوك اما ترضی ان یکون لك من الاجر مثل مالی ولك من المغنم مثل مالی (اخرجه الخلعی نقلات من ریاض النضرہ) روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ غزوہ تبوک کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمہیں ویسا ہی اجر ملے جیسے مجھے ملا ہے اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصہ کی ہو۔

روی الزمخشری فی فضائل العشرة انه صلی اللہ علیہ وسلم جلس فی المسجد یقسم غنائم تبوك فدفع لکل واحد سهما ودفع لعلی سهمین فقام زائدة بن الاکوع وقال یا رسول اللہ اوحی نزل من السماء ام من نفسه فقال صلی اللہ علیہ وسلم انشدکم اللہ هل رأیتم فی رأس میمنتکم صاحب الفرس الاغر المحجل والعمامة الخضراء لها ذوابتان مرخاتان علی کتفیه بیده حربة فحمل بها علی المیمنة فازالها وحمل بها علی المیسرة فازالها وحمل علی القلب فازاله قالوا نعم قد رأینا ذلك قال هو جبرئیل قال لی ان ادفع سهمه لعلی فقال زائدة جذ اسهم سهم (سیرة الحلبیه فی ترجمہ غزوہ تبوک) علامہ زمخشری فضائل عشرہ مبشرہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے تو ہر ایک شخص کو آپ نے ایک حصہ دیا اور علی کو دو حصے دیئے تو زائدہ بن الاکوع نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ نے حکم سے دیئے یا اپنی طرف سے عطا فرمائے۔ آنحضرت نے ارشاد کیا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنی فوج میمنہ کے سر پر ایک سبز عمامہ باندھے سوار کو دیکھا تھا جس کے دو شملے کندھے پر سے لٹک رہے تھے اور ہاتھ میں ایک حربہ لئے ہوئے تھا اور کفار کے میمنہ اور میسرہ کی فوج کو اپنے حملوں سے پراگندہ کر رہا تھا لوگوں نے عرض کیا بے شک ہم نے دیکھا تھا حضرت نے فرمایا

وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حصہ بھی علی علیہ السلام کو دیدینا زاہد کہنے لگا مبارک ہو ایسے حصہ پانیوالے کو۔

جناب امیرؑ کا ہاتھ عدد میں حضرتؐ کے ہاتھ کی مثل ہونا

عن حبشی بن جنادة رضی قال کنت جالساً عند ابی بکر فقال من کانت له عدة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلیقم فقام رجل فقال یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم وعدنی بثلاث حثیات من تمرة قال ارسلوا الی علی فقال یا ابا الحسن ان هذا یزعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وعده بثلاث حثیات من تمرة فاحثها له قال فحثاها له قال ابوبکر عدوها فوجدوا فی کل حثیة ستین تمرة لا تزید واحدة علی الاخری فقال ابوبکر صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی لیلة الهجرة ونحن خارجون من الغار متوجهین المدینة یا ابا بکر کفی وکف علی فی العدد سواء اخرجه ابن السمان لقات من ریاض النضرة) حبشی بن جنادہ کہتا ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے جس شخص کے ساتھ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے ایک شخص نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ علیہ وسلم مجھ سے حضرت نے تین لپ بھر کر کھجوروں کے دینے کا وعدہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا اس کو جناب علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور عرض کر دیا ابا الحسن اس شخص کا زعم ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لپ بھر کر کھجوروں کا وعدہ کیا تھا۔ آپ اس کو کھجوروں کے تین لپ بھر کر دیدیں جناب امیرؑ نے وہ کھجوریں اس کو دیدیں حضرت ابوبکر نے کہا ہر ایک لپ کے چھوارے شمار کرو۔ ہر ایک میں ساٹھ ساٹھ چھوارے تھے کسی میں ایک کھجور بھی زیادہ نہیں تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے ہم ہجرت کی رات غار سے نکل چکے تھے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا یا ابابکر میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ شمار میں برابر ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا شجرہ واحدہ سے ہونا

عن جابر ابن عبد الله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا وعلی من شجرة واحدة والناس من اشجار شتی اخرجه الطبرانی والدیلمی والحاکم وابو بکر بن مردویه والخوارزمی وابن المغازلی۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں

اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی الناس من اشجار شتی وانا وانت من شجرۃ واحدۃ ثم قرء وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد (اخرجہ ابن مردویہ وھو صحیح علی رای الحاکم) جابر بن رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ متفرق شجروں سے ہیں اور تو یا علی ایک شجرہ سے ہیں پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا اور باغ انگوروں سے اور کھیتیاں اور کھجوریں ایک جڑ میں کی اور بن ملی جڑ یں یعنی ایک تنہائی میں ایک کھجور پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وعلی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (اخرجہ الحاکم) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں۔

(۴) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اشبہت خلقی وخلقی وانت من شجرتی التی انا منہا (اخرجہ الخطیب فی فضائل الصحابہ) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا تیرا خلق اور تیری خلقت میرے مشابہ ہے اور تو ایسے شجرہ سے ہے جس سے کہ میں ہوں

(۵) عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الانبیاء من اشجار شتی وخلقنی وعلیا من شجرۃ واحدۃ فانا اصلہا وعلی فرعہا وفاطمۃ لقاحہا والحسن والحسین ثمرھا فمن تعلق من اغصانہا نجا ومن زاغ عنہا ھوی ولوان عبدا عبد اللہ بین الصفا والمروۃ الف عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم تلا قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی (اخرجہ الطبرانی) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو متفرق شجروں سے پیدا کیا ہے اور مجھ کو اور علی کو ایک شجرہ سے بنایا ہے پس میں اس کی جڑھ ہوں اور علی اس کی شاخ ہے اور فاطمہ اس کا پیوند ہیں اور حسن اور حسین اسکے پھل ہیں پس جس شخص نے اس کی شاخ کو پکڑا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ سرنگوں گر پڑا اور اگر کوئی بندہ ہزار برس صفا ومروہ کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور پھر ہماری محبت کو حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل آگ میں گرائیگا پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا کہدے یا محمد نہیں مانگتا

۱؎ نخل را بوے گشتی وہپند ۱۲ منتخب ۲؎ زیغ میل کردن از حق وشک نمودن

۳؎ ہوے از بالا فرود افتادن ۱۲

ہوں میں تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر قرابتیوں کی دوستی ۔

(۶) عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات وعلی تجاهه فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی قال ادن منی فدنا علی منه فقال ضع خمسک فی خمسی یعنی کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت من شجرة انا اصلها وانت فرعها والحسن والحسین اغصانها فمن تعلق بغصن منها ادخله اللہ الجنة یا علی لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبهم اللہ تبارک وتعالی علی وجوههم فی النار (اخرجه عبد اللہ بن احمد بن حنبل وابو نعیم وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر) ابو الزبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے جناب امیر حضرت کے سامنے آئے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا جب وہ حضور میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد کیا اپنا پنجہ میرے پنجہ میں ڈال یا علی میں اور تو ایک شجرہ سے پیدا ہوئے ہیں میں اصل ہوں اور تو اس کی فرع ہے حسن وحسین اس کی شاخیں ہیں جس کسی نے انکی شاخ کو پکڑ لیا خدا نے اسے جنت میں داخل کیا یا علی اگر میری امت کے لوگ اس قدر روزے رکھیں کہ مثل کمان کی ٹیڑھے ہو جائیں اور یہاں تک نماز پڑھیں کہ مثل تار کے باریک باریک ہو جائیں پھر اگر تجھ سے بغض رکھیں تو خدا تعالیٰ ان کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گرا دیگا ۔

(۷) عن عاصم بن حمزة عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلقنی وعلیا من شجرة انا اصلها وعلی فرعها والحسن والحسین ثمرها والشیعة ورقها فهل یخرج من الطیب الا الطیب انا مدینة العلم وعلی بابها من اراد العلم فلیات الباب (اخرجه الخطیب فی تاریخه ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایة الطالب) عاصم بن حمزہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک شجر سے پیدا کیا ہے میں اس کی اصل علی اسکی فرع ہے حسن وحسین اس کے ثمر ہیں ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں کیا پاک سے پاک کے سوا کچھ اور پیدا ہو سکتا ہے؟ میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے جو شخص کہ علم کے شہر تک پہنچنا چاہتا ہے، اس کو چاہیئے کہ دروازے کے پاس آئے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب امیرؑ کا ایک نور سے ہونا

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا وعلی من نور واحد من قبل ان

يخلق ابونا ادم بالفي عام فلما خلق ادم صرنا في صلبه ثم نقلنا من كرام الاصلاب الى مطهرات الارحام حتى صرنا في صلب عبد المطلب ثم انقسمنا نصفين فصرت في صلب عبد الله وصار علي في صلب ابي طالب اختارني بالنبوة واختار عليا بالشجاعة والعلم والفصاحة وشق لنا اسمين من اسمائه فذوالعرش محمود وانا محمد والله الاعلى وهذا علي (اخرجه ابن السبع الاندلسي في كتابه الشفاء والصالحي والكلاعي وسید محمد جعفر مکی وابراهیم وصابی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے تھے پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ اشخاص سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہوگیا میرا نور عبداللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا پس خدا تعالی نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک میں سے ہمارے لئے دو نام مشتق کئے پس اللہ تعالی محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالی اعلی ہے اور یہ علی ہے۔

(۲) عن الحسین بن علی عن ابیه علیہم السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت انا وعلی نورا بین یدی الله تعالی من قبل ان یخلق ادم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله تعالی ادم سلک ذلک النور فی صلبه فلم یزل الله تعالی ینقلبه من صلب الی صلب حتی اقره فی صلب عبد المطلب فقسمه نصفین قسما فی صلب عبد الله وقسما فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منه لحمه لحمی ودمه دمی فمن احبه فبحبی احبه ومن ابغضه فببغضی ابغضه (اخرجه ابن مردویه والامام والشهاب الدین احمد والطرشی والعاصمی) جناب امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدا تعالی نے آدم کو مخلوق کیا تو وہ نور اسکی صلب طاہر میں چلا گیا پھر پروردگار عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں وہ نور جا گزین ہوا پھر خدا نے اسکے دو حصے کر دیئے ایک حصہ عبداللہ کی صلب کو اور ایک ابوطالب کی صلب کو تقسیم کیا پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

(۳) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق آدم قسم ذلک النور جزئین فجزء انا وجزء علی واخرجہ احمد فی المناقب وعبد اللہ بن احمد بن حنبل والخوارزمی وابن عساکر والحموینی ومحب الطبری وابن المغازلی عنہ وعن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ) وفی روایۃ الدیلمی خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ آلاف عام فلما خلق اللہ تعالیٰ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم نزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ وفی روایۃ ابی الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی فی خصائص العلویۃ عن سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خلقت انا و علی من نور عن یمین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل آدم باربع عشرۃ الف سنۃ فلما خلق اللہ آدم فقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا بنصفین فجعل النصف فی صلب عبد اللہ وجعل النصف فی صلب ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الآخر واشتق لنا من اسمائہ اسماء واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین فکان اسمی فی الرسالۃ وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلی سیف اللہ۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے خدا نے آدم کو پیدا کر کے اس نور کو دو جزو میں تقسیم کیا پس ایک جزو تو میں ہوں اور ایک جز علی ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور انکے فرزند عبد اللہ اور خطیب خوارزمی اور ابن عساکر اور حموینی اور محب طبری نے سلمان سے اور فقیہ ابن المغازلی نے سلمان اور ابوذر غفاری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں حضرت سلمان سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ چار ہزار برس آدم کی پیدائش سے پہلے میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی صلب میں ڈالدیا پس ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہم باہم اکٹھے رہتے چلے آئے ہیں یہانتک کہ ہم عبد المطلب کی صلب میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پس محمد میں نبوت اور علی میں خلافت ہے اور ابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی خصائص العلویہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدم سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی عرش کے داہنے طرف ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خدا کی تسبیح اور تقدیس کیا کرتے تھے جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ہم کو مردوں کی پاک پشتوں

سے عورتوں کی پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا یہاں تک کہ ہم منتقل ہو کر عبد المطلب کی صلب تک پہنچے پھر ہم کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ایک حصہ عبد اللہ کی صلب میں اور ایک حصہ ابو طالب کی صلب میں تقسیم کر دیا مجھ ایک حصہ سے اور علی کو دوسرے حصہ سے بنایا اور ہمارے لئے اپنے اسماء حسنہ میں سے نام مشتق کئے پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ ہے اللہ محسن ہے اور میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین ہیں پس میرا نام پیغمبری میں اور علی کا نام خلافت اور شجاعت میں درج کیا۔ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں اور علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے۔

(۴) عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل انزل قطعۃ من نور فاسکنہا فی صلب آدم فساقہا حتی قسمہا جزئین جزءا فی صلب عبد اللہ وجزءا فی صلب ابی طالب فاخرجنی نبیا واخرج علیا وصیا (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے نور کا ایک ٹکڑا نازل فرمایا اور اس کو جناب آدم کی صلب میں ٹھہرایا پھر اس کو آگے چلایا یہاں تک کہ اس کی دو جزو بنائیں ایک جزو کو عبد اللہ کی صلب میں اور ایک جزو کو ابو طالب کی صلب میں رکھا پس مجھ کو نبی اور علی کو وصی بنا کر نکالا

(۵) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا باربعین الف عام فجعلہ امام العرش حتی کان اول مبعثی فشق منہ نصفا فخلق منہ نبیکم فالنصف الآخر علی بن ابی طالب (اخرجہ الخطیب البغدادی فی تاریخہ ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب الزرندی وشہاب الدین احمد و الحموینی) عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی خلقت انا وانت من نور اللہ تعالیٰ۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کر کے عرش کے سامنے گاڑ دی یہاں تک کہ میری پیدائش کا آغاز ہوا۔ اس سے آدھی کو توڑ کر تمہارے نبی کو پیدا کیا اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابی طالب کو بنایا۔

حموینی ابن عباس سے ناقل ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور تو خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۶) عن الشیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرفوعا عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا قال آدم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھؤلاء خمسۃ من ولدک ولولاھم ما خلقتک ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملائکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمد وانا العالی وھذا علی وانا الفاطر وھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن وانا المحسن وھذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی بمثقال حبۃ من خردل من بغض احدھم الا ادخلتہ ناری ولا ابالی یا آدم ھؤلاء صفوتی بھم انجیھم وبھم اھلکم فاذا کان لک الیّ حاجۃ فبھؤلاء توسل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن سفینۃ النجاۃ من تعلق بھا نجی ومن حاد عنھا ھلک فمن کان لہ الی اللہ حاجۃ فلیسئلنا اھل البیت (اخرجہ ابو القاسم عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم الرافعی وابراھیم بن الحموینی) شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنی روح کو پھونکا جناب آدم نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پانچ تن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے آدم نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدم نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھتا ہوں خدا نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں ان کے لئے میں نے اپنے ناموں سے پانچ نام مشتق کئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ اشیاء کو نہ پیدا کرتا میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور میں عالی ہوں یہ علی ہے میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں یہ حسین ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لیکر میرے پاس آئیگا تو میں اس شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور انکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دوں گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو انکی ذات کیساتھ میری جناب میں وسیلہ پکڑا کر پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس

کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیئے کہ ہم اہلِ بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ لائے

(۷) عن انس بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمنیۃ العرش قبل الدنیا ولقد سکن ادم الجنۃ ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ لقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم نزل ینقلبنا اللہ عزوجل من اصلاب طاھرۃ حتی انتھی بنا الی صلب عبد المطلب فجعل ذلک النور بنصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیا فی صلب ابی طالب وجعل فی النبوۃ والرسالۃ وجعل فی علی الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی (اخرجہ ابو حاتم وابو محمد احمد بن علی العاصمی فی دین الفتی فی شرح سورۃ ھل اتی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہم خلقت کی پیدائش سے پہلے عرش کے داہنے بازو کی طرف خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں سکونت کرنے کا حکم دیا تو ہم ان کی صلب میں موجود تھے پس جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اس وقت بھی ان کی پشت میں موجود تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو ہم ان کی پشت میں موجود تھے اسطرح سے ہم کو پروردگار ایک پشت سے دوسری پاک پشت کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم کو عبدالمطلب کی صلب کی طرف منتقل کرکے اس نور کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مجھے عبداللہ کی صلب میں اور علی کو ابوطالب کی صلب میں منتقل کر دیا۔ مجھ کو نبوت اور رسالت سے اور علی کو شہسواری اور فصاحت سے ممتاز فرمایا اور ہمارے لیے اپنے اسماء حسنہ میں سے دو نام مشتق فرمائے پس عرش کا پروردگار محمود ہے اور میں محمد ہوں اور وہ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

جناب سرورِ کائنات اور جناب علی کا جسم اطہر ایک خاک پاک سے بنا ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل مولود یولد فھو فی سارتہ من التربۃ التی خلق منھا وانا وعلی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدۃ (اخرجہ العاصمی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور دنیا و دین علیہ الف الف التحیۃ والثنا فرماتے تھے کہ جو لڑکا کہ تولد ہوتا ہے اسکی ناف میں خاص اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے کہ وہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن میں

اور علی ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

جناب امیرؑ کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

عن عثمان ابن عفان قال قال عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ ان اللہ تعالیٰ خلق ملائکتہ من نور وجہ علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو المؤید موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق المعروف باخطب خوارزم فی المناقب) جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالبؑ کے منہ کے نور سے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو قربانی میں شریک کرنا

قال ابن اسحاق فی سیرۃ حدثنی عبد اللہ بن نجیح ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان بعث علیا الی نجران فلقیہ بمکۃ وقد احرم فدخل علی فاطمۃ فوجدھا قد حلت و تہیأت فقال مالک یا بنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نحل بعمرۃ فحللنا ثم اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما فرغ من الخبر عن سفرہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فطف بالبیت و حل کما حل اصحابہ قال یا رسول اللہ انی قلت حین احرمت اللہم انی احل بما احل بہ نبیک و عبدک و رسولک قال فھل معک من ھدی قال لا فاشرکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھدیہ و ثبت علی احرامہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی فرغ من الحج و نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھما ابن اسحاق سیرت النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم جناب امیر کو نجران کی طرف بھیجا ہوا تھا جب وہ وہاں سے لوٹ کر آئے تو احرام باندھے ہوئے تھے مکہ میں حضرت سے ملاقات کی اور جناب سیدہ کو دیکھا کہ احرام سے نکلنے کی تیاری کر رہی ہیں جناب امیرؑ نے کہا اے رسول خدا کی بیٹی آپ نے کیوں احرام کھول دیا ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت نے عمرہ کے احرام کے کھولنے کا حکم دیا ہے اس لیے ہم نے احرام کھول دیا ہے جناب امیرؑ حضرت کے پاس تشریف لے گئے جب سفر کے حالات حضرت سے عرض کر چکے تو حضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنے دوستوں کی طرح تم بھی احرام کھول ڈالو جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے احرام باندھنے کے وقت دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس طریقے سے تیرا نبی اور تیرا بندہ اور تیرا رسول اپنا احرام کھولیگا میں بھی اسی طریقے سے اپنا احرام کھولوں گا حضرت نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی کے لیے کوئی چیز ہے عرض کیا نہیں پس حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ احرام باندھے رہے یہاں تک کہ حضرت نے حج سے فارغ ہو کر جناب امیر کی طرف سے بھی قربانی کی۔

(۱) عن جابر قال نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا وستین بدنۃ واعطا علیا المنحر فنحر ما غبر منہا واشرکہ فی ھدیہ ثم امر من کل بدنۃ ببضعۃ فجعلت فی قدر فطبخت فاکلا من لحمہا وشربا من مرقہا (اخرجہ المسلم) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ السلام نے اپنے خاص دست مبارک سے ترسیٹھ اونٹ قربانی کیے ان کے علاوہ جس قدر کہ قربانی کے لیے باقی اونٹ رہ گئے ان کی قربانی کے لیے جناب امیر کو برچھا دیا اور ان کو قربانی میں شریک کیا پھر ہر ایک اونٹ سے تھوڑے سے ٹکڑے کاٹنے کا حکم دیا پس وہ ایک ہنڈیا میں پکوا کر دونوں صاحبوں نے کھایا اور اسکا شوربا پیا۔

(۲) عن علی قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اصدق بلحمہا وجلودہا وان لا اعطی الجزار منہا شیئا فقال نحن نعطیہ من عندنا (اخرجہ المسلم) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے اونٹ کی قربانی کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ اسکے تمام گوشت اور پوست خیرات کردے اور قصاب کو اس میں سے کوئی شے نہ دی جائے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قصاب کو اپنی طرف سے دیتے ہیں۔

جناب امیرؑ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنا

عن علی قال امرنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اضحی عنہ ابدا فکان یضحی عنہ الی ان استشہد بکبشیر املحین (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ہمیشہ قربانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جناب امیر اپنی شہادت تک حضرت کی جانب سے دو چتلے مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے۔

(تنبیہ) اس حدیث کے تحت میں محمد بن شہاب الزہری جنہوں نے سب سے اول بحکم عمر بن عبدالعزیز حدیث کو مدون کیا ہے کہتے ہیں۔ انما خص علیا بذلک دون اقاربہ واہلہ لقربہ منہ فکانہ صلے اللہ علیہ وسلم فعل بنفسہ (تذکرۃ خواص الامر لسبط ابن الجوزی) یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام اقارب اور اہل کے سوا جناب امیر کو اس قربانی کے لیے بوجہ ان کی قرابت قریبہ کے مخصوص فرمایا ہے گویا کہ جناب امیرؑ کا قربانی کرنا خود حضرت کا قربانی کرنا تھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کا قبض روح انہیں کی مشیت پر موقوف ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما اسری بی مررت بملک جالس علی سریر من نور

رجلیه فی المشرق والاخری فی المغرب بین یدیه لوح ینظر فیه والدنیا کلها بین عینیه والخلق
رکبتیه ویده تبلغ المشرق والمغرب فقلت یاجبریل من هذا قال هذا عزرائیل تقدم فسلم علیه
فتقدمت فسلمت علیه فقال وعلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی فقلت اتعرف ابن عمی علی قال وکیف
لا اعرفه وقد وکلنی الله بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحک وروح ابن عمک علی بن ابی طالب
کما بمشیئته (اخرجه الملائی سیرته) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ شب معراج میں ہم نے ایک فرشتہ نور کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے آگے ایک
لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا تمام دنیا اس کے سامنے اور خلائق اس کے زانوؤں میں تھی اس کا ہاتھ
مشرق سے مغرب تک پہنچتا تھا۔ ہم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے جواب دیا یہ عزرائیل ہے
آپ بڑھ کر سلام کریں میں نے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب سلام دے کر کہا یا احمد آپکے چچازاد بھائی علی بن ابیطالب کیا کر رہے ہیں ہم نے کہا کیا
تم علی بن ابیطالب کو پہچانتے ہو کہنے لگا میں کیوں نہیں پہچانتا خدا نے مجھے خلائق کے ارواح قبض کرنے پر
موکل فرمایا ہے بجز آپکے اور ابن عم کے ارواح کے کیونکہ وہ آپ دونوں کے ارادہ پر موقوف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قلت لعلی بن ابی طالب اخبرنی بافضل منزلتک
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم عندہ وہو یصلی فلما فرغ من صلوتہ قال یا علی
ماسالت اللہ عزوجل من الخیر الا سالت لک مثلہ وما استعذت اللہ من الشر الا استعذت لک
مثلہ (اخرجہ المحاملی فی اعالیہ) عبداللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے
کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے مجھ سے فرمایا یا علی ہم نے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے طلب نہ کی ہو
اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی ہی تیرے لئے نہ مانگی ہو۔

(۲) عن علی قال وجعت وجعا شدیدا فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقامنی فی مکانه وقام
یصلی والقی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت لاباس علیک وما دعوت اللہ لنفسی
شیئا الا دعوت لک بمثلہ وما دعوت الا قد استجیب لی الا انہ قیل لا نبی بعدک (اخرجہ
النسائی فی الخصائص وابن عاصم وابن جریر وصححہ ابن شاہین فی السنہ) جناب امیر علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے درد شدید لاحق ہوا میں حضرت کے حضور میں گیا مجھے حضرت بٹھا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے اب تجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے میں نے اپنے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہوئی ہو مگر یہ بات کہی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہوگا۔

(۳) عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جدہ عن علی قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علی وانا مضطجع فاتکی الی جنبی فلما رأی قد ضعفت میمانی ثوبہ وقام الی المسجد یصلی فلما قضی صلوۃ جاء فرفع الثوب عنی وقال قم یا علی قد برات فقمت وقد برات کانما لم اشتک شیئا قبل ذلک فقال ما سالت ربی شیئا فی صلوتی الا اعطانی وما سالت لنفسی شیئا الا قد سالتہ لک (اخرجہ النسائی فی الخصائص و ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ) سلیمان بن عبد اللہ ابن الحارث اپنے جد امجد سے اور وہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے میں لیٹا ہوا تھا۔ آپ میرے پہلو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جب آپ نے میری ناتوانی کا ملاحظہ فرمایا اپنا کپڑا مجھے اڑھا دیا اور نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر پھر تشریف لائے اور مجھ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا یا علی اٹھ کھڑا ہو بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے میں اٹھ کھڑا ہوا بے شک تندرست ہو گیا گویا کہ میں بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ میں نے اپنے خدا سے نماز میں کوئی چیز طلب نہیں کی کہ وہ مجھ کو نہ دی گئی ہو اور میں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ کی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت جناب امیرؑ کے حال پر

عن ابراھیم بن رفاعۃ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال اقبلنا من بدر ففقدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادت الرفاق بعضها بعضا افیکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقفوا حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا یا رسول اللہ فقدناک فقال ان ابا حسن وجد مغصا فی بطنہ فتخلفت علیہ (اخرجہ بن عبد البر فی الاستیعاب) ابراہیم بن عبیدہ بن رفاعہ بن رافع الانصاری اپنے باپ سے اور وہ اسکے دادا سے روایت کرتا ہے۔ کہ جب ہم بدر سے آئے تو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اسی اثنا میں

حضرت جناب علی کے ساتھ تشریف لائے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہم نے تلاش کیا تھا فرمایا ابو الحسن کے پیٹ میں پیچش ہو رہی تھی ہم اس لیے ان کے ساتھ پیچھے رہ گئے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے وقت جناب امیرؑ کے سوا کوئی حضرت سے بات نہیں کر سکتا تھا

علی ام سلمۃ قالت رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمہ الا علی (اخرجہا الطبرانی فی الاوسط والحاکم وصححہ) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب میں ہوتے تو سوا جناب امیرؑ کے کسی کی جرأت نہیں تھی کہ حضرت سے بات کر سکتا ۔

جناب امیرؑ کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

(۱) عن علی قال کنت اذا سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدانی (اخرجہ الترمذی والنسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتدا فرماتے ۔

(۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنہار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنح لی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن جب کبھی میں رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو حضرتؐ کھانس دیتے ۔

(۳) عن علی قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من الخلائق فکنت اتیتہ کل سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرف الی اہلی والا دخلت علیہ (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلائق میں سے کسی کا نہ تھا ۔ میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا نبی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا ۔ اگر حضرت کھانس دیتے تو میں واپس چلا آتا ورنہ حاضر خدمت ہو جاتا ۔

(۴) عن الشعبی قال ان ابا بکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعظمہم منزلۃ عنا فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ

ابن السمان) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کیطرف نظر کر کے کہا کہ جس شخص کی خوشی ہو کہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ جو ہم سب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ قرابت اور بلند مرتبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے۔

(حدیث علی منی بمنزلہ الراس من جسدہ)

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ الراس من جسدہ (اخرجہ الخطیب) براء عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ سر میرے جسم سے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی مثل رأسی من بدنی (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ والوبکر بن مردویہ فی فوائدہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے مثل میرے سر کی ہے بدن سے۔

جناب امیر کا بمنزلہ حضرت کے ہونا خدا سے

عن الشعبی قال جاء ابوبکر و علی یزوران قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ بستۃ ایام قال علی تقدم یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما کنت اتقدم رجلا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی منی کمنزلتی من ربی (نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) شعبی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ روز بعد حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے بڑھیں حضرت ابوبکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدم نہیں کر سکتا جس کی شان میں میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے۔

جناب امیرؑ کے سوا آنحضرت کے نام پر نام رکھنا اور اسکے ساتھ آنحضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یولد لک ابن قد نحلتہ اسمی وکنیتی (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تجھے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔

جس کے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہو گی ۔

(۲) عن محمد بن الحنفیۃ عن ابیہ علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ولد لک غلام فسمہ باسمی وکنہ بکنیتی وھولک رخصۃ دون غیرک (اخرجہ الذھبی فی المختلف) محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد جناب امیر سے ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام اور میری کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اسکی تمہیں رخصت ہے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کے منہ سے فال کا لینا

عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الفال الحسن فسمع علیا یوما وھو یقول ھا حضرۃ فقال یا ابا الحسن لبیک قد اخذ نا فالاً من فیک قال فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر فما سل سیف الا سیف علی (اخرجہ محب الطبری فی ریاض النضرۃ) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن کی فال بھلی معلوم ہوا کرتی تھی ایک دفعہ حضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام سے سناوہ گھبر لیا حضرتؐ نے فرمایا ہاں ہم نے یا ابا الحسن تیرے منہ سے فال لی ہے سمرہ بن جندب کہتے ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو تشریف لے گئے وہاں جناب امیرؑ ہی کی تلوار کے سوا کسی کی تلوار نہ چلی ۔

جناب امیرؑ کی حزم کی وجہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کا خط دستیاب ہونا

نقل الامام ابو الحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول فی سبب نزول قولہ تعالی یایھا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ۔ قال ان مولاۃ لعمرو بن صیفی بن ھشام بن عبد مناف قدمت من مکۃ الی المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتجھز لفتح مکۃ فلما جاءت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا امسلمۃ جئت قالت لا قال فلما جاءبک قالت انتم الاھل والعشیرۃ وقد احتجت حاجۃ شدیدۃ فقدمت علیکم تعطونی فتکسونی فحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب وبنی عبد مناف فکسوھا وحملوھا واعطوھا فانطلقت فنزل جبریل فاخبرہ ان حاطب بن ابی بلتعۃ قد کتب کتابا الی اھل مکۃ یقول فیہ من حاطب بن ابی بلتعۃ الی اھل مکۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یریدکم فخذوا حذرکم ثم دفع الکتاب الی الطعینۃ المذکورۃ واعطاھا عشرۃ دنانیر علی ان توصل الکتاب الی اھل مکۃ فلما اخبر جبریل

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فبعث معہ الزبیر والمقداد قال لہم انطلقوا الی روضۃ خاخ فان فیہا ظعینۃ معہا کتاب من حاطب الی المشرکین فخذوہ منہا وخلوا سبیلہا فان لم تدفعہ الیکم فاضربوا عنقہا فخرجوا حتی ادرکوہا فی ذلک المکان فقالوا این الکتاب فحلفت باللہ ما معہا کتاب ففتشوا متاعہا فلم یجدوا الکتاب فہموا بالرجوع وترکوہا فقال علی واللہ ما کذبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسل سیفہ وجزم علیہا وقال اخرجی الکتاب والا واللہ لاضربن عنقک وصمم علی ذلک فلما رأتہ الجد اخرجت الکتاب من ذوائبہا قد خبئتہ فی عقاصہا فاخذ الکتاب منہا وخلوا سبیلہا وعادوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ الکتاب فوجدہ علی ما اخبرہ بہ جبرئیل فاستخرج علی القوۃ عنہ مذ تصمیم اقدامہ وحزمہ ومتانتہ واحتیاطہ ذلک الکتاب مطالب السؤل) امام ابوالحسن واحدی کتاب اسباب النزول میں اس آیت کریمہ کہ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت پکڑو اور دوستی سے ان سے ملو) کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن صیفی بن ہشام بن عبدمناف کی ایک لونڈی وہ مکہ سے مدینہ میں آئی ان دنوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح کی تیاری کر رہے تھے جب وہ لونڈی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پرنور میں پہنچی حضرت نے اس سے پوچھا کیا تو مسلمان بن کر آئی ہے کہنے لگی نہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر کیوں آئی ہے عرض کرنے لگی آپ میرے اہل اور میرا کنبہ ہیں مجھے ایک سخت ضرورت پیش آئی ہے جس کے لیے یہاں آئی ہوں آپ مجھے کچھ دیں اور کپڑے پہنائیں حضرت نے بنی عبدالمطلب اور بنی عبدمناف کو آمادہ کیا اور انہوں نے اس کو کپڑا روپیہ دیا وہ لیکر مکہ کو واپس چلی اس کے جانے کے بعد حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کی طرف ایک خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت تمہاری طرف آنیکا قصد رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو۔ اور وہ خط ظعینہ کو دیا ہے اور اسکو دس دینار اس خط کے پہنچانے کی اجرت دیے ہیں جب جبرئیلؑ نے حضرت سے یہ بیان کیا۔ آپ نے اس کام کے لیے جناب امیر کو منتخب فرمایا اور ان کے رکاب سعادت میں زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا کہ فلاں روضہ میں ظعینہ ٹھہری ہوئی ہے اسکے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو مشرکین مکہ کی طرف اس نے لکھا ہے تم وہ خط اس سے لے لو اور اسے چھوڑ دو۔ اگر نہ دے تو اسے مار ڈالو۔ تینوں صاحبوں نے اس کا پیچھا کیا اور اسی مقام پر اسکو جا لیا جہاں کا حضرتؐ نے پتہ دیا تھا۔ اس سے کہنے لگے حاطب کا خط کہاں ہے اس نے بحلف انکار کیا تینوں صاحبوں نے اس کی تلاشی لی لیکن جب وہ خط دستیاب نہ ہوا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور واپسی کا قصد کیا۔ جناب امیرؑ نے

فرمایا واللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بیان فرمایا اور تلوار نکالکر بجد ہو کر بولے خط نکال دے ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے جب آپ نے اسکے قتل کا مصمم عزم کر لیا اور اس نے جناب امیرؑ کی ہٹ کو دیکھا تو خط چوٹی کے موباف میں سے نکال کر جناب امیرؑ کے حوالہ کیا وہ خط لیکر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے اس خط کو پڑھا اور حضرت جبرئیل کے فرمانے کے مطابق پایا۔ محمد بن طلحہ الشافعی اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں کہ جناب امیر ہی کے عزم مصمم اور متانت اور احتیاط سے حاطب کا خط ملا ورنہ کبھی نہ ملتا۔

جناب امیرؑ کا اپنے گھر کی چھت سے جبریل کے پروں کی آواز کو سننا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد ذکرعندہ علی قال انکم لتذکرون رجلا کان یسمع وطی جبریل فوق بیتہ (اخرجہ احمد فی المناقب المسند) ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند آدمی جناب امیرؑ کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس کہنے لگے تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبریل کے آنے کی آواز اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتا تھا۔

فرشتوں کا جناب امیرؑ کو سلام کرنا

عن علی قال لما کان لیلۃ یوم بدر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یستقی لنا من الماء فاحجم الناس فقام علی فاحتضن قربۃ اتی بئرا بعید القعر مظلمۃ فانحدر فیھا فاوحی اللہ عزوجل الی جبریل ومیکائیل واسرافیل تاھبوا لنصر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وحزبہ فھبطوا من السماء لھم دوی یذھل من یسمعہ فلما حاذوا البئر سلموا علیہ اکراما وتبجیلا (اخرجہ احمد فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ بدر کے روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلائے لوگ پانی کی تلاش کرکے لوٹ آئے جناب امیرؑ علیہ السلام اپنی مشکیزہ کو بغل میں لے کر ایک اندھے گہرے کنویں پر تشریف لے گئے جب اس میں اتر گئے خدائے تعالیٰ نے جبریل و میکائیل کو حکم دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام اور انکے گروہ کی مدد کو دوڑو وہ دونوں آسمان سے اترے جس نے اترتے ہیں ان کے پروں کی آواز کو سنا خوف زدہ ہوگیا جب کنوئیں کے قریب ہو کر گذرے جناب امیرؑ کو ان دونوں نے از روئے اکرام و بزرگی کے سلام عرض کیا۔

جناب امیر کیلئے فرشتہ کا لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی پکارنا

(۱) عن ابی جعفر محمد بن علی قال نادی ملک من السماء یوم بدر یقال رضوان لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی (اخرجہ الحسن بن العرفۃ العبدی۔ (نقلت من ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الطبری)
جناب امام ابوجعفر محمد باقر بن علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بدر کے روز ایک فرشتے جس کا نام رضوان ہے آسمان سے پکار کر کہا نہیں ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار اور نہیں ہے علی کے سوا کوئی بہادر۔

(۲) وقال ابن اسحاق فی سیرۃ وفی ھذا الیوم ای بدر ھاجت ریح فسمع علی ھاتفا یقول لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی (نقلت من کفایۃ الطالب لیوسف الکنجی) ابن اسحاق اپنی کتاب سیرت میں لکھتے ہیں کہ بدر کے روز ایک ہوا کے چلنے سے جناب امیر نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(۳) وذکر احمد فی الفضائل انھم سمعوا تکبیرا من السماء فی ذلک الیوم ای خیبر قائل یقول لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی فاستاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینشد شعرا فاذن لہ فقال ۔ جبریل نادی معلنا + فالنقع لیس منجلی + والمسلمون قد احدقوا + حول النبی المرسل + لا سیف الا ذوالفقار + ولا فتی الا علی (تذکرہ خواص الامۃ)۔
امام احمد فضائل میں ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ نے خیبر کے دن آسمان سے ایک تکبیر کی آواز سنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے نہیں ہے ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار۔ اور علی کے سوا کوئی بہادر۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شعر کہنے کا اذن طلب کیا حضرت نے اذن دیا انہوں نے یہ شعر کہے ۔ جبریل نے باآواز بلند کہا + غبار ابھی کھلا نہیں تھا مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد تیر چلا رہے تھے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما قتل طلحۃ بن ابی طلحۃ حامل لواء المشرکین صاح صائح من السماء لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی (تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب احد کے روز جناب امیر نے مشرکوں کے علمدار طلحہ کو قتل کیا ایک چلانے والے نے چلا کر ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔

(تنبیہ) قال سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ ان قیل قد ضعفوا لفظ لا سیف الا ذوالفقار قلنا ذکرھا ان الواقعۃ کانت یوم احد ونحن نقول انھا کانت فی یوم خیبر کما ذکرہ

احمد فی المناقب ولا کلام فی یوم احد قالوا فی اسناد روایۃ بن عباس عیسی بن مہران تکلموا فیہ وقالوا کان شیعیا اما یوم خیبر فلم یطعن فیہ احد من العلماء وقیل فی ذلک کان یوم بدر والاول اصح علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ لاسیف الا ذوالفقار کی حدیث کی بعض لوگوں نے تصنیف کی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اسکو احد کے دن کا واقعہ بیان کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ خیبر کے دن کا واقعہ ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل نے المناقب میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ احد کے دن میں ہم کلام نہیں کرتے کیونکہ محدثین کہتے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں ایک راوی عیسی بن مہران ہے جس کی نسبت لوگوں نے کلام کیا ہے کہ وہ شیعی تھا۔ لیکن خیبر کے دن کے واقعہ کی نسبت علماء میں سے کسی نے طعن نہیں کیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ بدر کے روز کا واقعہ ہے مگر پہلی بات یعنی خیبر کے روز کا واقعہ ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(تنبیہ) قال یوسف الکنجی الشافعی کان السیف لمنبہ بن الحجاج السہمی کان مع ابنہ العاص بن منبہ یوم بدر فقتلہ علی وجاء بالسیف الی رسول اللہ علیہ وسلم فاعطاہ علیا فقتل دونہ یوم احد ویروی ان بلقیس اھدت الی سلیمان سبعۃ اسیاف کان ذوالفقار منہا۔ وقد جاء فی بعض الروایات من علی قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان صنما بالیمن معفر فی حدید فابعث علیہ علیا فاوخذ الحدید قال علی دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعثنی الیہ فدھبت فدققت الصنم واخذت الحدید فجئت بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخرج منہ السیفین فسمی احدھما ذاالفقار والاخر مخدما فتقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعطانی مخدما ثم اعطانی بعد ذلک ذاالفقار وانا قاتل دونہ یوم احد علامہ یوسف الکنجی الشافعی علیہ الرحمۃ کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ ذوالفقار منبہ بن الحجاج السہمی کی تلوار تھی بدر کے روز اس کے بیٹے عاص بن منبہ کے پاس تھی جب جناب امیر نے اسکو قتل کیا اس کی تلوار لیکر حضرت کے پاس آئے حضرتؐ نے وہ تلوار جناب امیر کو عطا فرمائی۔ آپ نے احد کے روز اسی کے ساتھ جنگ کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بلقیس نے جناب سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں تحفہ میں دی تھیں ذوالفقار انہیں میں سے تھی۔

اور بعض روایتوں میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیا کہ یمن میں ایک بت ہے جو لوہے میں پوشیدہ ہے علی کو وہاں بھیجدیا اور اسکو اکھاڑ کر اس کا لوہا لے لو۔ جناب امیر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاکر یمن

میں بھیجا میں نے جا کر اس بت کو اکھاڑا اور اس کا لوہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا حضرت نے اس سے وہ تلواریں بنائیں ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مخذم رکھا حضرت نے ذوالفقار کو باندھ لیا اور مجھے مخذم عطا کی پھر آپ نے ذوالفقار مجھے دیدی میں نے احد کے روز اسی سے جنگ کیا۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال ان جبرائیل اتی بذی الفقار من الجنۃ فقال یا رسول اللہ ان اللہ یقرئک السلام ویقول یا محمد انی لا اری ذا الفقار لاحد من بنی آدم تستحق امساکہ لا یکون ولا ینبغی الا لک وھو یمینہ بامرک ثم فعتہ فی ید من ھو اھل لہ لممارستہ الحرب وقطع ھامات الکفرۃ والمعاندین للمسلمین علیک فقال یا جبریل من ھو قال ھو علی فناولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا (زھرۃ الریاض)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل جنت سے ذوالفقار لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا خدائے تعالے لابعد سلام کے فرماتا ہے کہ ہم نبی آدم سے اس تلوار کے پکڑنے والا کسی کو نہیں پاتے مگر وہ شخص کہ وہ تیرا ولی ہے۔ اور یہ تلوار تیرے حکم میں رہے گی پس جس کو فن حرب میں پوری مہارت حاصل ہوا اور تیرے دشمن کفار کا سر کاٹ سکے اس کو دے دیں حضرت نے کہا اے جبریل وہ کون ہے جبریل کہنے لگے وہ علی ہے حضرت نے ذوالفقار علی کو دے دی۔

(۳) عن ابن عباس قال لما رجع علی بعد فتح خیبر معہ ذو الفقار فقال یا فاطمۃ رایت ذو الفقار فان اللہ فتح بہ خیبر قال فضحکت فقال علی یا فاطمۃ اتعرفین فضل ذی الفقار فقالت انی عرفتھا قبل ان تعرف فتعجب علی من قولھا ثم مضی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمۃ فقال اخبرینی یا فاطمۃ حتی اسمعھا من لسانک فاخبرتہ فقال من ابن لک ھذا فقالت حین عرج بک الی السماء قال الملک لجبریل کل من ثمار الجنۃ وما اعددت لہ فیھا ولامتہ من النعیم فدخلت الجنۃ وقال لک جبریل کل من ثمار الجنۃ وکنت حینئذ عند شجرۃ تفاح احمر فی اصلھا ذو الفقار مخزون مکتوب علیہ لا سیف الا ذو الفقار لا فتی الا علی وزوجتہ زھراء فحینئذ عرفت فضل ذی الفقار فناولت من تلک الشجرۃ تفاحۃ واحدۃ فاکلت نصفھا والنصف الثانی اھدیتہ لانی خدیجۃ حملتہا الیھا فاکلتہ نسلک منک ومن امی وآیتہ ذلک انک کلما جلست عندی تقول کلما جلست عندک کانی اجلس فی اصل شجرۃ التفاح لان رائحتک تشبہ رائحتھا انی لطیب نفحھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقت وقبل عینیھا (زھرۃ الریاض للشیخ الاسلام سلیمان بن داؤد السقلبنی)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب خیبر سے جناب امیر لوٹے ذوالفقار انکے ہاتھ میں تھی جناب سیدہ سے کہنے لگے یا فاطمہ آپ نے ذوالفقار کے جوہر دیکھے کہ خدا نے اسکے ذریعہ سے خیبر کو فتح کیا ہے جناب سیدہ ہنس پڑیں حضرت امیر نے فرمایا یا فاطمہ

کیا تم کو ذوالفقار کی فضیلت کی آگاہی ہے جناب سیدہ نے فرمایا میں تمہارے جاننے سے پہلے اسکو جانتی ہیں جناب امیر حضرت سیدہ کی بات سے متعجب ہوگئے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں جاکر جناب سیدہ کا قول نقل کیا حضرت نے جناب سیدہ سے آکر فرمایا یا فاطمہ میں تمہارے منہ سے اس بات کو سننا چاہتا ہوں کہ یہ بات تم کو کہاں سے معلوم ہے جناب سیدہ نے عرض کیا یارسول اللہ جب جناب آسمان پر تشریف لے گئے پروردگار نے جبرئیل سے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں اس مقام پر لیجاؤ جوان کے لیے اوران کی امت کے لیے جنت کی نعمتوں سے سجایا گیا ہے آپکو جنت میں لے گئے جبرئیل نے عرض کیا حضرات جنت میں سے آپ کچھ تناول فرمادیں اس وقت آپ ایک سرخ سیب کے درخت کے نیچے تشریف رکھتے تھے اور اس کی جڑ کے نیچے ذوالفقار دبی ہوئی تھی اس پر لکھا ہوا تھا: ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اسکی زوجہ زہرا ہیں پس اس وقت سے میں اسکی فضیلت کو جانتی ہوں پھر آپ نے اس درخت کے سیب میں سے آدھا ٹکڑا کھایا اور آدھا میری والدہ خدیجہ کے لیے رکھ لیا جب میری والدہ نے وہ ٹکڑا کھایا اور میں جناب سے اس کی بطن اقدس میں قرار پاگئی اسکی نشانی یہ ہے کہ جب آپ میرے پاس بیٹھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسی سیب کے درخت کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تیری خوشبو اسی درخت کی خوشبو کی مانند ہے جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد کیا تم سچ کہتی ہو اور جناب سیدہ کی آنکھوں کو حضرت نے چوم لیا۔

جناب امیر کا حضرت کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لا نھض بہ فرأی منی ضعفا فنزل وجلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی فانہ یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت وعلیہ تمثال صفر و نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی تواریبنا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) جناب امیر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بمعیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرت نے فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہوگئے اس وقت میری نسبت خیال کیا جاسکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اس پر تانبے یا پیتل کی ایک مورت تھی میں اس کو دائیں بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک

کہ میں نے اس پر قابو پالیا حضرتؑ نے مجھے فرمایا اسے پھینک دے میں نے اسے پھینک دیا وہ شیشے کی طرح چور چور ہو گئی میں چھت پر سے اتر آیا اور حضرتؑ کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہم کو نہ دیکھ لے

جناب امیرؑ کا ایمان میں راسخ ہونا

عن ابن عباس ان علیا کان یقول فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی عقابنا بعد اذ ھدانا اللہ ولئن مات او قتل لاقتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارثہ ومن احق بہ منی (اخرجہ احمد والنسائی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات ہی میں فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرا رسول مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ واللہ جبکہ ہم کو خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھریں گے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انہوں نے جہاد کیا ہے۔ میں بھی اس پر جہاد کروں گا یہاں تک کہ میں بھی مر جاؤں واللہ میں اس کا بھائی اور ولی اور ابن عم اور وارث ہوں مجھ سے زیادہ اس کا کون حقدار ہے۔

جناب امیرؑ کے ایمان کی ٹھنڈک کا جبرئیلؑ کے دل کو پہنچنا

عن عمر بن عبد العزیز ان قوما ینقصوا علی بن ابی طالب فصعد المنبر محمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر علیا وفضلہ وسابقتہ ثم قال حدثنی عراک بن مالک الغفاری عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی اذ اتاہ جبریل فناجاہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا فلما سری عنہ قلت بابی انت وامی یا رسول اللہ ما اضحکک فقال اخبرنی جبرئیل انہ مر بعلی وھو یرعی ذودا لہ وھو نائم قد ابدی بعض جسدہ قال فرددت علیہ ثوبہ فوجدت برد ایمانہ قد وصل الی قلبی (اخرجہ الخوارزمی)

نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند لوگ بیٹھے ہوئے جناب امیر کی شان میں برا کہہ رہے تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے منبر پر چڑھ کر خدا کی صفت و ثنا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوۃ کے بعد جناب امیرؑ کے فضائل اور سابق الاسلام ہونے کا ذکر کر کے بیان کیا اور عراک بن مالک

(ذود) بفتح الفال میں الابل من الثلاثۃ الی العشرۃ

الغفاری ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے کہ ام المومنین فرماتی تھیں کہ ایک روز سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لاکر حضرت سے سرگوشی کرنے لگے جب سرگوشی کر چکے حضرت ہنسنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں ہنستے ہیں ارشاد فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گذر ہوا وہاں علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا میں نے ان پر کپڑا اوڑھا دیا ان کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی۔

جناب امیرؑ کے ایمان کا زمین و آسمان سے بھاری ہونا

عن ابی لقاسم محمود الزمخشری عن رجاء رجلان الی عمرؓ بن الخطاب فقالا ما تری فی طلاق الامة فقام الی حلقة فیھا اصلع فقال ما تری فی طلاق الامة فقال لھا من ھما جئناک وانت امیرالمومنین منالناک عن طلاق الامة فجئت الی رجل فسالتہ فقال عمرؓ ویلک اتدری من ھذا ھذا علی بن ابی طالب شھد علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمعتہ وھو یقول لوان السموٰت السبع والارضین السبع والامنین السبع وضعت فی کفة ووضع ایمان علی فی کفة لرجح ایمان علی (اخرجہ ابن السمان والحافظ السلفی والفضائلی و الدیلمی الخوارزمی) ابوالقاسم محمود الزمخشری اپنے رجال سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر جس مجمع میں کہ جناب علی رونق افروز تھے تشریف لے گئے اور ان سے پوچھنے لگے آپ کنیز کی طلاق کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت عمر سے کہنے لگا۔ آپ امیرالمومنین ہیں ہم آپ سے مسئلہ پوچھنے کو آئے تھے آپ ان سے پوچھنے کو آئے ہیں حضرت عمر کہنے لگے افسوس ہے تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ علی بن ابی طالب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور علی کا ایمان کا ایک پلہ میں رکھا جائے تو علی کا ایمان ہی بھاری رہے گا۔

جناب امیرؑ کا خدا کی ذات میں نہایت سخت ہونا

(۱) عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا مخشوشن فی ذات اللہ عزوجل (اخرجہ ابوعمر) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے فرمایا ہے کہ بہ تحقیق علی خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

عن یزید بن طلحة بن یزید رکانة قال لما اقبل علی من الیمن لیلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکة تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف علی جندہ الذین معہ رجلا من اصحابہ فعمد ذلک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلة من البز الذی کان مع علی فلما دنی جیشہ خرج لیلقیاهم فاذا علیهم الحلل قال ویلک ماهذا قال کسوت القوم لیتجملوا بہ اذا قدموا فی الناس قال ویلک انزع قبل ان تنتهی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانتزع الحلل من الناس فردها فی البز قال واظهر الجیش شکواهم لما صنع بهم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخشن فی ذات اللہ وفی سبیل اللہ (سیرة ابن عباس) یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ جناب امیرؑ یمن فوج کے سامنے واپس ہو کر مکہ میں حضرتؐ کے حضور میں آرہے تھے تو جناب امیر نے فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پہلے سے حضرتؐ کے حضور میں تشریف لیگئے جناب امیر کے تشریف لیجانے کے بعد اس شخص نے جناب امیرؑ کے توشہ خانہ میں سے ایک ایک شخص فوج کے ہر ایک آدمی کو کپڑے نکال کے جب فوج مکہ کے قریب پہنچی جناب امیر انکے ملنے کو تشریف لائے لوگوں کو تو تحفہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے یہ کپڑے کہاں سے پہنے ہیں اس نے کہا میں نے فوج کو کپڑے اس لیے پہنائے ہیں کہ مکہ میں لوگوں سے عزت کے ساتھ ملیں جناب امیر نے کہا افسوس حضرتؐ کے حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں سے کپڑے واپس کر لے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور سب لوگوں سے کپڑے چھین کر توشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کے سامنے اس بات کی شکایت بیان کی حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے۔

(۳) عن ابن سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخیشن فی ذات اللہ عزوجل (اخرجہ الحاکم والضیا والدیلمی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت مت کرو واللہ وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

(تنبیہ) الاخیشن تصغیر اخشن افعل التفضیل من خشن خشونة وفی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشدد افیہ المعنی انہ شدید التصلب والتشدد فی امور الدینیة والتصغیر ھنا للتعظیم اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جو بات خشن خشونة کی افضل التفضیل کا صیغہ ہے اساس البلاغة میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں فلاں شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جبکہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ امور دین میں نہایت اور مضبوط ہے۔

اور تصغیرہ کا صیغہ اس مقام میں تعظیم کے لیے مستعمل ہوا ہے۔

جناب امیر کا خدا کی ذات بابرکات میں دیوانہ ہونا

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی ذات اللّٰہ (اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء) کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو برا مت کہو پس تحقیق وہ ذات الٰہی میں دیوانہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ وزید بن خالد رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ ممسوسا فی ذات اللّٰہ تعالٰی (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہؓ اور زید بن خالد رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو وہ تو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(تنبیہ) ممسوس مجنون وفی الاس ممسوس الذی مس بہ من الجن یعنی ممسوس کے معنی مجنوں کے ہیں اساس البلاغۃ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ممسوس وہ شخص ہے جس کو کہ پری کا سایہ ہوگیا ہو۔

جناب امیر کے گوشت اور خون میں ایمان کا مخلوط ہونا

عن علیؓ قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم فتح خیبر لولا ان تقول فیک من امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت الیوم فیک مقالا لا تمر علی ملأ من المسلمین الا اخذوا تراب رجلیک وفضل طھورک یستشفون بہ ولکن نصیبک ان تکون منی وانا منک ترثنی وارثک وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی انت تؤدی دینی وتقاتل علی سنتی وانت فی الآخرۃ اقرب الناس منی وانک غدا علی الحوض خلیفتی تذود عنہ المنافقین وانت اول من یرد علی الحوض وانت اول من دخل الجنۃ من امتی ھو یک حربی وسلمک سلمی وسرک سری وعلانیتک علانیتی وسریرۃ صدرک سریرۃ صدری انت باب علمی ان ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی وان الحق علی لسانک وفی قلبک وبین عینیک والایمان مخالط لحمک ودمک کما خالط لحمی ودمی وان اللّٰہ عز وجل امرنی ان یبشرک انک وعترتک فی الجنۃ وعدوک فی النار لا یرد علی الحوض مبغض لک ولا یغیب عنہ محب لک قال علی فخررت للّٰہ سبحانہ ساجدا وحمدتہ علی ما انعم بہ علی من الاسلام وقراءۃ القرآن (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا مجھ سے جناب رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر میری امت تیرے حق میں ایسی بات نہ کہے جو نصاریٰ

جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں تو البتہ میں ایک ایسی بات تیرے حق میں کہوں کہ نہ گذرے
تو بزرگان اہل اسلام پر کہ مگر تیرے پاؤں کی مٹی نہ اٹھائیں اور تیرے وضو کا پانی نہ لیں اور اس سے شفا کے
طلب گار نہ ہوں لیکن تیرا حصہ یہی ہے کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں تو مجھ سے ورثہ پائے اور میں تجھ سے
ورثہ پاؤں اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ ہارون موسیٰ سے مگر میرے بعد نبی نہیں ہوگا تو میرے قرض کو ادا
کرنے والا ہے۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑنے والا ہے آخرت میں تو سب سے میرے زیادہ قریب ہوگا کل
قیامت کے روز تو میرے حوض پر میرا خلیفہ ہوگا۔ تو منافقوں کو حوض سے ہٹا دے گا اور تو سب سے اول حوض
پر وارد ہوگا۔ تو میرے ساتھ سب میری امت سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ تیری لڑائی میری لڑائی تیری
صلح میری صلح ہے تیرا بھید میرا بھید تیرا اعلان میرا اعلان ہے تیرے دل کا بھید میرے دل کا بھید ہے۔
تو میرے علم کا دروازہ ہے تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرے بیٹے میرے بیٹے ہیں سچ
تیرے ساتھ ہے اور سچ تیری زبان پر اور تیرے دل میں اور تیرے دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ ایمان تیرے
گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے بشارت دوں کہ تو اور تیری عترت
جنت میں ہوں گے۔ تیرا دشمن دوزخ میں ہوگا۔ حوض پر تیرا دشمن نہیں وارد ہو سکے گا۔ اور تیرا دوست
اس سے کبھی غائب نہیں ہوگا۔ جناب علی کہتے ہیں میں یہ بشارت سن کر خدا کے سجدہ میں گر گیا اور اسلام
اور قرآن کی نعمت جو خدا نے مجھے عطا کی ہے اسکا شکر بجا لانے لگا۔

جناب امیر کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا ہوا تھا

(۱) عن ربعی بن حراش قال حدثنا علی بالرحبة قال لما کان یوم الحدیبیة خرج الینا ناس من المشرکین
فیہم سہیل بن عمرو فقال یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابائنا واخواننا وارقائنا لیس فیہم فقہ
فی الدین فارددہم الینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن او لیبعثن اللہ علیکم
من یضرب اعناقکم علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان قالوا من ہو یا رسول اللہ قال ہو
خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا قال ثم التفت الینا علی فقال ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار (اخرجہ الترمذی) ربعی بن حراش روایت
کرتا ہے کہ جناب امیر نے رحبہ میں ہم سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل
ابن عمرو بھی ان میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے اور بھائی
اور غلام جن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپ کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں ہماری طرف واپس کر دیں حضرت

ملہ رحبہ کوفہ کے محلہ کا نام ہے ۱۲

فرمانے لگے اے قریش کے لوگو تم اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردن کاٹے گا خدا نے ایمان کے ساتھ اس کے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا جوتا سینے والا ہے حضرت نے اپنا جوتا علی کو سینے کے لیے دیا ہوا تھا پھر جناب امیر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کو مجھ پر دانستہ جھوٹ بولے اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے۔

(۳) عن علی قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفائک وان اناس من عبیدنا قد اتوک لیس فیھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفائک ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاءک فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربنکم علی الدین قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ھو الذی یخصف نعلا وکان اعطی علیا نعلہ یخصفھا اخرجہ النسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ کفار قریش کے چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں جناب کی خدمت میں ہمارے غلام چلے آئے ہیں جن کو نہ دین کی رغبت ہے نہ فقہ کی خواہش ہے بجز اسکے نہیں کہ وہ ہماری کھیتی اور مال سے بھاگ کر آگئے ہیں آپ ان کو ہمیں واپس دے دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کرنے لگے۔ یہ لوگ سچ کہتے ہیں آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرتؐ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس میں کیا کہتے ہو وہ بھی عرض کرنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے اے قریش کی جماعت خدا کی قسم ہے۔ اللہ تعالے تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ تعالے نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ دین پر تمہیں قتل کرے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ شخص ہے جو جوتا سیتا ہے اور حضرتؐ نے علیؓ کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا وہ حضرت کا جوتا سی رہے تھے۔

جناب امیر کے دل کو خدائے تعالیٰ کا ہدایت کرنا اور زبان کو ثابت رکھنا

(۱) عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وانا شاب حدیث السن فقلت یا رسول اللہ انت تبعثنی الی قوم یکون بینہم احداث وانا شاب حدیث السن قال ان اللہ سیہدی قلبک ویثبت لسانک قال فما شککت فی قضاء بین اثنین (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام کہتے ہیں میں ابھی نوجوان چھوٹی عمر کا تھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کیطرف قاضی بناکر روانہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم میں بھیجتے ہیں ان میں واقعات پیدا ہونگے میں ابھی نوجوان کم عمر ہوں قضا کی باریکیوں کو نہیں جانتا حضرتؐ نے فرمایا پروردگار تیرے دل کو ہدایت کرے گا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جناب امیر کہتے ہیں تب سے مجھے دو آدمیوں کے قضیہ فیصل کرنے میں کبھی شک پیدا نہیں ہوا۔

(۲) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ قال یا رسول اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذھب بھا انا او تذھب بھا انت قال فان کان لابد فاذھب بھا انا قال فانطلق فان اللہ یثبت لسانک ویھدی قلبک ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کہ مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سورہ برائت دیکر بھیجنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ میں زبان آور ہوں اور نہ خطیب حضرتؐ نے فرمایا مجھے یہ سورہ لیکر جانا پڑے گا یا تمہیں اس کے سوا چارہ نہیں میں نے عرض کیا جبکہ ایسی ہی ناچاری ہے تو جانے کے لیے حاضر ہوں فرمایا جاؤ خدا تمہاری زبان کو درست رکھے گا اور دل کو ہدایت کرے گا پھر حضرتؐ نے اپنا دست مبارک میرے منہ پر رکھا

جناب امیر کا بمنزلہ کعبہ کے ہونا

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی ھذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیہا عبادۃ والحج الیہا فریضۃ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ علی مثل کعبہ کے ہے کہ اسکی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اسکا حج فرض ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ھؤلاء القوم فسلموھا ھذا الامر فاقبل منہم وان لم یاتوک فلا تاتہم حتی یاتوک (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار واخرجہ ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہیئے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر امر خلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کر لو اور اگر نہ آئیں تو تو ان کے پاس مت جائیو یہاں تک کہ خود وہ تیرے پاس آئیں۔

جناب امیر کا مثل قل ہو اللہ کے ہونا

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی الناس مثل قل ھو اللہ فی القرآن (اخرجہ الدیلمی) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے کہ قل ہو اللہ قرآن میں ۔

جناب امیر کا لوگوں کے لیے باب حطہ ہونا

عن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب حطۃ من دخلہ کان مؤمنا ومن یخرج کان کافرا (اخرجہ الدارقطنی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی باب حطہ ہے (یعنی گناہوں کے کفارہ کا دروازہ) جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے ۔

جناب امیر کی ایک ضرب کا تمام امت کے اعمال سے افضل ہونا

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبارزۃ علی بن ابی طالب لعمرو بن عبدود یوم الخندق ضربۃ علی افضل من عمل امتی الی یوم القیمۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز عمرو بن عبدود کے ساتھ جناب امیرؑ کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کرتے رہیں گے علی کی یہ ایک ضرب افضل ہے ۔

(۲) عن شہر بن حکیم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خندق لمبارزۃ علی لعمرو بن عبدود افضل اعمال امتی الی یوم القیامۃ (اخرجہ الحاکم) شہر بن حکیم اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خندق کے روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا تمام ان اعمال سے کہ قیامت تک میری امت کے لوگ کریں گے افضل ہے ۔

جنگ میں جناب امیر کے چپ و راست میں جبرئیل و میکائیل کا ہونا

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا

يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله كرار غير فرار يفتح الله عليه جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فبات الناس متشوقين فلما اصبح قال اين علي قالوا يا رسول الله ما يبصر قال ايتوني به فلما اتي به فقال النبي صلى الله عليه وسلم ادن مني فدنا منه فتفل في عينيه ومسحهما بيده فقام علي من بين يديه كانه لم يرمد (اخرجه المتقي في كنز العمال) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں خدا اس کو فتح دے گا جبریل اسکے داہنے اور میکائیل اس کے بائیں ہوگا۔ لوگ رات کو اشتیاق میں سوئے۔ جب صبح ہوئی حضرتؐ نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے حضرتؐ نے فرمایا میرے قریب آؤ وہ حضرتؐ کے پاس گئے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور اپنے ہاتھوں سے ان کو چھوا علی اٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ ان کی آنکھیں کبھی دکھی ہی نہ تھیں۔

(۲) عن عمرو بن حبشي انه قال حين قتل علي خطبنا الحسن فقال لقد فارقكم رجل ما سبقه الاولون ولا يدركه الاخرون كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبعثه بالسرية وجبريل عن يمينه وميكائيل عن شماله لا ينصرف حتى يفتح عليه (اخرجه احمد والنسائي والابي ابن جرير في تاريخه) عمرو بن حبشی ناقل ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام ہم کو خطبہ سنانے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا آج تم سے ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ اس سے نہ پہلے لوگ سبقت لے گئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ روانہ فرماتے تو جبریل ان کے داہنے ہاتھ کی طرف اور میکائیل ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور وہ فتح کے بغیر نہیں لوٹتے تھے۔

(۳) عن عثمان بن عبد الله القرشي قال قال علي في اثناء خطبة خطبها يوم بويع عثمان للمهاجرين والانصار انشدكم الله هل تعلمون اني كنت اذا قاتلت عن يمين النبي صلى الله عليه وسلم قاتلت الملائكة عن شماله قالوا اللهم نعم (اخرجه ابن عساكر في تاريخه) عثمان بن عبد اللہ القرشی ناقل ہیں جس روز عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اس روز جناب علی خطبہ کے درمیان مہاجرین اور انصار سے بیان فرمایا آپ نے تمہیں معلوم ہے کہ جب میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کھڑا ہو کر جنگ کیا کرتا تھا تو فرشتے حضرتؐ کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے سب نے کہا خدا گواہ ہے سچ ہے

جناب امیر کا کسی جنگ سے بغیر فتح کے نہ پھرنا

عن الحسن انہ قال حین قتل علی قتلتم واللہ رجلاً فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسیٰ واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ وجبریل عن یمینہ ومیکائیل عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ الدولابی)

جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا اللہ تم نے ایک ایسے آدمی کو ایسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس میں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوجوان یوشع بن نون مارا گیا۔ کوئی اس پر سبقت نہیں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے جبریل اس کے داہنے طرف اور میکائیل اسکی بائیں طرف ہوا کرتے تھے وہ بغیر فتح کے نہیں واپس آتا تھا۔

جناب امیر کا دنیا و آخرت میں حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الحضرمی والخوارزمی)

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور علم ان کے ہاتھ سے گر گیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے

(۲) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتواریني فی حفرتی وتفی بذمتی انت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الدیلمی)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم ہمارے جسم اطہر کو غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہم کو قبر میں رکھو گے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اس کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علمدار ہو۔

حضرت امیرؑ کا کل غزوات میں تبوک کے سوا حضرت کا علمدار ہونا

(۱) عن ابن عباس قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی

غسلہ وادخلہ فی القبر (اخرجہ الترمذی وابن عبد البر فی الاستیعاب) ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام میں چار منقبتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب اور عجم کے باشندوں سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر ایک غزوہ میں ان کے پاس تھا اور وہ ایسے شخص ہیں کہ جس روز حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبر کیے رہے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲) عن ثعلبۃ بن ابی مالک قال کان سعد بن عبادۃ صاحب رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المواطن کلھا فاذا کان وقت القتال اخذھا علی (اخرجہ ابن الاثیر الجوزی فی اسد الغابہ) ثعلبہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہر ایک غزوہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے جب لڑائی کا وقت ہوتا تھا تو جناب علی علم کو اٹھا لیتے تھے۔

(۳) عن ابن عباس قال کان علی اخذ رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر والمشاھد کلھا (اخرجہ احمد فی المناقب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر اور تمام دیگر مشاہد میں جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمدار تھے۔

خیبر کے روز آنحضرت کا جناب امیر کو علم دینا

اخرج احمد والبخاری والمسلم عن سہل بن سعد واحمد والنسائی والبزار (عن ابن عباس) والطبرانی (عن علی ابن عمر) والنسائی وابو حاتم (عن ابی ھریرۃ) والبخاری والمسلم وابو حاتم (عن سلمۃ ابن الاکوع) والنسائی والطبرانی (عن عمران بن حصین وابی لیلی) واحمد والنسائی (عن ھبیرۃ بن مریم) واحمد والنسائی والترمذی (عن سعد) واحمد (عن ابی سعید الخدری) و ابن اسحاق (عن سلمۃ) والنسائی عن عبد اللہ بن بریدۃ) باختلاف لیبان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علیہ یحب اللہ ورسولہ فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاھا فلما اصبح فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجوان یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقال ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینیہ ودعا لہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ ففتح اللہ علی یدہ امام احمد اور بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے) اور احمد اور نسائی اور بزار نے

نسائی (ابن عباس) سے اور طبرانی نے (جناب امیر اور ابن عمر) سے اور نسائی اور ابو حاتم نے (ابو ہریرہ) سے اور بخاری اور ابو حاتم نے (سلمہ بن الاکوع) سے اور نسائی اور طبرانی نے (عمران بن حصین اور ابو لیلیٰ) سے اور احمد اور نسائی نے (بریدہ ابن مریم) سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے (سعد) سے اور احمد نے (ابو سعید خدری) سے اور ابن اسحاق نے (سلمہ) سے اور نسائی نے (عبداللہ بن بریدہ) سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ بتحقیق خیبر کے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم ایسے شخص کو علم دیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ سے فتح دے گا وہ اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے لوگ تمام رات یہ خیال کرتے رہے کہ دیکھیے علم کس کو عطا ہوتا ہے صبح لوگ حضرت کے پاس گئے ہر ایک شخص علم کے عطا ہونے کا امیدوار تھا حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اسکے پاس آدمی بھیجو پس وہ آ گئے حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے کہ گویا ان کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں پھر آپ نے علم ان کی سپرد کیا۔

(۱) عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه قال فبات الناس يدوكون ليلتهم ايهم يعطاها فقال اين على بن ابى طالب فقالوا يشتكى عينيه يا رسول الله قال فارسلوا اليه فلما جاء بصق فى عينيه ودعا له فبرا حتى لم يكن به وجع واعطاه الراية فقال على اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا قال انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم الى الاسلام واخبرهم بما يجب عليهم من حق الله فيه فوالله لان يهدى الله بك رجلا واحدا خير لك من ان يكون لك حمر النعم (اخرجه احمد والبخارى والمسلم باختلاف بعض الالفاظ) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دینگے کہ اللہ تعالے اسکے ہاتھ پر فتح دے گا رات بھر لوگ فکر کرتے رہے کہ کس کو دیا جائے گا پس حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں آپ نے فرمایا ان کے لیے آدمی بھیجو جب وہ آئے حضرت نے انکی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعاء خیر کی وہ اچھے ہو گئے گویا کہ ان کو درد نہیں تھا آپ نے ان کو علم دیا۔ علی کہنے لگے۔ یا رسول اللہ آیا میں ان سے جنگ کروں جب تک وہ ہمارے جیسے ہو جائیں حضرت نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں جا پہونچو۔ اور جو کچھ کہ خدا کا حق واجب ہے اس سے انہیں خبردار کرو واللہ اگر تیری وجہ سے خدا ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو تیرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لادفعن الرایۃ الیوم رجلا یحب اللّٰہ ورسولہ و یحبہ اللّٰہ ورسولہ فتطاول القوم فقال این علی فقالوا یشتکی عینیہ فدعا فبزق فی یدہ ومسح بھما عینی علی ثم دفع الیہ الرایۃ ففتح اللّٰہ علیہ (اخرجہ النسائی وابو حاتم) ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم آج علم ایسے شخص کو دینگے جو اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللّٰہ اور اللّٰہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں پس قوم نے ہاتھ بڑھائے حضرتؐ نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں حضرت نے انکو بلوایا اپنے ہاتھوں پر لعاب دہن کو مل کر علی کی آنکھ کو لگایا پھر ان کو علم دیا اللّٰہ نے انہیں فتح عطا کی۔

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ رجلا یحب اللّٰہ ورسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہ یفتح اللّٰہ علیہ قال عمر رضی اللّٰہ عنہ فما احببت الامارۃ الا یومئذ فتشارفت لھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیا فاعطاہ ایاھا وقال امش ولا تلتفت فسار علی شیئا ثم وقف ولم یلتفت فصرخ برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال علی ما اقاتل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قاتلھم حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ فاذا فعلوا فقد منعوا دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللّٰہ عزوجل (اخرجہ النسائی) ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا کہ البتہ ہم علم ایسے شخص کو دیں گے جو اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللّٰہ اور اللّٰہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ اسے فتح دیگا۔ عمر رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز کے سوا میں نے کبھی امارت کی آرزو نہیں کی میں نے نگاہ پھیر کر دیکھا پس حضرتؐ نے علیؑ کو بلوایا اور علم ان کو دیدیا اور فرمایا جاؤ اور مت لوٹو۔ علی تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے مگر لوٹے نہیں حضرت کو بآواز بلند کہنے لگے یا رسول اللّٰہ میں کس بات پر ان سے جنگ کروں حضرتؐ نے فرمایا ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر گواہی دیں جب ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنا خون اور مال بچا لیا مگر خدا کو حساب دینا ان پر باقی رہے گا۔

(۴) عن سلمۃ بن الاکوع قال خرجنا بخیبر وکان عمی عامر یحدو بالقوم ۔ تاللّٰہ لولا اللّٰہ ما اھتدینا + ولا تصدقنا ولا صلینا + ونحن عن فضلک ما استغنینا + فثبت الاقدام ان لاقینا وانزلن سکینۃ علینا + فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ھذا فقالوا عامر فقال غفر اللّٰہ لک یا عامر وما استغفر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ھذا الا استشھد قال عمر رضی اللّٰہ عنہ یا رسول اللّٰہ لو متعتنا بعامر۔ فلما قدمنا خیبر خرج مرحب یخطر بسیفہ وھو ملکھم وھو یقول قد علمت

خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب + فنزل عامر - فقال ۵ قد علمت خیبر انی عامر + شاکی السلاح
بطل مغامر + فاختلفا ضربتین فوقع سیف مرحب فی ترس عامر فذهب لیتسفل له فوقع سیفه علی
نفسہ فقطع اکحلہ فکان فیہا نفسہ واذا نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولون بطل
عمل عامر قتل نفسہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول اللہ ابطل عمل عامر
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال قلت ناس من اصحابک فقال بل له اجره مرتین ثم ارسلنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فاتیتہ وھو ارمد فقال لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ
یحبہ اللہ ورسولہ فجئت بہ اقودہ وھو ارمد حتی اتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبصق فی عینیہ
فبرء واعطاہ الرایۃ وخرج مرحب فقال قد علمت خیبر انی مرحب - شاکی السلاح بطل مجرب + اذا
اللیوث اقبلت تلھب + واحجمت عن صولۃ المجرب + خلت حمای ابدا لا تقرب + اطعن احیانا
وحینا اضرب + ان غلب الدھر فانی اغلب + والقرن عندی بالدماء مختضب - فقال علی ۵ انا الذی
سمتنی امی حیدرہ + کلیث غابات کریہ المنظرہ + اضرعام اجام ولیث قسورہ + عبل الذراعین شدیدہ
القصرہ + اکیلکم بالسیف کیل السندرہ + اضربکم ضربا یبین الفقرہ + واترک القرن بقاع جزرہ
اضرب بالسیف رقاب الکفرہ + ضرب غلام ماجد ناخودہ + من یترک الحق یقوم صغرہ + اقتل
منھم سبعۃ او عشرہ + فکلھم اھل فسوق فجرہ + فقال فضرب ففلق راس مرحب فقتلہ وکان
الفتح علی یدیہ علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو حاتم) سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
خیبر کو جانے لگے میرا چچا عامر قوم میں رجز کہہ رہا تھا - اگر ہم کو خدا ہدایت نہ کرتا نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ
نماز پڑھتے ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں پس جب ہم دشمنوں سے ملیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور
تو ہم پر تسلی نازل کر - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ عامر ہے حضرت نے
فرمایا اے عامر اللہ تجھے بخشے حضرت کبھی کسی کو خصوصیت سے دعا نہیں دیتے تھے کہ وہ شہید نہیں ہو
جاتا تھا - عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ عامر کے ساتھ ہمیں بھی دعا میں شریک کرتے تو کیا اچھا
ہوتا - جب ہم خیبر میں گیا خیبر میں پہنچے مرحب نکل کر اپنی تلوار اچھالنے لگا وہ انکا بادشاہ تھا اور یہ رجز کہہ
رہا تھا خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں ، تیز ہتھیاروں والا بہادر تجربہ کار ہوں - عامر رضی اللہ عنہ اسکے
مقابلہ پر گئے اور یہ رجز کہنے لگے ، خیبر جانتا ہے میں عامر ہوں ، تیز ہتھیاروں والا بہادر ہلاکت
کی جگہ میں بے اندیشہ گھسنے والا ہوں - دونوں نے وار کیے مرحب کی چوٹ عامر کے گھوڑے کو لگی
وہ ان کو گراتے لگا ان کی اپنی تلوار ان کو لگ گئی جس سے ان کی شاہ رگ کٹ گئی ابھی انہیں سانس باقی تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہنے لگے عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے کیونکہ اس نے خود آپ کو ہلاک
کیا ہے میں روتا ہوا حضرت کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے حضرت فرمانے لگے
کون کہتا ہے۔ میں نے کہا حضور کے اصحاب کہتے ہیں آپ نے ارشاد کیا مگر اس کے لیے دو دفعہ کی شہادت
کا اجر ہے پھر حضرت نے مجھے علی علیہ السلام کے پاس بھیجا میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت کے پاس لایا ان کی آنکھیں
دکھ رہی تھیں آنحضرت نے فرمایا البتہ ہم آج علم ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا
ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں میں ان کو لیکر آیا وہ آشوب چشم رکھتے تھے یہاں تک کہ میں
ان کو اپنے ہمراہ حضرت کے پاس لیکر آیا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا وہ اچھے ہو گئے حضرت
نے ان کو علم دیا۔ مرحب نکل کر رجز کہنے لگے خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں تیز ہتھیار والا بہادر تجربہ کار ہوں
جب شیر مجھ کر میں دراتے ہیں آگ کے شعلے مارتے ہیں اور ہٹ جاتی ہیں حملہ مرحب سے کہ حاجب بادشاہ کا ظاہر ہے
کہ خوف کی جگہ میں کوئی نزدیک نہیں پھٹکتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں۔ اور کبھی تلوار لگاتا ہوں۔ اگر زمانہ مغلوب
بھی ہو جائے تو بھی میں غالب تر ہوں۔ اور ہمسر میرے نزدیک خون میں رنگا ہوا ہے جناب علی علیہ السلام
نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے جیسے بیشہ کا شیر ڈراونی صورت والا شجاعت
کے بیشہ کا شیر اور درندہ شیر۔ قوی بازو اور سخت گردن والا میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تمہیں ناپتا
ہوں تم کو ایسی ضرب لگاؤں گا جس سے تمہاری پشت کے مہرے ایک ایک الگ ہو جائیں گے میں سخت زمین
میں نیزے کو گاڑتا ہوں۔ تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں نوجوان قدم کے بزرگ ہیں درندہ کی ضرب سے
اس شخص کے لیے جو حق کو چھوڑ کر ذلت کو قائم کرتا ہے میں ان میں سے سات یا دس آدمی قتل کروں گا۔
کہ وہ سب فاسق و فاجر ہیں پھر جناب امیر نے مرحب پر ایک ایسا وار کیا کہ مرحب کا سر کٹ کر گر گیا اور فتح
جناب امیر کے ہاتھ پر رہی۔

(۵) عن عبداللہ بن بریدۃ الاسلمی عن ابیہ قال لما کان یوم خیبر اخذ ابوبکر اللواء فلما کان من الغد
اخذہ عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لادفعن لوائی الی رجل لم یرجع حتی یفتح اللہ علیہ فصلی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الغداۃ ثم دعا باللواء فدعا علیا وھو یشتکی عینیہ فمسحھا ثم دفع الیہ اللواء
ففتح (اسد الغابہ) عبداللہ ابن بریدۃ الاسلمی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ خیبر کے روز حضرت ابوبکر علم لیکر گئے پھر دوسرے
روز عمر علم لیکر گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں اپنا علم ایک ایسے شخص کو دوں گا
جو خیبر فتح کیے نہیں لوٹے گا پھر حضرت نے اشراق کی نماز پڑھی اور علم منگایا اور علی کو بلوایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں
آنحضرت نے ان پر ہاتھ پھیرا پھر جناب علی علیہ السلام کو علم دیا اور خیبر انہوں نے فتح کیا۔

(۶) عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی عن ابیہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک انک تخرج فی البرد فی الملاءۃ وتخرج فی الحر فی الحشو والثواب الغلیظ قال اولم تکن معنا بخیبر قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر وعقد لہ اللواء فرجع فبعث عمر وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرار وارسل الی وانا ارمد فتفل فی عینی وقال اللہم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلک ولا بردا اخرجہ احمد والنسائی) عبد الرحمٰن بن ابی لیلے اپنے والد سے ناقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے جناب امیر سے کہنے لگے لوگ آپ کی بات کو برا جانتے ہیں کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور موٹا کپڑا پہنتے ہیں جناب امیر فرمانے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ساتھ دیا اور وہ لوٹ آئے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور علم ان کے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر حضرت نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں آپ نے مجھے آدمی بھیجکر بلوایا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آپ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار گرمی اور سردی کی ایذا سے اسے بچائیو پس مجھے اسکے بعد نہ گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

(۷) عن ابی بریدۃ قال حاصرنا خیبر فاخذ اللواء ابوبکرؓ فلم یفتح لہ ثم اخذ عمر من الغد فانصرف فلم یفتح لہ واصاب الناس یومئذ شدۃ وجہد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی دافع لوائی غدا الی رجل یحبہ اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ فبتنا طیبۃ انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی صلوۃ الغداۃ ثم قام قائما ودعا باللواء والناس علی مصافہم فما منا انسان لہ منزلۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وہو یرجو ان یکون صاحب اللواء فدعا علی ابن ابی طالب وہو ارمد فتفل فی عینیہ ومسح عنہ ودفع الیہ اللواء ففتح اللہ علیہ قال انا فیمن تطاول لہا اخرجہ احمد والنسائی والبزار وابن جریر الطبری) ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور فتح نہ ہوئی اس روز لوگوں کو سخت تکلیف پیش آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل اپنا علم ایک ایسے شخص کو دیں گے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہو۔ اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں وہ بغیر فتح کے نہیں لوٹے گا۔ ہم رات کو خوش دل ہو کر سوگئے کہ کل فتح ہوگی جب صبح

ہوئی اور حضرت اشراق کی نماز پڑھ کر سر و قد کھڑے ہو گئے اور علم طلب کیا لوگ صف باندھے کھڑے تھے ہم میں سے کوئی آدمی نہ تھا کہ جس کی کچھ بھی حضرت کے پاس منزلت تھی کہ وہ صاحب علم ہونیکی آرزو نہ رکھتا ہو پس حضرتؐ نے علی بن ابی طالب کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا حضرتؐ نے ہاتھ پھیرا اور علم انکے سپرد فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے ان کو فتح دی ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے علم کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

(۸) عن بریدۃ الاسلمی قال لما کان یوم خیبر نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل خیبر فاعطی عمر لواء فنھض معہ من الناس فلقوا اھل خیبر فانکشف ھو و اصحابہ فرجعوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاعطین اللواء رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ فلما کان الغد تیادر ابو بکر فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وھو ارمد فتفل فی عینیہ اعطاہ اللواء و نھض معہ من الناس من نھض فلقوا اھل خیبر فاذا مرحب یرتجز وھو یقول ؎ قد علمت خیبر انی مرحب الخ فاختلف ھو و علی ضربتین فضربہ علی علی ھامتہ حتی عض منھا البیض انتھی الی رأسہ وسمع اھل العسکر صوت ضربتہ فما تتام اخر الناس مع علی حتی فتح اللہ علیہ (اخرجہ احمد والنسائی) بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کا روز آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے سامنے جا اترے حضرتؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کو علم دیا ان کے ساتھ جن لوگوں نے اٹھنا تھا وہ اٹھے پس اہل خیبر سے آملے حضرت عمر کے دست پراگندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے حضرتؐ نے فرمایا البتہ ہم علم ایسے ایک آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں جب دوسرا روز ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑھے۔ حضرتؐ نے جناب علی کو بلوایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا۔ حضرتؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر علم انکو دیدیا اور جس نے انکے ساتھ اٹھنا تھا اٹھ کھڑا ہوا پس اہل خیبر آملے مرحب رجز کہہ رہا تھا کہ خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں اسکے اور جناب علی کے درمیان وار چلے جناب امیر نے اس کے سر پر تلوار ماری کہ خود کو کاٹ کر اسکے سر میں بیٹھ گئی تمام اہل لشکر نے جناب امیر کی ضرب کے آواز کو سنا۔ ابھی آپ کی ضرب پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے حملہ کیا اور اللہ تعالےٰ نے جناب امیر کو فتح دی۔

(۹) عن عمران بن حصین قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ فدعا علیا وھو ارمد ففتح اللہ علی یدیہ (اخرجہ النسائی) (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ ہم علم ایک ایسے آدمی کو دیں گے جو اللہ اور اللہ کے رسول

محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں پھر آپ نے علی کو بلوایا وہ آشوب چشم سے تھے اللہ نے ان کو فتح دی ۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ فھزھا ثم قال من یاخذھا بحقھا فجاء فلان فقال انا فقال امض ثم جاء رجل اٰخر فقال امض ثم قال والذی کرم وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین ھذہ الرایۃ رجلا یفتح اللہ علی یدیہ فدعا علیا فاعطاہ ففتح اللہ علیہ خیبر و فدک (اخرجہ احمد فی المناقب)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم پکڑ کر ہلایا پھر ارشاد کیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے اس کے حق پکڑنے کا پس فلاں شخص آیا اور کہنے لگا میں حضرت نے فرمایا اپنے راستے پر چلا جا پھر ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو بزرگ کیا ہے میں یہ علم ایک ایسے آدمی کو دونگا کہ اللہ تعالٰی اسے فتح دے گا پس علی کو بلایا اور علم ان کو دیا اللہ تعالٰی نے خیبر اور فدک پر ان کو فتح دی ۔

(۱۱) عن سلمۃ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر الصدیق بالرایۃ الی بعض حصون خیبر فقاتل ولم یکن فتح لہ وقد جھد ثم بعث الغد عمر بن الخطاب فقاتل ثم رجع ولم یکن لہ فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ لیس بفرار فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وھو ارمد فتفل فی عینیہ قال خذ ھذہ الرایۃ فامض بھا حتی یفتح اللہ علیک قال فخرج واللہ یھابھذی من راس الحصن فقال من انت فقال انا علی ابن ابی طالب قال واللہ قد علوتم ما انزل علی موسی بانک قال فما رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ (اخرجہ ابن اسحاق) سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف روانہ کیا وہ جاکر وہاں لڑے باوجودیکہ انہوں نہایت کوشش کی فتح نہ ہوئی پھر حضرت نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی وہاں جاکر لڑے اور نہایت کوشش کی فتح نہ ہونے سے وہ بھی واپس آگئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم علم ایک ایسے آدمی کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور اسکے ہاتھ سے اللہ فتح دے گا وہ حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں پس حضرت نے علی کو بلوایا ان کو آشوب چشم تھا حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اس علم کو لیکر جاؤ وہ علم لیکر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی سلمہ کہتے ہیں واللہ وہ علم لیکر دوڑتے ہوئے نکلے ہیں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا

انہوں نے اپنا علم سخت پتھر یعنی زمین میں بنا قلعہ کے نیچے گاڑ دیا قلعہ کے اوپر سے ایک یہودی نے جھانک کر پوچھا کہ تو کون ہے جناب امیر نے جواب دیا میں علی بن ابی طالب ہوں وہ کہنے لگا واللہ تم غالب آؤ گے موسیٰ علیہ السلام پر جو اترا ہے سلمہ کہتے ہیں پس جناب امیر فتح کے ہونے تک واپس نہ ہوئے۔

(۱۲) عن علی ما رمدت عینی منذ مسح رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہی وتفل فی عینی یوم خیبر حین اعطانی الرایۃ (اخرجہ احمد وابو یعلی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم عطا کیا اور میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں اپنے دہن لعاب لگایا تب سے میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

(۱۳) عن عمرو بن میمون قال انی لجالس عند ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلون بھؤلاء وھو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا ولا ادری ما قالوا فجاء ینفض ثوبہ ویقول اف وتف یقعون فی رجل لہ عشر قعوا فی رجل قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غدا رجلا لا یخزیہ اللہ ابدا فاستشرف من استشرف فقال این علی قالوا ھو فی الرحاء یطحن قال وما کان احدکم لیطحن من قبلہ قد عاہ وھو ارمد ما کان ان یبصر فنفث فی عینیہ ثم ھز الرایۃ ثلثا فدفعھا الیہ (اخرجہ احمد والنسائی وابن جریر) عمرو بن میمون سے مروی ہے میں ایک روز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند آدمی آئے ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو یا انکو تخلیہ میں بات کرنے کی اجازت دو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے انکی آنکھیں نہیں گئی تھیں ابن عباس کہنے لگے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اس کے ان کے ساتھ جا کے کچھ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کر آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اف اور تف ان لوگوں پر کہتے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں فرمایا ہے میں اپنا علم ایسے شخص کو دونگا جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے پس جس نے اسکی طرف جھانکنا تھا جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہے لوگوں نے عرض کیا وہ چکی پیس رہے ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ ان سے پیشتر کوئی چکی نہیں پیستا تھا پس حضرت نے ان کو بلایا ان کی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا بعد اسکے علم کو تین دفعہ جنبش دیکر ان کو دیدیا۔

(۱۵) عن ھبیرۃ بن مریم قال خرج الینا الحسن بن علی علیہ السلام وعلیہا قد سوداء حین قتل علی فقال لقد

كان فيكم ما الا من رجل ما سبقه الاولون ولا يدركه الآخرون فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يقاتل جبرئيل عن يمينه وميكائيل عن يساره ثم قال لا يرد الراية حتى يفتح الله عليه (اخرجه النسائي) ہبیرہ بن مریم ناقل ہیں کہ جب امیر شہید ہو گئے حسن علیہ السلام ہمارے پاس باہر تشریف لائے انکے سر پر سیاہ عمامہ تھا فرمانے لگے کل کے دن تم لوگوں میں ایسا شخص موجود تھا جس پر نہ تو پہلے لوگ سبقت لیگئے ہیں اور نہ پچھلے لوگ اس تک پہنچ سکیں گے بتحقیق جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کل ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہوں جبریل اسکی دہنی طرف اور میکائیل اسکے بائیں طرف لڑائی میں ہوتا ہے پھر ارشاد کیا کہ جبتک فتح نہ ہو وہ علم الٹا نہیں دیگا

(۱۶) عن سعد قال كنت جالسا فتنقصوا علي ابن ابي طالب فقلت لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له خصال ثلاث لان تكون لي واحدة منهن احب الي من حمر النعم سمعته يقول انه مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي وسمعته يقول لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله وسمعته يقول من كنت مولاه فعلي مولاه (اخرجه النسائي) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ جناب امیرؑ کے حق میں بری باتیں کہنے لگے تھے میں نے ان سے کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی میں تین باتیں ہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر تھی میں نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ نبی میرے بعد نہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ کل ہم علم ایسا ایک آدمی کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول سے پیار کرتا ہے اللہ اور اسکا رسول اس سے پیار کرتے ہیں اور حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے

(۱۷) عن سعد ان معاوية امره فقال ما يمنعك ان تسب ابا تراب فقال اما ذكرت ثلاثا قالهن له رسول الله صلى الله عليه وسلم وتركه في بعض مغازيه فقال له علي يا رسول الله خلفتني مع النساء والصبيان فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدي وسمعته يقول يوم خيبر لاعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال فتطاولنا فقال ادعوا عليا فاتي به ارمد فبصق في عينيه ودفع الراية اليه ففتح الله عليه ولما نزلت ندع ابناءنا وابناءكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي (اخرجه مسلم والترمذي والنسائي) سعد بن ابو وقاصؓ کو معاویہ نے کہا تم ابوتراب پر سب کیوں نہیں کہتے سعد کہنے لگے کیا میں ان تین باتوں کا ذکر نہیں کیا جنکو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپ نے علی کو اپنے بعض غزوات میں ساتھ لیجانے سے چھوڑ دیا جناب علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے لیے خلیفہ بنائے جاتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیبر کے روز سنا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ کل ہم علم ایسے آدمی کو دینگے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتح دے گا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو پیار کرتا ہے اللہ اور اللہ کا رسول اسکو پیار کرتے ہیں پس ہم نے ہاتھ بڑھایا اور حضرتؐ نے فرمایا علی کو میرے پاس بلا لاؤ وہ آنکھوں کے آشوب سے حضرت کے پاس آئے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں کو لگایا اور ان کو علم دیا اللہ نے انہیں فتح دی اور جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی تو حضرتؐ نے علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہلبیت ہیں

(۱۸) عن سهيل بن صالح عن ابيه ان عمر بن الخطاب قال لقد اوتي علي بن ابي طالب ثلاثا لان اكون اوتيتها احب الي من ان اعطى حمر النعم زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وسكن المسجد الا يحل له فيه ما يحل له والراية يوم خيبر (اخرجه احمد) سہیل بن صالح اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب

کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دی جائیں تو میرے نزدیک سرخ پشم
والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی مسجد میں خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا۔

(۱۸) عن ابی ھریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب
الی من حمر النعم تسئل ماھی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ وسکنا فی المسجد یحل لہ ما لا یحل لی والرایۃ یوم خیبر
(اخرجہ ابن السمان) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ
السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بات بھی دی گئی ہوتی تو میرے لیے سرخ
پشم والے اونٹ سے بھی بہتر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے انکا نکاح کرنا اور ان کو مسجد میں
رہائش دینا کہ ان کے لیے وہ امر جائز ہے جو مجھے نہیں (یعنی جنب کی حالت میں مسجد کے اندر جانا) اور خیبر کے روز
کا علم دیا جانا۔

(۱۹) عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابوبکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لان
یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ وولدت لہ وسد
الابواب الا بابہ واعطاہ الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد فی المناقب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین
باتیں ملی ہیں کہ ان میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہوتی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا اور ان کے دروازہ کے سوا سب کے دروازہ بند کرنا اور خیبر کے روز
ان کو علم دیا جانا۔

(۲۰) عن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وکان علی ارمد العین یبتغی - دواء فلما لم یجد مداویا
شفاہ رسول اللہ بتفلۃ - فبورک مرقیا وبورک راقیا + وقال ساعطی الرایۃ الیوم فارسا - فذاک محب
الرسول مواتیا - یحب الٰہی والالٰہ یحبہ - فیفتح ھاتیک الحصون التوالیا - فخص بھا دون البریۃ کلھا
علیا وسماہ الوصی المواخیا (علی شیخ البخاری) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں
کہ علی کو آشوب چشم تھا اور دوا تلاش کرتے تھے پس جبکہ کوئی دوا کرنے والا نہ پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو اپنے لعاب دہن سے شفا دی اور مبارک تھا افسون کیا گیا ہوا اور مبارک تھا افسوس
کرنے والا اور فرمایا میں ابھی آج کے دن علم اس شہسوار کو دونگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست
رکھتا ہے اور موافقت کرنے والا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسے دوست رکھتا ہے پس وہ

فتح کرے گا یہاں سب قلعوں کو جو لگتار ہیں پس مخصوص کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خلقت کے سوا علی کو۔ اور ان کا نام وصی اور اخی رکھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ میں بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر ببراءۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذھا منہ ثم سار بہا فوجد ابو بکر فی نفسہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی (اخرجہ النسائی) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے روانہ کیا وہ ان سے سورہ براءت لیکر مکہ کو چلے گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا ہاں وہ آدمی جو میرا ہو۔

(۲) عن انس قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم براءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا واعطاہ ایاھا (اخرجہ النسائی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر مکہ کو بھیجا پھر ان کو بلا لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

(۳) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث براءۃ الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ بعلی فقال لہ خذ ھذا الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ فلحقتہ واخذت الکتاب منہ قال فانصرف ابو بکر وھو کئیب قال یا رسول اللہ انزل فی شئ قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا پھر علی کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے فرمایا نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچائے۔

(۴) عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بہا الا رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ (اخرجہ احمد والنسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سورہ براءت دیکر روانہ کیا انکے پیچھے

جناب علیؑ کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا حضرت نے فرمایا اسکی کوئی نہیں لے جا سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہو اور وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

(۵) عن ابی سعید الخدری وابی ھریرۃ رضی اللہ عنہما قالا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ مع براءۃ فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقۃ علی فعرفہ فاتاہ فقال ما شانی قال خیرا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراءۃ فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار وانہ لا یبلغ غیری او رجل منی یعنی علیا (اخرجہ احمد والنسائی) ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا جب وہ ضجنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا حضرت علی کو پہچان کر ان کے قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے جناب امیر نے ارشاد کیا ہے حضرت نے مجھے سورہ براءت پہنچانے کے واسطے حکم دیا ہے پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہوا ہے حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو سوا اسکے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا اس کو کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا۔

(۶) عن علی قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بھا لیقرأھا علی اھل مکۃ ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیث ما لقیتہ فخذ الکتاب فاذھب بہ الی اھل مکۃ فاقرأہ علیھم فلحقتہ بالجحفۃ فاخذت الکتاب منہ ورجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ انزل فی شئ قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لا یؤدی عنک الا انت او رجل منک (اخرجہ احمد والنسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برائت کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ سورت دیکر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا کہ وہ جاکر سورہ براءت ان کو سنائیں پھر حضرت نے مجھے بلوا کر ارشاد کیا جاؤ ابوبکر جہاں پر ہوں ان سے کاغذ لیکر مکہ والوں کو تم جاکر یہ سورت سنا دیں ان سے جحفہ میں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبریل علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہو۔

(۷) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃ قال انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بدلی ان اذھب بھا او تذھب بھا انت قال فان کان ولا بد فاذھب انا قال انطلق فان اللہ یثبت لسانک ویھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فیہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے

روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ براءت کیساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا نہ تو میں زبان آور ہوں اور نہ مقرر فرمایا بجز اسکے چارہ نہیں اس سورت کو یا میں لیجاؤں یا تم لیجاؤ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ نہیں تو میں ہی لیجاتا ہوں حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدھا کر دے گا اور تمہارے دل کو ہدایت کرے گا پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ ان کے یعنی میرے منہ پر رکھا۔

(تنبیہ) قال الزهری رحمۃ اللہ علیہ ان امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یقرء براءة لانهم لان عادة العرب ان لا یتولا لعهود والمواثیق الا سید القوم او زعیمه او رجل من اهل بیته یقوم مقامه کاخ او ابن عم فاجراهم علی عادتهم (تذکرة خواص الامة فی معرفة الائمة) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براءت دیکر اسلیے جناب امیر کو مکہ کیطرف بھیجا۔ کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اس کے شریک یا اس کے گھر کے آدمی کے سوا جو اسکا قائم مقام ہو سکے مثل بھائی کے یا ابن عم کے نہیں کرتے پس حضرتؐ نے بھی انہیں کی عادت کے موافق اپنے ابن عم کو براءت دیکر بھیجا۔

حضرتؐ نے فرمایا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علیؑ

(۱) عن حبشی بن جنادة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منه ولا یودی عنی الا انا او علی (اخرجه احمد والترمذی والنسائی والبغوی وابن ابی عاصم وابن قانع والضیاء والباوردی والطبرانی وابن ماجة وابن ابی قتیبة والحافظ الدمشقی) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی علیہ السلام۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا منه لا یودی عنی الا انا او علی (اخرجه الدیلمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرا ہے میں علی کا ہوں مجھ سے کوئی نہیں ادا کر سکتا مگر خود میں یا علی۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کی طرف سے امانتوں کا ادا کرنا

(۱) عن ابی رافع فی هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وخلفه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی علیا یخرج الیه باهله وامره ان یودی عنه امانته ووصایا من کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوصی الیه کان یؤمن علیه

من مالهما فادى عليا امانته كلها (اخرجه ابن الاثير فى اسد الغابه) ابو رافع رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مبارک کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے ان کو یعنی علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ مدینہ کو آئیں اور امر کیا کہ جن لوگوں نے اپنی امانتیں اور وصیتیں حضرت کے پاس رکھی ہوئی تھیں انکو انکے مالکوں کو سب ادا کر آئے۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے قرضوں کو ادا کرنا

(۱) عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على يقضى دينى (اخرجه البزار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(۲) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا على انت تغسل جثتى وتؤدى دينى وتواريني فى حفرتى وتفى بذمتى وانت صاحب لوائى فى الدنيا والآخرة (اخرجه الديلمى) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تم ہمیں غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمیں قبر میں رکھو گے اور ہمارے ذمے کو پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على ينجز عدتى ويقضى دينى (اخرجه الديلمى) ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور وہ میرے قرض کو ادا کرے گا۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کے وعدوں کو پورا کرنا

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على ينجز عدتى ويقضى دينى (اخرجه الديلمى) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(۲) عن حبشى بن جنادة قال كنت جالسا عند ابا بكر فقال من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليقم فقام رجل فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدنى بثلاث حثيات من تمر فقال ارسلوا الى على فقال يا ابا الحسن ان هذا يزعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعده ثلاث حثيات من تمر فاحثها له (اخرجه ابن السمان) حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگے جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو کر بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ حضرت نے مجھ سے تین لپ بھر کر کھجور دینے کا وعدہ کیا تھا ابوبکر کہنے لگے جناب علی کو بلاؤ جب وہ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا ابا الحسن یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر کھجور کے دینے کا وعدہ کیا تھا آپ اس کو دیدیں جناب امیر علیہ السلام نے اس کو تین لپ بھر کر دیدیں۔

جناب امیرؑ کا منجانب اللہ حضرتؐ کی تائید کیلئے مخصوص ہونا

(۱) عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت کتابا فہمتہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ (اخرجہ الملا فی سیرتہ قاضی عیاض فی الشفا) ابوحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شب معراج میں جب آسمانوں پر ہمارا گذر ہوا عرش مجید کی دہنی ساق پر لکھا ہوا پایا جسکے معنی ہمیں سمجھ میں آگئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ان کی تائید اور نصرت کے لیے علی پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا بطائر فی فیہ لوزۃ خضراء فالقاہا فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذہا ثم کسرہا فاذا فی جوفہا دودۃ خضراء مکتوب فیہا بالاصفر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصرتہ بعلی (اخرجہ نعیم و سمعانی وصاحب نزہۃ المجالس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں ایک طائر آیا اور اس نے منہ میں ایک سبز بادام تھا اس طائر نے وہ بادام حضرت کی گود میں ڈال دیا حضرتؐ نے اس کو لیکر توڑا پھر اس کو توڑا اس کے بیچ میں سے ایک سبز رنگ کا کپڑا نکلا جس پر زرد خط سے لکھا ہوا تھا۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر خدائے تعالیٰ اور محمد اسکے رسول ہیں اور ہم نے ان کی مدد علی کے ساتھ مخصوص کی ہے۔

(۳) عن ابی ہریرۃ فی قولہ تعالیٰ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی ورسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں قول اللہ تعالیٰ کے کہ اس بندے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کیساتھ منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں معبود سوا اللہ کے در آنحالیکہ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں محمد میرا بندہ

ہے اور میرا رسول ہے میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

جناب امیر کا حضرت کی طرف سے صلح حدیبیہ کے روز کاتب صلحنامہ ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان کاتب کتاب الصلح یوم الحدیبیۃ علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے عہدنامہ کے کاتب جناب امیر علیہ السلام تھے

(۲) فقال عبد الرزاق قال معمر سالت عنہ الزہری فضحک وقال ھو علی ولو سالت ھؤلاء لقالوا ھو عثمان یعنی بنو امیہ (ریاض النضرۃ) عبدالرزاق اپنی کتاب مصنف میں لکھتے ہیں کہ معمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا صلح حدیبیہ کی کتابت کس نے کی ہے وہ ہنس کر کہنے لگے جناب علی علیہ السلام تھے اگر تم ان لوگوں سے یعنی بنی امیہ سے پوچھو گے تو وہ یہی کہیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

(۳) عن علقمۃ بن اسحاق قال قلت لعلی بینک وبین ابن اکلۃ الاکباد حکما قال انی کنت کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سہیل ابن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قاتلناہ امحھا فقلت ھو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان رغم انفک لا واللہ لا امحوھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنی مکانہا فاریتہ فمحاھا وقال اما لک مثلھا ستاتیھا مضطھدا (اخرجہ النسائی) علقمہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانے والی کے بیٹے (یعنی ہندہ مادر معاویہ کہ جس نے جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر چبایا تھا) کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں جناب امیر نے ارشاد کیا کہ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صلحنامہ کے لکھنے پر مامور ہوا جب میں نے لکھا کہ یہ وہ قرار ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے سہیل بن عمرو کہنے لگا۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان کی لڑائی نہ کرتے تم اسے مٹا دو میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بہ تحقیق اللہ کے رسول ہیں تیرے ناک پر مٹی ڈالوں گا اور واللہ میں نہیں ہٹوں گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی مجھے بتاؤ وہ کونسا مقام ہے میں نے حضرت کو وہ مقام بتا دیا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھا گیا ہے۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا اور فرمایا عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہی ہونیوالا ہے اور تو بھی مغلوب ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

حضرت کا جناب امیر کو مسجد قبا کے بنا رکھنے کیلئے مخصوص فرمانا

عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ قال لما سال اہل قباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبنی لہم مسجدا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام ابوبکر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر رضی اللہ عنہ فرکبہا فلم تنبعث فرجع فقعد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام علی فلما وضع رجلہ فی غرز الرکاب تنبعث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخ زمامہا وابنوا علی مدارہا فانہا مامورة (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر رخلاصة الوفا للسمہودی وجذب القلوب الشیخ عبد الحق محدث الدہلوی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبا کے رہنے والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کی بنیاد ڈالنے کیلئے استدعا کی آپ نے ارشاد کیا تم میں سے کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو۔ پس کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے اور ناقہ پر سوار ہوگئے مگر اونٹنی نہ اٹھی اپس وہ واپس آکر بیٹھ گئے۔ بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اونٹنی پر سوار ہوگئے۔ اونٹنی نے حرکت نہ کی وہ بھی چلے آئے اور بیٹھ گئے۔ تب حضرتؐ نے پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس ناقہ پر سوار ہو اس مرتبہ جناب علی علیہ السلام اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈالا ہی تھا کہ اونٹنی کود کر کھڑی ہوگئی حضرتؐ نے فرمایا۔ اس کی باگ چھوڑ دو یہ مامور ہے یعنی جہاں تک کہ خدا کا حکم ہوگا اور جہاں تک کہ یہ دورہ کرے گی۔ وہاں تک بنا کرو۔

حضرت کا جناب امیر کو لوگوں کی تہدید کے لیے مخصوص فرمانا

(۱) عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوفد ثقیف حین جاءہ لتسلمن او لابعثن علیکم رجلا مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارة الا یومئذ فجعلت انصب صدری رجاء ان یقول ھو ھذا قال فالتفت الی علی فاخذ بیدہ وقال ھو ھذا (اخرجہ عبد الرزاق وابو عمر۔ وابن السمان) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی ثقیف کے قاصد سپردگی کے لیے آئے حضرتؐ نے ان سے فرمایا تم باز آجاؤ ورنہ تم پر ایک مجھ سا آدمی برانگیختہ کیا جائے گا وہ تمہاری گردن کاٹ ڈالے گا اور تمہارے بچوں کو لونڈی اور غلام بنائے گا اور تمہارا مال لوٹ لیگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے اسدن کے سوا کبھی امیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس امید پر میں نے اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت فرمادیں کہ وہ یہ شخص ہے لیکن حضرتؐ جناب علیؑ کیطرف متوجہ ہوئے اور انکا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے وہ یہ شخص ہے۔

(۲) عن زید بن نفیع قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لتنتہن بنو ولیعۃ او لا بعثن الیکم رجلا کنفسی یمضی فیھم امری یقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ قال فقال ابوذر فما راعنی الا برد کف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تراہ یعنی من تعنی قال لا اعنیک ولکن خاصف النعل یعنی علیا (اخرجہ احمد فی المناقب) زید ابن نفیع سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے کہ بنو ولیعہ باز رہیں ورنہ میں ان پر ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میری جان کی مانند ہے ان میں میرا حکم جاری کرے گا اور ان کے بچوں کو لونڈی اور غلام بنائیگا۔ ابوذر رضی اللّٰہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کے ہاتھ کی سردی ازار بند کے پاس پیچھے سے محسوس ہوئی۔ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول آپ کس سے مراد رکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ہماری مراد تم سے نہیں بلکہ جوتا سینے والے علی علیہ السلام سے ہے۔

(۳) عن منصور بن ربعی بن فراش قال حدثنا علی بالرحبۃ قال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج لنا ناس من المشرکین منھم سہیل ابن عمرو فقالوا یا رسول اللّٰہ خرج الیک ناس من ابنائنا واخواننا وارقائنا فارددھم الینا فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا معشر قریش لتنتہن او لیبعثن اللّٰہ علیکم رجلا من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللّٰہ قلبہ علی الایمان فقالوا من ھو یا رسول اللّٰہ قال ھو خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفھا قال فالتفت الینا علی فقال او ما سمعت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار قال احمد او لجنۃ فی النار (اخرجہ احمد والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح) منصور بن ربعی بن فراش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے رحبہ میں بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز چند مشرک ہمارے پاس آئے ان میں سے سہیل بن عمرو بھی تھا وہ لوگ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کہنے لگے یا رسول اللّٰہ ہمارے بیٹوں اور غلاموں اور بھائیوں میں چند اشخاص آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے پاس لوٹا دیں حضرتؐ نے فرمایا اے قریش کے لوگوں تم باز آؤ ورنہ خدائے تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تلوار سے تمہاری گردن کاٹے گا بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے ایمان پر اسکے دل کا امتحان کر لیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ وہ کون ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ جوتا سینے والا ہے اور حضرت علی کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا پھر جناب امیرؑ ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیا میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جو شخص مجھ پہ دانستہ جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ امام احمد سے روایت ہے کہ وہ دوزخ میں دھکیلا جائے گا۔

(۴) عن علی قال جاء اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاؤک وان ناسا من عبیدنا قد اتوک لیس بھم رغبۃ فی الدین انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال

صدقوا انهم لجيرانك وحلفاءك ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاءك فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا معشر قريش والله ليبعثن الله عليكم رجلا قد امتحن الله قلبه بالايمان فليضربنكم على الدين قال ابوبكر انا هو يا رسول الله قال لا قال عمر انا هو يا رسول الله قال لا قال ولكن هو الذی يخصف النعل وكان اعطى عليا نعله يخصفها (اخرجه النسائی وابوداؤد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش کے چند لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے یا محمد ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں ہمارے غلام آپکی خدمت میں آ گئے ہیں جن کو امور دین میں کچھ بھی رغبت نہیں وہ ہمارے کھیتوں سے بھاگ گئے ہیں آپ ہمیں واپس دیدیں حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی بابت کیا کہتے ہو وہ کہنے لگے یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں پھر حضرت نے جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم کیا کہتے ہو وہ بھی کہنے لگے یہ سچ کہتے ہیں یہ لوگ حضور کے ہمسایہ اور ہم عہد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تم باز آؤ اللہ تم پر ضرور ایسے ایک آدمی بھیجے گا کہ جس کے دلکو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے وہ تمہیں دین کے لیے قتل کرے گا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے اور علی کو جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔

(۵) عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتنتهن بنو وليعة او بنو وكيعة او ليبعثن عليكم رجلا كنفسی فيقتل المقاتلة ويسبی الذرية فما راعنی الا برد كف عمر فی حجزتی من خلفی فقال من تعنی قال خاصف النعل على يخصف نعلا (اخرجه احمد والنسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہیئے کہ بنو ولیعہ یا بنو وکیعہ باز رہیں ورنہ ان پر ایک ایسا آدمی بھیجا جائے گا کہ وہ میری جان جیسا ہے وہ ان سے لڑے گا اور ان کے بچوں کو لونڈی غلام بنائے گا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی پیچھے سے میرے ازار بند کے پاس مجھے محسوس ہوئی وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں فرمایا جوتا سینے والی سے اور علی جوتا سی رہے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام نے نسبت پیشگوئی عہد عتیق میں

(یسعیا نبی کی کتاب کے باب ۱۳۔ آیت ۲۰) میں ہے کہ بابل گاہے آباد نخواہد شد و پشت در پشت

گا ہے معمور نخواہد گردید و سہ آنجا عرب خیمہ نخواہند زد» یعنی بابل کا شہر ایسا برباد و ویران ہوگا کہ عرب کے لوگ وہاں خیمہ استادہ نہ کریں گے۔

یہ پیشین گوئی جناب امیر علیہ السلام سے پوری ہوئی ہے۔ روضۃ الصفا و دیگر کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ معاویہ کی لڑائی کے لیے صفین کو تشریف لے چلے تو جب نخلیہ سے کوچ فرما کر بابل میں پہنچے اس وقت آپ کی فوج نے عرض کیا کہ نماز عصر قریب ہے اگر آپ فرماویں تو ہم اپنے خیمہ یہاں پر استادہ کریں حضرتؑ نے فرمایا یہاں خیمہ استادہ مت کرو یہ خدا کا مغضوب شہر ہے اس جگہ سے روانہ ہو جاؤ۔

محمد خاوند شاہ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ «روز چہارم طبل رحیل کوفتہ از نخلیہ کوچ کردند و چوں بحوالی مدینہ بابل رسیدند امیر المومنین علی فرمودہ کہ ایں شہریست کہ مکرات و مرات معمور و مدروس گشتہ باید کہ چہار پایان را تعجیل برانید کہ نماز دیگر بر خارج ایں دیار بگذاریم و خلائق در سیر مسارعت نمودہ چوں از مدینہ بابل بیرون رفتند از مراکب فرود آمدہ اقتداء بامام المسلمین کردہ باداۓ صلوٰۃ عصر قیام نمودند» انتہی کلامہ پس پیشین گوئی کا دوسرا حصہ جناب امیر علیہ السلام سے پورا ہوا کہ بابل میں عرب اپنا خیمہ استادہ نہ کریں گے چنانچہ اسی غرض کے لیے اس مقام پر جناب امیر علیہ السلام کے واسطے حضرت یوشع بن نون کی طرح سے ردّ شمس بھی واقع ہوا۔ چنانچہ مطالب السئول میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحۃ الشافعی علیہ الرحمۃ اور علامہ یوسف گنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں۔ «و بعد النبی حین ارادوا ان یعبروا الفرات ببابل واشتغل کثیر من اصحابہ بتعبیر دوابهم و صلی علی مع طائفۃ من اصحابہ العصر و فاتت الجمھور فتکلموا فی ذلک فلما سمع سال اللہ عز و جل فی ردھا لیجتمع کافۃ اصحابہ علی الصلوٰۃ فاجابہ اللہ تعالیٰ ردھا وکانت کما الھا وقت العصر فلما سلم القوم غابت و سمع لھا وجیب شدید ھال الناس واکثروا التسبیح والتھلیل والاستغفار» (انتہی کلامہما) یعنی ایک دفعہ اور بھی ردّ شمس سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام کیلئے واقع ہوا جبکہ وہ فرات کے کنارے شہر بابل سے عبور کر رہے تھے ان کے اکثر دوست اپنی اپنی بار برداریوں کو فرات سے پار اتارنے میں مشغول تھے جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز اپنے وقت پڑھ لی۔ لیکن اکثر لوگ نماز سے رہ گئے لوگوں نے اسکا چرچا کیا جب جناب امیرؑ نے سنا خدائے تعالےٰ سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کر سکیں خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آفتاب کو لوٹا دیا اور ٹھیک عصر کا وقت ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔ تمام قوم نے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے سلام پھیرا آفتاب غروب ہو گیا اور اسکے غروب ہونے سے ایک سخت ہیب

آواز سنا گیا تمام لوگوں کے کلیجے دہل گئے اور تسبیح و تہلیل اور استغفار کثرت سے پڑھنے لگے۔

جناب امیر کا حق امت محمدیہ پر

(۱) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد (اخرجہ الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسے کہ باپ کا بیٹوں پر۔

(۲) عن جابر بن عبد اللہ وابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی علی ھذہ الامۃ کحق الوالد علی ولدہ (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبداللہ اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کا اس امت پر حق ایسا ہے جیسے کہ والد کا بیٹے پر۔

خدا اور جبریل کا جناب امیرؑ سے راضی ہونا

(۱) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا مبعثا فلما قدم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ و رسولہ وجبریل عنک راضون (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع) ابی رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک فوج میں روانہ کیا۔ جب وہاں سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اور اسکا رسول اور جبریل تجھ سے راضی ہیں

(۲) عن عمر بن الخطاب قال توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنہ راض (اخرجہ البخاری) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وہ جناب امیر سے ہمیشہ خوش رہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا محبوب خدا ہونا

(۱) عن سفینۃ قال اھدت امرأۃ من الانصار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیرین بین رغیفین فقدمت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ائتنی باحب خلقک الیک والی رسولک فاذا ابا لباب علی فدخل فاکل معہ (اخرجہ احمد فی المناقب والطبرانی فی معجم الکبیر فی مسند سفینۃ) سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو

مرغ روٹیوں پر رکھ کر بطور ہدیہ کے لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب خلقت سے تیرے اور تیرے رسول کے نزدیک بہت پیارا ہوا سے میرے پاس بھیج دے ناگہاں دروازہ کھول کر جناب امیر داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے۔

(۲) عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان عندہ طائر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطائر فجاء ابوبکر فردہ ثم جاء عمر فردہ ثم جاء علی فاذن لہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص و الطبرانی فی الکبیر فی مسانید انس بن مالک) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ پکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا اے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو لوٹا دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے حضرت نے ان کو بھی لوٹا دیا پھر جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے انہیں داخل ہونے کا اذن دیا۔

(۳) عن محمد بن عمر بن علی قال حدثنی ابی عن جدہ علی قال اھدی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیرا یقال لہ الحباری فوضع بین یدیہ وکان انس بن مالک یحجبہ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یداہ الی اللہ فقال اللھم ائتنی یا حب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطیر قال انس فجاء علی یستاذن فقال لہ انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حاجۃ ثم عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء فجاء علی فردہ انس فرجع ثم دعا الثالث فجاء فدخلہ فلما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یحبسک یا علی قال ھذہ اخر ثلث کرات یردنی انس انہ یزعم انک علی حاجۃ قال یا انس ما حملک علی ما صنعت قال سمعت دعائک فاحببت ان یکون فی رجل من قومی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل قد یحب قومہ فاکل معہ ثم خرج علی فقال انس فقلت یا ابا الحسن استغفر لی فان لی الیک ذنبا وان لی الیک بشارۃ فاخبرتہ بما کان من دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واستغفر لی ودعتی عنی (اخرجہ ابو حاتم) محمد بن عمر بن علی اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے ناقل ہے کہ کوئی شخص حضرت کے پاس ایک مرغ حباری پکا کر ہدیہ لایا جب حضور کے سامنے رکھا گیا حضرت نے ہاتھ کو اٹھا کر خدا سے دعا کی اے پروردگار جو شخص کہ تجھے کو تمام خلقت سے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے تا کہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ناگہاں جناب علی تشریف لائے اور اندر آنے کا اذن طلب کیا انس نے ان کو لوٹا دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مصروف کار ہیں پھر دوبارہ حضرت نے دعا کی اور علی تشریف لائے انس نے پھر ان کو واپس کر دیا۔ حضرت نے پھر دعا کی اور علی تشریف لائے انس رضی اللہ عنہ نے ان کو اندر جانے

دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علی تم دیر سے کیوں آئے عرض کیا یہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا ہوں انس نے مجھے لوٹا دیا کہ حضرتؐ مصروف کار ہیں۔ حضرتؐ نے انس سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا انس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حضور کی دعا سنی تھی مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ یہ دعا میری قوم کے کسی آدمی کے لیے ہو پس حضرتؐ نے کہا ہر ایک آدمی اپنی قوم سے محبت رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جناب علی حضرتؐ کے ساتھ شریک طعام ہوئے اور جب فارغ ہو کر باہر نکلے تو میں نے عرض کیا یا ابا الحسن میں نے آپ کا قصور کیا ہے آپ مجھے معاف فرما دیں اور آپ کیلئے میں ایک بشارت رکھتا ہوں پس حضرتؐ کی دعا سے میں نے ان کو خبردار کیا وہ خدا کا شکر بجالائے اور میرے لیے استغفار کی اور مجھ سے راضی ہو گئے۔

عن ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک فجاء علی فقال الی وکل (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے پاس کوئی ایک مرغ بریان لایا حضرتؐ نے دعا کی اے میرے پروردگار اپنی سب خلقت سے اپنے محبوب کو میرے پاس بھیج دے پس علی حاضر ہوگئے آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور کھاؤ۔

(۵) عن سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجون ان یعطاھا فقال این علی فقالوا ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق فی عینیہ فبرء حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یا رسول اللہ اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم (اخرجہ البخاری والمسلم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز ارشاد فرمایا کہ کل ہم یہ علم ایسے ایک آدمی کو دینگے جس کے ہاتھوں سے اللہ فتح دیگا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جب صبح ہوئی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص علم کے ملنے کی آرزو رکھتا تھا حضرتؐ نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا ان کی آنکھوں میں آشوب ہے حضرت نے فرمایا ان کو بلا بھیجو پس حضرت کے پاس لائے گئے حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن انکی

(ف) قال ابن الکثیر فی تاریخہ رأیت کتابا الف الطبری جمع فیہ طرق حدیث الطیر۔ ابن کثیر لکھتا ہے کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس کو علامہ جریر طبری نے تالیف کیا ہے اور اس میں حدیث طیر کے طرق کو جمع کیا ہے۔

(ف) قال الحافظ الذھبی فی مفتاح کنز الدرایۃ فی ذکر صحیح عبد اللہ بن الحاکم و اما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا قد افردتہا مصنف ومجموعھا یوجب ان الحدیث لہ اصل حافظ ذہبی مفتاح کنز الدرایۃ میں ذیل ذکر صحیح عبد اللہ بن الحاکم کے لکھتے ہیں کہ روایت کے طیر کے بہت سے طریقے ہیں ان کے مجموع سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہ اصل رکھتی ہے

آنکھوں میں لگایا وہ بالکل اچھی ہو گئیں گویا کہ درد تھا ہی نہیں پھر حضرتؐ نے ان کو علم دیا۔ علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے لڑوں تاکہ وہ ہمارے جیسے مسلمان ہو جائیں حضرتؐ نے فرمایا سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم انکے میدان میں جا اترو پھر ان کو اسلام کی دعوت کرو اور کہو کہ ان پر خدا کا حق واجب ہے اس سے انکو اطلاع دو پس واللہ اگر تیرے ذریعہ سے خدا ایک آدمی کو بھی ہدایت کرے تو تیرے لیے سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر ہے

(تنبیہ) پس احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محبوب خدائے تعالیٰ تھے اور محبت الٰہی کا باعث ہے کثرت ثواب سے، چنانچہ امام نووی علیہ الرحمۃ شرح منہاج میں لکھتے ہیں ومحبۃ اللہ تعالیٰ لعبدہ تمکنہ من طاعتہ وعصمتہ وتوفیقہ وتیسیر الطافہ وھدایتہ وافاضۃ رحمتہ علیہ ھذہ مبادیہا واما غایتہا فکشف الحجب من قلبہ حتی یراہ ببصیرتہ وتیسیر نطاقتہ الحدیث الصحیح لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی محبت کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندے کو عبادت پر قادر کرتا ہے اور عصمت کی تشریف سے مشرف فرماتا ہے اور امتثال اوامر کی توفیق دیتا ہے اور اپنے الطاف اسکے حق میں سہل کر دیتا ہے اور راہ ثواب کی ہدایت فرماتا ہے اور اپنی رحمت کو اس پر افاضہ فرماتا ہے یہ تمام امور مبادی محبت الٰہی ہیں اور اس محبت کی غایت یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے کھول دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بصیرت سے اپنے معبود کو دیکھتا ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب میرا بندہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے تو میں اسکو دوست بناتا ہوں اور جب اسکو دوست بناتا ہوں تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں کہ وہ ان سے سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے۔

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمیر التیمی قال دخلت مع عمتی علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النساء فاطمۃ ومن الرجال زوجہا (اخرجہ الترمذی) جمیع بن عمیر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا میں نے ان سے پوچھا لوگوں میں کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا کہنے لگیں عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں ان کا شوہر۔

(۲) عن عروۃ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت علی فقلت ای شیء کان سبب خروجک علیہ قالت لم تزوج ابوک امک قلت من قدر اللہ

قالت وکان ذلک من قدر اللہ (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علی میں نے کہا پھر ان پر آپ کی چڑھائی کا کیا سبب تھا فرمانے لگیں تیرے باپ نے تیری ماں سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا یہ خدا کی تقدیر تھی فرمانے لگیں وہ بھی خدا کی تقدیر تھی۔

(۳) عن جمیع قال دخلت مع امی علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن مسیرها یوم الجمل فقالت کان قدرا من اللہ وسالتها عن علی قالت سالت عن احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض النضرۃ) جمیع رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی فرمانے لگیں یہ خدا کی تقدیر تھی۔ پھر میں نے جناب امیرؑ کی نسبت پوچھا فرمانے لگیں تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشیر قال استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت عائشۃ رضی اللہ عنہا عالیا وھی تقول واللہ لقد علمت ان علیا احب الیک من ابی فاھوی ابوبکر رضی اللہ عنہ لیلطمها وقال یا بنت فلانۃ اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامسکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخرج ابوبکر رضی اللہ عنہ مغضبا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف رأیتنی انقذتک من الرجل ثم استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ بعد ذلک وقد اصطلح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائشۃ فقال ادخلانی فی السلم کما ادخلتمانی فی الحرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد فعلنا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چلاتے ہوئے سنا کہ حضرتؐ سے کہہ رہی تھیں خدا کی قسم ہے میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپ کو علی سوا عزیز ہیں۔ حضرت ابوبکر نے بڑھ کر قصد کیا کہ انکو طمانچہ لگائیں اور کہنے لگے اے فلانے کی بیٹی حضرت پر چلاتی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو پکڑ لیا ابوبکر خفا ہو کر نکل گئے حضرتؐ نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کیوں ہم نے اس آدمی سے تجھے کیسا بچا لیا۔ پھر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت کی ام المومنینؓ سے صلح ہو چکی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلح میں بھی شامل کریں جس طرح سے کہ میں آپ کے جھگڑے میں دخیل ہوا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم نے آپ کو صلح میں بھی شامل کر لیا ہے۔

(۶) عن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی (اخرجہ المنتہیٰ)
بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور سب مردوں سے جناب علی۔

(۷) عن معاویۃ ابن ثعلبۃ قال جاء رجل الی ابی ذر وھو فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اباذر الا تخبرنی باحب الناس الیک فانی اعرف ان احب الناس الیک احبہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ای و رب الکعبۃ احبہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو ذلک الشیخ واشار الی علی (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) معاویہ بن ثعلبہ ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرت کی مسجد میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباذر کیا آپ مجھے نہیں بتا سکتے کہ سب لوگوں سے آپ کو کون زیادہ پیارا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو سب سے تم کو زیادہ عزیز ہوگا وہی سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز ہوگا ابوذر کہنے لگے حضرت کو سب سے زیادہ عزیز برب کعبہ یہ شیخ ہے اور اشارہ جناب امیر کیطرف کیا۔

(۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام الیہ فقبل ما بین عینیہ فقال العباس اتحب ھذا یا رسول اللہ فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے حضرت ان کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انکو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو یہ پیارے ہیں حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ خدا کے لیے مجھے یہ نہایت پیارے ہیں پروردگار نے ہر ایک نبی کی اولاد اسی کی صلب سے پیدا کی ہے اور میری اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے۔

(۹) عن ام عطیۃ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا وام علیا علیہم فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا (اخرجہ الترمذی) ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں سن رہی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے الٰہی جب تک کہ تو نے مجھے علی کو نہ دکھائے تب تک مجھے نہ مار۔

(۱۰) عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر رسول صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوت لہ ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی حبیبی فدعوا لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع رأسہ فقال ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا الہ علیا فواللہ ما یرید غیرہ فلما راٰہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل محتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (اخرجہ الکاد قطنی)

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب آ گیا حضرتؐ نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین پر رکھ دیا۔ اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی دیکھا اور دیکھ کر سر اقدس بالیں پر رکھ دیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے سوا کسی دوسرے کو نہیں طلب کرتے جب حضرت نے ان کو دیکھا اس کپڑے کو جو کہ حضرت اوڑھے ہوئے تھے اٹھا دیا اور جناب علی علیہ السلام کو اسکے اندر لیا حضرتؐ کے انتقال فرمانے تک آپ ان کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے۔

(۱۱) عن عکرمۃ قال لما زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاطمۃ قال لھا امرت ان لا انکحسك لاحب اھلی الی لاخرجہ عبد الرزاق فی جامعہ) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا تیرا نکاح اسکے کروں جو سب تیرے اہل سے مجھے محبوب ہے۔

(۱۲) عن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال اجتمع علی وجعفر و زید بن حارثۃ فقال جعفر انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال زید انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانطلقوا بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسا لہ قال واستاذنوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ قال اخرج فانظر من ھؤلا فخرجت ثم جئت فقلت ھذا جعفر و علی و زید بن حارثۃ یستاذنون قال ایذن لھم فدخلوا فقالوا یارسول حئناك نسالك من احب الناس الیك قال فاطمۃ قالوا انما نسالك عن الرجال قال اما انت یا جعفر فیشبہ خلقك خلقی وخلقك خلقی واما انت یا زید من شجرتی واما انت علی فختنی وابو ولدی واحب القوم الی لاخرجہ الخوارزمی فی المناقب) اسامہ بن زید اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہیں تم سب سے حضرت کو بہت پیارا ہوں اور زید بن حارثہ کہنے لگے ہیں تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں باہم یہ مشورہ ٹھہرا کہ چلو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں دروازہ پر آ کر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کون لوگ ہیں میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں اجازت چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا آنے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم عورتوں کی نسبتا

نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اے جعفر تیرا خلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔

شب معراج میں جناب امیر کی آواز سے خدا پاک کا حضرت کے ساتھ متکلم ہونا

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسئل بای لغت خاطبک ربک لیلۃ المعراج فقال خاطبنی ربی بلغت علی فقلت یارب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کالاشیاء ولا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشیاء خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک فاطلعت علی سرائر قلبک فلم اجد الی قلبک احب من علی بن ابی طالب فخاطبتک بلسانہ کیما یطمئن قلبک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا، فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید پر واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وقد سئل بای لغۃ خاطبک ربک لیلۃ المعراج قال خاطبنی بلسان علی فقلت یارب خاطبتنی ام علی فقال یا احمد انا شیء لیس کالاشیاء ولا اوصف بالشبہات خلقتک من نوری وخلقت علیا من نورک اطلعت علی سرائر قلبک ولم اجد فی قلبک احب من علی فخاطبتک بلسانہ کیما تطمئن قلبک (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) حضرت علی سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم سے سنا لوگوں نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا کہ علی فرمایا اے احمد میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جاتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے میں تیرے دل کے بھیدوں سے واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

جناب امیرؑ کی ذات پر پروردگار کا مباہات کرنا

(۱) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف المہاجرین والانصار صفین واخذ بید علی فمر بین الصفین فضحک فقال لہ رجل من ای شئ ضحکت یا رسول اللہ فداک ابی و امی قال ھبط جبرئیل بان اللہ باھا بالمہاجرین والانصار علی اھل السموت وباھی بک حملۃ العرش یا علی (اخرجہ ابو القاسم فی فضائل العباس) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بتحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں سے ہو کر گذرے اور تبسم فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں حضرتؐ نے فرمایا جبریل نے نازل ہو کر بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے اور اے علی تیرے ساتھ حاملان عرش بھی مباہات یعنی فخر کرتے ہیں۔

(۲) عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفہ فقال ان اللہ عزوجل باھی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ غیر محاب لقرابتی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوۃ وبعد مماتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوۃ وبعد مماتہ (اخرجہ الطبرانی واحمد والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثنا فرماتی ہیں کہ محبوب رب العالمین علیہ الصلوۃ والسلام عرفہ کی رات کو باہر نکل کر فرمانے لگے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ تم پر ناز کرتا ہے اور تم کو عام طور پر بخش دیا ہے اور علی کو خاص کر بخشا ہے میں خدا کا رسول ہوں میں اپنے قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں بے شک نیک بخت اور پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے اور بد بخت اور پورا بد بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل باھی بکم وغفر لکم عامہ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ الیکم غیر محاب لقوی ھذا جبرئیل یخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوتہ وبعد موتہ (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے اور تم کو بخش دیا ہے عام طور پر اور علی کو خاص طور سے میں خدا کا رسول ہوں اپنی بابنیں قریبیوں کو وحشت دلانیو الا نہیں بالتحقیق پورا نیک بخت وہی ہے جو علی سے ان کی زندگی اور ان کی موت کے بعد ان سے محبت رکھتا ہے۔

(۴) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یباھی بعلی کل یوم الملائکۃ المقربین حتی یقول بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز فخر کرتے ہیں حتی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے شاباش یا علی۔

(۵) نقل الامام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ احیاء العلوم ان لیلۃ بات علی علی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی جبریل ومیکائیل انی قد اخیت منکما وجعلت عمر احدکما اطول فایکما یوثر صاحبہ بالحیوۃ فاختار کل واحد منھما الحیوۃ فاوحی اللہ الیھما فلا کنتما مثل علی اخیتہ بینہ وبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبات علی فراشہ یفدیہ بنفسہ ویؤثر بالحیوۃ اھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فنزل جبریل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ ینادی بخ بخ لک من مثلک یا علی یباھی اللہ بک الملائکۃ فانزل اللہ عزوجل من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ جس شب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام سوئے تھے پروردگار عالم نے جبریل ومیکائیل علیہما السلام سے ارشاد کیا میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے پس تم دونوں میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے بھائی کو اپنی عمر سے کچھ حصہ دے دونوں اپنی ہی طول حیات کے مستدعی ہوئے۔ پروردگار نے فرمایا تم علی کی مثل نہیں ہو میں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی بنایا ہے وہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر رہا ہے تم زمین پر جا کر اسے اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔ پس جبریل انکے سرہانے اور میکائیل ان کی پائینتی اترے اور پکارنے لگے شاباش اے علی تیرا مثل کوئی نہیں خدا اور فرشتے تجھ پر فخر کرتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی شب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے جو اپنی جان کو خدا کی رضا کے لیے بیچتا ہے اور اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر

(۶) نقل انہ قال فی مجلسۃ العام سلونی قبل ان تفقدونی سلونی من عمادون العرش فانی اعلمھا زقازقا وبلکا بلکا فقال رجل من الحاضرین حیث ادعیت ذلک فاخبرنی این جبرئیل ھذہ الساعۃ فتخلس قلیلا وتفکر فی الامر ثم رفع راسہ قائلا انی طفت السموٰت السبع فلم اجد جبرئیل فلعلہ انت ایھا السائل فقال السائل بخ بخ لک من مثلک یا ابن ابی طالب وبک یباھی بک الملائکۃ (کشف الغمہ) نقل ہے جناب امیر علیہ السلام مجلس عام میں فرماتے تھے مجھ سے پوچھ لو قبل اسکے کہ تم مجھے

گم کردہ۔ پوچھو مجھ سے عرش کے ستونوں کا حال کہ میں ان کے تمام کونوں سے واقف ہوں حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا جبکہ آپ نے یہ دعوے کیا ہے تو آپ مجھے بتائیں جبریل اسوقت کہاں ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر اس امر میں تفکر کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ میں نے ساتوں آسمان کی سیر کی لیکن جبریل کو کہیں نہیں پایا میں گمان کرتا ہوں کہ اے سائل تو ہی جبریل ہے سائل نے کہا شاباش اے ابن ابیطالب تیرا مثل کوئی نہیں تیرا رب اور فرشتے تجھ پر مباہات کرتے ہیں۔

جناب امیرؑ کی مودت کا عبادت ہونا

(۱) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی و مبین لامتی ما ارسلت به من بعدی حبه ایمان و بغضه نفاق و مودته عبادة (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور اس بات کو کہ جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میری امت پر ظاہر کرنے والا ہے اس کی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے۔

جناب امیرؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہوتا

(تنبیہ) اخرج الطبرانی والحاکم و ابن المغازلی (عن ابن مسعود و عمران بن حصین) و ابن عساکر عن ابی بکر الصدیق و عثمان بن عفان و معاذ بن جبل و جابر بن عبد اللہ و انسؓ و ثوبان و ام المومنین عائشہ) والحاکم (عن ابی یعلی) والدیلمی عن ابی ھریرۃ والجندی و ابن السمان عن ام المومنین عائشہ ان النبی قال النظر الی وجہ علی عبادۃ نزل الابرار میں علامہ بدخشی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حصین سے) اور ابن عساکر (ابوبکر صدیقؓ اور عثمان بن عفانؓ اور معاذ بنؓ جبل اور جابر بنؓ عبد اللہ اور انسؓ اور ثوبانؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ) سے اور حاکم (ابن یعلے) سے اور دیلمی (ابوہریرہؓ) سے اور جندی اور ابن السمان (ام المومنین عائشہ صدیقہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۱) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت ابابکر یکثر النظر الی وجہ علی فقلت یا ابت انی رأیتک تکثر النظر الی وجہ علی فقال یا بنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہما ابن السمان) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے تھے میں نے کہا ابا جان میں دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان اذا دخل علینا علی ابی عندنا لا یمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رأیت قد تکثر النظر انت الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (اخرجہ الجندی) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرے سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ میں نے ان سے کہا اے ابا جان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا۔ اے میری بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الطبرانی وابو الحسن المغازلی وحاکم قال اسنادہ حسن) عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار واقوم علی المرضی واداوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ وعلی خارج من عندہ فسمعتہ یقول یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الی واکرمھم علی فاعرفی لہ حقہ واکرمی مثواہ فلما ان جری بینھا وبین علی ما جری بعث عائشۃ الی المدینۃ فدخلت علیھا فقلت لھا یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا وابی عندی لا یمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدیمن النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الجندی) معاذۃ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرتؐ کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مریضوں کی تیمار داری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرتؐ کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے میں نے سنا کہ حضرتؐ بی بی عائشہؓ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور

زیادہ نزدیک تر ہے اس کے حق کو پہچانیو۔ اور اسکی عزت کیجیے۔ جب ماجرای جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گذرنا تھا گذر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آگئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے بعد اسکے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میرے دل کی حالت ایسے شخص کیلئے کیا ہوتی کہ جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لاتے اور میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد ان کے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے فرمانے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فانہ مریض فاتیت فاتاہ علی وعندہ معاذ وابو ھریرۃ رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یحد النظر الی علی فقال لہ معاذ لم تحد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ قال معاذ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو ھریرۃ انا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ ان کی بیمار پرسی کرو میں انکے پاس گیا پس ان کے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے تھے عمران لوٹ کر جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو عمران کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے میں نے بھی حضرتؐ سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ وقد ادام النظر الی وجہ علی ما لک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے

(۷) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے ۔

جس نے جناب امیرؑ کو چھوڑا اس نے آنحضرت صلعم کو چھوڑا

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی و من فارقنی فارقہ اللہ عز وجل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو چھوڑا مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اسے خدا نے چھوڑا

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق علیاً فقد فارقنی و من فارقنی فارق اللہ عز وجل (اخرجہ احمد والدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا جس نے مجھ کو چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا ۔

جناب امیرؑ سے دشمنی کرنے والے سے خدا دشمنی کرتا ہے

عن ابی رافع مولی لعائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قال قال رسول اللہ علیہ وسلم عاد اللہ من عاد علیاً (اخرجہ ابن النجار) ابو رافع جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا غلام روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ خدا دشمنی کرتا ہے اس شخص سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے ۔

جس نے جناب امیرؑ کی شان گھٹائی اس نے حضرت کی شان گھٹائی

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ینقص علیاً فقد ینقصنی (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی ۔

جس نے جناب امیرؑ سے حسد کیا اس نے حضرت سے حسد کیا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حسد علیاً فقد حسدنی و من حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا ۔

جس نے جناب امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت کی اطاعت کی

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (اخرجہ الحاکم) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی ، جس نے علی کی اطاعت کی میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔

جس نے جناب امیر کی مدد کی اللہ اسکی مدد کرتا ہے

عن عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انصر من نصر علیا اللھم اکرم من اکرم علیا اللھم اخذل من خذل علیا (اخرجہ الدیلمی) عمر بن شراحیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے اسے مدد دیجئے اور جو اسے بزرگی دے اسے بزرگ رکھیو اور جو علی کو چھوڑے اسے چھوڑ دیجئے ۔

جس نے جناب امیر سے جنگ کی اس نے حضرت سے جنگ کی

اخرج احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس طرح پر اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

جناب امیر کا بغض علامت نفاق ہونا

عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق (اخرجہ النسائی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق۔

(۲) عن زر بن حبیش عن علی قال والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ احمد والمسلم والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ دانہ کو پھاڑ کر درخت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو ظاہر کرتا ہے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

(۳) عن الحارث الہمدانی قال رأیت علیا علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال قضی قضاء اللہ عزوجل علی لسان نبیکم نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ ابن الفارس) حارث ہمدانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر دیکھا خدائے تعالی کی حمد وثنا کے بعد فرمانے لگے کہ خدائے تعالی کے ارادہ نے تمہارے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھیگا مگر منافق

(۴) عن مطلب بن عبد اللہ بن حنطب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم بحب ذی قربیہا اخی وابن عمی علی بن ابی طالب فانہ لا یحبہ الا مومن فلا یبغضہ الا منافق من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ احمد فی المناقب) مطلب بن عبد اللہ بن حنطب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا میں تم کو اس امت کے ذوالقربی میں اپنے بھائی اور ابن عم علی بن ابی طالب کی محبت کی بابت وصیت کرتا ہوں اس سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور اس سے نہیں بغض کریگا مگر منافق جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۵) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین الا ببغضہم علیا (اخرجہ احمد فی المناقب) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم منافقوں کی شناخت علی علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے کے سوا نہیں کر سکتے تھے۔

(۶) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال نحن معشر الانصار کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا (اخرجہ الترمذی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انصار لوگ منافقوں کو بہ سبب ان کے بغض کے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ شناخت کیا کرتے تھے۔

(۷) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال ما کنا نعرف المنافقین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بثلث بتکذیبہم اللہ ورسولہ والتخلف عن الصلوۃ وبغضہم علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن شاذان) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منافقوں کو تین باتوں سے پہچانا کرتے تھے اول خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے سے اور دوم نماز سے باز رہنے سے تیسرے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ان کے بغض رکھنے سے۔

(۸) عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد سمع رجلا یسب علیا وھو یقول انی لاظنک من المنافقین (اخرجہ الخوارزمی) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے جناب امیرؑ کے حق میں کسی شخص کو برا کہتے ہوئے سن پایا تھا سو اس سے کہہ رہے تھے کہ میرا گمان ہے تو منافقوں میں سے ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی حبک ایمان وبغضک نفاق واول من یدخل الجنۃ محبک واول من یدخل النار مبغضک (اخرجہ ابن خالویہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے اور جنت میں تیرا محب سب سے اول داخل ہوگا۔ اور دوزخ میں تیرا بغض رکھنے والا سب سے اول داخل ہوگا۔

(۱۰) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبغضک من الرجال الا منافق ومن حملتہ امہ وھی حائض ولا یبغضک من النساء الا السلقلق وھی التی تحیض من دبرھا فقیل جاءت امرأۃ الی علی فقالت انی ابغضک قال فانت اذا سلقلق قالت ثم من سلقلق قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث وقلت یا رسول اللہ ما السلقلق قال التی تحیض من دبرھا قالت صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا واللہ احیض من دبری ولا علم لابوای (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے تھے کہ یا علی تجھ سے کوئی مرد دشمنی نہیں کریگا مگر منافق یا وہ آدمی کہ جسکی والدہ حیض میں حاملہ ہوئی ہو اور عورتوں میں سے وہ عورت تجھ سے بغض رکھے گی جو سلقلق ہوگی یعنی وہ عورت کہ جس کی دبر سے حیض جاری ہوتا ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک عورت جناب امیر کی خدمت میں آکر کہنے لگی میں آپ سے بغض رکھتی ہوں اور جناب امیر نے اس سے فرمایا شاید تو سلقلق ہے وہ کہنے لگی۔ سلقلق کسے

کہتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنکر عرض کیا تھا یا رسول اللہ سلقلق کسے کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلقلق وہ عورت ہے جو دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہو وہ کہنے لگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے میں دبر کی راہ سے حائضہ ہوتی ہوں اور میرے ماں باپ کو بھی اس کی خبر نہیں۔

(۱۱) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا تحفہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد اسے بیان کرنیوالا ہے اسکی محبت ایمان اور اسکا بغض نفاق ہے اور اسکی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(تنبیہ) علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں وروت طائفۃ من الصحابۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق۔ یعنی صحابہ میں سے ایک طائفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کرے گا تجھ سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا تجھ سے مگر منافق۔

جس نے جناب امیرؑ کو ایذا دی اس نے حضرت کو ایذا دی

(۱) عن عمرو بن شاس الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیۃ قال خرجت مع علی الی الیمن فجفانی فی سفری حتی وجدت فی نفسی علیہ فلما قدمت اظہرت شکایتہ فی المسجد حتی بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ناس من اصحابہ فلما رانی قال یا عمرو واللہ لقد اذیتنی قلت اعوذ باللہ من ان اذیک یا رسول اللہ فقال بلی من اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ احمد وابن عبد البر فی الاستیعاب) عمرو بن شاس الاسلمی جو اصحاب حدیبیہ میں سے تھے روایت کرتے تھے کہ میں جناب امیر کی رکاب سعادت میں یمن کو گیا مجھ کو سفر میں ان سے کچھ رنج پہنچا جب میں مدینہ میں واپس آیا تو مسجد میں بیٹھ کر شکایت کرنے لگا اتنے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اے عمرو واللہ تو نے ہم کو رنج دیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی پناہ ہے اگر میں آپ کو رنج دوں فرمایا ہاں جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی

جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی علیا فقد اذانی (اخرجہ ابو یعلیٰ و البزار) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۳) عن عروۃ بن الزبیر ان رجلا وقع فی علی بمحضر من عمرؓ فقال لہ عمر اتعرف صاحب ھذا القبر ھذا محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ھذا وعلی بن ابی طالب بن عبد المطلب لا تذکر علیا الا بالخیر فانک متی اذیت صاحب ھذا القبر (اخرجہ احمد فی المناقب) عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص جناب علی علیہ السلام کو برا کہنے لگا۔ حضرت عمر اسے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہیں علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو اگر تو نے ان کی شان گستاخی تو تو اس قبر کے صاحب کو ایذا دے گا۔

(۴) عن مصعب بن ابی وقاص قال کنت انا و رجلان فی المسجد فنتناولا علیا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبان اعرف فی وجہہ الغضب فقلنا نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی ولکم من اذی علیا فقد اذانی (اخرجہ ابن السبوع فی الشفاء) مصعب بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں دو آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تھا وہ دونوں جناب امیر علیہ السلام سے لپٹ پڑے اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ میں تشریف لائے اور خفگی کے اظہار چہرہ اقدس میں مشاہدہ ہوتے تھے ہم نے کہا خدائے تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے فرمایا مجھے بھی اور تمہیں بھی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی جس نے علی کو ایذا دی مجھے ایذا دی۔

(۵) والذین یؤذون المومنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا عن مقاتل ابن سلیمان قال انہ نزلت فی علی وذکر ان نفرا من المنافقین یوذونہ ویکذبون علیہ جو لوگ کہ اذیت دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کسی قصور کے پس وہ لوگ اٹھاتے ہیں بہتان اور گناہ ظاہر مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ چند آدمی منافقین ہیں سے جناب امیرؑ کو ایذا دیا کرتے تھے اور ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔

جس نے جناب امیرؑ پر سب کی اس نے حضرت پر سب کی

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی (اخرجہ احمد والحاکم مجحہ) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(۲) عن ابی عبد اللہ الجدلی قال دخلت علی ام المومنین ام سلمۃ فقالت لی اتسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی (اخرجہ احمد والنسائی والحاکم) ابو عبداللہ الجدلی کہتا ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا کرتا ہے میں نے عرض کیا معاذ اللہ فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ ادخلہ اللہ النار ولہ عذاب مھین (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے برا کہا خدا کو برا کہا جس نے خدا کو برا کہا خدا اسکو دوزخ میں ڈالیگا اس کے لیے سخت اہانت والا عذاب ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ وزید بن خالد قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا علیا فانہ کان ممسوسا فی ذات (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی کو برا مت کہو وہ خدا کی ذات میں دیوانہ ہے۔

(۵) عن جعفر بن ابی بکر بن خالد قال رأیت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بالمدینۃ فقال ذکر لی انکم تسبون علیا فقلت قد فعلنا قال لعلک سببت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت معاذ اللہ قال لا تسبہ فلو وضع المنشار علی مفرقی علی ان اسب علیا ما اسبہ بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الترغیب فی مولاتہ والترھیب عن معاداتہ (اخرجہ النسائی) جعفر بن ابی بکر بن خالد کہتا ہے کہ میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا مجھ سے کہنے لگے کہ میرے پاس لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ تو جناب امیر علیہ السلام کو برا کہا کرتا ہے میں نے ہاں میں نے برا کہا ہے پس وہ کہنے لگے تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہا ہے میں نے کہا معاذ اللہ یہ فعل تو مجھ سے ہرگز نہیں ہوا سعد کہنے لگے تو علی کو برا مت کہا کر اگر میرے سر پر آرہ چلایا جائے تا کہ میں جناب امیر علیہ السلام کو برا کہوں تو بھی میں ہرگز ان کو برا نہیں کہوں گا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علی کی دشمنی کی بابت ڈرانا اور علی کی دوستی کی بابت

رغبت دلانا سن لیا ہے۔

(۵) عن سعید بن جبیر ان عبد اللہ بن عباس بعد ما حجب بصرہ بمجلس من مجالس قریش ھم یسبون علیاً فمر بھم فقال لسعید بن جبیر ردنی الیھم فردہ حتی وقف علیھم فقال ایکم الساب اللہ فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب اللہ تعالیٰ من سب اللہ فقد اشرک فقال ایکم الساب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سبحان اللہ ما فینا احد سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب رسول اللہ فقد کفر فقال ایکم الساب لعلی فقالوا ما ھذا فقد کان منہ شئی فقال اشھد باللہ لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سب علیاً فقد کان سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ فقد کبہ اللہ علی منخریہ فی النار ثم ولی عنھم وقال یا بنی ماذا رأیتھم صنعوا قال فقلت لہ یا ابت سہ نظروا الیک باعین محمرۃ۔ نظر التیوس الی شفار الجازر + فقال زدنی فداک ابوک فقلت سہ خزر العیون نواکس ابصارھم۔ نظر الذلیل الی العزیز القاھر۔ فقال زدنی فداک ابوک فقلت لیس عندی فزیدہ فقال عندی مزیدہ سہ احیاء ھم عار علی امواتھم۔ والمیتون مسبۃ للغابر اخرجہ احمد فی المناقب) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کے بعد قریش کی ایک مجلس پر سے گذرے وہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو برا کہہ رہے تھے عبداللہ بن عباس نے سنکر سعید بن جبیر سے کہا مجھے لوٹا کر ان کے پاس لے چلو۔ ان کو مجلس میں لے گیا ابن عباس ان کے سر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے تم کون ہو خدائے تعالیٰ کو برا کہنے والے وہ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خدائے تعالےٰ کو برا کہتا ہو جس نے خدا کو برا کہا اس نے شرک کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہو جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اس نے کفر کیا۔ پس ابن عباس کہنے لگے تم کون ہو علی کو برا کہنے والے وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا بات ہے انہیں کا تو ذکر تھا۔ ابن عباس کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا مجھے برا کہا جس نے مجھے برا کہا اس نے خدائے تعالیٰ کو برا کہا جس نے خدائے تعالیٰ کو برا کہا بے شک خدائے تعالیٰ اسکو ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا گرائیگا یہ کہہ کر ابن عباس وہاں سے لوٹ پڑے اور مجھ سے فرمانے لگے اے میرے بیٹے تو نے دیکھا ہوگا وہ کیا کر رہے تھے۔ میں نے کہا ابا جان اور یہ شعر پڑھا۔ وہ تیری طرف غصہ سے آنکھیں لال کر کے دیکھتے تھے جیسے مینڈھے قصاب کی چھری کو دیکھتے ہیں۔ ابن عباس فرمانے لگے بیٹا اور پڑھ باپ تجھ پر قربان ہو

کچھ اور بڑھ دیں میں نے یہ شعر پڑھا ت آنکھوں کے خوف سے ان کی آنکھیں نیچے ہو گئیں جس طرح سے کہ کوئی ذلیل عزت والے غالب کو دیکھ کر ہو جاتا ہے پھر ابن عباس فرمانے لگے میں تیرے قربان کوئی اور شعر پڑھو میں نے کہا کہ اب میرے پاس اس سے زیادہ نہیں وہ فرمانے لگے میرے پاس اس سے زیادہ ہے اور یہ شعر پڑھا ان کی زندگی ان کے مردوں کی عار ہیں۔ اور انکے مرے ہوئے اپنے پس ماندوں کو برا کہنے والے ہیں۔

جس نے جناب امیر پر غضب کیا اس نے حضرت پر غضب کیا

(۱) عن ام سلمۃ قالت اشهد انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من احب علیاً فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللّٰہ ومن اغضب علیاً فقد اغضبنی ومن اغضبنی فقد اغضب اللّٰہ عزوجل (اخرجه احمد وابو الطاهر محمد بن عبد الرحمٰن المخلص الذهبی فی المخلصیات والطبرانی) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ جس نے علی پر غضب کیا اس نے مجھ پر غضب کیا جس نے مجھ پر غضب کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر غضب کیا واخرجه الامام الحافظ ابو الخیر احمد بن اسمٰعیل القزوینی الحاکمی فی الاربعین عن عمار بن یاسر و زاد من تولاه فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللّٰہ عزوجل اس حدیث کو امام حافظ ابو الخیر احمد بن اسمٰعیل القزوینی الحاکمی نے اربعین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جس نے علی سے دوستی کی مجھ سے دوستی کی جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے خدا سے دوستی کی۔

جس نے جناب امیر سے بغض رکھا اس نے حضرت سے بغض رکھا

(۱) عن ابن عباس قال بعثنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی علی فقال له انت سید فی الدنیا و الاخرة من احبك فقد احبنی وحبیبك حبیب اللّٰہ وعدوك عدو اللّٰہ الویل لمن ابغضك (اخرجه احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھے جناب امیر علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا جب وہ آگئے آپ نے ان سے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے کہ تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست ہے تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے۔

(۲) عن العباس بن عبد المطلب قال سمعت عمر بن الخطاب قد سمع رجلا یسب علیا وهو یقول له انی لا ظنك من المنافقین کفوا عن ذکر علی الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لوان لی واحدۃ منهن احب الی مما طلعت علیه الشمس وذلك انی کنت انا وابو بکر وابو عبیدۃ بن الجراح ونفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما واول المؤمنین ایمانا وانت منی بمنزلۃ هارون من موسی کذب من زعم انه یحبنی وهو یبغضك یا علی من احبك فقد احبنی ومن احبنی فقد احبه اللہ تعالی ومن احبه اللہ تعالی ادخله الجنۃ ومن ابغضك فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغضه اللہ تعالی ومن ابغضه اللہ تعالی ادخله النار (اخرجه الخوارزمی) جناب عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کو انہوں نے جناب امیر کی شان میں برا کہتے ہوئے سن پایا تھا اور آپ اس کو کہہ رہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو منافقوں میں سے ہے پھر حضرت عمر کہنے لگے سوا نیکی کے علی کا ذکر مت کرو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں (میں آرزو کرتا کہ اگر ان میں مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز تھی کہ جس پر آفتاب طلوع کرتا ہے) میں اور ابو بکر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما اور دیگر چند صحابہ حاضر تھے کہ حضرت نے علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد کیا یا علی تم اسلام لانے کی وجہ سے سب مسلمانوں سے اول اور ایمان لانے میں سب مومنوں سے مقدم ہو تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسے سے جھوٹا ہے وہ شخص کہ گمان کرتا ہے میری محبت کا اور تم سے عداوت رکھتا ہے یا علی جو تم سے محبت رکھتا ہے مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے خدا اس سے محبت رکھتا ہے اور جس سے خدا محبت رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جو تم سے بغض رکھتا ہے مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھتا ہے اور جس سے خدا بغض رکھتا ہے اسے دوزخ میں داخل کرتا ہے۔

جناب امیرؑ کے ساتھ بغض رکھنے کی ترہیب

(۱) عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیهما السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فقال ان اللہ عزوجل باهی بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ انی رسول اللہ غیر محاب لقرابتی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیاته وبعد موته وان الشقی کل

کل الشقی من ابغض علیاً فی حیوتہ وبعد موتہ (اخرجہ احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمر) جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا التحیۃ والثنا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لاکر فرمانے لگے کہ پروردگار عالم تم پر مباہات اور فخر کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخشدیا ہے اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے بے شک تم میں میں خدا کا رسول ہوں میں اپنی قریبیوں کو وحشت دلانے والا نہیں ہوں بہ تحقیق نیک بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور اسکے مرنے کے بعد اور بے شک پورا بد بخت وہی شخص ہے جو حضرت علی کو دشمن رکھتا ہے اسکی زندگی میں اور مرنے کے بعد

(۲) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنۃ لا تضر معہا سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ (اخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے کوئی برائی ضرر نہیں دیتی اور ان کا بغض ایک ایسی برائی ہے جسکے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی

(۳) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک الویل لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے دوست رکھے اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہو اسکے لیے جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے ۔

(۴) عن معاویۃ بن حیدۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من مات وفی قلبہ بغض علی فلیمت یہودیاً او نصرانیاً (اخرجہ الدیلمی) معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اسکا دل بغض علی رضہ سے بھرا ہوا ہے وہ البتہ یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر مرا ۔

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذب من زعم انہ امن بی وبما جئت بہ وھو یبغض علیاً فھو کاذب لیس بمومن (اخرجہ الخوارزمی) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹا ہے جو شخص کہ زعم کرتا ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا ہے اور جو چیز کہ میں لایا ہے اس پر یقین رکھتا ہے وہ آنحالیکہ وہ علی سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے مومن نہیں ہے ۔

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی لو ان امتی ابغضوک لکبہم اللہ علی مناخرھم النار (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی اگر میری امت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے نتھنوں کے بل آگ میں اوندھا دھکیلے گا۔

(۷) عن سعید بن ذویب قال قال علی فی الرحبۃ انشدکم باللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم یقول اللہ ولیی انا ولی المؤمنین ومن کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ وابغض من ابغضہ (اخرجہ النسائی) سعید بن ذویب سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے رحبہ میں ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جنہوں غدیر خم کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہو تو بیان کرے کہ اللہ میرا ولی ہے اور میں مومنوں کا ولی ہوں اسکا یہ (یعنی علی) ولی ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے۔

(۸) عن عبد اللہ بن بریدۃ قال حدثنی ابی قال لم یکن من الناس ابغض الی من علی حتی احببت رجلا ولا احبتہ الا علی فبعث ذلک الرجل علی خیل فصحبتہ وما صحبتہ الا علی بغض علی فاصاب سبیا فکتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعث الیمن یخمسہ فبعث الینا علیا وفی السبی وصیفۃ افضل من السبی حین خمس صارت فی الخمس ثم صارت فی اھل البیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی ال علی فاتانا ورأسہ یقطر فقلنا ما ھذا فقال الم تروا الوصیفۃ صارت فی الخمس ثم صارت فی اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صارت فی ال علی فوقعت علیھا فکتب وبعثنی مصدقا لکتابہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصدقا لما قال فی علی فلما اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرء لنا بہ فجعلنا اقول علیہ صدق فامسک بیدی وقال اتبغض علیا فقلت نعم فقال لی لا تبغضہ وان کنت تحبہ فازدد لہ حبا فوالذی نفسی بیدہ لنصیب ال علی فی الخمس افضل من وصیفۃ فما کان احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی من علی قال عبد اللہ ھو ابن بریدۃ واللہ ما کان فی الحدیث بینی وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر ابی (اخرجہ النسائی) عبد اللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے لوگوں میں سے کسی کا اتنا بغض نہیں تھا جس قدر کہ جناب امیر کا یہاں تک کہ میں ایک آدمی کو اس وجہ سے پیار کرنے لگا کہ وہ جناب امیر سے بغض رکھتا تھا۔ وہ آدمی ایک دفعہ ایک گروہ پر بھیجا گیا میں نے جناب امیر کے بغض کی وجہ سے اسکی رفاقت اختیار کی اس نے لڑکر اس گروہ کو اسیر کرلیا اور حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجا جائے تاکہ خمس مال کا اسکے حوالہ کیا جائے۔ حضرت نے جناب امیر کو خمس لینے کے لیے ہمارے پاس بھیجا۔ قیدیوں میں ایک کنیز تھی جو سب قیدیوں میں افضل تھی بسبب پانچواں حصہ

چھانٹا گیا تو وہ کنیز خمس میں آگئی اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آگئی اور اہل بیت کے حصہ میں سے علی کی آل کے حصہ میں آگئی ایک روز جناب علی ہمارے پاس تشریف لائے انکے سر کے بالوں سے قطرے ٹپک رہے تھے ہم نے پوچھا آپ کے غسل کرنے کی کیا وجہ ہے فرمانے لگے تم نے نہیں دیکھا کہ کنیز خمس میں آگئی اور خمس سے اہل بیت نبوی کے حصہ میں آگئی اور اہل بیت کے حصہ سے علی کی آل کے حصہ میں آگئی ہے میں نے اس سے صحبت کی ہے پس اس شخص نے یہ تمام واقعہ لکھ کر مجھے تصدیق کے لیے حضرت کے پاس بھیجا جب حضرت کے پاس پہنچا اور خط حضور کو دیا اور آپ نے اس خط کو پڑھا میں نے اسکی تصدیق کی آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اس کا بغض مت رکھ بلکہ اگر تو اسکو دوست رکھتا ہے تو اور بھی زیادہ دوست رکھ قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ خمس میں علی کی آل کا حصہ کنیز سے بدرجہا افضل ہے بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اسکے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے جناب امیرؑ سے کوئی زیادہ تر عزیز نہیں تھا۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بجز میرے والد بزرگوار کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

جناب امیر کی تولا کے بغیر انسان جنت کی بو نہیں سونگھ سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتے یحج الف حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام فرمایا کی ہے اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر دراز ہو کہ پا پیادہ ایک ہزار حج کرے۔ اور پھر صفا مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر یا علی تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا۔ اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔

جناب امیر علیہ السلام کی محبت کی فضیلت

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ (اخرجہ

الدیلمی) والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی خدا سے محبت کی جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اسی طرح سے کہا جاتی ہے جسطرح سے کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(۳) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء نی جبریل بورقہ آس خضراء مکتوب فیہا ببیاض انی افترضت محبت علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغہم ذلک عنی (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس آس کے درخت کا ایک سبز پتا لیکر آئے اس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا۔ میں نے جناب علی بن ابی طالب کی محبت کو اپنی خلقت پر فرض کر دیا ہے یہ بات ان کو پہنچا دو۔

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب علی بن ابی طالب حسنۃ لا یضر معہا سیئۃ وبغضہ سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ (اخرجہ الدیلمی) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جسکے ساتھ کوئی برائی ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اسکا بغض ایک ایسی برائی ہے جسکے ساتھ کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی۔

(۵) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے یا علی خوشی ہو اسکے لیے جو تجھ سے محبت رکھے اور تیری تصدیق کرے اور افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے اور تیری تکذیب کرے۔

(۶) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنوان صحیفۃ المومن حب علی ابن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

(۷) عن ابی ذر الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ

من بعدی حبه ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں میرے بعد میری امت کو وہ بات بیان کرنے والا ہے اسکی محبت ایمان ہے اور اسکا بغض نفاق ہے اور اس کیطرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۸) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمع الناس علی حب علی بن ابی طالب لما خلق اللہ عزوجل النار (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ علی کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔

(۹) عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہما السلام قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فقال ان اللہ عزوجل باھی بکم فغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ وانی رسول اللہ غیر محاب لقومی ولا محاب لقرابتی ھذا جبرئیل اخبرنی ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیوتہ و بعد موتہ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیوتہ و بعد موتہ (اخرجہ احمد والطبرانی والدیلمی عن ابن عمار) جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا السلام سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر فرمانے لگے اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ مباہات کرتا ہے اور تم کو عام طور سے بخش دیا ہے اور علی کو خاص طور سے بخشا ہے۔ میں خدا کا رسول ہوں اپنی قوم کو ڈرانیوالا اور اپنے رشتہ داروں کو وحشت دلانے والا نہیں جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا نیک وہی ہے جو علی سے انکی زندگی اور انکی موت کے بعد محبت رکھے اور پورا شقی وہی ہے جو انکی زندگی اور ان کی موت کے بعد ان سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی ان اللہ عزوجل قد زینک بزینۃ لم یزین العباد احب اللہ منہا۔ الزھد فی الدنیا لا تنال الدنیا منک شیئ ووھب لک حب المساکین رضوا بک اماما ورضیت لھم اتباعا فطوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک فاما الذین احبوک وصدقوک فھم جیرانک فی دارک ورفقاءک فی قصرک واما الذین ابغضوک وکذبوا علیک فحق علی اللہ ان یوقفھم موقف الکذابین یوم القیمۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والخطیب والدیلمی فی فردوس الاخبار وابن الجوزی فی اسد الغابہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر علیہ السلام کو فرماتے تھے یا علی پروردگار نے تجھے ایسی زینت سے آراستہ کیا کہ تمام بندوں کو اس سے بہتر زینت سے آراستہ نہیں کیا، وہ زہد فی الدنیا ہے۔ پس تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ تک کسی بات میں نہیں پہنچ سکے گی۔

اور مسکینوں کی محبت تجھے عطا کی ہے وہ تجھے اپنا امام پاکر خوش ہو گئے ہیں اور تو ان کو اپنا پیرو پاکر خوش ہو گیا ہے
اس شخص کو خوشی حاصل ہو جو تجھ سے محبت کرے۔ اور تیری تصدیق کرے اور اس پر افسوس ہے جو تیرا بغض رکھے
اور تیری تکذیب کرے پس وہ لوگ جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیری تصدیق کرتے ہیں اور جنت میں تیری
ہمسایہ اور تیرے قصر میں تیرے رفیق ہونگے اور جو لوگ تجھ سے بغض رکھتے ہیں اور تیری تکذیب کرتے ہیں
پس خدا تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ ان کو قیامت کے روز جھوٹوں کی جگہ میں کھڑا کرے۔

(۱۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یتمسک بالقضیب الاحمر الذی
غرسہ اللہ فی جنۃ عدن فلیتمسک بحب علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب والدیلمی فی فردوس
الاخبار) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو
شخص اس شاخ سرخ کو جسے خدا نے جنت عدن میں لگایا ہے اپنے ہاتھ میں لینے کی آرزو رکھتا ہو چاہیئے کہ
علی رض کی محبت سے متمسک ہو۔

(۱۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من احبنی فلیحبک فان العبد لا ینال ولایتی
الا بحب علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین
صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ جو مجھے دوست رکھنا چاہتا ہو اس کو چاہیئے
کہ تجھے دوست رکھے کیونکہ کوئی بندہ میری دوستی تک نہیں پہنچ سکتا مگر علی بن ابی طالب علیہ السلام
کی محبت سے۔

(۱۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت سید فی الدنیا والاخرۃ من احبک
فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ طوبی لمن احبک ومن ابغضک فقد ابغضنی وبغیضک بغیض اللہ
الویل لمن ابغضک بعدی (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے تھے یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی مجھ سے محبت کی تیرا دوست
اللہ کا دوست ہے خوشی ہو اسکے لیے جو تجھے دوست رکھے اور جس نے کہ تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا
تیرا بغض رکھنے والا خدا کے ساتھ بغض رکھنے والا ہے افسوس ہے اس پر جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے

(۱۴) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحبک
الا مومن ولا یبغضک الا منافق وکان علی یقول والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد
النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق (اخرجہ احمد والمسلم والنسائی
وقال الترمذی حسن صحیح) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جناب امیرؑ سے فرماتے تھے کہ نہیں دوست رکھے گا تجھے مگر مومن اور تجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق جناب امیرؑ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتا ہے اور انسان کو ظاہر کرتا ہے البتہ مجھ سے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ مجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور مجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

(۱۵) عن محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودًّا انہ قال لا یبقی مومن الا وفی قلبہ ود لعلی بن ابی طالب (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ وذکر النقاش انھا نزلت فی علی) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے شان نزول میں کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں عنقریب خدائے تعالیٰ ان کے لیے دوستی کرے گا) فرماتے ہیں کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ جس کے دل میں جناب امیر علیہ السلام کی دوستی نہ ہو۔ نقاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۶) عن عبد اللہ بن ظالم قال جاء رجل الی سعید بن زید فقال انی احببت علیا حبا لم احب شیئا قط قال نعم ما رأیت احببت رجلا من اھل الجنۃ (اخرجہ احمد) عبداللہ بن ظالم ناقل ہیں کہ ہم ایک شخص نے سعید بن زید سے آکر کہا کہ میں علی سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ کسی چیز سے مجھے ایسی محبت نہیں ہوئی سعید کہنے لگے کیا اچھی بات تجھے سوجھی ہے کہ تو جنت کے لوگوں میں سے ایک آدمی سے محبت کرتا ہے

(۱۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی واحب ھذین واباھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ (اخرجہ احمد والترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اور ان دونوں (یعنی حسنین علیہما السلام) کو اور ان دونوں کے والد اور والدہ کو دوست رکھے گا وہ قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

(۱۸) عن ابی بردۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن جلوس عندہ ذات یوم والذی نفسی بیدہ لا یزال قدم عن قدم یوم القیمۃ حتی یسال اللہ تعالیٰ الرجل عن عمرہ فیما افناہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن مالہ مما کسبہ وفیم انفقہ وعن حبنا اھل البیت فقال لہ عمرؓ ما ایۃ حبکم فوضع یدہ علی راس علی وھو جالس الی جانبہ وقال ان حبی ھذا من بعدی (اخرجہ الدیلمی) ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکے گا جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا

جائے گا اول اس کی عمر سے کہ اس نے کس بات میں صرف کی ہے پھر اسکے جسم سے کہ کس امر میں اس کو اسے آزمایا ہے اور اس کے مال سے کہ کس طرح اس نے اسے حاصل کیا اور کہاں اس پر اسکو خرچ کیا اور ہم اہل بیت کی محبت سے عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے علی حضرت کے ایک طرف پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہماری محبت کی نشانی اس کے ساتھ ہمارے بعد محبت رکھنا ہے۔

(۱۹) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم لعلی من احبک فقد حف بالامن والایمان ومن ابغضک اماته اللہ میتة جاهلیة (اخرجه الخوارزمی) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا جو شخص کہ تجھ سے محبت کریگا وہ امن اور ایمان پر سوار رہے گا اور جو شخص کہ تجھ سے بغض رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو کفر کی موت سے ماریگا۔

(۲۰) عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الایة قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی قالوا یا رسول اللہ من هؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتهم قال علی وفاطمة وابناهما (اخرجه البغوی فی تفسیره) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ رکہدے یا محمد میں نہیں تم سے مانگتا ہوں اس تبلیغ رسالت پر کچھ اجرت مگر رشتہ والوں کی دوستی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں جن کی مودة کیلئے خدا نے ہم کو امر فرمایا ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔

(۲۱) عن مالک قال طلع علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم متبسما یضحک فقال فقام الیه عبد الرحمن ابن عوف فقال بابی انت وامی یا رسول اللہ ما الذی اضحکک فقال بشارة اتتنی من عند اللہ فی ابن عمی واخی وابنتی ان اللہ تعالی لما زوج فاطمة امر رضوان فهز شجرة طوبی فحملت رقاقا یعنی صکاکا بعدد محبینا اهل البیت ثم انشاء من تحتها ملیکة من نور فاخذ کل رقا فیه براءت القیمة باهلها ناءت الملیکة الخلائق فلا یلقون محبا لنا اهل البیت الا اعطوه رقا فیه برات من النار فسار اخی وابن عمی فکاك رقاب الناس من النار (اخرجه الخوارزمی) مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا میرے ابن عم اور بھائی اور بیٹی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے کہ جب پروردگار عالم نے فاطمہ کا نکاح کیا رضوان کو حکم دیا اس نے طوبے کے درخت کو ہلایا اس سے رقعے یعنی نجات کے پروانے ہم اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے موافق گرے پھر اس کے نیچے نور کے فرشتے پیدا کیے انہوں نے وہ رقعے لے لیے جب قیامت

اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی وہ فرشتے خلقت کو پکاریں گے۔ اور ہم اہل بیت کے محبوں سے یوں ہی ملیں گے بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دیں گے جن میں دوزخ سے نجات پانے کی براءت درج ہوگی پس میرا ابن عم و بھائی آگ سے لوگوں کی گردن چھڑانے کا باعث ہوا ہے۔

(۲۲) عن سلمان قال له رجل ما اشد حبك لعلی فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب علیا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی (اخرجہ الخوارزمی) سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا آپ جناب امیرؓ سے نہایت پیار کرتے ہیں کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۲۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ تعالیٰ من نور وجہ علی ابن ابی طالب سبعین الف ملکا یستغفرون له ولمحبیه الی یوم القیامة (اخرجہ الخوارزمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے علی کے منہ کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے ہیں جو قیامت تک علی اور علی کے محبوں کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

(۲۴) عن عبد اللہ بن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اتخذ علیا اخا من اهل السموات اسرافیل ثم میکائیل ثم جبرائیل واول من احبه من اهل الجنة حملة العرش ثم رضوان خازن الجنة ثم ملك الموت یترحم علی محبی علی کما یترحم علی الانبیاء (اخرجہ صاحب ابوا قیت) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اہل آسمان سے جس نے کہ اول علی کو بھائی بنایا ہے وہ اسرافیل ہیں پھر میکائیل پھر جبرائیل ہیں اور اہل جنت میں سے جس نے اول ان سے محبت کی ہے وہ حاملان عرش ہیں پھر رضوان خازن جنت اور پھر ملک الموت علیؑ کے محبوں پر وہ اس طرح سے رحم کرتا ہے جس طرح سے کہ انبیاء پر۔

(۲۵) عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد رأیته فی النوم یا انس ما حملك علی ان لا تؤدی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتك العقوبة ولولا استغفار علی لك ما شممت رائحة الجنة ابن ادولکن ابشرنی بقیة عمرك ان اولیاء علی ومحبیهم السابقون الاولون الی الجنة وهم جیران اللہ واولیاء اللہ حمزة وجعفر والحسن والحسین واما علی فهو الصدیق الاکبر لا یخشی یوم القیامة من احد (اخرجہ الخوارزمی) انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا ہے کہ تو نے جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنایا تا وقتیکہ تجھے عذاب الٰہی پہنچے اگر علی تیرے لیے

مغفرت نہ کرتے تو تو کبھی جنت کی بو نہ سونگھتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہیو کہ علی کے محب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمسائگی میں رہیں گے اور خدا کے ولی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین ہیں علی تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھیگا وہ قیامت کے روز نہیں خائف ہوگا۔

(۲۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب علیا قبل اللہ صلوٰۃ وصیامہ و قیامہ واستجاب دعاءہ الا ومن احب علیا اعطاہ اللہ بکل عرق فی بدنہ مدینۃ فی الجنۃ الا من احب ال محمد امن من حساب المیزان والصراط الا ومن مات علی ال محمد فانا کفیلہ بالجنۃ مع الانبیاء الا ومن ابغض ال محمد جاء یوم القیام مکتوبا بین عینیہ ایس من رحمۃ اللہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے جس نے علی سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس کے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے اور اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے جس نے علی سے محبت کی خدا اسکے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اسے ایک شہر عطا کرتا ہے۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے اور صراط سے امن میں ہے۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر مر گیا اس کا میں ضامن ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے وہ قیامت کے روز اس طرح سے حاضر کیا جائے گا کہ اسکی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت لکھی ہوئی ہوگی۔

(۲۷) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لمن احب علیا تھیا لدخول الجنۃ (اخرجہ الدیلمی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علیؓ سے محبت رکھتا ہو اسے کہدو جنت میں داخل ہونیکے لیے آمادہ ہو جائے

(۲۸) عن ابی برزۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عہد الی عہدا فی علی فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الھدی ومنار الایمان وامام الاولیاء ونور لمن اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمتھا المتقین من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی (اخرجہ یوسف الکنجی) ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق علی کی نسبت خدا نے مجھ سے ایک عہد کیا میں نے عرض کیا یا رب مجھ سے بیان فرما پروردگار نے فرمایا سن میں نے عرض کیا یا رب میں سن رہا ہوں فرمایا علی ہدایت کا علم اور ایمان کی نشانی اور ولیوں کا

امام ہے اور نور ہے اسکے لیے جو میری اطاعت کرتا ہے اور وہ ایک کلمہ ہے جسکو کہ متقیوں نے لازم گردان
لیا ہے جس نے اس سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے کہ اس سے بغض رکھا مجھ سے بغض رکھا۔

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی الحوض رایۃ علی امیر المؤمنین و امام الغر المحجلین
فاقوم واخذ بیدہ فیبیض وجھہ ووجوہ اصحابہ فاقول ما خلفتمونی فی الثقلین من بعدی
فیقولون صدقنا الاکبر وتبعنا الاصغر ونصرناہ وقاتلنا معہ فاقول رِدوا رواءً مرویین فیشربون
شربۃ لایظمأون بعدھا ابدا وجہ امامھم کالشمس الطالعۃ ووجوھھم کالقمر لیلۃ البدر
کاضواء نجم فی السماء (اخرجہ ابن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) ابوذر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حوض کوثر پر امیر المومنین امام الغر المحجلین
کا علم پہنچے گا میں اسکا ہاتھ پکڑ کہ کھڑا ہو جاؤنگا اس کا چہرہ اور اسکے اصحاب کا چہرہ نور سے براق ہو گا۔
میں ان سے پوچھوں گا تم نے میرے بعد ان دو بھاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وہ کہیں گے
بڑی چیز کی ہم نے تصدیق کی اور چھوٹی چیز کے پیروی کی اور اسکی مدد کی اور اسکے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔
میں ان سے کہوں گا جاؤ سیر ہو اور پلاؤ وہ ایسا شربت پیئیں گے کہ جس کے بعد انکو پھر پیاس نہیں لگے گی
ان کے امام کا منہ مثل سورج کے چمکتا ہو گا اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح سے ہونگے یا آسمان
کے نورانی ستاروں جیسے ہونگے۔

(۳۰) عن ابی سعید الخدری قال اقبلت ذات یوم قاصدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
لی یا اباسعید فقلت لبیک یارسول اللہ قال ان للہ عمودا تحت العرش یضیٔ لاھل الجنۃ کما
تضیٔ الشمس لاھل الدنیا لاینالہ الا علی ومحبوہ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا حضرت نے مجھے
فرمایا اے اباسعید میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا عرش کے نیچے خدا کا ایک ستون ہے
جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں
جا سکے گا مگر علی یا اس کے محب۔

(۳۱) عن ابی ھریرۃ قال صلی اللہ رسول اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر ثم قال اتدرون بما ھبط
جبرئیل ثم قال ھبط جبرئیل فقال یا محمد ان اللہ غرس قضیبا فی الجنۃ ثلثۃ من یاقوتۃ
حمراء وثلثۃ من زبرجد خضراء وثلاثۃ من لؤلؤ رطبۃ ضرب علیھا طاقات جعل بین الطاقات
غرفا وجعل فی کل غرفۃ شجرۃ وجعل حملھا الحور العین واجری علیھن السلام ثم امسک فوثب

رجل من القوم فقال یارسول اللہ لمن ذلک القضیب فقال من احب ان یتمسک بذلک القضیب فلیحب علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر ارشاد کیا آیا تم کو معلوم ہے کہ جبریل کیا خبر میرے پاس لائے ہیں پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جبریل یہ خبر لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شاخیں جنت میں لگائی ہیں تین سرخ یاقوت کی اور تین سبز زمرد کی اور تین تازے موتی کی اور ان پر طاق لگائے ہیں اور ہر ایک طاق میں غرفے بنائے ہیں اور ہر ایک غرفہ میں ایک درخت لگایا اور ان کے پھل حور عین ہیں۔ اور ان درختوں کو سلامتی کے چشمہ کا پانی دیا ہے۔ فرماکر حضرت خاموش ہو گئے ایک شخص کو دیکھا اور عرض کرنے لگا وہ شاخ کس کے لیے ہے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس شاخ کو پکڑنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ علی بن ابی طالب سے محبت کرے۔

(۳۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری الی السماء الرابعۃ فاذا انا بملک جالس علی منبر من نور و الملائکۃ تحدق بہ فقلت یا جبریل من ھذا الملک قال ادن منہ وسلم علیہ فدنوت منہ وسلمت علیہ فاذا باخی وابن عمی علی فقلت یا جبریل سبقنی علیا الی السماء الرابعۃ فقال لی محمد لا ولکن الملائکۃ شکت حبہا لعلی فخلق اللہ ھذا الملک من نور علی صورۃ علی فالملائکۃ تزورہ الا فی کل لیلۃ جمعۃ ویوم جمعۃ سبعین مرۃ یسبحون و یقدسون اللہ ویہدون ثوابہ لمحبی علی (اخرجہ عبد اللہ بن یوسف الکنجی الشافعی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نور کے منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام فرشتے اس کے گرد حلقہ زن ہیں ہم نے جبریلؑ سے کہا یہ فرشتے کون ہے جبریل کہنے لگے آپ اسکے پاس جا کر سلام کریں ہم اس کے پاس گئے اور سلام کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بھائی اور ابن عم علی ہے۔ ہم نے جبریل سے کہا کیا تم ہم سے پہلے علی کو چوتھے آسمان پر لے آئے ہو جبریل کہنے لگے یا محمد نہیں۔ مگر فرشتوں نے علی کی محبت سے شکایت کی تھی۔ پس خدا تعالےٰ نے نور سے اس فرشتہ کو علی کی صورت پر پیدا کیا پس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ کو فرشتہ ستر دفعہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں اور اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکا ثواب علی کے محبوں کو پہنچاتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے شیعوں کے فضائل

(۱) عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ (اخرجہ ابن عساکر والخوارزمی والسیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ پس وہی قیامت کے روز جنت کے رفیع درجوں تک پہنچنے والے ہیں اور اسی حالت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے اچھے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین (اخرجہ ابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والسیوطی فی الدر المنثور) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ بہ تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کام کیے ہیں اچھے سو ہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے ارشاد کیا کہ وہ لوگ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں قیامت کے روز خوش اور خوشنود کیے گئے۔

(۳) عن علی قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تسمع قول اللہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ انت وشیعتک وموعدی وموعدکم الحوض اذا جئت الامم یوم القیامۃ تدعون غرا محجلین (اخرجہ ابن مردویہ والخوارزمی فی المناقب والسیوطی فی الدر المنثور) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کیا تونے خدائے تعالےٰ کے فرمانے کو نہیں سنا ہے کہ بہ تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے ہیں اچھے ہی لوگ ہیں سب خلقت سے بہتر وہ لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب قیامت کے روز تمام گروہ حاضر ہونگے تو تم سفید منہ اور نورانی ہاتھ اور پاؤں والے پکارے جاؤ گے

(۴) عن عبد اللہ قال بینا انا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجمیع المھاجرین والانصار الا ما کان فی السریۃ اذا قبل علی یمشی وھو متغضب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبہ فقد اغضبنی فلما جلس قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک یا علی قال اذانی بنو عمک فقال یا علی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف

ذریاتنا واشیاعنا عن ایماننا وشمائلنا۔ اخرجہ احمد فی المناقب والو سعیکی فی شرف النبوۃ و محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے سوا ان لوگوں کے جو لشکر میں تھے۔ اتنے میں جناب امیر پیادہ پا آتے ہوئے نظر آئے انکے چہرہ سے غضب کے آثار نمایاں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اسے غضب دلایا ہے اس نے مجھے غضب دلایا ہے جب جناب امیر آکر بیٹھ گئے حضرتؐ نے ان سے پوچھا یا علی تمہیں کیا ہوا ہے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کے بنی اعمام نے مجھے تکلیف دی ہے حضرت نے فرمایا یا علی کیا تو راضی نہیں کہ تو میرے ساتھ جنت میں چلے اور حسنین اور ہماری ذریت ہماری پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من ھذہ الامۃ سبعون الفا لاحساب علیھم ثم التفت الی علی فقال ھؤلاء شیعتک یا علی وانت امامھم۔ اخرجہ الشیخ الحرم الحافظ محمد بن یوسف بن الحسن الزرندی المدینی الانصاری فی درر السمطین فی فضائل علی والبتول والحسنین) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد کیا کہ اس امت سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے پھر حضرت امیر کی طرف ملتفت ہو کر فرمانے لگے وہ تیرے شیعہ ہیں یا اور تو ان کے آگے ہوگا۔

(۶) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولشیعتک ولمحبی شیعتک فابشر فانک الانزع البطین۔ اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی بہ تحقیق خدائے تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت کو اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

(۷) عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدا فی الآخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی۔ اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملائی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب وابراھیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی الاکتفا فی فضائل الاربعۃ

الخلفاء وامن اسبوع الاذ لسحاقی الشفاو ابوسعید عبد الملک بن ابراهیم الخرکوشنی فی شرح المنبوۃ) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نے جناب امیر سے فرمایا کہ یاعلی تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ میرے قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر سفید منہ والے میرے اردگرد ہونگے میں ان کی شفاعت کرونگا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔

(۸) عن ابی رافع قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت وشیعتک تردون علی الحوض رواءً مرویین مبیضۃ وجوھھم وان اعداءک یردون علی ظماءً مقمحین (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراھیم) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض سے سیراب ہونگے پورا سیراب ہونا تمہارے منہ نورانی سفید ہونگے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہونگے۔

(۹) عن ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی ان اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مرتضے علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص کہ سب سے اول جنت میں داخل ہونگے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین ہیں اور ہماری ذریت ہمارے پس پشت اور ہمارے ازواج ان کے پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے دہنے بائیں ہوں گے۔

(۱۰) عن ام سلمۃ قالت ان فاطمۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعھا علی فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیھا راسہ قال ابشری یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ (اخرجہ فخر الاسلام مجد الدین ابوبکر بن محمد بن حسین السبلاتی المہندی فی مناقب الصحابہ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام جناب امیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائیں حضرتؐ نے ان کی طرف سر اقدس اٹھاکر ارشاد کیا یا علی خوش ہو تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہونگے

تنبیہ

ان احادیث کے سوا اور بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جس میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے امامیہ مذہب کے عالم مدعی ہیں کہ جس گروہ کے فضائل کے متعلق یہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا ہی گروہ اکناف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے اور علماء اہل سنت وجماعت دعویدار ہیں کہ وہ شیعہ اولی ہم ہیں۔ چنانچہ

حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں وشیعتنا اهل البیت هم اهل السنة والجماعة لانهم الذین احبوهم کما امرهم الله ورسوله واما غیرهم فاعداءهم فی الحقیقة یعنی اہل سنت و جماعت ہی شیعہ اہل بیت ہیں کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسول کے موافق اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں اور اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بھی ایک رسالہ میں جو فرقہ امامیہ کے جواب میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں اہل سنت میگویند یا ئیم شیعہ اولی احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آن ما ئیم نہ روافض۔

اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جس شیعہ گروہ کے فضائل میں یہ حدیثیں وارد ہیں ان کا کیا اعتقاد تھا کیونکہ کتب سیر اور تاریخ اور رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں جناب امیر علیہ السلام کی ذات یا برکات کی نسبت علی العموم لوگوں کے سات مذہب تھے جنکے معتقدات میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

(۱) ایک گروہ جنگ نہروان کا بقیہ السیف گرد نواح بصرہ میں آباد تھا۔ وہ جناب امیر علیہ السلام کو معاذ اللہ مسلمان تک بھی نہیں جانتا تھا۔ یہ گروہ ابتداء میں حروریہ کے نام سے مشہور رہا آخر میں خوارج اور مارقین کے نام سے معروف ہوا۔

(۲) دوسرا گروہ شام کے نو مسلمان کا تھا جو امیر معاویہ رضؓ اور آل مروان کی طرف دار تھا یہ گروہ جناب امیر علیہ السلام کو گو مسلمان تو سمجھتے تھے لیکن ان کی شان اقدس میں بر سر محراب و منبر سب و شتم کرتے تھے۔ آخر محققین اسلام نے ان کو نواصب کا خطاب دیا۔

(۳) تیسرا گروہ جناب امیر کو منجملہ صحابہ کے ایک صحابی سمجھتا تھا مگر جناب امیر کی کسی قسم کی تقدیم کا قائل نہیں تھا یہاں تک کہ ان کو امیر معاویہ کے مساوی سمجھتا تھا۔ زمانہ نے اس گروہ کا جلد تر خاتمہ کر دیا کہ اس کا نام تک مشہور نہ ہوا۔

(۴) چوتھا گروہ جناب امیر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اور دیگر اصحاب سے افضل جانتا تھا یہی گروہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور اسی سواد اعظم نے دنیا بھر میں فروغ پایا۔

(۵) پانچواں گروہ جناب امیر کو شیخین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی کے قائل تھے اور ابتداء میں امام مالک[۱]

---

[۱] قال ابو عمرو توقف جماعة فی علی وعثمان فلم یفضلوا واحدا منهما علی صاحبه منهم مالك بن انس ۔ یحیی بن سعید القطان (استیعاب)

اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک تھا اسی گروہ کے قریب ایک اور گروہ تھا جو ان دونوں صاحبوں کے مفاضلہ میں متوقف تھا۔

(۶) چھٹا گروہ جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے افضل اور اعلیٰ سمجھتا تھا اور فضلہم علی ترتیب الخلافۃ کا قائل نہیں تھا اور شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی تعظیم کرتا تھا اور حضرت عثمان شہید بے دیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتا تھا۔ یہ لوگ تفضیلیہ اور شیعہ اولی کہلائے جاتے تھے۔

(۷) ساتواں گروہ شیخین کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا تھا۔ چونکہ ابتدا ہی سے اہل سنت کی جماعت کثیر اطراف بلاد میں پھیلی ہوئی تھی اور یہ ساتویں قسم کا گروہ اتنی قلیل دنیا میں آباد تھا بوجہ تخالف مذہبی کے اہل سنت اس ساتویں گروہ کو ان کے چڑانے کے واسطے انکو رافضی کہنے لگ گئے۔

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں حدثنا شعبۃ حدثنا عدی بن ثابت قال سمعت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانصار لا یحبہم الا مؤمن) قسطلانی میگوید عدی بن ثابت ثقہ است قاضی شیعہ و امام مسجد ایشان بودہ در کوفہ و شعبہ کہ از مشائخ کبار اہل حدیث ست و امیر المومنین فی الحدیث گفتہ اند از وے روایت حدیث دارد و ازینجا معلوم میشود کہ مذہب شیعہ و اعتقاد ہائے ایشاں در زمان سابق باین خرابی و رسوائی کہ تمام رین وار زار شدہ است چنانچہ گفتہ اند کہ در آں وقت اعتقاد اینہا زیادہ بریں نبودہ کہ امیر المومنین علی را بیشتر دوست میداشتند نسبت بائمہ دیگر و افضلیت باین ترتیب کہ اہل سنت مقرر کردہ اند معتقد نبودہ اند انتہی کلامہ شیخ نور الحق کا لکھنا بالکل مطابق واقع ہے کیونکہ علمائے اہل سنت بوجہ تنفر مذہبی کے شیخین کے سب کرنے والوں سے مطلق اخذ حدیث نہیں کرتے تھے بلکہ خوارج سے بوجہ ان کی دریافت ظاہری کے روایت کا لینا پسند کرتے تھے چنانچہ حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد لیس فی اھل الاھواء اصح حدیثا من الخوارج اور خطابیہ یعنی روافض کی گواہی تک قبول نہیں کرتے تھے چنانچہ امام نووی منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قال اماما الشافعی رضی اللہ عنہ اقبل شہادۃ اھل الاھواء الا الخطابیۃ من الرافضۃ۔

پس ثابت ہوا کہ وہ چھٹا گروہ جو جناب امیر علیہ السلام کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس سمجھتا تھا وہی شیعہ اولی کا گروہ تھا جن سے علمائے اہل سنت بھی اخذ حدیث میں مضائقہ نہیں کرتے تھے خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں نیز باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ روافض و زیدیان و

اسماعیلیہ باین لقب خود را ملقب کردند و مصدر رفیارخ دشتر در اعتقادی و علمی گردیدند خوفاعن التباس الحق عن الباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ این لقب را برخود نہ لپسندیدند و خود را باہل سنت و جماعت ملقب کردند لیکن یہ کہنا کہ اہل سنت ابتدا میں شیعہ کے نام سے مشہور تھے محض دعا ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا اگر اہل سنت ابتدا میں شیعہ مشہور ہوتے تو زیدیہ فرقہ کے خروج سے جو اہل سنت کے پہلے گذر چکے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی اس نام سے مشہور ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ وہی لوگ شیعہ کہلائے جاتے تھے جو جناب امیرؑ کے افضل الصحابہ ہونے کے قائل تھے ماسوا اسکے اگر اہل سنت ابتداءً شیعہ مشہور ہوتے تو زیدیہ و اسماعیلیہ بوجہ خصومت کے کبھی اس نام کو اپنے لیے مطلق گوارا نہ کرتے کوئی اور نام پسند کرتے۔ علاوہ بریں متاخرین اہل سنت ان شیعان اولی کو اعتقاد تفضیل کے باعث سے ہمیشہ بدعتی کہتے چلے آئے ہیں اگر اہل سنت بھی اسی گروہ میں شامل ہوتے تو وہ بیچارے مبتدع کیوں قرار دیے جاتے۔ چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں بترجمہ ابان بن تغلب لکھتے ہیں ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق فلنا صدقہ و ثقہ احمد و ابن معین و ابو حاتم وقال کان غالیا وقال الجوزجانی[1] زائغ مجاھر فلقائل ان یقول کیف ساغ توثیق مبتدع وحد الثقۃ العدالۃ والاتقان فکیف یکون

---

[1] جوزجانی خود تو متعصب خارجی ہیں لیکن ابان ابن تغلب کو بوجہ شیعیت کے زائغ اور مجاہر ٹھہراتے ہیں۔

لسان المیزان میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ومما ینبغی ان یتوقف فی قبول تولہ فی الجرح من کان بینہ وبین من جرحہ عداوۃ سببھا الاختلاف فی الاعتقاد فان الحاذق اذا تامل ثلب ابی اسحاق الجوزجانی لاھل الکوفۃ رای العجب ذلک لشدۃ انحرافہ فی النصب وشھرۃ اھلھا بالتشیع فتراہ لا فی جرح من ذکرہ بلسان ذلق وعبارۃ طلق حتی انہ اخذ یلین مثل الاعمش وابی نعیم وعبید اللہ بن موسیٰ اساطین الحدیث وارکان الروایۃ الخ

یعنی یہ ضرور ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح کو جو اس نے کسی شخص کے حق میں اختلاف اعتقاد کی عداوت کی وجہ سے کی ہو قبول کرنے میں تامل کرنا چاہیے چنانچہ اگر کوئی دانا ابو اسحاق جوزجانی کی نکتہ چینی کو جو اس نے اہل کوفہ کے نسبت کی ہے تامل کرے۔ تو ایک عجیب معاملہ دیکھے گا کہ کوفہ کے لوگوں میں سے اس نے جس کسی کا ذکر کیا ہے اس کی جرح کرتے ہیں کس قدر زبان کی تیزی کو کام میں لایا ہے یہاں تک کہ اعمش اور ابو نعیم اور عبید اللہ بن موسیٰ جیسے اساطین حدیث اور ارکان روایت کو بھی نرم کر ڈالا ہے۔

عدالة من هو ملتبس بدعو وجوابه ان البدعة على ضربين صغرى كغلو التشيع او كالتشيع بلا غلو فلا تحرق فهذا كثير من التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والصدق فلو ذهب حديث هؤلاء لذهب جملة من آثار النبوة وهذا مفسدة بينة ثم بدعة الكبرى كالرفض الكامل والغلو فيه والحط علي ابي بكر وعمر والدعاء الى ذلك فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة فيه یعنی ابان بن تغلب کوفہ کا باشندہ شیعہ تھا لیکن صادق تھا ہم کہتے ہیں کہ اس کا صدق ہمارے لیے ہے اور اسکی بدعت اس کیلئے ہے۔ امام احمد ابن حنبل اور ابن معین اور ابو حاتم نے اس کو ثقہ مانا ہے اور کہا ہے کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا جوزجانی ناصبی کہتا ہے وہ حق سے پھرا ہوا۔ اور بدگو تھا۔ قائل کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کی ثقاہت کیوں کر مانی جاسکتی ہے۔ ثقہ کے لیے عدالت اور اتقان لازم ہے پس جو شخص کہ بدعتی ہو کیونکر عادل ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت صغریٰ جیسے کہ تشیع میں غلو کرنا یا تشیعیت بلا غلو کے پس یہ نا ملائم نہیں ہے کیونکہ ایسی تشیعیت تابعین اور تبع تابعین میں دین اور ورع اور صدق کے ساتھ بکثرت پائی جاتی تھی اگر ان کی احادیث سے ہاتھ کھینچ لیا جائے تو تمام آثار نبویہ ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے جس سے ایک ظاہری فساد پیدا ہو جائے گا دوسری بدعت کبرے ہے جیسے کہ پورا رفض اور اس میں غلو کرنا اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گرانا ایسی قسم کی حاجت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

اس عبارت سے چند امور ہویدا ہوتے ہیں۔

اوّل ۔ یہ کہ تشیع بلا غلو (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بہ نسبت دوسرے صحابہ کے زیادہ محبت رکھنا) یا غلو تشیع (یعنی جناب امیرؑ کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا جسکی تصریح حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں کی ہے والتشیع محبة علی و تقدیمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فهو غال فی التشیع) یہ دونو امر اہل سنت کے نزدیک بدعت صغریٰ ہیں۔

دوم ۔ یہ کہ تشیع بلا غلو کثرت سے تابعین اور تبع تابعین میں پایا جاتا ہے۔

سوم ۔ یہ کہ اگر ان شیعان اولی کی روایتوں سے دست کشی کی جائے تو آثار نبویہ کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا احتمال ہے۔

چہارم ۔ یہ کہ اہل سنت نے صاحبان بدعت کبری یعنی روافض سے اخذ حدیث نہیں کیا اور نہ انکی روایات کو مستند مانا ہے۔

اب ہم کو دیکھنا چاہئیے کہ غلو تشیع (یعنی شیخین پر جناب امیر کو فضیلت دینی جسکو متاخرین نے بدعت

صغریٰ قرار دیا ہے اس کی کہاں تک اصلیت ہے۔

بدعت کے معنی ہیں امر محدث فی الدین جس کا ماخذ کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے نہ ہو سورہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا جناب امیر کی افضلیت کا ثبوت احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ملتا ہے سب سے قطع نظر کر کے ہم اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جو ائمہ حدیث کے نزدیک اثبت الاخبار اصح الاحادیث خبر متواتر حدیث متفق علیہ ارشاد انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ہے جس کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ المنہاج شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں وفیہ اثبات فضیلۃ لعلی لا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ لیس فیہ دلالۃ لاستخلافہ) یعنی اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت کا اثبات ہے جس میں تعرض نہیں کیا جاسکتا بباعث ان کے افضل ہونے کے اپنے غیر سے یا اپنے مثل اصحاب سے اور ان کی خلافت پر استدلال نہیں ہوسکتا۔

حضرت اگر نہیں ہوسکتا نہ ہو ہمارا مطلب تو ثبوت افضیلت ہے سو وہ آپ کی تقریر سے ثابت ہے۔

عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین یا سیدی ان ابی حدیث عن ابی جحیفۃ وھب بن الخیر ان اباک صعد المنبر قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر فقال این تذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ان المؤمن یھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخ بغداد فی ترجمۃ طریف بن عبد اللہ الموصلی) ابن جبیر کہتا ہے میں نے جناب امام زین العابدین سے عرض کیا یاسیدی مجھ سے وہب بن الخیر بیان کرتا تھا کہ آپ کے والد ماجد جناب امیر نے منبر پر چڑھ کر ارشاد کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں جناب امام نے فرمایا اے عقل والے تجھے تم کہاں لیے جاتی ہیں ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ یا علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مومن ہمیشہ اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

صلاح بن مہدی المقبلی علم شامخ فی اثار الحق علی اباء المشائخ میں لکھتے ہیں والعجب من المحدثین تراھم یجرحون بمثل قول شریک القاضی وقد قیل عندہ معاویۃ حلیم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق و حارب علیا ویقول لہ قد قیل لہ الا تزور اخاک فلانا فقال لیس باخ من ازراء علی علی وعمار و تراھم یتکلمون فی وکیع واضرابہ من تلک الدرجۃ المرتفعۃ دینا وورعا یقولون یتشیع وتشیعہ انما ھو بمثل ذلک ما ذکرنا من شریک فان کان التشیع انما ھو ذلک القدر۔ فلعمری ما یسع منصفا الخروج عنہ واذا المحدثون وسائر من سمی نفسہ بالسنۃ قد دھی علیھم ھنا فابعدوا فی الجانب الآخر ووضعوا ما رفع اللہ ورفعوا ما وضع انتہی کلامہ یعنی محدثین سے تعجب ہے کہ وہ

قاضی شریک کی بات پر یا اسکی سی باتوں پر جرح کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اسکے پاس ذکر کیا گیا کہ امیر معاویہ حلیم ہیں۔ اس نے جواب دیا جو شخص کہ سچا امر پر بیوقوف بن جائے اور علی کے ساتھ جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سے اور ایک دفعہ اس سے کہا گیا تو اپنے فلانے بھائی کی زیارت کو کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا جو شخص کہ علی اور عمار پر عیب دھرے وہ ہرگز میرا بھائی نہیں ہے کبھی تو دیکھے گا کہ وہی محدثین یحییٰ سے وکیع اور اسکے امثال کو باوجود دین اور ورع میں ان کے اسقدر رفیع الدرجات ہونے کے شیع کہنے لگتے ہیں اور ان کا شیعہ پن صرف اتنا ہی ہے جتنا کہ ہم نے قاضی شریک کا بیان کیا ہے اور اگر شیعہ پن اس کا نام ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے تو مجھے اپنی جوانی کی قسم ہے کہ پھر کوئی منصف مزاج اس سے نہیں بچ سکیگا الحدیث و نیز وہ لوگ جو اپنی جان کو اہل سنت کہلاتے ہیں ان لوگوں کو بدعتی ٹھہرانے کا ارادہ کرتے ہیں اور خود دوسری طرف بدعت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جس بنیاد کو کہ خدا نے گرایا ہے اسکو بناتے ہیں اور جسکو بنایا ہے اس کو گراتے ہیں۔

ان مباحث سے یہ تو ہم کو ثابت ہو گیا ہے کہ مذہب تفضیل کثرت سے طبقہ تابعین اور تبع تابعین میں رائج تھا اب ہم کو تھوڑی دیر کے لیے نگاہ اٹھا کر ان کے اوپر کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھنا چاہیئے کہ یہ غلو تشیع کوئی صاحب ان میں بھی رکھتا تھا یا نہیں اگر بعض صحابہ اسکے قائل نظر آئیں تو ایسا اعتقاد جو خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم میں پایا جاتا ہو اسکو بدعت قرار دینا خود بدعت ٹھہرے گا حافظ ابن عبد البر النمری القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں بصدر ترجمہ جناب امیر علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وجناب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء علی غیرہ یعنی سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور جناب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ بزرگوار ان کو یعنی جناب امیر کو ان کے غیر پر فضیلت دیا کرتے تھے اور حافظ ابن عبد البر کے سوا حافظ ابی الحجاج یوسف بن الزکی بن عبد الرحمن بن یوسف المزی الکلبی الشافعی نے بھی اس حدیث کو کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں نقل کیا ہے۔

اس کے ماسوا عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب المعارف میں جہاں پر شیعان علی کا ذکر کیا ہے لکھا ہے والسماء الغالیۃ من الشیعۃ ابو الطفیل صاحب رایۃ المختار وکان اخر من راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موتا۔ والمختار۔ وابو عبد اللہ الجدلی وزرارۃ بن اعین رجاء الحبشی یعنی تشیع میں غلو کرنے والوں کے یہ نام ہیں۔ ابو الطفیل مختار کا علم بردار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے دیکھنے والوں

پیچھے فوت ہوا ہے اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی - اور ابو عبداللہ الجدلی - اور زرارہ بن اعین - اور جابر الجعفی

ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کے مذہب کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں

وکان ابو الطفیل عامر بن واثلة یتشیع فی علی و یفضلہ و یثنی علی الشیخین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و یترحم علی عثمان رضی اللہ عنہ (یعنی ابو الطفیل عامر بن واثلہ جناب امیر کی شان میں اعتقاد شیعیت رکھتے تھے اور شیخین یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی مدح اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید بے ویشاں کے ساتھ ہمدردی کیا کرتے تھے ۔

ان صحابہ کبار کے سوا حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مسلک ثابت ہوتا ہے چنانچہ حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بترجمہ قاضی شریک لکھتے ہیں دخل شریک علی المھدی فقال لہ المھدی ما تقول فی علی بن ابی طالب قال ما قال فیہ جدک العباس و عبداللہ قال وما قالا فیہ قال اما العباس فمات وعلی عندہ افضل الصحابة وقد کان یری کبراء المھاجرین یسالون عما ینزل علیھم من النوازل وھو ما احتاج الی احد حتی لحق باللہ عزوجل واما عبداللہ فانہ کان یضرب بین یدیہ بسیفین وکان فی حروبہ راسا متبعا وقائدا مطاعا فلو کانت امامة علی جورا کان اول من یقعد عنھا ابوک لعلمہ بدین اللہ وفقھہ فی احکام اللہ فسکت المھدی ولم یمض بعد ھذا المجلس الا قلیل حتی عزل (رحمة اللہ علیہ) یعنی قاضی شریک ایک دفعہ مہدی کے پاس گیا مہدی نے اسے کہا تو علی کے متعلق کیا کہتا ہے شریک نے کہا جو بات میرے دو دادے حضرت عباس اور عبداللہ بن عباس انکے حق میں کہتے ہوں مہدی بالاللہ کہنے لگا وہ کیا کہتے ہیں شریک نے کہا عباسؓ کا مرنے تک یہی اعتقاد تھا کہ علیؓ سب صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ حضرت عباس دیکھا کرتے تھے کہ اکابر مہاجرین کو عبادات میں جو کچھ مشکلیں پیش آتی تھیں وہ جناب علی سے پوچھا کرتے تھے اور جناب امیر کو اپنی وفات کیوقت تک کبھی کسی بات میں صحابہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پیش آئی اور عبداللہ بن عباس تمام حروب صفین میں جناب امیر کے تابع اور ان کی فوج کے سردار تھے اگر جناب علی کی امامت ظلم ہوتی تو سب سے پہلے عبداللہ بن عباسؓ ہی بباعث اپنے علم دین اور فقہ فی احکام کے ان کی شرکت سے کنارہ کش ہو جاتے مہدی یہ سنکر خاموش ہو گیا اس گفتگو پر نہایت ہی تھوڑی مدت گذرنے پائے تھے کہ مہدی نے شریک کو قضاء کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جس اعتقاد پر ہم کو مبتدع اور اہل اہواء قرار دیا جاتا ہے - اس میں حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود اور خباب بن الارت اور جابر بن عبداللہ الانصاری اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم اور ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی اللیثی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ہمارے پیشوا ہیں بابی انت وامی لنعم ما قلت یا رسول اللہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم ۔

ولنعم ما قال امامنا ابو عبد الله محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمۃ اللہ علیہ اذا نحن فضلنا
علیا فاننا + روافض بالتفضیل عند ذوی الجہل + وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ + رمیت بنصب
عند ذکری الفضل + فلا زلت ذا رفض ونصب کلیہما + بحبیہما حتی اوسد فی الرمل +
وایضاً قال ؎ ولو کان رفضا حب آل محمد + فلیشہد الثقلان انی روافض + وقال
البیہقی وانما قال الشافعی ذلک حین نسبہ الخوارج الی الرفض حسدا وبغیا (صواعق محرقہ لعلامہ ابن حجر)
کیا اچھا فرمایا ہے ہمارے امام اعظم سیدنا ومولانا حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ہم
جناب علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کے نزدیک رافضی ٹھہر جاتے ہیں اور جب ہم حضرت ابوبکر کے
فضائل کو بیان کرتے ہیں تو ہم ناصبی قرار دیے جاتے ہیں ہیں مرتے تک ان دونوں صاحبوں کی محبت میں ہمیشہ رافضی
اور ناصبی ہوں اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں میں رافضی ہوں بیہقی
رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام شافعیؒ نے یہ اشعار اسوقت تصنیف کیے تھے جبکہ خوارج حسد اور بغض سے
ان کو رافضی کہا تھا۔

اب ہم ان شیعہ بزرگوان کے نام کی ایک فہرست مختصر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جن کو ایک طرف سے تو مبتدع
قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف سے ان سے اخذ حدیث کیا جاتا ہے حافظ عبد الرحیم العراقی شرح الفیہ
الحدیث میں لکھتے ہیں وکتاب مسلم ملان من الشیعۃ یعنی صحیح مسلم شریف شیعہ کی روایتوں سے مالامال ہے
سیوطی علیہ الرحمۃ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں بخاری اور مسلم کے راویوں کے بیان میں لکھتے
ہیں۔ اردت ان اسرد اسماء من روی بالتشیع من اخرج لہم البخاری والمسلم او احدہما وہم اسمعیل
ابن ابان۔ واسمعیل بن زکریا الخلقانی۔ وجریر بن عبد الحمید۔ وابان بن تغلب الکوفی۔ و
خالد بن مخلد القطوانی۔ وسعید بن فیروز۔ وابو البختری۔ وسعید بن عمرو بن اشوع۔ و
سعید بن عمیر۔ وعباد بن العوام۔ وعبادہ بن یعقوب۔ وعبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن
بن ابی لیلیٰ۔ وعبد الرزاق بن ہمام صاحب المصنف۔ وعبد الملک بن اعین۔ وعبید اللہ بن
موسیٰ العبسی۔ وعدی بن ثابت الانصاری وعلی بن الجعد۔ وعلی بن الہاشم بن البرید۔
وفضل بن دکین۔ وفضیل بن مرزوق الکوفی۔ وفطر بن خلیفہ۔ ومحمد بن جحادۃ الکوفی۔ و
محمد بن فضیل۔ وفضیل بن مرزوق الکوفی۔ وفطر بن خلیفہ۔ ومحمد بن جحادۃ الکوفی۔ و
محمد بن فضیل بن غزوان۔ ومالک بن اسمعیل۔ وابو غسان یحییٰ بن الجزار ہولاء رموا
بالتشیع انتہی ارادہ کرتا ہوں میں کہ شمار کروں نام ان لوگوں کے جو کہ تشیع کے ساتھ منسوب کیے ہوئے ہیں
اور احادیث اخذ کیے ہیں ان سے امام بخاری اور مسلم نے یا ایک نے ان دونوں میں سے اور وہ اسمعیل بن ابان

اور اسمٰعیل بن زکریا خلقانی۔ اور جریر بن عبدالحمید الخ

عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدنیوری نے المعارف میں بھی ایک فہرست دی ہے وہو ہذا۔ الشیعۃ الحرث الاعور وصعصعہ بن صوحان۔ والاصبع بن نباتہ۔ وعطیۃ العوفی۔ وطاوس۔ والاعمش۔ والو اسحاق السبیعی۔ وابو صادق۔ وسلمہ بن کہیل۔ والحاکم بن عتیبہ۔ وسالم بن ابی الجعد۔ وابراہیم وحبہ بن جوین۔ وحبیب بن ثابت ومنصور بن معتمر۔ سفیان الثوری۔ شعبہ بن الحجاج۔ وفطر بن خلیفہ۔ والحسن بن صالح بن حی۔ وشریک قاضی والو اسرائیل۔ ومحمد بن فضیل۔ ووکیع۔ وحمید الرواسی۔ وزید بن الحباب۔ والفضل بن دکین۔ والمسعودی اصغر۔ وعبیداللہ بن موسیٰ۔ وجریر بن عبدالحمید۔ وعبداللہ بن داؤد۔ وہشیم۔ وسلیمان التیمی۔ وعوف الاعرابی۔ وجعفر الضبیعی۔ ویحییٰ بن سعید القطان۔ وابن لہیعہ۔ وہشام بن عمارہ۔ والمغیرہ صاحب ابراہیم۔ ومعروف بن خربوذ۔ وعبدالرزاق۔ ومعمر۔ وعلی بن الجعد۔

ان کے سوا اکثر اور بھی ائمہ حدیث انہیں شیعان علی کی قطار میں شمار کیے جاتے تھے چنانچہ ابن خلکان وفیات الاعیان میں بہ ترجمہ امام نسائی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الامام ابو عبدالرحمٰن بن شعیب النسائیؒ خرج الی دمشق ودخل فسئل عن معاویۃ وماروی من فضائلہ فقال ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ وکان یتشیع فمازالوا یدفعون فی حضیتہ حتی اخرجوہ من المسجد یعنی امام ابو عبدالرحمٰن بن شعیب النسائی صاحب سنن کبیر دمشق میں گئے لوگوں نے ان سے امیر معاویہؓ کے فضائل کے متعلق سوال کیا۔ امام نسائی نے جواب دیا کہ مجھے اُن کے فضائل کے متعلق کوئی حدیث سوا اس حدیث کے کہ خدا اسکے پیٹ کو نہ بھرے۔ یاد نہیں ہے دمشق کے لوگوں نے امام نسائی کے خصیوں پر لاتیں مار کر ان کو مسجد سے نکال دیا کیونکہ وہ شیعہ پن بیان کر رہے تھے۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مصنف مستدرک علی الصحیحین ابو عبدالحاکم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں قال ابن طاہر سالت ابا اسمعیل الانصاری عن الحاکم فقال ثقۃ فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال ابن طاہر کان شدید التعصب للشیعۃ فی الباطن وکان یظہر التسنن فی التقدیم والخلافۃ وکان منحرفا عن معاویۃ والہ متظاہر بذلک ولا یعتذر منہ قلت اما انحرافہ عن خصوم علی فظاہر واما امر الشیخین فمعظم لہما بکل حال فہو شیعی لا رافضی انتہی یعنی ابن طاہر ناقل ہیں کہ میں نے ابو اسمٰعیل انصاری سے حاکم کی نسبت استفسار کیا وہ کہنے لگا حاکم حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے پھر ابن طاہر کہتا ہے کہ حاکم شیعہ مذہب میں سخت متعصب تھا اور تقدیم اور خلافت میں اپنے آپ کو اہل تسنن ظاہر کرتا ہے معاویہ اور اس کی اولاد سے منحرف تھا اور اس کا اظہار کرتا تھا اور اس میں عذر نہیں

کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ دشمنان علی سے اسکا انحراف تو ظاہر ہے لیکن شیخین کی ہر حال میں تعظیم کرتا تھا اس لیے اسکو شیعہ کہنا چاہیئے نہ رافضی۔

بعض احباب خیال کریں گے کہ مولف نے اپنا مذہب نہیں بتایا کہ وہ حضرات اہل سنت کا نام لیوا ہے یا امامیہ صاحبان کی جناب سے عقیدت رکھنے والا ہے۔ اس لیے یہ خاکسار جو اپنا مسلک رکھتا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

(۱) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام سب صحابہ سے افضل اور اعلے تھے۔

(۲) جناب امیر علیہ السلام اور اہل بیت کے بعد بلا شبہ حضرت شیخین تمام صحابہ سے افضل تھے۔

(۳) عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک صاحب مستحق خلافت تھا۔ اگر استحقاق خلافت کی نسبت دیکھا جائے تو استحقاق خلافت من حیث النبوۃ کسی کو بھی حاصل نہیں تھا کیونکہ خلافت فی النبوۃ امر محال ہے باقی رہ گئی خلافت فی ابقاء اصلاح امت تو عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو اسکا استحقاق حاصل تھا جس کو حاصل ہو گئی وہی خلیفہ ہو گیا۔

خلافت امر منصوص نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس قدر جھگڑے کیوں پیش آتے اور انصار منا امیر و منکم امیر کیوں کہتے اور مہاجر اس نص کو نہ پیش کرتے۔

اب اس کے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ پس خلافت کس کا حق تھا جس وقت کہ ہم یہ بحث کرنے لگیں پہلے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ خلافت کے استحقاق کا فیصلہ کرنے کے واسطے قوانین سیاست میں جو مختلف اصول استخلاف کے ہیں ان میں سے کون سے اصول کی بنا پر ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں آیا انتخاب کی بناء پر یا وراثت کے اصول پر:

وراثت کے اصول عموماً ہمارے دلوں میں جاگزین ہے اور اس کو نگاہ میں رکھ کر فیصلے کیے آباد ہوتے ہیں۔ لیکن وراثت کے اصول کے لحاظ سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی خلافت کا حق نہ حضرت ابوبکر کو حاصل تھا نہ حضرت امیر کو سب سے پہلے حضرت امام حسن اور ان کے بعد امام حسین کا تھا ان کے بعد ان کی اولاد کا۔

بلا شبہ عرب کے لیے یہی سب سے بہتر اصول تھا اگر اس کو اختیار کیا جاتا۔ مگر اندرونی اور بیرونی جھگڑوں نے جن کا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے کسی کو اسکی طرف ملتفت نہ ہونے دیا ماسوا اسکے عرب میں اس وقت سیاست مدن کا جو طریقہ تھا سو وہ اس سے بالکل مختلف تھا۔ نہ پورا جمہوری تھا نہ پورا شخصی۔ نہ پورا انتخابی نہ پورا موروثی۔

حضرت ابوبکر کے انتخاب کی بنا جس واقعہ سے ہوئی اس میں خاص اصول انتخاب وغیرہ کا مرعی نہیں رکھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتیں نہیں گذری تھیں اور صحابہ کبار تجہیز و تکفین کا فکر کر رہے تھے کہ ان کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر اور خلیفہ بنالیں۔ درحقیقت مدینہ میں منافقانہ بیج جو پہلے سے عبداللہ بن ابی کے چالوں سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سے تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیروں کو بلا کر اور شہر میں بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے (لائف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۸) وہ اسوقت قومی مساوات اور قبیلانہ حقوق کے پردہ میں بار آور ہوا اور اس نے انصار کو جلد ہی اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ میں نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین (یعنی مکہ والوں) کے زیر حکومت رہنا کسی قدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ان کو یہ خیال تھا کہ ان وطن سے بھاگے ہوئے لوگوں کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور انکی اعانت کی ہے ہمارے انپر احسان ہیں یہ ہمارے سند یا اطاعت ہوتے چاہیئے نہ کہ ہم انکے تابع فرمان بن جائیں۔ وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکات ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل و جان سے کرتے تھے اب ان کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگوں پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہیں ہے نہایت لازم ہے ہم ایک کو اپنے میں سے اپنا جداگانہ امیر بنالیں چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کے لیے نامزد بھی کر لیا تھا۔ غرضیکہ بقول سر ولیم میور وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آئندہ معرض خطر میں تھا دیکھو کتاب اَنلس اوف ارلی خلافت صفحہ ۲

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے حضرت ابوعبیدہ راستہ میں ان کے ساتھ ہوئے یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع میں جا پہنچے اور دقت کے بعد ان کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ میں اس وقت حاضر ہیں ایک کو منتخب کرلو حضرت عمر نے عجلت کر کے مبادا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہ ہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور حباب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس کے جو انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب نہ ہو سکا (دیکھو لائف اوف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴) حضرت علی علیہ السلام اس وقت موجود نہیں تھے ورنہ آپؑ سے رائے لینے کی مہلت ملی۔ جب حضرت ابوبکر وہاں سے لوٹے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تھے اسلیے شرکت جنازہ سے محروم رہے۔ جسکا کہ قلق ان کو تا مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اب باہر کی حالت عرب میں جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا ایک طرف

عرب کے یہود و انصارے مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کے ابتدا ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت بر سر پرخاموش تھے چنانچہ جن کی تنبیہ کیلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر پیشر دار ی اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور میں گرفتار تھے صرف وہی مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جن کے دل پر خدا نے سکینہ اتارا تھا۔ ان کی تعداد پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں تھی جن میں بعض مہاجر اور بعض انصار تھے۔ جبکہ ان تھوڑی سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہا تھا۔ اگر عجالۃً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجر و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر اور انصار میں ہی تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آئندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہنچ جاتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی انتظار میں بیٹھے رہتے۔ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر بیعت کو تھوڑی دیر کے لیے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ امت محمدیہ میں پیدا ہو جاتا۔ پھر جسکی اصلاح اگر غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

اس کے ماسوا اگر ایسے شورشناک وقت میں جناب امیرؑ کے دست مبارک پر بیعت واقع ہو جاتی تو اکثر بنی امیہ جو ابتدا ہی سے جناب امیرؑ سے جلتے رہتے تھے کیونکہ انکے ہاتھوں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ولید جیسے موی سردار غزوات میں مارے جا چکے تھے ضرور بگڑ جاتے اور اسلام میں تفرقہ ڈال دیتے۔ بھلا بنی امیہ کو اپنے خویش و اقارب کے قاتل کے ہاتھ پر بیعت کر لینا کب گوارا ہو سکتا تھا۔

اگر اس نازک وقت میں اسلام میں کوئی اندرونی جھگڑا جمل اور صفین جیسا برپا ہو جاتا تو بیرونی دشمنان دین اور مرتدان عرب اور مدعیان نبوت کا دفعیہ تو درکنار صحابہ کو خانہ جنگیوں سے دم بھر کی فرصت نہ ملتی یہی خاص مصلحت تھی جو صحابہ کو جناب امیرؑ کی بیعت سے مانع آ گئی۔

ان واقعات محققہ سے چشم پوشی کر کے جو کچھ جس کے جی میں آئے سو نہ وہ بزرگوار غاصب تھے اور نہ کسی کا حق چھیننا چاہتے تھے جو کچھ انہوں نے کیا وہی مقتضائے وقت تھا انکی نیت بالکل نیک تھی۔ اسی نیک نیتی کے بدولت خدا نے انکو وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کا صلہ عطا فرمایا تھا۔ چونکہ بعض مولفۃ القلوب اور منافقین کے خویش و اقارب کے ذوالفقار حیدری ابھی تک خشک نہیں ہوئی تھی اس لیے بنظر حفظ ماتقدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر کو چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اسی احتیاط کو مد نظر رکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کرنے کا کام مجلس شوریٰ کے سپرد کیا۔

جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہو چکے تھے اس لیے اصحاب شوریٰ یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین رضی اللہ عنہما کا اقرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آ جائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر شیخین رضی اللہ عنہما کو اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضاء بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ جنکی نسبت اکثر جناب عمر رضی اللہ عنہ لولا علی لہلک عمر اور اعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیہا ابوالحسن اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے جناب امیر نے سیرت شیخین کے اتباع کا اقرار نہ کیا اور بخوف وقوع فساد امر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتقل ہو گیا۔

لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر ہمیشہ اپنی خلافت کے خواہاں رہتے تھے اور ان کی خواہش اس غرض سے تھی کہ ان کو دنیوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ ان کی منشاء یہ تھی کہ امور خلافت میں کوتاہی جو بتقاضائے بشریت اکثر خلفا سے ظہور میں آتی رہی ہے۔ احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے۔

(۹) بے شک ترتیب خلافت اجماعی ہے۔ لیکن فضلہم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں چنانچہ حافظ ابن عبدالبر استیعاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں ما اختلف السلف ایضا فی تفضیل علی و ابی بکر یعنی سلف کا جناب امیر اور حضرات ابوبکر کی باہم فضیلت میں بھی اختلاف تھا۔

فضلہم علی ترتیب الخلافۃ پر محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اتفاق کر لیا ہے چنانچہ حافظ موصوف اسی مقام کے نزدیک لکھتا ہے قال ابو عمر وقف جماعۃ من اہل السنۃ فی علی و عثمان فلم یفضلوا احدا منہما علی صاحبہ منہم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان واما اختلاف السلف فی تفضیل علی و ابی بکر فقد ذکرہ ابن خیثمۃ فی کتابہ من ذلک ما فیہ کفایۃ۔ واہل السنۃ الیوم علی ما ذکرت لک من تقدیم ابی بکر فی الفضل علی عمر و تقدیم عمر علی عثمان و تقدیم عثمان علی علی و علی ہذا عامۃ اہل الحدیث من زمن احمد بن حنبل الا خواص من اجلۃ الفقہاء و ائمۃ العلماء فانہم علی ما ذکرنا عن مالک و یحیی بن سعید القطان وابن معین۔ فہذا ما بین اہل الفقہ والحدیث فی ہذہ المسئلۃ واما اختلاف سائر المسلمین فی ذلک فیطول و قد جمعہ قوم (انتہی) پس یہ اختلاف کا اختلاف ایک دلیل روشن ہے کہ فضلہم علی ترتیب الخلافۃ اجماعی نہیں ہے۔

(۱۰) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ مگر معصوم نہیں تھے اور بوجہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب ان سے فدک کے معاملہ میں خطا فی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔

(۵) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنے کے لیے جو جناب امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ چھپے تھے حضرت امیر پر خروج ثابت ہے جس میں ان سے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے خطا فی الاجتہاد سرزد ہوا ہے لیکن جنگ جمل میں طلحہ زبیر دونوں صاحب شریک نہیں ہوئے کیونکہ وہ علیحدہ ہو گئے تھے اور ام المومنین بے اختیار معرکہ میں پھنس گئیں تھیں

(۶) کل صحابہ مجتہد نہیں تھے بلکہ بعض افاضل صحابہ مجتہد تھے اور بعض عوام تھے اسکا ذکر ہم امیر معاویہ کی خطا کی بحث میں کریں گے ۔

(۷) امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام سے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنیکے لیے نہیں لڑے بلکہ خلافت کے لیے لڑے تھے اس میں ان سے خطا منکر سرزد ہوئی ہے لیکن وہ اس خطا کی وجہ سے حد صحابیت سے خارج نہیں ہو گئے ۔ صحابہ معصوم نہیں تھے اکثر بعض سے بتقاضاے بشریت خطاء منکر وقوع میں آ گیا ہے لیکن وہ ایسے خطا کی وجہ سے مورد لعن و طعن نہیں ہو سکتے ۔

(۸) حراست حوزہ اسلام اور اصلاح امت خیر الانام علیہ السلام کا نام خلافت ہے ۔ اگر کل امور میں اتباع سنت وترویج قواعد شریعت ملحوظ خاطر خلیفہ ہے تو خلافت راشدہ ہے ورنہ مملکت عفو منہ ہے ۔

(۹) سلطنت نہ نبوت کے لیے استلزام تھی نہ ولایت کے لیے جبکہ بجز چند نفوس انبیا کے کوئی نبی سلطان وقت نہیں ہوا ۔ ولی کا سلطان وقت ہونا کہاں سے لازم سمجھا جا سکتا ہے ۔ طالوت ملک صالح تھا لیکن نبی نہیں تھا اس کے عہد میں سموئیل نبی تبلیغ احکام کرتے رہے ہیں ۔

(۱۰) ہمارے نزدیک سب شیخین نہایت امر شنیع ہے ہم اپنے امامیہ مذہب کے ساتھ ہرگز اس میں اتفاق نہیں کر سکتے ۔

اولاً تاریخی واقعات کو نہایت انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی اور رضامندی سے خلافت حاصل کی یا اس نازک موقعہ پر جبکہ خانہ جنگیوں کے چھڑ جانے کا احتمال تھا اور جس کے اسباب فراہم ہوتے چلے جاتے تھے مجبور ہو کر طوعاً و کرہاً اسکو منظور کیا تھا اور جو خطرہ کہ سامنے نظر آ رہا تھا اسکو دفع کرنے سے اسلام پر احسان کیا ۔

اسلامی خلافت میں اس وقت تک کیا کچھ عیش و عشرت کے سامان موجود تھے جنکی کہ ان کو طمع پیدا ہو گئی تھی یا کہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری کا کام تھا کیا وہ سنہری مسہری یا پھولوں سے سجی ہوئی سیج تھی یا کہ کانٹوں کا بچھونا بچھا تھا ۔

اب اسکی وسعت کو دیکھو کہ تمام عرب میں ایک سرے سے تک ارتداد والحاد اور بغاوت پھیل گئی تھی ۔

جسکی نسبت ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتا ہے ارتدت العرب عامة وخاصة واجتمع علی طلیحة عوام اسد وطے وارتدت غطفان وتوقفت ہوازن فامسکوا الصدقة وارتد خواص من بنی سلیم وکذا سائر الناس بکل مکان ۲ وتنبأ الاسود بالیمن وتنبأ مسیلمة بالیمامة وتنبأ طلیحة بن خویلد فی بنی اسد ھی کلھم الذی ۳ وتنبأت سجاح بنت الحارث من بنی غطفان واتبعھا الھذیل بن عمران فی بنی تغلب وعقبة بن ھلال فی النمر والسلیل بن قیس فی شیبان وزیاد بن بلال واقبلت من الجزیرة فی ھذہ الجموع قاصدة المدینة یعنی عرب کے قبیلے بعض پورے بعض ادہورے مرتد ہوگئے طلیحہ کی نبوت پر بنی طی اور بنی اسد نے اتفاق کرلیا۔ اور غطفان مرتد بن بیٹھے۔ ہوازن کے لوگوں نے زکوۃ دینا بند کیا لیکن بنی سلیم سے بھی بعض مرتد ہوگئے تھے اسی طرح ہر سب جگہ کے لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور اسود عنسی یمن میں اور مسلیمہ یمامہ میں اور طلیحہ بن خویلد بنی اسد میں نبوت کے دعویدار کھڑے ہوگئے تھے بنی غطفان کی طرف سجاح بنت الحارث نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا۔ اور بنی تغلب سے ہذیل بن عمران اور قبیلہ نمر سے عقبہ بن ہلال اور شیبان کے لوگوں میں سے زیاد بن ہلال اس کے ساتھ ہوگئے تھے اور وہ عورت اس جمعیت کیساتھ جزیرہ سے مدینہ کو چڑھ آئی تھی۔

غرضیکہ مکہ والے لوگ بھی بگڑنے کو طیار تھے جسکا تذکرہ ابن اثیر نے کامل التواریخ میں کیا ہے صرف ایک مدینہ منورہ باقی رہ گیا تھا۔

جسکو اسلام کے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا وہ بھی اندرونی فساد سے عرق خوف و خطر میں تھا پس ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ کی زبردست تدبیروں نے صرف اعراب کیلئے بےچین اور ہر شر طبایع کو قابو میں رکھا بلکہ شام اور مصر اور ایران جیسی بڑی سلطنتوں کو جولانگاہ اسلام بنا دیا۔ پس اگر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر کوئی الزام لگایا جاسکتا ہے تو صرف یہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ایسے شورشناک وقت میں اسلام کو بغاوت سے اور مفسدہ سے کیوں بچایا۔ اور کیوں وہ اسلامی سلطنت دنیا میں قائم کی کہ جسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلائے جاتے ہیں۔ اور جن کے اخلاق حسنہ اور عمدہ چال چلن اور بے نظیر حیرت انگیز کارناموں کو گبن اور کارلائل اور سر ولیم میور جیسے عیسائی منصف مزاج مورخ باوجود مخالف مذہب کے نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں۔

نہایت شرم کی بات ہے کہ ان بزرگان دین کی جناب میں گستاخانہ پیش آنے کو اور انکے حق میں کلمات سب و شتم کے استعمال کرنے کو فرائض مذہبی کا ایک جزو اور باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔

(۱) خدا کا کلام پاک باواز بلند شہادت دیتا ہے کہ وہ سابق الاسلام تھے مہاجر تھے بدری تھے

بیعۃ الرضوان میں داخل تھے ان جلیل القدر اسلامیوں نے سب سے پہلے بغیر کسی دنیاوی غرض کے محض لوجہ اللہ اسلام قبول کیا تھا اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال فدا کیا ہے اور قوم کے ہاتھوں سے ظلم اور ستم اٹھائے تھے اور اسلام میں فقر و فاقہ گوارا کیا تھا۔

غرضکہ یہی لوگ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (اور) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم (اور) وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض (اور) السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اور) لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (اور) والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الآخرۃ اکبر (اور) والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم (اور) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار (اور) ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین کے مصداق تھے۔

پس قرآن مجید کے مخالف کونسا ایسا ثبوت قطعی پیش کیا جاتا ہے جس سے ان بزرگوں کے نقائص ثابت ہوتے ہیں آیا قرآنی نصوص صریحہ کو کوئی حجت باطل کر سکتی ہے۔

احراق بیت فاطمہ کی تہدید کا بے بنیاد الزام جسکا کہ ولیم میور جیسا متعصب مخالف اسلام بھی قائل نہیں ہے (دیکھو لائف اوف محمد مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۸) ان بزرگوں کی طرف عاید کر کے بدگمان ہو جانا نہایت عقل اور انصاف سے بعید ہے۔

آیات قرآنیہ یقینی اور ان کے احکام قطعی ہیں اخبار و آثار ظنیت کے درجہ سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اگرچہ ان کے راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہوں پس جو شخص کہ نصوص صریحہ کو چھوڑ کر روایت کا تتبع کرتا ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

جس آثار سے صحابہ کے مشاجرات یا شکر رنجیاں ثابت ہوتی ہیں وہ تو موضوع یا احاد ہیں کوئی اثر متواترات کی حد تک تو کیا صحت کے درجہ تک بھی نہیں پہنچتا پس ایسے ظنیات و شکیات اور وہمیات کا تتبع کر کے نصوص قرآنیہ اور دلائل یقینیہ کو جن سے ان صحابہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں چھوڑ دینا بالکل دیانت کے برخلاف ہے۔

ان قصص و آثار کا یہ حال ہے کہ ایک شخص ایک قصہ کو روایت کرتا ہے سننے والا اسے آنکھ بند کر کے سنتا ہے

پھر اس اصل پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھا کر آگے تیسرے کے پاس نقل کرتا ہے تیسرا اپنی طرف سے کچھ اس پر بڑھا کر
کر چوتھے کو سناتا ہے ۔ یہاں تک کہ اس قصہ کی اصلی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اصل کے مخالف ایک نیا قصہ
بن جاتا ہے اور بے سمجھ آدمی اسکو سنکر اور اس پر یقین کر کے صحابہ کے حق میں بدظن ہو جاتا ہے اور اپنے
ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے ۔

(سوم) اگر بفرض محال وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسے کہ ہمارے امامیہ احباب بیان کرتے ہیں تو ہم کو یہ خیال
پیدا ہوتا ہے ۔ کہ جناب امیرؑ نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں بیٹھنے دیا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مدفن اطہر کے پہلو میں جو روضہ من ریاض الجنۃ ہے کیوں دفن ہونے دیا اگر یہ کہا جائے کہ جناب امیر
علیہ السلام نے تقیہ کیا تھا تو یہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اصحاب جناب امیر جیسے اشجع عرب سے
فدک چھین لیں ۔ خلافت غصب کر لیں ۔ بیٹی چھین لیں ۔ گھر جلا دیں اور جناب امیر انکا منہ دیکھتے کے دیکھتے
رہ جائیں ۔ کوئی بھی بنی ہاشمیہ برسر غیرت نہ آئے ۔ اور قومی اور اسلامی ذلت کو روا رکھے جناب امام حسین علیہ
السّلام نے تو اپنا سر اقدس کٹا دیا تھا پھر اپنا گھر جلوایا تھا ۔ لیکن جناب امیر زندہ ہوں اور ان کے سامنے ان کا
گھر جلا دیا جائے نہایت تعجب کی بات ہے ۔

چہارم ۔ جہاں تک کہ ہم سچی روایات کا تتبع کرتے ہیں ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام
ان بزرگوں کو نہایت خیر سے یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اکثر فخریہ ارشاد کیا کرتے
تھے ولدنی ابوبکر مرتین یعنی مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو دفعہ جنا ہے اسکی وجہ کو عبدالرؤف المناوی
طبقات الکبریٰ میں اور ذہبی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ (امہ فروۃ بنت القاسم بن محمد بن
ابی بکر الصدیق وام القاسم اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر لذلک کان یقول ولدنی ابوبکر
مرتین یعنی جناب جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر تھا
اور قاسم کی والدہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمان بن ابی بکر تھا ۔ اسی لیے جناب صادق علیہ السلام
فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر نے دوبار جنا ہے ۔ ظاہر ہے نسب میں اسکے ساتھ فخر کیا جا سکتا ہے
جو قابل فخر ہو ۔

اسی طرح سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ما تقول
فی ابی بکر وعمر آپ نے فرمایا ھما امامان عادلان کانا علی الحق وماتا علی الحق یعنی وہ دونوں امام
تھے عادل تھے اور حق پر تھے ۔ اور حق پر انکا انتقال ہوا حضرت سید محمد صاحب مجتہد العصر نے بھی کتاب لوامع التقیہ فی
اثبات تقیہ مطبوعہ لودہانہ ۱۲۸۲ھ میں اس کا تحریر فرما کر اسکے معانی میں ایک طول الذیل تاویل درج کی ہے

لیکن ایسی ہی تاویلیں اگر ہر کلام میں پیدا کی جائیں تو شاید ہی کسی کلام سے مستقیم معنی پیدا ہو سکیں۔
بحار الانوار میں ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمر بن ہشام حافظ ذہبی کاشف میں ہمارے شیخ الشارح اجلح بن عبد اللہ الکندی الشیعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں اجلح بن عبد اللہ ابو حجیہ الکندی کان شیعی وروی عنہ شریک القاضی انہ قال من سب ابابکر وعمر احد الا افتقر او قتل یعنی اجلح بن عبد اللہ ابو حجیہ الکندی شیعہ مذہب تھے شریک القاضی ان سے روایت کرتا ہے کہ اجلح کہا کرتے تھے کہ جس کسی نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کی ہے وہ یا تو محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا ہے۔ خیر اس کے تو ہم قائل نہیں کہ وہ محتاج ہو گیا ہے یا مارا گیا۔ ہماری غرض تو صرف اتنی ہے کہ ہمارے شیعیان اولی سب یعنی دشنام شیخین کو بہت برا جانتے تھے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے خواہ ہم کو کوئی سنی کہے یا شیعہ کہے۔
ہمارے نزدیک وہ صدیق تھے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے خدا کے مخلص بندے تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

جناب امیر کی محبت کا علامت ایمان ہونا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولاک یا علی ما عرف المومنین من بعدی (اخرجہ ابن المغازلی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا علی اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن نہ پہچانے جاتے۔

جناب امیر کا ولی المومنین ہونا

(۱) عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن بعثین علی احدھما علی بن ابی طالب وعلی الآخر خالد بن ولید فقال اذا التقیتم فعلی علی الناس وان افترقتم فکل واحد منکم علی حدۃ قال فلقینا بنی زبید من اھل الیمن فاقتتلنا فظھر المسلمون علی المشرکین فقتلنا المقاتلۃ وسبینا الذریۃ فاصطفی علی امرأۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ قال فدفعت الیہ فلت من علی فتغیر وجھہ فقلت ھذا مکان العائذ بعثتنی مع رجل وامرتنی ان اطیعہ فقلت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم من بعدی (اخرجہ النسائی وفی اسنادھما اجلح الکندی)

وهو شیعی لکن وثقه ابن معین کما ذکرہ ابن حجر العسقلانی فی تقریب التہذیب) عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد بریدہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دونوں فوجیں جمع ہو جائیں۔ تو دونوں میں علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں۔ ہم اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا ملے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں سے مقابلہ کیا۔ اور بنی زبید کے جو بیچے گرفتار کر لیے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا خالد بن ولید نے یہ قصہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لے کر میں حضرت کے حضور میں جاؤں میں نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا تھا۔ اور اسکی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا آپ نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑ وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے

(۲) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ بہ تحقیق میرے بعد علی تمہارا ولی ہے پس تو علی کو دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الحاکم فی المستدرک والدیلمی فی المختارۃ والوصابی فی الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفاء) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق بریدہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میرے بعد علی تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم دیا جاتا ہے۔

(۴) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ بہ تحقیق علی علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے تو اسے دوست رکھ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جو کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔

(۵) اخرج احمد فی المسند حدثنا عبد الرزاق وعفان قالا حدثنا جعفر بن سلیمان قال

حدثنی یزید الرشک عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سریۃ وامر علیہم علی بن ابی طالب فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ فتعاہد واربعۃ من
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یذکروا امرہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران
وکنا اذا قدمنا من سفر بدانا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلمنا علیہ قال فدخلوا علیہ فقام
رجل فقال یا رسول اللہ ان علیا قد فعل کذا فاعرض عنہ ثم قام الثانی فقال یا رسول اللہ
ان علیا فعل کذا وکذا فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال یا رسول ان علیا فعل کذا وکذا فاعرض
عنہ ثم قام الرابع فقال یا رسول اللہ ان علیا فعل کذا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی الرابع وقد تغیر وجہہ فقال دعوا علیا دعوا علیا ان علیا منی وانا منہ وھو ولی
کل مومن من بعدی اخرجہ النسائی فی الخصائص وابو یعلی فی مسندہ وابن جریر فی
تہذیب الاثار وصححہ وقال محب الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ قد اخرج الترمذی
قال حسن غریب وابن حبان فی صحیحہ قال ابن حجر فی اصابۃ فی تمییز الصحابۃ ثقۃ اخرجہا الترمذی
باسناد قوی وقال الحاکم فی المستدرک ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ و
اخرجہ ابن عدی والطبرانی وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ وابن المغازلی فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابۃ
فی معرفۃ الصحابۃ وابن سبع الاندلسی فی الشفاء والحافظ الذہبی فی میزان الاعتدال فی نقد
الرجال والسیوطی فی جمع الجوامع وصححہ اخرجہ ملخصا ابوداود الطیالسی فی مسندہ وابن
ابی سفیان فی فوائدہ وابراہیم بن عبد اللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وقال
السیوطی فی القول الجلی فی فضائل العلی اخرجہ ابن ابی شیبۃ وصححہ وایضا صححہ المتقی فی کنز العمال
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو ایک لشکر کا
سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بری معلوم ہوئی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب امیر کے اس فعل کا حضرت کے پاس
تذکرہ کریں گے عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرت کی
خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔ پس وہ لوگ حضرت کے حضور میں آئے ایک شخص اٹھ کر
ان میں سے کہنے لگے یا رسول اللہ جناب امیر نے یہ فعل کیا تھا۔ حضرت نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا پھر دوسرا
اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ علی نے یہ کچھ کیا تھا۔ حضرت نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے
بھی اس طرح سے عرض کیا۔ حضرت نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے میں

علی کا ہوں وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے

اس حدیث کو امام نسائی نے خصائص میں اور ابو یعلے نے مسند میں اور امام ابن جریر طبری نے تہذیب الآثار میں روایت کیا ہے اور صحیح مانا ہے اور محب طبری ریاض النضرہ نے فضائل العشرہ میں لکھتے ہیں کہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے اور ابن حبان نے اپنی جامع الصحیح میں اسکی تخریج کی۔ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابن حجر بذیل ترجمہ جناب امیر اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ ترمذی نے اس حدیث کو اسناد قوی کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر صحیح ہے باوجودیکہ شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا۔ ابن عدی اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں اور فقیہ ابن المغازلی نے مناقب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں اور ابن السبوع الاندلسی نے کتاب شفا میں اور حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں اسکو روایت کیا ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے اسکے صحیح ہونیکی نسبت لکھا ہے ابو داؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور ابی سفیان نے کتاب الفوائد میں اور ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی نے الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفا میں اس حدیث کے خلاصہ کو روایت کیا ہے اور جلال الدین السیوطی کتاب قول الجلی فی فضائل علی میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نے اسکی صحیح ہونیکی بابت کہا ہے اور متقی نے بھی کنز العمال میں اسکو صحیح مانا ہے۔

عن هبيرة بن مريم وسعيد بن وهب وحبة العرني وزيد بن ارقم رضي الله عنهم ان عليا ناشد الناس من سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه فقام بضعة عشر فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كنت وليه فعلي وليه (اخرجه الطبراني في الكبير) ہبیرہ بن مریم وسعید بن وہب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر کہا جس نے حضرت سے اس حدیث کو سنا ہو کہ جس کا میں ولی ہوں اسکا علی ولی ہے وہ بیان کرے دس اوپر کتنے آدمیوں نے اٹھ کر بیان کیا کہ ہم نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں ولی ہوں اسکا علی ولی ہے۔

(۲) روى ابو داود الطيالسي حدثنا ابو عوانة عن ابي بلج عن عمرو بن ميمون عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي انت ولي كل مؤمن من بعدي (اخرجه الحافظ ابن عبد البر في الاستيعاب في معرفة الاصحاب وقال قال ابو عمر هذا اسناد لا مطعن فيه لاحد لصحته وثقة نقلته) وهكذا ذكره ابو الحجاج يوسف بن عبد الله المزي في تهذيب الكمال امام ابو داؤد الطیالسی اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو عوانہ نے اور ان سے ابو بلج نے اور ان سے عمرو بن

میمون نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے تو میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اس حدیث کو مع اسناد کے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بلا ایسی اسناد ہیں کہ ان کے صحیح ہونے اور انکے ناقلین کے ثقہ ہونیکی وجہ سے کوئی شخص ان میں طعن نہیں کر سکتا ہے اور حافظ ابوالحجاج یوسف بن عبداللہ المزی نے بھی تہذیب الکمال میں اسی طرح پر نقل کیا ہے۔

(۷) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت اللہ یا علی فیک خمسا فمنعنی واحدۃ واعطانی اربعۃ سألت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی واعطانی فیک ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ انا وانت معی لواء الحمد وانت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاولین والاخرین واعطانی انک اخی فی الدنیا والاخرۃ واعطانی ان بیتی مقابلۃ بیتک فی الجنۃ واعطانی فی ترجمۃ عبد الکریم بن ھوازن القشیری انک ولی المومنین من بعدی (اخرجہ الرافعی فی ترجمۃ ابراھیم بن محمد بن عبداللہ ابواسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قزوین المسمی بالتدوین والخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح والمتقی فی کنز العمال ومحمد صدر عالم فی المعارج العلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی میں نے تیرے لیے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پروردگار نے ایک بات کو نامنظور کیا ہے اور چار باتیں قبول کی ہیں میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری امت کو تیری امامت پر مجتمع کر دے پس خدا نے اسکو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لئے یہ دعا کی ہے کہ قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھائے میرے پاس لواء احمد ہوگا۔ اور تو اسے میرے سامنے اٹھائے گا۔ اور تو سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں کے ساتھ لیکر جنت کیطرف بڑھے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہو خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو خدا نے اسکو بھی منظور کیا پھر خدا سے میں نے مانگا کہ میرے بعد سب مومنوں کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

(۸) عن وھب بن حمزۃ قال قدم بریدۃ من الیمن وکان خرج مع ابن ابی طالب فرای منہ دقوۃ فاخذ یذکر علیا وینقص من حقہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تقل ھذا فھو اولی الناس بکم بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابو نعیم وابن مردویہ وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ والسیوطی فی جمع الجوامع والمتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ سے

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے وہاں جناب امیر سے ان کی شکررنجی ہوگئی جب واپس آئے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی حضرتؐ نے ان کی ارشاد کیا یہ بات مت کر علی میرے بعد تم سب سے اولیٰ ہے۔

(۹) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید علی قال ھذا ولی کل مومن وانا ولیہ (اخرجہ ابوالخیر الحاکمی) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے ہیں کہ یہ ہر ایک مومن کا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔

(۱۰) عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت نبیہ فعلی ولیہ (اخرجہ الدیلمی) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں نبی ہوں پس علی اس کا ولی ہے۔

جناب امیرؑ سے تولا رکھنے کا ثواب

(۱) عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحب ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فان ربی غرس قضبانھا بیدہ فلیتول علی بن ابی طالبؑ فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی الضلالۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن ارقم والحاکم فی المستدرک وابونعیم والدیلمی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جو شخص میرے جیسی زندگانی کرنا چاہتا ہو۔ اور میری موت سے مرنے کی آرزو رکھتا ہو اور جنت میں رہائش کرنے کا طالب ہو جس کا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا نے اس کی شاخیں اپنے ہاتھ سے لگائی ہیں پس چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا رکھے پس بہ تحقیق وہ تمہیں ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور تم کو گمراہی میں نہیں ڈالے گا۔

(۲) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الی من امن بی وبولایۃ علی ابن ابی طالب فھو معی فی الجنۃ فمن تولاہ فقد تولانی ومن تولانی فقد تولی اللہ (اخرجہ الدیلمی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص مجھ پر اور علی کی ولایت پر ایمان لائے گا پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا جس نے اس سے تولا رکھی اس نے مجھ سے تولا رکھی اور جس نے مجھ سے تولا رکھی اس نے خدا سے تولا رکھی۔

(۳) عن ابی سعید الخدری و ابن عباس قالا فی تفسیر قوله تعالیٰ وقفوهم انهم مسئولون یوم القیمة عن ولایة علی بن ابی طالب (اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والدیلمی) ابوسعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ وقفوهم انهم مسئولون جناب امیرؑ کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ کھڑا کرو ان لوگوں کو ابھی ان سے پوچھنا ہے قیامت کے روز علیؑ کی ولایت سے۔

(۴) قیل لما حضرت عبد اللہ بن عباس الوفاة قال اللهم انی اتقرب الیک بولایة علی بن ابی طالب (اخرجہ احمد فی المناقب) کہتے ہیں کہ جب جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ دعا مانگنے لگے اے پروردگار علیؑ کی ولایت کے سبب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

جناب امیرؑ کے تولا کے بغیر کوئی صراط سے گذر نہیں سکتا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الاولین والآخرین یوم القیامة ونصب الصراط علی جسر جہنم ما جازها احد حتی کانت معہ براءة بولایة علی بن ابی طالب (اخرجہ الحاکمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کریگا اور جہنم پر صراط کو نصب کریگا کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے پروانہ راہداری کے سوا نہیں گذر سکے گا۔

(۲) عن الحسن البصری مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامة یقعد علی بن ابی طالب علی الفردوس وهو جبل قد علی علی الجنة وفوقه عرش رب العلمین وهو جالس علی کرسی نور یجری بین یدیه التسنیم لا یجوز احد الصراط الا ومعه براءة بولایة علی بن ابی طالب وولایة اهل بیته یشرف علی الجنة فیدخل محبیه الجنة ومبغضیه النار (اخرجہ الخوارزمی) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز علی بن ابی طالب جنت کے ایک پہاڑ فردوس نام پر جس پر کہ خدا کا عرش ہے نور کی کرسی پر رونق افروز ہوں گے اسکے سامنے نہر تسنیم بہتی ہوگی علی بن ابی طالب اور اس کی اہل بیت کی محبت کے راہداری کے پروانہ کے بغیر کوئی صراط پر سے ہو کر نہیں گذر سکیگا وہ جنت میں جھانک کر دیکھیں گا۔ اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کرے گا اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیل دیگا۔

(۳) عن قیس بن حازم قال التقی ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتبسم ابوبکر فی وجه علی فقال له مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجوز الصراط احد الا من کتب له علی الجواز (اخرجہ ابن السمان) قیس بن حازم رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر الصدیق حضرت امیر علیہ

السلام سے ملے اور جناب امیر کو دیکھ کر ہنسنے لگے حضرت امیرؑ نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں ابوبکر کہنے لگے میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے روز علی کے پروانہ راہداری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

عن مجاہد عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب یوم القیامۃ علی الحوض لا یدخل الجنۃ یوم القیامۃ الا من جاء بجواز من علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن المغازلی) مجاہد نے ابن عباس سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن علی بن ابیطالب حوض پر ہونگے نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی جب تک کہ اسکے ہاتھ میں پروانہ راہداری کا ہو حضرت ابن ابیطالب سے۔

جناب امیر علیہ السلام کا مولای مومنین ہونا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یہ حدیث اسقدر طرق کثیرہ سے روایت ہوئی کہ بعض محدثین نے ان کے جمع کرنے میں بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سب سے اول امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری المتوفی ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے (جن کی نسبت حافظ سیوطی کتاب التنبیہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ لکھتے ہیں قال ابن خزیمۃ ما اعلم علی الارض اعلم من جریر) اس حدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کرکے مستقل رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام کتاب الولایۃ رکھا ہے جسکے کثرت طرق کو دیکھ کر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں الف محمد بن جریر فیہ کتابا ووقفت علیہ فاندہشت لکثرۃ طرقہ یعنی اس حدیث کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اس کے کثرت طرق کو دیکھ کر بیہوش ہوگیا۔

(۲) ان کے بعد حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان العقدی الکوفی المعروف بابن عقدہ نے جن کے علم وفضل کی شہادت حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں ۳۳۰ھ میں اس حدیث کے متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اسکا نام حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایک سو اٹھائیس طریقوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ النسائی والترمذی واکثر الطرق قد جمعہا ابن عقدۃ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدہا صحاح وحسان یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اسکے طریقوں کو جمع کیا ہے جسکی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں۔

(۳) پھر علامہ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ الحسکانی المتوفی سنہ ۴۷۰ھ نے اس حدیث کے اسناد کو ایک بارہ جزء کے رسالہ میں جمع کر کے اسکا نام دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا۔

(۴) پھر علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السنجری السجستانی المتوفی ۴۷۷ھ نے اس حدیث کو ایک سو بیس صحابہؓ سے روایت کر کے سترہ جزء کا رسالہ لکھا اور اسکا نام درایہ حدیث الولایہ رکھا۔

(۵) پھر حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے ایک سالہ میں اس حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے چنانچہ مفتاح کنز الدقائق میں بذیل ترجمہ صحیح عبداللہ بن الحاکم لکھتے ہیں ولما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدہ وقد افردت ذالک ایضاً

ان کے ماسوا بعض ائمہ حدیث نے ان سے بھی بڑھکر اس حدیث کے طرقوں کے جمع کرنے میں اہتمام کیا ہے چنانچہ ابن کثیر شامی ابوالمعالی جوینی سے نقل کرتے ہیں انہ کان یتعجب ویقول شاہدت مجلدا ببغداد فی ید صحاف فیہ روایات ہذا الخبر مکتوبا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت مولاہ فعلی مولاہ ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی ابوالمعالی جوینی تعجب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اس پر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں جلد ہے اس کے بعد انتیسویں جلد لکھی جائے گی۔

ان صحابہ کرام کے نام جن سے کہ یہ حدیث روایت ہوئی ہے

قال ابن العقدۃ فی کتاب الموالاۃ اسماء من روی منہم حدیث یوم الغدیر (۱) ابوبکر الصدیق (۲) عمر ابن الخطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبید اللہ (۶) الزبیر بن العوام (۷) عبد الرحمٰن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) العباس بن عبد المطلب (۱۰) الحسن ابن علی بن ابی طالب (۱۱) الحسین بن علی بن ابی طالب (۱۲) عبد اللہ بن العباس (۱۳) عبد اللہ ابن جعفر بن ابی طالب (۱۴) عبد اللہ مسعود (۱۵) عمار بن یاسر (۱۶) ابوذر جندب بن جنادہ (۱۷) سلمان الفارسی (۱۸) سعد بن زرارہ الانصاری (۱۹) خزیمہ بن ثابت الانصاری (۲۰) ابوایوب انصاری (۲۱) سہل بن حنیف الانصاری (۲۲) عثمان بن حنیف (۲۳) حذیفہ بن الیمان (۲۴) عبد اللہ بن عمر (۲۵) البراء بن عازب الانصاری (۲۶) رفاعہ بن رافع الانصاری (۲۷) سمرہ بن جندب (۲۸) سلمۃ بن الاکوع الاسلمی (۲۹) زید بن ثابت الانصاری (۳۰) ابو یعلی الانصاری (۳۱) ابو قتادۃ الانصاری (۳۲) سہل بن سعد الانصاری (۳۳) عدی بن حاتم الطائی

(۳۴) ثابت بن یزید بن ودیعہ (۳۵) کعب بن عجرہ انصاری (۳۶) ابوالهیثم بن التیہان الانصاری (۳۷) ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص الزہری (۳۸) المقداد بن عمرو الکندی (۳۹) عمر بن ابی سلمہ (۴۰) عبداللہ بن ابی اسید المخزومی (۴۱) عمران بن حصین الخزاعی (۴۲) بریدہ بن الحصیب الاسلمی (۴۳) ابوسعید الخدری (۴۴) جابر بن عبداللہ الانصاری (۴۵) جریر بن عبداللہ البجلی (۴۶) زید بن ارقم الانصاری (۴۷) حذیفہ بن اسید (۴۸) عمرو بن الحمق الخزاعی (۴۹) زید بن حارثہ انصاری (۵۰) مالک بن الحویرث (۵۱) ابوسلیمان جابر بن سمرۃ السوائی (۵۲) عبداللہ بن ثابت الانصاری (۵۳) حبشی بن جنادۃ السلولی (۵۴) ضمیرہ الاسدی (۵۵) عبید اللہ بن عازب الانصاری (۵۶) عمرو بن مرۃ (۵۷) عبداللہ بن ابی اوفی الاسلمی (۵۸) زید بن شراحیل الانصاری (۵۹) حبیب اللہ بن بدیل المازنی (۶۰) النعمان بن عجلان الانصاری (۶۱) عبدالرحمٰن بن نعیم الدیلمی (۶۲) ابوالحمراء خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۶۳) ابوفضالۃ الانصاری (۶۴) عطیۃ بن بشر المازنی (۶۵) عامر بن ابی لیلیٰ الغفاری (۶۶) ابوالطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی (۶۷) عبدالرحمٰن بن عبد رب الانصاری (۶۸) حسان بن ثابت الانصاری (۶۹) سعد بن جنادۃ العوفی (۷۰) عامر بن عمیر العوفی (۷۱) عبداللہ بن یامیل (۷۲) حبۃ بن جوین العرنی (۷۳) عقبۃ بن عامر الجہنی (۷۴) ابوذویب الشاعر (۷۵) ابوشریح الخزاعی (۷۶) ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ السوائی (۷۷) ابوامامۃ الصدی بن عجلان الباہلی (۷۸) عامر بن لیل بن حمزہ (۷۹) جندب بن سفیان العلقی البجلی (۸۰) اسامہ بن زید حارثۃ الکلبی (۸۱) وحشی بن الحرب (۸۲) قیس بن ثابت بن شماس الانصاری (۸۳) عبدالرحمٰن بن مدلج (۸۴) حبیب بن بدیل بن ورقاء الخزاعی (۸۵) انس بن مالک الانصاری (۸۶) ابوہریرہ الدوسی (۸۷) فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۸۸) عائشہ بنت ابی بکر ام المومنین (۸۹) ام سلمہ ام المومنین (۹۰) ام ہانی بنت ابی طالب (۹۱) فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب (۹۲) اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ (۹۳) جبلہ بن عمرو انصاری (۹۴) ابوبرزہ نضلۃ بن عبید الانصاری (۹۵) ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۹۶) ابوعمرہ بن عمرو بن محصن الانصاری (۹۷) ناجیہ بن عمرو الخزاعی (۹۸) ابوزینب بن عوف الانصاری (۹۹) یعلی بن مرۃ الثقفی (۱۰۰) سعید بن سعد بن عبادۃ الانصاری (۱۰۱) ابوسریحۃ الغفاری رضی اللہ عنہم ثم ذکر ابن عقدۃ ثمانیۃ وعشرین رجلا من الصحابۃ لم یذکرہم ولم یکمل اسمائہم یعنی پھر ابن عقدہ نے اور اٹھائیس صحابیوں کا ذکر کیا ہے جنکا نام نہیں بتلایا

ان ائمہ حدیث کے نام جنہوں نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مع سنہ وفات

تنبیہ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور واقدی اور ابوداؤد کے سوا ہر طبقہ کے محدثین کی ایک جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جن کے اسماء مع سنہ وفات درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۱	ابن شہاب الزہری استاذ امام مالکؒ	سنہ ۱۲۵	۱۲	علی بن محمد الطنافسی	سنہ ۲۳۳
۲	محمد بن اسحاق صاحب السیرؒ	سنہ ۱۵۲ یا سنہ ۱۵۱	۱۳	ہدیہ بن خالد البطری	سنہ ۲۳۶ یا سنہ ۲۳۵
۳	معمر بن راشد ابو عروۃ الازدی	سنہ ۱۵۳ یا سنہ ۱۵۴	۱۴	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی	سنہ ۲۳۵
۴	اسرائیل بن یونس السبیعی ابو یوسف الکوفی	سنہ ۱۶۰ یا سنہ ۱۶۲	۱۵	عبیداللہ بن عمر القواریری	سنہ ۲۳۵
۵	شریک بن عبداللہ القاضیؒ	سنہ ۱۷۷	۱۶	اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف	
۶	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر	سنہ ۱۹۳		بابن راہویہ	سنہ ۲۳۸
۷	الوکیع ابن الجراح بن ملیح الرواسی	سنہ ۱۹۷	۱۷	عثمان بن محمد بن ابوالحسن بن ابی شیبہ	سنہ ۲۳۹
۸	عبداللہ بن نمیر الہمدانی	سنہ ۱۹۹	۱۸	قتیبہ بن سعید البلخی	سنہ ۲۴۰
۱	محمد بن عبداللہ ابو احمد الزبیری الحبال	سنہ ۲۰۳	۱۹	امام احمد بن حنبلؒ	سنہ ۲۴۲
۲	یحیی بن آدم بن سلیمان الاموی	سنہ ۲۰۳	۲۰	ہارون بن عبداللہ ابو موسی الحمال	سنہ ۲۴۳
۳	امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی	سنہ ۲۰۴	۲۱	محمد بن بشار العبدی	سنہ ۲۵۳
۴	اسود بن عامر بن شاذان الشامی	سنہ ۲۰۵	۲۲	محمد بن المثنیٰ ابو موسیٰ الغنذی	سنہ ۲۵۲
۵	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	سنہ ۲۱۰	۲۳	الحسن بن عرفہ العبدی	سنہ ۲۵۷
۶	حسین بن محمد المروزی	سنہ ۲۱۳	۲۴	حجاج بن یوسف الشاعر البغدادی	سنہ ۲۵۹
۷	فضل بن دکین ابو نعیم الکوفی	سنہ ۲۱۸ یا سنہ ۲۱۹	۲۵	اسمٰعیل بن عبداللہ الاصبہانی الملقب بسمویہ	سنہ ۲۶۷
۸	عفان بن مسلم الصفار	سنہ ۲۲۰	۲۶	حسن بن علی بن عفان العامری	سنہ ۲۷۰
۹	سعید بن منصور الخراسانی	سنہ ۲۲۷	۲۷	محمد بن یحییٰ الذہلی	سنہ ۲۵۸
۱۰	ابراہیم بن الحجاج	سنہ ۲۳۱ یا سنہ ۲۳۰	۲۸	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی صاحب السنن	سنہ ۲۷۳
۱۱	علی بن حکیم الاودی	سنہ ۲۳۱	۲۹	احمد بن یحییٰ البلاذری	سنہ ۲۷۶

نمبر شمار	اسمای مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسمای مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۳۰	عبد اللہ بن مسلم الدینوری المعروف بابن قتیبہ	سنہ ۲۷۶	۱۶	احمد بن جعفر القطیعی	سنہ ۳۶۸
۳۱	محمد بن عیسٰی بن سورۃ الترمذی صاحب الصحیح	سنہ ۲۷۹	۱۷	علی بن عمر الدار قطنی	سنہ ۳۸۵
۳۲	احمد بن عمرو الشیبانی المعروف بابن عاصم	سنہ ۲۸۷	۱۸	عبید اللہ بن عبد اللہ المعروف بابن بطہ	سنہ ۳۸۷
۳۳	زکریا بن یحیی السنجری الخیاط	سنہ ۲۸۹	۱۹	محمد بن عبد الرحمن المخلص الذہبی	سنہ ۳۹۳
۳۴	عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل	سنہ ۲۹۰	۲۰	ابو عبد اللہ الحاکم صاحب مستدرک	سنہ ۴۰۰
۳۵	احمد بن عمرو بن عبد اللہ البزار	سنہ ۲۹۳	۱	عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الخرگوشی	سنہ ۴۰۷
۱	محمد بن شعیب النسائی صاحب السنن	سنہ ۳۰۳	۲	احمد بن عبد الرحمن بن احمد الفارسی	
۲	حسن بن سفیان النسوی	سنہ ۳۰۳		الشیرازی	سنہ ۴۰۷
۳	احمد بن علی ابو یعلی الموصلی	سنہ ۳۰۷	۳	احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی	سنہ ۴۱۰
۴	محمد بن جریر الطبری	سنہ ۳۱۰	۴	احمد بن محمد بن یعقوب ابو علی مسکویہ	سنہ ۴۲۱
۵	عبد اللہ بن محمد ابو القاسم البغوی	سنہ ۳۱۷	۵	احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی	سنہ ۴۲۷
۶	محمد بن علی بن حسین بن بشر ابو عبد اللہ		۶	احمد بن عبد اللہ ابو نعیم الاصبہانی	سنہ ۴۳۰
	الزاہد الحکیم الترمذی	سنہ	۷	اسمٰعیل بن علی بن حسین بن زنجویہ	
۷	احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی	سنہ ۳۲۱	۷	الرازی المعروف بابن السمان	سنہ ۴۴۵
۸	احمد بن محمد بن عبد ربہ ابو عمر القرطبی	سنہ ۳۲۸	۸	احمد بن حسین بن علی البیہقی	سنہ ۴۵۸
۹	حسین بن اسماعیل المحاملی	سنہ ۳۳۰	۹	یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر	
۱۰	ابو العباس احمد بن محمد بن سعید المعروف			النمری القرطبی صاحب الاستیعاب	سنہ ۴۶۳
	بابن عقدہ	سنہ ۳۳۲	۱۰	احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی	سنہ ۴۶۳
۱۱	یحیی بن عبد اللہ الغبری	سنہ ۳۴۴	۱۱	علی بن احمد ابو الحسن الواحدی	سنہ ۴۶۸
۱۲	دعلج بن احمد السجزی	سنہ ۳۵۱	۱۲	مسعود بن ناصر السجستانی	سنہ ۴۷۷
۱۳	محمد بن عبد اللہ البزار الشافعی	سنہ ۳۵۴	۱۳	علی بن محمد الجلابی المعروف بابن المغازلی	سنہ ۴۸۳
۱۴	محمد بن حبان البستی	سنہ ۳۵۴	۱۴	عبید اللہ بن عبد اللہ ابو القاسم الحسکانی	سنہ
۱۵	سلیمان بن احمد الطبری	سنہ ۳۶۰	۱۵	علی بن الحسن بن الحسین الخلعی	سنہ ۴۹۲

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سن وفات
۱	احمد محمد غزالی رح	سنہ ۵۰۵
۲	الحسین بن مسعود البغوی	سنہ ۵۱۶
۳	زرین بن معاویہ العبدری	سنہ ۵۳۵
۴	احمد بن محمد العاصمی	سنہ
۵	محمود بن عمر الزمخشری صاحب الکشاف	سنہ ۵۳۷
۶	محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی	سنہ
۷	عبدالکریم بن محمد بن ابو سعد المروزی السمعانی	سنہ ۵۶۴
۸	موفق بن احمد ابو المؤید المعروف باخطب خوارزم	سنہ ۵۶۸
۹	عمر بن محمد بن خضر الاردبیلی المعروف بالملا	سنہ
۱۰	علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر الدمشقی	سنہ ۵۷۱
۱۱	محمد بن عمر بن احمد بن موسیٰ المدینی الاصبہانی	سنہ ۵۸۱
۱۲	فضل اللہ بن ابی سعید الحسنی التوربشتی	سنہ
۱۳	اسعد بن محمود بن خلف ابو الفتح العجلی	سنہ ۶۰۰
۱	امام محمد بن عمر الملقب بفخر الدین الرازی صاحب تفسیر کبیر	سنہ ۶۰۶
۲	مبارک بن محمد ابو السعادات المعروف بابن الاثیر الجزری	سنہ ۶۰۶
۳	علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری ابو الحسن المعروف بابن الاثیر	سنہ ۶۳۰
۴	محمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی	سنہ ۶۴۳
۵	محمد بن طلحہ النصیبی	سنہ ۶۵۲

نمبر شمار	اسماء مخرجین حدیث غدیر	سن وفات
۶	یوسف بن محمد ابو الحجاج البلوی المعروف بابن الشیخ	سنہ
۷	یوسف بن قزغلی سبط ابن الجوزی	سنہ ۶۵۴
۸	محمد بن یوسف الکنجی الشافعی	سنہ ۶۵۸
۹	عبدالرزاق بن رزق اللہ الرسعنی	سنہ ۶۶۱
۱۰	یحییٰ بن شرف النووی	سنہ ۶۷۶
۱۱	احمد بن عبداللہ محب الدین الطبری المکی	سنہ ۶۹۴
۱۲	ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی	سنہ
۱۳	محمد بن احمد الفرغانی	سنہ ۶۹۹
۱	ابراہیم بن محمد الحموینی	سنہ ۷۲۲
۲	احمد بن محمد بن احمد علاء الدولہ السمنانی	سنہ ۷۳۶
۳	یوسف بن عبدالرحمن المزی	سنہ ۷۴۲
۴	محمد بن احمد الذہبی	سنہ ۷۴۸
۵	حسن بن حسین نظام الدین الاعرج النیسابوری صاحب التفسیر	سنہ
۶	محمد بن عبداللہ ولی الدین الخطیب البغدادی	سنہ
۷	عمر بن مظفر بن عمر ابو حفص المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی	سنہ ۷۴۹
۸	احمد بن عبدالقادر بن مکتوم تاج الدین القیسی النحوی	سنہ ۷۴۹
۹	محمد بن یوسف الزرندی	سنہ ۷۵۲
۱۰	محمد بن مسعود الکازرونی	سنہ ۷۵۸
۱۱	عبداللہ بن اسعد الیمنی الیافعی	سنہ ۷۶۸

نمبر شمار	اسمای مخرجین حدیث غدیر	سن وفات	نمبر شمار	اسمائے مخرجین حدیث غدیر	سن وفات
۱۲	اسمعیل بن عمر الدمشقی المعروف بابن کثیر	۷۷۴ھ		یکمال الدین المحدث	ـــــھ
۱۳	عمر بن الحسن ابو حفص المراغی	۷۷۸ھ	۴	عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد	۹۳۲ھ
۱۴	علی بن شہاب الدین الہمدانی	۷۸۶ھ	۵	احمد بن محمد بن علی بن احمد الہیتمی المکی	۹۷۳ھ
۱۵	محمد بن عبداللہ بن احمد المقدسی	۷۸۹ھ	۶	علی بن حسام الدین المتقی صاحب کنز العمال	۹۷۵ھ
۱	محمد بن محمد المعروف بخواجہ پارسا	۷۳۲ھ			
۲	محمد بن محمد شمس الدین الجزری صاحب حصن حصین	۸۳۳ھ	۷	محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار	۹۸۱ھ
			۸	میرزا مخدوم بن عبدالباقی	۹۹۵ھ
۳	احمد بن علی بن عبدالقادر المقریزی	۸۴۵ھ	۱	علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بملا علی القاری	۱۰۱۴ھ
۴	شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی	۸۴۱ھ			
۵	احمد بن علی بن محمد المعروف بابن حجر العسقلانی	۸۵۲ھ	۲	محمد بن عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی	۱۰۳۱ھ
۶	علی بن محمد بن احمد المعروف بابن الصباغ المالکی	۸۵۵ھ	۳	الشیخ عبداللہ العیدروس الیمنی	۱۰۴۱ھ
۷	محمد بن احمد العینی الحنفی شارح بخاری	۸۵۵ھ	۴	محمد بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی	ـــــھ
۸	حسین بن معین الدین الیزدی المیبندی	۸۷۰ھ	۵	علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن نور الدین الحلبی	۱۰۴۴ھ
۹	عبداللہ بن عبدالرحمن المشہور باصیل الدین محدث	۸۸۳ھ	۶	احمد بن الفضل بن محمد باکثیر المکی	۱۰۴۷ھ
۱۱	فضل اللہ بن روزبہان بن فضل اللہ الخنجی الشیرازی	ـــــ	۷	الشیخ عبدالحق محدث الدہلوی	۱۰۵۲ھ
			۸	محمد بن محمد المصری	ـــــ
۱	علی بن عبداللہ نور الدین السمہودی الشافعی	۹۱۱ھ	۹	محمد بن صفی الدین جعفر الملقب بمحبوب العالم	ـــــھ
۲	عبدالرحمن بن ابی بکر المعروف بجلال الدین السیوطی	۹۱۱ھ	۱۰	صالح بن مہدی المقبلی	ـــــھ
۳	عطاء اللہ بن فضل اللہ الشیرازی المعروف		۱	محمد بن عبدالرسول البرزنجی المدنی	۱۱۳۰ھ

نمبر شمار	اسمای مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات	نمبر شمار	اسمای مخرجین حدیث غدیر	سنہ وفات
۲	حسام الدین بن محمد بایزید سہارنپوری	سنہ	۸	ابراہیم بن مرعی بن عطیہ الشبرخیتی المالکی	سنہ
۳	میرزا محمد معتمد خان البدخشانی	سنہ	۹	احمد بن عبد القادر العجلی	سنہ
۴	محمد صدر عالم صاحب معارج	سنہ	۱۰	مولانا رشید الدین خان الدہلوی	سنہ
۵	مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث الدہلوی	سنہ ۱۱۷۶	۱۱	مولوی محمد مبین لکھنوی	•
۶	محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی	سنہ ۱۱۸۲	۱۲	محمد سالم البخاری الدہلوی	•
۷	محمد بن علی الصبان	سنہ	۱۳	مولوی ولی اللہ لکھنوی	•
			۱۴	مولوی حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام	•

حدیث غدیر کا صحیح بلکہ متواتر ہونا

(۱) قال میرزا محمد معتمد خان فی نزل الابرار بعد ذکرہ حدیث الغدیر: هذا حدیث صحیح مشهور لم یتکلم فی صحته الا متعصب جاحد لا اعتبار بقوله۔ مرزا محمد معتمد خان نزل الابرار میں حدیث غدیر کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں، یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اسکی صحت میں متعصب منکر کے سوا کسی نے کلام نہیں کیا ہے اور ایسے شخص کی بات کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) قال شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب فی ذکر حدیث الغدیر: ولا عبرۃ بمن حاول تضعیفه ممن لا اطلاع له فی هذا العلم۔ شمس الدین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین اسنی المطالب میں بذیل ذکر حدیث غدیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تضعیف کرنے والے کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسکو اس علم حدیث میں کچھ بھی خبر نہیں ہے۔

(۳) قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ: واما حدیث من کنت مولاہ فله طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضا۔ حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ عبد اللہ الحاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کیلئے بہت سے طریقے عمدہ ہیں اور میں نے ایک مستقل رسالہ میں اسکی تحریر کی ہے۔

(۴) قال الملا علی القاری فی المرقاۃ: ان هذا حدیث صحیح لا مریة فیه بل بعض الحفاظ عدّہ متواترا۔ ملا علی قاری مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں بے شک یہ حدیث صحیح ہے جس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے

بلکہ بعض حافظان حدیث نے اسکو متواترات میں سے شمار کیا ہے۔

(۵) قال جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبد الرحمن الشیرازی النیسابوری الاربعین ھذا الحدیث متواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ جمع کثیر وجم غفیر من الصحابۃ حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ بن عبد الرحمن شیرازی نیساپوری اربعین میں لکھتے ہیں یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایت ہوئی ہے ایک جماعت کثیر اور بڑے گروہ نے اسکو روایت کیا ہے۔

(۶) قال العلامۃ ضیاء الدین صالح بن المھدی المقبلی فی کتابہ المسمی بابحاث المسددۃ فی فنون المتعددۃ ومن شواھد ذلک ما ورد فی حق علی فی الجنۃ وھو علی مدتہ متواتر معنی واشھرہ وایضاً حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ علامہ ضیاء الدین صالح بن المھدی المقبلی کتاب ابحاث مسددہ میں لکھتے ہیں انہیں احادیث کی قسم سے ہے وہ حدیث جو جناب امیر کے قطعی جنتی ہونے کی نسبت وارد ہوئی ہے جو اپنی حد میں معنی متواتر ہے۔ اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ان احادیث میں سے ہے جو معنی نہایت صحیح اور روایۃً نہایت مشہور ہیں۔

(۷) قال عبد الرؤف المناوی فی التیسیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ احمد وغیرہ ورجال احمد ثقات بل قال المؤلف حدیث متواتر وھکذا ذکرہ علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراھیم العزیزی فی سراج المنیر عبد الرؤف المناوی تیسیر شرح جامع صغیر مصنفہ سیوطی میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے روایت کیا اور امام احمد کے تمام راوی ثقہ ہیں بلکہ مؤلف جامع صغیر کہتے ہیں کہ حدیث متواتر ہے اور علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم العزیزی نے بھی سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اسکا اس طرح سے ذکر ہے۔

(۸) وھذا الحدیث اخرجہ السیوطی فی الفوائد المتکاثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وفی الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ وعلی المتقی فی مختصر قطف الازھار اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے فوائد متکاثرہ اور ازہار متناثرہ میں لکھا ہے اور علی متقی نے مختصر قطف الازہار میں لکھا ہے اور ان کتابوں میں ان دونوں صاحبوں نے احادیث متواترہ کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

(۹) قال الحافظ نور الدین علی بن ابراھیم بن علی الحلبی الشافعی فی کتابہ المسمی بانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ھذا حدیث صحیح ورد باسانید صحاح وحسان ولا التفات لمن قدح فی صحتہ کابی داود وابی حاتم الرازی حافظ نور الدین علی بن ابراہیم بن علی الحلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسانید صحاح اور حسان سے روایت ہوئی ہے ابو داؤد اور ابو حاتم رازی

کے اقوال جنہوں نے اس حدیث میں قدح کی ہے التفات کے قابل نہیں ہیں۔

(۱۰) قال احمد بن محمد العاصمی فی زین الفتی ھذا الحدیث تلقته الامة بالقبول وھو موافق للاصول حافظ احمد بن محمد العاصمی زین الفتے میں لکھتے ہیں اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے اور یہ حدیث اصول کے بالکل مطابق ہے۔

(۱۱) قال الحافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی فی الصراط السوی قال حافظ الذھبی ھذا حدیث حسن اتفق علی ما ذکرنا جمھور اھل السنة والجماعة حافظ محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری المدنی صراط السوی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ذہبی کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، اور جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر جمہور اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے۔

(۱۲) قال الحافظ ابو القاسم الفضل بن محمد ھذا حدیث صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد روی عنہ نحو مائة نفس منھم العشرة وھو ثابت لا اعرف له علة تفرد علی رضی اللہ عنہ بھذہ الفضیلة لم یشرکه احد (اخرجه الفقیه ابن المغازلی فی المناقب) حافظ ابو القاسم فضل بن محمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت سے نہایت صحت کے ساتھ روایت ہوئی ہے اور سو آدمی نے اس حدیث کو حضور سے روایت کیا ہے ہیں کوئی سقم کی علت اس میں نہیں پاتا جناب علی اس فضیلت میں یکہ ہیں کوئی صحابی اس میں آپ کا شریک نہیں ہے

(۱۳) قال الحافظ ابن حجر حدیث من کنت مولاہ اخرجه الترمذی والنسائی وھو کثیر الطرق جدا وقد استوعبھا ابن عقدة فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحاح وحسان (صواعق محرقہ) خاتم المحدثین ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ من کنت مولاہ کی حدیث کو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے طریقے کثرت سے ہیں ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب میں ان کو جمع کیا ہے اور اس کی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں۔

(۱۴) قال الشیخ عبد الحق فی المعات ھذا حدیث صحیح لا مریة فیه وقد اخرجه جماعة کالترمذی والنسائی واحمد وطرقه کثیرة جدا رواہ ستة عشر صحابیا وفی روایة احمد انه سمعه من النبی صلی اللہ علیه وسلم ثلثون صحابیا وشھدوا به لعلی لما نوزع فی ایام خلافته وکثیر من اسانیدہ صحاح وحسان ولا التفات لمن قدح فی صحته شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں یہ صحیح حدیث ہے اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور محدثین کی ایک جماعت جیسے کہ ترمذی اور نسائی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اسکی تخریج کی ہے اور اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں سولہ صحابیوں نے اسکو روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے

اور جبکہ اپنے ایام خلافت میں جناب امیرؑ نے تنازع کیا تو ان لوگوں نے اس حدیث کی نسبت گواہی دی تھی اور اسکی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں اور جس شخص نے کہ اسکی صحت میں کلام کیا ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ۔

(۱۵) قال میرزا محمد مخدوم بن میر عبد الباقی فی نواقض الروافض فان تسالنی عن حدیث الغدیر المتواتر ذکرت لک الملخص الذی ذکرہ مفیدھم میرزا مخدوم بن میر عبد الباقی نواقض الروافض میں لکھتے ہیں اگر تو مجھ سے حدیث غدیر متواتر کی نسبت سوال کرے تو تجھ سے اسکا ملخص بیان کرتا ہوں ۔

(۱۶) قال محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی فی کتابہ الروضۃ الندیۃ وحدیث غدیر متواتر عند اکثر ائمۃ الحدیث محمد بن اسمعیل صلاح الامیر یمنی الصنعانی کتاب روضۃ الندیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ حدیث غدیر اکثر ائمہ کے نزدیک متواتر ہے ۔

(۱۷) قال محمد صدر عالم فی معارج العلی ثم اعلم ان حدیث الموالاۃ متواتر عند السیوطی کما ذکرہ فی قطف الازھار فاردت ان اسوق طرقہ لیتضح التواتر فاقول اخرج احمد والحاکم عن ابن عباس و ابن ابی شیبۃ واحمد عنہ وعن بریدۃ واحمد وابن ماجۃ عن البراء والطبرانی وابن جریر وابو نعیم عن جندب الانصاری وابن قانع عن حبشی بن جنادۃ والترمذی عنہ وقال حسن غریب والنسائی والطبرانی والضیاء المقدسی عن ابی الطفیل وعن زید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید الغفاری وابن ابی شیبۃ والطبرانی عن ابی ایوب وابن ابی شیبۃ وابن ابی عاصم والضیا عن سعد بن ابی وقاص والشیرازی فی الالقاب عن عمر والطبرانی عن مالک بن الحویرث وابو نعیم فی فضائل الصحابۃ عن یحیی ابن جعدۃ وعن زید بن ارقم وابن عقدۃ فی کتاب الموالاۃ عن حبیب بن بدیل بن ورقاء وقیس بن ثابت وزید بن شراحیل الانصاری واحمد عن علی وثلثۃ رجلا وابن ابی شیبۃ عن جابر قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ مولانا محمد صدر عالم معارج العلی میں تحریر کرتے ہیں آگاہ ہو کہ حدیث موالاۃ حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ کے نزدیک متواترات میں سے ہے جیسے کہ حافظ موصوف قطف الازہار میں لکھتے ہیں اس حدیث کے طریقوں کو شمار کرکے دکھاتا ہوں تاکہ اسکا متواتر ہونا واضح ہو جائے پس میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور حاکم ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ اور احمد ان سے اور بریدہ سے اور احمد اور ابن ماجہ براء بن عازب سے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابو نعیم جندب الانصاری سے اور ابن قانع حبشی ابن جنادہ سے اور ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اقسام حسن اور غریب میں سے ہے اور نسائی اور طبرانی اور ضیاء مقدسی ابو الطفیل سے اور وہ زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید الغفاری سے اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی ابو ایوب سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی عاصم اور ضیاء سعد بن ابی وقاص سے اور

شیرازی القاب میں جناب عمر بن الخطاب سے۔ اور طبرانی مالک بن الحویرث سے اور ابو نعیم فضائل الصحابہ میں یحییٰ بن جعدہ سے اور وہ زید بن ارقم سے اور ابن عقدہ کتاب الموالاۃ میں حبیب بن بدیل بن ورقاء اور قیس بن ثابت اور زید بن شراحیل الانصاری سے اور احمد جناب امیر اور دیگر تیرہ صحابیوں سے اور ابن ابی شیبہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۸) قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول میں لکھتے ہیں این حدیث بدرجہ تواتر رسیدہ واز سی کس از اصحاب ازینہا علیؓ ایوب و زید بن ارقم و براء بن عازبؓ عمرو بن مرہ وابوہریرہؓ ابن عباسؓ عمارہ بن بریدہؓ وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وانس و جریر بن عبداللہ البجلی و مالک بن الحویرث وابوسعید الخدریؓ طلحہؓ ابوالطفیل و حذیفہ بن اسید و غیرہ مروی گشتہ و جمہور محدثین ایں حدیث را در صحاح و سنن و مسانید روایت کردہ اند

اگرچہ اس حدیث کے تمام طرق کا احصا مشکل ہے مگر تیمناً چند طریقے پر اقتصار کیا جاتا ہے

(۱) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال غزوت مع علی بالیمن فرأیت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرأیت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یارسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ احمد فی المسند والمناقب والترمذی والنسائی والطبرانی وابن جریر وابونعیم وابن حبان والحاکم والحافظ ابی بشر اسمعیل بن عبداللہ الاصبہانی المشہور بالسمویہ والفقیہ بن المغازلی والسیوطی فی جامع الصغیر والمتقی فی کنز العمال) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب امیرؑ کے ساتھ یمن میں غزا کرنے کو گیا ان سے مجھے شکر رنجی ہو گئی جب میں واپس آیا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کرنے لگا میں نے دیکھا کہ حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا ہے پھر آپ نے ارشاد کیا اے بریدہ کیا میں تمام مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں میں نے عرض کیا بے شبہ حضور اولے ہیں پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اسکا مولا ہے۔

(۲) عن زید بن ارقم قال لما حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع وعاد قاصدا المدینۃ قام بغدیر خم وھو ما بین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثالث عشر من ذی الحجۃ فقال ایھا الناس انی مسؤل وانتم مسؤلون ھل بلغت قالوا نشھد انک قد بلغت ونصحت ثم قال ایھا الناس الیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا نشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ قال وانا اشھد مثل

ماشهد ثم ثم قال ایها الناس قد خلفت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی کتاب الله واهل بیتی الا وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وسعة حوضی مابین بصری الی صنعاء دآنیة عدد النجوم ان الله لسائلکم کیف خلفتمونی فی کتاب الله واهل بیتی ثم قال ایها الناس من اولی الناس بالمؤمنین من انفسهم قالوا الله ورسوله یقول ذلک ثلث مرات ثم قال فی الرابعة واخذ بید علی اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه یقولها ثلاث مرات ثم قال الا فلیبلغ الشاهد منکم الغائب راخرجه ابن الشهاب الزهری احمد فی المسند وابن جریر وابو نعیم والنسائی فی الخصائص والضیاء المقدسی وابن ابی شیبة والسیوطی فی جامع الصغیر باختلاف یسیر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے بقصد مدینہ منورہ واپس ہوئے اور غدیر خم پر مقام کیا جو کہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے اس روز ذی الحجہ کی تیرھویں تاریخ تھی حضرت نے فرمایا اے لوگوں مجھ سے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا آیا میں نے تم کو خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے تمام لوگوں نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پہنچا دیا ہے اور نصیحت کرنے کے حق کو ادا کر دیا ہے پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں تمام حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک سوا خدا کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور آپ خدا کے رسول ہیں حضرتؐ نے فرمایا میں بھی تمہاری گواہی پر گواہی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا اے لوگو میں تم ہیں اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ اگر تم نے ان سے تمسک کیا تو میرے بعد تم ہر گز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہے خدائے مہربان خبر دینے والے نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک وہ دونوں حوض پر وارد نہ ہوں ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے میرے حوض کی وسعت ایسی ہے جسطرح سے کہ میری نگاہ کرنے کا مقام اور صنعا میں۔ اسکے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے موافق ہیں۔ یہ تحقیق خدا تم سے پوچھنے والا ہے کہ تم نے میرے بعد خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے پھر فرمایا اے لوگوں مومنین کی جان سے کون زیادہ ان کے لیے اولی بالتصرف ہے تمام حاضرین نے عرض کیا خدا اور اسکا رسول یہ بات حضرت نے تین دفعہ فرما کر چوتھے دفعہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا اے میرے پروردگار جسکا کہ میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے تین مرتبہ کہہ کر ارشاد کیا کہ تم حاضرین کو چاہیئے کہ غائبین تک اس خبر کو

پہنچا ہیں۔

(۳) عن عامر بن لیلیٰ قال لما صدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع ولم یحج غیرھا اقبل حتی کان بالجحفۃ نھی عن سمرات متقاربات بالبطحاء ان ینزل تحتھن احد حتی اذا اخذ القوم منازلھم ارسل فقم ما تحتھن حتی اذا نودی بالصلوٰۃ الظھر عمد الیھن وذلک یوم غدیر خم ثم بعد فراغہ من الصلوٰۃ قال ایھا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر نبی الا نصف عمر النبی الذی کان قبلہ وانی لاظنہ بانی ادعی فاجیب انی مسئول وانتم مسئولون ھل بلغت فما انتم قائلون قالوا نقول قد بلغت وجھدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا قال تشھدون ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وعبدہ وان جنتہ حق وان نارہ حق والبعث بعد الموت حق قالوا بلیٰ نشھد قال اللھم اشھد قال یا ایھا الناس الا تسمعون الا فان اللہ مولای وانا اولیٰ بکم من انفسکم الا ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ واخذ بید علی فرفعھا حتی نظرہ القوم ثم قال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

(اخرجہ الطبرانی والحافظ ابو الفتوح السبکی الشافعی) عامر بن لیلےٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور اسکے بعد پھر آپ نے حج نہیں کیا یہانتک کہ جحفہ میں پہنچے لوگوں کو کنکریلی زمین میں ببول کے درختوں کے جھنڈ کے نیچے فروکش ہونے سے منع فرمایا جب لوگ اپنے اپنے مقام پر جا اترے حضور نے ان درختوں کے نیچے جھاڑو دلائی اور نماز ظہر کے لئے اٹھے اور ان درختوں کے نیچے تشریف لائے اور یہ غدیر خم کا دن مشہور ہو گیا ہے پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے لوگو مجھے میرے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ ہر ایک نبی اپنے پہلے نبی کی عمر سے نصف عمر پاتا چلا آیا ہے میں گمان کرتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کی اجابت کرونگا۔ میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے کہ میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پس تم کیا جواب دوگے لوگوں نے عرض کیا ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور نہایت کوشش کی ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر سرکار نے ارشاد کیا کہ کیا تم اسکی گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے رسول اور بندہ ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہے اور مرنے کے بعد پھر جینا حق ہے سب نے عرض کیا ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے خدا گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو کیا تم نہیں سنتے کہ میرا مولا خدا ہے اور میں تم لوگوں کے لئے تمہاری جان سے اولیٰ ہوں۔ پس جس کا میں مولا ہوں علی اسکا مولا ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا یہانتک کہ تمام قوم کے لوگوں نے ان کو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر دعا کی اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے

اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴) عن حذیفۃ بن اسید الغفاری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطب بغدیر خم تحت شجرۃ فقال ایہا الناس انی قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی لاظن انی یوشک ان ادعی فاجیب انی مسئول وانکم مسئولون فما ذا انتم قائلون قالوا نشہد انک قد بلغت جہدت و نصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق ونارہ حق وان الموت حق وان البعث بعد الموت حق وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور قالوا بلی نشہد بذالک قال اللہم اشہد ثم قال ایہا الناس ان اللہ مولای وانا مولی المؤمنین وانا اولی بہم من انفسہم فمن کنت مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ ثم قال یا ایہا الناس انی فرطکم وانکم واردون علی الحوض حوض اعرض مما بین بصری الی صنعاء فیہ عدد النجوم قدحان من فضۃ وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ عزوجل سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی اھل بیتی وانہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہما لن ینقضیا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والطبرانی بسند صحیح) حذیفہ ابن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے کہ کسی نبی نے عمر نہیں پائی مگر اپنے سے پہلے نبی کی عمر سے بقدر نصف کے اب بہ تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بلایا جائیگا اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کرونگا مجھے پوچھا جائیگا اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے پس خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے پھر حضرت نے فرمایا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ بہ تحقیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور مرنا حق ہے اور مر کر جی اٹھنا حق ہے اور بے شک قیامت آنیوالی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں ہے اور بے شک خدا قبر سے لوگوں کو زندہ کر نیوالا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتے ہیں سرکار نے فرمایا اے میرے پروردگار گواہ رہیو پھر ارشاد کیا اے لوگو اللہ میرا مولا ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں اور ان کے لئے ان کی جان سے اولی بالتصرف ہوں پس جس کا کہ میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے

جو اسے دشمن رکھے پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں اور تم میرے حوض پر وارد ہونے والے ہو وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا یمن تک ہے ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پیالے چاندی کے رکھے ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کی نسبت پوچھنے والا ہوں دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے پہلی بڑی چیز خدائے تعالیٰ کی کتاب ہے جس کی رسی کا ایک سرا تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے تم اسکو مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں ہوگے اور تم نہیں بدلوگے اور میرے قریبی اہل بیت ہیں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔

(۵) عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فنزلنا بغدیر خم ونودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین شجرتین فصلی الظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی فاخذ بید علی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب بعد ذلک فقال ہنیاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولیٰ کل مؤمن ومؤمنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب والبیہقی وابو یعلی الموصلی وابن ماجۃ فی سننہ وابو نعیم والثعلبی والمخلص الذہبی وابو سعد وابن ابی شیبۃ والمتقی فی کنز العمال وقال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ وزاد الطحاوی فی شرح مشکلات الآثار بعد قولہ عاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من بغضہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے ہم میں نماز جماعت کی منادی کرا دی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین پر جھاڑو دی گئی۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ ہوں سب نے عرض کیا بے شک آپ اولیٰ ہیں پھر فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولیٰ ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب علی علیہ السلام سے ملکر کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ بن گیا ہے۔ امام احمد نے مناقب میں اور بیہقی نے اور ابو یعلی موصلی نے اور ابن ماجہ نے سنن میں اور ابو نعیم اور ثعلبی نے اور مخلص الذہبی اور ابن ابی شیبہ نے اور متقی نے کنز العمال میں

اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم کہتا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اگرچہ مسلم اور بخاری نے اسکو روایت نہیں کیا ہے اور شرح مشکلات الآثار میں طحاوی نے عائذ بن عائذہ کے بعد یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے پروردگار محبوب رکھ اسے جو اسے محبوب رکھے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے اور اعانت کر اس کی اعانت کرے اور مدد دے اسے جو اسے مدد دے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے۔

(۶) عن حمزة الاسلمی قال لما انصرف رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع امر بشجرات فقمن بوادی خم وهجر فخطب الناس فقال اما بعد ایها الناس فانی مقبوض او شك ان ادعی فاجیب فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت و نصحت و ادیت قال انی تارك فیكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله واهل بیتی الا و انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا كیف تخلفونی فیهما (اخرجه ابن عقدة فی الموالاة والسمهودی فی جواهر العقدین) حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے وادی خم میں درختوں کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا جب آدھا دن ڈھل گیا تو حضرت نے لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا اما بعد لوگو میں جان بحق تسلیم کرنے والا ہوں گمان کیا جاتا ہے کہ میں بلایا جاؤں گا پس میں اجابت کروں گا پس تم کیا کہو گے حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ بیشک آپ نے رسالت کو پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے اور خدا کے فرض کو پورا کیا ہے پھر حضور نے فرمایا میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت ہیں بیشک وہ دونو جب تک میرے پاس حوض پر نہ آتریں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے دیکھو تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرو گے۔

(۷) عن جابر بن عبد الله الانصاری قال كنا بالجحفة بغدیر خم وثم ناس من جهینة ومزینة وغفار فخرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم من خباء و فسطاط فاشار بیده ثلثا فاخذ بید علی فقال من كنت مولاه فعلی مولاه (اخرجه عثمان بن ابی شیبة فی سننه والنسائی) جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جحفہ میں غدیر خم کے مقام پر تھے اور وہاں قبیلہ جہینہ اور مزینہ اور غفار کے بہت سے لوگ موجود تھے پس جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم خیمہ یا سراپردے سے باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور تین دفعہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۸) عن ابی بریدۃ الاودی عن ابیہ قال دخل ابوہریرۃ المسجد فاجتمع الناس الیہ فقام الیہ شاب فقال انشدک باللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم (اخرجہ ابن المغازلی و ابن الکثیر و ابن جریر) ابوبریدۃ الاودی اپنے والد سے ناقل ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی نے اٹھکر ان سے کہا میں تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے ابوہریرہ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے اس حدیث کو سنا ہے۔

(۹) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ علیہ وسلم اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وابغض من ابغضہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور بغض رکھ اس سے جو اس سے بغض رکھے۔

(۱۰) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدۃ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

(۱۱) عن عبد اللہ بن یامیل قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدۃ) عبد اللہ بن یامیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ المناقب والطبرانی فی الکبیر) ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۳) عن مالک بن الحویرث قال رقی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ و عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی المسند) مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بلند ہو کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولیٰ ہے

(۱۴) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الطبرانی

فی الکبیر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں۔ پس اس کا علی مولا ہے۔

(۱۵) عن عمرو بن مرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعن من اعانہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اسکی مدد کرے اور اعانت دے اسے جو اسے اعانت دے۔

(۱۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابو زید عثمان ابن ابی شیبہ فی سنتہ وابن ابی عاصم وسعید بن منصور عن سعد ابن ابی وقاص) عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۱۷) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ انصر من نصرہ اللھم انت شہیدی علیھم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقدا لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی (اخرجہ علی بن شہاب الدین الہمدانی فی کتابہ مودۃ القربی) جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اور نصرت دے اسے جو اسے نصرت دے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوا کوئی اسکو نہیں کھولیگا پس تو اس کے کھولنے سے ڈر تار ہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی

ہو والا موجود تھا۔ اس نے مجھ سے ایسے کہا حضرت نے فرمایا اے عمرو وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا
جبریل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تم کو تاکید کرنے کے لئے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی
کی نسبت کہا تھا۔

(۱۸) عن سعد بن ابی وقاص قال فقال ابوبکر وعمر اصبحت یا ابن ابی طالب مولی کل مؤمن ومؤمنۃ
(اخرجہ الدار قطنی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے
اے ابن ابی طالب ہر مومن مرد اور عورت کا مولیٰ بن گیا ہے۔

(۱۹) عن البراء بن عازب قال عمر بن الخطاب هنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ
(اخرجہ احمد فی المناقب) وابن ماجۃ فی سننہ وابو نعیم والبیہقی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالب کہ تو ہر مومن و مومنہ کا مولا ہو گیا ہے

(۲۰) عن خیثمۃ بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلفت
عنہ فقال سعد واللہ انہ لرای رأیتہ واخطأ رأیی ان علیا اعطی ثلثا لان اکون اعطیت احدھن
احب الی من الدنیا وما فیہا لقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعد حمد اللہ والثناء
علیہ ھل تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قلنا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وجیء بہ یوم خیبر وھو ارمد ما یبصر فقال یا رسول اللہ انی
ارمد فتفل فی عینیہ ودعا لہ فلم یرمد حتی قتل وفتح علیہ خیبر واخرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عمہ العباس وغیرہ من المسجد فقال لہ العباس تخرجنا ونحن عصبتک وعمومتک وتسکن
علیا فقال ما انا اخرجکم واسکنہ ولکن اللہ اخرجکم واسکنہ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک)
خیثمہ بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب
امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے تھے کیونکہ تم نے ان کی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک رائے
تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے خطا پر تھی۔ علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک
بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا وما فیہا سے بہتر تھی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز
خدا کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ ہوں ہم نے عرض کیا بیشک
آپ اولیٰ ہیں حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولی ہے اے میرے پروردگار
دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے دوسرا یہ ہے خیبر کے روز وہ
ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کئے گئے ان کو آشوب چشم تھا جس کی وجہ سے نہیں

دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لئے دعا کی [illegible] اچھے ہو گئے اور ان کا آشوب چشم جاتا رہا یہاں تک کہ لڑائی پہ گئے اور خیبر انکے ہاتھ سے فتح ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس کو نیز دیگر تمام اصحاب کو مسجد سے نکال دیا پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ رشتہ میں نسبت پوری رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علیؓ کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرتؐ نے ارشاد کیا نہ میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے تم کو نکالا ہے اور اسکو رکھا ہے۔

(۲۱) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیا فنال منہ فغضب سعد وقال تقول ھذا الرجل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) وابن ماجۃ فی سننہ وابن کثیر فی تاریخہ) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معاویہ حج کرنے کو آیا سعد اس کے پاس گیا لوگ جناب امیر علیہ السلام کا ذکر کرنے لگے سعد رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو نہایت خفا ہو کر کہنے لگا اے معاویہ تو ایسے شخص کے حق میں یہ باتیں کہہ رہا ہے جسکی شان میں میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولی ہے و نیز میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں و نیز میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج ہم اپنا علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

(۲۲) عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء وعینی فی شرح البخاری والرازی فی تفسیرہ الکبیر والواحدی فی تفسیرہ والسیوطی فی الدر المنثور والنظام الاعرج فی غرائب القرآن صاحب سیرۃ الحلبیہ وابن مردویہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد فرخ مہد میں آیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے کہ اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو کہ تیری طرف تیرے رب سے اتاری گئی ہے کہ علیؓ مومنوں کا مولا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کو نہیں پہنچایا۔

(۲۳) عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فی علی

علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی فضل علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ
وابن عساکر و ابونعیم فی کتاب ما نزل من القرآن فی علی والوالحسن الواحدی فی کتابہ المسمے باسباب
النزول وقال الحافظ ابوعبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین النووی
وقال ابوبکر النقاش انہا نزلت فی بیان الولایۃ لعلی وقال الامام فخرالدین الرازی وھو قول ابن
عباس والبراء بن عازب و محمد بن علی بن الحسین ابن علی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ یہ آیت کہ اے رسول پہنچا دے اس بات کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل ہوئی ہے غدیر خم کے روز جناب
علی بن ابی طالب کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اس حدیث کو ابوحاتم اور ابوبکر بن مردویہ اور ابن عساکر
اور حافظ ابونعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں اور ابوالحسن واحدی نے اسباب النزول میں روایت
کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ امام نووی
شارح صحیح مسلم نے بھی اسی طرح پر ذکر کیا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر کی ولایت
کی نسبت نازل ہوئی ہے اور امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں کہ غدیر خم کے روز اس آیت کے شرف نزول
کی نسبت عبداللہ بن عباس اور براء بن عازب اور جناب محمد بن علی بن الحسین بن علی کا قول ہے
(۲۴) عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال نزلت فی علی امر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بید علی فقال من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ) عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت یعنے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جناب امیر کے حق
میں نازل ہوئی ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم پہنچا پس حضرت نے جناب امیر
کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست
رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے ۔

(۲۵) عن البراء بن عازب قال فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ای بلغ من
فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ (اخرجہ ابونعیم و
الثعلبی) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ
نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے یعنے کہ جناب علی کے فضائل کو پہنچا دے غدیر خم کے روز نازل ہوئی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے پس

جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت کا آقا بن گیا ہے۔

(۲۶) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی الناس فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوک فقم ذلک یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعہما حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم لم تتفرقوا حتی نزلت ہذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب اخرجہ ابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی والسیوطی فی الدر المنثور وابو بکر بن مردویہ والدیلمی والحموینی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کو بلایا اور حکم دیا تاکہ درختوں کے نیچے جھاڑ دیا گیا اور کانٹے دور کر دیئے گئے یہ پنجشنبہ کا دن تھا پھر علی کو بلایا اور ان کا بازو پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا پھر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے پس حضرت نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورا ہونے پر اور میری رسالت اور علی کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر۔

(۲۷) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شہرا وہو یوم غدیر خم لما اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابی طالب فقال الست اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ فانزل اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (اخرجہ فقیہ ابن المغازلی فی المناقب وابراہیم النطنزی فی کتاب الخصائص وشہاب الدین بن احمد فی توضیح الدلائل عن مجاہد قال نزلت ہذہ الآیۃ بغدیر خم واخرجہ الصالحانی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اٹھارہویں ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا اس کے نامۂ اعمال میں ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جاویگا وہ غدیر خم کا دن ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنوں کے لئے انکی جان سے اولیٰ نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک آپ اولیٰ ہیں ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں

پس علی اس کا مولیٰ ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے آفرین آفرین اے ابن ابی طالب تو میرا اور ہر
ایک مومن اور مومنہ کا آقا قرار دیا گیا ہے پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آج کے دن میں نے تمہارے
دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا ہے۔

(۲۸) نقل الامام ابو اسحاق الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرہ ان سفیان بن عیینۃ سئل عن قولہ
تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال للسائل لقد سالتنی عن مسئلۃ ما سالنی احد عنہا
قبلک حدثنی ابو جعفر محمد عن ابائہ علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر
خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک فطار فی
البلاد فبلغ ذلک الحارث بن نعمان الفهری فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقۃ لہ فاناخ راحلتہ
ونزل عنہا وقال یا محمد امرتنا عن اللہ عزوجل ان نشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ
فقبلناہ منک امرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوٰۃ فقبلناہ منک وامرتنا ان
نصوم فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بہذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک
تفضلہ علینا فقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا الشیء منک ام من اللہ عزوجل فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم والذی لا الہ الا ہو ان والذی لا الہ الا ہو ان ہذا من عند اللہ فولی الحارث یرید
راحلتہ وہو یقول اللہم ان کان ما یقول محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل راحلتہ
حتی رماہ اللہ عزوجل بحجر سقط علی ہامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سال سائل بعذاب
واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج اخرجہ سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ
ومحمد بن یوسف الزرندی فی معارج الوصول وملک العلماء شہاب الدین الدولتابادی فی ہدایۃ السعداء والسمہودی
فی جواہر العقدین وجمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب فی اربعینہ وعبد الرؤف المناوی
فی فیض القدیر ومحمود بن محمد القادری فی صراط السوی والحلبی فی انسان العیون واحمد بن
الفضل بن محمد باکثیر فی وسیلۃ الامال ومحمد بن اسمٰعیل الامیر فی روضۃ الندیۃ والحافظ محمد
ابن یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب) امام ابو اسحاق ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ
سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آیہ سال سائل بعذاب واقع کس کے حق میں نازل ہوئی
ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے
نہیں پوچھا مجھ سے جناب امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام روایۃً اپنے آبائی کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر

ارشاد فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگوں میں اور تمام جگہ مشہور ہو گئی یہ خبر حارث بن نعمان الفہری کو معلوم ہوئی وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنے ناقہ کو بٹھا کر اور اس سے اتر کر اور خدمت میں پہنچکر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں ہم نے آپکا یہ حکم مان لیا پھر آپنے ہم کو پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا وہ بھی ہم نے آپ کا حکم قبول کیا پھر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لئے ارشاد کیا وہ بھی ہم آپ کا حکم بجا لائے پھر آپنے ہم کو روزہ رکھنے کے واسطے کہا وہ بھی آپ کا فرمان ہم نے قبول کیا پھر آپنے ہم کو حج کرنے کا ارشاد کیا ہم اس کو بھی مان گئے اس پہ بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپنے ابن عم کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ان کو ہم پر فضیلت عطا کی اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے یہ بات حضور اپنی طرف سے فرماتے ہیں یا خدا کی طرف سے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے یہ بات خدا کی طرف سے ہے پس حارث یہ کہتا ہوا اپنے ناقہ کیطرف لوٹ آیا اے خدا اگر جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اپنے ناقہ کی طرف لوٹا تھا ابھی اس تک پہنچا بھی نہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پر ایک پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہے مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ کافروں کے لئے ہونیوالا ہے۔ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو صاحب ہے سیڑھیوں کا۔

(۲۹) عن ابی سعید الخدری قال لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یوم غدیر خم قال حسان بن ثابت افاذن یا رسول اللہ ان اقول ابیاتا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل علی برکت اللہ فقال حسان یا معشر القریش اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ٭ ینادیہم یوم الغدیر نبیہم + بخم واسمع بالرسول منادیا + وقال فمن مولاکم ولیکم + فقالوا ولم یبدوا ھناک تعادیا + الٰھک مولانا وانت ولینا + ولن تجدن فی ذلک الیوم عاصیا + فقال لہ قم یا علی فاننی + رضیتک من بعدی اماما ھادیا + فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ + فکونوا لہ انصار صدق موالیا + ھناک دعا اللھم وال ولیہ + وکن للذی عادی علیا معادیا + فخص بھا دون البریۃ کلھا + علیا وسماہ الوزیر المواخیا + (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وابو نعیم فیما نزل من القرآن فی علی والخطیب خوارزمی فی المناقب و سبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ السیوطی فی کتابہ المسمی بازھار فیما عقدہ الشعراء

من الاشعار (محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب الحموینی فی فرائد السمطین والنطنزی فی خصائص العلویہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے چند اشعار پڑھنے کی اجازت ہو آپ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حسان کہنے لگے اے قریش کے لوگو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی گواہی کو سنو اور یہ اشعار بیان کئے۔ غدیر خم کے روز انکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو غدیر خم کے مقام پر پکارا۔ اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ منادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں کرتے تھے عرض کیا۔ تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے۔ اور آج کے روز سے تو ہمیں نافرمان نہیں پائیگا۔ پس حضرت نے فرمایا اے علی اٹھ کھڑا ہو بے شبہ میں نے تجھے اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے۔ پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے تم لوگ اسکے سچے مددگار بن جاؤ۔ پھر آپ نے دعا کی کہ بار الٰہا علی کے دوست کو دوست رکھیو۔ اور علی کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام خلقت کے سوا علی کو اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص کیا اور ان کا نام وزیر اور بھائی رکھا۔

(۳۰) عن ابن عباس قال لما امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول لہ ما قال فقال صلے اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثو عہد بجاھلیۃ ثم مضی بحجہ فلما اقبل راجعا ونزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس فاخذ بعضد علی ثم خرج الی الناس فقال یا ایہا الناس الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ واحب من احبہ البغض من البغضہ قال ابن عباس فوجبت واللہ فی رقاب القوم وقال حسان بن ثابت ینادیھم یوم الغدیر نبیھم الخ اخرجہ الحاکم ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ عز اسمہ کا حکم ہوا۔ کہ علی کو اٹھا کر لوگوں کے سامنے کر دیں اور جو کچھ کہ کہنا ہے کہیں تو حضرت نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے پروردگار میری قوم ابھی جاہلیت سے نئے عہد اسلام والی ہے شاید اس امر کو نہ مانیں پھر آپ حج کو تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو کر غدیر خم پر پہنچے خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے رسول پہنچا دے اس امر کو جو تیری طرف تیرے رب سے نازل ہوا ہے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کو نہ پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے

تیری نگہبانی کردیگا۔ پس حضرت علی کا بازو پکڑ کر خیمہ سے باہر برآمد ہوئے اور فرمانے لگے اے لوگو کیا میں تمہارے لئے تمہاری جان سے اولی نہیں ہوں حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بے شبہ اولی ہیں پس آپ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے اور چھوڑ دیجیو اسے جو اسے چھوڑ دے اور مدد دیجیو اسے جو اسے مدد دے اور محبت کیجیو اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض رکھیو اس سے جو اس سے بغض رکھے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے واللہ یہ بات تمام قوم کی گردن پر واجب ہوگئی۔ اور حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ اشعار پڑھے ان کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو غدیر خم کے مقام پر پکار کر ارشاد کیا۔

(۳۱) عن بکر بن احمد القصری قال حدثتنا فاطمۃ بنت علی بن موسی الرضا قالت حدثتنی فاطمۃ وزینب وام کلثوم بنات موسی بن جعفر الکاظم قلن حدثتنا فاطمۃ بنت جعفر بن محمد الصادق قالت حدثتنی فاطمۃ بنت محمد بن علی الباقر قالت حدثتنی فاطمۃ بنت علی بن الحسین زین العابدین قالت حدثتنی فاطمۃ وسکینۃ ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ الحافظ ابو موسی المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء وقال هذا الحدیث مسلسل من وجہ وهو ان کل واحدۃ من الفواطم تروی عن عمۃ لها فهو روایۃ خمس بنات اخ کل واحدۃ منهن عن عمتها واخرجہ محمد الجزری صاحب الحصن الحصین فی اسنی المطالب عبد اللہ بن احمد بن ابراهیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی)

بکر بن احمد القصری ناقل ہیں کہ ہم سے فاطمہ بنت علی بن موسی علیہ السلام بیان کرتی تھیں کہ مجھ سے میری پھوپھیوں فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم جناب موسی الکاظم بن جعفر علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے بیان کیا کہ ان سے ان کی پھوپھی فاطمہ بنت جعفر الصادق ابن محمد علیہ السلام ذکر کرتی تھیں کہ ان سے انکی پھوپھی فاطمہ بنت محمد باقر ابن علی کہتی تھیں کہ مجھ سے میری پھوپھی فاطمہ بنت علی زین العابدین بن الحسین علیہ السلام فرماتی تھیں کہ مجھ سے میری پھوپھیاں فاطمہ اور سکینہ جناب حسین بن علی علیہ السلام کی صاحبزادیاں ارشاد کرتی تھیں کہ ان سے اسکی پھوپھی ام کلثوم بنت جناب فاطمہ بنت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میری والدہ ماجدہ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھول گئے ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے حافظ

ابو موسیٰ المدینی نے اس حدیث کو اپنی کتاب المسلسل بالاسماء میں روایت کیا ہے اور وہ کہتا ہے ایک وجہ سے یہ حدیث
بھی مسلسل ہے کیونکہ ہر ایک فاطمہ نام رکھنے والی مخدومہ نے اس حدیث کو اپنی پھوپھی سے روایت کیا ہے اور نیز یہ تخریج
بھتیجیوں کی روایت ہے کہ ہر ایک اپنی پھوپھی سے روایت کرتی ہے اور محمد جزری صاحب حصن حصین شریف
نے اس حدیث کو اسنی المطالب میں اور عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن احمد المقدسی الصالحی الحنبلی نے بھی روایت کیا ہے

(۳۲) عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال فزاد
الناس بعدہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ ابن راھویہ المتقی فی کنز العمال وعبداللہ
ابن احمد فی المسند وابن المغازلی فی المناقب والمحاملی فی امالیہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز ارشاد کیا جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے
پھر لوگوں نے اس پر بڑھا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور
دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۳۳) عن رفاعۃ بن ایاس الضبی عن ابیہ عن جدہ قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحۃ ان القنی
فاتیہ فقال انشدک اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال نعم قال فلم تقاتلنی فانصرف طلحۃ عن قتالہ (اخرجہ ابن عساکر
فی تاریخہ والمتقی فی کنز العمال والحاکم فی المستدرک) رفاعہ بن ایاس الضبی اپنے والد سے اور وہ اپنے
دادا سے ناقل ہے کہ میں جمل کے روز جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں تھا۔ جناب امیر نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو
بلا بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کر۔ پس طلحہ ان کے پاس حاضر ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا
ہوں کہ کیا تم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا
مولی ہے اور میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن
رکھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب امیر نے فرمایا پس تم کیوں میرے ساتھ جنگ
کرتے ہو طلحہ رضی عنہ جناب امیرؑ کے ساتھ جنگ کرنے سے لوٹ پڑے۔

(۳۴) عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکن اللہ ورسولہ مولاہ
فان ھذا مولاہ یعنی علیا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ اللہم من احبہ من الناس فکن لہ
حبیبا ومن ابغضہ من الناس فکن لہ بغیضا اللہم انی لا اجد احدا استودعہ فی الارض بعد العبدین
الصالحین غیرک فاقض فیہ بالحسنی (اخرجہ الطبرانی) قال بشر قلت من ھذان العبدان الصالحان
قال لا ادری) جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا

جسکے لئے اللہ اور اس کا رسول مولا ہے پس بہ تحقیق اس کے لئے یہ یعنے علی مولا ہے اے خدا لوگوں میں سے جو اسے دوست رکھے پس تو اس کا دوست بن جا۔ اور جو شخص کہ لوگوں میں سے اس کا دشمن بنے تو اس کا دشمن بن جا اے میرے پروردگار میں زمین میں بعد دو نیک بندوں کے تیرے سوا کسی کو نہیں پاتا کہ میں اسے اسکی سپرد کروں پس تو ان میں نیکی کے ساتھ احکام جاری فرما۔

(۳۵) عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واعن من اعانہ (اخرجہ الطبرانی وابن قانع) حبشی ابن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور فتحمند کر اسے جو اسکی نصرت کرے اور مدد دے اسے جو اس کی مدد کرے۔

(۳۶) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد جاء اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینہما یا ابا الحسن فقضی علی بینہما فقال احدھما ھذا یقضی بیننا فوثب علیہ عمر واخذ بتلبیبہ وقال ویحک ما تدری من ھذا ھذا مولای ومولی کل مؤمن من لم یکن مولاہ فلیس بمؤمن (اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ والخوارزمی فی المناقب والدارقطنی ومحب الطبری فی الطبری فی الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا یا ابا الحسن آپ ان کا فیصلہ کر دیں جناب علی نے ان کا فیصلہ کیا ایک شخص ان دونوں میں سے کہنے لگا یہ کیا ہمارا فیصلہ کرینگے عمر رضی اللہ عنہ نے کود کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہنے لگے افسوس ہے تجھ پر تو نہیں جانتا یہ کون ہے یہ میرا اور ہر ایک مومن کا مولی ہے جس کا کہ یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں

(۳۷) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد نازعہ رجل فی مسئلۃ فقال بینی وبینک ھذا الجالس واشار الی علی فقال الرجل ھذا الابطن فنھض عمر واخذ بتلبیبہ حتی شالہ من الارض ثم قال اتدری من صغرت ھذا مولای ومولا کل مؤمن (اخرجہ ابن السمان ومحب الطبری) جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کسی مسئلہ پر تنازع کرنے لگا آپ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان یہ بیٹھا ہوا شخص منصف ہے اور جناب علی علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا وہ شخص کہنے لگا یہ شخص تو توند کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھکر اس کا گریبان پکڑ لیا اور اسکو زمین پر دے مارا اور پھر کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ تو نے کس کی تحقیر کی ہے یہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا ہے

(۳۸) عن سالم قیل لعمر بن الخطاب انک تصنع بعلی شیئا ما تصنع باحد من اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ مولای (اخرجہ ابن السمان والخوارزمی والدارقطنی ومحب الطبری فی الریاض وابن حجر فی الصواعق المحرقہ وعبد الرؤف المناوی فی فیض القدیر) سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ جو رعایت کہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اصحاب کے ساتھ نہیں کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ میرا مولیٰ ہے۔

(۳۹) عن سعید بن وہب وعبد خیر قالا سمعنا علیا یقول بالرحبۃ الکوفۃ انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام عدۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک (اخرجہ الحافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر الدمشقی الشہیر بابن کثیر والنسائی فی الخصائص واحمد فی المسند) سعید بن وہب اور عبد خیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ وہ اٹھکر بیان کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(۴۰) عن زاذان بن ابی عمر قال سمعت علیا فی الرحبۃ وہو ینشد الناس من شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم وہو یقول ما قال فقام ثلثۃ عشر رجلا فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ احمد فی المسند) زاذان بن ابی عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سنا کہ غدیر خم کے روز جو شخص کہ آنحضرتؐ کے حضور میں موجود تھا وہ شخص بیان کرے جو کچھ کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا پس تیرہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ ہم نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

(۴۱) عن زیاد بن ابی زیاد الاسلمی قال سمعت علیا ینشد الناس فقال انشد اللہ رجلا مسلما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام اثنا عشر بدریا فشہدوا (اخرجہ احمد فی المسند) زیاد بن ابی زیاد اسلمی سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے سنا کہ میں ہر ایک مسلمان مرد سے جس نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے پوچھتا ہوں پس بارہ صحابی جو شریک بدر ہوئے تھے

کھڑے ہوکر اسکی گواہی دینے لگے۔

(۲) عن سعید بن وہب و زید بن یثیع قال نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم قام فقام من قبل سعید ستۃ ومن قبل زید ستۃ فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمؤمنین قالوا بلی قال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ (اخرجہ احمد والنسائی والبزار والخلعی وابن جریر) سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ لوگوں کو مسجد کے صحن میں قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز جو کچھ کہ فرماتے ہوئے کسی نے سنا ہو اسکو چاہیئے کہ وہ کھڑا ہوکر بیان کرے پس سعید کیطرف سے چھ آدمی اور زید کیطرف سے چھ آدمی کھڑے ہوگئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالی مومنوں کے لئے اولی بالتصرف نہیں ہے سب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنوں کے لئے اولی بالتصرف ہے۔ پس حضرتؐ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۳) عن عمیر بن سعد انہ سمع علیا وھو ینشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام بضعۃ عشر فشہدوا (اخرجہ النسائی) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیرؑ کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے وہ بیان کرے۔ دس اوپر کتنے آدمیوں نے اسکی شہادت بیان کی۔

(۴) عن عمرو بن مرۃ قال شہدت علیا فی الرحبۃ ینشد اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم ما قال فقام اناس فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) عمرو بن مرہ سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ تم میں سے غدیر خم کے روز جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی نے سنا ہو تو بیان کرے چند لوگ کھڑے ہوکر گواہی دینے لگے کہ انہوں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے

اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور محبت کر اس سے جو اس سے محبت کرے اور بغض رکھ اس کا جو اس کا بغض رکھے اور مدد کر اسکی جو اسکی مدد کرے۔

(۴۵) عن عميرة بن سعد قال شهدت عليا على المنبر ناشد اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم الا قام فشهد فقام اثنا عشر رجلا منهم ابو هريرة وابو سعيد وانس بن مالك فشهدوا انهم سمعوا من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (اخرجه ابن كثير فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط والمتقی فی كنز العمال) عمیرہ بن سعد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے پایا کہ جس کسی نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھکر اسکی گواہی بیان کرے پس بارہ صحابی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک بھی تھے اٹھکر بیان کرنے لگے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۶) عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال شهدت عليا فی الرحبة ناشد الناس انشد الله من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم من كنت مولاه فعلى مولاه لما قام فشهد قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدريا كانى انظر الى احدهم عليه سراويل فقالوا نشهد انا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم الست اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجی امهاتهم فقلنا بلى يا رسول الله قال فمن كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (اخرجه احمد فی المناقب وابو يعلى فی المسند وابن كثير فی تاریخہ وسعید بن منصور والخطیب والمتقی فی كنز العمال والدار قطنی وابن جریر فی تاریخہ) عبد الرحمن بن ابی لیلے کہتا ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھتے ہوئے دیکھا کہ میں خدا کی قسم دیکر اس شخص سے پوچھتا ہوں جس نے کہ غدیر خم کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے سنا ہے چاہیئے کہ وہ شخص اٹھکر بیان کرے عبد الرحمن کہتا ہے کہ بارہ بدری صحابی کھڑے ہو گئے مجھے آجتک ان میں سے ایک کا لباس نگاہ میں ہے کہ وہ سراویل پہنے ہوئے تھا۔ پس وہ لوگ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا میں مومنوں کی جان سے اولی نہیں ہوں اور میری ازواج انکی مائیں نہیں ہیں حاضرین نے عرض کیا بے شبہ آپ اولی ہیں اور آپ کے ازواج امہات مومنین ہیں حضرتؐ نے فرمایا پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور

دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔

(۴۷) عن ابی الطفیل ان علیا قام فحمد اللہ ثم قال انشد باللہ من شھد یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم
رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ ووعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلا منھم خزیمۃ بن
ثابت وسھل بن سعد وعدی بن حاتم وعقبۃ بن عامر وابو ایوب الانصاری وابو لیلی و ابو الھیثم بن
التیھان وابو سعید الخدری وشریح الخزاعی وابو قدامۃ الانصاری ورجال من قریش فقال علی ھاتوا
ما سمعتم فقالوا نشھد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظھر
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن والقی علیھن ثوبہ ثم نادی بالصلوۃ فخرجنا
فصلینا ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللھم
اشھد ثلاث مرات فقال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانتم مسئولون ثم قال الا
ان دماءکم واموالکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا وحرمۃ شھرکم ھذا اوصیکم بالنساء اوصیکم
بالجار واوصیکم بالممالیک واوصیکم بالعدل والاحسان ثم قال ایھا الناس انی تارک
فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض نبانی بذلک اللطیف
الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال علی صدقتم وانا علی ذلک من الشاھدین
(اخرجہ ابن عقدۃ وابو حاتم محمد بن حبان التمیمی ومحب الدین الطبری فی ریاض النضرۃ وابن عساکر
والسمھودی فی جواھر العقدین) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں
خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دیکر اس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کہتا ہوں کہ اٹھ کھڑا ہو لیکن
اور وہ شخص ہرگز نہ اٹھے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے
کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت
اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور ابو لیلے اور ابو الہیثم
اور ابو سعید خدری اور شریح اور ابو قدامہ الانصاری رضی اللہ عنہم و نیز قریش کے اور آدمی بھی موجود تھے
جناب امیرؑ نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آرہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لائے اور درختوں
کے کاٹ چھانٹ کرنے کا حکم دیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر نماز کے لئے منادی کرائی گئی ہم سب لوگ اپنے
اپنے خیموں میں سے نماز کے لئے باہر نکلے حضرتؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی صفت و ثنا کے بعد بیان
کیا اے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اس بات کو تین دفعہ فرما کر

کہا اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ میں بلایا جاؤنگا اور میں جانے پر راضی ہو جاؤنگا میں بھی پوچھا جاؤنگا اور تم بھی پیچھے جاؤ گے بے شبہ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہو گیا ہے جیسے کہ یہ تمہارا آج کا دن اور یہ تمہارا مہینہ حرمت والا ہے میں تم کو عورتوں کی نسبت اور ہمسایوں کی نسبت اور غلاموں کی نسبت عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قرابتی اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں مجھ کو خدائے مہربان خبر دینے والے نے اسکی خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے سچ بیان کیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

(۴۸) عن ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشهد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام ستۃ عشر رجلا فشھدوا اخرجہ احمد فی المسند والبغوی فی معجمہ والبزار والطبرانی (المخلص الذہبی)
ابوسلیمان زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دیکر گواہی طلب کی کہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کے ارشاد کو سنا ہو وہ اٹھکر بیان کرے پس سولہ آدمیوں نے اس کی نسبت گواہی ادا کی۔

(۴۹) عن ابی الطفیل قال جمع علی الناس فی الرحبۃ ثم قال لھم انشد اللہ کل امرء مسلم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس قال ابو نعیم فقال ناس کثیر فشھدوا حین اخذ بیدہ فقال اتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا نعم یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فخرجت کان فی نفسی شیء فلقیت زید بن ارقم فقلت لہ انی سمعت علیا یقول کذا فقال قد سمعناہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک قال ابو نعیم لفظ الذی روی عنہ الحدیث کم بین القول وبین موتہ قال مائۃ یوم (اخرجہ ابن ابی حاتم والنسائی وابن حبان وابن عقدۃ) ابو الطفیل سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کوفہ کی مسجد کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگے میں قسم دیتا ہوں اس مسلمان مرد کو جس نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس تیس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بہت سے آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی ادا کی کہ جب آنحضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے تو فرمایا آیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولی ہوں حاضرین نے کہا

ہاں بار رسول اللہ حضرت صلعم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے
دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے ابو الطفیل کہتا ہے کہ میں وہاں سے نکلا اور میرے دل
میں اس حدیث کی نسبت شک پیدا ہو گیا پس میں زید بن ارقم سے ملا اور میں نے ان سے کہا میں نے جناب امیرؑ
سے یہ کچھ سنا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہنے لگے بہ تحقیق ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات
فرماتے ہوئے سنا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے فطر سے جس نے کہ یہ روایت کی ہے پوچھا کہ جناب امیرؑ کی وفات
میں اور ان کے اس قول میں کتنے دنوں کی مدت تھی وہ بیان کرنے لگا پورے سو دن کی مدت تھی۔

(۵۰) عن رباح بن الحارث قال جاء رهط الی علیؑ بالرحبة فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال کیف اکون
مولاکم وانتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر یقول من کنت مولاہ فعلی
مولاہ قال رباح فلما مضوا اتبعتهم فسألت من هؤلاء قالوا نفر من الانصار فيهم ابو ایوب الانصاری
(اخرجه احمد فی المسند وابن السمان وابن المغازلی والمخلص الذهبی ومحب الطبری فی الریاض النضرة فی
فضائل العشرة والملا علی القاری فی المرقاة شرح المشکوة والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر)
رباح ابن الحارث ناقل ہیں کہ کوفہ کے میدان میں ایک گروہ نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو
کر کہا السلام علیکم یا مولانا جناب امیرؑ نے فرمایا میں تمہارا مولا کس طرح سے ہو سکتا ہوں حالانکہ تم قوم
عرب ہو وہ کہنے لگے ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں
پس اس کا علی مولا ہے رباح کہتا ہے جبکہ وہ لوگ وہاں سے بڑھ گئے تو میں ان کے پیچھے ہو لیا اور پوچھا
یہ کون لوگ تھے لوگوں نے کہا یہ انصار کا گروہ ہے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں ہیں

(۵۱) عن رباح قال بینما علی جالس اذ جاء رجل فدخل علیه اثر السفر فقال السلام علیک یا مولانا
قال علی من هذا قالوا ابو ایوب الانصاری قال علی افرجوا له فافرجوا له فقال ابو ایوب سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ (اخرجه احمد فی المناقب والبغوی فی
معجمه وابن ابی شیبة واسمعیل بن عمر المعروف بابن کثیر فی تاریخه ومحب الطبری فی الریاض
النضرة والطبرانی فی مسند ابی ایوب فی المعجم الکبیر) رباح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک روز جناب امیرؑ
بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص آیا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے اور آکر کہنے لگا السلام علیک یا
مولانا جناب امیرؑ نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جناب
امیرؑ نے ارشاد کیا ان کے لئے جگہ چھوڑ دو لوگ اس جگہ سے ہٹ گئے پس ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
کہنے لگے میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا

علی مولا ہے۔

(۵۲) عن عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ (اخرجہ ابن عقدۃ والو سعید۔ سعد بن ناصر السجستانی فی کتاب العلانیۃ) عبد اللہ
بن اسعد بن زرارہ اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کا کہ میں
مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے۔

(۵۳) عن زر بن حبیش قال خرج علی من القصر فاستقبلہ رکبان متقلدی السیف علیہم العمائم حدیثی
عہد بسفر فقالوا السلام علیک یا مولانا فقال علے بعد ما رد السلام علیہم من ھھنا من اصحاب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر رجلا منہم خالد بن زید ابو ایوب الانصاری وخزیمۃ بن ثابت
ذو الشہادتین وثابت بن قیس بن شماس وعمار بن یاسر وابو الہیثم بن التیہان وہاشم بن عتبۃ
وسعد بن ابی وقاص وحبیب بن بدیل بن ورقاء فشہدوا انہم سمعوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یوم غدیر خم من کنت مولاہ فقال علے لانس بن مالک والبراء بن عازب ما منعکما ان
ان تقوما فتشہدا فقد سمعتما کما سمع القوم فقال اللہم انکتما ھا معاندۃ فابتلہما فاما البراء
فعمی فکان یسال عن منزلہ فیقول کیف یرشد من ادرکتہ الدعوۃ واما انس فقد برصت قدماہ
وقیل لما استشہد علے قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اعتذر بالنسیان
فقال علی اللہم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ فابرص وجہہ فسدل
بعد ذلک برقعا علے وجہہ (اخرجہ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المحدث فی الاربعین)
زر بن حبیش ناقل ہیں کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام قصر سے برآمد ہوئے انکے سامنے عمامہ پوش تلواریں
لٹکائے ہوئے چند سوار آئے جنکے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی سفر سے آئے ہیں انہوں نے جناب امیر سے کہا
السلام علیک یا مولانا جناب امیر نے انکو جواب سلام دیکر فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صحابہ کرام میں سے کون شخص اس مقام پر موجود ہے بارہ آدمی جن میں خالد بن زید ابو ایوب انصاری اور خزیمہ بن
ثابت ذو الشہادتین اور ثابت بن قیس بن شماس اور عمار بن یاسر اور ابو الہیثم بن التیہان اور ہاشم بن عتبہ اور
سعد بن ابی وقاص اور حبیب بن بدیل بن ورقا رضی اللہ عنہم بھی تھے اٹھکر گواہی دینے لگے کہ ہم نے
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے جناب امیر نے
انس بن مالک اور براء بن عازب سے کہا تمہیں اٹھکر گواہی دینے سے کس نے بند کیا ہے تم نے بھی سنا تھا
جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ پس جناب امیر نے دعا کی اے پروردگار اگر انہوں نے گواہی عناداً چھپائی ہے

چھپایا ہے تو انکو ناگہانی بلا میں مبتلا کر۔ پس براء بن عازب اندھے ہو گئے یہاں تک کہ اپنے گھر کا راستہ پوچھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بھلا وہ شخص کیونکر رستہ دیکھ سکتا ہے جس کو بددعا لگی ہو۔ اور انس بن مالک کا یہ حال ہوا کہ ان کے پاؤں پر برص پیدا ہو گیا اور یہ بھی وارد ہے کہ جب جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے پر لوگوں سے گواہی طلب کی انس بن مالک نے نسیان کا عذر پیش کیا جناب امیرؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ عمامہ سے نہ چھپ سکے پس انس رضی اللہ عنہ اس اپنے مونہہ کے برص کو برقع میں چھپایا کرتے تھے۔

(۵۴) عن طلحۃ بن عمیر قال شہدت علیاً علی المنبر ناشداً اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیہم ابو سعید وابو ہریرۃ وانس وہم حول المنبر وعلی المنبر وحول المنبر اثنا عشر رجلاً من الانصار والمہاجرین فقال علی نشدتکم باللہ ہل سمعتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقاموا کلہم وانس بن مالک فی القوم لم یشہد فقال لہ امیر المؤمنین یا انس ما منعک ان تشہد وقد سمعت ما سمعوا فقال یا امیر المؤمنین کبرت ونسیت فقال امیر المؤمنین اللہم ان کان کاذباً فاضربہ ببیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ فقال طلحۃ بن عمیر فاشہد باللہ لقد رأیتہا بیضاء بین عینیہ (اخرجہ ابو نعیم وابن مردویہ) طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو منبر پر پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قسم دیے رہے تھے ان میں ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور جناب امیرؑ منبر پر تشریف رکھتے تھے اور منبر کے ارد گرد مہاجرین و انصار سے بارہ صحابی موجود تھے۔ پس جناب امیرؑ نے ان سے کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ارشاد سنا ہے پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے انہوں نے گواہی نہ دی جناب امیر المؤمنین نے انس بن مالک سے فرمایا تم کو شہادت دینے سے کس بات نے روکا ہے باوجودیکہ تم نے بھی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ انسؓ کہنے لگے یا امیر المؤمنین میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یہ بات بھول گئی ہے جناب امیرؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمامہ سے نہ چھپا سکے طلحہ بن عمیر کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(۵۵) عن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ رجلاً سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت

مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ ومن عاداہ فقام اثنی عشر بدریاً من جانب الایمن وستۃ من جانب الایسر فشہدوا بذلک قال زید بن ارقم کنت فیمن سمع ذلک فکتمتہ فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فاتہ من الشہادۃ ویستغفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ ابن المغازلی واخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر مسند یزید بن ارقم) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے ان لوگوں کو قسم دیکر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسے جو اسے دشمن رکھے پس بارہ اصحاب بدر کھڑے ہو گئے چھ داہنی طرف سے اور چھ بائیں طرف سے اور انہوں نے گواہی ادا کی زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی انہیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث کو حضرت سے سنا تھا پس میں نے اسکو چھپایا خدا تعالیٰ میری بصارت کو لے گیا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے ۔

(۵۶) عن عمیر بن سعد قال قام علی علی المنبر فانشد رجالا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام وشھد وتحت المنبر انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبد اللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشہادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ آیۃ یعرف بھا قال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریر اعرابیا بعد ھجرتہ فاتی السراۃ فمات فی بیت امہ (اخرجہ ابوالحسن احمد بن یحیی البلاذری فی انساب الاشراف) عمیر بن سعد ناقل ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی حدیث کو سنا ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے پس لوگوں نے گواہی ادا کی منبر کے نیچے انس بن مالک اور براء بن عازب اور جریر بن عبد اللہ البجلی بھی بیٹھے ہوئے تھے جناب امیرؑ نے مکرر اسکو فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا جناب امیرؑ نے فرمایا بار الٰہا جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجود اسکے کہ جانتا ہے اس شخص کو اس وقت تک نہ ماریو جب تک کہ تو اسکے لیے کوئی نشانی نہ مقرر کر دے کہ اس سے دنیا ہی میں پہچانا جائے عمیر بن سعد کہتا ہے پس انس مبروص ہو گئے اور براء اندھے ہو گئے جریر بکواس کرتے واپس آ گئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر میں دنیا سے انتقال کیا ۔

(۵۷) عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی قال خطب علی فقال انشد اللہ امرأ نشدتہ الاسلام سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم اخذ بیدی یقول الست اولی بکم یا معشر المسلمین من انفسکم قالوا بلی یا

رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ و
اخذل من خذلہ الا قام فشھد قام بضعۃ عشر رجلا فشھد واوکتم قوم فما فنوا من الدنیا حتے
عموا او برصوا (اخرجہ الدار قطنی وابن کثیر فی تاریخہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے مروی ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام نے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا میں اس مرد خدا کو کہ جس نے اسلام قبول کیا ہے قسم دیتا ہوں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر غدیر خم کے روز کیا تھا پوچھتا ہوں۔
کہ جس شخص نے حضرت سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ کی حدیث کو سنا ہو وہ اٹھ کر اسکی شہادت بیان کرے پس دس یا کتنے آدمیوں نے کھڑے ہو کر
گواہی دی اور ایک گروہ صحابہ رضی نے اس شہادت کو چھپایا پس وہ لوگ تب تک دنیا سے عالم آخرت کو نہیں
گئے۔ جب تک کہ وہ اندھے اور مبروص نہیں کیے گئے۔

(۵۸) عن ابن اسحاق قال حدثنی من لا احصی ان علیا نشد الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام نفر فشھدوا انھم
سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتے عموا وبرصوا واصابتھم
آفۃ منھم یزید بن ودیعۃ وعبد الرحمٰن بن مدلج (اخرجہ ابو موسیٰ وابن الاثیر فی اسد الغابہ)
ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ مجھ سے بہت سے آدمیوں نے بیان کیا جنکا میں شمار نہیں کر سکتا کہ جناب
امیر علیہ السلام نے رحبہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس کسی نے من کنت مولاہ فعلی اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ کی حدیث کو سنا ہو بیان کرے پس چند آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے
اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور ایک گروہ نے اس حدیث کو چھپایا وہ جب تک
کہ اندھے اور مبروص یا کسی اور بلا میں مبتلا نہیں ہوئے دنیا سے آخرت کو نہیں سدھارے چنانچہ یزید
ابن ودیعہ اور عبدالرحمٰن بن مدلج بھی انہیں میں سے تھے۔

(۵۹) عن عائشۃ بنت سعد سمعت اباھا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجحفۃ فاخذ
بید علی فخطب ثم قال ایھا الناس انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید علی فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی
وان اللہ موال من والاہ ومعاد من عاداہ (اخرجہ ابن جریر وقال الذھبی ھذا حدیث حسن غریب)
عائشہ بنت سعد اپنے والد ماجد سے ناقل ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں حجفہ کے روز جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ علی کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے خطبہ ارشاد کیا اور پھر فرمایا اے لوگو کیا میں تمہارا
ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا آپ بجا فرما رہے ہیں حضرتؐ نے جناب امیر کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا یہ میرا

ولی ہے اور میری جانب سے ادا کرنے والا ہے بہ تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اسکا جو اسکو دشمن رکھے ۔

(ف) قال السمهودی و قول بعضهم ان زیادة اللهم وال من والاه الی اخرہ موضوع مردود فقد ورد ذلك من طرق صحح الذهبی ۔ سید نور الدین السمہودی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی اللهم وال من والاہ آخر تک موضوع ہیں یہ قول بالکل مردود ہے یہ الفاظ بہت سے طریقوں سے مروی ہوئے ہیں حافظ ذہبی نے جسکی تصحیح کی ہے ۔

(۶۰) عن ابی الحمراء خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بعد ما کبر سنه لاحدثنه ما سمعت اذنای و رأت عینای اقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی دخل علی ام المؤمنین عائشة فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی ابی بکر فدعته فجاء حتی کان کرای العین علم ان غیره دعی فخرج من عندها حتی دخل علی ام المومنین حفصة فقال لها ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر فدعته فجاء حتی اذا ما کرای العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندها حتی اذا دخل علی ام المومنین ام سلمة وقال ادعی الی سید العرب فبعث الی علی ثم قال لی یا ابا الحمراء ائتنی بمائة من قریش وثمانین من العرب وستین من الموالی وارعین من اولاد الحبشة فلما اجتمع الناس قال ائتنی بصحیفة من ادیم فاتیته بها ثم اقامهم مثل صف الصلوة فقال معاشر المسلمین الیس الله اولی بی من نفسی یامرنی وینهانی مالی علی الله امر لا نهی قالوا بلی یا رسول الله فقال الست اولی بکم من انفسکم امرکم وانهاکم لیس لکم علی امر لا نهی قالوا بلی یا رسول الله قال من کان الله وانا مولاہ فهذا علی مولاہ یامرکم وینهاکم ما لکم علیه امر ولا نهی اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذله اللهم انت شهیدی علیهم انی قد بلغت ونصحت (اخرجه سید علی الهمدانی فی مودة القربی)

ابوالحمراء خادم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ابوالحمراء جبکہ بوڑھے ہو گئے اپنے ایک رفیق سے کہنے لگے جو کچھ میرے کانوں نے سنا ہے یا میرے آنکھوں نے دیکھا ہے اسکی میں تجھے خبر دوں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا تھا۔ پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے سردار کو بلاؤ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ حضرت کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے ان کو اس طرح سے دیکھا کہ گویا کسی غیر کو بلا بھیجا

تھا پھر وہاں سے برآمد ہو کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا عرب کے
سردار کو بلاؤ انہوں نے جناب علی علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ پھر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد
کیا اے ابو الحمراء جاؤ اور ایک سو آدمی قریش کے اور اسی آدمی عرب کے اور ساٹھ آدمی موالی عرب کے اور
چالیس آدمی حبش کے بلا لاؤ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے بکری کی کھال پر ایک عہد نامہ لکھا اور
لوگوں کو مثل نماز کی صف کے ایستادہ کر کے ارشاد کیا اے مسلمانوں کے گروہ کیا خدا تعالیٰ مجھ سے اولیٰ نہیں
ہے کہ مجھ کو حکم دیتا ہے اور ممانعت کرتا ہے خدا پر میرا کسی طرح کا حکم جاری نہیں ہے حاضرین نے عرض
کیا آپ بجا فرماتے ہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا کیا میں تمہاری جان سے تمہارے لیے اولیٰ نہیں ہوں میں تم کو
امر و نہی کرتا ہوں مجھ پر تم کسی طرح کا حکم جاری نہیں کر سکتے ہو حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ درست
ہے پھر آپ نے فرمایا جس کس کا اللہ تعالیٰ اور میں مولا ہوں پس اس کا یہ علی بھی مولا ہے تم پر یہ امر اور نہی کر
سکتا ہے تمہیں اس پر کسی طرح کے حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ
اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو اس کی مدد کرے اور
چھوڑ دے اسے جو اسے چھوڑ دے اے میرے پروردگار تو گواہ رہیو کہ میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا ہے
اور نصیحت کا حق ادا کیا ہے۔

(۶۱) قال قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ وانشدھا بین یدی علی فی الصفین
شعر قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا ونعم الوکیل وعلی امامنا وامام لسوانا بہ اتی
التنزیل یوم قال النبی من کنت مولاہ فہذا مولاہ خطب جلیل انما قالہ النبی علی
الامۃ ختم ما فیہ قال وقیل (اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) قیس بن سعد
ابن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام کے مواجہہ میں صفین کے درمیان اپنے رجز میں
یہ اشعار پڑھے ہیں کہ جب ہمارا دشمن ہم پر باغی ہو گیا۔ تو میں نے کہا کافی ہے ہمارے لیے ہمارا پروردگار
اور وہی ہے اچھا سپردگی کار کے لیے۔ علی ہمارا امام ہے اور ہمارے سوا سب کا امام ہے اس بات کے
لیے قرآن نازل ہوا ہے جس روز کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں
پس اسکا یہ مولا ہے اور آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے امت کے
سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا تاکہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہو جائے۔

تنبیہ مولی کا لفظ چند معنوں کے مقام پر استعمال ہوا ہے جن کا ثبوت آیات قرآنیہ اور لغت سے ملتا ہے۔

(۱) جار — یعنی ہمسایہ

(۲) معتِق — بکسر تاء۔ آزاد کنندہ

(۳) معتَق — بفتح التاء۔ آزاد کردہ

(۴) حلیف — یعنی ہم عہد

(۵) ابن عم — یعنی چچا زاد بھائی۔ قال الشاعر ؎

مہلا بنو عمنا موالینا
الموالی حتفوا علینا

(۶) عصبہ — قال اللہ تعالیٰ۔ انی خفت الموالی من ورائی

(۷) وارث — قال اللہ تعالیٰ۔ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون۔ ای ورثۃ

(۸) صدیق — قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ لا تغنی مولی عن مولی شیئا ای صدیق من صدیق

(۹) ناصر — قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم ای لا ناصر لھم

(۱۰) مالک — قال اللہ تبارک و تعالیٰ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولاہ

(۱۱) السید المطاع — وفی الصحاح وکل من ولی امر احد فھو ولیہ

(۱۲) اولی — قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ فی حق المنافقین ماواکم النار۔ ھی مولاکم۔ ای اولی بکم

اس حدیث میں لفظ مولی کے معنی متعین کرنے میں علما کا اختلاف ہے۔ بلکہ

(۱) اس حدیث میں مولی کے لفظ سے جار یعنی ہمسایہ کے معنی مطلق نہیں لیے جا سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے ہمسایہ نہیں تھے۔

(۲) معتق یعنی آزاد کنندہ کے معنی بھی اس حدیث کے مفہوم سے خارج ہیں کیونکہ جس وقت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو ارشاد کیا تھا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کسی غلام کے آزاد کرنے کے متعلق نہیں تھی۔

(۳) معتق یعنی آزاد کردہ کے معنی تو کسی نہج سے مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام حر اور آزاد تھے۔

(۴) حلیف یعنی ہم عہد کے معنی بھی کسی طرح سے نہیں لیے جا سکتے۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی عہد و پیمان کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی سے عہد قائم کر رہے تھے کہ حلیف کے معنی مراد ہو سکیں۔

(۵) ابن عم کے معنی تو ہرگز چسپان ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ کل مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم نہیں تھے۔

(۶) عصبہ کے معنی بھی ہرگز مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل مومنین کے کل مومنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصبہ نہیں تھے۔

(۷) وارث کے معنی تو بفحوائے حدیث نحن معشر الانبیاء لا نرث و لا نورث کسی نہج سے چسپاں ہو ہی نہیں سکتے

(۸) صدیق کے معنی لینا بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس کسی کی جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دوست تھے جناب امیر بھی اُنکے دوست تھے اور اگر اس قضیہ کا عکس کر کے یہ کہا جائے کہ شاید اس حدیث کے یہ معنی ہوں کہ جو میرا دوست ہے وہ علی کا دوست ہے کیونکہ بعض اشخاص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تو تھے مگر جناب امیر سے نقار رکھتے تھے حضرت نے ان کی تنبیہ کیلیے ایسا ارشاد کیا ہو۔ گو بادی النظر میں یہ معنی موجہ معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ معنی ہرگز اس حدیث کے مفہوم میں سے نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث میں مولا کا لفظ مضاف واقع ہوا ہے نہ مضاف الیہ یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے نہ یہ کہ جو میرا مولا ہے وہ علی کا بھی مولا ہے۔ اس لیے صدیق کے معنی بھی نہیں لیے جا سکتے۔

(۹) ناصر کے معنی بھی ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح سے تابع تھے جس کسی کی نصرت حضرت فرماتے تھے اسکی نصرت جناب امیر علیہ السلام پر واجب تھی اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

(۱۰) مالک کے معنی بھی اس حدیث میں مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں مطلق کسی قسم کی ملکیت کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) البتہ اس حدیث میں مولی کے لفظ سے معنی السید المطاع کے لیے جا سکتے ہیں۔

(یا)

(۱۲) اولی کے

مولی بمعنی اولی کثرت سے مستعمل ہوا ہے جسکے شواہد ہم چند تفاسیر اور کتب لغت سے ذیل میں درج کرتے ہیں

(۱) ابن حیان تفسیر بحر محیط میں آیت کریمہ قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں اے ناصرنا وحافظنا قالہ الجمہور وقال الکلبی اولی بنا من انفسنا فی الموت والحیوۃ وقیل مالکنا وسیدنا فلھذا یتصرف کیف یشاء فیجب الرضاء بما یصدر من جہتہ وقال ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولا لھم فھو مولانا الذی یتولانا ونتولاھم۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار ھی مولاکم بمعنی لمبینۃ فی لفظ

المولی ھھنا اقوال (احدھا) قال ابن عباس مولٰکم ای مصیرکم تحقیقہ ان المولی موضع الولی وھو القرب فالمعنی ان النار ھو موضعکم الذی تقربون منہ وتصلون الیہ والثانی) قال الکلبی یعنی اولی بکم وھو قول الزجاج والفراء وابی عبیدۃ۔

(۳) امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار ھی مولٰکم ای صاحبتکم اولی بکم واحق بان تکون مسکنا لکم۔

(۴) امام ابوالحسن الواحدی تفسیر وسیط میں لکھتے ہیں ماوٰکم النار ھی مولٰکم ھی اولی بکم لما اسلفتم من الذنوب والمعنی انما ھی التی تلی علیکم لانھا قد ملکت امرکم فھی اولی بکم من کل شیٔ

(۵) امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ ماوٰکم النار ھی مولٰکم صاحبتکم واولی بکم لما اسلفتم من الذنوب

(۶) جوہری صحاح میں بذیل لغت ولی کہتے ہیں۔ واما قول لبید ؎ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ + مولی المخافۃ خلفھا وامامھا۔ فیرید انہ اولی موضع ان یکون فیہ الخوف۔

(۷) علامہ زوزنی سبعہ معلقہ کی شرح میں لکھتے ہیں ؎ فغدت کلا الفرجین تحسب انہ + مولی المخافۃ خلفھا وامامھا + الفرج موضع المخافۃ والفرج ما بین قوائم الدواب فما بین الیدین فرج وما بین الرجلین فرج والجمع فروج وقال ثعلب ان المولی فی ھذا البیت بمعنی اولی بالشیٔ۔ کقولہ تعالیٰ ماوٰکم النار ھی مولٰکم ای ھی اولی بکم

اس کے ماسوا قرینہ الست اولی بالمومنین من انفسہم سے بھی یہی معنی اولی ہی کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے اب ہم اس واقعہ پر ایک تاریخی نظر ڈال کر یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ارشاد کیوں کیا تھا اور حضرت نے کیوں فرمایا تھا۔ اور کیا بات واقعہ ہوئی تھی کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ارشاد پر برانگیختہ کیا تھا۔ پس ان اسباب اور واقعات کے معلوم ہونے سے اس حدیث میں جو کچھ کہ لفظ مولی کے معنی مراد ہونگے ظاہر ہو جاویں گے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ اسکے بعد حضرت نے حج نہیں کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اسی یا نوے روز بقید حیات رہے ہیں تمام اہل سیر متفق ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت نے جناب امیر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تھا اور خالد بن ولید کو بھی دوسرے لشکر کے ساتھ یمن ہی کی طرف بھیجا تھا اور بوقت روانگی دونوں لشکروں کے یہ حکم دیا تھا کہ اگر دونوں لشکر متفرق رہیں تو ہر ایک صاحب اپنے لشکر کا جداگانہ امیر ہوگا اور اگر دونوں لشکر کہیں جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں

اور خالد بن ولید آپ کے ماتحتی میں کارروائی کریں۔ چنانچہ دونوں لشکر یمن میں بنی زبید پر جا ملے اور بنی زبید سے لڑائی پیش آئی اور لشکر اسلام ظفریاب ہوگیا اور کفار کا زن بچہ اسیری میں آگیا ان میں ایک لونڈی نہایت خوبصورت تھی جناب امیرؑ اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ یہ امر بعض لوگوں کو شاق گذرا جب دونوں لشکر حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ چند آدمیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب امیرؑ کی شکایت کی کہ جناب امیر نے ایسا کچھ کیا ہے۔ حضرتؐ نے بعض لوگوں کو اس وقت جواب دے دیا کہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور میرے بعد تمہارا ولی ہے پھر جب حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مقام حجفہ میں غدیر خم پر پہنچے تو حضرتؐ نے باقی لوگوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے خطبہ میں جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا جس کا میں مولا ہے پس اسکا علی مولا ہے۔ یعنی تم لوگ جو اس کنیز میں جناب علی کے تصرف کرنے کی نسبت شکایت کرتے ہو وہ تو میری طرح سے مومنوں کے ہر ایک امر میں اولی بالتصرف ہے۔ کتب سیر و رجال و تاریخ و احادیث صحیحہ سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل و امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں۔

عن عبد اللہ بن بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید وبعث علیا علی جیش اخر وقال ان التقیتما فعلی علی الناس وان تفرقتما فکل واحد منکما علی حدۃ فلقینا بنی زبید من اهل الیمن وظہر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلہ وسبینا الذریۃ فاختار علی وصیفۃ لنفسہ فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی ان انال منہ قال فجئت فدفعت الکتاب الیہ قلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ہذا مکان العائذ فبعثنی مع رجل والزمتنی بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ فی علی منی وانا منہ وهو ولیکم بعدی (اخرجہ النسائی فی الخصائص) واحمد فی المناقب) عبد اللہ بن بریدۃ الاسلمی اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ ہم کو یمن کی طرف روانہ کیا اور دوسرے لشکر پر جناب امیر کو سردار مقرر کرکے ارسال کیا اور فرمایا اگر دونوں لشکر باہم جمع ہو جائیں تو دونوں لشکروں پر جناب علی ہی امیر سمجھے جائیں اور اگر متفرق رہیں تو ہر ایک تم میں سے جداگانہ لشکر پر جداگانہ امیر ہوگا۔ ہم لوگ اہل یمن کے قبیلہ بنی زبید پر جا ملے مسلمانوں نے باہم مدد کرکے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور ان کا زن بچہ گرفتار کرلیا جناب علیؑ نے ان میں سے ایک کنیز اپنے لیے منتخب کرلی۔ خالد بن ولید کو جناب امیر کا یہ تصرف کرنا ناگوار معلوم ہوا۔ اور حضرتؐ کے حضور میں ایک شکایتی عرضی لکھ بھیجی اور مجھے حکم دیا

ہیں وہ عرضی لیکر حاضر خدمت ہوا میں نے وہ خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا اور زبانی بھی جناب امیر کی شکایت عرض کی حضرت کا چہرہ مبارک غصہ سے سُرخ ہو گیا میں نے یہ دیکھ کر عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور نے مجھے ایک شخص کی ماتحتی میں روانہ کیا تھا اور اسکی اطاعت مجھ پر لازم گردانی تھی جو کچھ کہ اس نے مجھ سے کہا میں نے عرض کر دیا۔ حضرت نے فرمایا اے بریدہ علیؓ کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

علامہ ابن حجر نے بھی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کے ارشاد کی یہی وجہ بتائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں فسبب ذلك كما نقله الحافظ شمس الدين بن محمد الجزري عن ابن اسحاق ان عليا تكلم فيه بعض من كان معه في اليمن فلما قضى صلى الله عليه وسلم حجة خطبها تنبيهًا على قدره و ردًا على من تكلم فيه كبريدة كما في البخاري ان كان يبغضه وسبب ذلك ما صححه الذهبي انه خرج معه الى اليمن فرأى منه جفوة فنقصه للنبي صلى الله عليه وسلم فجعل يتغير وجهه ويقول يا بريدة الست اولى بالمؤمنين من انفسهم قال بلى يا رسول الله قال من كنت مولاه فعلي مولاه یعنی اس حدیث کے ارشاد ہونے کا سبب یہ ہے جیسا ذکر حافظ شمس الدین بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اسنی المطالب میں سیرۃ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہ جناب امیرؑ کے ساتھ یمن میں گئے ہوئے تھے واپس آ کر جناب امیر کی شکایت بیان کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو جناب امیر علیہ السلام کی شان اور منزلت پر مطلع کرنے کے لیے اور جو لوگ کہ شکایت کرتے تھے مثل بریدہ وغیرہ کے جیسا ذکر امام بخاری نے کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ ابتدا میں جناب امیر سے بغض رکھا کرتے تھے اور لوگوں کے رد کرنے کے لیے آپ نے خطبہ ارشاد کیا۔ اور بغض کی وجہ یہ تھی جس کی صحت حافظ ذہبی نے کی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یمن کو گئے تھے راہ میں باہم کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی اس وجہ سے بریدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جناب امیر علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سُرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنوں کے لیے ان کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور بے شبہ اولیٰ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔

اب منصفین چشم بصارت کھول کر ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اولیٰ کے سوا اس حدیث میں مولیٰ کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں بعض محدثین نے اس حدیث کا سبب ارشاد اس طرح پر بیان کیا ہے۔ وقیل کان

سبب ذلک ان اسامۃ بن زید قال لعلی لست مولای انما مولائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ (نقلہ شمس الدین مظفر الخلخالی فی المفاتیح شرح المصابیح) یعنی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے مولا نہیں ہیں سوا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی میرا مولا نہیں ہے جب یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد کیا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اسکا علی بھی مولا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

لیکن وجہ اول زیادہ تر صحیح معلوم ہوتی ہے ۔ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو دفعہ کیا ہو ۔ ایک دفعہ اس ارشاد کے محرک اسامہ بن زید ہوئے ہیں ۔ اور دوبارہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حضرت نے یہ ارشاد علی رؤس الاشہاد بیان فرمایا ہو ۔ بہر حال یہ کہنا کہ جناب امیر حجۃ الوداع میں شریک ہی نہیں تھے ۔ یا یہ حدیث متواتر نہیں ہے ۔ یا مولی کے معنے متعین کرنے میں چون وچرا کرنا ۔ بالکل سفسطہ اور جنون ہے جو اکثر تعصب کے بڑھ جانے سے پیدا ہو جاتا ہے والا الزام لعفکم اور لے بعض میں لفظ اولی بغیر من کے استعمال ہوا ہے ۔ ایسی تسویلات سے لوگوں کو فریفتہ کر کے راہ حق سے بیراہ نہ کرنا چاہیئے ۔

حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو غدیر خم کے روز عمامہ باندھنا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امدنی یوم بدر و یوم حنین بملائکۃ متعممین ھذہ العمۃ والعمۃ حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین قالہ لعلی لما عممہ یوم غدیر خم بعمامۃ سدل طرفہا علی منکبیہ (اخرجہ الخطیب البغدادی والدیلمی وصاحب کنوز الحقائق وابو داؤد الطیالسی والمتقی فی کنز العمال وابن ابی شیبۃ ومحب الطبری فی الریاض والسیوطی وابن الصباغ المالکی جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ رب العزۃ نے بدر اور حنین کے روز ہماری مدد ایسے فرشتوں سے کی تھی جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کی درمیان فرق کرنے والا ہے یہ حدیث حضرتؐ نے مجھے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی جبکہ میرے سر پر حضرت نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور اس کا شملہ میرے کندھے سے لٹکا دیا تھا ۔

(۳) قال علی بن برھان الدین الشافعی وکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ تسمی السحاب کساھا

علی بن ابی طالب فکان ربما طلع علیہ علی فیقول صلی اللہ علیہ وسلم اتاکم علی فی السحاب یعنی عمامتہ التی وھبھا لہ برہان الدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ایک عمامہ مبارک تھا جسکا نام حضرت نے سحاب رکھا ہوا تھا حضرت نے وہ عمامہ جناب امیر کو بندھوایا تھا جب کبھی جناب امیر اس عمامہ کو باندھے ہوئے حضرت کے حضور میں حاضر ہوتے تو سرور عالم صلعم ارشاد فرماتے کہ دیکھو علی سحاب میں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔

جناب امیر کا حضرت کے بعد خیر البشر ہونا

(۱) عن عقبۃ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبد اللہ الانصاری وقد سقط حاجباہ علی عینیہ فسالناہ عن علی فرفع حاجبیہ فقال ذاک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی المناقب) عقبہ بن سعد العوفی ناقل ہے کہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ملنے کو گئے ان کے ابرو انکی آنکھوں پر ڈھلکے ہوئے تھے ہم ان سے جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے ۔ وہ سب لوگوں سے بہتر تھے

(۲) عن عطاء قال سالت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا عن علی فقالت ذاک من خیر البشر ولا یشک فیہ الا کافر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) عطا رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ میں نے جناب ام المومنین عائشہ سے امیر کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں سوا کافر کے اس میں کوئی شخص شک نہیں لا سکتا

(۳) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر اخرجہ ابوبکر مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی تمام لوگوں سے بہتر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ فقد سئل منہ عن علی فقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا علی و لا یشک فیہ الا منافق (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیر کی نسبت پوچھا گیا وہ کہنے لگے علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی اس میں شک نہیں لا سکتا۔

(۵) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔

(۶) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب خیر من اخلف بعدی (اخرجہ ابن مردویہ) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ان سب لوگوں سے جنہیں میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں علی علیہ السلام

سب سے بہتر ہیں۔

(۷) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ الرازی فی الاربعین) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

(۸) عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ ان زوجک خیر امتی اقدمہم سلما واکثرہم علما (اخرجہ ابن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح میں ان سے مقدم اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔

(۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فسکت عنی فلما کان الغد دعانی فقال یا سلمان فاسرعت الیہ قلت لبیک قال ھل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال لم قلت لانہ اعلمہم قال فان وصیی موضع سری وخیر من اترک بعدی ینجز عدتی ویقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا چلا آیا ہے حضور کا وصی کون ہے حضرت خاموش رہے جب دوسرا روز ہوا حضرت نے مجھے دیکھ کر پکارا میں دوڑتا ہوا خدمت اقدس میں گیا حضرت فرمانے لگے کیا تجھے معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون تھے فرمایا کیوں میں نے کہا اس لیے کہ ان کی تمام امت سے وہ زیادہ علم والے تھے پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا وصی اور میرے بھیدوں کا خزانہ اور ان سب سے جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہوں بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی بن ابیطالب ہے۔

(۱۰) عن ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المومنین عائشۃ فقالت من قتل الخارجیۃ قال قلت قتلہم علی قالت ما یمنعنی الذی فی نفسی علی علی ان اقول الحق سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتلہم خیر امتی من بعدی وسمعتہ یقول الحق مع علی وعلی مع الحق (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابی الیسر الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں۔ خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سب امت سے بہتر شخص کو قتل کریگا اور میں نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے۔

(۱۱) عن المسروق قال دخلت علی ام المؤمنین عائشۃ فقالت لی من قتل الخوارج فقلت قتلھم علی قال فسکتت قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھم شر الخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق واعظمھم عند اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ وسیلۃ (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) مسروق سے نقل ہے کہ میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے وہ خاموش ہوگئیں اور پھر فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں ان کو بہترین خلائق قتل کریگا اور ان کا قتل قیامت کے روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۲) عن المسروق قال قالت لی ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنھا یا مسروق انک من اکرم بنی علی من احبھم الی فھل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتلہ علی علی نھر یقال لاسفلہ تامرا وعلاہ النھروان بین اخافیق وطرفا قال فقالت ابتنی معک من یشھد قال فاتیتھا بسبعین رجلا فشھد واعندھا ان علیا قتلہ علی نھر یقال لاسفلہ تامرا ولاعلاہ النھروان بین اخافیق وطرفا قالت قاتل اللہ عمرو ابن العاص فانہ کتب الی انہ قتلھم علی نیل مصر قال قلت یا ام اخبرینی ای شئی سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیھم قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھم شر الخلق والخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق والخلیقۃ واقربھم عند اللہ وسیلۃ یوم القیامۃ (اخرجہ ابن مردویہ) مسروق کہتا ہے کہ مجھ کو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے مسروق تو سب بیٹوں سے مجھے زیادہ عزیز اور پیارا ہے تجھے مخدج (یعنی نہیتے) کی کچھ خبر ہے میں نے کہا ہاں مجھے خبر ہے کہ جناب امیر نے اس کو ایک نہر پر مارا ہے جس کے نیچے کے ساحل کو تامرا اور اوپر کے ساحل کو نہروان بولتے ہیں اور وہ اخافیق اور طرف کے درمیان واقع ہے مجھ سے جناب ام المومنین فرمانے لگیں کسی آدمی کو میرے پاس بلا لا کہ وہ پوری شہادت دے سکے میں ستر آدمی ان کے پاس لے گیا اور انہوں نے ام المومنین کے پاس شہادت ادا کی کہ بے شک جناب امیر علیہ السلام نے اسکو ایک نہر کے کنارے پر قتل کیا ہے کہ اسکی نیچی طرف کو تامرا اور اوپر کی طرف کو نہروان کہتے ہیں اور وہ مقام اخافیق اور طرف سے مابین واقع ہے۔ ام المومنین فرمانے لگیں خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اس کو رود نیل کے کنارے قتل کیا ہے۔ مسروق کہتا ہے کہ میں نے ام المومنین سے عرض کیا اے مادر مہربان مجھے اسکی حقیقت حال سے خبر دو کہ سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے اس امر میں کیا سنا ہے فرمانے لگیں کہ میں نے حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اور ان کو بہترین مخلوق قتل کریگا اور ان کا قتل کرنا قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نزدیک ایک بڑا بھاری وسیلہ ہوگا۔

(۱۳) عن ابن عباس قال لما نزلت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھو انت (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا یا علی وہ تم ہو۔

عن ابن جبیر قال قلت لعلی بن الحسین علیہ السلام یا سیدی ان ابی حدث عن ابی جحیفۃ وھب الخیر ان اباک صعد المنبر وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر وعمر فقال ابن فذھب بک یا حکیم حدثنی سعید بن المسیب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ان المومنین بھضم نفسہ (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ) ابن جبیر کہتا ہے کہ میں نے جناب علی ابن الحسین سے عرض کیا یا سیدی میرا باپ ابو جحیفہ وہب ابن الخیر سے روایت کرتا تھا کہ حضور کے جد امجد یعنی جناب امیر علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر فرمایا تھا کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں جناب امام نے فرمایا اے حکیم تجھے کہاں لیجائیں مجھ سے سعید ابن المسیب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا یا علی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسےٰ سے بے شک مومن اپنی کسر نفسی کیا کرتا ہے۔

جناب امیرؑ کا اور حضرتؐ کا گوشت اور خون ایک ہونا

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ یا ام سلمۃ ان علیا لحمہ لحمی ودمہ دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ اے ام سلمہ تحقیق علی کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے اور مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر میرے بعد نبوت نہیں۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتحت خیبر انت باب علمی وانت ولدک ولدی ولحمک لحمی ودمک دمی (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس روز میں نے خیبر کو فتح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ تو میرے علم کا دروازہ ہے اور تیرے بیٹے میرے

میرے بیٹے ہیں۔ تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے۔

(۲) عن ابن مسعود قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی بیت ام سلمۃ وکان یومہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یلبث ان جاء علی فدق الباب دقا خفیفا فاثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدق وانکرتہ ام سلمۃ فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومی فافتحی لہ الباب قالت یا رسول اللہ من ہذا الذی افتح لہ الباب فینظر معاصمی وقد نزلت فی آیۃ من کتاب اللہ بالامس فقال لہا صلی اللہ علیہ وسلم کہیئۃ المغضب ان طاعۃ الرسول کطاعۃ اللہ ومن عصی الرسول فقد عصی اللہ ان بالباب رجلا لیس بنزق ولا علق یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ففتحت الباب فدخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلمۃ اتعرفینہ قالت نعم یا رسول اللہ ہذا علی بن ابی طالب قال صدقت لحمہ من لحمی ودمہ من دمی وہو عیبۃ علمی یا ام سلمۃ واشہدی وہو قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی فاسمعی واشہدی وہو قاضی عداتی واشہدی لو ان عبدا عبد اللہ الف عام بین الرکن والمقام ثم لقی اللہ عز وجل مبغضا لعلی لاکبہ اللہ علی منخریہ یوم القیامۃ فی نار جہنم (اخرجہ الامام الرافعی) فی تاریخ قزوین المسمی بالمدون فی ترجمۃ ابراہیم بن یزید النخعی من التابعین والخوارزمی وابو نعیم والدیلمی والوصابی فی الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء (النزق الطیاش وعلق الرجل ای غضب ویجوز ان یکون بالمعجمۃ ولا علق بالعین یقال ای لیس فی ہو یتبعنی انما ضابط لنفسہ یعرف ادب الدخول رد تہ)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے برآمد ہو کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کو تشریف لے گئے اور وہ دن انہی کی باری کا تھا۔ کچھ تھوڑی دیر بھی حضرت کو ام سلمہ کے گھر میں تشریف لے گئے ہوئے نہیں گذری تھی کہ جناب امیر تشریف لائے اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت نے کھٹکھٹانا سنکر سمجھ لیا اور جناب ام سلمہ کو ناگوار گذرا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا اٹھکر دروازہ کھولدو ام سلمہ نے عرض کیا یہ کون ہے جو کھٹکھٹا رہا ہے اسکا کیا ہے کہ میں اسکے لیے دروازہ کھولدوں اور میرے رخساروں کو دیکھے حالانکہ کل میرے حق میں (یعنی ازواج مطہرات کے حقوق کے متعلق) کلام اللہ آیت کی نازل ہوئی ہے حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا تحقیق خدا کے رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے جس نے رسول کی نافرمانی کی بیشک اس نے خدا کی نافرمانی کی دروازے پر ایسا شخص ہے جو نہ متلون مزاج ہے اور نہ عشق باز ہے دروازے پر تو وہ شخص ہے جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں جناب ام سلمہ نے دروازہ

کھول دیا جناب امیر علیہ السلام اندر تشریف لے گئے حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ تم پہچانتی ہو یہ کون ہے ام سلمہؓ نے عرض کیا یہ علی بن ابیطالب ہیں حضرتؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور میرے علم کا مخزن ہے اے ام سلمہ سن رکھ اور گواہی دیجیو یہ میرے پیچھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنیوالا ہے یہ میرے دشمنوں کو توڑنیوالا ہے اگر کوئی بندہ ایک ہزار برس رکن و مقام کے درمیان خدا کی عبادت کرے اور خدا کے سامنے ان کا اور میری عترت کا بغض لیکر جائے خدا اس کو قیامت کے روز جہنم میں اوندھا گرائیگا۔

جناب امیرؑ کا رازدار آنحضرتؐ تھا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب صاحب سری (اخرجہ الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا رازدار ہے۔

(۲) عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وکانت الطف نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم واشدھن لہ حبا وکان مولٰی لہا یربیہا وکان لا یصلی صلوٰۃ الا سب علیا فقالت یا ابت ما حملک علی سب علیا قال لانہ قتل عثمان وشرک فی دمہ قالت اما انہ لولا انک مولای وربیتنی وانک عندی بمنزلۃ والدی ما حدثتک بسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اجلس حتی احدثک عن علی وما رأیتہ اقبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان یومی وانما کان نصیبی فی تسعۃ ایام واحد فدخل النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو مخلل اصابعہ فی اصابع علی فقال یا ام سلمۃ اخرجی من البیت واخلیہ لنا فخرجت واقبلا یتناجیان فاسمع الکلام ولا ادری ما یقولان حتی اذا قلت قد انتصف النہار واقبلت فقلت السلام علیک یا رسول اللہ فقال لا تلجی وارجعی مکانک ثم تناجیا طویلا حتی قام الظہر فقلت قد ذھب یومی وشغلہ علی فاقبلت امشی فوقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج فقال لا تلجی فرجعت وجلست مکانی حتی اذا قلت قد التمس الشمس الا ان یخرج الی الصلوٰۃ فیذھب یومی ولم ار قط اطول منہ فاقبلت امشی حتی وقفت علی الباب فقلت السلام علیکم الج فقال نعم فدخلت وعلی واضع یدیہ علی رکبتیہ قد ادنا فاہ اذن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفم النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی اذن علی یتساران وعلی یقول افا مضی وافعل والنبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول نعم فدخلت وعلی معرض وجہہ حتی دخلت وخرج

فاخذ فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقعدنی فی حجرہ فالتزمنی واما بہ منی ما یصیب لم یحل من اہلہ اللطف و
الاعتذار ثم قال یا ام سلمة لا تلومینی فان جبرائیل اتانی من عند اللہ یامرنی ان اوصی بہ علیا من بعدی وکنت
بین جبرئیل وعلی وجبرئیل عن یمینی وعلی عن شمالی فامرنی جبرئیل ان امر علیا بما ہو کائن من بعدی الی یوم القیمة
فاعذرینی ولا تلومینی ان اللہ اختار من کل امة نبیا ولکل نبی وصیا وانا نبی ہذہ الامة وعلی وصیی فی
اہل بیتی وامتی من بعدی فہذا ما شہدت من علی الان یا ابناہ فیہ فاقدمہ فاقبل الوجہا نیاجی اللیل و
النہار اللہم اغفر لی ما جہلت من امر علی فان ولیی لی علی وعدوی عدو علی فتاب المولی توبة نصوحا
واقبل فیما بقی من دہرہ لا یدعو اللہ تعالی ان یغفر لہ اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر المومنین ام سلمہ رضی
اللہ عنہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ازواج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت رکھتی تھیں
روایت کرتی ہیں کہ انکا ایک غلام تھا جس نے انکی پرورش کی ہوئی تھی۔ وہ ہر نماز کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو برا
کہا کرتا تھا۔ جناب ام سلمہ ایک روز اس سے فرمانے لگیں اے ابا۔ تو علی کو کیوں برا کہتا ہے اس نے جواب دیا کہ
علی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی ہے جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ اگر تو میرا مولا اور بچپن سے پالا
کے نہ ہوتا تو میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز سے کبھی خبردار نہ کرتی لیکن اب بیٹھ جا میں
تجھے حضرت کے بھید سے واقف کرتی ہوں جسکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میری نوبت کے روز حضرت
میرے گھر میں علی کو ہمراہ لیے ہوئے تشریف لائے علی کے ہاتھ میں پنجہ ڈالے ہوئے تھے اور نویں دن میری نوبت
آئی تھی جب گھر میں داخل ہوئے مجھ سے ارشاد کیا اے ام سلمہ تم کوٹھڑی خالی کر کے باہر چلی جاؤ میں باہر
ہو گئی اور دونوں صاحب سرگوشی کرتے ہوئے داخل ہوئے مجھے ان کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن سمجھ میں نہیں
آتا تھا کہ باہم کیا باتیں کر رہے تھے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی میں نے بڑھ کر السلام علیکم کے بعد عرض کیا مجھے
داخل ہونیکی اجازت ہے حضرت نے فرمایا اندر مت آئیو اور اپنی جگہ بیٹھی رہو پھر حضرت ان سے دیر تک سرگوشی
کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرا آج کا دن یوں ہی جاتا رہا علی علیہ السلام
نے حضرت کو باتوں میں لگا رکھا ہے میں نے بڑھ کر اور دروازہ پر جا کر سلام علیک کہا اور اندر داخل ہونیکی اجازت
طلب کی حضرت نے فرمایا اندر مت آئیو میں پھر ہٹ کر اپنے مقام پر آ بیٹھی جب مغرب کا وقت ہوا اور آفتاب ڈوبنے
لگا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرت نماز کیلیے باہر تشریف لیجائیں گے اور میرا دن یونہی نکل جائیگا میں
نے اپنے دل میں کہا کہ اب حضرت نماز کیلیے باہر تشریف لیجائیں گے اور میرا دن یونہی نکل جائیگا میں اس دن سے
زیادہ طولانی کوئی دن نہیں دیکھا تھا میں نے بڑھ کر سلام کیا اور داخل ہونیکی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا بہت
اچھا اور میں حجرہ میں گئی جناب علی کو دیکھا کہ حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرت کے کان کے ساتھ منہ
لگائے ہوئے باتیں کر رہے ہیں اور حضرت کا منہ حضرت علی کے کان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور علی کہہ رہے ہیں

میں اس طرح سے کروں گا جب میں اندر گئی تو جناب علی منہ پھیر کر باہر تشریف لیگئے حضرت نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا۔ اور جو کچھ کہ مرد اپنی اہلیہ سے کرتا ہے کیا۔ اور نہایت مہربانی سے فرمایا اے ام سلمہ تم میرزنش نہ کرو پروردگار کیطرف سے جبریل آیا ہوا تھا اور یہ حکم لایا تھا کہ میں علی کو اپنے پیچھے وصیت کر جاؤں میں علی اور جبریل کے درمیان واسطہ تھا جبریل میرے دہنی جانب اور علی میری بائیں جانب کو سنتے ہو کچھ کہ مجھے جبریل کہتے تھے میں علی کو ان امور سے کہ میرے بعد میں قیامت کے روز تک ہونیوالے ہیں آگاہ کر رہا تھا یا ام سلمہ تم مجھے معذور رکھو خدا نے ہر ایک امت کے لیے ایک نبی مقرر کیا ہے اور ہر ایک نبی کے لیے ایک وصی ہوتا چلا آیا ہے پس میری عترت اور میرے اہلبیت سے میری امت میں علی میرا وصی ہے۔

اے ابا جان یہ امر علی کا ہے جسکی کہ میں اسوقت شہادت دیتی ہوں اب تم اس پر خواہ سب کرو خواہ چھوڑ دو۔ اس دن سے اس نے سب کو چھوڑ دیا اور جناب الٰہی میں شب و روز دعا کرنے لگا کہ الٰہی مجھے معاف فرما جو کچھ علی کے حق میں میں نے جہالت سے کہا ہے خداوندا علی کا دوست میرا دوست ہے اور علی کا دشمن میرا دشمن ہے پس اس غلام نے خدا کی جناب میں مضبوط توبہ کی اور اپنی باقی زندگی میں استغفار کرتا رہا۔

(۳) عن جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ (اخرجہ الترمذی والنسائی والطبرانی فی الکبیر) قال الترمذی معناہ اللہ امرنی ان اناجیہ انتہی معہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طائف کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو سرگوشی کیلئے بلایا۔ لوگ کہنے لگے حضرت کی سرگوشی اپنے ابن عم سے بہت بڑھ گئی ہے حضرت نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اسکے معنی یہ ہیں خدا نے اسکے ساتھ سرگوشی کرنیکا حکم دیا ہے۔

(۴) عن انس قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ طویلا فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ ابن عمہ قال فذکرہ من حسد علیا فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابن مندویہ) انس کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلعم نے طائف کے روز جناب علی کو بلا کر دیر تک سرگوشی فرمائی لوگ کہنے لگے آپ کی ابن عم سے گہری سرگوشی ہو رہی ہے جب اس کا چرچا حضرت تک پہنچا فرمایا جس نے علی سے حسد کیا مجھ سے حسد کیا جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

جناب امیر کا حضرت کے ساتھ اقرب عہد ہونا

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت والذی یحلف بہ لم کان علی اقرب الناس عہدا

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداة بعد غداة یقول جاء علی مرارا و
اظنه کان بعثه لحاجة فجاء بعد فظننت ان له حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عند الباب فکنت من
ادناهم الی الباب فاکب علیه علی فجعل یساره ویناجیه ثم قبض من یومه ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب
الناس به عهدا (اخرجه احمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی
جسکی قسم کھائی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب العہد ہیں جناب ام سلمہ فرماتی
ہیں کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کی عیادت کے لیے جایا کرتی تھیں حضرتؐ نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں حضرت
کا خیال تھا کہ حضرت نے ان کو کسی ضرورت کے لیے کہیں بھیجا ہوا تھا اور اب وہ آگئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ
حضرت کو ان سے کوئی ضروری بات فرمانا ہے ہم حجرے سے نکل کر باہر بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دروازے
قریب تھی پس علی حضرت پر جھک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے پس وہ سب
لوگوں سے حضرتؐ کے ساتھ قریب العہد تھے۔

(۲) عن ابی الطفیل قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات فسمعت علیا یقول بایع
الناس لابی بکر انا واللہ اولی بالامر منه واحق به فسمعت واطعت مخافة ان یرجع الناس کفارا افیکم
احد کان اخر عهدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین وضعه فی حفرته غیری (اخرجه العقیلی)
ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں شوریٰ کے روز دروازہ پر تھا پس لوگوں میں شور برپا ہوا میں نے جناب علی
علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ واللہ امر خلافت میں میں ان سے اولیٰ اور احق تھا
پس میں نے سنا اور تسلیم کیا کہ مبادا لوگ کافر نہ ہو جائیں۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو سب کے بعد جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہو جس وقت کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھا ہو سوا میرے۔

حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو وفات کے وقت اپنی ردا میں لے لینا

(۱) عن ام المومنین عائشة رضی اللہ تعالی عنها قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت
قال ادعوا الی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا الی حبیبی فدعوت له عمرا
فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علی بن ابی طالب فواللہ ما یرید
غیره فلما راه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض ویده علیه (اخرجه
الدارقطنی والرازی) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

بلا بھیجا جب وہ آئے تو حضرت نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور تکیہ پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا آپ نے سر اٹھا کر ان کو بھی دیکھا اور تکیہ پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں کو کہدیا افسوس ہے تم پر جناب علی کو بلاؤ حضرت ان کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرت نے ان کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپ نے اٹھا دیا اور علی کو اس میں لے لیا۔ اور علی حضرت سے بغلگیر رہے جب تک کہ حضرت کا انتقال ہو گیا۔

(۲) عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما ثقل وعندہ عائشۃ وحفصۃ رضی اللہ عنہما اذ دخل علی فلما راٰہ رفع رأسہ ثم قال ادن منی فاستندہ الیہ فلم یزل عندہ حتی توفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صاحب فراش ہو گئے حضرت کے پاس عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بیٹھی ہوئی تھیں کہ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے حضرت نے انہیں دیکھ کر اپنا سر اقدس بالین سے اٹھایا اور فرمایا میرے قریب آؤ اور آپ ان کے سینہ سے تکیہ لگائے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

جناب امیرؑ کا حضرتؐ کو غسل دینا

(۱) عن علی قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغسلہ غیری فانہ لا یری احد عورتی الا طمست عیناہ (اخرجہ محدث الدھلوی فی ما ثبت بالسنۃ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سوا کوئی مجھے غسل نہ دے ورنہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں گی۔

(۲) عن جعفر بن محمد قال کان الماء یجتمع فی جفون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی یشربہ (ما ثبت بالسنۃ) جعفر بن محمد علیہ وعلی آباء السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں غسل کا پانی جمع ہو گیا جناب علی نے اسکو پی لیا۔

(۳) سئل عن علی عن سبب فہمہ وحفظہ قال لما غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع الماء فی جفونہ فی فحتہ بلسانی فازددتہ فادری قوۃ حفظی عنہ (ما ثبت بالسنۃ) جناب امیر علیہ السلام سے انکے فہم اور حافظہ کا سبب پوچھا گیا فرمایا جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسلدیا تو آپ کے پلکوں میں پانی اکٹھا ہو گیا میں نے اسے چوس لیا اس باعث سے میں نے اپنے آپ میں اب حافظہ کی قوت کو زیادہ پایا ہوں

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی

معی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ (اخرجہ احمد) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام میں چار خصلتیں ایسی موجود ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں نہیں اور وہ سب عربی اور عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ شخص ہیں کہ ہر معرکہ میں حضرت کا علم ان کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جس روز سب لوگ حضرت کے پاس سے بھاگ گئے تو وہ جنگ میں حضرت کے پاس مصائب پر صبر کیے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جس نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں رکھا۔

(۵) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتواریني فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والآخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم مجھے غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو کچھ کہ میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

حضرت کا جناب امیرؑ پر قیامت کے روز تکیہ کرنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا هو احب الی من الدنیا وما فیہا۔ اما واحدۃ فھو تکاءی بین یدی اللہ عز وجل حتی افرغ من الحساب واما ثانیۃ فلواء الحمد بیدہ وآدم ومن ولدہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی۔ واما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربی عز وجل۔ واما الخامسۃ فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا وما فیہا سے مجھے پیاری ہیں اول خدا کے سامنے جب میں حساب دینے کے لیے کھڑا ہونگا تو وہ میرا تکیہ ہونگے جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں دوم لواء الحمد ان کے ہاتھ میں ہو گا آدم علیہ السلام اور ان کی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہو گی سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہونگے اور جس کو میری امت سے شناخت کرینگے اسے پلائیں گے چہارم وہ مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے ہیں پنجم مجھے اسکا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونیکے بعد پھر زنا کیطرف رجوع کریں یا مسلم ہونیکے بعد پھر کافر ہو جائیں۔

(۶) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثنی اللہ یوم القیامۃ متکیا علی علی بن ابی طالب (اخرجہ نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلانی المرندی فی مناقب الصحابہ)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ مجھے اٹھائیگا در آں حالیکہ میں علی بن ابیطالب پر تکیہ کیے ہوئے ہونگا۔

القرآن مع علی

(۱) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والدیلمی) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہونگے جب تک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۲) عن شہر بن حوشب کنت عند ام سلمة فسلم رجل فقیل من انت قال انا ابو ثابت مولی ابی ذر قالت مرحبا بابی ثابت ادخل فدخل فرحبت بہ وقالت این طار قلبک حین طارت القلوب مطائرھا قال مع علی قالت اصبت والذی نفس ام سلمة بیدہ لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض و لقد بعثت ابنی عمر و ابن اخی عبد اللہ ابن امیة وامرتھما ان تقاتلا مع علی من قاتلہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا ان نقر فی حجالنا وفی بیوتنا لخرجت حتی اقف فی صف علی (اخرجہ ابن مردویہ) شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آکر سلام کیا پوچھا گیا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہؓ نے اسے مرحبا فرما کر داخل ہونیکی اجازت دی اور اچھی طرح سے بٹھایا اور ارشاد کیا اے ابو ثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی ہواؤں میں پرواز کر رہے تھے تو تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ میرا دل اڑ رہا تھا حضرت ام المومنین نے فرمایا تو صواب پا گیا۔ اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں ام سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبد اللہ بن امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر ان کے لڑنے والوں سے لڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مستورات کو پردوں میں اور گھروں میں بیٹھنے کے لیے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکل کر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی۔

(۳) عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ

یقول وقد امتلأت الحجرة من اصحابه ایها الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرة الیکم الا انی مخلف فیکما الثقلین کتاب اللہ عزوجل وعترتی اهل بیتی ثم اخذ بید علی فرفعها فقال هذا مع القرآن والقرآن مع ذلك لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض فاسئلهما ما خلفتم فیهما (اخرجه ابن عقدة) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ بھرا ہوا تھا اے لوگوں خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تم کو کہہ چکا ہوں کہ میں دو بھاری چیزیں تم لوگوں میں چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اسکے ساتھ ہے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں یہ ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے میں ان دونوں سے پوچھونگا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ہے۔

الحق مع علی

(۱) عن ابی سعید ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی (اخرجه ابو یعلی والضیا) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے۔

(۲) عن عبد الرحمن بن سعید قال کنا جلوسا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی نفر من المهاجرین ومر علی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحق مع ذا (اخرجه ابن مردویه) عبد الرحمن بن ابی سعید سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امیر گذرے حضرتؐ نے فرمایا حق اسکے ساتھ ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول ان علیا مع الحق والحق معه لن یزولا حتی یردا علی الحوض (اخرجه ابن مردویه) ابوذر غفاری جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہ تحقیق علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں نہیں زائل ہونگے جبتک کہ حوض پر وارد ہوں۔

(۴) عن ام سلمة قالت کان علی علی الحق من اتبعه اتبع الحق ومن ترکه ترك الحق عهدا معهودا قبل یومه هذا (اخرجه ابن مردویه) جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرماتی تھیں جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ انکی پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے ان کو چھوڑا حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے

(۵) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزل معہ حیث مازال (اخرجہ ابن مردویہ) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کیساتھ ہے پھرتا ہے جہاں علی پھرتا ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معک علی لسانک وفی قلبک وبین عینیک (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر خنجر ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دونوں آنکھوں میں ہے

(۷) عن ابی موسی الاشعری قال اشھد ان الحق مع علی ولکن مالت الدنیا الی اھلھا ولقد سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لہ یا علی انت مع الحق والحق بعدی معک (اخرجہ ابن مردویہ) ابوموسیٰ اشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کیطرف پھر گئی ہے بے شک میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۸) عن ابن حیان التیمی عن ابیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار (اخرجہ ابن مردویہ) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ تحقیق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اے میرے پروردگار حق کو پھیرے جہاں علی پھیرے۔

(۹) عن ام المومنین عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا لما عقر جملھا ودخلت دار البصرۃ فقال لھا اخوھا محمد انشدک اللہ اتذکرین یوم حدثتنی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال الحق لن یزال مع علی وعلی مع الحق لن یتفرقا فقالت نعم (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے جب پاؤں کٹ گئے اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لے گئیں ان کے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ مجھے اس دن کا ذکر سنائیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کیساتھ رہے گا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے۔ فرمانے لگیں ٹھیک ہے۔

(۱۰) عن مسروق قال سالتنی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن اصحاب النھر وعن ذی الثدیہ فاخبرتھا فقالت یا مسروق اتستطیع ان تاتینی باناس ممن شھدھا تقتھا من کل سبع برجل فشھدوا انھم رأوہ فقالت یرحم اللہ علیا انہ کان علی الحق ولکن کنت امرءۃ من الاحماء (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

نے مجھ سے نہروان والوں اور ذوالثدیہ کی بات پوچھی ہیں نے ان کو جو کچھ کہ خبر تھی سنائی فرمانے لگیں اسے مسروق ہو سکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لائے جو اسکی گواہی دے سکیں ہیں ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی انکی خدمت میں لےگیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الثدیہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب ام المومنین فرمانے لگیں خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے بس میں تھی۔

(۱۱) قیل لما اصیب زید بن صوحان رضی اللہ عنہ یوم الجمل اتاہ علی وبہ رمق فوقف علیہ امیر المومنین فقال رحمک اللہ یا زید فواللہ ما عرفتک الا خفیف المعونۃ کثیر المونۃ فرفع الیہ رأسہ فقال وانت فرحمک اللہ فواللہ ما عرفتک الا باللہ عالما وبایاتہ عارفا واللہ ماقاتلت معک من جہل ولکنی سمعت حذیفۃ بن الیمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ الا وان الحق معہ ومتبعہ الا فمیلوا معہ (اخرجہ ابن مردویہ) کہتے ہیں کہ جب جمل کے روز زید بن صوحان زخمی ہو گئے ابھی ان میں رمق باقی تھی کہ جناب امیر ان کے سر پر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے اے زید خدا تم پر رحم کرے ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا مگر مدد کرنے میں سبکی اور جلدی کرنے والا اور اہل وعیال کے نفقہ میں کثرت سے رنج کی برداشت کرنے والا زید نے یہ سن کر سر اٹھایا اور جواب دیا خدا آپ پر بھی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ مگر اللہ کے ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا میں نے آپ کی معیت میں ناواقفیت سے جنگ نہیں کی بلکہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی نیکوکاروں کے سردار اور بدکاروں کے قاتل ہیں خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ ان کی مدد کی اور خوار ہوا وہ شخص جس نے ان کو چھوڑا بے شک حق ان کے ساتھ ہے اور ان کے اتباع میں ہے تم نے انہیں کیطرف میل کرنا۔

(۱۲) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا رافع کیف انت وقوم یقاتلون علیا وھو علی الحق وھم علی الباطل یکون حقا فی اللہ جہادھم فمن لم یستطع جہادھم بیدہ فبجاھدھم بلسانہ فمن لم یستطع بلسانہ فبجاھدھم بقلبہ لیس وراء ذلک شئ قال ادع لی ان ادرکتہم ان یقوینی علی قتالہم فلما بایع الناس علی بن ابی طالب وخالفہ معاویۃ قلت ھؤلاء القوم الذین قال فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فباع ارضہ بخیبر فخرج مع علی بجمیع اھلہ وولدہ وکان معہ حتی استشہد علی فرجع الی المدینۃ مع الحسن علیہ السلام (اخرجہ ابن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے

منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا اے ابو رافع تیرا کیا حال ہوگا جبکہ قوم علی
کے ساتھ جنگ کریگی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہونگے خدا کی راہ میں ان سے جہاد کرنا حق ہوگا جو
شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ زبان سے انکے ساتھ جہاد کرے اور
جو شخص کہ زبان سے بھی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ دل ہی سے جہاد کرے اسکے سوا اور
کوئی بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو ان کو میری طرف سے دعوت کیجو کہ وہ میری مدد کریں اور
مجھے تقویت دیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے
میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جنکا کہ حضرت نے ذکر کیا تھا۔ ابو رافع اپنی خیبر کی زمین بیچکر اور اپنے
اہل و عیال کو ساتھ لیکر جناب امیرؑ کے ہمراہ ہو لیے اور جناب امیر کی شہادت تک ان کے ساتھ
رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس آ گئے ۔

(۱۳) عن عبد اللہ بن عبد اللہ الکندی قال حج معاویۃ فاتی المدینۃ واصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم متوافرون مجلس فی حلقۃ بین عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر لخلیفۃ المقتول
فضرب بیدہ علی فخذ ابن عباس ثم قال اما کنت احق واولی بالامر من ابن عمک قال وبم قال
لانی ابن عم الخلیفۃ المقتول فلما قال ہذا اذا یعنی ابن عمہ اولی بالامر منک لان اباہ قد
قتل قبل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس واقبل علی سعد بن ابی وقاص وقال وانت یا سعد
الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرنا فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رأیت الظلمۃ قد
غشیت الارض قلت لبعیری اخ فانخته حتی اذا استفرت مصیبۃ قال واللہ لقد قرایت
المصحف یوما بین الدفتین وما وجدت فیہ اخ فقال اما اذا ابیت فانی سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت مع الحق والحق معک قال لتجیئنی بمن سمعہ معک او لافعلن قال
ام سلمۃ قال فقام فقاموا معہ حتی دخل علی ام سلمۃ قال فبدأ المعاویۃ فی الکلام فقال یا
ام المومنین ان الکذبۃ قد کثرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یزال قائل یقول قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یقل وان سعدا روی حدیثا زعم انک سمعتہ منہ قالت
ما ہو قال زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت مع الحق والحق معک قالت
صدق فی بیتی قالہ فاقبل علی سعد فقال الآن الوم ما کنت علیہ واللہ لو سمعت ہذا
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زلت خادما لعلی حتی اموت (اخرجہ ابن مردویہ) عبد اللہ بن
عبد اللہ الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کرکے مدینہ میں گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب وہاں بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمر بیٹھے ہوئے تھے
معاویہ ابن عباسؓ کی ران پہ ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم (یعنی جناب امیر) سے خلافت میں
زیادہ تر حقدار نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا کیوں کہنے لگا میں خلیفہ مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا
ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید یہ شخص یعنی عبداللہ بن عمر تجھ سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ اسکے والد
تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباس منہ پھیر کر سعد بن ابی وقاص کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا
اے سعد تو وہی شخص ہے جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے غیر کے باطل سے نہیں پہچانا اور ہمارے ساتھ
نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے میں نے اپنے اونٹ کو
کہا بیٹھ جا اور میں نے اسکو بیٹھا دیا یہاں تک کہ مصیبت ٹھہر گئی معاویہؓ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے شروع
اول سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اس میں بیہودہ بات نہیں پائی سعد کہنے لگا جبکہ یہ بات ثابت
بھی ہو جائے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علی سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو حق کے
ساتھ ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا
ہے ورنہ میں تیرے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے سامنے اس
حدیث کو سنا ہے معاویہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہو گئے اور جناب ام سلمہؓ کی
خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جھوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کیطرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرت نے نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت کی ہے ان کا
خیال ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہے ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہ کہنے لگا انکا زعم ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے ام المومنین فرمانے لگیں سچ
کہتا ہے حضرت نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے
اب میں ملامت کے قابل ہوں جس بات پہ کہ میں تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرت سے سنی ہوتی تو
اپنے مرنے تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

جناب امیر کا قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑنا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا جلوسا ننتظر رسول اللہ صلی اللہ فخرج الینا قد
انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علی فقال ان منکم من یقاتل تاویل القرآن کما قاتلت علی

تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ احمد والنسائی ومحی السنۃ البغوی فی شرح السنۃ وابو حاتم وابو یعلی ابن حبان وابو نعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور گھر سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیر علیہ السلام کی طرف ڈال کر فرمایا تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر جنگ کریگا جس طرح سے کہ میں نے اسکی تنزیل پر جنگ کی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں ولیکن وہ جوتا سینے والا ہے ۔

جناب امیر کا ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنا

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالے فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون نزلت فی علی انہ ینتقم من الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ الدیلمی) جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی کے ارشاد میں (کہ پھر ہم کبھی تجھ کو لے جائیں اور ہم کو ان سے بدلا لینا ہے) فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد بدلا لیں گے ۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین المارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ھؤلاء فمع من قال مع علی ومعہ یقتل عمار بن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہم عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہے پس کس کے ساتھ فرمایا علی کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی شہید ہوں گے ۔

(۳) عن علی بن ربیعۃ قال سمعت علیا علی منبرکم ھذا یقول عہد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ وابن اثیر فی اسد الغابۃ) علی بن ربیعہ کہتے تھے کہ میں نے جناب امیر کو تمہارے اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کیساتھ جنگ کرنیکا عہد لے لیا ہے ۔

(۴) عن سعید بن جنادة عن علی قال امرت بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین واما الناکثون فہم اھل الجمل واما القاسطون فاھل الشام والمارقون فاھل النہروان (اخرجہ ابن عساکر) سعید بن جنادہ جناب امیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تین گروہ یعنی ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا گیا ہے پس ناکثین اہل جمل ہیں اور قاسطین اہل شام اور مارقین اہل نہروان ۔

(۵) عن ابن مسعود ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتی منزل ام سلمة فجاء علی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ام سلمة ھذا قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے گھر میں تشریف لائے اتنے میں جناب امیر بھی آگئے حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہ یہ میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے لڑنیوالا ہے ۔

(۶) عن علقمة عن عبد اللّٰہ قال خرج رسول اللّٰہ علیہ وسلم من بیت زینب بنت جحش واتی منزل ام سلمة فجاء علی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ام سلمة ھذا واللّٰہ قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین من بعدی (اخرجہ ابن عساکر) علقمہ عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیطرف تشریف لا رہے تھے کہ جناب امیر بھی حاضر ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا اے سلمہ واللہ یہ شخص میرے بعد ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو مارنیوالا ہے ۔

(۷) عن عتاب بن ثعلبة قال حدثنی ابو ایوب الانصاری فی خلافة عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین (اخرجہ ابن عساکر) عتاب بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا ۔

(۸) عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت المشرکین مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم جئت تقاتل المسلمین فقال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین مع علی (اخرجہ ابن عساکر) مخنف بن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے ابو ایوب انصاری سے جا کر کہا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مشرکوں کیساتھ جنگ کرتے رہے ہیں اب آپ مسلمانوں کیساتھ لڑنے کو آئے ہیں کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علی کی معیت میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا ہے

(۹) عن علقمة والاسود قالا اتینا ابا ایوب الانصاری عند منصرفہ من صفین فقلنا یا ابا ایوب

ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک والجئ ناقتہ تفضلا من اللہ واکراما لک حتی اناخت ببابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب بہ اھل لا الہ الا اللہ فقال یا ھذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاثۃ مع علی بن ابی طالب الناکثین والقاسطین والمارقین۔ فاما الناکثون فقد قاتلناھم وھم اھل الجمل طلحۃ والزبیر واما القاسطون فھو منصرفنا من عندھم یعنی معاویۃ وعمرو بن العاص واما المارقون فھم اھل الطرفاء والنخیلات اھل النھروان واللہ ما ادری این ھم ولکن لابد من قتالھم انشاء اللہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم انکے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابو ایوب بے شک اللہ تعالے نے آپ پر کرم کیا کہ تمہارے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوگئے اور یہ خدا کی مہربانی خاص تمہارے لیے تھی کہ حضرت کی اونٹنی اور لوگوں کی سوا تمہارے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی اب آپ اپنے کندھے پر شمشیر رکھ کر تشریف لائے ہیں کہ اس سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو قتل کریں ابو ایوب کہنے لگے بہ تحقیق جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جناب امیر کی معیت میں تین گروہوں کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تھا وہ لوگ ناکثین اور قاسطین اور مارقین ہیں پس ناکثین اہل جمل یعنی طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور قاسطین یہ لوگ ہیں جہاں سے کہ ہم واپس آ رہے ہیں یعنی معاویہ اور عمرو بن العاص اور مارقین اہل طرفاء اور نخیلات اور نہروان ہیں واللہ مجھے نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ ان کے ساتھ بھی لڑنا ہوگا

تنبیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب امیر کو اپنے عہد خلافت میں تین معرکہ پیش آئے (۱) واقعہ جمل (۲) واقعہ صفین (۳) واقعہ نہروان ۔

(۱) واقعہ میں جمل دونوں جانب سے صحابہ کرام تھے اس واقعہ پر گہری نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اصحاب جمل یعنی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے نکث بیعت تو ضرور کیا ہے مگر انکا منشاء جناب امیرؓ سے نزع خلافت کا تھا اور نہ لڑنے ہی کا ارادہ تھا ۔ بلکہ واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں بھی مبادرت ان سے نہیں ہوئی صرف وہ قاتلان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے مستدعی تھے جو بخوف جاں جناب امیر کی فوج میں آ چھپے تھے انہوں نے موقع پاکر دونوں لشکروں کو لڑوا دیا مگر جب امیر نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو ان کی خطا پر متنبہ کیا تو وہ نادم ہو کر فوراً معرکہ سے علیحدہ ہوگئے اسلیئے اُن کی خطا کو خطا فی الاجتہاد سے علمانے تعبیر کیا ہے ۔

(۲) معرکہ صفین میں تمام مہاجر اور انصار جناب امیرؓ کے طرفدار تھے معدودی چند مؤلفۃ القلوب صحابہ امیر معاویہ کی جنبہ داری کرتے تھے واقعات پر نظر کرنے سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کی منشاء

جنگ سے نزع خلافت کی نفی کہ متاخرین ان کے فعل کو کبھی لفظوں سے تعبیر بہ کرتے منکر ہی کا پیہ بھاری ہے مثالیں ہے

(۲) معرکہ نہروان میں کوئی صحابی جناب امیر کا مخالف نہیں ہوا اس لیے اسکی بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں واقعہ جمل کی بحث صفین کے واقعہ بحث میں ضمناً درج ہے اسواسطے اہل صفین کے اس فعل کی نسبت مفصلہ ذیل بحث درج کیجاتی ہے۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اول من یختصم من ھذہ الامۃ بین یدی الرب علی و معاویۃ (اخرجہ فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر السیلانی المہندی فی مناقب الصحابہ) ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اس امت کے لوگوں میں سے قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے علی اور معاویہ باہم جھگڑنے کیلئے کھڑے ہونگے (تمہید) یہ امر صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اعلیٰ ارج تعظیم اور کثرت ثواب کا مجوزہ اور تزاید حسنات کا موجب ہے کوئی شرف خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اسکی حد تک نہیں پہنچ سکتا لیکن ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی صاحب خواہ کتنا ہی جلیل القدر کیوں نہ ہو معصوم نہیں۔ البتہ وہ عظیم الشان اصحاب کبار جن کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکے ہیں محفوظ عن الخطا سمجھے جاتے ہیں اور ان بزرگوں کی شان میں صدور معصیت کا گمان کرنا سراسر ظن فاسد ہے۔

اس امر کے متعین کرنے میں کہ وہ افاضل صحابہ کون ہیں اور کتنے ہیں جن کے فضائل تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں علماء کرام نے نہایت دقت نظر صرف کرکے یہ تنقیح نکالی ہے کہ جو بزرگوار صلح حدیبیہ تک اسلام سے مشرف ہوئے ہیں وہ ہر طرح سے افضل اور اعلےٰ ہیں اسکے بعد پھر کوئی ایسا مشہد نہیں جو معیار فضل سمجھا جائے کیونکہ بعد میں اکثر منافق بھی شریک اسلام ہو گئے تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ سر الجلیل میں لکھتے ہیں (درمیان صحابہ سبقت تقدم را موجب لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اعتبار باید کرد زیرا کہ ہر قدر تقدم وسبق بیشتر وقت احتیاج اسلام و تقویت آں بیشتر چنانچہ حدیث قال صدقت وقلتم کذبت دلالت برآن دارد پس باین اعتبار کسانیکہ قبل از ہجرت باعمال اسلام قیام نمودہ افضل باشند از من بعد خود مثل ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و مصعب بن عمیر و عبدالرحمان بن عوف و عبداللہ بن مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ بن ابو عبیدہ و بلال و سعد و عمار بن یاسر و ابو سلمہ بن عبدالاسد و عبداللہ بن جحش وغیرہم حتیٰ نقل کرہم بعد از ان اہل العقبہ باز اہل بدر بعد از ان مشاہد احد تا آنکہ نوبت بصلح حدیبیہ رسید زیرا کہ انزال سکینہ وصفائے قلوب ایشان منصوص بنص قرآنی بیعت اما بعد از ان پس بالقطع ہیچ

مشہد سے نسبت کہ مدار فضل بران بودہ باشد زیراکہ درین مشہد جماعت منافقان بودند قولہ تعالیٰ وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق) انتہی کلامہ رحمہ اللہ علیہ) جہاں تک نصوص قرآنی کو دیکھا جاتا ہے تو وہ بھی انہیں بزرگوں کی علوشان کے متعلق پائے جاتے ہیں علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں قال اللہ تبارک وتعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل الخ فہذہ صفۃ من بدر الی تصدیقہ والایمان بہ وآزرہ ونصرہ ولصق بہ وصحبہ ولیس کذلک جمیع من راٰہ ولا جمیع من امن وستری منازلہم من الدین والایمان وفضائل ذوی الفضل والتقدم منہم فان اللہ تعالیٰ فضل بعض النبیین علی بعض وکذلک سائر المسلمین قال اللہ تبارک وتعالیٰ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یعنی پروردگار تعالیٰ شانہ فرماتا ہے محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اسکے ساتھ ہیں زورآور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہاوت ہے ان کی توراۃ میں اور یہ کہاوت ہے ان کی انجیل میں پس جن لوگوں نے حضرت کی تصدیق اور مدد میں مبادرت کی ہے اور آپ کی صحبت میں رہے ہیں انکی یہ صفت ہے جسکو خدا نے اپنی کلام پاک میں بیان فرمایا ہے اور ہر ایک شخص کہ جس نے حضرت کو دیکھا ہے ایسا نہیں ہے اور نہ ہر ایک شخص جو ایمان لایا ایسا ہو سکتا ہے عنقریب ہے کہ دین وایمان میں تو ان کے درجوں کو دیکھے گا اور صاحبان فضل کی فضیلتیں اور ان کے تقدم کو شناخت کریگا پس خدائے تعالیٰ نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اسی طرح سے تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

اس آیت کی تفسیر علامہ موصوف ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ھم الذین صلوا القبلتین یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے۔

اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ الذین بایعوا بیعۃ الرضوان یعنی سابقون الاولون سے وہ لوگ مراد ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں۔

اور ان کی تعداد کی نسبت علامہ ابن عبد البر لکھتے عن سالم بن ابی الجعد قال سالت جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ عنہ من اصحاب الشجرۃ قال کنا الفا و خمسمائۃ یعنے سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصحاب شجرہ کی تعداد کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگے ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ دوسری روایت یوں ہے عن عمرو قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول کنا الفا و اربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیار اھل الارض یعنے عمرو روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم صلح حدیبیہ کے روز چودہ سو آدمی تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم آج کے دن تمام زمین کے باشندوں سے بہتر ہو۔

گو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعداد کی نسبت فرق ہے لیکن کہا جا سکتا ہے کہ چودہ سو سے کم اور پندرہ سو سے زیادہ صحابی نہیں تھے۔

پس جو اصحاب کہ ان مشاہد میں حاضر ہوئے ہیں وہ بے شبہ قطعی جنتی اور افضل صحابہ ہیں۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں۔ قال ابو عمر قال اللہ تعالیٰ رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ومن رضی اللہ عنہ لم یسخط علیہ ابدا ان شاء اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لن یلج النار احد شھد بدرا والحدیبیۃ یعنے ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم جل جلالہ فرماتا ہے۔ خدا راضی ہوا مومنوں سے جبکہ انہوں نے درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی اور جس سے کہ خدا راضی ہوا اس پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔

غرضکہ یہ فضائل ان بزرگوں کے ہیں جو صلح حدیبیہ تک مشرف باسلام ہوئے ہیں اگرچہ بعد میں بھی اصحاب کہ مشرف باسلام ہوئے ہیں ان کے فضائل و مناقب بھی حصر میں نہیں آ سکتے خاصکر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف اور صحبت کا ثواب ایسا ہے کہ جسکے سامنے سب خوبیاں گرد ہیں۔

تاہم باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت کے کل صحابہ کا محفوظ عن الخطا سمجھنا بدیہیات و معتقدات سلف صالحین کے برخلاف ہے علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں اذ لیس کل صحابی معصوما وکل من رای النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما یعنے جبکہ کل صحابی معصوم نہیں اور نہ ہر ایک شخص کہ جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نیکی کا نشان رکھنے والا ہے۔

مسطح بن اثاثہ کا جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قذف میں شریک ہونا۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ کا آنحضرت کے راز کو افشا کرنا۔ اور کفار مکہ کی طرف پوشیدہ خط لکھ کر روانہ کرنا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کا شرب خمر کرنا۔ اور ایک صحابی کا غزوہ خیبر میں خودکشی کرنا۔ اور ایک صحابی کا زنا کرنا اور ایک صحابی کا منع زکوٰۃ کرنا۔ اور بعض عرب کے قبائل کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مرتد ہو جانا۔ جنکی تنبیہ کے لئے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی فرمائی ایسے واقعات ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کل صحابہ محفوظ عن الخطا نہیں تھے۔ اور ان امور کا بعض صحابہ سے سرزد ہونا۔ محفوظ عن الخطا ہونے کے متناقض ہے۔

جب بعض صحابہ کا یہ حال ہے تو پھر کونسی ایسی وجہ لاحق ہے کہ جسکی وجہ سے ہم امیر معاویہ کو خلیفہ برحق پر بغاوت کرنے میں معذور یا مخطی ماجور تصور کریں اور ان کے اس فعل کو معصیت قرار دینے میں کون سی قباحت لازم آتی ہے۔ (تیسرے) امیر معاویہ افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کئے جاتے وہ نہ ہجرت میں شریک ہوئے ہیں نہ بدر میں نہ بیعت رضوان میں کہ ان کے مناقب منصوص تصور کئے جاویں ان کا اسلام تو بعد مکہ کی فتح کے ہوا ہے جس میں بقول شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ منافق بھی شریک اسلام ہو گئے تھے علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں بذیل ترجمہ امیر معاویہ یہ تحریر کرتے ہیں ھو وابوہ واخوہ من مسلمۃ الفتح یعنے امیر معاویہ اور انکے والد ابوسفیان اور ان کا بھائی فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔

امیر معاویہ عامہ صحابہ بلکہ مولفۃ القلوب کے گروہ سے سمجھے جاتے ہیں قال ابو عمر معاویہ وابوہ من المولفۃ القلوب (استیعاب للعلامہ ابن عبدالبر و اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزری و اصابہ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر و تاریخ الخلفا للسیوطی) ہاں اس معصیت پر انکے ارتکاب کو بوجہ شرف صحبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت نبوی و معافی مرتضوی اور عفو خدا کا امیدوار سمجھنا چاہیئے اور ان کو بد الفاظ سے یاد کرنا سخت برائی ہے۔

البتہ ان کو ماجور اور ان کے اس فعل کو خطائی فی الاجتہاد سمجھنے پر چند اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

(اولاً) ظاہر ہے کہ کل صحابہ مجتہد نہیں تھے چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی آیات بینات میں لکھتے ہیں (الصحابۃ تنقسم الی مجتھدین وعوام) یعنے صحابہ کی دو قسمیں ہیں مجتہدین اور عوام ہم کو امیر معاویہ کی چند محدثات کے سوا جنکی تفصیل ہم آگے چلکر بیان کرینگے ان کا اجتہاد کوئی نظیر نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم ان کو صحابہ مجتہد کے قسم سے شمار کر سکیں۔

(دوم) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ امیر معاویہ مجتہد ہی تھے۔ لیکن یہ امر ضروری ہے کہ مجتہد کے قیاس کے لئے ادلہ ثلاثہ شرعیہ یعنے کتاب و سنت و اجماع سے کسی دلیل کا ماخذ ہونا لازم ہے۔ مگر ان کے اس فعل میں (یعنے خلیفہ وقت سے محاربہ کرنے میں) ادلہ مذکورہ سے کسی شرعی دلیل کا ماخذ ہونا نہیں ثابت ہوتا کہ امیر معاویہ نے خلیفہ وقت کی اطاعت سے انحراف کرنے میں کسی آیت یا احادیث یا مسئلہ اجماعی سے تمسک کیا ہو۔

(سوم) مجتہد کو اپنے اجتہاد کے کرنے میں یا کسی کو راہ صواب کی طرف مائل کرنے میں شمشیر نکالنا۔ اور معرکہ قتال آراستہ کرنا جس میں ہزارہا بے گناہ مسلمانوں کی جان تلف ہو جائے ہرگز جائز نہیں۔

(چہارم) وہ حیلہ جس سے معاویہ اور انکے متبعین کو معذور ٹھہرانے میں کوشش کی جاتی ہے صرف یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے۔ نہ خلیفہ وقت سے انتزاع خلافت کے۔ علامہ ابن حجر نے اسی بات پر زور ڈالا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے معرکہ آرائی صرف قتلہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے کیلئے تھی۔ چنانچہ وہ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ومن اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ ان ما جری بین معاویۃ وعلی من الحروب فلم یکن المنازعۃ فی الخلافۃ للاجماع علی حقیتہا لعلی یعنے اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں سے ہے کہ جو محاربات امیر معاویہ اور جناب علی کے درمیان واقع ہوئے میں وہ خلافت کا جھگڑا نہیں تھا کیونکہ جناب علی کی خلافت کے حق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا۔ علامہ ابن حجر اور انکے بعض ہم خیال بزرگوں کو اس لئے یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے تاکہ یہ خیال کیا جائے کہ جس غرض سے کہ لئے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نے جناب امیر پر خروج کیا تھا۔ اسی غرض میں امیر معاویہ بھی شریک سمجھے جائیں تاکہ صحابہ جمل کی برئیت پر جو ادلہ قائم ہو سکتے ہیں وہی ان کی برات پر قائم ہو سکیں۔

لیکن یہ بالکل خلاف نفس الامر ہے۔ واقعات چھپائے سے چھپ نہیں سکتے۔

(اولاً) اسی پر تمام اہل سنت جماعت کا اتفاق نہیں ہے کہ امیر معاویہ کی غرض اس قتال و جدال سے جناب عثمان کے قاتلوں کا طلب کرنا تھا۔ اور خلافت پر تنازع نہیں تھا۔ چنانچہ عبد الشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ التمہید فی بیان التوحید میں لکھتے ہیں وقال اھل السنۃ والجماعۃ بان معاویۃ فی حالی حیوۃ علی ومن تابعہ کانوا المخطئین فی دعوی الامارۃ والبیعۃ باغین فی المقاتلۃ مع علی یعنے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے پیرو جناب علی کی زندگی میں امارت اور بیعت کے دعوی کرنے میں خطا وار تھے اور جناب علی رض کے ساتھ جنگ کرنے میں باغی تھے۔

بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ سیف المسلول میں لکھتے ہیں۔ بعض گویند کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ابتدا طلب قاتلان عثمان میکرد در آخر طلب خلافت ہم نمودہ بود و بیعت خلافت علی تامل نمود و میگفت کہ بیعت او با شان با علی معتبر نیست و اہل حل و عقد از صحابہ مثل طلحہ و زبیر وغیرہ کہ بیعت کردہ بودند باکراہ کردہ بودند و لہذا نقض بیعت نمودند و معاویہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ بود اذا ملکت فارفق بہم از ینجا طمع در امر خلافت بہم رسیدہ بود و از اہل شام بیعت گرفتہ بود۔

(دوم) اگر امیر معاویہ کا مقصود محض قصاص کا طلب کرنا تھا۔ تو لازم تھا کہ انکی ہمت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے طلب کرنے ہی پر مقصور ہوتی۔ اور اسی پر اکتفا کرتی۔ تسخیر ممالک اور بیت المال میں دست درازی نکرتے لوگوں سے اپنے نام کی بیعت نہ لیتے اور کبیر الروم کو مال کثیر دیکر صرف جناب امیر کے ساتھ

جنگ کرنیکے لئے صلح نہ کرتے۔ مسعودی علیہ الرحمۃ مروج الذہب میں لکھتے ہیں قد کان معاویۃ صالح ملک الروم علی مال یحملہ الیہ لشغلہ بعلی یعنے امیر معاویہؓ نے ملک الروم کو مال دیکر اسلیے صلح کر لی تھی تاکہ علیؑ کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہو اور اپنے عامل عمرو بن العاص کو بھیج کر جناب امیرؑ کے عامل محمد ابن ابی بکر سے مصر کو چھین لیتے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری بذیل ترجمہ عمرو بن العاص لکھتے ہیں۔

ثم سیرہ معاویۃ الی مصر فاستنقذہا من ید محمد بن ابی بکر وہو عامل لعلی علیہا واستعملہ معاویۃ علیہا

یعنے پھر امیر معاویہؓ نے اس کو مصر کی طرف روانہ کیا اور اس نے مصر کو محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور وہ جناب علیؑ کیطرف سے اس پر عامل تھے پھر امیر معاویہ نے اس پر عمرو بن العاص کو اپنا عامل مقرر کیا یہ اور نیز اسی قسم کے صدہا دیگر واقعات ایسے موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو مدعی خلافت کی طمع تھی۔

(سوم) جبکہ تحکیم ہو چکی تھی اور عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ کو مغالطہ دیکر بحق امیر معاویہ فیصلہ کیا تھا تو ضعیف سے ضعیف روایت بھی اسکی تائید نہیں کرتی کہ امیر معاویہ نے اسی ناجائز تحکیم پر عمرو بن العاص کو سرزنش کی ہو۔ پس اگر امیر معاویہؓ مدعی خلافت نہیں تھے تو ایسی ناجائز تحکیم پر کیوں انکار ہو گئے تھے۔

(چہارم) جب امام حسنؑ نے خلافت سے دستکش ہو کر امارت عامہ ان کے سپرد کی اور امیر معاویہؓ کو ان کے حسب منشاء اقتدار کلی حاصل ہو گیا۔ تو آیا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت ہے کہ پھر کبھی امیر معاویہ نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی جستجو کی ہے۔ یا اس جماعت پر قصاص کے جاری کرنیکا حکم مشتہر کیا ہے۔ باوجودیکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے امیر معاویہ کی امارت عامہ تک چھ سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا تھا اور یہ امر ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ اس قلیل مدت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کلہم یکدم اسے عالم ہو گئے ہوں اور اس جماعت کثیر میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ رہا ہو جس سے قصاص طلب کیا جاتا۔

خیر بطریق تنزل ہم بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امیر معاویہ کا مقصود اس محاربہ سے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کرنا تھا۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس بغاوت میں امیر معاویہ کو معذور سمجھا جائے تو ان کے مقلدین کو بھی معذور خیال کرنا چاہیے۔ الیس بصورت ذیل۔

(الف) اگر کوئی شخص بادشاہ اسلام سے بدیں وجہ بغاوت اختیار کرے کہ چونکہ یہ بادشاہ فلاں مقتول مسلمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتا اس لئے میں اسکے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔ اور میں اس امر میں

(الف) امیر معاویہ کا مقلد ہوں۔ تو آیا کوئی فقہی جزئیہ اس کی تائید کے لئے پیش کیا جا سکتا ہے یا کوئی عالم اس تقلید میں اسکو معذور سمجھ سکتا ہے۔

(ب) مقتول کے خون کے لئے عند الشرع دعویٰ کرنا محض اسی طرح سے جائز ہے کہ قاضی کی طرف رجوع کیا جائے اور شہود پیش کر کے دعویٰ کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا جائے اور پھر شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کیا جائے نہ یہ کہ بادشاہِ وقت پر شمشیر نکالی جائے اور اسکی معزولی کے درپے ہوا جائے۔

(ج) اگر اس بغاوت کو خطائی الاجتہاد مان کر (یعنی ایسا عمل کہ جسکے کرنے سے مجتہد کو باوجود خطا کے بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے اور وہ عند اللہ معذور بلکہ ماجور ہوتا ہے) تصور کیا جائے۔ تو بالفرض اگر جناب امیر علیہ السلام اس جنگ قتال میں مثل اپنے دیگر ہمراہی صحابیوں کے شہید ہو جاتے تو ضرور ہے کہ جناب امیر کا قتل بھی خطائی الاجتہاد ہوتا اور حضرت امیرؑ کے قاتل اشقی الآخرین کو بھی عند اللہ معذور بلکہ ماجور سمجھا جاتا (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

(د) اگر امیر معاویہ اس بغاوت میں مخطی ماجور تھے تو بلا کسی اشکال کے جس نے کہ جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسکو بھی مخطی ماجور کہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ فعل اس نے بغرض اتباع امیر معاویہ کیا ہے۔

(ہ) ولو فرضنا اگر جناب امیر علیہ السلام سے جنگ کرنا خطائی الاجتہاد تھا تو کیا جناب امیر کی شان اقدس میں برسر محراب منبر سب و شتم کرانا بھی خطائی الاجتہاد تھا۔ عن سعد ابن ابی وقاص قال امر معاویۃ سعدا فقال ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلاثا قالہن لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بعض مغازیہ فقال لہ علی خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ فتطاولنا فقال ادعو لی علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ہذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی (اخرجہ احمد والمسلم والترمذی والنسائی وغیرہم) سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہؓ نے انکو جناب ابو تراب علیہ السلام پر سب کرنے کیلئے حکم کیا اور کہا تم ان پر سب کیوں نہیں کرتے سعد نے کہا کہ میں نے تم سے تین باتوں کا ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیں جب حضرتؐ نے علی کو بعض غزوات میں جبکہ آپ نے عقب میں چھوڑا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے پاس چھوڑے جاتے ہیں حضرتؐ نے ان سے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہو جیسے ہارون کی موسیٰ سے ہے مگر نبوت میرے بعد نہیں ہے اور میں نے خیبر کے روز حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم کل علم ایسے شخص کو دینگے جو خدا اور خدا کے رسول سے پیار کرتا ہے پس ہم علم کی طرف بڑھے

اور آپ نے ارشاد کیا علی کہاں ہیں وہ انکی خدمت میں آشوب چشم ہی کے عالم میں حاضر ہوئے حضرت نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگا کر علم انکو دیا۔ اور اللہ نے انکو فتح دی اور جب یہ آیت نازل ہوئی پس کہدے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو حضرت نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا کر فرمایا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

یہ حدیث تو صحاح کی ہم نے پیش کی ہے اسی قسم کی صدہا حدیثیں ہیں جن سے کہ ثابت ہوتا ہے امیر معاویہ نے اس بدعت کو خطبہ میں ایجاد کیا تھا۔ جو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک جاری رہی اور اس نامور خلیفہ نے اس کو منسوخ کیا یہ ایسے واقعات محققہ ہیں کہ جس سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس کیا یہ امور قبیحہ اور بدعت سیئہ بھی خطا فی الاجتہاد ہو سکتے ہیں حاشا و کلا۔

اکثر لوگوں کو مفصلہ ذیل اوہام میں سے ایک نہ ایک وہم نے اس محاربہ کو خطا فی الاجتہاد کہنے کی طرف مائل کیا ہے۔ جن کی تفصیل مع جوابات درج ذیل ہے۔

(پہلا وہم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اس سے اہل شام کی تکفیر لازم آتی ہے اور یہ امر دور تک پہنچ جاتا ہے۔

لیکن یہ وہم بالکل پا در ہوا ہے۔ اور ادنیٰ تامل سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ وقت سے محاربہ کرنا معصیت ہے نہ کفر اور حدیث حربک حربی کفر پر دال نہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ کے بارھویں باب میں شرح و بسط کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔

عوام صحابہ سے صدور معصیت کے گمان کرنے میں کسی قسم کا محذور شرعی لازم نہیں آتا۔ ولید بن عقبہ بن معیط کا شارب خمر ہو کر حد شرعی کو پہنچنا کتب رجال سے ثابت ہے عن ابی جعفر محمد بن علی قال جلد علی الولید بن عقبۃ فی الخمر اربعین جلدۃ (استیعاب۔ اسد الغابہ و اصابہ) یعنی امام ابوجعفر محمد باقر بن علی زین العابدین علیہ و علی آبائہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ولید بن عقبہ کو شراب پینے پر چالیس درے لگائے تھے اسی طرح سے مسطح بن اثاثہ کا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک میں کوشش کرنا اور قذف کی حد کو پہنچنا بھی انہیں کتابوں سے واضح ہے۔ وکان ممن خاض فی الافک علی عائشۃ فجلدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسد الغابہ) یعنی مسطح بن اثاثہ ان لوگوں میں سے تھا جو جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بہتان کھڑا کرنے میں کوشش کیا کرتا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو درے لگوائے ان امور سے نہ یہ لوگ درجہ صحابیت سے ساقط ہو گئے اور نہ کافر ہو گئے۔ اگر ہے تو صرف اس قدر کہ ان سے خطا وقوع میں آئے اور صدور معصیت سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا۔ صحابیت کا شرف

ایسا ہے کہ کسی معصیت سے بجز ارتداد کے زائل نہیں ہو سکتا۔

(دوسرا وہم) چند صحابہ اس محاربہ میں امیر معاویہ کے شریک تھے۔ جب امیر معاویہ کے اس فعل کو خطا سے منکر اور معصیت قرار دیا جائے تو ان اصحاب کا امیر معاویہ کے ساتھ معصیت پر اتفاق کرنا لازم آئیگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر ایسا گمان فاسد زیبا نہیں ہے۔

یہ وہم اکثر عدم تتبع کتب سیر اور احادیث کی وجہ سے ناشی ہوتا ہے اگر بنظر امعان کتب سیر اور رجال کو دیکھا جائے تو بجز عمرو بن عاص اور بشیر بن نعمان کے کوئی صحابی اس امر میں امیر معاویہ کا شریک نظر نہیں آئیگا۔ اور یہ دو تین صاحب افاضل صحابہ میں سے شمار نہیں کیے جاتے حرب صفین میں تمام انصار و مہاجرین اہد بدر میں جناب امیر علیہ السلام کے رفقہ الماعت میں دکھائی دیتے ہیں۔

اگرچہ بعض اصحاب مثل عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اس باہمی مقاتلہ سے کہ عرص ایک امر جدید تھا اور وہ کفار سے جہاد کرنے کے خوگر ہو چکے تھے۔ کنارہ گزین ہو گئے تھے لیکن انکی کنارہ گزینی اس وجہ سے نہیں تھی کہ وہ جناب امیرؑ کی خلافت میں شک و شبہ رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں بزرگواروں سے اس کنارہ گزینی کے متعلق انکی ندامت اور جناب امیرؑ کے ساتھ شرکت نہ کرنے پر حسرت ثابت ہے اسد الغابہ میں علامہ ابن اثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ یعنے عبداللہ بن حبیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آگیا تو کہنے لگے میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ میں باغی گروہ سے نہیں لڑا۔ عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمر انہ قال ما آسی علی شئی الا انی لم اقاتل مع علی بن ابی طالب الفئۃ الباغیۃ یعنے حبیب بن ابی ثابت کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات کی حسرت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ جناب امیر کے ساتھ ہو کر میں باغیوں کے گروہ سے نہیں لڑا۔

عن خیثمۃ بن عبدالرحمن قال سمعت سعد بن مالک وقال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلفت عنہ فقال سعد واللہ انہ لرای رأیتہ واخطا رائی (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خیثمہ بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ سعد ابن مالک سے کسی نے کہا کہ جناب امیر تم کو اچھا نہیں کہتے کیونکہ تم نے انکی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے یہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے غلط نکلی۔

اگرچہ بعض صحابہ بتقاضائے بشریت ابتداء میں جناب امیرؑ سے کنارہ گزین تھے مگر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقع ہونے سے انکی مخالفت اور کنارہ گزینی جاتی رہی تھی قال الشعبی ما مات مسروق

حتے تاب الی اللہ تعالیٰ من تخلفہ عن القتال مع (اسد الغابہ) یعنے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسروق رضی اللہ عنہ نہیں فوت ہوئے جبتک کہ انہوں نے خدا کی جناب میں جناب امیرؑ سے جنگ میں مخالفت کرنے سے توبہ نہیں کی (تیسرا وہم) امیر معاویہ کی نسبت خطائے منکر تجویز کرنے سے الصحابۃ کلھم عدول کا کلیہ ٹوٹتا ہے جس سے امور دین میں ایک بڑا بھاری تزلزل پیدا ہو جاتا ہے اور روایات کا سلسلہ درہم وبرہم ہو جاتا ہے۔

لیکن الصحابۃ کلھم عدول سے محفوظون عن المعاصی کسی نے مراد نہیں لیا۔ بلکہ عدل فی الروایۃ مراد لیا ہے۔ چنانچہ علامہ تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں لکھتے ہیں۔ والاکثر علی عدالۃ الصحابۃ وقیل کغیرھم وقیل الی قتل عثمان وقیل الامن قاتل علیا یعنے اکثر علماء صحابہ کی عدالت کے قائل ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ بھی عدالت میں دوسروں جیسے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک سب صحابہ عدول تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سب صحابہ عادل ہیں مگر وہ لوگ جو جناب امیرؑ سے لڑے ہیں وہ عدول نہیں۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے الصحابۃ کلھم عدول سے صرف عدل فی الروایۃ مراد ہے اگرچہ اس میں بھی بعض ائمہ نے کلام کیا ہے۔

عبارت مندرجۃ الصدر۔ جمع الجوامع کا متن ہے۔ علامہ جلال الدین المحلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نصف آخر تفسیر جلالین نے جو اس کتاب پر شرح لکھی ہے جو شرح جمع الجوامع کے نام سے مشہور بین العلماء ہے۔ اسکی عبارت کو ملاحظہ کیا چاہیئے۔ وہ لکھتے ہیں والاکثر من العلماء السلف والخلف علی عدالۃ الصحابۃ فلا یبحث عنہا فی روایۃ ولا شہادۃ لانھم خیر الامۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامۃ قرنی رواہ الشیخان ومن طرأ لہ منھم قادح کسرقۃ او زنا عمل بمقتضاہ وقیل ھم کغیرھم فیبحث عن العدالۃ فیھم فی الروایۃ والشہادۃ الامن یکون ظاہر العدالۃ او مقطوعہا کالشیخین وقیل ھم عدول الی حین قتل عثمان ویبحث عن عدالتھم من قتلہ لوقوع الفتن بینھم من حینئذ وفیھم ممسک عن خوضہا وقیل ھم عدول الامن قاتل علیا فھم فساق لخروجھم علی الامام الحق ترجمہ اکثر علماء سلف وخلف عدالت صحابہ کے قائل ہیں کہ روایت اور شہادت میں انکی عدالت سے بحث نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ تمام امت سے بہتر ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام امت سے بہتر میرا زمانہ ہے اس حدیث کو شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ اگر کسی صحابی سے کوئی فعل بد سرزد ہوا ہو تو اس کے موافق عمل کیا جائیگا بعض علماء کہتے ہیں کہ صحابہ بھی روایت اور شہادت میں مثل دیگر اشخاص کے ہیں ان کی عدالت سے بھی بحث کی جائیگی مگر وہ اصحاب جن کی عدالت ظاہر ہو مثل شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

کے اور بعض علماء کا قول ہے کہ تمام صحابی جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک عدول تھے اور انکے قتل کے میدان میں فتنہ واقع ہونیکی وجہ سے انکی عدالت سے بحث کی جائیگی بعض خوض کرنے سے رکے ہوئے ہیں بعض علماء کی منقولہ ہے کہ تمام صحابی عدول ہیں مگر جن لوگوں نے جناب امیر سے جنگ کی ہے وہ لوگ فاسق ہیں امام برحق پر خروج کرنے کی وجہ سے۔

علامہ شہاب الدین بن احمد بن قاسم العبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جمع الجوامع پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے اور اس کا نام آیات بینات رکھا ہے اس فقرہ من طرادلہ قادح کی توضیح میں لکھتے ہیں نبہ بہ علی عدم عصمتہم یعنے صاحب متن نے اس مقولہ سے صحابہ کی عدم عصمت سے آگاہ کیا ہے علامہ سعد الدین التفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات و المشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والذکر علی السنۃ الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق و بلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما ماحصل تقریر علامہ یہ ہے کہ صحابہ سے جو محاربات اور منازعات وقوع میں آئے وہ کتب تاریخ میں درج ہیں اور ثقہ لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں بظاہر اس امر پر دال ہیں کہ بعض صحابہ طریق حق سے تجاوز کر کے حد فسق و ظلم کو پہنچ گئے اور باعث اس کا کینہ اور عناد اور حسد اور شدت خصومت اور طلب ملک و ریاست و شہوات نفسانی کیطرف میلان تھا کیونکہ ہر صحابی معصوم اور ہر شخص کہ جس نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے نیکی کے ساتھ موسوم نہ تھا۔

ان تمام مباحث سے ثابت ہوا کہ الصحابۃ عدول سے عدل فی الروایۃ مراد ہے نہ معصوم عن المعاصی اور صحابہ عدول فی الروایۃ اس لئے تسلیم ہوئے ہیں کہ جب علماء نے طبقات رجال میں قوانین جرح و تعدیل کو جاری کیا ہے تو صرف بہ نسبت دیگر طبقات کے صرف صحابہ ہی کا گروہ وضع حدیث بچتا ہوا پایا ہے۔

(چہارم) اگر اس محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو اہل شام جن میں بعض صحابہ بھی شریک تھے، موعود بوعید نار تصور کئے جائیں گے اور وعید نار مستلزم کفر ہے لیکن وعید نار بھی مستلزم کفر نہیں کیونکہ دوسرے معاصی مثل شرب خمر و زنا و سرقہ وغیرہ کی سزا بھی دوزخ ہے جو توبہ اور شفاعت نبوی اور عفو ایزدی سے ٹل سکتی ہے اسی طرح سے اہل صفین کی خطا کی نسبت بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ توبہ سے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا عفو باری تعالیٰ سے ٹل جائے

(پانچواں وہم) اگر جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ کے محاربہ کو معصیت قرار دیا جائے تو جناب

عائشہ صدیقہ ام المؤمنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے محاربہ کو بھی معصیت قرار دینا پڑے گا۔

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے اس کا جواب بچند وجوہ دیا جا سکتا ہے۔

(الف) اصحاب جمل کی غرض امیر معاویہؓ کی غرض سے بالکل متباین تھی جسکی تفصیل ہم پیشتر کر چکے ہیں۔ اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے بعض علماء نے ان کے باغی قرار دینے میں تامل کیا ہے اور امیر معاویہ کو باغی اول قرار دیا ہے شرح مقاصد میں علامہ سعد الدین التفتازانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ وذھب الکثیرون الی ان اول من بغی فی الاسلام معاویۃ یعنے اکثر علماء کا یہ مسلک ہے کہ جس شخص نے کہ اسلام میں سب سے اول بغاوت کی ہے وہ معاویہ ہیں۔

(ب) تمام کتب سیر و تواریخ باواز بلند پکار رہے ہیں۔ کہ اصحاب جمل میں سے کسی صاحب نے بالارادہ جناب امیر علیہ السلام سے جنگ نہیں کی بلکہ جب قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی فتنہ پردازی سے ان کو لڑائی شروع ہو گئی تو ناچار اصحاب جمل دفاع اپنے حفاظت خود اختیاری کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے (قال العلامۃ سعد الملۃ والدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمحققون من اصحابنا رحمھم علی ان الحرب الجمل کانت فلتۃ لا من تعمد من الفریقین بل کانت تھیجا من قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ حین صاروا فرقتین واختلطوا بالعسکرین واقاموا الحرب خوفا من القصاص وقصد عائشۃ رضی اللہ عنہا لم یکن الا اصلاح الطائفتین وتسکین الفتنۃ فوقعت فی الحرب) یعنی ہمارے محقق اصحاب رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ حرب جمل بلا قصد فریقین ناگہانی طور پر واقع ہو گیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی انگیزش تھی کہ وہ لوگ دو گروہ بن کر دونوں لشکروں میں جا پڑے اور قصاص کے خوف سے فتنہ اٹھا دیا۔ جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قصد دونوں گروہ میں صلح کرانے اور فتنہ کے فرو کرنے کے سوا اور کچھ نہیں تھا لیکن لڑائی میں پھنس گئیں۔

(ج) اصحاب جمل سے کوئی صاحب خلیفہ وقت سے انتزاع خلافت کا قاصد نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی جناب امیرؑ کی مخالفت پر مصر ہو کر قتل ہوا ہے چنانچہ لڑائی کی رات کو جب ظلمت شب مرتفع ہو گئی اور صبح نمودار ہوئی جناب طلحہ رضی اللہ عنہ پر حقیقت حال کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً محاربہ سے کنارہ کش ہو گئے اور مروان ابن الحکم کے ہاتھ سے تیر کھا کر شربت شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ قال اھل العلم ان علیا دعاہ فذکرہ اشیاء من سوابقہ وفضلہ فرجع طلحۃ عن قتالہ علی ما صنع الزبیر واعتزل فی بعض الصفوف ورماہ مروان ابن الحکم فقتلہ ولا جناح العلماء الثقات فی ان مروان قتل طلحۃ یومئذ وکان فی حزبہ یعنے اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے سابقت اور فضل کو بیان کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس ہو

زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح سے فوج کی صفوں سے علیحدہ ہو گئے مروان بن الحکم نے تیر مار کر انکو شہید کیا اور علماء نقات میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ جناب طلحہ کو اسی دن مروان نے قتل کیا ہے اور مروان حضرت طلحہ کے گروہ میں سے تھا۔ وعن یحیی بن سعید قال قال طلحۃ یوم الجمل ندمت ندامۃ الکسعی لما شریت رضی بنی جرم برغمی۔ اللھم خذ منی لعثمان حتی ترضی۔ فرماہ مروان بسھم فی رکبتہ اخرجہ ابو محمود صاحب الاستیعاب وابن الاثیر فی اسد الغابہ ومحب الطبری فی الریاض بلکہ جناب طلحہ کا تجدید بیعت کرنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں از ثور بن مجزاۃ کہ گفت گذشتم بطلحہ بن عبد اللہ یوم الجمل وے افتادہ بود بر زمین دید آخر رمق پس ایستادم بروے وے برداشت سر خود را و گفت بدرستی ہر آئینہ مے بینم روئے مردے را کہ گویا قمر ست بگو کیستی گفت از اصحاب امیر المؤمنین علی گفت فراخ کن دست خود را تا بیعت کنم ترا پس فراخ کردم دست خود را پس بیعت کرد و سپرد جان خود را پس آمدم نزد علی و خبر دادم او را بقول طلحہ پس گفت اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا کرد خدائے تعالیٰ کہ دارد طلحہ را در بہشت مگر آنکہ بیعت من در گردن او باشد۔ انتہی کلامہ۔

اور جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تمام کتب تواریخ باواز بلند شہادت دیتے ہیں کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوا جناب امیر علیہ نے انکو متنبہ کیا وہ فوراً اصحاب جمل کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو چلے گئے اور وادی سباع میں پہنچ کر عمرو بن جرموز کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ قال ابن عبد البر فی الاستیعاب ثم شھد الزبیر الجمل فقاتل فیہ ساعۃ فناداہ علی وانفرد بہ فذکرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ وقد وجدھما یضحکان بعضھما الی بعض اما انک ستقاتل علیا وانت لہ ظالم فذکر ذلک الزبیر فانصرف عن القتال نادما مفارقا للجماعۃ التی خرج فیھا منصرفا الی المدینۃ فاتبعہ ابن جرموز فقتلہ بموضع یعرف بوادی السباع وجاء بسیفہ الی علی فقال بشر قاتل ابن صفیۃ بالنار یعنی پھر زبیر رضی اللہ عنہ فوج سائر نکلکر حملہ آور ہوئے اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے پھر جناب امیر نے انکو بلایا اور تنہائی میں ان سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا کہ تم نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کیساتھ مشغول ہوتے پا کر پوچھا تھا اور حضرت نے فرمایا تھا تم عنقریب علی سے لڑو گے اور تم ان پر ظلم کرو گے۔ جب جناب امیر نے انسے اس کا تذکرہ بیان کیا وہ لڑائی سے نادم ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابن جرموز نے ان کا پیچھا کیا اور وادی سباع میں انکو تہ تیغ کیا اور انکی تلوار لیکر جناب امیر کے پاس حاضر ہوا جناب امیر نے فرمایا۔ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خوشخبری دو (صفیہ ابن عبد المطلب جناب زبیر کی والدہ جناب امیر کی پھوپھی تھیں اور جناب زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے عم زاد بھائی تھے اسی لئے جناب امیر فرمایا کرتے تھے اخواننا بغوا علینا ہم پر

ہمارے بھائیوں نے بغاوت کی ہے۔

اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نادم ہونا تمام کتب سیر اور رجال سے ظاہر ہے۔ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ الاعتماد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں وکذا عائشۃ ندمت علی ما فعلت وکانت تبکی حتی تبل خمارھا (وشرح فقہ اکبر للملا علی القاری) یعنی اسی طرح سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اظہار ندامت فرماتی رہیں اور یہاں تک رویا کرتی تھیں کہ ان کے سر کی اوڑھنی تر ہو جاتی تھی۔

عن جابر قال دخلت علی عائشۃ یوماً وقلت لہا ما تقولین فی علی فاطرقت رأسہا ثم رفعتہ وقالت ۔

اذا التبر حک علی المحک + تبین غشہ من غیر شک + وفینا الغش والذہب المصفی + علی نبینا مثلہ المحک (اخرجہ الشیخ الحافظ الزرندی فی درر السمطین) یہ ایسے واقعات ہیں جن سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ امیر معاویہ کا حرب صفین جس کا سلسلہ ایک مدت مدید تک جاری رہا اور جنگ جمل جس کا خاتمہ ایک ہی دن میں ہو گیا برابر ہے اور جس طرح سے امیر معاویہ مورد اعتراض ہیں اسی طرح سے اصحاب جمل بھی ہیں جن کی برأت خود جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قد روی عن علی قال واللہ لارجوان اکون انا وعثمان وطلحۃ والزبیر ممن قال تبارک وتعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم ہے میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان میں سے ہونگے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے یہ جلیل القدر صحابہ اخص الخواص مہاجر عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کہلائے جاتے ہیں۔ ان کے فضائل و مناقب متواترات کی حد تک پہنچ چکے ہیں اور جناب امیر کے مناقب کے ہم پلہ خیال کئے جاتے ہیں۔ اس کے ماسوا خود جناب امیرؑ نے انکی برأت کی نسبت شہادت دی ہے۔ باوجود ان حالات کے پس کیونکر انکی ذوات مقدسہ سے صدور معصیت کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کا جناب امیرؑ پر خروج کرنا یا نکث بیعت کرنا تو ثابت ہے جس کو خطائی الاجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں ولعد طلحہ و زبیر و جمل باعائشہ رضی اللہ عنہا بجہت خطا در اجتہاد۔

لیکن جس طرح سے کہ انکا خروج ثابت ہے اسی طرح سے انکی توبہ اور ندامت اور رجوع بھی ثابت ہے۔ برخلاف ان امور کے امیر معاویہ بقولے پانچ سال اور بقولے چار سال تک جناب امیر سے جنگ کرتے رہے اور اپنی خطا پر مصر رہے۔ چنانچہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں محارب معاویۃ علیا خمس سنین

وقال ابو عمر صوابا انہ لبح سنین یعنے جناب امیر علیہ السلام سے امیر معاویہ پانچ سال تک لڑتے رہے ابو عمر کہتے ہیں
ٹھیک بات یہ ہے کہ چار سال تک لڑتے رہیں۔
بلکہ مخالفت ہی پر مصر نہیں رہے تسخیر بلاد اور دعوی خلافت کو منظور نظر رکھکر۔ امیر علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ
سے کبیر الروم کو نذر دیکر صلح کرلی۔

اگر امیر معاویہ کو انتزاع خلافت مدنظر نہیں تھا تو محمد بن ابی بکر جناب امیرؑ کے عامل سے مصر کو کیوں چھین لیا تھا
بعض لوگ بمقابل جناب امیر علیہ السلام کے امیر معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں اور ان کے مناقب
اصحاب جمل کے مناقب کے ہم پلہ ٹھہرائے جاتے رہیں لیکن اصحاب جمل کے مناقب مشتبہ اور امیر معاویہ کے مناقب
غیر مشتبہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عفت پر قرآن ناطق ہے حضرت
طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل متواترات سے مسلم اور مثبوت ہیں۔ امیر معاویہؓ کے فضائل و مناقب کا یہ حال
ہے کہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں وگفتہ اند محدثان ثابت نشدہ در
فضل معاویہ حدیثے امام ابو عبدالرحمن بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما اعرف لہ فضیلۃ
الا لا اشبع اللہ بطنہ یعنے میں امیر معاویہ کی فضیلت بجز اسکے نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا ہے خدا اس
کے پیٹ کو نہ بھرے۔ دوسرے مقام پر مقولہ اما یرضی معاویۃ ان یخرج راسا براس ان پر لاتے ہیں یعنی
معاویہ اس پر راضی نہیں کہ سر بسر نجات پاجائے قال محمد بن اسحاق الاصبہانی سمعت مشائخنا بمصر
یقولون ان ابا عبدالرحمن النسائی فارق مصر فی اخر عمرہ وخرج الی دمشق فسئل عن معاویۃ وما
روی من فضلہ فقال اما یرضی معاویۃ ان یخرج راسا براس حتی یفضل فی روایۃ ما اعرف لہ
فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ (وفیات الاعیان لابن خلکان ومراۃ الجنان للامام عبداللہ الیافعی)
محمد بن اسحاق الاصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخوں کی زبان سے سنا ہے کہ امام ابو عبدالرحمن
النسائی علیہ الرحمۃ اپنی آخر عمر میں مصر کو چھوڑ کر دمشق چلے گئے وہاں کے لوگوں نے ان سے امیر معاویہ کے
فضائل و مناقب کی نسبت پوچھا امام نسائی نے جواب دیا۔ کہا امیر معاویہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ رو برو
نجات ہی پاجائیں کہ ان کے فضائل کو بیان کیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ امام نسائی نے فرمایا مجھے
انکی کوئی فضیلت معلوم نہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اسکے پیٹ کو نہ بھرے
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعث معاویۃ لیکتب فقیل لہ انہ یاکل
فقال صلے اللہ علیہ وسلم لا اشبع اللہ بطنہ (اخرجہ ابو داود الطیالسی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو معاویہ کے بلانے کیلئے بھیجا وہ کہہ آیا کہ

لگا وہ کھانا کھا رہے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا خدا اسکے پیٹ کو پر نہ کرے۔
بعض اشخاص انکی فضیلت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کاتب الوحی تھے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر کتابت وحی سے کسی قسم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو وہ مروان بن الحکم کے لیے بھی ثابت ہوسکتی ہے۔
لیکن امیر معاویہ کے کاتب الوحی ہونے میں بھی محدثین کا اختلاف ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث الدہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں واما معاویۃ بن ابی سفیان کنیت کردہ میشود بابی عبدالرحمن یکے از جملہ است کہ مینوشت برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعضے گویند نوشت وحی، صاحب جامع الاصول میگوید کتابت نشد است در مواہب لدنیہ میگوید و مشہور است بکتابت وحی و بعضے گویند وی نمینوشت وحی را بلکہ مینوشت کتب و مناشیر را۔
باسوا اسکے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت زیادہ تر جامع القرآن ہونیکی وجہ سے ہے۔ جس کا ثواب انکو تا بروز قیامت ہوتا رہیگا اور جس قدر کہ دنیا میں لوگ قرآن شریف پڑھنے والے ہیں یا ہوتے چلے آئے ہیں یا ہوتے رہیں گے ان کے پڑھنے پڑھانیکا ثواب حضرت عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں ثبت ہو رہے گا۔
(وجہ چہارم) اگر امیر معاویہ عاصی اور باغی ہوتے تو جناب امام حسن مجتبی علیہ التحیۃ والثنا کیوں خلافت انکی سپرد فرماتے۔
لیکن یہ وہم بھی بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ امارت عامہ کی تفویض ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنے سے جو پیشتر باغی رہ چکا ہو۔ اور پھر تائب ہوکر کتاب سنت اور سیرت شیخین کے اتباع کا عہد کرتا ہو۔ کوئی اعتراض جناب امام حسن علیہ السلام کے خدام کی طرف عائد نہیں ہوسکتا۔ جناب امام نے جو عہد کہ امیر معاویہ سے تفویض امارت کے وقت لیا ہے وہ سابقہ اعمال سے بمنزلہ توبہ کے تصور کیا جاسکتا ہے۔
لیکن جناب امام کی امارت عامہ تفویض کرنے سے امیر معاویہ کا سابقہ امور میں محفوظ عن الخطا ہونا کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا۔
اسکی ٹھیک مثال ایسے ہے کہ ایک گاؤں کے مالک نے غلہ کا انبار مساکین پر خیرات کرنے کے لئے جمع کیا ہو۔ ایک رہزنوں کا سردار اسے غارت کرنا چاہے مالک اسکی حفاظت کے واسطے اس سے جنگ کرے۔ پھر ایک مدت کے بعد مالک فوت ہوجائے۔ اور اس کا بیٹا ان رہزنوں کے سردار سے یہ عہد لیکر وہ غلہ کا انبار اسکے سپرد کردے۔ کہ یہ غلہ ہم اس شرط سے تمہارے سپرد کرتے ہیں کہ تم مساکین پر خرچ کیا کرو۔ اور اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس تفویض سے فتنہ وفساد

فرد ہو جائے اور خون ریزی مٹ جائے۔ تو اس سے نہ اس غلہ کے مالک کی نسبت جو ان غارتگروں سے حفاظت غلہ کے لئے جنگ کرتا تھا کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور نہ اس مالک کے بیٹے پر جس نے یہ عہد لیکر غلہ ان رہزنوں کے سپرد کر دیا ہے اور غلہ کی حفاظت سے نہ اپنا ہی پیچھا چھڑایا ہے۔ بلکہ ایک خلق خدا کو ناحق کے کشت و خون سے بچایا ہے۔

اور نہ ان رہزنوں کا افسر جس زمانہ تک کہ غلہ اسکی تفویض نہیں ہوا تھا اور وہ اس میں بیجا تصرف کرنا چاہتا تھا اعتراض سے بچ سکتا ہے۔

البتہ اگر اس عہد کے بعد وہ اپنے قول و فعل میں صادق نکلے اور غلہ کو عہد کے موافق مساکین پر منقسم کر رہا ہے تو یہ خیال کیا جائیگا کہ اس نے اپنے اعمال سابقہ سے توبہ کی ہے اور اب اسکو غلہ میں تصرف کرنا جائز ہو گیا ہے اگر پھر وہ راہزن یا اس کا جانشین عہد سے انحراف کر کے شرائط کو پورا نہ کرے تو پھر عاصی متصور ہوگا اور اس کے ساتھ اس عہد گیرندہ یا اسکے جانشین پر جہاد واجب ہو جائیگا۔

چنانچہ اسی بنا پر جناب امام حسین علیہ السلام نے امیر معاویہ کے جانشین یزید پلید کو جبکہ وہ شرب خمر کرنے لگا اور حقوق الناس میں اور حدود اللہ سے تجاوز کر کے بہن اور بھائی کی شادی کا مجوز ٹھہر نے لگا تو متنبہ کرنا چاہا تھا۔ اور حضرت امام علیہ السلام اس خروج میں محق تھے۔ کیونکہ خلافت دراصل انہیں کا حق تھا۔

رساتواں وہم) جب جناب امام حسن علیہ السلام خلافت کو ترک کرنا چاہتے تھے۔ تو امیر معاویہ کو تفویض خلافت کے لئے کیوں انتخاب کیا تھا۔ اور خلافت کسی دوسرے کو کیوں سپرد نہیں فرمائی تھی۔ جناب امام کے اس انتخاب سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اپنے عہد میں افاضل صحابہ میں سے ہونگے جنکی وجہ سے جناب امام نے خلافت انکے سپرد فرمائی ورنہ حضرت امام کسی دوسرے کو اس منصب کے لئے منتخب فرماتے۔

یہ وہم بھی عدم تتبع کتب سیر و تواریخ سے ناشی ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت کے وقت امیر معاویہ کو امارت عامہ اس وجہ سے سپرد فرمائی تھی اور دوسرے کو اس لئے منتخب نہیں کیا تھا کہ بغیر اس کے خون ریزی کا انسداد محال تھا۔ اگر جناب امام حسن کسی اور صحابی کو امارت سپرد فرماتے۔ تو ضرور امیر معاویہ ان سے بھی وہی معاملہ کرتے جو جناب امیر علیہ السلام سے کیا تھا۔

اسکے ماسوا خلافت راشدہ کا زمانہ منقضی ہو چکا تھا۔ اب ملکات عضوضہ کے عہد کی صبح نمودار ہونیوالی تھی بجز امیر معاویہ کے اور کوئی صحابی اسکو پسند نہیں کرتا تھا بلحاظ اعط القوس باریہا جناب امام نے امیر معاویہ ہی کو اس منصب کے لائق سمجھا اور جس امر کے لئے وہ برسوں سے کشت و خون کر رہے تھے ان کے حسب منشاء انہی کے سپرد کیا۔

اب رہا یہ امر کہ امیر معاویہ تفویض امارت کے بعد بھی امام ہوئے ہیں یا نہیں اسکی نسبت اہل سنت جماعت میں باہم اختلاف ہے فخر الاسلام حسن بزدوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اما بعد موت علی معاویہ فقد صار اماما قال بعض اهل السنة والجماعة صار اماما وقال بعضهم لم یصر اماما انه لم یکن افضل الصحابة بعد علی بل کان من الصحابة یومئذ هو افضل منه بکثیر فی النسب والعلم والتقوی والشجاعة وکان احد من الصحابة لم یره امام حق ولم یعقد له الامامة ومعاویة ما کان من جملة الخلفاء ولکن کان من جملة الملوک یعنے جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی امیر معاویہ امام ہوئے ہیں یا نہیں بعض اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ امام ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوئے لیکن ان لوگوں کے قول کی وجہ کہ جو کہتے ہیں کہ امام نہیں ہوئے یہ ہے کہ امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کی وفات کے بعد اس وقت کے موجودہ اصحاب سے افضل نہیں تھے بلکہ اس وقت اکثر ایسے اصحاب موجود تھے جو نسب اور علم اور تقوی اور شجاعت میں امیر معاویہ سے بدرجہا افضل تھے اور امیر معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں میں سے تھے اس لئے کسی صحابی نے ان کو امام نہیں روایت کیا اور ان پر امامت کا عقد نہیں ہوا۔

اسی واسطے اہل علم امیر معاویہ کو خلفاء میں سے نہیں شمار کرتے بلکہ ملوک میں سمجھتے چلے آئے ہیں تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین السیوطی ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مصنف سے نقل کرتے ہیں عن سعید بن جمھان قال قلت لسفینة ان بنی امیة یزعمون ان الخلافة منهم قال کذبوا بنو الزرقاء بل هم ملوک من اشد الملوک واول الملوک معاویة یعنے سعید بن جمہان کہتے ہیں میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بنی امیہ اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہیں وہ کہنے لگے یہ کنجی عورت کے جنے جھوٹ بکتے ہیں یہ لوگ سخت ترین بادشاہوں میں سے ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے۔

فخر الاسلام بزدوی رحمتہ اللہ علیہ المیسر میں لکھتے ہیں ومعاویة ما کان من جملة الخلفاء ولکن کان من جملة الملوک علی ما روینا عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انه قال الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم یعود ملکا عضوضا وقد تم ثلاثون سنة بعلی (انتہی کلامہ) یعنے معاویہ خلفاء میں سے نہیں تھے بلکہ ملوک میں سے تھے بدلیل اس حدیث کے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی پھر ایک درندہ بادشاہی ہوگی۔ اور تیس برس جناب امیر علیہ السلام تک پورے ہو چکے تھے۔

(آٹھواں وہم) سواد اعظم اہل سنت جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خطا خطائی الاجتہاد ہے۔ اور وہ اس میں معذور بلکہ ماجور اور مصاب تھے بسبب برخلاف خطائے منکر کا قائل ہونا انکو باغی اور عاصی قرار دینا خارق سواد اعظم تھا ہے ہو من شذ شذ فی النار کے زمرہ میں داخل ہونا ہے۔

یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے جو اہل صفین کی براءت پر پیش کی جاتی ہے لیکن اس میں بوجوہ متعددہ نظر ہے۔
(الف) اگر غور کیا جاوے تو یہی دلیل امیر معاویہ اور انکے متبعین پر منقلب ہوتی ہے کیونکہ جناب امیرؑ کی خلافت کا انعقاد اہل حل و عقد کے اتفاق سے ہوا ہے اور حضرت امیرؑ نے اہل صفین کے مقابلہ میں اسی دلیل کو پیش بھی کیا تھا۔ امیر معاویہ کی شرکت میں چند صحابہ جن کی تعداد جمع قلت سے تجاوز نہیں کرتی اہل شام کے نو مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ دجن کے امور دین میں ماہر ہونے کی نسبت مسعودی علیہ الرحمۃ نے مروج الذہب میں ایک مضحکہ کی حکایت لکھی جو ہدیۂ ناظرین ہے قال رجل من اخواننا من اهل العلم کنا فی دمشق الشام نبحث عن معاویۃ وعلی وکان قوم من العامۃ یاتون فیستمعون منا فقال لی ذات یوم بعضهم وکان اعقلهم واکبرهم لحیۃ کم تطنبون فی علی ومعاویۃ فقلت ما تقول فی ذلک قال من ترید قلت علی ما تقول فیہ قال الیس هو ابو فاطمۃ قلت ومن کانت الفاطمۃ قال امرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنت عائشۃ اخت معاویۃ قلت فما کانت قصۃ علی قال قتل غزاۃ حنین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے اہل علم بھائیوں میں سے ایک شخص ذکر کرتا ہے کہ ہم دمشق الشام میں جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کی نسبت بحث کیا کرتے تھے عوام الناس شامی ہمارے گفتگو سنا کرتے تھے ایک روز ان میں سے ایک لانبی ڈاڑھی والا جوان میں نہایت عقلمند سمجھا جاتا تھا آکر ہم سے کہنے لگا کب تک تم علی اور معاویہ کے جھگڑے کو طول دو گے میں نے کہا تیری اس میں کیا رائے ہے کہنے لگا تو کس کی نسبت پوچھتا ہے میں نے کہا علی کی نسبت کہنے لگا وہی علی جو فاطمہ کے باپ تھے میں نے کہا فاطمہ کون تھیں کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی معاویہ کی بہن میں نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ علی کا قصہ کیا ہے وہ بولا غزوہ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا) اس سواد اعظم کے خارق متصور نہیں کیے جاتے کہ جس پر تمام افاضل صحابہ اور مہاجرین و انصار اہل حل و عقد کا اجماع ہو چکا تھا۔ پس وہ اہل سنت و جماعت کا گروہ جو امیر معاویہ کے خطائے منکر کے قائل ہیں کیونکر سواد اعظم کے خارق تصور کیے جا سکتے ہیں۔

جبکہ اہل صفین کے دہن پر صحابہ کرام و اہل بیت عظام و انصار مدینہ کے سواد اعظم (کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماع درحقیقت انہیں کے اتفاق آراء سے مراد ہے) کی مخالفت سے کسی قسم کا دھبہ نہیں لگتا پس اگر کوئی شخص بعض کتب مشہورہ کے برخلاف اہل صفین کی معذوری کو نہ تسلیم کرے اور بقول مولانا جامی علیہ الرحمۃ "اختلافی کہ داشت با حیدر۔ در خلافت صحابی دگر۔ حق در آنجا بدست حیدر بود۔ جنگ با او خطائی منکر بود" کا قائل ہو تو اس کو کیوں خارق اجماع کہا جا سکتا ہے۔

(ب) یہ حجت خطابیات کی قسم سے ہے نہ برہانیات سے۔ ایسے دلائل اقناعیات پر اکتفا کر لینا اثبات حجت

سے عجز کی دلیل ہے۔ اس سے مخالفین کی زبان طعن کشادہ ہوتی ہے اہل سنت و جماعت کے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے ایسے دعوی بے دلیل اور امر خلاف ہدایت پر اتفاق کر لیا ہے تو ان کے دوسرے دلائل اور معتقدات مسلمہ بھی اسی قبیل سے ہوں گے

(۴) اگر اتباع سواد اعظم سے صرف اتباع کثرت ارا مراد ہے تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہیں ورنہ حنبلی المذہب جن کی بمقابلہ احناف کے نہایت قلت کے ساتھ اسلامی دنیا میں آباد ہے من شذ شذ فی النار کے مورد سمجھے جاتے۔

سواد اعظم سے اجتماع امت مراد ہے اس مبحث میں چند علما کے اقوال نقل کرنے سے اجماع ثابت نہیں ہوتا بلکہ اگر تلاش کیا جائے تو صحابہ کی جماعت سے کسی صاحب کا پتہ نہیں ملتا کہ اس نے اہل صفین کی براءت پر کسی قسم کا اشارہ بھی کیا ہو۔ بلکہ جناب امیرؑ کے ساتھ سب صحابہ کرام کی شرکت اور اہل صفین کے مقابلہ کرنے سے بھی متبادر ہوتا ہے کہ سب بزرگوار رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ وقت کے ساتھ ان کی مخالفت کو بغاوت اور اس بغاوت کو عصیان سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب جانتے تھے۔

اس کے ماسوا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت نے ان کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یاد دلایا تھا جس سے وہ یقیناً اہل صفین کو خاطی، باغی، عاصی سمجھتے تھے اور ان کو ایسا سمجھنے میں بمعیت امام وقت انہوں نے اجماع کر لیا تھا۔ اور ان کا اجماع تقتلک الفئۃ الباغیۃ سے منصوص تھا۔

احادیث متعلق شہادت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۱) عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی واحمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہ تحقیق، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۲) عن ام سلمۃ قالت لما کان یوم الخندق وھو یعطیھم اللبن وقد اغبر شعر صدرہ قالت فواللہ ما نسیت وھو یقول اللھم ان الخیر خیر الآخرۃ + فاغفر للانصار والمھاجرۃ + وقالت جاء عمار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا کر دیتے تھے اور آپ کے سینہ اقدس کے بال مبارک غبار آلودہ ہو گئے تھے جناب ام سلمہ فرماتی ہیں واللہ مجھے اب تک یاد ہے

کہ حضرت فرما رہے تھے کہ بہ تحقیق آخرت ہی کی نیکی ہے اے پروردگار تو انصار مہاجرین کو بخش دی اتنے میں عمار آئے حضرت نے ان سے فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل عمار و سالبہ فی النار (اخرجہ الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمار کا قاتل اور ان کو برا کہنے والا دوزخ میں ہوگا۔

(۴) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حدثنی من هو خیر منی ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلك الفئة الباغیة (اخرجہ النسائی) ابو سعید رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ مجھ سے اس نے بیان کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

(۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کنا نعمر المسجد وکنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتین لبنتین فراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینفض التراب عن راس عمار وهو یقول یا عمار الا تحمل کما یحملون اصحابك قال انی ارید الاجر من اللہ قال فجعل ینفض التراب عنہ وهو یقول یا عمار تقتلك الفئة الباغیة (اخرجہ الخوارزمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مسجد نبوی کی تعمیر کر رہے تھے ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا آپ عمار کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا تم کیوں اپنے دوستوں کی طرح سے ایک ایک اینٹ نہیں اٹھاتے عمار نے عرض کیا میں خدا سے اجرت چاہتا ہوں حضرتؐ نے ان کے سر سے مٹی جھاڑ کر فرمایا اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال هؤلاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالبؑ معه یقتل عمار ابن یاسر (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے حکم دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لیے تو حکم دیا ہے مگر کس کی معیت میں فرمایا علی بن ابی طالب کی معیت میں اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر بھی قتل ہوں گے۔

(۷) عن حبة العرنی قال قلت لحذیفة بن الیمان رضی اللہ عنہ حدثنا فانا نخاف الفتن فقال علیکم بالفئة التی فیها ابن سمیة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تقتله الفئة الباغیة

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حبہ بن عرنی ناقل ہیں کہ میں نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں کچھ بتا دو کیونکہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں وہ کہنے لگے تم کو لازم ہے کہ اس گروہ کے ساتھ رہو جس میں سمیہ یعنی عمار بن یاسر ہیں کیونکہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہے کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

(۸) عن حبۃ العرنی قال شہد خزیمۃ فی الجمل وھو لا یسل سیفہ وشہد صفین وقال لا اصلی ابدا حتے یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ قال فلما قتل عمار قال خزیمۃ قد ظہرت لی الضلالۃ ثم اقترب فقاتل حتی قتل (اخرجہ الخوارزمی) حبۃ العرنی نقل کرتے ہیں کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ جمل میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے نیام سے شمشیر نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں کبھی تلوار نیام سے باہر نہیں نکالوں گا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں پھر میں دیکھوں گا کہ کون ان کو شہید کرتا ہے میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انکو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا جب عمار شہید ہو گئے خزیمہ کہنے لگے اب مجھے گمراہی ظاہر ہو گئی ہے پھر بڑھ کر لڑے اور شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۹) عن محمد بن عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت قال شہد خزیمۃ الجمل وھو لا یسل سیفا وشہد صفین ولم یقاتل وقال لا اقاتل حتی یقتل عمار فانظر من یقتلہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فلما قتل عمار قال خزیمۃ قد ظہرت لی الضلالۃ ثم تقدم فقاتل حتی قتل (اخرجہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ واحمد) عمار بن خزیمہ بن ثابت الانصاری سے منقول ہے کہ خزیمہ جمل میں حاضر تھے لیکن انہوں نے اپنی تلوار نہ نکالی اور پھر صفین میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میں نہیں لڑونگا جب تک کہ عمار شہید نہ ہو جائیں میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کو کون شہید کرتا ہے کیونکہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا جب عمار شہید ہو گئے خزیمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اب گمراہی کا مجھ پر اظہار ہو گیا ہے پھر خزیمہ بڑھے اور لڑائی کی اور قتل ہو گئے۔

(۱۰) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ستقاتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق فمن لا ینصرک فلیس منی (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی عنقریب تو باغیوں کے گروہ سے لڑیگا اور تو حق پر ہوگا جو تیری مدد نہیں کریگا مجھ سے نہیں ہے۔

(۱۱) عن ابی عبد الرحمن قال شہدنا صفین مع علی فرأیت عمار بن یاسر لا یأخذ فی ناحیۃ ولا واد من اودیۃ صفین الا رأیت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتبعونہ کانہ علم لہم (اخرجہ ابن الاثیر

فی اسد الغابۃ) ابوعبدالرحمٰن ناقل ہیں کہ میں صفین میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
صفین کے کسی میدان کیطرف نہیں جاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کے ساتھ نہیں
ہوتے تھے گویا کہ وہ ان کے لیے بمنزلہ ایک نشان کے تھے۔

(۱۲) عن ابی البختری قال قال عمار بن یاسر یوم صفین ائتونی فاتی بشربة لبن فقال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اخر شربة تشربها من الدنیا شربة ومشربها وقال ابوعبدالرحمٰن قال عمار الیوم القی الاحبة
محمدا وحزبه وقال لما قتل ادفنونی فی ثیابی (اسد الغابہ) ابی البختری سے منقول ہے کہ صفین کے روز
عمار بن یاسر کہنے لگے مجھے کچھ پلاؤ پس ان کے پاس پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا عمار کہنے لگے بہ تحقیق جناب
رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیرا آخری شربت جو دنیا سے پیے گا دودھ ہوگا پس عمار نے پی لیا اور
ابوعبدالرحمٰن ناقل ہے کہ اس وقت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا آج عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گروہ سے ملاقات کرینگے
اور جب وہ شہید ہونے کو تھے کہنے لگے مجھے میرے کپڑے ہی میں دفن کرنا تاکہ قیامت میں بھی انہیں کپڑوں میں جھگڑونگا

تنبیہ: قال ابن الاثیر کان عمار یومئذ اربعا وتسعین سنة وقیل ثلاث وتسعون وقیل احدی
وتسعون۔ ابن الاثیر اسد الغابہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر اس روز چورانویں برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں
ترانویں برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں اکانویں برس کی تھے۔

وقد اختلف فی قاتله فقیل قتله ابو الغادیه المزنی وقیل الجهنی طعنه فسقط فلما وقع رکب علیه اخر فاحتز
رأسه فاقبلا یختصمان کل واحد منهما یقول انا قتلته فقال عمرو بن العاص واللہ ان یختصمان الا فی النار واللہ
لوددت انی مت قبل هذا الیوم بعشرین سنة (اسد الغابہ) اور ان کے قاتل میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ ابو الغادیہ
المزنی نے قتل کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جہنی نے ان کو نیزہ مارا تھا جب وہ گر گئے تو دوسرے ایک شخص نے ان پر چڑھ کر انکا سر کاٹ
لیا پس وہ دونو جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک ان میں سے یہی دعوی کرتا ہے کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے عمر بن عاص کہنے
لگا واللہ یہ دونوں نہیں جھگڑتے مگر دوزخ میں گرنیکے لیے واللہ میں اگر میں برس اس سے پہلے مرجاتا اچھا سمجھتا تھا

(۱۳) عن عبد اللہ بن الحارث قال انی لسائر مع عبد اللہ بن عمرو یا معاویة اتسمع ما یقول هذا فجد به
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عمار تقتله الفئة الباغیة قال عمرو یا معاویة اتسمع ما یقول هذا فجذبه
فقال نحن قتلناه انما قتله من جاء به (اخرجه احمد والنسائی) عبداللہ بن الحارث کہتا ہے کہ میں عبداللہ بن
عمرو بن العاص کے ساتھ سفر میں تھا عبداللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کی نسبت
فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اس کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے
معاویہ نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا ہم نے قتل کیا ہے اس نے قتل کیا ہے جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا۔

(۱۴) عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال لابیہ حین قتل عمار وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال فقال عمرو لمعاویۃ اتسمع ما یقول عبد اللہ فقال انما قتلہ من جاء بہ فسمعہ اہل الشام فقالوا انما قتلہ من جاء بہ فبلغت علیا فقال یکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل حمزۃ لانہ جاء بہ (اخرجہ الخوارزمی) عبد اللہ بن عمرو بن العاص اپنے باپ سے کہنے لگا جبکہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے جو کچھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا فرما دیا ہے عمرو بن العاص معاویہ سے کہنے لگا سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے معاویہ کہنے لگا کیا ہم نے عمار کو مارا ہے اس شخص نے مارا جو اسکو اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ بات شامیوں نے سنی وہ بھی یہی کہنے لگ گئے کہ عمار کو اس نے قتل کیا جو اسے اپنے ساتھ لایا تھا جبکہ جناب امیر نے یہ بات سنی فرمایا پس حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے کیونکہ حضرت ہی ان کو لڑائی کے لیے لے گئے تھے۔

(۱۵) عن علقمۃ والاسود قال اتینا ابا ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ عند منصرفہ عن صفین فقلنا یا ابا ایوب ان اللہ اکرمک بنزول محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک والمجیئ ناقتہ تفضلا من اللہ واکراما لک حتی اناخت علی بابک دون الناس ثم جئت بسیفک علی عاتقک تضرب اہل لا الہ الا اللہ فقال یا ہذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنا بقتال ثلاث مع علی الناکثین والقاسطین والمارقین فاما الناکثون فقد قاتلناہم وہم اہل الجمل والقاسطون فہذا منصرفنا من عندہم والمارقون فہم اہل الطرفاء والنخیلات واہل النہروان واللہ ما ادری این ہم ولکن لابد من قتالہم ان شاء اللہ قال وکان فی بیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس فی البیت غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جالس عن یمینہ وانا عن یسارہ وانس قائم بین یدیہ اذ تحرک الباب فقال صلی اللہ علیہ وسلم انظر یا انس من فی الباب فخرج انس فقال ہذا عمار بن یاسر فقال افتح لعمار الطیب المطیب ففتح انس ودخل عمار فسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال انہ سیکون من بعدی فی امتی فتنۃ حتی یختلف السیف فیما بینہم وحتی یقتل بعضہم بعضا فاذا رأیت یا عمار ذلک فعلیک بہذا الاصلع وان سلک الناس علی وادیا فاسلک وادی علی ان علیا لا یردک عن ہدی ولا یدلک علی ردی یا عمار طاعۃ علی طاعتی وطاعتی طاعۃ اللہ یا عمار من تقلد سیفا اعان بہ علیا علی عدوہ قلدہ اللہ تعالی یوم القیامۃ وشاحین من در ومن تقلد سیفا اعان بہ عدو علی قلدہ اللہ یوم القیامۃ وشاحین من نار (اخرجہ احمد وابن عساکر وزاد الخوارزمی یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق والحق معک) علقمہ اور اسود کہتے ہیں جب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے ہم ان کے ملنے کو گئے ہم نے ان سے کہا اے ابو ایوب بیشک آپ کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرفروش ہو

سے پروردگار نے آپ پر بڑا کرم کیا اور دوسروں کے گھر کے سوا حضرت کی اونٹنی آپ کے دروازہ پر بیٹھ گئی یہ خدا
کا خاص فضل تھا آپ کے لئے اب آپ کلمہ کہنے والوں کے قتل کے لئے کندھے پر تلوار رکھکر آئے ہیں۔ ابو ایوب
کہنے لگے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو بیعت جناب امیرؑ ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے ساتھ
جنگ کرنے کے لئے فرمایا تھا ناکثین اصحاب جمل ہیں اور قاسطین یہ ہماری واپسی انکے پاس سے اور
مارقین اہل طرفا اور نخیل اور اہل نہروان ہیں واللہ نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہیں لیکن انشاء اللہ انکے
ساتھ بھی جنگ کرنا ضروری ہے۔ پھر ابو ایوب کہنے لگے کہ میرے گھر میں حضرتؐ رونق افروز تھے اور علیؑ داہنے
طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میں بائیں طرف تھا انس سامنے کھڑے تھے ناگہاں دروازہ ہلا حضرتؐ نے فرمایا
اے انس دیکھو دروازہ پر کون ہے انس باہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمار بن یاسرؓ ہیں حضرتؐ نے فرمایا
عمار پاک اور پاکیزہ کرنیوالے کے لئے دروازہ کھولدے۔ عمار نے حاضر ہو کر حضرتؐ سے سلام عرض کیا حضرتؐ نے جواب
سلام اور مرحبا کہکر فرمایا اے عمار عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا یہانتک کہ لوگوں میں تلوار چل جائیگی
اور ایک دوسرے کو قتل کریگا اے عمار جب تو لوگوں کو دیکھے کہ اپنا اپنا راستہ چل رہے ہیں تجھے لازم ہے
کہ اس اصلع یعنے جناب امیرؑ کا ساتھ اختیار کرے۔ علی تجھے ہدایت سے نہیں پھیریگا اور برائی کی
طرف رہنمائی نہیں کریگا اے عمار علی کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے
اے عمار اگر کوئی شمشیر اس لئے حمائل کرے کہ اس سے علی کی اعانت کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے
موتیوں کی حمائل پہنائیگا اور اگر کوئی اس لئے شمشیر حمائل کرے کہ اس سے علی کے دشمنوں کی مدد کرے تو قیامت
کے روز اللہ تعالیٰ آگ کی حمائل اسکی گردن میں ڈالیگا۔ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں الفاظ
اور زیادہ روایت کئے ہیں کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا اور تو حق کیساتھ اور حق تیرے ساتھ ہوگا

(۲۲) عن عبد اللہ بن حبیب قال اخبرنی ابی قال قال ابن عمر حین حضرہ الموت ما اجد فی نفسی من الدنیا
الا انی لم اقاتل الفئۃ الباغیۃ (اسد الغابہ) عبد اللہ بن حبیب کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان
کیا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ کی وفات کا وقت آیا کہنے لگے مجھے دنیا کی کوئی حسرت باقی نہیں
مگر یہ کہ میں باغی گروہ کے ساتھ نہیں لڑا۔

(۲۳) عن الاسود بن مسعود بن حنظلۃ بن خویلد قال کنت عند معاویۃ فاتاہ رجلان یختصمان فی
راس عمار یقول کل واحد منہما انا قتلتہ فقال عبد اللہ بن عمرو لیطب بہ احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ (اخرجہ النسائی) اسود بن مسعود بن
حنظلہ بن خویلد ناقل ہے کہ میں معاویہ کے پاس موجود تھا کہ دو شخص عمار کے سر کے لئے جھگڑتے ہوئے آئے ہر ایک

ان میں بھی کہتا تھا کہ میں نے انکو قتل کیا ہے عبداللہ بن عمرو کہنے لگا تم دونوں میں ہر ایک کو خوش ہونا چاہیئے دوسرے دوست کی ذلت پر کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عمار کو فرماتے رہے سنے کہ اے عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔

قال الامام ابوالمعالی فی کتاب الارشاد حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ ہو من اثبت الاخبار امام ابوالمعالی کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں کہ حدیث تقتلک الفئۃ الباغیہ نہایت ثابت شدہ احادیث میں سے ہے

قال العلامۃ ابن عبدالبر فی الاستیعاب تواترت الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ وھذہ اخبارہ بالغیب اعلام نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو من اصح الاحادیث علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں لکھتے ہیں متواتر حدیثیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے عمار کو باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ اور یہ حضرت کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے اور نہایت صحیح احادیث میں سے ہے

(تنبیہ) بعض متاخرین نے جو باغی کی ایک طویل لا طائل تاویل کی ہے اس پر ہنسی آتی ہے صحابہ کرام کو ہرگز اس کا خیال تک بھی نہیں تھا۔

ابن طلحۃ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مطالب السئول میں لکھتے ہیں قیل معاویۃ کان من کتاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وکان خال المؤمنین فکیف یحکم علیہ علی من معہ بکونہم بقتال علی بغاۃ فی فعلہم جائرین عن سنن الصواب بقصدہم قاصدین بما ارتکبوہ من فعلہم البغی فی زمرۃ الخارجین عن طاعۃ ربہم فان الحکم علیہم بصفۃ البغی ولوازمہا ومنہا وانتراء واختراعا بل حکمت بہا تقلید واتباعا فانہ روی الائمۃ الاعیان من المحدثین فی مسانیدہم الصحاح احادیث متعددۃ صحیحۃ واحد منہم حدیثہ بسندہ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لعمار بن یاسر تقتلک الفئۃ الباغیۃ وھذہ الاحادیث لا خطل فی اسنادہا ولا اضطراب فی متونہا فثبت بہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصف الفئۃ القاتلۃ عمارا بکونہا باغیۃ وصفۃ البغی لا ینفک عنہا وھی لازمہا والبغی عبارۃ عن الظلم وقصد الفساد فکل من کان باغیا کان ظالما جائرا وکان قاسطا خارجا عن طاعۃ ربہ فتکون الفئۃ القاتلۃ عمارا متصفۃ بہذہ الصفات بخبر الصادق المصدوق (انتہی کلامہ)

خلاصہ کلام فاضل یہ ہے کہ اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ امیر معاویہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کاتب و ملسلہ کے ماموں تھے تم ان پر اور انکے متبعین پر علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں کس طرح سے بغاوت کا حکم لگاتے ہو کہ وہ اپنے فعل میں راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصداً بغاوت کے مرتکب اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالوں کے گروہ میں داخل ہونیوالے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے ان پر بغاوت کی وضع

اور اسکے لوازمات کا حکم بناوٹ اور جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑ کر نہیں بلکہ میں نے یہ حکم بوجہ نقل اور اتباع
کے کیا ہے۔ جس کو محدثین میں سے مشہور ائمہ نے اپنی صحیح مسندوں میں متعدد حدیثوں کے درمیان روایت کیا
ہے اور ہر ایک ان میں سے اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے کہ عمار کو فرمایا تھا تجھے
باغیوں کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیثیں ہیں کہ جنکی اسناد میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہے اور ان احادیث کے متون
میں بھی کسی قسم کا اضطراب نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت نے عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے گروہ کا وصف باغی ہونیکے
ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس گروہ کیلئے یہ صفت لازم ہے اور بغاوت
کے معنے ظلم اور کثرت فساد کے ہیں پس جو شخص کہ باغی ہے وہ ظالم اور جابر اور عدل سے تجاوز کرنیوالا ہے
اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالا ہے پس عمار کے قتل کرنیوالوں کا گروہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے
کے مطابق ان صفات کے ساتھ متصف ٹھہرا۔

بعض علماء کا قول ہے کہ اہل صفین میں سے جو اشخاص کہ وصف صحابیت رکھتے تھے انکے ان افعال سے اغماض بہتر ہے
کیونکہ وہ لوگ اگرچہ باطل پر تھے لیکن اس فعل میں متاول تھے یعنے انکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا
ورنہ وہ ہرگز ایسا ارتکاب نہ کرتے چنانچہ علامہ بغوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وکان علی علی الحق ومعاویۃ علی
الباطل الا انہ کان متاولا ای غیر عالما ببطلانہ فیما یفعل یعنے جناب امیر حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر
تھا مگر اپنے فعل میں تاویل کرنیوالا تھا یعنے اسکو اپنے بطلان کا علم نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ہرگز سمجھ میں نہیں آتی کہ جب جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور امیر معاویہ کو بھی
معلوم ہوا کہ انکی شہادت ہمارے گروہ کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہے اور انکے قاتلوں کی نسبت حضرت نے فرقہ
باغیہ کا حکم لگایا ہے۔ جس کا کہ خود انکو بھی علم حاصل ہو گیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پھر کونسی
ایسی تاویل تھی جو ان کو اس جنگ پر مجبور کر رہی تھی۔

اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شاید ان کو جناب عمار کی شہادت کی خبر نہ ملی ہو یا اسکے متعلق جس قدر کہ احادیث
وارد ہوئی ہیں ان سے ان کو علم نہ حاصل ہوا ہو۔

لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے انکو ان احادیث کا بخوبی علم تھا۔ امام احمد بن حنبل اور امام نسائی
رحمہما اللہ کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے انکو اس حدیث سے مطلع کر دیا تھا۔
یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس فعل سے اغماض کیا جاتا ہے وہ ہرگز عمل خیر نہیں ہو سکتا کہ جس کا عامل خدا سے اجر پا سکتا ہو
بعض علماء اس محاربت اور مخالفت کو حرام جانتے ہیں شرح مواقف میں میر سید شریف علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وقد ذہب
علیہ الجمہور من ان المخطی قتلۃ عثمان ومحاربوا علی لانہ امام حق فیحرم القتل والمخالفۃ قطعا

الا ان بعضهم کالقاضی ابی بکر ذهب الی ان هذه التخطیة لا یبلغ حد الفسق ومنهم من ذهب الی التفسیق کالشیعة
وکثیر من اصحابنا یعنے جمہور امت اس بات پر متفق ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور جناب امیر علیہ السلام کے
ساتھ جنگ کرنیوالے خطاکار تھے۔ کیونکہ وہ دونوں امام تھے۔ اور ان سے مخالفت کرنا اور لڑنا قطعی حرام تھا
مگر بعض شخص مثل قاضی ابوبکر رضہ کی اس طرف گئے ہیں کہ یہ خطا فسق کی حد تک نہیں پہنچا اور بعض جیسے کہ
شیعہ اور ہم اہل سنت جماعت میں سے بہت سے آدمی اسکے فسق ہونیکے بھی قائل ہیں۔
بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں جناب امیر سے جنگ کرنیوالے نے آخر کار اپنی خطا سے رجوع کیا تھا۔
بعض کہتے ہیں کہ ان کے خطا کی تاویل کرنا چاہیئے۔
بعض علماء انکو اسی اجتہاد میں معذور بلکہ عند اللہ ماجور سمجھتے رہے ہیں۔
پس ایسی صورتوں میں یہ کہنا کہ امیر معاویہ کے خطائی الاجتہاد پر اجماع ہوچکا ہے اور انکے خطائے منکر کے
قائل ہونیوالے کو خارق اجماع قرار دینا نفس الامر کے بالکل برخلاف ہے۔ جو لوگ کہ خطائی الاجتہاد
کے قائل ہوگئے ہیں انکی کثرت صرف اس وجہ سے نظر آتی ہے کہ ان کو مذکورۃ الصدر اوہام میں سے کوئی نہ کوئی
وہم لاحق ہوا ہے جس کی وجہ سے انکو یہ مسلک اختیار کرنا پڑا ہے۔
دوسرے لوگوں نے انکے اقوال کو اس وجہ سے رد نہیں کیا کہ اول تو کوئی غرض دینی اس بحث کے متعلق نہیں
رکھی رہیں ان کو کدکرنا ضروری معلوم ہوتا۔ دوم اس رد و قدح میں بعض لوگوں کے عیوب ظاہر کرنے پڑتے
تھے جن پر کہ صحابیت کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا اس لئے ان لوگوں نے خاموش رہنے کو بحث کرنے پر ترجیح
کیا۔ ان کے بعد انکے اخلاف بغیر اسکے کہ اپنے اسلاف کے مرکوز خاطر کو سمجھتے اسی لکیر کو پیٹتے رہے
اسکے سوا ہم لوگوں کی کتب بینی اس قدر وسیع نہیں اور نہ متقدمین کی کل کتابیں ہم کو دستیاب ہو سکتی
ہیں کہ طبقہ اولیٰ سے علمائے متاخرین تک کے اقوال اس بحث کے متعلق ہماری نگاہوں سے گذرے ہیں
پس کس طرح سے بالجزم یہ کہا جا سکتا ہے کہ کثرت آراء امیر معاویہ رضہ کے خطا فی الاجتہاد کیطرف ہے
معہذا اگر تلاش کیا جائے تو اکثر ایسے محدثین بھی نکلیں گے جنکی رائے خطا فی الاجتہاد ہی کیطرف رجحان
رکھتی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی کتاب الروضۃ الندیۃ شرح التحفۃ العلویۃ میں
لکھتے ہیں ؎ قال النواصب قد اخطا معاویۃ   فی الاجتهاد واخطا فیه صاحبه   والعفو فی ذلک
مرجو لفاعله   وفی اعالی جنان الخلد راکبه   قلنا کذبتم فلم قال النبی لنا   فی النار قاتل
عمار وسالبه   واما دعوی الاجتهاد لمعاویة فی قتاله الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الآخرین
مجتهد فی قتله لعلی کما حکاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه اذا کان من ارتکب هواه و نفق

باطلا امروج بہا مایراہ اجتہاد المریق فی الدنیا مبطل اولا بات امر منکر الا وقد اهبا لہ عذرا ۔ یعنی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ اور انکے دوست سے خطا فی الاجتہاد سرزد ہوا ہے جسکے عمل کے لئے خدا انکے عفو کی امید کیجا سکتی ہے اور جنت خلد کے درجات عالی میں ہوگا ہم کہتے ہیں تم لوگ جھوٹ بکتے ہو اگر تمہارا قول صحیح ہے تو پھر حضرت سے تم یہ کیوں فرماتے تھے کہ عمار کا قاتل اور انکے مقتول ہونیکے بعد انکے ہتھیار لیجانیوالا جہنم میں ہوگا۔ امیر معاویہ کیلئے انکے جنگ کے بارے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسے کہ ابن حزم باوجود اس قدر علم وفضل کے ابن ملجم اشقی الآخرین کو جناب امیرؑ کے قتل میں مجتہد قرار دیتا ہے چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں ابن حزم سے اس بات کو نقل کیا ہے جبکہ کوئی شخص اپنے ہوا وہوس کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور جو چاہے کرے تو جسکو چاہے اجتہاد کہدے ایسی ایسی تاویلات سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں ہوسکتا جسکے لئے عذر نہ گھڑ لیا جائے۔

قال عمر بن مظفر الوردی فی تتمۃ المختصر فی اخبار البشر فیہا ای فی ۱۷۷ھ سبع وسبعین ومائۃ توفی بالکوفۃ ابو عبداللہ شریک بن عبداللہ بن ابی شریک تولی القضاء ایام المہدی ثم عزلہ الہادی کان عالما عادلا کثیر الصواب حاضر الجواب ذکر عندہ معاویۃ بالحلم فقال لیس بحلیم من سفہ الحق وقاتل علیا عمرو بن مظفر الوردی کتاب تتمہ المختصر فی اخبار البشر میں لکھتا ہے کہ قاضی شریک کا ۱۷۷ھ میں انتقال ہوا ہے وہ مہدی باللہ کی خلافت کے زمانہ میں قاضی بغداد تھے نہایت ہی عالم منصف کثیر الصواب حاضر الجواب تھے کسی شخص نے انکے پاس ذکر کیا کہ امیر معاویہ بڑے ہی حلیم تھے وہ کہنے لگے جو شخص کہ حق سے نادان بن جائے اور حضرت علیہ السلام سے جنگ کرے وہ ہرگز حلیم نہیں ہوسکتا۔

امیر معاویہ کو ہم بھی صحابی اور خال مومنین جانتے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے۔ انکے بعض افعال سے دل لرزتا ہے لیکن بلحاظ شرف صحبت کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ان سے خطائے منکر سرزد ہوئی ہے۔ اس محاربہ کے سوا ان سے بعض امور ایسے سرزد ہوئے ہیں کہ جنکے بیان کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے مثلاً جناب امام حسن علیہ السلام جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دلوانا جسکی نسبت علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے قال قتادۃ سم الحسن بن علی سمتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث وقالت طائفۃ کان ذلک بدس معاویۃ یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی علیہ وعلی جدہ السلام کو انکی زوجہ جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا اور ایک طائفہ کا قول ہے کہ یہ زہر دینا معاویہ کی لاگ سے تھا۔

علی ہذا حجر بن عدی جیسے مستجاب الدعوات صحابی کو جنکی نسبت علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں قال احمد قلت لیحیی بن سلیمان ابلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوۃ قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احمد کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر مستجاب الدعوۃ

تھے وہ کہنے لگے ہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سے تھے بیگناہ بھیک اور پیاس سے مروانا۔ چنانچہ علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن ابی سعید المقبری ان معاویۃ حین حج قدم علی عائشۃ فاستاذن علیھا فاذنت لہ فلما قعد قالت لہ یا معاویۃ اما خشیت اللہ فی قتل حجر ابن عدی واصحابہ یعنے سعید بن مقبری سے روایت ہے کہ معاویہ نے جبکہ حج کیا جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور ان سے اذن طلب کیا جناب ام المؤمنین نے اذن عطا فرمایا جب وہ بیٹھ گیا فرمانے لگیں اے معاویہ تجھے حجر بن عدی اور اسکے دوستوں کے قتل کرتے ہیں خدا کا خوف نہ آیا۔

ان کے ماسوا انکے بعض محدثات ایسے ہیں کہ جنکے سننے سے دل سخت بیقرار ہوتا ہے چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کو توڑنا جسکی نسبت علامہ جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں عن سعید بن دینار قال قال معاویۃ انی رأیت منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعصاہ لا یترکان بالمدینۃ وھم قتلۃ عثمان واعداؤہ فلما قدم طلب العصا وھی عند سعد القرظ فجاء ابو ھریرۃ وجابر بن عبد اللہ فقالا ننذکرک اللہ عزوجل ان تفعل ھذا فان ھذا لا یصلح تخرج منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من موضعہ وتخرج عصاہ الی الشام فانقل المسجد فاقصر وزاد فیہ ست درجات فھو الیوم ثمانی درجات فاعتذر للناس مما صنع یعنے سعید بن دینار ناقل ہے کہ امیر معاویہ رضہ نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عصا کو مدینہ میں نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور دشمن ہیں جب عصا کو کہ سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا منگوایا ابوہریرہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما آکر کہنے لگے ہم تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس امر کو مت کر کیونکہ جس مقام پر حضرتؐ نے اپنے منبر مبارک کو نصب فرمایا ہے اس مقام سے ہٹانا اور آپکے عصا مبارک کا شام میں لیجانا اچھا نہیں ہے لیکن معاویہ نے منبر کو توڑ کر اسکے چھ درجے اور بڑھا دیئے اب وہ آجکل آٹھ سیڑھیوں کا ہے، پھر لوگوں کے پاس اپنے اس ارتکاب کا عذر پیش کیا۔

اسی طرح سے لوگوں کا خصی کرانا بھی انہیں کے محدثات میں سے ہے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وفی الاوائل للعسکری قال معاویۃ اول من اتخذ الخصیان لخاص خدمتہ یعنے عسکری کتاب الاوائل میں لکھتے ہیں کہ پہلے اسلام میں جس نے کہ آلت کٹی خصی خواجہ سرا اپنی خدمت خاص کے لئے مقرر کئے وہ امیر معاویہ ہیں۔

علی ہذا برخلاف سیرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسریٰ وقیصر کی سنت پر برخلاف عہدنامہ جناب امام حسن

علیہ السلام اپنے ناخلف یزید پلید کو ولی عہد بنانا اور اسکے لئے بیعت لینا بھی انہی کے محدثات سے ہے۔

اخرجہ البخاری والنسائی وابن ابی حاتم فی تفسیرہ واللفظ لہ من طرق ان مروان خطب بالمدینۃ وھو علی الحجاز من قبل معاویۃ فقال ان امیر المؤمنین قد رای ان یستخلف علیکم ولدہ یزید سنۃ ابی بکر وعمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال سنۃ کسری وقیصر ان ابا بکر وعمر لم یجعل فی اولادھما ولا فی احد من اھل بیتھما امام بخاری اور نسائی اور ابن حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں اور لفظ انہی کے ہیں اپنے طریق کے مروی کئے ہیں کہ مروان نے مدینہ میں خطبہ پڑھا وہ اس وقت معاویہ کیطرف سے حجاز کا عامل تھا کہنے لگا امیر معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد تمہارا خلیفہ بنائے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ قیصر وکسریٰ کی سنت پر کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ اپنی اولاد یا اپنے اہل بیت میں سے نہیں بنایا اگر کوئی یہ کہے کہ گو یزید کتنا ہی برا کیوں نہ ہو لیکن امیر معاویہ کا یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانا حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کے موافق تھا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا۔ البتہ استخلاف فی نفسہ برا نہیں مگر معاویہ حسب عہد نامہ یزید کو اپنے بعد میں خلیفہ بنانے کے مجاز نہیں تھے کیونکہ عہد نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت پھر خاندان نبوت کی طرف عود کرے گی چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں وذکر محمد بن قدامۃ فی کتاب الخوارج بسند قوی الی ابی بصرۃ انہ سمع الحسن بن علی یقول فی خطبتہ عند معاویۃ انی اشترطت علی معاویۃ لنفسی الخلافۃ واخرج ابن ابی خیثمۃ من طریق عبد اللہ بن شوذب قال لما قتل علی سار الحسن بن علی فی اھل العراق ومعاویۃ فی اھل الشام فالتقوا فکرہ الحسن القتال وبایع معاویۃ علی ان یجعل العھد للحسن من بعدہ محمد بن قدامہ کتاب الخوارج میں سند قوی کے ساتھ ابی بصرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ کے پاس خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہم نے معاویہ سے اپنی خلافت کیلئے شرط لے لی ہے اور ابن ابی خیثمہ عبد اللہ بن شوذب کے طریق سے ناقل ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے۔ امام حسن علیہ السلام عراق کے لشکر کے ساتھ اور امیر معاویہ شامیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب دونوں لشکر باہم اکٹھے ہوئے جناب امام حسن علیہ السلام نے جنگ کرنا نامناسب سمجھا۔ معاویہ سے اپنی خلافت کے لئے عہد لیکر بیعت کر لی۔

معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے اسی عہد کے خوف کیوجہ سے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا کہ اگر امام حسن علیہ السلام میرے بعد زندہ ہے تو حسب عہد نامہ خلیفہ بن جائیں گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہ جائیگا نماز عید کے پہلے خطبہ برخلاف سنت نبوی پڑھنا بھی انہی کے محدثات سے ہے قال الزھری اول من

احدث الخطبۃ قبل الصلوۃ فی العید معاویۃ یعنے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنا نکالا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھتے ہیں قالوا انہ اول من جعل ابنہ ولی عہدہ خلیفۃ بعدہ فی صحتہ وقال الزبیر ہو من اتخذ دیوان الخاتم وامر بہدایا النیروز والمہرجان و اول من قتل صبرا و حجر ولی واول من اتخذ الخصیان فی الاسلام واول من بلغ درجات المنبر خمسۃ عشر مرقاۃ خلاصہ تقریر علامہ یہ ہے کہ امیر معاویہ وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے اول اپنے بیٹے کو ولیعہد خلیفہ اپنے پیچھے مقرر کیا اپنی صحت میں اور زبیر کہتے ہیں کہ اول دفتر پر مہر لگانا بھی انہی کی ایجاد ہے، اور سب سے اول اسلام میں نوروز اور مہرگان اعیاد مجوس کے لئے تحائف لینا اور دینا بھی انہی سے ہوتا ہے، اور امیر معاویہ ہی نے سب سے پہلے آدمی کو بھوکا پیاسا رکھکر مارا ہے۔ اور امیر معاویہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں لوگوں کو اپنی خدمت کے لئے خصی کرایا ہے اور انہوں نے ہی منبر کی پندرہ سیڑھیاں زیادہ بڑھائی ہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کیا یہ سب امور محدثات جو انکی اولیات کے نام سے مشہور و معروف ہیں خطائے اجتہادی تھے اور اگر خطا فی الاجتہاد تھی تو کل محدث ضلالہ و شر الامور محدثاتھا پھر کون سے امور ہو سکتے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا خوارج سے جنگ کرنا

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی انک مبتلی بالخوارج وانت اول من یقاتلہم فلا تتبعن مدبرا ولا تجہزن علے جریح (اخرجہ البغوی والدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تو خوارج سے آزمایا جائیگا اور تو سب سے اول ان سے لڑیگا۔ پس بھاگنے کا پیچھا نہ کریو اور زخمی کو نہ ماریو۔

(۲) عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم یقسم قسما اتاہ ذوالخویصرۃ فقال یا رسول اللہ اعدل قال ویحلک و من یعدل اذا لم اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی حتی اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القران لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ حتے ان احدکم ینظر الی فصلہ فلا یجدہ شیئا ثم ینظر الی رصافہ فلا یجد شیئا ثم ینظر الی نضیہ فلا یجد فیہ شیئا ثم ینظر الی قذذہ فلا یجد شیئا قد سبق الفرث الدم یخرجون

علی خیر فرقۃ من الناس آیتہم رجل مخدج احدی یدیہ مثل ثدی المرأۃ او کالبضعۃ تدردر قال
ابو سعید اشہد لنی سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشہد انی کنت مع علی بن ابی طالب حین
قاتلہم فارسل الی القتلی فاتی بہ علی نعت الذی نعت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ولہذا الحدیث
طرق کثیرۃ اخرجہ الشیخان وغیرہما ابو داؤد الطیالسی والنسائی واحمد وابو یعلی والحاکم والخطیب
وقد رواہ غیر ابی سعید جماعۃ من الصحابۃ مثل علی وعمر وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن مسعود
وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن الخباب بن الارت وعقبۃ بن عامر وسعد وعمار بن یاسر رضی
اللہ عنہم فالروایۃ الاولی اخرجہ احمد والبخاری والمسلم والنسائی وابن جریر والثانیۃ اخرجہ
ابو نصر السنجری صاحب الابانۃ والخطیب ابن عساکر والثالثۃ اخرجہ احمد والطبرانی والرابعۃ
اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والخامسۃ اخرجہ ابو داؤد الطیالسی السا... اخرجہ احمد
والطبرانی والحاکم وابو نعیم فی الحلیۃ والسابعۃ اخرجہ الطبرانی والثامنۃ اخرجہ احمد وابن جریر
والطبرانی والتاسعۃ اخرجہ البخاری والعاشرۃ والحادیۃ عشر اخرجہما الطبرانی والثانیۃ عشر
اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد والنسائی والطبرانی والحاکم والثالثۃ عشر اخرجہ ابن جریر والرابعۃ
عشر اخرجہ الحکیم فی نوادر الاصول والطبرانی فی الکبیر والخامسۃ عشر اعنی روایۃ سعد و
عمار معاً اخرجہ الطبرانی (نزول الابرار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن
ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت غنیمت کا مال تقسیم کر رہے تھے
ذوالخویصرہ آکر کہنے لگا یا رسول اللہ عدل کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تجھ پر بلا کی ہو اگر میں عدل نہیں
کرونگا تو پھر کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے اسکی گردن مارنے کی اجازت ہو۔ فرمایا
چھوڑ دو اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ تم اپنی نماز تم کو ان کی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے انکے روزوں کے مقابل
حقیر معلوم ہونگے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن انکے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس
طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے یہاں تک کہ دیکھے تم میں سے کوئی اپنے پیکان کی طرف پس کوئی چیز
اس میں نہیں پائیگا۔ پس نگاہ کریگا اس کے سوفار کی طرف پس نہیں پائیگا اس میں کوئی شے پھر
نگاہ کریگا اسکے پر دن کی طرف پس نہ پائیگا اس میں کوئی چیز۔ گذرا ہے وہ تیر سرگین اور خون میں وہ
ایک بہترین گروہ پر خروج کرینگے انکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک مخدج یعنی ناقص الخلقت سیاہ چشم آدمی ہوگا
ایک دودھ اس کا عورت کے پستان یا مثل گوشت کے ٹکڑے کی حرکت کرتا ہوا ہوگا۔ ابو سعید خدری رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے

سُنی ہے اور اسکی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جب کہ وہ اس گروہ کے ساتھ جنگ کر
رہے تھے جناب امیر نے لوگوں کو مقتولوں کیطرف بھیجا اور وہ لوگ مخدج کو اٹھا لائے جو نشانیاں کہ حضرت
نے بیان فرمائی تھیں وہ سب اس میں موجود تھیں اس حدیث کو شیخین اور شیخین کے سوا ابو داؤد الطیالسی
اور امام احمد بن حنبل اور ابویعلی اور ابن حبان اور حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے تھوڑے سے اختلاف
کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت
مثل جناب علی و عمر اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن الخباب بن الارت اور عبداللہ
بن مسعود اور عقبہ بن عامر اور سعد اور عمار بن یاسر نے بھی روایت کیا ہے ۔

پس ان روایات میں سے پہلی روایت وہ ہے کہ جس کو امام بن حنبل اور امام بخاری اور مسلم اور
نسائی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے ۔

دوسری روایت وہ ہے جس کو ابو نصر سجزی مصنف کتاب ابانہ اور خطیب بغداد اور ابن عساکر نے
بیان کیا ہے ۔

اور تیسری وہ ہے جسے امام احمد اور طبرانی نے ذکر کیا ہے
اور چوتھی روایت کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں لکھا ہے ۔
اور پانچویں کو ابو داؤد الطیالسی نے درج کیا ہے
اور چھٹی کو امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مذکور کیا ہے ۔
اور ساتویں کو طبرانی نے لکھا ہے ۔
اور آٹھویں کو امام احمد اور ابن جریر نے بیان کیا ہے
اور نویں کو امام بخاری نے لکھا ہے ۔

اور دسویں اور گیارھویں } کو طبرانی نے روایت کیا ہے
بارھویں کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور نسائی اور طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے ۔
تیرھویں کو ابن جریر نے تاریخ الرسل والملوک میں درج کیا ہے
چودھویں کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں مذکور کیا ہے ۔
پندرھویں یعنی سعدؓ اور عمار بن یاسرؓ کی روایت کو طبرانی نے بیان کیا ہے ۔

(۳) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنت عند علی جالسا اذ دخل رجل علیہ ثیاب السفر و علی یکلم الناس
ویکلمونہ فقال یا امیر المؤمنین اتاذن لی ان اتکلم فلم یلتفت الیہ وشغلہ ما ھو فیہ فجلس الی رجل
فسالہ ما خبرک فقال کنت معتمرا فلقیت ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا فقالت ھؤلاء
القوم الذین خرجوا فی ارضکم یسمون حروریۃ قلت خرجوا الی موضع یسمی حروراء فسمی
بذلک فقالت طوبی لمن شھد منکم یعنی ھلکتھم لو شاء ابن ابی طالب لاخبرکم خبرھم فجئت

اساله عن خبرهم فلما فرغ علی قال این المستاذن فقص علیه کما قص علینا ۔ قال علی انی دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ولیس عنده احد غیر عائشة ام المؤمنین فقال لی کیف انت یا علی و قوم کذا و کذا قلت الله و رسوله اعلم ثم اشار بیده و قال قوم یخرجون من المشرق یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فیهم رجل مخدج کان یده ثدی ثم قال انشدکم بالله اخبرتکم بهم قالوا نعم قال انشدکم بالله اخبرتکم انه فیهم قالوا نعم قال فاتیتمونی واخبرتمونی انه لیس فیهم فحلفت لکم بالله انه فیهم فاتیتمونی به تسحبونه کما نعت لکم قالوا نعم قال نعم قال صدق الله و رسوله (اخرجه النسائی) عاصم بن کلیب اپنے والد سے ناقل ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگہاں ایک شخص آیا سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین مجھے کچھ پوچھنے کا اذن عطا ہو جناب اسکی طرف ملتفت نہ ہوئے اور باتوں میں مشغول رہے یہ شخص ایک آدمی کے پاس بیٹھ گیا اس نے اس شخص سے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا میں بحالت عمرہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے فرمانے لگیں یہ قوم کہ جس نے تمہارے ملک میں خروج کیا ہے حروریہ کے نام سے کیوں پکاری جاتی ہے میں نے عرض کیا چونکہ ان لوگوں نے حروراء کے موضع سے خروج کیا ہے اسلئے حروریہ کہلائے جاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا مبارک ہو اس شخص کے لیے جو تم میں سے ان کو قتل کرنے میں شریک ہو اگر ابن ابیطالب کی منشا ہو تو میں تم کو انکے حال سے خبردار کروں میں اس لیے آیا ہوں کہ جناب امیر سے ان کی نسبت پوچھوں۔ جناب امیر علیہ السلام لوگوں سے باتیں کر چکے فرمایا وہ طالب اذن کہاں ہے۔ اس شخص نے وہی قصہ جو ہم سے بیان کیا تھا جناب امیر سے عرض کیا آپ فرمانے لگے ایک دفعہ میں جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا حضرت کے پاس اسوقت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سوا اور کوئی نہ تھا حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی تم کیا کرو گے جبکہ قوم کا حال ایسا ویسا ہو جائے گا میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول مجھ سے زیادہ واقف ہے پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے ارشاد کیا مشرق کی طرف سے ایک گروہ خروج کرے گا اس جماعت کے لوگ قرآن پڑھتے ہونگے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے وہ اس طرح پر بھاگیں گے جسطرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ان میں ایک ناقص المخلقت آدمی ہوگا اس کا ایک ہاتھ پستان کی مانند ہوگا پھر جناب امیر نے لوگوں سے ارشاد فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ میں نے تمکو یہ خبر سنائی تھی سب نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا تھا پھر ارشاد کیا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ انہیں لوگوں میں سے ہے حاضرین نے کہا فی الحقیقت جناب نے ہم سے اسکا پتا انہیں لوگوں میں بیان کیا تھا پھر تم نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ وہ تو ان میں نہیں ہے اور میں نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ وہ انہیں میں ہے پھر تم اسکو میرے پاس لے آئے اور تم نے اسکو ویسا ہی پایا جیسے کہ میں نے تم سے بیان کیا تھا سب نے عرض کیا بجا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے۔

(۴) عن عبيدة السلماني قال ذكر علي الخوارج فقال فيهم رجل مخدج اليد او مودن اليد لولا ان تبطروا لاخبرتكم بما وعد الله تعالى على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم لمن قتلهم قال فقلت لعلي اسمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اي ورب الكعبة اي ورب الكعبة (اخرجه المسلم)

عبیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے خوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک ناقص ہاتھ والا یا سوکھے ہاتھ والا آدمی ہے اگر تم حیرت میں نہ آجاؤ یا غرہ نہ ہوجاؤ تو میں تمہیں خبر دوں اس وعدہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس گروہ کے قاتل کی نسبت فرمایا ہے عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آیا جناب نے خود حضرت سے سنا ہے تین دفعہ رب کعبہ کی قسم کہا کہ فرمایا خود میں نے سنا ہے۔

(۵) عن عبيد الله بن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الحرورية لما خرجت على علي بن ابي طالب عليه السلام فقالوا لا حكم الا لله قال علي كلمة حق اريد بها الباطل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وصف ناسا لاعرف صفتهم في هؤلاء الذين يقولون الحق بالسنتهم لا يجوز هذا واشار الى حلقه من ابغض خلق الله اليه منهم رجل اسود احدى ثدييه كلبين الشاة او حلمة ثدي فلما قاتلهم قال انظروا فنظروا فلم يجدوا شيئا قال ارجعوا والله ما كذبت مرتين او ثلثا۔ ثم وجدوه في خربة فاتوا به حتى وضعوه بين يديه قال عبيد الله انا حاضر ذلك من امرهم وقول علي فيهم (اخرجه النسائي وابو حاتم)

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبید اللہ ناقل ہے کہ جب حروریہ نے جناب امیر علیہ السلام پر خروج کیا اور کہنے لگے کہ سوا خدا کے کسی کا حکم ماننے کے لائق نہیں ہے جناب امیر نے فرمایا سچی بات سے باطل مراد لیے ہیں۔ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے تھے میں انکی وصف اس گروہ میں پاتا ہوں حق انکی زبان پر ہے۔ اور جناب امیر نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کرکے فرمایا۔ مگر انکے اس سے نیچے نہیں اترتا مبغوض ترین خلق اللہ ہیں ان میں ایک کالی صورت کا آدمی ہے اسکا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے یا سر پستان کے مشابہ ہے جب جناب امیر ان کی لڑائی سے فارغ ہوگئے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کی مگر اسکا پتہ نہ ملا۔ جناب امیر فرمانے لگے واللہ مجھ سے جھوٹ نہیں کہا گیا اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی فرمایا اور کہا پھر جاکر تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے ایک گڑھے میں سے نکالا۔ اور جناب امیرؑ کے سامنے لے آئے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں جناب امیرؑ کے فرمانے اور لوگوں کو اس شخص کے اٹھا لانے تک وہیں حاضر تھا۔

(۶) عن سوید بن غفلة قال قال علی اذا حدثتکم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا فواللہ لان اخر من السماء احب الی من ان اکذب علیہ وفی روایة من ان اقول علیہ مالم یقل واذا حدثتکم فیما بینی و بینکم فان الحرب خدعة وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی اخر الزمان حدثاء الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر البریة یقرءون القران لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیة فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم عند اللہ یوم القیمة (اخرجہ البخاری والنسائی) سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ جب میں تم سے جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو واللہ آسمان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک حضرت پر جھوٹ بولنے سے بہتر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں وہ بات کہوں جو آپ نے نہیں ارشاد کی اور اگر میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان میں ہے پس لڑائی مکر کا نام ہے بہ تحقیق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب اس آخر زمانہ میں ایک قوم نوجوان بے وقوفوں کی پیدا ہوگی خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا دین سے وہ ایسے بھاگیں گے جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے تم جہاں کہیں کہ ان کو پاؤ قتل کر ڈالو ان کے مارنے والے کو قیامت کے روز خدا کے پاس سے اجر ملے گا۔

(۷) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرءون القران لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیة هم شر الخلق طوبی لمن قتلہم یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منہ فی شیء من قاتلہم کان اولی باللہ منہم (اخرجہ ابو داؤد) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور جدائی واقعہ ہوگی ایک قوم قتل کو اچھا سمجھے گی اور برا کہیگی اور قرآن پڑھے گی اور قرآن اسکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسی بھاگے گی جس طرح سے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے اس قوم کے لوگ بدترین خلائق ہونگے مبارک ہے وہ شخص جو ان کو قتل کرے وہ خدا کی کتاب کیطرف بلا رہے ہونگے لیکن اس میں سے کسی بات پر نہ ہونگے جو ان سے جنگ کریگا وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوگا۔

(۸) عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم ثم قال انظروا فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بالحق لایجاوز حلوقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیة سیماھم ان فیہم رجلا مخدج الید فی یدہ شعرات ان کان ھو فیہم فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ھو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخروا سجودا وخر علی معنا ساجدا اخر

النسائی) طارق بن زیاد ناقل ہیں کہ جب ہم جناب امیر کے ساتھ خارجیوں کے قتل کو نکلے اور وہ سب مار ڈالے گئے جناب امیر فرمانے لگے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک گروہ نکلے گا سچی بولیں گے مگر سچ انکے حلق کے نیچے نہیں اتریگا وہ سچ سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ناقص ہاتھ والا آدمی ہوگا اسکے ہاتھ پر بال ہونگے اگر وہ اس گروہ میں ہے تو تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا ہے اور اگر نہیں ہے تو تم نے بہترین خلائق کو قتل کیا ہے ہم سب رونے لگے جناب امیر نے فرمایا تم اس کی تلاش کرو ہم نے تلاش کی اور اسکو ڈھونڈ نکالا ہم نے خدا کا سجدہ کیا اور جناب امیر بھی سجدہ میں گر گئے ۔

(۹) عن ابی سلیم البلخی قال اخبرنی ابی انه کان مع علی یوم النهروان قال وکنت قبل ذلک صارع رجلا علی یده لا شیٔ فقلت ما شان یدک قال اکلها بعیر فلما کان یوم النهروان وقتل علی الحروریة فخرج علی قتلتهم حین لم یجد ذی الثدیه فطاف حتی وجدہ فی سافیه فقال صدق الله عز وجل وبلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال فی منکبیه ثلاث شعرات من حلمة الثدی ثواب ان قتلهم (اخرجه النسائی) ابو سلیم البلخی اپنے والد سے کہ نہروان کے روز جناب امیر کے ساتھ موجود تھا نقل کرتا ہے کہ میں نہروان کے جنگ سے پہلے ایک شخص سے کشتی لڑا تھا اس کا ایک ہاتھ نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے ہاتھ کو کیا ہوا ہے وہ کہنے لگا اونٹ نے چبا ڈالا ہے جب نہروان کی لڑائی ہو چکی اور جناب امیر نے حروریہ کو قتل کر ڈالا جناب امیر ان کے مقتولوں کو دیکھنے نکلے جبکہ ذی الثدیہ انکو نہ ملا۔ ادہر ادہر پھرتے ہوئے ایک زمین پست میں سے ڈھونڈ نکالا اور فرمایا اللہ تعالی نے سچ فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچایا ابو سلیم کا والد کہتا ہے کہ اسکے کندھے پر عورت کے پستان کا سرا تھا اس پر تین بال اگے ہوئے تھے ۔

(۱۰) عن زر بن حبیش انه سمع علیا یقول انا فقات عین الفتنة لولا انا لما قوتل اهل النهروان لولا انی اخشی ان تتركوا العمل لاخبرتكم بالذی قضی الله عز وجل علی لسان نبیكم صلی الله علیه وسلم لمن قاتلهم مبصرا ضلالتهم عارفا بالهدی الذی نحن علیه (اخرجه النسائی) زر بن حبیش سے روایت ہے کہ اس نے جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میں فتنہ کے چشمہ کا محافظ ہوں اگر میں نہ ہوتا تو نہروں والے مارے نہ جاتے اگر مجھ کو اسکا خوف نہ ہو کہ تم عمل سے ہاتھ کھینچ لوگے تو میں تم کو البتہ اس بات سے مطلع کرتا جو خدا تعالی نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اسی شخص کے لیے کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر ان سے لڑا ہے اور اس ہدایت کو جانتا ہے کہ جس پر ہم ہیں جاری کیا ہے ۔

(۱۱) عن سلمة بن كهيل قال حدثنا زيد بن وهب الجهنی انه كان فی جيش الذين كانوا مع علی الذی ساروا الی الخوارج فقال علی ايها الناس انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول يخرج من

منی قوم یقرؤن القرآن لیس قراءتکم الی قراءتهم بشیء ولا صلوتکم الی صلوتهم بشیء ولا صیامکم الی صیامهم
بشیء یحسبون انه لهم وهو علیهم لا یجاوز صلوتهم تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة
لو یعلم الجیش الذین یصیبونهم ما قضی الله لهم علی لسان نبیهم صلی الله علیه وسلم لاتکلوا عن العمل وآیت
ذلک ان فیهم رجلا له عضد لیس له ذراع علی راس عضده مثل حلمة الثدی علیه شعرات بیض فتذهبون
الی معاویة واهل الشام وتترکون هؤلاء یخلفونکم فی ذراریکم واموالکم والله انی لارجو ان یکونوا
هؤلاء القوم فانهم سفکوا الدم الحرام واغاروا فی سرح الناس فسیروا علی اسم الله قال سلمة بن کهیل
فلما التقینا وعلی الخوارج یومئذ عبد الله بن وهب الراسبی فقال لهم القوا الرماح وسلوا سیوفکم
من جفونها فانی اخاف ان یناشدوکم کما ناشدوکم یوم حروراء فرجعوا فوحشوا برماحهم وسلوا
السیوف وشجرهم الناس برماحهم فقتل بعضهم علی بعض وما اصیب من الناس یومئذ الا رجلان
قال علی التمسوا المخدج فلم یجدوه فقام علی بنفسه حتی اتی ناسا قتل بعضهم علی بعض قال اخروهم
فوجدوه مما یلی الارض فکبر علی ثم قال صدق الله وبلغ رسوله فقام الیه عبیدة السلمانی فقال یا امیر المؤمنین
والله الذی لا اله الا هو لسمعت هذا الحدیث من رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی استحلفه ثلاثا
وهو یحلفه (اخرجه المسلم والنسائی) سلمہ بن کہیل ناقل ہیں کہ مجھ سے زید بن وہب الجہنی بیان کرتے تھے جو
خود اس لشکر میں موجود تھے جو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ خوارج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا کہ جناب امیر فرماتے
تھے اے لوگو میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک گروہ پیدا ہوگا
وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن ان کے قرآن کے سامنے اور تمہاری نمازیں ان کی نماز کے مقابل اور تمہارے روزے
ان کے روزوں کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہونگے وہ سمجھیں گے کہ قرآن ان کے لیے ہے مگر قرآن ان پر
وبال ہوگا ان کی نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی وہ دین سے ایسے بھاگیں گے جس طرح تیر کمان
سے بھاگتا ہے اگر لشکر کے آدمی یہ کہ وہ بات ان کو انکے مارنے سے حاصل ہوگی کہ جسکا مذکور خدا تعالیٰ نے
اپنے نبی صلعم کی زبان مبارک سے کیا ہے معلوم کر لیں تو عمل کو ترک نہیں کرینگے، ان کی نشانی یہ ہے کہ
ان میں ایک آدمی ہے کہ اسکا بازو تک ہاتھ نہیں ہے اسکے کندھے پر ایک پستان جیسے گوشت کا ٹکڑا
ہے اور اس پر سفید بال ہیں معاویہ اور اہل شام کی طرف جانیکا قصد کرتے ہو۔ اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے
چھوڑے جاتے ہو کہ تمہاری ذریت اور مال کو خراب کریں خدا کی قسم ہے میں خیال کرتا ہوں۔ یہ وہی
قوم ہے کیونکہ ان لوگوں نے ناحق خون کیے ہیں اور بیجا لوگوں کا مال لوٹا ہے پس تم خدا کا نام لیکر
روانہ ہو چلو۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ جب جناب امیر خوارج کے سامنے جا اترے ان دونوں

عبداللہ بن وہب الراسبی خارجیوں کا سردار تھا وہ خارجیوں سے کہنے لگا نیزوں کو پھینک دو اور تلواریں کھینچ کر جنگ کرو میں ڈرتا ہوں کہ تم کو قسم نہ دے بیٹھیں جیسے کہ حرور کے دن وہ قسمیں دیتے تھے انہوں نے لوٹ کر نیزے پھینک دیئے اور تلواریں کھینچ لیں اس طرف سے لشکر کے لوگ اپنے نیزوں سے ساتھ جنگ کرنے لگے اور ان کو قتل کر کے ایک دوسرے پر ڈال دیا اور لشکر سے دو آدمیوں کے سوا کوئی نہ مارا گیا۔ جناب امیر فرمانے لگے مخدج کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اسکی تلاش کی مگر وہ دستیاب نہ ہوا جناب امیر خود بدولت اٹھ کر مقتولوں کے سر پر گئے اور فرمایا انکو کھینچو پس اسکو زمین پر دبا ہوا پایا۔ جناب امیرؓ نے دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور اسکے رسول نے سچ پہنچایا ہے عبیدۃ السلمانی نے اٹھ کر عرض کیا یا امیر المومنین قسم ہے اس خدا کی کہ جسکا کوئی شریک نہیں ہے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جناب امیرؓ نے تین دفعہ اسے قسم دیکر پوچھا وہ حلفاً بیان کرتے رہے۔

(۱۲) عن زید بن وهب الجهنی قال خطبنا علی بقنطرۃ الدیر فقال انه قد ذکر لی خارجة یخرج من قبل المشرق وفیهم ذو الثدیه فقاتلهم فقالت الحروریة بعضهم لا تعلمهم تکلمهم فی دکم کما ردکم یوم حرورا فشجر بعضهم بعضا بالرماح فقال رجل من اصحاب علی اقطعوا العوالی والعوالی الرماح فداروا واستداروا وقتل من اصحاب علی اثنی عشر رجلا او ثلثة عشر فقال علی التمسوا المخدج وذلك فی یوم شات فقالوا لا نقدر علیه فرکب علی علی بغلة النبی صلی الله علیه وسلم الشهباء فاتی دهدا من الارض فقال التمسوا فی هؤلاء فاخرج فقال ما کذبت ولا کذبت فقالوا عملوا ولا تتکلوا ولا انی اخاف ان تتکلوا لاخبرتکم بما قضی الله لکم علی لسانه یعنی النبی صلی الله علیه وسلم ولقد شهدنا اناس من الیمن فقالوا کیف یا امیر المؤمنین قال کان هواهم بغیة (اخرجها النسائی) زید بن وہب الجہنی سے روایت ہے کہ جناب امیرؓ ویر جان کے پل پر ہم سے خطبہ میں فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خارجی مشرق کیطرف سے نکلیں گے اور ان میں ذو الثدیہ بھی ہو گا پس جناب امیرؓ نے ان سے جہاد کیا حروریہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تو نہیں جانتا کہ ان سے باتیں کرنا ہے پس تم کو پھیر دیں گے جیسے کہ حرور کے روز پھیر دیا تھا۔ ان میں سے بعض نیزوں کے ساتھ لڑنے لگے جناب امیرؓ کی فوج میں سے ایک شخص نے کہا نیزوں کو کاٹ ڈالو پس گھیرا باندھا انہوں نے اور خوارج گھیرے میں آگئے جناب امیرؓ کے دستوں میں سے بارہ یا تیرہ آدمی شہید ہوئے جناب امیرؓ نے فرمایا مخدج کو تلاش کرو وہ جاڑے کا دن تھا لوگوں نے عرض کیا ہم سے نہیں سکتا جناب امیر خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر شہباء پر سوار ہو کر پست زمین کی
کیا ہم سے نہیں سکتا جناب امیر خود بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر شہباء پر سوار ہو کر پست زمین کی
طرف گئے اور فرمایا ان مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے اسے ڈھونڈ نکالا جناب امیر فرمانے لگے کام کرو اور غرمت کرو اگر مجھے تمہارے فخر کرنیکا خوف نہ ہوتا تو میں تم کو وہ بات بتا دیتا جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے

اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کی ہے یمن کے لوگ وہاں پر حاضر تھے وہ کہنے لگے یا امیر المومنین یہ کیا بات ہے فرمایا اسکی سخت ضرورت تھی ۔

(۱۳) عن زید بن وہب عن علی قال لما کان بیوم النہروان لقی الخوارج فلم یبرحوا حتی شجروا بالرماح فقتلوا جمیعا قال اطلبوا ذا الثدیۃ فطلبوہ فلم یجدوہ فقال علی ما کذبت ولا کذبت اطلبوہ فوجدوہ فی وھدۃ من الارض علیہ ناس من القتلی فاذا رجل علی یدہ مثل سبلات السنور فکبر علی والناس من عجبہم (اخرجہ النسائی) زید بن وہب جناب امیر سے راوی ہے کہ جب نہروان کا روز آیا اور خوارج کا سامنا ہوا وہ نہ ہٹے جب تک کہ انہوں نے نیزوں سے جنگ نہ کی پس وہ سب مارے گئے جناب امیرؑ نے فرمایا ذوالثدیہ کو ڈھونڈو لوگوں نے ڈھونڈا پروہ نہ ملا جناب امیر نے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے تم اسے ڈھونڈو پس لوگوں نے ایک گڑھے میں اسکو پایا اس پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہ ایک آدمی تھا کہ اسکے ہاتھ پر مثل بلی کی موچھوں کے بال تھے پس جناب امیر نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور لوگ متعجب رہ گئے ۔

(۱۴) عن مسروق قال دخلت علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت لی من قتل الخوارج قلت قتلہم علی فسکتت فقلت لہا یا ام المومنین انی انشدک باللہ وبحق نبیہ ان کنت سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فاخبرنیہ قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہم شر الخلق والخلیقۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) وفی روایۃ قالت لی یا مسروق ہل عندک علم من المخدج قال قلت نعم قتلہ علی علی نہر یقال لاسفلہ تامرا ولاعلاہ النہروان فقالت قاتل اللہ عمرو بن العاص فانہ کتب الی انہ قتلہ علی نیل مصر ۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا مجھ سے استفسار فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا جناب امیر علیہ السلام نے ام المومنین خاموش ہو گئیں میں نے عرض کیا یا ام المومنین میں آپ کو خدا اور اس کے نبی کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے حضرتؐ سے کوئی حدیث ان کی نسبت سنی ہو تو مجھ سے بیان فرمائیں فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہیں ان کو نیکو ترین خلائق قتل کریگا دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام المومنین نے فرمایا اے مسروق تجھے مخدوج کا کچھ علم ہے میں نے عرض کیا ہے ہاں جناب امیرؑ نے اسکو ایک نہر کے قریب جسکے نشیبی طرف کو تامرا اور اونچی سطح کو نہروان کہتے ہیں مارا ہے فرمانے لگیں خدا عمرو بن العاص کو قتل کرے کہ جس نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اسکو نیل مصر کے کنارے مارا ہے ۔

جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ

عن عبد اللہ بن عباس قال لما خرجت الحروریة اعتزلوا فی دار وکانوا ستة آلاف فقلت لعلی یا امیر المؤمنین
ابرد بالصلوٰة لعلی اکلم ھؤلاء القوم قال انی اخافهم علیك قلت كلا فلبست وترجلت ودخلت علیهم فی
الدار نصف النهار وهم یاكلون فقالوا مرحبا بك یا ابن عباس فما جاء بك قلت لهم اتیت من عند
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمهاجرین والانصار ومن عند ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وصهره الذی انزل فیهم القرآن وهو اعلم بتاویله منكم ولیس فیكم احد منهم لابلغكم ما یقولون وابلغهم
ما تقولون فانتحی لی نفر منهم فقلت هاتوا ما تنقمون علی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وابن عمه قالوا
ثلث قلت ما هن قالوا اما احدهن فانه حكم الرجال فی امر اللہ تعالیٰ عز وجل وقال اللہ تعالیٰ
ان الحكم الا للہ فما شأن الرجال والحكم قلت هذه واحدة قالوا واما الثانیة فانه قاتل ولم یسب ولم یغنم فان كانوا كفارا فقد حل سبیهم
وان كانوا مؤمنین فما حل سبیهم ولا قتالهم قلت هذه اثنتان فما الثالثة فقالوا واما الثالثة فانه محی
نفسه من امیر المؤمنین فان لم یكن امیر المؤمنین فهو امیر الكافرین قلت هل عندكم شیء غیر هذا قالوا
حسبنا هذا قلت لهم ارأیتم ان قرأت علیكم من كتاب اللہ عز وجل وسنة نبیه صلی اللہ علیہ وسلم ما یرد قولكم
اترجعون قالوا نعم قلت اما قولكم حكم الرجال فی امر اللہ تعالیٰ فانی اقرأ علیكم كتاب اللہ عز وجل انه قد
صیر اللہ حكمه الی الرجال فی ثمن ربع درهم فامر اللہ عز وجل ان یحكموا فیه الرجال قال اللہ تعالیٰ یا ایها الذین
آمنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحكم به ذوا عدل
منكم الآیة فكان من حكم اللہ تعالیٰ ان صیره الی الرجال یحكمون فیه ولو شاء یحكم فیه فجاز فیه حكم الرجال
انشدكم باللہ احكم الرجال فی اصلاح ذات البین وحقن دمائهم افضل ام فی ارنب قالوا بل هذا
افضل وفی المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان
یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینهما الآیة فنشدتكم باللہ احكم الرجال فی اصلاح ذات بینهم وحقن
دمائهم افضل من حكمهم فی بضع امرأة اخرجت من هذه قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم یسب ولم
یغنم اتسبون امكم عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها تستحلون منها ما تستحلون من غیرها وهی امكم فان
قلتم انا نستحل منها ما نستحل من غیرها فقد كفرتم وان قلتم لیست بامنا فقد كفرتم لان اللہ تعالیٰ
یقول النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بین الضلالتین فاتوا منها بمخرج
اخرجت من هذه قالوا نعم واما قولكم محی نفسه من امیر المؤمنین فانا آتیكم بمن ترضون به ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیة صالح المشركین فقال لعلی اكتب یا علی هذا ما صالح علیه محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما كتب قالوا لو نعلم انك رسول اللہ لا حاربناك ولكن محمد بن عبد اللہ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امح یا علی اللہم انک تعلم انا رسولک امح یا علی اکتب ہذا ما صالح
علیہ محمد بن عبد اللہ واللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من علی وقد محی نفسہ لم یکن محوہ ذلک محوا من
النبوۃ اخرجت من ہذہ قالوا نعم فرجع منہم الفان وخرج سائرہم فقتلوا علی ضلالتہم قتلہم المہاجرین
والانصار (اخرجہ النسائی) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا اور وہ
ایک گھر میں جمع ہو گئے قریب چھ ہزار آدمی کے تھے میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا آج آپ نماز ٹھنڈے وقت پڑھیں
میں اس گروہ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں جناب امیر ارشاد فرمانے لگے ہم ڈرتے ہیں کہ تم سے گستاخی کریں میں نے
کہا ہرگز نہیں کر سکتے میں دوپہر کے وقت لباس بدل کر اور شانہ کر کے انکے پاس گیا وہ کھانا کھا رہے تھے مجھے مرحبا
کہہ کر کہنے لگے ۔ آپ کس طرح سے آئے ہیں میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور
انصار اور حضرتؐ کے ابن عم اور داماد کے پاس سے آیا ہوں جن کے حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور وہ تم سے اسکی
تاویل زیادہ پہچاننے والے ہیں تم میں ان میں کا کوئی آدمی نہیں ہے میں اسلئے آیا ہوں کہ جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں تم کو اور کچھ تم
کہو ان کو پہنچا دوں پس چند نفر ان میں سے جدا ہو کر میرے پاس آگئے میں نے ان سے کہا بیان کرو تم کیا اعتراض
حضرتؐ کے اصحاب اور ابن عم پر کرتے ہو وہ کہنے لگے تین اعتراض ہیں میں نے کہا وہ کون سے ہیں وہ کہنے
لگے ایک یہ کہ جناب امیرؑ نے خدا کے حکم میں منصف مقرر کیے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے سوا کسی کا حکم
نہیں پس حکم مقرر کرنا کہاں رہا میں نے کہا یہ ایک بات ہوئی وہ کہنے لگے دوسرا یہ اعتراض ہے کہ جناب امیرؑ نے لوگوں
سے جہاد کیا لیکن نہ تو اسیر بنانے دیا اور نہ مال لوٹنے دیا اگر جن کے ساتھ جناب امیرؑ نے جہاد کیا وہ کافر تھے تو
ان کو اسیری میں لینا اور ان کے مال کو لوٹنا چاہیئے تھا اور اگر وہ مومن تھے تو ان کا قید کرنا جائز نہ تھا تو ان کے
ساتھ لڑنا بھی حرام ٹھہرا میں نے کہا یہ دو باتیں ہوئیں تیسری کیا ہے وہ کہنے لگے جناب امیرؑ نے اپنی جان کو مومنین
کے امیر ہونے سے خود مٹا دیا ہے پس جبکہ وہ مومنین کے امیر نہ ہوئے تو (معاذ اللہ) کافروں کے امیر ٹھہرے
میں نے کہا ان کے سوا تمہارا کوئی اور اعتراض ہے وہ کہنے لگے بس یہ تینوں اعتراض کافی ہیں میں نے ان سے کہا
دیکھو اگر میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پیش کروں تو تم رجوع کرو گے وہ کہنے لگے
ہاں ہم رجوع کریں گے میں نے کہا تم یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے خدا تعالیٰ کے حکم میں لوگوں کو منصف بنایا پس
میں تمہارے سامنے خدا کی کتاب کو پیش کرتا ہوں کہ پروردگار نے ایسی چیز میں منصف بنانے کا حکم دیا ہے کہ جسکی
قیمت درہم کا آٹھواں حصہ ہے پس خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں لوگوں کو منصف ٹھہراؤ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے اے ایمان والو نہ مارو شکار جبکہ ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اسکو مارے جان کر تو بدلا ہے
اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ ٹھہرا دیں دو معتبر پس خدا کا حکم ہے کہ لوگوں کو اس میں منصف

بنایا جاوے ۔ اگر خدا چاہتا تو خود اس ہی حکم لگا دیتا پس جائز ہوا لوگوں کو اس میں منصف ٹھہرانا میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ دو فریق کی صلح اور خون ریزی کے بند کرنے کے لیے لوگوں کو منصف ٹھہرانا بہتر ہے یا کہ ایک خرگوش کے لیے وہ کہنے لگے دو فریق کی صلح کے لیے افضل ہے ۔ اور عورت اسکے خاوند کے درمیان خدا کا حکم ہے کہ اگر تم ان دونوں کی ناچاقی سے ڈرتے ہو تو بھیجو ایک معتبر مرد کے لوگوں میں سے اور ایک معتبر عورت کے لوگوں میں سے اور وہ صلح کراویں پھر موافقت کر دیگا اللہ ان دونوں کے درمیان میں ۔ میں تم کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کا اصلاح ذات البین میں اور خونریزی کے انسداد کے لیے منصف مقرر کرنا بہتر ہے یا عورت کے جماع کے لیے ۔ آیا حکم مقرر کرنا اس آیت سے نکلتا ہے یا نہیں ۔ وہ کہنے لگے ہاں نکلتا ہے پھر میں نے کہا اب تم جو یہ اعتراض کرتے ہو کہ جناب امیرؑ نے جنگ کیا اور نا امیر نہیں بنایا ۔ آیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی امر کرنا چاہیئے ہو جو انکے غیر سے کر سکتے ہو ۔ وہ تو تمہاری ماں ہے اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں پھر بھی تم کافر بن جاؤ گے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی تمام مومنوں سے بہتر ہے اور اسکی بی بیاں تمہاری مائیں ہیں پس تم دو گمراہیوں میں ہو اپنے نکلنے کا راستہ نکالو آیا اب امیر نہ بنانا اس سے نکلتا ہے یا نہیں وہ بولے نکلتا ہے اب تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے اپنے تئیں امیر المومنین ہونے سے ہٹا دیا ہے پس شہادت میں میں ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں کہ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکوں سے صلح کی ۔ جناب امیرؑ سے حضرت نے ارشاد فرمایا یا علی لکھ یہ وہ امر ہے جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں ۔ جب جناب امیرؑ نے یہ تحریر کیا مشرک کہنے لگے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اطاعت کرتے ۔ آپ محمد بن عبداللہ لکھیں پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا یا علی اس کو مٹا دے اور اے پروردگار تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں یا علی مٹا دے اور لکھ یہ وہ امر ہے کہ جس پر محمد بن عبداللہ صلح کرتے ہیں خدا کی قسم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی سے افضل تھے اور حضرتؐ نے اپنے نفس کو محو کیا تھا لیکن اس مٹانے سے وہ ہرگز نبوت سے نہیں مٹے تھے آیا یہ امر اس سے ثابت ہو گیا یا نہیں ۔ وہ کہنے لگے ثابت ہو گیا سو ہزار آدمی اس گروہ سے رجوع کر گئے ۔ اور باقی سب اپنی گمراہی پر مارے گئے مہاجرین اور انصار نے ان کو قتل کیا ۔

اس حدیث کی مؤید حدیث

عن علقمۃ بن اسحاق قال قلت لعلی اتجعل بینک و بین ابن اکلۃ الاکباد حکما قال فی کنت کاتب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ فکتبت ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سہیل بن عمرو لو علمنا انہ رسول اللہ ما قاتلناہ امحہا فقلت ھو واللہ رسول اللہ وان رغم انفک لا واللہ لا امحوھا فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارنی مکانہا فاریتہ فمحاھا فقال اما ان لک مثلہا ستاتیہا مضطھدا (اخرجہ النسائی)

علقمہ بن اسحاق ناقل ہے کہ میں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ اپنے اور جگر کھانیوالے یعنی معاویہ کے بیٹے کے درمیان حکم مقرر کرتے ہیں فرمایا میں حدیبیہ کے روز جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت پر مقرر تھا میں نے تحریر کیا یہ وہ امر ہے جس پر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرتے ہیں سہیل بن عمرو کہنے لگا اگر ہم جانتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو ہم ان سے لڑائی نہ کرتے آپ مٹا دیں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بے شبہ خدا کے رسول ہیں تیری ناک پر مٹی ڈال کر میں کبھی نہیں مٹاؤں گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھے دکھاؤ وہ کون سا مقام ہے جہاں میرا نام مبارک لکھا ہوا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام دکھایا حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اسکو محو فرمایا اور مجھے ارشاد کیا عنقریب تیرے لیے بھی ایسا ہی ہونے والا ہے کہ تو بھی مغلوب اور مقہور ہو کر ایسا ہی کرے گا۔

جناب امیر کی شہادت کی نسبت پیش خبری

عن عمار بن یاسر قال کنت انا وعلی رفیقین فی غزاۃ العشیرۃ فلما نزلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقام بہا رأینا اناسا من بنی مدلج یعملون فی عین لہم فقال لی علی یا ابا الیقظان ھل لک ان تاتی ھؤلاء تنظر کیف یعملون فجئناھم فنظرنا الی عملہم ساعۃ ثم غشینا النوم فانطلقت انا وعلی فاضطجعنا فی صور من النخل فی دقعاء من التراب فنمنا فواللہ ما انبہنا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرکنا برجلہ وقد تتربنا من تلک الدقعاء فیومئذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا ابا تراب لما رای علیہ من اثر التراب قال الا احدثکما باشقی الناس فقلنا بلی یا رسول اللہ فقال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی ھذہ یعنی قرنہ حتی یبل منہ ھذہ یعنی لحیتہ (اخرجہ احمد وابن عساکر و ابن جریر الطبری وصححہ الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور جناب امیر غزوات العشیرہ کی لڑائی میں باہم رفیق تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں فروکش ہو کر قیام کیا ہم نے بنی مدلج کے چند آدمیوں کو ایک نخلستان میں ایک چشمہ پر کچھ کام کرتے ہوئے دیکھا مجھ سے جناب امیر فرمانے لگے اے ابا یقظان اگر تمہارا منشاء ہے تو ہم ان کے قریب جا کر دیکھیں کیا کر رہے ہیں پس ہم ان کی طرف گئے اور ایک ساعت تک ان کو دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور ہم نخلستان میں مٹی کے ڈھیر پر سو گئے خدا کی قسم ہے کہ ہم کو بجز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے بیدار نہ کیا حضرت نے ہم کو اپنے پاؤں سے ہلایا

ہم غیا نہ میں لیٹے ہوئے اسی روز حضرت نے جناب امیر کو مٹی میں اٹا ہوا پا کر یا ابا تراب کے خطاب سے مخاطب فرما کر ارشاد کیا میں تمہیں دو بدترین خلائق سے خبردار کروں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو۔ فرمایا ایک تو احیمر ثمود کی قوم کا ہے جس نے صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ ہے کہ یا علی تیرے اس پر یعنی سر کے ایک طرف ضرب لگائیگا اور اسکے خون سے یہ یعنی تمہاری ریش مبارک تر ہو جائیگی۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا لن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا قالہ لعلی (اخرجہ ابن عساکر) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ کے لیئے ارشاد فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں مرے گا جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائیگا اور یہ نہیں مریگا مگر مقتول۔

(۳) عن ابی الاسود عن علی قال اتانی عبد اللہ بن سلام و لقد ادخلت رجلی فی الغرز فقال لی دبن تریم تقلت العراق فقال اما انک جئتما لیصیبک بھا ذباب السیف اخلت وایما اللہ لقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ یوما ان ھذا لن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا فقال ابو الاسود فما رأیت کالیوم قط محارب یخبر ھذا عن نفسہ (اخرجہ البزار و ابونعیم فی المعرفۃ) ابوالاسود الدوئلی روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ فرمانے لگے جب میں نے عراق کا سفر اختیار کیا اور رکاب میں پاؤں رکھا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آکر مجھ سے کہنے لگے آپ نے کہاں کا قصد کیا ہے میں نے کہا عراق کا وہ کہنے لگے آپ عراق میں اسلیے جا رہے ہیں کہ آپکو وہاں تلوار کی دہار کا زخم لگے جناب امیرؑ نے ارشاد کیا واللہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے ایک روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ ہرگز نہیں مریگا جب تک کہ غصہ میں بھر نہیں جائیگا اور یہ نہیں مریگا مگر مقتول

(۴) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا و قبلہ و ھو یقول بابی الوحید الشھید (اخرجہ ابو یعلی ابن حجر فی الصواعق) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جناب امیرؑ کو بغل میں لیے ہوئے چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو۔ اکیلا شہید ہونے والا ہے۔

(۵) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ان الامۃ ستغدر بک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک احبنی ومن ابغضک ابغضنی وان ھذہ تخضب عن ھذہ یعنی لحیتہ عن رأسہ (اخرجہ الدار قطنی والحاکم والخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق میری امت تم سے غدر کریگی اور تم میری ملت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مارے جاؤ گے جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہو گی یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

(۶) عن ابی رافع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت تقتل علی سنتی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم میری سنت پر مارے جاؤ گے ۔

(۷) عن انس بن مالک قال مرض علی فدخلت علیہ عندہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فجلست عندہما فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنظر فی وجہہ فقال ابوبکر و عمر قد تخوفنا علیہ یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا باس علیہ لن یموت الآن ولا یموت حتی یملا غیظا ولا یموت الا مقتولا (اخرجہ ابن السماک والدار قطنی والحاکم و ابن عساکر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر بیمار ہوئے میں ان کے پاس گیا ابوبکر اور عمر رضی عنہما بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں انکے پاس بیٹھ گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب امیرؑ کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے یا رسول اللہ ہمیں ان کی حالت سے خوف پیدا ہو گیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کوئی خوف نہیں یہ اس وقت نہیں مرینگے اور جب تک کہ غصہ سے بھر نہیں جائیں گے نہیں مریں گے اور نہیں مرینگے مگر مقتول ۔

(۸) عن فضالۃ الانصاری قال خرجت مع ابی الی ینبع عائدین لعلیؓ وکان مریضا بہا فقال لہ ابی ما یسکنک فی ہذا المنزل ولو ہلکت بہ لم یدفنک الا اعراب جہینۃ فاحتمل الی المدینۃ فان اصابک قدر اللہ ولیک اصحابک وصلوا علیک وکان ابو فضالۃ من اہل بدر فقال لہ علی انی لست بمیت من وجعی ہذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی ان لا اموت حتی اضرب ثم تخضب ہذہ یعنی لحیتہ من ہذہ یعنی ہامتی قضاء مقضیا وعہدا معہودا فقتل ابو فضالۃ معہ بصفین (اخرجہ ابن الضحاک والبزار والحارث وابو نعیم فی الدلائل ورجالہ ثقات) فضالہ انصاریؓ سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد ابو فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ینبع میں جناب امیر علیہ السلام کی عیادت کے لیے گیا وہ وہاں پر بیمار پڑے ہوئے تھے میرے باپ نے ان سے کہا آپ کس لیے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اگر آپ یہاں فوت ہو گئے جہینہ کے تو جنگلی بدوں کے بغیر آپ کو کوئی دفن نہیں کریں گے اور آپ کو مدینہ شریف میں لیجاتا ہوں اگر آپ وہاں انتقال فرما جائیں گے تو آپ کے دوست آپ کی تجہیز و تکفین کرینگے اور آپ پر نماز جنازہ پڑہیں گے اور ابو فضالہ اصحاب بدر میں سے تھے جناب امیرؑ نے ان سے کہا میں اس دکھ سے نہیں مرونگا بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں نہیں مرونگا جب تک کہ مارا نہ جاؤں اور یہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے یہ قضا جاری ہو چکی ہے اور عہد بندھ چکا ہے پس ابو فضالہ جناب امیر کے ساتھ صفین میں شہادت پا گئے ۔

(۹) عن ابن عباس قال قال لعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک امت قلت یوم احد حین اخرت عنی الشہادۃ

واستشهد من استشهد ان الشهادة من ورائك فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف صبرک اذا خضبت هذه من هذه بدم واهوی بیده الی لحیته ورأسه فقال علی یا رسول اللہ اما ان ثبت لی ما ثبت فلیس ذلک من مواطن الصبر لکن من مواطن البشری والکرامة (اخرجه ابن الاثیر فی کامل التواریخ) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے احد کے روز میری شہادت کو تاخیر میں ڈالکر فرمایا تھا کہ تیرے لیے شہادت پھر ہو گی اور شہید ہونیوالا شہید ہو گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ تیری یہ اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی تو تو کیونکر صبر کریگا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے ان کی داڑھی اور سر کیطرف اشارہ کیا جناب امیرؑ نے عرض کیا جبکہ ثابت ہونے والی بات میرے لیے ثابت ہو چکی ہے پس صبر کا مقام نہیں بلکہ خوشی اور بزرگی کا مقام ہے۔

(۱۰) عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انک مؤمن من مستخلف وانک مقتول وهذه مخضوبة عن هذه یعنی لحیته من رأسه (اخرجه الطبرانی فی الکبیر والدیلمی) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ بتحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور بتحقیق تو مقتول ہوگا۔ اور تیری یہ اس سے رنگین ہو گی یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

جناب امیرؑ کے قاتل کا اشقی الآخرین ہونا

(۱) عن صهیب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی من اشقی الاولین یا علی قال الذی عقر ناقة صالح فقال صدقت فمن اشقی الآخرین قال اللہ ورسولہ اعلم قال اشقی الآخرین الذی یضربک علی هذه واشار الی یافوخه (اخرجه الطبرانی وابو یعلی والملا فی سیرته) وزاد وکان علی یقول وددت انه قد انبعث اشقاکم فیخضب هذه یعنی لحیته من دم رأسه (اخرجه ابن حجر فی الصواعق وقال رجاله ثقات) صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرمانے لگے کون پہلے لوگوں میں زیادہ بدبخت تھا جناب امیرؑ نے عرض کیا جس نے کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول مجھ سے بہتر جاننے والا ہے فرمایا وہ شخص کہ تیری چاندپر ضرب لگائے گا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں تمہارا بدبخت اٹھے اور اس کو اس سے رنگین کرے یعنی ان کی ریش مبارک کو سر اقدس کے خون سے۔

(۲) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی تدری من اشقی الاولین قلت اللہ ورسولہ اعلم قال عاقر

الناقة ثم قال من اشقی الآخرین قلت اللہ ورسولہ اعلم قال قاتلك (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا علی تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا جس نے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے پھر ارشاد کیا پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے میں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا تیرا قاتل ۔

(۳) عن ابی الاسود الدیلی انہ عاد علیا قال فقلت لہ لقد تخوفنا علیك یا امیر المؤمنین فی شکواك ھذہ فقال لا ولکنی واللہ ما تخوفت علی نفسی لانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انك ستضرب ضربۃ ھھنا واشار الی رأسہ فیسیل دمہا حتی تخضب لحیتك یکون صاحبہا اشقاھا کما کان عاقر الناقۃ اشقاھا ۔ (اخرجہ الخوارزمی) ابو الاسود الدئلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ جناب امیر کی عیادت کے لیے گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنین ہم آپ کی اس بیماری سے ڈرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی جان پر اس سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تجھے یہاں پر یعنی سر پر ایک چوٹ لگائی جائے گی اور اس کے خون کے جاری ہونے سے تیری داڑھی رنگین ہو جائے گی اس چوٹ کا لگانے والا اس امت کا بدبخت ہو گا جس طرح سے کہ اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا اگلی امت کا بدبخت تھا ۔

(۴) عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکما باشقی الناس رجلین احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربك یا علی ھذہ حتی تبل منہا ھذہ (اخرجہ احمد وابن عساکر وابن جریر والطبرانی وصححہ الحاکم) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیں دو سخت بدبختوں کی خبر دوں ایک احیمر ثمود جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور ایک وہ شخص کہ یا علی تیرے اس مقام پر یعنی سر پر ضرب لگائیگا یہاں تک کہ اس سے یہ تر ہو جائے گی ۔

جناب امیر کا اپنی شہادت سے خبر دینا

(۱) عن زاذان قال کنت بین الناس ذات یوم عند علی فقالوا حدثنا عن ذی القرنین قال رجل بعثہ اللہ الی قوم فاشرکوا بربہم وابتدعوا فی دینہم واحدثوا علی انفسہم فہم الذین یجتہدون فی الباطل ویحسبون انہم علی الحق ویجتہدون فی الضلالۃ ویحسبون انہم علی ھدی فضربوا علی قرنہ الایمن فمات ثم احیاہ اللہ فضربوا علی قرنہ الایسر فمات ثم دفن سوتۃ قال وما اھل النہروان منہم ببعید (اخرجہ ابن منیع) زاذان سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیر کی خدمت میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لوگوں نے جناب امیر سے عرض کیا آپ ہمیں ذو القرنین کی خبر سنائیں جناب امیر نے فرمایا وہ ایک آدمی

تھا جس خدا نے ایسی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے تھے اور اپنے دین میں بدعتیں نکالتے تھے اور اپنی جانوں کے لیے نئی باتیں پیدا کرتے تھے وہ ان میں سے تھے کہ باطل میں کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم حق پر ہیں اور گمراہی کی کوشش کریں اور سمجھیں کہ ہم ہدایت پر ہیں پس ان لوگوں نے اسکے سر کے دہنی طرف ضرب لگائے اور وہ مر گیا پھر خدا نے اسے زندہ کیا پھر انہوں نے اسکے سر کے بائیں طرف ضرب لگائی پس وہ مر گیا پھر جناب امیر نے بلند آواز سے فرمایا۔ اہل نہروان ان لوگوں سے دور نہیں ہیں۔

(۲) عن عبیدۃ قال قال علی ما یحبس اشقاھا ان یجیٔ لیقتلنی اللھم انی سئمتھم وسئمونی فارحنی منھم وارحھم منی (اخرجہ ابن سعد) عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب امیر فرمانے لگے اس امت کے بدبخت کو کس چیز نے روک رکھا ہے کہ وہ آکر مجھے قتل کرے۔ اے میرے پروردگار مجھے ان سے ملال پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے ملال میں ہیں۔ پس مجھے ان سے راحت پہنچا اور مجھ سے ان کو راحت دے۔

(۳) عن عبد اللہ بن سبع قال سمعت علیا علی المنبر یقول ما ینتظر اشقاھا والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ عھد الی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتخضبن ھذہ من ھذہ واشار الی لحیتہ ورأسہ فقالوا خبرنی یا امیر المؤمنین من ھو لنبیرنہ قال انشدکم باللہ ان یقتل غیر قاتل (اخرجہ ابن سعد والحسن بن سفیان والمحاملی وزاد احمد قالوا ان کنت قد علمت انک مقتول فاستخلف اذا قال لا ولکن اوکلکم الی من وکلکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبد اللہ بن سبع سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا بدبخت کیا انتظار کرتا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دانے کو پھاڑا ہے اور آدمی کو ظاہر کیا ہے مجھ سے ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ یہ اس کے خون سے رنگین ہو گی اور جناب امیرؑ نے اپنی داڑھی اور سر کیطرف اشارہ کیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ ہم سے بیان فرمائیں کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو ہلاک کر ڈالیں۔ فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے قاتل کے بغیر کسی کو نہ مارنا۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا جبکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ شہید ہونیوالے ہیں تو آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ فرمانے لگے نہیں میں تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سپرد تم کو کیا ہے۔

(۴) قیل سئل علی وھو علی منبر الکوفۃ عن قولہ تعالی من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر فقال اللھم غفرا ھذہ الآیۃ نزلت فی وفی عمی حمزۃ وفی ابن عمی عبیدۃ بن الحارث بن عبد المطلب فانہ قضی نحبہ یوم بدر و اما عمی حمزۃ فانہ قضی نحبہ یوم احد و اما انا فانتظر

اشقاها یخضب هذه من هذه واشار الی اللحیة و رأسه عهد معهود الی حبیبی ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ وسبط بن الجوزی فی تذکرۃ خواص الائمہ و ابن حجر فی الصواعق) جناب امیر ایک دفعہ کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے اس آیت کا شان نزول پوچھا جس کا کہ ترجمہ یہ ہے مومنوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس بات کو جس پر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا بس ایک ان میں سے وہ ہے کہ اپنا وقت پورا کر چکا اور ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار میں ہے جناب امیر فرمانے لگے اے میرے رب بخشیو یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے عبیدہ بن حارث بدر کے روز اپنا وقت پورا کر گئے۔ اور میرے چچا حمزہ احد کے روز اپنا وقت پورا کر چکے اب میں اس امت کے بدبخت کی انتظار میں ہوں کہ اس کو اس سے رنگین کرے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میرے پیارے ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اسکی نسبت پختہ عہد کیا ہے۔

(۵) عن زید بن وھب قال قدم علی علی قوم من اھل البصرۃ من الخوارج فیھم رجل یقال له الجعد بن نعجة قال اتق اللہ یا علی فانک میت قال علی بل مقتول ضربۃ علی هذه و تخضب هذه یعنی لحیته من رأسه عهد معهود وقضاء مقضی وقد خاب من افتری (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن وہب سے روایت ہے کہ بصرہ کے خارجیوں میں سے ایک گروہ کے پاس جناب امیرؑ تشریف لے گئے۔ ان میں جعد بن نعجہ ایک شخص تھا جناب امیر سے کہنے لگا یا علی خدا سے خوف کر کیونکہ تو مرنے والا ہے جناب امیرؑ نے ارشاد کیا بلکہ مارا جانے والا ہوں مجھے یہاں پر ضرب لگائی جائیگی اور یہ رنگین ہو جائیگی اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عہد بندھ چکا ہے اور قضا جاری ہو چکی ہے اور ناامید ہوا ہے جھوٹ بولنے والا۔

(۶) عن ابی الطفیل ان علیا جمع الناس للبیعۃ فجاء عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی فردہ مرتین ثم قال علی ما یحبس اشقاها فواللہ لیخضبن هذه من هذه واشار الی لحیته و رأسه ثم تمثل اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیک ٭ ولا تجزع من القتل ٭ اذا حل بوادیک ٭ (اخرجہ ابن سعد و ابونعیم فی الحلیۃ و ابن الاثیر فی الکامل) ابوالطفیل نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے بیعت کے لئے لوگوں کو جمع کیا تو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی بیعت کے لئے جناب امیر کی خدمت میں آیا آپ نے دو دفعہ اسکو لوٹا دیا پھر فرمایا اس امت کے بدبخت کو کیا چیز روکے ہوئے ہے اور اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسکو اس سے رنگین کرے پھر اس پر ایک مثل کہی کہ اپنی چھاتی کو موت کے لئے تان۔ کیونکہ موت تیرے لئے آنیوالی ہے۔ قتل ہونے سے تو مت چلا۔ جبکہ وہ تیرے سامنے آ جائے۔

(۷) عن عابدۃ قال کان علی اذا رای عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی قال ما ارید حیوته و یرید قتلی ٭

غذیری من خلیل من مرادی (اخرجہ ابن سعد) عبید اللہ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام عبدالرحمٰن بن مرادی کو دیکھتے فرماتے ہے میں اسکی زندگی مانگتا ہوں اور وہ میرے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ جو میرا دوست اور میرا خلیل اور میری مراد ہے۔

(۸) عن عثمان بن المغیرة قال لما دخل شهر رمضان جعل علی یتعشی لیلة عند الحسن و لیلة عند الحسین و لیلة عند عبد اللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم و یقول یاتی امر اللہ و انا خمیص انما هی لیلة او لیلتان (اخرجہ ابن الاثیر فی تاریخہ) عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آیا جناب امیر ایک رات امام حسن کے پاس اور دوسری رات امام حسین کے پاس اور تیسری رات عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس افطار کرنے لگے اور تین لقموں سے زیادہ نہیں تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا حکم آنیوالا ہے میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ خالی ہو اور ایک دو رات کا معاملہ ہے۔

(۹) عن الحسن بن کثیر عن ابیہ قال خرج علی لصلوة الفجر فاستقبلہ الاوز یصحن فی وجهه قال فجعلنا نطردهن عنه فقال دعوهن فانهن نوائح فخرج فاصیب (اخرجہ احمد فی المناقب) وقال ابن الاثیر هذا یدل علی انه علم السنة والشهر والليلة التي يقتل فيها (کامل التاریخ) حسن بن کثیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب جناب امیر علیہ السلام صبح کی نماز کو گھر سے باہر تشریف لیجانے لگے بطخیں ان کے سامنے ہو کر چلانے لگیں ہم ان کو ہٹانے لگے جناب امیرؑ نے ارشاد کیا انکو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔

ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ امر اس پر دال ہے کہ جناب امیر اپنی شہادت کے برس اور مہینے اور اس رات سے کہ جس میں وہ شہید ہوئے واقف تھے۔

(۱۰) عن ابی عبد الرحمٰن السلمی قال قال حسین بن علی قال لی علی سنح لی اللیلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی فقلت یا رسول اللہ ما لقیت من امتك من الاود واللدد قال ادع علیهم قلت اللهم ابدلنی بهم من هو خیر لی منهم وابدلهم بی من هو شر منی فخرج فضربه الرجل (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ و اخرج ابو عمر هذا الحدیث عن حسن البصری) ابو عبد الرحمٰن السلمی سے منقول ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام مسجد سے بیان فرماتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہم سے بیان کیا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی امت سے مجھے کیا کیا خصومتیں اور جھگڑے پیش آئے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا تم انپر دعا کرو میں نے کہا۔ اے میرے پروردگار ان کے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے میں اسکو کسی بدترین کی صحبت میں رکھ۔ پس آپ تشریف لیگئے اور اس آدمی نے

ان کو شہید کیا۔

جناب امیرؑ کی شہادت کا بیان

قال ابن سعد انتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم المرادی و البرک بن عبد اللہ التمیمی و عمرو ابن بکیر التمیمی فاجتمعوا بمکة و تعاهدوا و تعاقدوا لیقتلن هؤلاء الثلثة علی و معاویة و عمرو بن العاص فقال ابن ملجم انا لکم بعلی و قال البرک انا لکم بمعویة و قال عمرو بن بکیر انا لکم بعمرو بن العاص فتعاهدوا علی ان ذلک یکون فی لیلة واحدة لیلة حادی عشر او لیلة سابع عشر رمضان ثم توجه کل واحد منهم الی المصر الذی فیه صاحبه فقدم ابن ملجم الکوفة فلقی اصحابه من الخوارج فکان لهم ما یریدون لیلة الجمعة سابع عشر سنة اربعین فاستیقظ علی سحرا فقال لابنه الحسن رأیت اللیلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ما لقیت من امتک من اللاد و اللدد فقال ادع اللہ علیهم فقلت اللهم ابدلنی بهم خیرا منهم وابدلهم بی شرا لهم و دخل ابن النباح المؤذن علی ذلک فقال الصلوة فخرج علی من الباب ینادی ایها الناس الصلوة فاعترضه ابن ملجم فضربه بالسیف فاصاب جبهته الی قرنه و وصل الی دماغه فشد الیه الناس من کل جانب فامسک و اوثق و اقام علی الجمعة و السبت و توفی لیلة الاحد (تاریخ الخلفاء للسیوطی) ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ خوارج میں سے عبد الرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبد اللہ التمیمی اور عمرو ابن بکیر التمیمی تین آدمی خوارج سے نکلے ہوئے مکہ معظمہ میں جا اکٹھے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص تین شخصوں کو قتل کرنا چاہیئے ابن ملجم کہنے لگا میں جناب علی کو شہید کرنے کا ذمہ لیتا ہوں برک نے کہا میں معاویہ کے مارنیکا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص کے قتل کرنے کا ذمہ لیا اور تینوں نے یہ عہد کیا کہ یہ امر ایک ہی شب میں واقع ہو رمضان کی گیارہویں یا سترھویں کو پھر ان میں سے ہر ایک اس شہر کیطرف جس میں کہ اس کا مدنظر قیام پذیر تھا روانہ ہوا پس ابن ملجم کوفہ پہنچا اور خوارج میں سے اپنے دوستوں سے ملا پس وہ اپنی مہم کا ارادہ کرنے لگے رمضان کی سترھویں سنہ ۴۰ھ جمعہ کی رات جناب امیر صبح کو بیدار ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند حسن علیہ السلام سے فرمانے لگے میں نے آج رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا میں نے حضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی امت نے مجھے کیا کیا دکھ دیئے اور جھگڑے پیش آئے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ ان کے حق میں بد دعا کرو میں نے دعا کی بار الٰہا انکے بدلے میں مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت عطا کر اور میرے بدلے انکو کسی بدکی صحبت عطا کر اتنے میں ابن النباح مؤذن نے آکر الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز بلند کی جناب امیر دروازہ سے باہر نکلے اور ایہا الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارنے لگے ابن ملجم نے لپککر آپ کی

پیشانی سے اوپر سر کے ایک طرف تلوار ماری کہ دماغ میں بیٹھ گئی پس ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور اسکو پکڑ لیا
اور باندھ لیا۔ جناب امیر جمعہ اور ہفتہ کے دن تک زندہ رہے اور اتوار کے روز رحلت فرما گئے۔

(۲) قال الزبیر بن بکار کان من بقی من الخوارج تعاقدوا علی قتل علی ومعاویة وعمرو بن العاص فخرج لذلک
ثلاثة فکان ابن ملجم هو الذی التزم لهم قتل علی فدخل الکوفة لذلک واشتری سیفا لذلک بالف
درهم وسقاه السم وکان فی خلال ذلک یاتی علیا یساله ویستحمله فیحمله الی ان وقعت عینه علی قطام
امرأة رائقة جمیلة کانت تری رای الخوارج وکان علی قد قتل اباها واخوتها بالنهروان فخطبها
ابن ملجم فقالت له لا اتزوج الا علی مهر لا ارید سواه فقال وما هو قالت ثلاثة الاف دینار وقتل
علی قال ابن ملجم والله فقد قصدت لقتل علی وما اقدمنی هذا المصر غیر ذلک فقالت ان تقتله
نجوت فهو الذی اردت تبلغ شفاء نفسی ویهنیک العیش معی ان قتلت فما عند الله خیر من الدنیا
فقال لها لک ما اشترطت فقالت له سالتمس من یشد ظهرک فبعثت الی ابن عم لها فاجابها ولقی ابن
ملجم شبیب بن بجرة الاشجعی فقال یا شبیب هل لک فی شرف الدنیا والاخرة قال وما هو قال
تساعدنی علی قتل علی قال ثکلتک امک لقد جئت شیئا ادا۔ کیف تقدر علی ذلک قال انه رجل لا حرس
له ولا یخرج الی المسجد الا منفردا دون من یحرسه فنکمن له فی المسجد فاذا خرج الی الصلوة
قتلناه فان نجونا نجونا فان قتلنا سعدنا بالذکر فی الدنیا والاخرة فقال ویلک ان علیا ذو سابقة فی
الاسلام مع النبی صلی الله علیه وسلم فانشرح نفسی بقتله قال ویلک انه حکم الرجال فی دین الله عزوجل
وقتل اخواننا الصالحین فنقتله ببعض من قتل ولا تشکن فی دینک فاجابه اقبلا حتی دخلا علی قطام
وهی معتکفة فی المسجد الاعظم فی قبة ضربت لنفسها فدعت لهم واخذوا اسیافهم وجلسوا قبالة السدة
التی یخرج منها علی الی الصلوة الصبح فبدره شبیب فضربه فاخطاه فضربه ابن ملجم لعنة
الله علیه علی رأسه قال الحکم لله لا لک ولا لاصحابک فقال علی لا یفوتنکم الکلب فشد الناس علیه من
کل جانب فاخذ ولاذ وهرب شبیب خارجا من الباب فلما اخذ قال علی احبسوه فان مت فاقتلوه ولا
تمثلوا وان لم امت فالامر لی فی العفو والقصاص (اخرجه ابو عمر) وابن عبد البر فی الاستیعاب)
زبیر بن بکار سے منقول ہے کہ خارجیوں سے جو لوگ کہ جنگ نہروان میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے انہوں نے جناب امیر
اور معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کرنے پر معاہدہ کیا اس امر کی انجام دہی کے لئے تین آدمی نکلے ان میں سے عبدالرحمن
بن ملجم مرادی وہ نامراد شخص تھا جس نے کہ جناب امیر کے قتل کرنیکا ان سے وعدہ کیا تھا پس وہ کوفہ میں اس
غرض کے لئے آیا اور ہزار درہم کو ایک تلوار مول لی اور اسکو زہر کا بجھاؤ دیا۔ اس میں جناب امیر کی خدمت

میں آتا جاتا رہا تاکہ جناب امیرؑ اسے کوئی کام سپرد کریں آپ نے اسے ایک خدمت سپرد کی ناگاہ اسکی نگاہ قطام پر جا پڑی جو بہت
حسینہ تھی اور خارجیوں کی رائے کو دیکھ رہی تھی۔ جناب امیرؑ نے نہروان کی لڑائی میں اسکے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا
ہوا تھا۔ ابن ملجم نے اس سے اپنے نکاح کی درخواست کی اس نے جواب دیا کہ میں ایسے مہر کے سوا کہ بجز اسکے اور کچھ نہیں
چاہتی نکاح نہیں کر سکتی۔ ابن ملجم نے مہر کی شرح پوچھی قطام نے کہا تین ہزار دینار اور جناب امیرؑ کا قتل ہے۔ ابن
ملجم نے کہا بخدا تو نے ایسی چیز کو طلب کیا ہے کہ جس کے لئے میں اس شہر میں آیا ہوں وہ کہنے لگی اگر تو نے
جناب امیرؑ کو قتل کیا اور تو نجات پا گیا۔ پس یہی بات تجھے حاصل ہو جائیگی جبکہ تو چاہتا ہے اور میری طرف سے
بھی تجھے مہر میں عافیت حاصل ہوگی۔ اور تجھے مجھ سے ایک گوارا عیش حاصل ہوگا اور اگر تو قتل ہوگا تو
پس جو کچھ کہ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے ابن ملجم کہنے لگا تجھے چاہیئے کہ تو اپنی شرط کو پورا کرے قطام نے
کہا میں تجھے ایسے شخص کو ملاتی ہوں جو اس کام میں تیری مدد کریگا۔ پس اس نے اپنے چچازاد بھائی کو بلا بھیجا وہ اسکے
پاس آیا اسکے بعد ابن ملجم شبیب بن بجیرہ الاشجعی سے ملا اور کہنے لگا اے شبیب کیا تجھے دنیا و آخرت کی شرف
حاصل کرنے میں کچھ رغبت ہے شبیب کہنے لگا وہ کیا ہے۔ ابن ملجم نے کہا وہ جناب امیرؑ کا قتل کرنا ہے شبیب
نے کہا تیری ماں تیرے مرنے پر روئے۔ تو نے ایک عجیب بات کہی ہے۔ ہم کیونکر ان پر قابو پا سکتے ہیں ابن ملجم کہنے
لگا جناب امیرؑ کا کوئی نگہبان نہیں اور مسجد میں وہ تنہا جاتے ہیں کوئی انکے ساتھ محافظ نہیں ہوتا ہم مسجد میں
بیٹھے رہیں جب وہ صبح کو نماز کے لئے نکلیں تو ہم انکو شہید کر ڈالیں پھر اگر ہم بچ گئے بچ گئے اور اگر مارے
گئے تو ہم دنیا و آخرت میں ذکر خیر چھوڑ جائینگے شبیب نے کہا اے تو برے جناب امیرؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صاحب سبقت ہیں انکے قتل کرنے سے بھلا میرا دل کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ ابن ملجم کہنے لگا تجھ پر
افسوس ہے۔ انہوں نے خدا کے دین میں لوگوں کو منصف مقرر کیا ہے اور ہمارے نیکوکار بھائیوں کو قتل کیا ہے۔
ہم انکو ان قتل شدہ لوگوں کی عداوت سے قتل کرینگے تو اپنے دین میں کسی طرح سے شک اور شبہ اپنے دل میں نہ
لا شبیب نے اسکی بات کو مان لیا۔ اور دونوں ملکر قطام کے پاس گئے اس نے مسجد اعظم میں اپنے اعتکاف کے
لئے ایک خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا اور وہ اس میں معتکف تھی۔ اس نے ان دونوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ اپنی
تلواروں کو لیکر اس دروازے کے پاس بیٹھ گئے۔ جہاں سے جناب امیرؑ مسجد میں آیا کرتے تھے پس جناب امیرؑ صبح کی
نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے شبیب نے بڑھ کر تلوار ماری اسکا وار خالی گیا۔ ابن ملجم نے کہ خدا کی پھٹکار اس
پر ہے جناب امیرؑ کے سر اقدس پر تلوار لگائی۔ اور کہنے لگا یا علی حکم خاص خدا کے لئے ہے نہ آپکا ہے نہ
آپکے دوستوں کا۔ جناب امیرؑ نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کتا تم سے کہیں بھاگ نہ جائے لوگ ہر طرف سے اس پر
پل پڑے اور اسکو گرفتار کر لیا۔ شبیب دروازہ کے باہر سے بھاگ گیا جب ابن ملجم گرفتار ہو گیا جناب امیرؑ نے فرمایا اسکو

قید رکھو اگر میں مر گیا تو تم نے اس کو قتل کر دینا اور مثلہ نہ کرنا۔ اور اگر زندہ رہا تو بخش دینا ہوگا یا قصاص لینا میرے اختیار میں ہوگا۔

(۳) عن اللیث بن سعد ان ابن ملجم ضرب علیا فی صلوٰۃ الصبح بسیف کان سمہ بسم مات من یومہ ودفن بالکوفۃ لیلاً (اخرجہ البغوی) واختلفوا اھل ضربۃ فی الصلوٰۃ وقبل الدخول فیھا وھل استخلف من اتم الصلوٰۃ او ھو اتمھا والاکثر علی انہ استخلف جعدۃ بن ھبیرۃ فصلی بھم تلک الصلوٰۃ (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) لیث بن سعد سے منقول ہے کہ ابن ملجم نے جناب امیر کو صبح کی نماز میں زہر کی بجھی تلوار ماری تھی اور اسی روز جناب امیر انتقال فرما گئے تھے۔

اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ ابن ملجم نے آپکو عین صبح کی نماز میں تلوار ماری تھی یا کہ نماز سے پہلے۔ اور آیا جناب امیرؑ نے نماز کے تمام کرنے کے لئے کسی کو اپنا خلیفہ کیا تھا یا کہ خود نماز کو پورا کیا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے جعدہ بن ہبیرہ کو نماز کیلئے اپنا خلیفہ کیا تھا اور انہی نے نماز کو پورا کیا تھا۔

(۴) عن ھارون بن یحییٰ قال ان علیا لما ضربہ ابن ملجم قال فزت برب الکعبۃ (اخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ) ہارون بن یحییٰ کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے جناب امیر علیہ السلام کو چوٹ لگائی تو جناب امیرؑ نے بھلا کے فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے میں رستگار ہو گیا۔

جناب امیرؑ کی اپنے قاتل سے ہمدردی

(۱) عن ھشیم مولی الفضل قال لما قتل بن ملجم علیا قال للحسن والحسین عزمت علیکم لما حبستم الرجل فان مت فاقتلوہ ولا تمثلوا بہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور (اخرجہ الفضائلی) ہشیم فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام کو ابن ملجم نے زخمی کیا آپ حسنین علیہما السلام سے وصیت فرماتے گئے میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کہ تم نے اس آدمی کو قید کر لیا ہے اگر میں مر جاؤں تو اسکو قتل کرنا اور مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ڈرو تم مثلہ کرنے سے اگرچہ کٹکھنا کتا ہی ہو۔

(۲) عن الحسین بن کثیر عن ابیہ وکان قد ادرک علیا قال خرج علی الی الفجر فاقبل الاوز یصحن فی وجھہ فطردوھن فقال دعوھن فانھن نوائح فضربہ ابن ملجم قلت لہ یا امیر المؤمنین فل بیننا وبین بنی مراد فلا یقوم بھم ثاغیۃ ولا راعیۃ ابدا قال لا ولکن احبسوا الرجل فاذا

انا مت فاقتلوہ فاذا اعش فالجروح قصاص (اخرجہ احمد فی المناقب) حسین بن کثیر اپنے والد سے کہ اس نے جناب امیر کو دیکھا انکا روایت کرتا ہے کہ جناب امیر صبح گھر سے برآمد ہوئے بطین انکے سامنے ہوکر فریاد کرنے لگیں لوگ ان کو ہٹانے لگے جناب امیرؓ نے فرمایا انکو چھوڑدو یہ نوحہ کررہی ہیں پس ابن ملجم نے آپکو ضرب لگائی میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ ہمارے اور بنی مراد کے درمیان جنگ کی اجازت دیدیں تاکہ ان میں اونٹ اور بکری باقی نہ چھوڑا جائے فرمایا نہیں لیکن تم اس آدمی کو قید رکھو جب میں مرجاؤں اسکو قتل کردینا اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائیگا۔

(۳) عن حسین بن کثیر قال قال علی النفس بالنفس ان ھلکت فاقتلوہ وان بقیت رأیت فیہ رأیی یا بنی عبد المطلب لا الفینکم تخوضون دماء المسلمین تقولون قد قتل امیر المؤمنین الا لا تقتلن الا قاتلی انظر یا حسن ان انا مت من ضربتی ھذہ فاضربہ ضربۃ فلا تمثلن بالرجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور (اخرجہ الطبری فی الریاض النضرۃ) حسین بن کثیر ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جان کا بدلا جان ہے اگر میں مرجاؤں تو اس کو مار ڈالنا اور اگر میں زندہ رہا تو اسکی نسبت میں اپنی رائے کو دیکھوں گا اے بنی عبد المطلب تم کو میں مسلمانوں کے خون کے پیچھے نہیں ڈالتا کہ تم یہ کہو امیر المؤمنین مارے گئے ہیں خبردار بجز میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا۔ اے حسن نگاہ رکھیو کہ اگر میں اس ضرب سے جو مجھے لگا ہے مرجاؤں، تو تو نے بھی میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگانا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا بہ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مثلہ کرنے سے بچو اگرچہ کٹکھنا کتا ہی ہو۔

(۴) عن الزبیر بن بکار قال قال علی احبسوہ فان انا مت فاقتلوہ ولا تمثلوا بہ فان لم امت فالامر فی العفو والقصاص (اخرجہ ابو عمر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جناب امیرؓ نے اپنے قاتل ملعون کی نسبت فرمایا اگر میں مرجاؤں تو تم نے اسے بھی مار ڈالنا اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اسکے بخشنے اور بدلا لینے میں اختیار ہوگا۔

(۵) عن الزھری قال لما ضرب علی تلک الضربۃ قال ما فعل ضاربی اطعموہ طعامی واسقوہ من شرابی فان عشت فانا اولی بحقی وان مت فاضربوہ ضربۃ ولا تزیدوہ علیہ (اخرجہ الخوارزمی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب جناب امیرؓ کو وہ ضرب لگا فرمانے لگے میرا قاتل میرا کھانا اسے کھلاؤ۔ اور میرا پانی اسے پلاؤ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے حق کا زیادہ حقدار رہوں اور اگر میں مرگیا پس تم نے اس کو ایک ضرب لگانا اور اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وصیت

(۱) عن الزهري قال اوصى علي للحسن يا حسن لا تغال في كفني فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تغالوا في الكفن وامشوا بين المشيين فان كان خيرا عجلتموني وان كان شرا القيتموه عن اكتافكم (اخرجه المخلص الذهبي) زہری رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ جناب امیرؑ نے حضرت حسن علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ اے حسن میرے کفن کو غالیہ نہ لگا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفن میں غالیہ نہ لگاؤ۔ اور دو رفتاروں کے درمیان ہو کر چلنا یعنے نہ دوڑتے ہوئے اور نہ زیادہ آہستہ کیونکہ اگر کوئی امر نیک پیش آنیوالا ہوگا تو تم نے میرے لئے اس کی تعجیل کی ہوگی۔ اور اگر برائی پیش آنیوالی ہوگی تو تم نے اپنے کندھے کا بوجھ ہلکا کیا ہوگا۔

(۲) عن الحسن قال لما حضرت لعلي الوفات آجل يومه فقال هذا ما اوصى به علي بن ابي طالب اخو محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابن عمه وصاحبه اول وصيتي اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وخيرته بعلمه وارتضاه لخلقه وان الله باعث من في القبور وسائل الناس عن اعمالهم عالم بما في الصدور ثم اني اوصيك يا حسن وكفى بك وصيا بما اوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا كان ذلك فالزم بيتك وابك على خطيئتك ولا تكن الدنيا اكبر همك واوصيك يا بني بالصلوة عند وقتها والزكوة في اهلها عند محلها والصمت عند الشبهة والاقتصاد والعدل في الرضاء والغضب وحسن الجوار واكرام الضيف ورحمة المجهود واصحاب البلاء وصلة الرحم وحب المساكين ومجالستهم والتواضع فانه من افضل العبادة وذكر الموت وزهد في هذه الدنيا فانك رهن الموت وغرض بلاء وطريح سقم واوصيك بخشية الله تعالى في سرائرك وعلانيتك وانهاك عن مخالفة الشرع بالقول والفعل اذا عرض لك شيء من امر الآخرة فابدأ به فاعرض لك امر من الدنيا فتأنه حتى تصيب رشدك فيه واياك ومواطن التهمة والمجلس المظنون به السوء فان قرين السوء يغير جليسه وكن لله يا بني عاملا وعن الخنا زجورا وبالمعروف آمرا وعن المنكر ناهيا وواخ الاخوان في الله واحب الصالح لصلاحه ودار الفاسق عن دينك وابغضه بقلبك وزايله باعمالك لئلا تكون مثله واياك والجلوس في الطرقات ودع المماراة ومجاراة من لا عقل له واقتصد يا بني في معيشتك واقتصد في عبادتك وعليك فيها بالامر الدائم الذي تطيقه والزم الصمت تسلم وقدم لنفسك تغنم وتعلم الخير تعلم وكن ذاكرا لله تعالى على كل حال وارحم من اهلك الصغير ووقر الكبير ولا تاكل طعاما حتى تصدق منه

قبل اکلہ وعلیک بالصوم فانہ زکوۃ البدن وجنۃ لاھلہ وجاھد نفسک واحذر جلیسک واجتنب عدوک و علیک بمجالس الذکر واکثر من الدعاء فانی لم الک یا بنی نصحا وھذا فراق بینی وبینک واوصیک باخیک محمد خیرا فانہ ابن ابیک وقد تعلم حبی لہ واما اخوک الحسین فھو شقیقک وابن امک وایک اللہ الخلیفۃ علیکم وایاہ اسال ان یصلحکم وان یکف الطغاۃ البغاۃ عنکم والصبر الصبر حتی یقضی اللہ ھذا الامر لاحول ولا قوۃ الا باللہ (انوار لانبماد) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا آپ وصیت فرمانے لگے کہ یہ وہ بات ہے کہ جسکی نسبت علی بن ابیطالب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی اور ان کا ابن عم اور ان کا مصاحب وصیت کرتا ہے سب سے پہلے میری وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہیں اور محمد اسکے رسول اور برگزیدہ ہیں اس نے اپنے علم میں انکو رسالت کیلئے اختیار کیا اور اپنی خلق کی ہدایت کیلیے ان کو پسند کیا۔ اور جو لوگ کہ قبروں میں ہیں ان کو اللہ تعالے زندہ کریگا اور آدمیوں سے ان کو اعمال کی پرسش فرمائے گا اور جو کچھ کہ لوگوں کے دلوں میں ہے اسکو وہ جانتا ہے بعد اسکے اے حسن میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت ادا کرنے کے لیئے تجھے کافی ہے یہ وہ چیز ہے کہ اسکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے پس جبکہ ایسا ہو تو تو اپنے گھر میں رہا کر اور اپنے گناہوں پر رویا کر اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی ہمت کو مصروف نہ کر اور اے میرے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اسکے وقت پر ادا کیا کر اور جب زکوۃ دینے کا محل ہو تو اسکے مستحق کو دیا کر اور جب کوئی امر مشتبہ ہو تو اس میں سکوت رہا کر۔ اور خوشنودی اور غصہ میں میانہ روی اور عدالت اختیار کر اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیکی کر۔ اور مہمان کی تکریم کر۔ اور جو لوگ کہ عاجز ہوں اور مصیبت میں مبتلا ہوں ان پر رحم کر اور صلہ رحم بجالا اور مسکینوں سے محبت کر اور ان کے پاس بیٹھا کر اور ان سے تواضع کیا کر اس لیے کہ یہ افضل عبادت ہے اور موت کو یاد رکھا اور دنیا میں زہد اختیار کر اسلیے کہ تو موت سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اور دنیا بلا کے نازل ہونیکا مقام ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہے اور نیز میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اپنے ظاہر اور باطن میں اللہ تعالی سے ڈرا کر اور ہر قول و فعل میں شرع شریعت کی مخالفت سے منع کرتا ہوں اور جب کوئی چیز امور آخرت میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں جلدی کر اور جب کوئی امور دنیا میں سے تجھ کو پیش آئے تو اس میں تامل کر یہاں تک کہ اپنے بہبودی کو اس میں تحقیق کرے اور ایسے مقامات میں کہ اس میں تہمت کا شبہ ہو اور ایسی صحبتوں میں کہ جن میں برائی کا گمان ہو نجایا کر اسواسطے کہ جو شخص کہ خود برا ہے وہ اپنے ہم صحبت کو بگاڑ دیتا ہے اے میرے فرزند تو اچھے عمل کو اللہ تعالے کیلئے خاص اور خالص کر اور گناہگار کو تنبیہ اور اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کیا کر اور بھائیوں سے خدا کی راہ میں دوستی کر اور صالح شخص سے بسبب اسکی نیکی کے دوست رکھ اور فاسق سے مدارا کر اور دل میں اسکو

برا سمجھ اور اپنے اعمال میں اس سے علیحدہ رہ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی مثل اس کی ہو جائے اور بازاروں میں نہ بیٹھا کر اور بے وقوفوں سے حجت نہ کیا کر نہ انکی ہمسائگی اختیار کر اور اپنی معاش میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کر اور عبادات مسنونہ میں سے اسی چیز اختیار کر کہ جس کے ادا کرنے کی تجھے طاقت ہو اور ہمیشہ اسکو قائم رکھ سکے اور سکوت کو اپنے اوپر لازم کرے کہ اسکے سبب سے تو برائیوں سے بچ سکتا ہے اور نیکی کو اپنے نفس کیلئے مقدم کرتا کہ تجھے غنیمت حاصل ہو اور ہر حال میں خدا کو یاد کیا کر اور تیرے عزیز و اقارب میں سے جو شخص صغیر السن ہو اس پر رحم کر اور جو کبیر السن ہو اسکی بزرگی کر اور جب تو کھانا کھانے لگے تو پہلے اس میں سے صدقہ دیدیا کر اور تجھ کو روزہ رکھنا لازم ہے اس لیے کہ وہ بدن کی زکوٰۃ ہے اور روزہ دار کی سپر ہے اور اپنے نفس سے مجاہدہ کیا کر اور ہمنشین سے ہوشیار رہا کر اور اپنے دشمن سے پرہیز کیا کر۔ اور تو ہمیشہ ایسی مجلسوں میں بیٹھا کر کہ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہو۔ اور اکثر دعا کیا کر۔ اے فرزند میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہے اور اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے میں تیرے بھائی محمد حنفیہ کے باب میں تجھے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے اور مجھے جو کچھ کہ اس سے محبت ہے تو اسکو جانتا ہے اور لیکن تیرا بھائی حسین پس وہ تیرا ہم بطن بھائی ہے اور تیری ماں اور تیرے باپ دونوں کا بیٹا ہے اور اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح کرے اور سرکشوں کے اور باغیوں کی شر کو تم سے دفع کر دے اور تجھے صبر کرنا چاہیئے یہاں تک کہ اس بات میں حکم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

جناب امیرؑ کے انتقال کا بیان

عن عمرو بن ذی مر قال لما اصیب علی بالضربۃ دخلت علیہ وقد عصب رأسہ قال قلت یا امیر المومنین ارنی ضربتک قال فحلہا فقلت خلاش ولیس بشیء قال انی مفارقکم فبکت ام کلثوم من وراء الحجاب فقال لہا اسکتی فلو ترین ما ادری لما بکیت قال فقلت یا امیر المومنین ماذا تری قال ھذہ الملائکۃ وفود والنبیون وھذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا علی ابشر فما تصیر الیہ خیر مما انت فیہ (اخرجہ ابن الاثیر)

عمرو بن ذی مر سے روایت ہے کہ جب جناب امیر کو زخم لگا میں ان کی خدمت میں گیا وہ اپنے سر کو پٹکا باندھے ہوئے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے اپنا زخم دکھا دیجئے انہوں نے پٹکا کھولا اور مجھے زخم دکھایا میں نے کہا تھوڑا سا زخم ہے اور کچھ بھی نہیں ہے فرمانے لگے میں تم سے جدا ہوتا ہوں جناب ام کلثوم پردہ کے اندر سے رونے لگیں جناب امیرؑ نے فرمایا چپ رہو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھتیں تو ہرگز نہیں روتیں میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کیا دیکھتے ہیں کہنے لگے یہ فرشتوں کے سفیر اور انبیا تشریف لائے ہیں اور یہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قدم رنجہ فرمایا اور کہہ رہے ہیں یا علی بشارت ہو جس حال میں کہ تو ایسا ہے اس سے عمدہ تیری حالت ہونے والی ہے

(۲) عن عبد الرحمٰن بن حبیب قال لما فرغ علی من وصیة قال اقرئ علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ ثم لم تتکلم الا بلا الہ الا اللہ حتی قبضہ اللہ وغسلہ ابناہ وعبد اللہ بن جعفر وصلی علیہ الحسن وکبر علیہ اربعا وکفن فی ثلاثة اثواب لیس فیہا قمیص ودفن فی السحر (اخرجہ ابن الاثیر) عبد الرحمٰن بن حبیب کہتے ہیں کہ جب جناب امیر وصیت سے فارغ ہوگئے فرمایا میں تم کو سلام علیکم کہتا ہوں اور خدا کی رحمت اور اسکی برکت تم پر ہو پھر آپ نے بجز لا الہ الا اللہ کے اور کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے ان کے دونوں بیٹوں اور عبد اللہ بن جعفر نے ان کو غسل دیا اور حسن علیہ السلام نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور تین کپڑوں میں کہ ان میں قمیص نہیں تھا صبح کے قریب ان کو دفن کیا۔

(۳) وقال الخجندی صلی اللہ علیہ اربع تکبیرات وقیل تسعا اخرجہ محب الطبری فی الریاض) خجندی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جناب امیر پر امام حسن علیہ السلام نے جنازہ کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں بعض کہتے ہیں نو تکبیریں کہیں۔

(۴) روی هارون بن سعید انہ کان عندہ مسک اوصی ان یحنط بہ وقال فضل من حنوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البغوی) ہارون بن سعید سے روایت ہے کہ جناب امیر کے پاس تھوڑا سا مسک تھا وصیت فرمائی کہ اس سے میرے کفن کو معطر کیا جائے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچا ہوا ہے

وہ قدرتی آثار جو جناب امیرؑ کی شہادت سے نمودار ہوئے

(۱) عن ابن شہاب الزہری قال قدمت دمشق وانا ارید العراق فاتیت عبد الملک بن مروان لاسلم علیہ فوجدتہ فی قبة فسلمت وجلست فقال یا ابن شہاب اتعلم ما کان ببیت المقدس صباح قتل علی فقلت نعم فقمت وراء الناس حتی اتیت خلف القبة وحول الی وجہہ فقال ما کان فقلت لم یرفع حجر من بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط فقال لا یعلم ہذا احد غیری وغیرک فلا یسمعوا منک فما حدثت بہ حتی توفی اخرجہ ابن الضحاک والخوارزمی) ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانیکا ارادہ تھا پس میں عبد الملک بن مروان کے پاس سلام کرنے کو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبد الملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبد الملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کیطرف اسکے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا اور کہنے لگا

کیا بات ہے میں نے کہا اس روز بیت المقدس کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اسکے نیچے تازہ خون نظر نہیں آتا تھا عبدالملک کہنے لگا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اس راز سے خبردار ہونا نہیں چاہیئے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سُنے ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک میں نے اسکا تذکرہ پھر کسی سے نہیں کیا۔

قال الحافظ ابوبکر بن الحسین البیہقی قلت کذا روی فی ہاتین الروایتین وروی باسناد صحیح عن الزہری ان ذلک کان حین قتل الحسین ولعلہ وجد عند قتلہما جمیعا نقلہ الزرندی فی درر السمطین) حافظ ابوبکر بن حسین البیہقی کہتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں اس طرح کا بیان ہے اور زہری سے روایت ہے بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون جما ہوا پایا تھا اور اس روایت کی سند بھی صحیح ہیں شاید کہ اس نے دونوں صاحبوں کی شہادت کے وقت ایسا پایا ہو۔

(۲) عن ابی القاسم الحسن بن محمد المعروف بابن الوفا قال کنت فی مسجد الحرام فرایت الناس مجتمعین حول مقام ابراہیم فقلت ما ہذا قالوا راہب قد اسلم فہو یحدث بحدیث عجیب فاشرفت علیہ فاذا شیخ کبیر علیہ جبۃ صوف وقلنسوۃ صوف عظیم الجثۃ وہو قاعد عند مقام ابراہیم سمعتہ یقول کنت قاعدا فی صومعتی فی بعض الایام فاشرفت منہا اشرافۃ فاذا طائر کالنسر الکبیر قد سقط علی صخرۃ علی شاطی البحر فتقایا فرمی من فیہ ربع انسان ثم طار فغاب یسیرا ثم عاد فتقایا ربعا اخر ثم طار وعاد فتقیا ہکذا الی ان تقایا اربعۃ ارباع الانسان ثم طار فدنت الارباع بعضہا من بعض فالتامت فقام منہا انسان کامل وانا اتعجب مما رایت فاذا بالطائر قد انقض علیہ فاختطف ربعہ ثم طار ثم عاد واختطف ربعا اخر ثم طار وہکذا الی ان اختطف جمیعہ فبقیت متفکرا متحسرا ان لا کنت سالتہ من ہو وما قصتہ فلما کان فی الیوم الثانی اذا بالطائر قد اقبل وفعل کفعلہ بالامس فلما التامت الارباع وصارت شخصا کاملا نزلت من صومعتی مبادرا الیہ ودنوت منہ وسالتہ من انت فسکت عنی فقلت بحق من خلقک من انت قال انا ابن ملجم فقلت وما فعلت قال قتلت علی بن ابی طالب فوکل بی ہذا الطائر یقتلنی کل یوم قتلۃ فہذا خبری فانقض الطائر فاخذ ربعہ طار فسالت عن علی فقالوا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت (اخرجہ الخوارزمی) ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بابن الوفا سے منقول ہے کہ میں کعبہ میں تھا لوگوں کو دیکھا مقام ابراہیمؑ کے گرد مجتمع ہیں میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے کہا ایک راہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک عجیب بات بیان کرتا ہے پس میں اسکے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ ایک بڈھا قوی جثہ آدمی ہے اور کملی کا جبہ اور کملی کی ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور وہ مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا ہے اور سب لوگ کان دھرے کر سن رہے ہے اس نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے صومعہ میں بیٹھا ہوا تھا ناگاہ میں نے دیکھا۔

ایک طائر مثل بڑے چیل کے دریا کے کنارے ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گیا اور بعد اسکے اس نے قے کی اسکے منہ سے چوتھائی آدمی کی نکلی بعد اسکے اڑ گیا اور تھوڑی دیر غائب رہا بعد اسکے پھر آیا اور قے کی تو دوسرا چوتھائی ٹکڑا اگل دیا بعد اسکے اڑ گیا اور پھر آ کر قے کی اور اس طرح چار ٹکڑے ایک آدمی کے اسکے منہ سے نکلے بعد اسکے پھر اڑ گیا پس وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور ان سے پورا آدمی بن گیا مجھے اسکے دیکھنے سے نہایت تعجب ہوا ناگہ وہ طائر پھر آیا۔ اور اس آدمی پر گرا اور جھپٹ کر اسکا چوتھا حصہ اڑا لے گیا اس طرح پورے اس آدمی کو اڑا اڑا لے گیا مجھے نہایت فکر ہوئی کہ یہ کیا بات اور افسوس ہوا کہ میں نے اس آدمی سے اسکا حال دریافت نہ کیا جب دوسرا دن ہوا اور وہ طائر پھر آیا اور گذرے ہوئے دن کی طرح سے کرنے لگا جب چاروں ٹکڑے مل گئے اور وہ شخص پورا آدمی بن گیا میں اپنے صومعہ سے اتر کر اس کی طرف دوڑا اور اسکے نزدیک جا کر اس سے پوچھنے لگا تو کون ہے وہ خاموش رہا پھر میں نے اسے خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ مجھے بتا تو کون ہے وہ خاموش ہو گیا میں نے پھر کہا تجھ کو قسم ہے اسکی جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے مجھے سچ بتا تو کون ہے وہ کہنے لگا میں ابن ملجم ہوں میں نے اس سے پوچھا تیرا اس طائر کے ساتھ کیا قصہ ہے وہ بولا میں نے جناب علی علیہ السلام کو قتل کیا ہے اسلیئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر اس طائر کو مقرر کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر روز یہی فعل کرتا ہے جو تو نے دیکھا ہے بعدازاں میں اپنے صومعہ سے باہر نکل کر پوچھا کہ علی بن ابی طالب کون ہیں معلوم ہوا کہ وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں پس میں اسلام سے مشرف ہوا۔

جناب امیر علیہ السلام کی وفات پر جناب امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

عن ابن ابی جمرۃ قال خطب الحسن بن علی حین قتل علی فقال یا اھل العراق لقد کان فیکم رجل بالامس قتل اللیلۃ واصیب الیوم لم یسبقہ الاولون ولم یدرکہ الاخرون کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بعثہ فی سریۃ کان جبریل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ اخرجہ بن جریر فی تاریخہ والد ولابی والطبرانی فی الکبیر عن ھبیرۃ بن مریم ابن ابی جمرہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے اہل عراق کل تم میں ایک ایسا آدمی موجود تھا جو رات کو قتل ہوا اور آج خدا کے پاس پہنچ گیا کہ جس سے پہلے لوگ سبقت نہیں لے گئے اور پچھلے اس تک نہیں پہنچ سکیں گے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبریل ان کے دہنے طرف اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا تعالیٰ ان کو فتح نہیں دیتا تھا وہ واپس نہیں ہوتے تھے۔

(۲) عن الحسن انه لما قتل علی قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ فقال اما بعد واللہ لقد قتلتم اللیلۃ رجلا فی لیلۃ نزل فیھا القرآن وفیھا رفع عیسی بن مریم وفیھا قتل یوشع بن نون فتی موسی (اخرجہ ابن جریر تاریخ) جناب امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو وہ خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور خدا کی صفت وثنا کے بعد فرمانے لگے اے لوگو خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات میں ایک آدمی کو مارا ہے جس میں کہ قرآن اترا ہے اور جس رات میں عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور جس رات میں جناب موسیٰ کے نوجوان یوشع بن نون قتل ہوئے۔

(۳) عن عمرو بن حبشی قال خطبنا الحسن حین قتل علی لقد فارقکم رجل ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہ الرایۃ فلا ینصرف حتی یفتح اللہ علیہ ما ترک من صفراء ولا بیضاء الا سبعمائۃ درھم کان یرصدھا الخادم لاھلہ (اخرجہ احمد) عمرو بن حبشی سے منقول ہے کہ جناب امیر کی وفات کے بعد جناب امام حسن علیہ السلام نے ہمیں خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ آج تم سے ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اسے علم عطا فرماتے تو جب تک خدا اسے فتح نہ دیتا وہ واپس نہ ہوتا اس سونا چاندی سوا سات سو درہم کے اور کچھ نہیں چھوڑا۔ اپنے اہل کے لیے خادم اس سے لینا چاہتا تھا۔

جناب امیرؑ کی وفات پر لوگوں کی رائیں

(۱) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما بلغھا موت علی بن ابی طالب لتصنع العرب ما شاءت فلیس لھا احد ینھاھا (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جبکہ ان کو جناب امیر علیہ السلام کی وفات کا حال معلوم ہوا فرمانے لگیں اب عرب جو چاہے سو کرے کوئی اس کا خصم نہیں رہا۔

(۲) وکان معاویۃ یکتب فیما ینزل بہ لیسال لہ علی بن ابی طالب عن ذلک فلما قتل علی قال ذھب الفقہ والحکم بموت ابن ابی طالب فقال عتبۃ اخوہ لا یسمع ھذا اھل الشام فقال دعنی عنک (اخرجہ عبد البر فی الاستیعاب) امیر معاویہ کو جو امور کہ دشوار پیش آیا کرتے تھے ان کو لکھ کر جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا کرتا تھا جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے امیر معاویہ کہنے لگے ابن ابی طالب کی موت سے فقہ اور حکمت جاتی رہی عتبہ اسکا بھائی کہنے لگا کہیں یہ بات اہل شام نہ سن لیں معاویہ نے کہا چھوڑ مجھے۔

آنحضرت کا جناب امیرؑ سے فرمانا کہ یا علی اپنا ہاتھ بڑھا اور میرے ساتھ جنت میں جہاں

میں داخل ہوں تو بھی داخل ہو

عن ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما طعن ابی وامر بالشوریٰ دخلت علیہ ام المؤمنین حفصۃ رضی اللہ عنہا قالت یا ابت ان الناس یزعمون ان ھولاء الستۃ لیسوا یرضی بعلی قال اسندونی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی مہ یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامۃ حیث ادخل اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابوبکر الشافعی وابو الحسن بن بشیر فی فوائدہ وابن عساکر والدیلمی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد زخمی ہوگئے اور انہوں نے مشورت کیلئے حکم دیا ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ان کے پاس جا کر کہنے لگیں اے ابا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ چھیوں جناب علی سے ناراض ہیں عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے مجھ کو تکیہ لگا دو پھر بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور داخل ہو قیامت کے روز میرے ساتھ جہاں کہ میں داخل ہوں ۔

جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کے ساتھ جنت میں ایک گھر میں ہونا

(۱) عن زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المناقب) زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو پھر حضرتؐ نے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے ۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وایاک وھذان فی مکان واحد یعنیھما یعنی الحسن والحسین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی میں اور تو اور یہ دونوں جنت میں ایک مکان میں ہونگے اور ان دونوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن اور حسین سے تھی ۔

(۳) عن علی قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ انا فی المنام فاستسقوا الحسین قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی شاۃ لنا بکی فحلبہا فدرت فجاءہ الحسین فنحاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ کانہ احبہما قال لا ولکنہ یعنی الحسن استسقا قبلہ ثم قال انی وایاک وھذین وھذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامۃ (اخرجہ احمد فی المسند) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شب جناب رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں سونے کو تھا حسن علیہ السلام کو پیاس لگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف لے گئے اور ایک تھوڑے سے دودھ والی بکری اپنے ساتھ لائے اور اسکو دو کر برتن میں دودھ ڈالدیا حسین علیہ السلام اسکو پینے لگے حضرتؐ نے ان کو ہٹا دیا جناب فاطمہ علیہا السلام عرض کرنے لگیں شاید حسن ان دونوں میں سے زیادہ پیارے ہیں آپ نے فرمایا نہیں لیکن حسن اس سے پہلے پیاسا ہوا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا میں اور تو اور یہ دونوں اور یہ اونگھنے والا قیامت کے روز ایک مکان میں ہوں گے۔

جناب امیرؑ کا اہل جنت پر صبح کے ستارے کی طرح چمکنا

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یزھر باھل الجنۃ کما یزھر کوکب الصبح باھل الدنیا (اخرجہ الحاکم فی تاریخہ والبیہقی فی فضائل الصحابۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکے گا جس طرح سے صبح کا ستارہ دنیا کے لوگوں پر چمکتا ہے۔

جناب امیر کا سب سے اول جنت کے دروازہ کو کھٹکھٹانا

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انک اول من یقرع باب الجنۃ فتدخل فیھا بغیر حساب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسند اھل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہو گا۔

جناب امیرؑ کا قطعی مغفور ہونا

(۱) عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک ولحبیک فابشر فانک الانزع البطین (اخرجہ الدیلمی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی بہ تحقیق اللہ تعالی نے تجھے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخشدیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلمک کلمات اذا قلتھن غفر لک مع انک مغفور تقول لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی العظیم سبحان رب السموت السبع والارضین ورب العرش

العظیم والحمد اللہ رب العلمین (اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی فی الخصائص) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ ہم تجھے ایسے چند کلمات بتائیں کہ جب تو ان کو پڑھے تو خدا تجھے باوجودیکہ تو بخشا ہوا ہے بخش دے تو یہ کہا کر نہیں کوئی معبود مگر ایک خدا جو علم والا اور کرم والا ہے اور نہیں کوئی معبود مگر ایک خدا جو برتر اور عظمت والا ہے پاک ہے وہ خدا جو ساتوں زمینوں اور آسمانوں کا پالنے والا ہے اور سب تعریف ہے خدا کے لیے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے۔

جناب امیر کا سب سے اول خدا کے سامنے دعوے کے لیے اٹھنا

(۱) عن قیس بن عبادۃ عن علی قال انا اول من یجثوا للخصومۃ بین یدی الرحمٰن یوم القیمۃ قال قیس فیہم نزلت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم قال ھم الذین تبارزوا یوم بدر علی وحمزۃ وعبیدۃ بن الحارث وشیبۃ ابن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ (اخرجہ البخاری) قیس بن عبادہ جناب امیر علیہ السلام سے ناقل ہے کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں قیامت کے روز سب سے پہلے خدا کے سامنے جھگڑنے کے لیے اٹھایا جاؤنگا۔ قیس کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بدر کے روز باہم مبارزت کی تھی یعنی جناب حمزہ اور علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور کفار میں سے شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پس ان کے شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ یہ دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر۔

جناب امیر کا سب سے اول جنت میں داخل ہونا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتذاکرا صحاب الجنۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اول اھل الجنۃ دخولا الیھا علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اصحاب جنت کا تذکرہ کر رہے تھے حضرت نے فرمایا اہل جنت میں سب سے پہلے اس میں داخل ہونے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنۃ انا وانت وفاطمۃ والحسن والحسین قلت فمحبونا قال من ورائکم (اخرجہ ابن سعد والحاکم) جناب امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا سب سے اول جنت میں تم اور تو اور فاطمہ اور حسنین داخل ہونگے میں نے عرض کیا ہمارے محب فرمایا وہ تمہارے بعد

جناب امیر کا سب سے اول حوض پر وارد ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی وھذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ علی الحوض (اخرجہ الطبرانی والدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کیلئے فرمایا کہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مجھ سے حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد علی الحوض اھل بیتی (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہوں گے۔

(۳) عن سلمان اول ھذہ الامۃ ورودا علی الحوض اولھا اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس امت کا سب سے پہلے حوض پر وارد ہونیوالا اور سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی بن ابی طالب ہے۔

جناب امیرؑ کا قیامت کے روز صاحب حوض ہونا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب صاحب حوضی یوم القیمۃ فیہ اکواب کعدد نجوم السماء وسعۃ حوضی ما بین جابیۃ الی صنعاء (اخرجہ الدیلمی) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہونگے اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہونگے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہوگی۔

جناب امیر کا حوض سے منافقوں کو ہنکانا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی معک یوم القیامۃ عصا من عصی الجنۃ تذود بھا المنافقین عن الحوض (اخرجہ الطبرانی) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تیرے پاس قیامت کے روز جنت کے عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگا تو منافقوں کو اسکے ساتھ حوض سے ہانکے گا۔

(۲) عن علی قال لاذودن بیدی ھاتین القصیرتین عن حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایات الکفار والمنافقین کما یذاد غرائب الابل عن حیاضہا (اخرجہ احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت

ہے کہ البتہ میں ان دونوں سے ننھے ننھے ہاتھوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے کفار اور منافقوں . . . کو ہانک دوں گا جس طرح سے کہ پرایا اونٹ اپنے حوض سے ہانکا جاتا ہے۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیمۃ فیدفع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تذود الناس عن حوضی (کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے فرماتے تھے کہ قیامت کے روز تو میرے آگے آگے ہوگا پس مجھ کو لواء حمد دیا جائے گا میں وہ تجھے دیدونگا تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹا دیگا۔

جناب امیر کا گھر جنت میں حضرت کے گھر کے مقابل ہونا

عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب محمد لقد اریت اللیلۃ منازلکم من منزلی یا علی الا ترضی ان منزلک مقابل منزلی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عبد اللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے میرے اصحاب معراج کی رات میں مجھ کو تم سب کے گھر دکھائے گئے کہ میرے گھر سے کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں یا علی تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا۔

جناب امیر کا گھر حضرت کے اور حضرت ابراہیم کے گھر کے بیچ میں ہونا

(۱) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ ضرب لی قبۃ من یاقوتۃ حمراء عن یمین العرش وضرب لابراہیم قبۃ من یاقوتۃ خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا لعلی قبۃ من لؤلؤۃ بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لیے سرخ یاقوت کا خیمہ داہنے طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور میرے والد ابراہیم کے لیے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گاڑا جائے اور علی کے لیے دونوں کے بیچ میں سفید موتی کا قبہ کھڑا کیا جائے گا پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے۔

(۲) عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا وان قصری فی الجنۃ وقصر ابراہیم فی الجنۃ متقابلان وقصر علی بین قصری وقصر ابراہیم فیا لہ من حبیب بین خلیلین (اخرجہ الحاکم) حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے تحقیق خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا اور تحقیق میرا قصر جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے مقابل ہوگا اور

علی بن ابیطالب کا قصر میرے قصر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان میں گا۔ پس مبارک ہے وہ حبیب جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہوگا

ذکر اس حور کا جو جنت میں جناب امیر کی خدمت میں ہوگی

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بی الی السماء اخذ جبرئیل بیدی واقعدنی علی درنوک من درانیک الجنۃ وناولنی سفرجلۃ فکنت اقلبہا فانفلقت وخرجت حوراء لم ار احسن منہا فقالت السلام علیک یا محمد فقلت وعلیک السلام ومن انت قالت انا الراضیہ المرضیۃ خلقنی الجبار من ثلاثۃ اصناف اعلی من عنبر ووسطی من کافور واسفلی من مسک عجنی بماء الحیوان وقال کونی فکنت خلقنی لاخیک وابن عمک علی بن ابی طالب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ شب معراج میں جب ہم آسمان پر گئے جبرئیل نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں جنت کے درجات میں سے ایک درجہ میں بٹھایا اور ایک بہی ہاتھ میں دیدی ہم اسکو اپنے ہاتھ میں پھرا رہے تھے ناگاہ وہ عشق ہوگئی اور اس میں سے ایک خوب صورت حور نکلی کہ ہم نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھی تھی اس نے ہمیں سلام کیا جواب سلام دیکر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں راضیۃ المرضیۃ ہوں خدا نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا جسم عنبر کا ہے اور درمیانی جسم کافور کا ہے۔ اور نیچے کا دھڑ مشک کا ہے اور میرے عنصر کو آب حیات سے خمیر کیا اور فرمایا بن جا میں بن گئی مجھ کو خدا نے آپ کے بھائی اور ابن عم علی بن ابیطالب علیہ السلام کیلئے پیدا کیا ہے

شق

جناب امیر کو جو اونٹنی جنت میں ملے گی

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم القیامۃ ناقۃ من نوق الجنۃ فترکبہا یا علی ورکبتہا مع رکبتی وفخذک مع فخذی حتی تدخل الجنۃ (اخرجہ جد فی المناقب) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو قیامت کے جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی ملیگی اور یا علی تم اس پر سوار ہوگے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہوگے۔

جناب امیر کی ملاقات کیلئے انبیا علیہم السلام کا مشتاق ہونا

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مررت الا ما هلها یشاقون الی علی بن ابی طالب وما فی الجنۃ نبی الا وهو یشتاق الی علی (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شب معراج میں کسی آسمان پر سے ہو کر نہیں گذرے کہ اس فلک کے رہنے والے علی کے ملنے کے مشتاق نہ دیکھے ہوں اور جنت میں کوئی نبی ایسا نہیں کہ علی کا مشتاق نہ ہو۔

جناب امیر کو جنت میں سات باغوں کے ملنے کا وعدہ

عن ابن عباس خرجت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فی جنان المدینہ فمررنا بحدیقۃ فقال علی ما احسن هذہ الحدیقۃ یا رسول اللہ فقال حدیقتک فی الجنۃ احسن منها ثم اومی بیدہ الی رأسہ ولحیتہ ثم بکا حتی علی بکاؤہ قیل ما یبکیک قال ضغائن فی الجنۃ قوم لا یبدونها لک حتی تفقد وفی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابن عباس) ابن عباس سے مروی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر کی معیت میں مدینہ کے باغوں میں سے ہو کر گذرا جناب امیر نے کہا یہ باغ کیا ہی اچھا ہے حضرتؐ نے فرمایا جنت میں تیرا باغ اس سے بھی بہتر ہے پھر حضرتؐ جناب امیر کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ فرما کر رونے لگے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی۔ عرض کیا گیا حضور کیوں روتے ہیں فرمایا ایک قوم کے دل میں کھوٹ بھرا ہوا ہے وہ میرے بعد ظاہر ہونگے۔

عن علی قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذا تینا علی حدیقۃ فقال قلت یا رسول اللہ احسنها من حدیقۃ فقال ما احسنها ولک فی الجنۃ احسن منها حتی مررنا بسبع حدائق وکل ذلک اقول له ما احسنها وهو یقول لک فی الجنۃ احسن منها۔ فلما خلا له الطریق اعتنقنی ثم اجهش باکیا فقلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن لک فی صدور اقوام لا یبدونها لک الا من بعد موتی قال فقلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک (اخرجہ احمد فی المسند فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور تیرے لیے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا باغ ہے تو آپ فرماتے تھے تیرے واسطے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے پھر جب خالی راستہ میں پہنچے تو مجھ کو حضرت نے گلے سے لگایا بعد اسکے آپ رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا تیرے لیے لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اسکو تیرے لیے میرے مرنے کے بعد ظاہر کرینگے۔

کہا یا رسول اللہ میرے دین کی سلامتی میں یہ بات ہوگی فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی ہیں ۔

جناب امیرؓ کو جنت میں خزانہ ملنے کا وعدہ

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ کنزا وانک ذو قرنیہا فلا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولی ولیست لک الآخرۃ اولی لک والثانی علیک (اخرجہ احمد فی المناقب والحکیم الترمذی وابو نعیم فی المعرفۃ)

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تو اسکا ذوالقرنین ہے پس دیکھ کر دوبارہ مت دیکھ کیونکہ پہلا دیکھنا تو تیرے لیے ہے (یعنی قابل گرفت نہیں) کیونکہ تو نے ناگہاں طور پر دیکھا ہے اور دوسری دفعہ دیکھے ہوئے کو پھر دیکھنا تیرے لیے نہیں ہے (یعنی جائز نہیں)

جناب امیرؓ کو جو چیز کہ جنت میں عطا ہوگی

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان لک فی الجنۃ مالو قسم علی اہل الارض لوسعہم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی تیرے لیے جنت میں وہ چیز ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگوں کو تقسیم کی جائے تو بچ رہے ۔

جناب امیرؓ کا سب سے اول حلۂ جنت پہننا

(۱) عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفرا من اصحابہ ولم یکن علیا وکانہ رای فی وجہ علی غبارا فقال یا علی اما ترضی انک تکسی اذا اکسیت وتعطی اذا اعطیت (اخرجہ الذہبی ابو طاہر)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ چند صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنائے علی اس وقت موجود نہیں تھے جب وہ آگئے ان کے چہرہ پر کدورت پائی جاتی تھی پس حضرتؐ نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں جب مجھے لباس پہنایا جائے تو تمہیں بھی پہنایا جائے اور جب مجھے دیا جائے تمہیں بھی دیا جائے ۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی یوم القیمۃ ابراہیم لخلتہ ثم انا لصفوتی ثم علی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بباعث انکے خلیل ہونے کے لباس پہنایا جائیگا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علی کو ۔

جناب امیرؑ کا قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیمۃ فید فع الی لواء الحمد فادفعہ الیک وانت تزود الناس عن حوضی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی کہ تم قیامت کے روز ہمارے آگے ہو گے مجھ کو لواء الحمد دیا جائیگا اور ہم تمہیں دیں گے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دو گے ۔

(۲) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قالوا یا رسول اللہ من یحمل رایتک یوم القیامۃ قال من یحسن ان یحملہا الا من حملہا فی الدنیا علی بن ابی طالب اخرجہ الملک فی الامالیۃ الطبرانی فی الکبیر جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپکا لواء کون اٹھائیگا آپ نے فرمایا کوئی نہیں اٹھائیگا مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا ۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علی تم میرے جسم کو دھوگے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھے قبر میں رکھو گے اور جو میرے ذمہ ہے اسے پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے علمدار ہو ۔

(۴) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسری فانہ صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ اخرجہ الحضرمی والخوارزمی) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے ۔

عن مخدوج بن زید الذہلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اما علمت یا علی انہ اول من یدعی بہ یوم القیمۃ بی فیقومون سماطین العرش فی ظلہ فاکسی حلۃ خضراء من حلل الجنۃ ثم یدعا بالنبین بعضہم علی اثر بعض فیقومون سماطین علی یمین العرش فیکسون حللا خضراء من حلل الجنۃ الا وانی اخبرک یا علی ان امتی اول الامم یحاسبون یوم القیامۃ ثم ابشر اول من یدعا بک لقرابتک منی فید فع الیک لوائی وھو لواء الحمد تسیر بہ بین السماطین ادم وجمیع خلق اللہ یستظلون بظل لوائی یوم القیامۃ وطول شقۃ الف سنۃ سنانہ یاقوتۃ حمراء وقبضہ بیضاء زجہ درۃ خضراء لہ ثلاث ذوائب من نور

ذوابۃ فی المشرق و ذوابۃ فی المغرب والثالثۃ فی وسط الدنیا مکتوب علیہ ثلاثۃ اسطر الاول بسم اللہ الرحمن الرحیم والثانی الحمد للہ رب العالمین الثالث لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کل سطر الف سنۃ وعرضہ مسیرۃ الف سنۃ فتسیر باللواء والحسن عن یمینک والحسین عن یسارک حتی تقف بینی وبین ابراھیم فی ظل العرش ثم تکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم ینادی منادی نعم الاب ابوک ابراھیم ونعم الاخ اخوک علی (اخرجہ احمد فی المناقب)

وفی روایۃ نقلہ الملائی سیرتہ قیل یا رسول اللہ علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف لا یستطیع ذلک قد اعطی خصالا شتی صبرا کصبری وحسنا کحسن یوسف وقوۃ کقوۃ جبرئیل مخدوج بن زید الذہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم نہیں جانتے کہ قیامت میں سب سے اول مجھ کو بلایا جائے گا۔ اور میں عرش کے سایہ میں داہنی طرف کھڑا ہوگا اور مجھے جنت کا سبز حلہ پہنایا جائیگا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلایا جائے گا پھر دوسرے نبی کے بعد دوسرا بلایا جائیگا اور وہ دو صفوں میں عرش کے داہنے جانب کھڑے ہونگے اور ان کو بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائیں گے اور یا علی میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہوگا پھر بشارت دیتا ہوں کہ سب سے تم بباعث میری قرابت کے بلائے جاؤ گے اور میں تم کو اپنا لواء الحمد دونگا تم اس کو اٹھا کر دونوں صفوں کے درمیان میں سیر کرتے ہوگے اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اس علم کے سایہ میں ہوگی اس کے سیر کی جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہوگا اسکی پھال سرخ یاقوت کی ہوگی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا اور سبز موتیوں کا ہوگا اسکے تین گیسو ہونگے ایک مشرق اور ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہوگا ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہوگی تم اس علم کو اٹھائے ہوئے سیر کرو گے حسن تمہارے داہنے ہاتھ پر ہوں گے اور حسین تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف ہونگے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے پھر تم کو جنت کا لباس پہنایا جائیگا اور پکارنیوالا پکارے گا واہ کیا باپ ہے تیرا ابراہیم اور واہ کیا بھائی ہے تیرا علی۔

اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ علی لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا ان کو متفرق باتیں عطا ہوئی ہیں میرے صبر جیسا صبر اور یوسف کے حسن جیسا حسن اور جبریل کی قوت جیسی قوت۔

جناب امیرؑ کی شہادت کی تاریخ

(۱) عن ابی طالب الطفیل وزید بن وھب الشعبی رحمھم اللہ قتل علی لثمان عشر لیلۃ من رمضان وقیل اول لیلۃ من العشر الاواخر (اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب) ابو الطفیل اور زید بن وہب اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ جناب امیر رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو شہید ہوئے اور یہ بھی کہا گیا کہ رمضان کے عشرہ اخیر کی پہلی تاریخ یعنی اکیسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال ضربہ ابن ملجم فی مسجد الکوفۃ الجمعۃ لثلاث عشرۃ بقین من شھر رمضان وقیل لیلۃ احدی وعشرین منہ فبقی الجمعۃ والسبت وتوفی لیلۃ الاحد وقیل یوم الاحد (اخرجہ سبط ابن الجوزی فی تذکرۃ خواص الامۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب امیر کو ابن ملجم نے مسجد میں جمعہ کے روز سترہویں تاریخ کو کہ رمضان کے ابھی تیرہ روز باقی تھے زخمی کیا تھا اور بعض کے نزدیک اکیسویں تاریخ تھی جمعہ اور ہفتہ کے دن زندہ رہے اور اتوار کی رات کو انتقال فرما گئے بعض کہتے ہیں کہ آپ نے اتوار کے روز انتقال فرمایا۔

(۳) قال ابن سعد قتل علی لیلۃ الجمعۃ سابع عشر رمضان سنۃ اربعین (تاریخ الخلفاء) ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ طبقات اور سیوطی قدس سرہ العزیز تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر رمضان کی سترہویں تاریخ جمعہ کی رات سنہ چالیس کو شہید ہوئے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کا مدفن شریف

(۱) واختلفوا فی موضع قبرہ علی قولین احدھما فی قصر الامارۃ وعلیوا موضعہ قال الواقدی والثانی انھم جعلوہ فی صندوق وحملوہ علی بعیر الی المدینۃ فضل البعیر الذی کان علیہ فاخذتہ طی فظنوہ مالا فلما راوہ دفنوہ قالہ ابو نعیم والثالث انہ فی قبلہ ذکرہ ھشام بن محمد قال واخبرنی ان عائط القبلۃ انشق فی ایام الحج فحفروا فوجدوا شیخا ابیض الراس اللحیۃ وعلی ثیابہ اثر الدم فردوا علیہ التراب وقد حکاہ ابن قتیبۃ والرابع انہ فی الکوفۃ عند مسجد الجماعۃ حکاہ ابن سعد فی الطبقات عن الشعبی والخامس انہ علی النجف فی المکان المشھور یزار الآن (تذکرۃ خواص الامۃ فی احوال الائمۃ لسبط ابن الجوزی) علامہ سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ جناب امیر کی موضع قبر کے متعلق لوگوں کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جسے واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں دفن ہوئے اور اس جگہ کے لوگوں نے چھپا دیا دوسرا یہ قول ہے کہ انکو ایک صندوق میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا تاکہ مدینہ منورہ لے جائیں پس وہ اونٹ گم ہو گیا اور بنی طی میں جا پڑا انہوں نے اسکو اس خیال سے پکڑ لیا کہ شاید اس پر مال ہے جب انہوں نے حضرت کا جنازہ دیکھا تو دفن کر دیا۔ یہ حافظ ابو نعیم کا قول ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وہ بیت

الله میں مدفون ہیں چنانچہ ہشام بن محمد نے اسکا ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے اسکی خبر لگی ہے کہ ایک دفعہ ایام حج میں قبلہ کی دیوار شق ہو گئی لوگوں نے اسکو کھودا ایک قبر نکل آئی اس میں ایک بزرگ سفید ریش نظر آئے جن کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے لوگوں نے ان پر مٹی لوٹ دی ابن شبرمہ نے اس بات کو بیان کیا ہے چوتھا قول ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد جامع میں مدفون ہیں ابن سعد نے طبقات میں اسکا ذکر کیا ہے پانچواں قول ہے کہ وہ نجف میں دفن ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں ۔

(۳) عن عبد الله بن جعفر قال صلی علیہ الحسن ودفن بدار الامارة بالکوفة (نزل الابرار) عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جناب امیر کوفہ کے دار الامارہ میں مدفون ہوئے ہیں ۔

عن سعید بن عبد العزیز قال لما قتل علی حملوہ لیدفنوہ مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم فبینما هم فی مسیرهم لیلا اذند البعیر الذی هو علیہ فلم یدرا این ذهب ولم یقدر علیہ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ) سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب جناب امیر شہید ہو گئے لوگ ان کو اٹھا کر لے چلے تاکہ آنحضرت کے پاس ان کو دفن کریں اثناء راہ میں اونٹ راستہ سے بھٹک گیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں چلا گیا

(۴) قال ابوبکر بن عیاش عمی قبر علی لئلا ینبشہ الخوارج وقال شریک نقلہ ابنہ الحسن الی المدینة وقال المبرد عن محمد بن حبیب اول من حول من قبر الی قبر علی (تاریخ الخلفاء) ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا تھا تاکہ خوارج ان کو نہ اکھاڑیں شریک کہتے ہیں کہ جناب امام حسن علیہ السلام ان کو مدینہ میں لے گیا مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر وہ پہلے شخص ہیں جو ایک قبر سے دوسری قبر میں تحویل ہوئے ۔

(۵) واختلف فی موضع دفنہ فقیل دفن فی قصر الامارة بالکوفة وقیل دفن فی رحبة الکوفة وقیل دفن بنجف (استیعاب) علامہ بن عبد البر لکھتے ہیں کہ امیر علیہ السلام کے مدفن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے قصر الامارة میں دفن ہوئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوفہ کے میدان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نجف میں ۔

(۶) قال الجندی انہ مدفون من وراء المسجد غیر الذی یوسمہ الناس الیوم (ریاض النضرة) جندی رحمة الله علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام مسجد کے پیچھے دفن ہیں اور وہ جگہ نہیں ہے کہ جس جگہ کا لوگ نشان دکھلاتے ہیں ۔

(۷) عن ابی جعفر محمد الباقر ان قبر علی جهل موضعہ (ریاض النضرة) جناب امام ابوجعفر محمد بن باقر علیہ علی اباہما السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر کی قبر کا مقام پوشیدہ کر دیا گیا ہے ۔

(۸) وفی مدفنه اختلاف کثیر الاصح دفن بالغری الکوفة وھو الموضع الذی یزار الآن (نزل الابرار)
جناب امیر علیہ السلام کے مدفن شریف میں بہت بڑا اختلاف ہے زیادہ تر صحیح یہی ہے کہ وہ مقام غری یعنی
نجف اشرف میں دفن ہوئے ہیں جہاں پر آج کل لوگ زیارت کرتے ہیں۔

(۹) عن ابی عبد اللہ الحافظ ان بلغه قال علی للحسن والحسین اذا مت انا فاحملانی علی سریر ثم اتیا بان
الغری وھو نجف الکوفة فانکما تریان صخرة تلمع نورا فاحتفرا فانکما تجدان فیھا ساحة فادفنانی
(اخرجه الحاکم) حافظ ابو عبد اللہ نے اپنے اسناد سے روایت کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے امام حسن اور حسین
علیہما السلام سے وصیت فرمائی کہ جس وقت میرا انتقال ہو جائے مجھ کو ایک تخت پر رکھنا اور غری یعنی
نجف اشرف میں لیجانا وہاں تم دونوں ایک سفید پتھر کو دیکھو گے جس میں نور چمکتا ہوگا پس اس مقام پر
زمین کو کھودنا اس میں ایک تختہ پاؤ گے اسی قبر میں مجھے دفن کرنا۔

(۱۰) قال الرشید خرج مرة الی الصید فانتھی به الطرد الی موضع قبر علی الآن فارسل فھودا علی صید
فبعث الصید الی مکان قبره ووقفت الفھود عنه موضع القبر الآن ولم یقدم علی الصید فتعجب
الرشید من ذلک فجاء رجل من اھل الحیرة فقال امیر المؤمنین ارأیت ان دللتک علی قبر ابن
عمک علی ابن ابی طالب ما لی عندک قال اتم مکرمة قال ھذا قبره فقال له الرشید من این علمته قال
کنت اجیء مع ابی فیزوره اخبره انه کان یجیء مع جعفر الصادق فیزوره ان جعفرا کان یجیء مع ابیه محمد
الباقر وان محمد کان یجیء مع ابیه علی بن الحسین وکانوا اعلمھم بالقبر فامر الرشید بان یحجر الموضع فکان
اول اساس وقع فیه ثم تزایدت الابنیة فیه فی ایام السامانیة وبنی حمدان وتفاقم فی ایام الدیلم ای
ایام بنی بویه قال وعضد الدولة ھو الذی اظھر قبر علی وعمر المشھد ھناک واوصی ان یدفن فیه
وللناس فی ھذا الامر اختلاف وتباین حتی قیل انه قبر المغیرة بن شعبة الثقفی واحسن ما قیل انه
علیه السلام مدفون بقصر الامارة بالکوفة (حیوة الحیوان للدمیری الشافعی فی الفھد) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ
ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا اس مقام پر آنکلا جہاں پر کہ آج کل جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ہارون نے
اپنے چیتوں کو ایک شکار پر چھوڑا شکار دوڑ کر اس مقام پر ٹھہرا جہاں پر جناب امیر کا مرقد اقدس ہے چیتے بھی قبر مبارک سے دور ہٹ کر
کھڑے ہو گئے۔ ہارون رشید اس بات سے نہایت متعجب ہوا اتنے میں ایک شخص جسکو اسکی آگاہی تھی رشید کے پاس آنکلا
اور رشید سے کہنے لگا اگر میں تجھے تیرے ابن عم علی بن ابی طالب کا مرقد اطہر بتا دوں تو تو مجھے کیا انعام دیگا۔
ہارون کہنے لگا تجھے بزرگی کیساتھ بہت کچھ انعام دونگا وہ کہنے لگا یہی انکے مرقد اطہر کا مقام ہے۔ ہارون نے کہا تجھے
کیونکر معلوم ہے وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام پر زیارت کیلئے آیا کرتا تھا اور

اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے اور جناب باقر اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی معیت میں یہاں پر زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اسکا پورا علم تھا ہارون رشید نے حکم دیکر وہاں پر کٹہرہ لگوادیا یہ پہلی تعمیر تھی جو نجف الشرف میں بنائی گئی پھر سلاطین سامانیہ کے عہد دولت میں یہاں پر بہت سی عمارتیں بن گئی پھر دیالمہ یعنی آل بویہ کے عہد حکومت میں ڈبنا ئیں ویران ہو کر نئے سرے سے اور عمارتیں بنائی گئیں بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ عضدالدولہ دیلمی ہی وہ شخص ہے جسکو جناب امیر کا مرقد سب سے اول معلوم ہوا ہے اور جناب امیر کا مشہد اسی نے بنوایا ہے اور اسی نے وصیت کی تھی کہ مجھے اس مقام میں دفن کیا جائے لوگوں کا اس میں بڑا ہی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مغیرہ بن شعبہ کی قبر ہے لیکن ٹھیک بات تو یہی ہے کہ جناب امیر کا مدفن اطہر ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی عمر مبارک

(۱) اختلفوا فی سن امیر المومنین علیہ السلام فیہ اقوال (احدھا) ثلاث وستون حکاہ ابن جریر الطبری عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال الواقدی وھو الثابت عندنا (والثانی) خمس وستون (والثالث) سبع وستون (والرابع) ثمان وستون وھو المشھور (تذکرۃ خواص الامۃ) علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے کہ جناب امیر کے سن شریف میں اختلاف ہے (ایک) قول یہ ہے کہ آپ نے ترسیٹھ برس کی عمر پائی چنانچہ ابن جریر طبری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے (دوسرا قول ہے) کہ آپ کی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی (تیسرا قول ہے) سرسٹھ برس کی تھی (اور چوتھا قول ہے) کہ اڑسٹھ برس کی تھی اور زیادہ تر مشہور یہی ہے۔

(۲) وکان لہ یوم التشھد ثلث وستون سنۃ علی الصحیح وقیل خمس وستون وقیل اربع وستون وقیل سبع وخمسون وقیل ثمان وخمسون (نزل الابرار) علامہ بدخشی نزل الابرار میں لکھتے کہ صحیح قول پر جناب امیر کا سنہ مبارک ترسیٹھ برس کا تھا اور لوگ چوسٹھ اور پینسٹھ برس کا بھی کہتے ہیں اور ستاون اور اٹھاون کا بھی کہتے ہیں۔

(۳) قال محمد بن الحنفیۃ کان سنہ یوم قتل ثلاثا وستین وقال الواقدی وھو اثبت عندنا (کامل التواریخ) علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں جناب محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کا سنہ مبارک شہید ہونیکے روز ترسیٹھ برس کا تھا اور واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

جناب امیرؑ کی مدت خلافت

(۱) قال الواقدی وکانت خلافته خمس سنین الا ثلاثة اشهر لانه بویع له فی ذی الحجة لثمان عشر لیلة خلت منه سنه خمس وثلاثین واستشهد فی رمضان سنه اربعین (تذکرة خواص الامه) واقدی رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی۔ کیونکہ پینتیس برس ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کو لوگوں نے ان سے بیعت کی اور رمضان سنہ چالیس ہجری کو وہ شہید ہو گئے۔

(۲) وکانت خلافته خمس سنین الا ثلاثة اشهر وقیل اربع سنین تسعة اشهر وستة ایام اخرجه ابن اثیر الجزری فی کامل التواریخ) ابن اثیر کامل التواریخ میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس تھی اور بعض لکھتے ہیں کہ چار برس نو مہینے اور چھ روز اور بعض تین روز بتاتے ہیں

جناب امیر علیہ السلام کا ترکہ

(۱) عن الحسن بن علی علیہ السلام ان امیر المؤمنین لم یدع خرما ولا لم یترث الا سبعمائة او ستمائة درھم ارادھا بھا خادما (اخرجہ احمد فی المناقب وابن الاثیر فی اسد الغابہ) جناب امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نہ مال جمع کیا اور نہ ترکہ چھوڑا سوا سات سو یا چھ سو درہم کہ ان سے خادم مول لینا چاہتے تھے۔

(۲) عن ابی نعیم قال سمعت سفیان یقول ما بنی علی اجرة علی اجرة ولا لبنة علی لبنة ولا قصبة علی قصبة وان کان لیؤتی بجوحتہ من المدینة فی جراب (اسد الغابہ) حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آباد کر لیتے۔

جناب امیر علیہ السلام کے غلام

قنبر ویحیی بن کثیر روی عنہ الاوزاعی رحمة اللہ علیہ وکان عالما فاضلا وابنہ عبد اللہ بن یحیی کان عالما (تذکرۃ خواص الامہ) جناب امیر علیہ السلام کے دو غلام تھے ایک تو قنبر جو زیادہ تر مشہور ہیں دوسرے یحیی بن کثیر جن سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں اور وہ نہایت عالم اور فاضل تھے اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن یحیی بھی بڑے عالم تھے۔

جناب امیر علیہ السّلام کے حاجب

وکان حاجبہ فی خلافتہ بشیر مولاہ ثم بعدہ قنبر مولاہ (نزل الابرار للعلامہ بدخشی) جناب امیرؑ کی خلافت میں آپ کا غلام بشیر حاجب تھا پھر قنبر رحمۃ اللہ علیہما۔

جناب امیر علیہ السّلام کا کاتب

کان کاتبہ عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ تھے۔

جناب امیر علیہ السّلام کی انگشتری کا نقش

(۱) عن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کان نقش خاتم علی (الملک للہ الواحد القہار) تلخیص الخلفاء و نزل الابرار) عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش (الملک اللہ الواحد القہار) تھا۔

(۲) وقیل کان نقش خاتمہ اسندت ظہری الی اللہ) وقیل (حسبی اللہ) (کفایۃ الطالب للعلامہ بن یوسف الکنجی) بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر کی انگشتری کا نقش (اسندت ظہری الی اللہ) تھا اور بعض کہتے ہیں (حسبی اللہ) تھا۔

(۳) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ وعلی اباءہ السلام ان خاتم علی کان من ورق نقشہ (نعم القادر اللہ) اخرجہ بن عساکر) جناب امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ وعلی اباءہ السلام روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کی انگشتر چاندی کی تھی اسکا نقش (نعم القادر اللہ) تھا۔

جناب امیر علیہ السّلام کے انتقال پر ابوالاسود الدئلی علیہ الرحمۃ کا مرثیہ

الا یا عین ویحک اسعدینا + الا تبکی امیر المومنینا + وتبکی ام کلثوم علیہ + بعبرتہا وقد رأت الیقینا + الا قل للخوارج حیث کانوا + فلا قرت عیون الحاسدینا + افی شہر الصیام فجعتمونا + بخیر الناس طرا اجمعینا + قتلتم خیر من رکب المطایا + ورحلہا ومن رکب السفینا ومن لبس النعال ومن حذاھا + ومن قرء المثانی والمبینا + وکل مناقب الخیرات فیہ وحب رسول

رب العالمینا + لقد علمت قریش حیث کانوا + بانک خیرھم حسبا ودینا + اذا استقبلت وجہ ابی حسین + رایت البدر راع الناظرینا + وکنا قبل مقتلہ بخیر + نری مولی رسول اللہ فینا + اے میری آنکھ افسوس ہے تجھ پر سعادت حاصل کر۔ تو امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی ۲۔ جناب ام کلثوم اپنے آنسوؤں سے ان پر روتی ہیں اور (۳) خارجیوں کو وہ جہاں کہیں ہوں کہہ دے۔ ہمارے حاسدوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں (۴) کیا تم نے ماہ صیام میں ہم کو دردمند کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ جو سب سے بہتر تھا (۵) تم نے ایسے شخص کو قتل کیا جو ان سب سے بہتر تھا جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور کشتیوں پر چڑھتے ہیں (۶) اور جو بغلیں پہنتے ہیں اور جو نہیں پہنتے اور جو قرآن مجید کے مثانی اور مئیں کو پڑھتے ہیں (۷) اور سب نیکی کی وصف ان میں موجود تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے (۸) قریش جہاں کہیں ہوں اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ تو ان سب سے حسب اور نسب میں بہتر ہے (۹) جس وقت کہ حسین علیہ السلام کے باپ کے سامنے آیا تو گویا تو نے رات کو چودھویں چاند کو دیکھا جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے (۱۰) ہم ان کی شہادت سے پہلے بہت اچھے تھے گویا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میں پاتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام کے عامل

وکان عاملہ علی البصرۃ عبد اللہ بن عباس وعلی الیمن عبید اللہ بن عباس وعلی الطائف ومکۃ وما اتصل بذلک قثم بن عباس وعلی مصر محمد بن ابی بکر وعلی المدینۃ ابو ایوب الانصاری وقیل سہل بن حنیف وعلی خراسان قرۃ الیربوعی لاخرجہ ابن الاثیر فی کامل التواریخ) یعنی جناب امیر علیہ السلام کا عامل عبد اللہ بن عباس تھے اور یمن پر عبید اللہ بن عباس اور طائف اور مکہ اور مضافات مکہ پر قثم بن عباس اور مصر پر محمد بن ابی بکر۔ اور مدینہ پر ابو ایوب انصاری یا سہل بن حنیف اور خراسان پر خلید بن قرۃ الیربوعی تھے۔

جناب امیر کا ممالک غیر پر فوج بھیجنا

باوجودیکہ جناب امیر علیہ السلام ابتداء عہد خلافت سے خانہ جنگیوں میں پھنسے رہے تاہم آپ نے اشاعت اسلام میں اور کفار پر فوج کشی کرنے میں تساہل نہیں فرمایا علامہ ابن اثیر الجزری کامل التواریخ میں لکھتے ہیں وتوجہ الحرث بن مرۃ العبدی الی بلاد السند غازیا متطوعا بامر امیر المؤمنین علی فغنم واصاب غنائم وسبیا کثیرا وقسم فی یوم واحد الف رأس وبقی غازیا الی ان قتل بارض القیقان ھو ومن معہ یعنی جناب امیر

اور طاعت کی وجہ سے حرث بن مرۃ العبدی نے سندھ کے ملک کا قصد کیا اور جہاد کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی اور کفار کو گرفتار کر لیا۔ اور ایک روز میں ایک ہزار لونڈی اور غلام تقسیم کیے اور ایک مدت تک مصروف غزا رہا یہاں تک کہ ارض قیقان میں وہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہو گئے۔

جناب امیرؑ کا عمالقہ کو قتل کرنا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ خطبہا فی حجۃ الوداع لاقتلن العمالقۃ فقال جبریل علیہ السلام او علی بن ابی طالب اخرجہ سبط ابن الجوزی تذکرۃ خواص الائمۃ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک خطبہ کے درمیان ارشاد فرمایا کہ میں عنقریب عمالقہ کو قتل کرونگا جبریل علیہ السلام نے فرمایا علی بن ابیطالب قتل کریں گے۔

جناب امیرؑ کی بی بیاں

فاتفق الرواۃ منہن علی سبعۃ واختلفوا فی اثنتین فاما السبعۃ اللاتی لم یختلفوا فیہن فالاو فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہما السلام ولم یتزوج علی علیہا حتی ماتت وذہب فریق من العلماء الی انہ کان حراما علی اختان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوجوا علی بناتہ واما الثانیۃ ام البنین بنت حرام بن خالد۔ واما الثالثۃ اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ وکانت تحت جعفر بن ابی طالب فاستشہد جعفر تزوجہا ابوبکر الصدیق ولما توفی ابوبکر تزوجہا علی ولدہا منہ کلہا حدا ولا دکعبد اللہ ومحمد وعون ابناء جعفر ومحمد بن ابی بکر ویحیی وعون ابنی علی واما الرابعۃ امامۃ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیۃ وکان ابو العاص بن الربیع العبشمیۃ ابن اخت خدیجۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا وامہا ام امامۃ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکبر بناتہ وافضلہن بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علیہا السلام وماتت فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوج علی امامۃ بعد فوت فاطمۃ بوصیتہا وتزوجہا بعد فوت علی المغیرۃ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب کان امیر المؤمنین اوصا لابن بذلک لانہ خاف ان یخطبہا معاویۃ وماتت امامۃ عند المغیرۃ سنۃ خمسین۔ واما الخامسۃ المحیاۃ بنت امرء القیس بن عدی الکلابیۃ واما السادسۃ ام سعید بنت عروۃ بن مسعود الثقفیۃ واما السابعۃ لیلی بنت مسعود بن خالد التمیمیۃ واما اللتان اختلفوا فیہما ہل کانتا مملوکۃ من السبایا المرتدین۔ ام اشتھما و

وتزوجهما فاحدهما خولة بنت جعفر بن قیس الحنفیۃ والاخری ام حبیب الصہبا بنت ربیعۃ التغلبیۃ (نزل الابرار)
جناب امیر علیہ السلام کی بیبیوں کی نسبت سات پر تو راویوں کا اتفاق ہے اور دو کی نسبت اختلاف ہے جن سات پر
علماء کا اتفاق ہے ان سے اول جناب سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا بنت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
جناب امیر نے ان کے ہوتے ہوئے دوسری بی بی سے نکاح نہیں کیا جب تک انکا انتقال نہیں ہو گیا علماء میں سے ایک فریق کا یہ
مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کے سامنے حضرت کے داماد کو دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام تھا دوسری بی بی
جناب امیر علیہ السلام کی ام البنین بنت حرام بن خالد تھیں تیسری بی بی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں ان کا نکاح پہلے جعفر طیار
بن ابیطالب جناب امیر علیہ السلام کے حقیقی بھائی سے ہوا تھا جب وہ شہید ہو گئے اور ان کا نکاح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
سے ہوا جب وہ بھی انتقال کر گئے تو جناب امیر کے نکاح میں آ گئیں اور ان کو تینوں صاحبوں سے اولاد ہوئی۔ عبداللہ
اور محمد اور عون جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور یحییٰ اور عون جناب امیر سے چوتھی
بی بی امامہ بنت ابی العاص بن الربیع العبشمیہ تھیں ابو العاص بی بی امامہ کے والد حضرت صدیقہ الکبریٰ ام المومنین
خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھیں اور بی بی امامہ کی ماں زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی
تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیٹیوں سے جناب سیدہ کے بعد افضل اور بڑی تھیں اور زینب حضرت
کی حیات میں فوت ہو گئی تھیں بی بی امامہ سے جناب امیر نے حسب وصیت جناب سیدہ نکاح کیا تھا حضرت امیر کی
شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے انکا ہوا جناب امیر نے خود اسکی نسبت ان کو وصیت کی تھی
تا کہ معاویہ ان سے نکاح نہ کرے۔ اور بی بی امامہ مغیرہ کے پاس سنہ پچاس میں فوت ہوئیں پانچویں بی بی محیاۃ بنت
امرء القیس الکلابیہ تھیں۔ چھٹی بی بی ام سعید بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ تھیں ساتویں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد
التمیمیہ تھیں اور دو بیبیاں کہ جن میں اختلاف ہے کہ آیا مملوکہ تھیں جو مرتدین کے قیدیوں میں تھیں یا کہ جناب
امیر نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا۔ ایک ان میں سے خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ تھیں دوسری ام حبیب الصہبا
بنت ربیعہ التغلبیہ تھیں۔

جناب امیر علیہ السلام کی اولاد

واما اولاد امیر المومنین ففیہ اختلاف کثیر الحسن والحسین والمحسن مات صغیرا واختاهم زینب وام کلثوم
امهم فاطمۃ علیها السلام ومحمد الاکبر المکنی بابی القاسم المشهور بابن الحنفیۃ امه خولة بنت جعفر ومحمد
الاوسط امه امامة بنت ابی العاص ومحمد الاصغر المکنی بابی بکر وقیل انهما اثنان وعبید الله امهم لیلی بنت
مسعود وعمر واخته رقیة امهما ام حبیب بنت ربیعة والجعفر وعمر والعباس وعثمان وعبید الله امهم ام البنین الکلابیۃ

ویحیی وعون امہما اسماء بنت عمیس ورملۃ المکناۃ بام الحسن وقیل ہما اثنتان وزینب الصغری وامامۃ ومیمونۃ وخدیجۃ وفاطمۃ وام ہانی وام الکرام وام سلمۃ اولاد شتی۔

والعقب من الذکور لاولادہ ست فی الحسن والحسین ومحمد بن الحنفیۃ وعمر وعباس رضی اللہ عنہم وقد اخرج منہم کثیرا الطیب (نزل الابرار) جناب امیر کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے پس جناب حسنین اور محسن جنکا نہایت صغر سنی میں انتقال ہوگیا اور ان کی دونوں بہنیں زینب اور ام کلثوم جناب سیدہ سے تولد ہوئے اور محمد اکبر جن کی کنیت ابو القاسم اور ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہے ان کی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں اور محمد الاوسط ان کی والدہ امامہ بنت ابو العاص تھیں اور محمد الاصغر جنکی کنیت ابو بکر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے دو صاحبزادے اس نام کے تھے اور عبید اللہ انکی والدہ لیلی بنت مسعود تھیں اور عمر اور انکی بہن رقیہ کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں۔ اور جعفر اور عمر اور عباس اور عثمان اور عبید اللہ ان کی والدہ ام البنین الکلابیہ تھیں۔ اور یحیی اور عون کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور رملہ جنکی کنیت ام الحسن ہے اور بعض راویوں کے نزدیک اس نام کی جناب امیر کی دو بیٹیاں تھیں اور زینب صغری اور امامہ اور میمونہ اور خدیجہ اور فاطمہ اور ام ہانی اور ام الکرام اور ام سلمہ متفرق جناب امیر کی اولاد تھی۔

اور نرینہ اولاد سے جناب امیر علیہ السلام کی نسل مبارک جناب امام حسن اور حسین علیہما السلام اور محمد بن الحنفیہ اور عمر اور عباس رضی اللہ عنہم سے چلی ہے اور خدا کے پاک نے ان سے بہت سے طیب اور طاہر پیدا کئے ہیں

جناب امیرؑ کے کرامات

(۱) نقل ابن شہر اشوب فی کتابہ ان علیا لما قدم الکوفۃ وفد علیہ طوائف من الناس وکان فیہم فتی فصار من شیعتہ یقاتل من بین یدیہ فی مواقفہ فخطب امرأۃ من قوم من العرب استوطنوا الکوفۃ فاجابوہ فصلی علی یوما صلوۃ الصبح قال لبعض من عندہ اذہب الی محلۃ کذا تجد مسجدا الی جانبہ بیت تسمع فیہا صوت رجل وامرأۃ یتشاجران فاحضرہما الی فمضی وعاد معہما فقال لہما فیم تشاجرتما اللیلۃ فقال الفتی یا امیر المؤمنین ان ہذہ المرأۃ خطبتہا وتزوجتہا فلما خلوت بہا وجدت فی نفسی منہا نفرۃ منعتنی ان المّ بہا ولو استطعت اخراجہا لاخرجتہا فی النہار فقمت علی ذلک ونحن فی التشاجر الی ان جاء امرک فحضرنا بین یدیک فقال علی من ان حضرہ رب حدیث لا یؤثر من ہذا الفتی غیرہ فقام من کان حاضرا ولم یبق عندہ علی غیر الفتی والمرأۃ فقال لہا علی تعرفین من ہذا الفتی فقالت لا فقال اما انا اخبرتک بحالۃ تعلمینہا فلا تنکری بہا قالت لا یا امیر المؤمنین قال الست فلانۃ بنت فلان قالت بلی قال الیس انہ

ابن عم وكل واحد منكما راغب في صاحبه قالت بلى قال أليس أباك منعك منه ومنعه عنك ولم يزوجه بك وأخرجه
من جوارك له لذلك قالت بلى قال أليس خرجت ليلة لقضاء الحاجة فاغتالك وأكرهك فحملت وأمرك عن أبيك
وأعلمت أمك فلما جاء أن الوضع أخرجتك ليلا فوضعت ولدا فلففته في خرقة فألقيته من خارج الجدار
حيث قضاء الحوائج فجاء كلب فشمه فخشيت أن يأكله فرميته بحجر فوقعت في رأسه فشجته فعدت أنت
وأمك فشدت رأسه بخرقة من جانب مرطها ثم تركتماه ومضيتما ولم تعلما حاله فسكتت فقال تكلمي بحق
فقالت والله يا أمير المؤمنين إن هذا الأمر ما علمه غيري فقال قد أطلعني الله عليه فأصبح بنو فلان
فربي فيهم إلى أن كبر فقدم معهم الكوفة وخطبك وهو ابنك ثم قال للفتى اكشف عن رأسك فكشف رأسه
فوجد أثر الشجة فيه فقال هذا ابنك قد عصمه الله مما حرمه عليه فخذي ولدك وانصرفي فلا نكاح بينكما
(مطالب السئول) ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر کوفہ میں تشریف لائے تو انکے ساتھ بہت سے لوگوں نے
آکر کوفہ میں بود و باش اختیار کی۔ ان میں سے ایک نوجوان جناب امیر کے شیعوں میں داخل ہو گیا اور جناب امیرؑ کے
ساتھ لڑائیوں میں حاضر رہا۔ اس نے کوفہ میں وطن اختیار کرنے والے عرب لوگوں میں اپنا نکاح ایک عورت سے
کیا۔ ایک روز جناب امیر صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمانے لگے تو فلاں محلہ میں جا وہاں ایک مسجد ہے اُس کے
قریب ایک مکان ہے اس میں تجھے ایک عورت اور مرد کے باہم تکرار کرنے کی آواز سنائی دیگی تو ان دونوں کو
میرے پاس لے آ۔ وہ آدمی جا کر ان دونوں کو اپنے ساتھ جناب امیر کی خدمت میں لے آیا۔ حضرت نے ان سے پوچھا رات
بھر تم کیوں تکرار کرتے ہو۔ اس جوان نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جب خلوت کا
وقت ہوا مجھے اس سے نفرت پیدا ہو گئی کہ میں صحبت نہیں کر سکا اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں اسی وقت رات کو
صبح کے پہلے اسکو گھر سے نکال دیتا۔ پس اس وجہ خاص سے اسے بگڑ گیا۔ ہم دونوں اسی تکرار میں بیٹھے کہ جناب کا
خادم ہمارے پاس پہنچا اب ہم آپ کے حضور میں حاضر ہیں جناب امیر نے حاضرین سے فرمایا اکثر ایسی باتیں بھی ہوتی
ہیں کہ غیر کے سامنے بیان نہیں کیجاتیں یہ کلام سنکر اس مرد اور عورت کے سوا سب اٹھ کر چلے گئے جناب امیرؑ
نے اس عورت سے فرمایا آیا تجھے علم ہے کہ یہ جوان کون ہے اس نے عرض کی میں نہیں جانتی۔ فرمایا اگر ہم تجھے تیری
کسی پوشیدہ بات سے اطلاع دیں تو تو انکار مت کرنا۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز انکار نہیں کرونگی آپ نے
ارشاد کیا تو فلانی اور فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے وہ کہنے لگی ہاں میں وہی ہوں پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا
چچیرا بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی اس نے عرض کیا بجا ہے پھر آپ نے فرمایا کیا تیرا باپ
تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیرے پڑوس سے اسکو نکال دیا تھا اس عورت نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے
امیر المومنین نے فرمایا کہ پھر تو ایک رات کو قضاء حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلی اور اس نے تجھ سے وطی کی اور تو

اس سے حاملہ ہوگئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی وضع حمل کیوقت رات کو وہ تجھے لیکر گھر سے باہر نکلی اور تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تو نے کپڑے میں لپیٹ کر دیوار کے پرے پھینکدیا۔ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا تجھے خوف پیدا ہوا کہ کتا اسے کھا جائے اسلیے تو نے اس کتے کو پتھر کھینچ مارا وہ پتھر اس لڑکے کے سر پر لگ گیا اور اسکا سر زخمی ہوگیا تو نے اور تیری ماں نے لوٹ کر اسکے سر کو بال جمنے کی جگہ پر پٹی باندھ کر چھوڑ دیا۔ اور دونوں گھر کو چلی آئیں پھر تم کو اسکا حال نہیں معلوم ہوا وہ عورت یہ سنکر خاموش رہ گئی۔ جناب امیرؑ نے یہ فرمایا سچ بول وہ عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے میری ماں کے سوا اس سے کوئی خبردار نہیں آپ نے فرمایا مجھے خدا نے اس سے مطلع کیا ہے پھر فلاں قوم کے لوگ صبح کو اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ ان لوگوں میں پرورش پاکر جوان ہوا۔ اور ان کے ساتھ کوفہ میں آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ لے وہ تیرا بیٹا یہی ہے پھر جوان سے ارشاد کیا اپنے سر کو کھولدے اس نے سر کھولدیا۔ اور زخم کا اثر نظر آیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے اس امر سے جو کہ اس پر حرام کیا تھا۔ اسکو بچایا ہے اپنے بیٹے کو لے اور گھر کو لوٹ جا۔ تم دونوں کا نکاح نہیں ہے۔

(۲) ومنہا ما رواہ الحسن بن زکرۃ ان الفارسی قال کنت مع امیر المؤمنین وقد شکا الیہ الناس امر الفرات وانہ قد زاد الماء ما تحتملہ ونخاف ان تہلک مزارعنا ونحب ان تسال اللہ ان ینقصہ فقام دخل بیتہ والناس مجتمعون ینتظرون خروجہ وقد لبس جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمامتہ ورداءہ وفی یدہ قضیبۃ فدعا بفرسہ فرکبہ ومشی الناس معہ وانا معہم برجالتہ حتی وقف علی الفرات فنزل عن فرسہا وصلی رکعتین خفیفتین ثم قام واخذ القضیب بیدہ ومشی علی الجسر لیس معہ غیرا ولادہ الحسن والحسین فاومی بالقضیب فی اھوی بہ فی الماء فنقصت الفرات ذراعا او ھکذا الی ان نقصت ثلثۃ اذرع واتا فاھوی الی الماء بالقضیب فنقصت الفرات ذراعا فقال ایکفیکم فقالوا الا یا امیر المؤمنین تحسبنا یا امیر المومنین ثم عاد رکب فرسہ ورجع الی منزلہ (مطالب السئول) اور آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جسکو حسن بن زکرۃ ان الفارسی نے روایت کیا ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں موجود تھا کہ لوگ فرات کی طغیانی کی شکایت لیکر آئے اور کہنے لگے کہ فرات کا پانی اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ جس سے ہمارے کھیتوں کے تلف ہونیکا خوف ہے ہماری استدعا ہے کہ آپ جناب الٰہی میں دعا فرماویں کہ فرات کا پانی کم ہوجائے جناب امیرؑ یہ سنکر گھر میں تشریف لیگئے تمام لوگ منتظر بیٹھے رہے جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اور عمامہ اور ردا پہن کر اور ہاتھ میں عصا لیے ہوئے برآمد ہوئے اور سواری کا گھوڑا طلب کیا تمام لوگ کاب سعادت رکاب میں پیادہ چل رہے تھے میں بھی پیادہ پا ہمراہ تھا جناب امیر فرات پر پہنچ کر ٹھہر گئے اور گھوڑے سے اتر کر دو چھوٹی چھوٹی رکعتیں

نماز کی پڑھیں پھر اٹھ کر اور عصا ہاتھ میں لیکر پل کیطرف تشریف لیگئے جناب حسنین کے سوا کوئی ہمراہ نہ تھا عصا کیساتھ
پانی کیطرف اشارہ کیا بقدر ایک گز کم ہوگیا لوگوں سے فرمایا کیا اس قدر پانی تم کو کافی ہے لوگوں نے عرض کیا ابھی
زیادہ ہے پھر دوبارہ اشارہ کیا ایک گز اور بھی کم ہوگیا پھر لوگوں سے پوچھا کہ اب کافی ہے لوگوں نے کہا اب
بھی زیادہ ہے پھر تیسری مرتبہ اشارہ کیا ایک گز اور بھی کم ہوگیا لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین اب اسقدر
کافی ہے آپ وہاں سے گھر کو لوٹ آئے۔

(۳) ومنها ما سئل فی تعمیته مقتله فاخبرهم بذلك انه لما فرغ من قتل الخوارج عاد الی الكوفة فی شهر رمضان
قام المسجد فصلی رکعتین ثم صعد فخطب خطبة حسناء ثم التفت الی ابنه الحسن فقال یا ابا محمد کم مضی
شهرنا هذا قال ثلث عشرة یا امیرالمؤمنین ثم التفت الی الحسین فقال یا ابا عبدالله کم بقی من شهرنا هذا
قال سبع عشرة یا امیرالمؤمنین فضرب بیده الی لحیته وهی یومئذ بیضاء فقال والله لیخضبنها بدمها اذا انبعث
اشقاها ثم قال ـ ارید حیاته ویرید قتلی + خلیلی من عذیری من مراد + وابن الملجم المرادی یسمع فوقع فی قلبه
من ذلك شیء فجاء حتی وقف بین یدیه فقال اعیذ بالله یا امیرالمؤمنین هذه یمینی وشمالی بین یدیك
فاقطعهما او فاقتلنی قال فکیف اقتلك ولا ذنب لك الی ولو اعلم انك قاتلی لما قتلتك ولکن هل کانت لك
حاضنة یهودیة فقالت لك یوما من الایام یا ابن شقیق عاقر ناقة ثمود قال قد کان ذلك یا امیرالمؤمنین فسکت
علیه السلام فلما کانت لیلة ثلث وعشرین قام لیخرج من داره الی المسجد لصلوة الصبح قال ان قلبی لیشهد انی لمقتول
فی هذا الشهر ثم فتعلق الباب بمیزره فجعل ینشد ـ اشدد حیازیمك للموت ـ فان الموت لاقیك ـ ولا تجزع
من القتل ـ اذا حل بوادیك ـ فخرج فقتل (مطالب السئول) اور ایک کرامت جناب امیرؑ نے اپنی شہادت کے
متعلق کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ خوارج کے قتل سے فارغ ہوکر کوفہ میں تشریف لائے رمضان کا مہینہ
تھا مسجد میں نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا اثناء خطبہ میں جناب امام حسن سے استفسار
کیا کہ یا ابا محمد ہمارے مہینے کے کتنے روز گذر چکے ہیں امام حسن نے فرمایا کہ تیرہ روز پھر جناب امام حسین سے پوچھا یا ابا عبداللہ ہمارا مہینہ
اب کتنے روز باقی رہا ہے عرض کیا یا امیرالمومنین سترہ روز پھر جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑا اور
ان دنوں بالکل سفید ہوچکی تھی اور فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم ہے اس امت کا بدبخت اسکو خون سے رنگین کرے
گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ہے میں اسکی زندگی چاہتا ہوں وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے میرا دوست مجھ سے عذر کرنے والا قبیلہ
مراد سے نامراد ابن ملجم مرادی نے جب یہ کلام سنا اسکا دل کانپ اٹھا۔ اور سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگا یا امیرالمومنین
میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں میرے دونوں ہاتھ آپکے سامنے موجود ہیں آپ ان کو کاٹ ڈالیں یا مجھے مار ڈالیں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا
اگناہ ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں۔ اگر مجھے یہ علم بھی ہو کہ تو میرا قاتل ہے تو بھی تجھے نہ ماروں۔ لیکن ایک یہودن نے تجھے

کر کے کہا تھا اے شفیق کے باپ ثمود کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈال۔ ابن ملجم کہنے لگا یا امیر المومنین یہ بات تو ضرور ہوئی ہے پھر جناب امیر علیہ السلام خاموش ہو گئے جب رمضان کی تیئیسویں تاریخ ہوئی اور آپ صبح کی نماز کیلئے اٹھے اور گھر سے مسجد کو تشریف لے چلے فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں اسی مہینے میں شہید ہو جاؤنگا جب دروازہ کھولا آپکا تہبند دروازہ سے اٹک گیا آپ نے یہ شعر پڑھا۔ تو موت کیواسطے اپنے سینہ کو ابھار۔ کیونکہ موت تجھ سے ضرور ملاقات کریگی قتل ہونے سے فریاد مت کر۔ جبکہ تیرے سامنے آجائے پس آپ گھر سے برآمد ہوئے اور شہید ہو گئے۔

(۴) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا قالت قالت لی فاطمة لیلة دخل بی علی سمعت الارض تحدثه وهو یحدثها واصبحت فاخبرت والدی صلی اللہ علیہ وسلم فسجد سجدة طویلة ثم رفع رأسه قال یا فاطمة البشری بطیب النسل فان اللہ فضل بعلك علی سائر خلقه وامر الارض ان تحدثه باخبارها وما یجری علی وجهها من شرق الارض الی غربها (مطالب السئول للعلامة بن طلحة الشافعی) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے ذکر کیا کہ جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے ہیں مجھے زمین کی آواز کو سنا کہ وہ آن سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تذکرہ کیا حضرت سجدہ میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار سے اور جو کچھ کہ اس پر ہونیوالا ہے مشرق سے مغرب تک اسکو کہہ سنائے۔

(۵) قال الشیخ ابو عبد اللہ الخطیب الخوارزمی حکی ان معاویة قال لجلساءه الا انی اریکم علم علی فانه لا یقول الباطل فدعا ثلثة رجال من ثقاته وقال لهم امضوا حتی تصیروا جمیعا من الکوفة علی مرحلة ثم تواطوا علی ان تنعونی بالکوفة ولکن حدیثکم واحد فی ذکر العلة والیوم والوقت وموضع القبر ومن تولی الصلوة علیه وغیر ذلك حتی لا تختلفوا فی شیء ثم لیدخل الثانی فلیخبر بمثله ثم لیدخل الثالث فلیخبر بمثل خبر صاحبیه وانظروا ما یقول علی فخرجوا کما امرهم معاویة ثم دخل احدهم وهو راکب فقال له الناس بالکوفة من این جئت قال من الشام قالوا له ما الخبر قال مات معاویة فاتوا علیا فقالوا رجل راکب من الشام یخبر بموت معاویة فلم یحتفل علی بذلك ثم دخل آخر من الغد فقال له الناس ما الخبر فقال مات معاویة وخبر بمثل خبر صاحبه فاتوا علیا فقالوا رجل راکب آخر یخبر عن موت معاویة بمثل ما خبر صاحبه ولم یختلف کلامهما یخالف قول صاحبه فاتوا علیا الثالث فقال الناس ما الخبر قال مات معاویة فسالوه عن ما شاهد فلم یخالف قول صاحبیه فاتوا علیا فقالوا یا امیر المومنین قد صح الخبر هذا راکب ثالث قد خبر بمثل خبر صاحبیه فلما اکثروا علیا قال امیر المؤمنین کلا او تخضب هذه من

هذه لحیة من هامة وقیلا حسبہا ابن آکلة الاکباد (او لابنة آکلة الاکباد) فزجم الجماعة لك الی معاویة (لطف اللّٰہ بی) شیخ ابو عبداللّٰہ الخطیب الخوارزمی المعروف باخطب الخطباء خوارزم شامی رحمۃ اللّٰہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے اپنے ہم نشینوں سے بیان کیا کہ میں تمہیں علیؑ کے علم کا امتحان لیکر دکھاتا ہوں کہ وہ کبھی غلط حرف زبان پر نہیں لاتے۔ اپنے تین معتبر آدمیوں کو بلا کر کہا تم کوفہ میں جا کر میرے مرنے کی خبر اڑاؤ۔ جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم ایک دوسرے کے عقب میں داخل ہونا اور میرے مرگ کی خبر کو مشتہر کرنا۔ چاہیئے کہ میری بیماری دفن کیوقت اور قبر کی جگہ اور نماز پڑھنے والے کی نسبت تمہارے بیان میں اختلاف نہ ہو تم میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں داخل ہو کر میرے مرنے کی بات بیان کرے اسکے بعد دوسرا اور دو دن کے بعد تیسرا اسکی تصدیق کرے اور یہ دیکھو کہ علی کیا فرماتے ہیں تینوں معاویہ کے حکم سے کوفہ کو چلے جب کوفہ ایک منزل رہ گیا ان تینوں میں سے ایک شخص پہلے کوفہ میں پہنچا لوگوں نے اس سے پوچھا کہاں سے آیا ہے وہ کہنے لگا شام سے لوگوں نے کہا وہاں کی کچھ خبر بیان کر وہ بولا معاویہ مر گیا ہے لوگ اس کو جناب امیرؑ کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ شام سے ایک سوار آیا ہے اور معاویہ کے مرنے کا حال بیان کرتا ہے جناب امیرؑ نے اسکے قول سے جنبش نہ کی۔ دوسرے روز دوسرا سوار داخل کوفہ ہوا اس نے بھی یہی خبر بیان کی جو پہلے رفیق نے بیان کی تھی۔ اسکو بھی لوگ جناب امیرؑ کے حضور میں لیگئے اور عرض کیا یا امیرالمومنین یہ دوسرا سوار آیا ہے اور معاویہ کا مرنا بیان کرتا ہے جناب امیر ساکت رہے اور کچھ نہ فرمایا پھر تیسرے روز تیسرا سوار داخل ہو کر وہی خبر بیان کرنے لگا لوگ اس کو بھی جناب امیر کی خدمت میں لیگئے اور عرض کرنے لگے یا امیرالمومنین اب یہ خبر بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے تیسرا سوار بھی ان دونوں کی تصدیق کرتا ہے جب لوگوں نے ہجوم کیا جناب امیرؑ نے فرمایا ہرگز معاویہ نہیں مرا بلکہ یہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین ہو گی اور جگر کھانے والی (یا جگر چبانے والی) یعنی ہندہ جگر خوار جس نے کہ جناب امیر حمزہ رضی اللّٰہ عنہ کا جگر چبایا تھا اس کا بیٹا اس سے بازی کریگا۔ یہ خبر سن کر وہ معاویہ کے پاس واپس ہو گئے۔

مسلم

(۱۶) عن زید بن ارقم قال ان علی بن ابی طالب نشد الناس فقال انشد اللّٰہ رجلا سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ یقول من کنت مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام اثنی عشر بدریا ستة من جانب الایسر وستة من جانب الایمن فشهدوا قال زید بن ارقم وکنت فیمن سمع ذلک فکتمتہ فذھب اللّٰہ ببصری وکان یندم علی ما فاتہ من الشهادة ویستغفر (اخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب امیر نے لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرماتے ہوئے سنا ہو وہ کھڑا ہو جاوے اور بیان کرے بارہ بدری صحابی جن میں سے چھ منبر کی بائیں جانب سے اور چھ داہنے جانب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اسکی گواہی بیان کی زید بن ارقم کہتے ہیں

کہتے ہیں یہ بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا پس انہوں نے اسکو پوشیدہ رکھا اس لیے خدا نے مجھے بددعا کرد یا۔ زید بن ارقم اس گواہی کے نہ دینے پر تمام عمر نادم رہے اور توبہ کرتے رہے

(۷) عن ابن عمیر ان امیر المومنین قال علی المنبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورثت نبی الرحمۃ ونکحت سیدۃ نساء اهل الجنۃ وانا سید الوصیین واخر اوصیاء النبیین لا یدعی ذلک غیری الا اصابہ بسوء فقال رجل من عبس لا یحسن ان یقول هذا انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یبرح من مکانہ حتی تخبطہ الشیطان فجر برجلہ الی باب المسجد فسالنا قومہ هل تعرفون بہ عرضا قبل هذا قالوا اللهم لا (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک دفعہ منبر پر فرمانے لگے میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ پایا ہے میں نے سیدۃ النساء اہل الجنۃ سے نکاح کیا ہے میں تمام وصیوں کا سردار ہوں میں تمام نبیوں کے وصیوں کا آخر وصی ہوں میرے سوا کوئی اسکا دعوی نہیں کر سکتا اور اگر کریگا تو خدائے تعالیٰ اسکے ساتھ برائی سے پیش آئیگا یہ سنکر قوم عبس کا ایک آدمی کہنے لگا کیا بری بات ہے اپنے منہ سے یہ کہنا کہ میں خدا کا بندہ اور اسکے رسول کا بھائی ہوں ابھی اسے یہ بات کہتے ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ شیطان نے اسے دیوانہ بنا دیا اور لوگوں نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر مسجد کے دروازے سے باہر گھسیٹا۔ ہم نے اسکی قوم سے پوچھا کبھی پیشتر بھی اسکو یہ عارضہ ہوا تھا وہ خدا کی قسم کھا کر کہنے لگے ہرگز نہیں

(۸) عن طلحۃ بن عمیر انہ نشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشهد اثنا عشر رجلا من الانصار وانس بن مالک فی القوم لم یشهد فقال لہ امیر المومنین یا انس ما منعک ان تشهد فقد سمعت ما سمعوا قال یا امیر المومنین کبرت ونسیت فقال امیر المومنین اللهم ان کان کاذبا فاضربہ بہا بیاض او بوضح لا تواریہ العمامۃ قال طلحۃ بن عمیر فاشهد باللہ لقد رایتہ بیضا بین عینیہ (اخرجہ ابن مردویہ) طلحہ بن عمیر ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں سے قسم دیکر پوچھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو سنا تھا انصار کے بارہ آدمیوں نے اس کی شہادت بیان کی انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے لیکن اسکی گواہی دینے سے ساکت رہے جناب امیر نے ان سے فرمایا اے انس تم کو کس بات نے اس شہادت کے بیان کرنے سے بند کیا تھا باوجودیکہ جو کچھ ان لوگوں نے سنا تھا تم نے بھی سنا تھا۔ انس اپنی کبرسنی اور نسیان کا عذر کرنے لگے جناب امیر نے فرمایا اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس برص کے داغ کو انکی پیشانی پر دیکھا تھا۔

(۹) حکی ان عدیا انہم رجلا یقال لہ الغرار برفع اخبارہ الی معاویۃ فانکر ذلک وجحد فقال امیر المومنین

اتحلف باللہ انک ما فعلت قال فحلف علی ان کنت کاذبا فاعمی اللہ بصرک فما دارت الجمعۃ حتی عمی (مطالب المسئول) روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے عزار نامی ایک شخص پر جرم لگایا کہ وہ معاویہ کو ان کی خبریں پہنچاتا تھا اس نے انکار کیا جناب امیرؑ نے فرمایا تو قسم کھا سکتا ہے اس نے قسم کھا کر بھی انکار کیا جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو خدا تیری بینائی کو دور کر دے گا اس پر ایک جمعہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ اندھا ہو گیا۔

(۱۰) عن علی بن زاذان ان علیا حدث حدیثا فکذبہ رجل فقال علی ادعو علیک ان کنت صادقا قال نعم فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذھب بصرہ اخرجہ احمد فی المناقب الطبرانی فی الاوسط والو نعیم فی الدلائل علی بن زاذان سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بات بیان فرما رہے تھے ایک شخص نے اسکی تکذیب کی جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو میں تجھ پر دعا کروں کہنے لگا بہتر ہے جناب امیرؑ نے دعا کی۔ ابھی وہ وہاں سے لوٹا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا

(۱۱) لما توجہ علی الی صفین واحتاج اصحابہ الی الماء والتمسوا یمینا وشمالا فلم یجدوہ فعدل بھم امیر المومنین عن الجادۃ قلیلا فلاح لھم دیر فی البریۃ فسادوا یسالون من فیہ عن الماء فقال بینکم وبین الماء فرسخان فسیروا الی حیث اقول لکم لعلکم تدرکون الماء فقال امیر المومنین اسمعوا ما یقول الراھب فقالوا یا امرنا ان نسیر الی حیث اومی الینا لعلنا ندرک الماء لیس بنا قوۃ فقال علی لا حاجۃ بکم الی ذلک ولوی عنق بغلتہ نحو القبلۃ واشار الی مکان یقرب الدیر فقال اکشفوہ فکشفوہ فظھرت لھم صخرۃ عظیمۃ فقالوا یا امیر المؤمنین ھھنا صخرۃ لا یعمل فیھا فقال ھذہ الصخرۃ علی الماء فاجتھدوا فی قلعھا فما زالت عن موضعھا فاجتمع القوم وجھدوا فی تحریکھا فلم یجدوا الی ذلک سبیلا واستصعبت علیھم فلما رای ذلک نزل عن سرجہ ثم حسر عن ساعدیہ ووضع اصابعہ تحت جانب الصخرۃ فحرکھا ثم قلعھا بیدہ فظھر لھم الماء فشربوا وکان اعذب ما شربوا فی سفرھم وابردہ ثم جاء الی الصخرۃ فتناولھا بیدہ ووضعھا حیث کانت والراھب ینظر من فوق دیرہ فنادی یا قوم انزلونی فوقف بین یدی امیر المؤمنین فقال یا ھذا انت نبی مرسل قال لا قال فملک مقرب قال لا قال فمن انت قال انا وصی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قال ابسط یدک اسلم علی یدک فبسط امیر المؤمنین والراھب اسلم علی یدہ (مطالب المسئول) روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام صفین کو تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں جناب امیرؑ کے لشکر کے پاس پانی نہ رہا دہنے بائیں ڈھونڈا کہیں پانی کا پتہ نہ نکلا۔ جناب امیرؑ نے ان کو ایک پگڈنڈی کی راہ کہ فرمایا اس طرف چلو۔ تھوڑی دور جا کر میدان میں عیسائیوں کا ایک کلیسا ملا لوگوں نے اسکے پاس جا کر اس کے پادری سے پانی کے بابت پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ پر ہے جس طرف میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس طرف چلے جاؤ امید ہے کہ تم کو پانی مل جائے گا۔ امیرالمومنین نے فرمایا سنو راہب کیا کہتا تھا لوگوں نے عرض کیا وہ

ہم کو دو فرسخ پر پانی کا پتہ بتایا ہے لیکن وہاں تک کے پہنچنے کی ہم میں طاقت باقی نہیں جناب امیر نے فرمایا اس طرف جانے کی تم کو کچھ ضرورت نہیں قبلہ کیطرف گھوڑے کا منہ پھیر کر اس دیر کے قریب اشارہ کیا اور فرمایا یہاں سے کھودو لوگ کھودنے لگے ایک بھاری چٹان نظر آیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین اس چٹان میں ایسا کام نہیں ہو سکتا جناب امیر نے فرمایا یہ چٹان پانی کے منہ پر ہے لوگ اسکے اکھاڑنے میں کوشش کرنے لگے اسکو جنبش تک نہ ہوئی تمام لشکر نے متفق ہو کر زور مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی جب لشکر کے لوگ اسکے اکھاڑنے سے عاجز آ گئے۔ جناب امیر اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی آستینوں کو لوٹا۔ اور اس چٹان کے نیچے انگلیاں گاڑ کر اسکو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا اس کے نیچے سے نہایت میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا لوگ دوڑ کر اسکا پانی پینے لگے ان کو تمام سفر میں ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی کہیں نہیں ملا تھا راہب اپنے دیر سے یہ تمام کیفیت دیکھ رہا تھا لوگوں کو آواز دیکر کہنے لگا مجھے نیچے اتارو جب اسکو چھت سے نیچے اتارا۔ جناب امیر کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ آپ نبی مرسل ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر کہنے لگا کہ آپ مقرب فرشتہ ہیں جناب امیر نے فرمایا نہیں وہ عرض کرنے لگا پس آپ کون ہیں فرمایا میں خدا کے رسول محمد بن عبد اللہ تمام نبیوں سے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں راہب نے کہا آپ ہاتھ بڑھائیں کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اور اسلام لاؤں آپ نے ہاتھ بڑھایا اور آپ راہب آپ کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوا۔

(۱۲) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قال لی علی یا براء یقتل ابنی الحسین وانت حی فلا تنصرہ فلما قتل الحسین قال البراء صدق علی قتل الحسین ولم انصرہ واظہر الحسرۃ علی ذلک والندم (مطالب السئول) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد کیا اے براء افسوس ہے کہ میرا بیٹا حسین قتل ہوگا اور تو زندہ ہوگا اور اس کی مدد نہیں کرے گا۔ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو براء بن عازب کہنے لگے جناب امیر نے سچ فرمایا تھا کہ حسین شہید ہو گئے اور میں نے انکی مدد نہ کی تمام عمر براء بن عازب اظہار حسرت و ندامت کرتے تھے۔

(۱۳) عن عبد اللہ قال اتینا مع علی فمرنا بموضع قبر الحسین فقال علی ھھنا مناخ رکابہم وھھنا موضع رحالہم وھھنا مھراق دمائہم فتیۃ من آل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیہم السماء والارض (ریاض النضرۃ) عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کے رکاب سعادت میں اس جگہ پر جہاں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا مرقد مطہر واقع ہے گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے یہاں اسباب ان کا ہوگا یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے نوجوانوں کا خون بہے گا ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

(۱۴) قیل ان الحجاج قال ذات یوم احب ان نصیب رجلاً من اصحاب ابی تراب فاتقرب الی اللہ بدمہ
فقیل لہ ما نعلم احداً اطول صحبۃ لابی تراب من قنبر مولاہ فطلبہ فاتی بہ فقال انت قنبر قال نعم
قال مولی علی بن ابی طالب قال اللہ مولای امیر المؤمنین علی ولی نعمتی قال ابرء من دینہ قال دلنی
علی دیناً افضل منہ قال انی قاتلک فاختر ای قتلۃ احب الیک قال صیرت ذلک الیک قال لم قال لا
تقتلنی قتلۃ الا قتلتک مثلہا ولقد اخبرنی امیر المؤمنین ان منیتی تکون ذبحاً ظلماً بغیر حق فامر
بہ فذبح (کفایۃ الطالب) کہتے ہیں کہ ایک روز حجاج کہنے لگا میری آرزو ہے کہ اگر کوئی جناب امیرؑ کا
دوست مل جائے تو میں اسکے قتل کرنے سے خدا کا قرب حاصل کروں لوگوں نے کہا کہ جناب امیر کی خدمت
میں قنبر سے زیادہ کوئی ہر بات کا رہنے والا اب نظر نہیں آتا۔ اس نے قنبر کو بلایا جب قنبر آیا کہنے لگا
تو جناب امیر کا غلام ہے اور تیرا ہی نام قنبر ہے قنبر نے جواب دیا خدا میرا مولا ہے اور امیر المومنین میرے
ولی نعمت تھے حجاج نے کہا تو ان کے طریق پر تبرا کہہ۔ قنبر نے کہا تم مجھے ان کے طریق سے کوئی بہتر طریق
دکھا دے کہ میں ایسا کروں حجاج نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا تو جس طرح سے قتل ہونا پسند کرتا ہو بیان کر
قنبر نے کہا یہ امر تیرے سپرد کرتا ہوں حجاج نے کہا یہ کیوں قنبر نے کہا کہ سوا ذبح کے جس موت سے تو مجھے مارنا چاہتا ہے
اسی موت سے تجھے مار ڈالوں گا کیوں کہ جناب امیرؑ نے مجھے فرمایا ہے تیری موت نہیں ہوگی مگر بلا وجہ زبردستی ظلم
ذبح کیے جانے سے حجاج نے ان کو ذبح کر ڈالا۔

(۱۴) قیل ان الحجاج طلب کمیل بن زیاد فہرب منہ فقطع عطاء قومہ فلما رای ذلک قال انا شیخ
کبیر قد نفد عمری ولا ینبغی ان احرم قومی عطیاتہم فخرج الی الحجاج فقال قد کنت احب ان اجد الیک سبیلا
فقال لہ کمیل لا تصرف انیابک فما بقی من عمری الا القلیل فاقض ما انت قاض فان الموعد اللہ وبعد القتل حساب
ولقد اخبرنی امیر المؤمنین علی انک قاتلی فضرب عنقہ (کفایۃ الطالب) کہتے ہیں حجاج نے کمیل بن
زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا وہ خوف سے بھاگ گئے حجاج نے ان کی قوم کی تنخواہ بند کر دی جب کمیل کو معلوم ہوا کہ
میری قوم کی تنخواہ بند کی گئی ہے کہنے لگے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر گذر چکی ہے مجھ کو نہیں چاہیئے کہ
اپنی قوم کی تنخواہ بند کراؤں اور جیتا رہوں حجاج کے پاس خود چلے گئے حجاج نے کہا میں تمہارے ملنے کا رستہ
ڈھونڈھ رہا تھا کمیل نے اس سے کہا تو اپنے دانتوں کو مجھ سے مت ہٹا میری عمر بہت تھوڑی رہ گئی ہے
جو تیرا دل چاہیئے سو کر کل خدا کے وعدہ کا دن ہے اور قتل کے بعد ضرور حساب ہوگا مجھ کو امیر المومنین علیہ السلام
نے پیشتر کہہ دیا تھا کہ تو میرا قاتل ہے یہ سنکر حجاج نے ان کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارے گئے۔

(۱۵) عن جندب بن عبداللہ الازدی قال شہدت مع علی الجمل او الصفین ولا اشک فی قتالہم حتی نزلنا

النهروان فدخلني شك وقلت قراؤنا وخيارنا نقتلهم ان هذا الامر عظيم فخرجت غدوة امشي ومعي اداوة حتى برزت من الصفوف فركزت رمحي ووضعت ترسي واستترت من الشمس فاني لجالس اذ ورد امير المؤمنين فقال يا اخا الازد امعك طهور قلت نعم فناولته الاداوة فمضى حتى لم اره واقبل وقد تطهر فجلس في ظل الترس فاذا فارس يسال عنه فقلت هذا يا امير المؤمنين فارس يريدك قال فاشار اليه فجاء فقال يا امير المؤمنين قد عبر القوم وقد قطعوا النهر فقال كلا ما عبروا اذا جاء اخر فقال يا امير المؤمنين قد عبر القوم فقال ما عبروا فقال والله ما جئت حتى رأيت الرايات في ذلك الجانب قال والله ما فعلوا وانه لمصرعهم ومهراق دمائهم ثم نهض ونهضت معه فقلت في نفسي الحمد لله الذي بصرني هذا الرجل وعرفني امره هذا احد رجلين اما كذاب جرى او على بينة من امره وعهد من نبيه اللهم اني اعطيك عهدا تسالني عنه يوم القيمة اذا انا وجدت القوم قد عبروا ان اكون اول من يقاتله واول من يطعن بالرمح في عينيه وان كانوا لم يعبروا اقيم على المناجزة والقتال فدفعنا الى الصفوف فوجدنا الرايات والاثقال بحالها فاخذ بقفائي ودفعني وقال يا اخا الازد اتبين لك الامر قلت اجل يا امير المؤمنين (مطالب السئول) جندب بن عبداللہ الازدی سے منقول ہے کہ میں جمل اور صفین میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر تھا مجھے ان دونوں لڑائیوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہوا جب ہم نہروان پر جا اترے میرے دل میں شبہ پیدا ہو گیا کہ ایسے نیک بندوں قرآن کے قاریوں کو مارنا پڑے گا یہ بات تو بڑی بھاری معلوم ہوتی ہے دوسرے روز میں ٹہلتا ہوا صفوں سے دور نکل گیا وضو کا لوٹا میرے ہاتھ میں تھا میں نے اپنے نیزہ کو گاڑ دیا اور آفتاب کی تمازت سے اپنے ڈھال کا سایہ کر کے بیٹھ گیا ناگاہ جناب امیر بھی وہاں تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا اے بھائی ازد کیا تیرے پاس کوئی لوٹا ہے میں نے لوٹا ان کو دیدیا وہ لوٹا لیکر میری نظروں سے غائب ہو گئے اور طہارت کر کے چلے آئے اور ڈھال کی آڑ لیکے اسکے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار ان کو پوچھتا ہوا آنکلا میں نے جا کر عرض کیا یا امیر المومنین یہ سوار آپ کو پوچھتا ہے آپ نے اسکے اشارے سے اپنے نزدیک بلا لیا وہ کہنے لگا یا امیر المومنین نہروانی دریا کے اس پار چلے گئے ہیں جناب امیر فرمانے لگے وہ ہرگز اس پار نہیں گئے اتنے میں دوسرا سوار آ کر کہنے لگا وہ لوگ دریا سے پار ہو گئے ہیں آپنے فرمایا نہیں ہوئے وہ سوار کہنے لگا بخدا میں نے جب تک دیکھ نہیں لیا کہ ان کے علم دریا سے پار ہو گئے ہیں تب تک میں ہاں سے نہیں ٹلا جناب امیر نے فرمایا واللہ وہ دریا سے پار نہیں اترے دریا کا یہی کنارہ ان کے لوٹ پوٹ ہونے کی جگہ ہے اسی جگہ انکا خون بہے گا یہ بات فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے میں نے اپنے جی میں کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس شخص کے امر کو دکھا دیا ہے یا تو یہ جھوٹ بولتا ہے یا اسکے پاس کوئی دلیل موجود ہے

میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ اے پروردگار میں عہد کرتا ہوں اور قیامت کے دن تو مجھ کو اس عہد سے باز پرس کر لو
اگر میں نے نہروانیوں کو دیکھا کہ دریا سے پار اتر گئے ہیں سب سے پہلے اپنے نیزہ کے ساتھ میں اس شخص سے یعنی جناب امیر سے
جنگ کرونگا اور اگر نہ گذری ہونگے تو میں انکی طرف سے لڑتے ہیں کوتاہی نہیں کرونگا اتنے میں جناب امیر رضی اللہ
عنہ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا جب دریا کے قریب پہنچے تو ان کے علم دریا سے گذری ہوئے پائے۔ اور
وہیں انکا سامان موجود پایا جہاں کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اتنے میں جناب امیرؓ نے پیچھے
سے میری گردن پکڑ کر کہا اے اخا الازد اب تجھے اصل حقیقت معلوم ہو گئی میں نے عرض کیا بے شک
یا امیر المومنین ۔

(۱۶) عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ وعلی آبائہ السلام قال ہم من لعلی رجلان فی خصومۃ فجلس فی اصل
جدار فقال رجل یا امیر المومنین الجدار لیقع فقال لہ امض کفی باللہ حارسا فقضی بین الرجلین وقام فسقط الجدار
(اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل والسیوطی فی تاریخ الخلفاء) جناب امام جعفر صادق علیہ وعلی آبائہ السلام اپنے والد ماجد امام محمد
باقر علیہ التحیۃ والثناء سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا جناب امیرؓ کے سامنے پیش کیا آپ ایک
دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیر المومنین یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے
فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے آپ ان کا تصفیہ کر کے اٹھے اور وہ دیوار گر گئی ۔

(۱۷) عن الحارث قال کنت مع علی بصفین فرأیت بعیرا من اہل الشام جاء وعلیہ راکبہ وثقلہ فالقی
ما علیہ وجعل یتخلل الصفوف حتی انتہی الی علی فوضع رأسہ ما بین رأسہ علی ومنکبہ وجعل یحرک
شفتاہ بطن انی بجیرہ فقال علی انہا لعلامۃ بینی وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ریاض النضرۃ) حارث سے
روایت ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ میں نے شامیوں کا ایک اونٹ اپنے
سوار اور بوجھ کو پھینک کر صفین چیرتا ہوا چلا آیا اور جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر ٹھہر گیا اور اپنا
منہ جناب امیرؓ کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا گویا کہ ان سے کچھ بیان کر رہا تھا جناب
امیرؓ نے فرمایا واللہ یہ ایک علامت ہے میرے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ۔

(۱۸) عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو علیا فاتیت بیتہ
فنادیتہ فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی عد الیہ ادعہ فانہ فی البیت
قال فعدت انادیہ فسمعت صوت رحاء تطحن فشارفت فاذا الرحا تطحن ولیس معہا احد فنادیتہ
فخرج الی منشرحا فقلت لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو ینظر الی ثم قال یا ابا ذر ما شانک فقلت یا رسول اللہ عجیب من العجب رأیت

رحی تطحن فی بیت علی ولیس معہا احد یدیرھا فقال یا اباذر ان اللہ ملئکۃ سیاحین فی الارض وقد وکلو بمعونۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الملا فی سیرتہ) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا نے مجھے علی علیہ السلام کے بلانیکو بھیجا میں نے انکے گھر میں آواز دیا مجھ کو کچھ جواب نہ ملا میں لوٹ کر حضرت کے حضور چلا آیا حضرت نے مجھ سے فرمایا تم پھر جاؤ علی گھر ہی میں ہیں تب میں نے پھر آکر آواز دی اور چکی کے چلنے کی آواز سنی میں نے جھانک کر دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے کوئی اسکو چلاتا نہیں ہاں میں نے جناب امیر کو بلایا وہ ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے میں نے ان سے کہا آپ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرماتے تھے وہ میرے ساتھ تشریف لائے ہیں آنحضرت کو دیکھنے لگا حضرت بھی مجھ کو بار بار دیکھتے رہے پھر حضرت نے مجھے ارشاد کیا اے اباذر تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عجیب امر دیکھا ہے کہ علی رض کے گھر میں خود بخود چکی چلتی تھی اسکو کوئی چلاتا نہیں تھا حضرت نے فرمایا اے اباذر خدا کے فرشتے سیر کرتے پھرتے ہیں اور وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے لیے مامور ہیں ۔

جناب امیر کے لیے آفتاب کا واپس ہونا

(۱) عن اسماء بنت عمیس وام سلمۃ وجابر بن عبد اللہ الانصاری وابی سعید الخدری والحسین بن علی رضی اللہ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزلہ فعلی بین یدیہ اذا جاء جبریل یناجیہ عن اللہ عزوجل فلما تغشی الوحی توسد فخذ علی ولم یرفع حتی غابت الشمس فصلی العصر جالسا ایماء فلما افاق قال لعلی فاتتک العصر قال صلیتہا قاعدا ایماء فقال ادع اللہ یرد علیک الشمس حتی تصلیہا قائما فی وقتہا فانہ یجیبک لطاعتک اللہ والرسولہ فسال اللہ فی ردھا فردت علیہا حتی صارت فی موضعہا من السماء وقت العصر فصلیہا ثم غربت واللہ لقد سمعنا بہا عند غروبہا کصریر المنشار (اخرجہ الدولابی وابن شاھین وابن مندہ وابن مردویہ) اسماء بنت عمیس اور ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبد اللہ الانصاری اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک روز سرور کائنات اپنے دولت خانہ میں تھے اور جناب امیر حضور کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں جبریل علیہ السلام خدا کی طرف سے کچھ راز بیان کرنے کے لیے تشریف لائے حضرت بیہوش ہو گئے اور جناب امیر کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور آفتاب کے غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے جناب امیر نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا جب حضرت کو افاقہ ہوا تو علی سے فرمایا شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے عرض کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کی ہے حضرت نے فرمایا تم خدا اور اسکے رسول کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو خدائے تعالی تمہارے

لئے آفتاب کو لوٹا دے تاکہ تم کھڑے ہو کر نماز کو وقت پر ادا کرو۔ جناب امیرؑ نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یہاں تک کہ آسمان پر عصر کے وقت کی جگہ قائم ہو گیا اور جناب امیر علیہ السلام نے عصر کی نماز کو وقت پر ادا کیا پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں خدا کی قسم ہے ہم نے اس کے غروب ہونے کے وقت آرہ کے چلنے کی سی آواز سنی۔

تنبیہ :- قال سبط بن الجوزی فی تذکرة خواص الامة اخرج الطحاوی فی مشکلات الحدیث وابن شاهین وابن مندة کلهم عن اسماء بنت عمیس وابن مردویه عنها وعن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیه ورأسه فی حجر علی وهو لم یصل العصر حتی غابت الشمس فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انه کان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیه الشمس قالت اسماء فرأیتها غربت ثم رأیتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال وذلک فی الصهباء فی خیبر وهذا الحدیث اورده ابن الجوزی فی الموضوعات وقال فی سنده ضعفاء وقد سبقه احمد وقال لا اصل لهذا الحدیث وتبعهما العماد بن الکثیر والذهبی وغیرهما واجیب بان المجروحین فی سنده وثقهم بعض العلماء وبان الحدیث صحح بتصحیح جماعة من الائمة الحفاظ کالطحاوی والقاضی عیاض وغیرهما وقال الطحاوی هذا الحدیث ثابت امنا ثقات وحکی عن احمد بن صالح المصری انه کان یقول لا ینبغی لاهل العلم التخلف عن حدیث اسماء لانه من اجل علامات النبوة واعترض ایضا ابن الجوزی علی هذا بما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس لم تحبس الا لیوشع بن نون لیالی سار الی بیت المقدس قیل فی جوابه انه فی صلی اللہ علیہ وسلم وقوفها والحدیث فیه الطلوع بعد المغیب فلا تضاد بینهما وبه اجاب السخاوی وللحافظ ابن حجر جواب اخر وهو ان الحصر محمول علی ما مضی للانبیاء قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فلم تحبس الا لیوشع بن نون ولیس فیه نفی حبسها بعد ذلک لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم قال علامہ سبط بن الجوزی فی تذکرة خواص الامة والجواب ان قول جدی هذا حدیث موضوع بلا شک دعوی من غیر دلیل

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات الحدیث میں اور ابن شاہین اور ابن مندہ دونوں صاحبوں نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور ابن مردویہ نے ان سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ وحی نازل ہوئی اور حضور اپنا سر اقدس جناب امیر کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے جناب امیرؑ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ آفتاب غروب ہو گیا حضرتؐ نے ان سے پوچھا یا علی تم نے نماز پڑھی؟ عرض کیا یا رسول اللہ نہیں پڑھی حضرتؐ نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں مصروف تھا اس لیے آفتاب کو لوٹا دے اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا آفتاب غروب ہو چکا ہے اور غروب ہونے کے بعد پھر پہاڑ پر کھڑا ہو گیا اور یہ امر صہباء خیبر میں واقع ہوا۔

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ کر کہا ہے کہ اسکی سند میں راوی ضعیف ہیں اور اس سے پہلے امام احمد نے بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی کچھ اصلیت نہیں ہے عماد بن کثیر اور ذہبی وغیرہم نے بھی انہیں کی پیروی کی ہے۔

میں جواب دیتا ہوں کہ جن راویوں کو آپ مجروح قرار دیتے ہیں انہیں کو بعض علما نے ثقہ قرار دیا ہے اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثل طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے اس حدیث کی صحت کے ساتھ تصریح کی ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں احمد بن صالح مصری سے نقل ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس اسماء والی حدیث کے برخلاف ہونا اہل علم کو جائز نہیں کیونکہ یہ نبوت کا معجزہ ہے ابن جوزی نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آفتاب سوا یوشع بن نون کے اور کسی کے لیے نہیں رکا گیا یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض ہے۔

اس کے جواب میں علماء حدیث نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کے رک جانیکی نفی فرمائی ہے نہ آفتاب کے دوبارہ طلوع ہونیکی اور اسماء بنت عمیسؓ کی حدیث میں آفتاب کے غروب ہونیکے بعد پھر طلوع ہونے کا ذکر ہے نہ آفتاب کے رکے رہنے کا۔ اسلیئے دونوں حدیثیں ایک دوسری کے متضاد نہیں چنانچہ طحاوی نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ یوشع بن نون والی حدیث میں زمانہ گذشتہ کا حصر ہے کہ انبیائے سلف میں بجز یوشع بن نون کے اور کسی نبی کے لیے آفتاب غروب ہونے سے پہلے نہیں روکا گیا ہے نہ یہ امر کہ بعد تاجدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی نہیں روکا جائیگا۔

علامہ یوسف سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں اپنے جد علامہ ابن جوزی کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ میرے دادا کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے بیشک ایسا دعوی ہے کہ جس کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

جب سے حضرت نے اپنا لعاب دہن لگایا جناب امیر کی آنکھیں نہیں دردکیں

(۱) حن علی قال مارمدت منذ تفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عینی (اخرجہ احمد) وابو یعلی والو الخیر القزوینی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اس وقت سے میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

حضرت نے جب سے دعا کی تب سے جناب امیرؑ بیمار نہیں ہوئے

عن علی قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال صلی اللہ علیہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ و قال اللھم عافہ واشفہ قال فما شکیت وجعی بعد ذلک (اخرجہ الترمذی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں کہہ رہا تھا اے پروردگار اگر میری اجل قریب آگئی ہے تو مجھے آسائش دے اور اگر میرے مرنے میں ابھی تاخیر ہے تو مجھے اس مرض سے شفا دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر عطا کر حضرت نے سن کر فرمایا تو یہ کیا کہہ رہا ہے میں نے اسکا اعادہ کیا آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکا کر فرمایا اے پروردگار اسکو شفا دے جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ میں اسکے بعد پھر کبھی بیمار نہیں ہوا۔

جب سے حضرت نے اپنا لعاب دہن جناب امیرؑ کے پاؤں کو لگایا پھر انکے پاؤں نہیں دکھے

عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا فی الھجرۃ وامرہ ان یودی اماناتہ امرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یلحقہ بالمدینۃ فخرج فی طلبہ یمشی اللیل ویکمن النھار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدومہ قال ادعوا لی علیا قیل یا رسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما راہ ما بقدمیہ من الورم وکانتا تقطران دما فتفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدیہ ومسح بھما رجلیہ ودعا لہ بالعافیۃ فلم تشتکیا حتی استشھد (اسد الغابہ) ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرماتے ہوئے جناب امیر کو امانات وغیرہ ادا کرنے کے لیے مکہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور ارشاد کیا کہ بعد میں ہم سے مدینہ میں آملے۔ جناب امیر تعمیل ارشاد کر کے حضرت کو ڈھونڈتے ہوئے مدینہ کو چلے رات کو چلا کرتے تھے اور دن کو چھپتے ہوئے چھپ رہا کرتے تھے جب مدینہ میں پہنچے حضرتؐ نے ان کے پہنچنے کی خبر سنی لوگوں کو حکم دیا علی کو میرے پاس بلا لاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ چل نہیں سکتے حضرت خود بدولت انکے پاس تشریف لیگئے اور ان کے پاؤں میں ورم اور خون ٹپکتا ہوا دیکھ کر حضرت نے اپنے لعاب دہن مبارک کو ہاتھوں پر ملا اور ان کے پاؤں پر مسح کیا اور ان کے لیے عافیت کی دعا مانگی ان کے پاؤں بالکل اچھے ہوگئے پھر ان کے شہید ہونے تک کبھی نہ دکھے۔

جناب امیرؑ کا گرمی اور سردی کی ایذا سے محفوظ ہونا

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال کان علی یخرج فی الشتاء فی ازار ورداء خفیفین وفی الصیف فی القباء المحشو والثوب الثقیل فقال الناس لو قلت لابیک لانہ یسمر معہ فسالت ابی فقلت ان الناس قد

یراؤا من امیر المؤمنین شیئًا استنکرہ قال وما ذاک قلت یخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل ولا یبالی ذلک ویخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین ولا یبالی ذلک فهل سمعت من ذلک شیئًا فقد امرنی ان اسالک ان تسأله اذا تسمر عنده فسمر عنده فقال یا امیر المؤمنین ان الناس قد تفقدوا منک شیئًا قال فما هو قال تخرج فی الحر الشدید فی القباء المحشو والثوب الثقیل وتخرج فی البرد الشدید فی الثوبین الخفیفین وفی الملائتین ولا تبالی ذلک ولا تتقی بردا قال اوما کنت معنا یا ابا لیلی بخیبر فقال بلی واللّٰه کنت معک قال فان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعث ابا بکر فسار بالناس فانهزم حتی رجع الیه بعث عمر فانهزم بالناس حتی انتهی الیه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاعطین الرایة رجلا یحب اللّٰه ورسوله ویحبه اللّٰه ورسوله یفتح اللّٰه له لیس بفرار فارسل الی فدعانی فاتیته وانا ارمد لا ابصر شیئًا فتفل فی عینی وقال اللهم اذهب عنه الحر والبرد فما اذانی بعده حر ولا برد (اخرجه احمد والبزار وابن جریر وصححه باختلاف یسیر) عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جاڑے کے دنوں میں صرف تہ بند اور چادر ہلکی پھلکی میں نکلا کرتے تھے اور گرمی کے دنوں میں روئی کی بھرتی کے کپڑے اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنے والد سے کہے کیونکہ جناب امیر کو باتیں بیان کرتے ہیں وہ ان سے پوچھیں ہیں تو اپنے والد سے کہا اکثر لوگوں نے جناب امیرؑ سے ایک ایسی بات دیکھی ہے جو ان کی نگاہ میں ان کو اچھی نہیں لگتی وہ کہنے لگے وہ کیا بات ہے میں نے کہا جناب امیر سخت گرمی کے دنوں میں بھرتی کے موٹے کپڑے پہنکر نکلتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور سخت سردی کے دنوں میں نہایت ہلکے پھلکے کپڑے پہنتے ہیں اور کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور سردی سے نہیں ڈرتے لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ داستان بیان کرتے ہوئے جناب امیرؑ سے اسکا سبب پوچھیں پس وہ جبکہ جناب امیرؑ کو باتیں سنانے لگے تو عرض کیا یا امیر المؤمنین لوگ آپ کی ایک بات کی تہ کو نہیں پہنچتے جناب امیرؑ نے فرمایا کیا ہے میرے والد نے کہا آپ موسم گرما میں موٹے اور بھاری کپڑے پہنتے ہیں اور سردی میں ہلکے پھلکے دو کپڑوں میں نکلتے ہیں اور سردی کی پرواہ نہیں کرتے فرمانے لگے اے ابا لیلی کیا خیبر میں تو ہمارے ساتھ نہیں تھا میرا باپ کہنے لگا میں آپ کے ساتھ موجود تھا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ کو علم دیکر خیبر کے فتح کرنے کے لیے بھیجا اور وہ شکست کھا کر واپس ہو آئے پھر عمر رضی اللّٰہ عنہ کو بھیجا اور وہ بھی ہزیمت کھا کر لوٹ آئے حضرتؐ نے فرمایا البتہ ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو اللّٰہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے

اور اللہ اور اسکا رسول اس سے پیار کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں پھر حضرت نے مجھے بلوایا میں حضرت کی خدمت میں ایسے حال میں پہنچا کہ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں قریب تھا کہ مجھے کچھ نہ سوجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی کہ اسے میرے پروردگار اس سے گرمی اور سردی کی ایذ سے ہٹا رکھیو اسکے بعد مجھے گرمی اور سردی نے نہیں ستایا۔

جناب امیرؑ کی دس خصوصیتیں

عن عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ رھط فقالوا اما ان تقوم معنا واما ان تخلون بھؤلاء وھو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء فھو ینفض ثوبہ ویقول اف وتف یقعون فی الرجل لہ عشر وقعوا فی رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابعثن رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یخزیہ اللہ ابدا فاشرف من استشرف فقال این علی قیل ھو فی الرحا یطحن قال وما کان احدکم لیطحن من قبلہ فدعاہ وھو ارمد ما کان یبصر فنفث فی عینیہ ثم ھز الرایۃ ثلثا فدفعہا الیہ فجاء بصفیۃ بنت حیی وبعث ابا بکر بسورۃ التوبۃ وبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بہا الا رجل من اھل بیتی ھو منی وانا منہ ودعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین وعلیا وفاطمۃ فمد علیہم ثوبا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنہم الرجس وطھرھم تطھیرا وکان اول من اسلم من الناس بعد خدیجۃ ولبس ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھم یحسبون انہ نبی اللہ فجاء ابوبکر فقال یا نبی اللہ فقال علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ذھب نحو بیر میمون فاتبعہ فدخل معہ الغار فکان المشرکون یرمون علیا حتی اصبح وخرج بالناس فی غزوۃ تبوک فقال علی اخرج معک فقال لا فبکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انک لست بنبی ثم قال انت ولیی فی کل مؤمن من بعدی قال وسد ابواب المسجد غیر باب علی قال وکان یدخل المسجد وھو جنب وھو طریقہ ولیس لہ طریق غیرہ قال من کنت ولیہ فعلی ولیہ (اخرجہ احمد والنسائی وجریر الطبری وابو یعلی والحاکم والخوارزمی وابن عساکر وابن ابی یوسف الکنجی فی کفایۃ الطالب ومحب الطبری فی الریاض النضرۃ والسیوطی فی الجمع الجوامع) یحیی بن عوف اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو اور چاہو ان لوگوں سے خلوت میں بات سنو ان دنوں ابن عباسؓ درست تھے انکی آنکھیں نہیں گئی تھیں انہوں نے

نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اسکے ان کے ساتھ جا کر کچھ علیحدہ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کے آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اف اور تف ان لوگوں پر کرتے ہیں اور کہنے لگے یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دس باتیں دی ہیں اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے باب میں فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا کہ جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسکو دوست رکھتا ہے اللہ اس کو رسوا نہیں کریگا پس لوگوں نے اسکی طرف (یعنی علم کی طرف) جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں عرض کیا گیا وہ چکی پیستے ہیں اور کوئی شخص ان سے پیشتر علی نہیں پہنچتا تھا پس حضرتؐ نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھوں میں آشوب تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگایا اور تین مرتبہ علم کو جنبش دیکر علی کو دیدیا پس انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے آئے اور ایک مرتبہ حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ توبہ دیکر بھیجا اور بعد اسکے علی کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا پس انہوں نے وہ سورت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے لی اور حضرتؐ نے فرمایا اس سورت کو کوئی نہیں لیجا سکتا سوا اس شخص کے جو میرے اہل بیت میں سے ہو اور وہ میرا ہو اور میں اسکا ہوں اور ایک مرتبہ حضرتؐ نے حسنین اور علی اور فاطمہ کو بلا کر ان کے اوپر کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا خداوندا یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں تو ان سے نجاست دور کر اور ان کو پاک کر جو حق پاک کرنیکا ہے اور حضرت علی حضرت خدیجہ کے بعد سب سے اول اسلام لائے ہیں اور ہجرت کی رات کو حضرتؐ کے کپڑے پہن کر ان کے بچھونے پر سو رہے اور کفار یہ جانتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں بعد ازاں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت کو پکارا جناب امیرؑ نے جواب دیا نبی اللہ بیر میموں کی طرف گئے ہیں تم بھی آپ کے پیچھے چلے جاؤ پس وہ حضرتؐ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے اور مشرکین حضرت علی کو صبح تک پتھر مارا کیے اور آنحضرتؐ جب غزوہ تبوک میں لشکر لیچلے علی نے عرض کیا کہ میں بھی رکاب سعادت میں چلوں آپ نے فرمایا نہیں علی رونے لگے حضرتؐ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ میری طرف سے تم ایسے مرتبہ پر رہو کہ جس مرتبہ پر ہارون موسیٰ کی طرف سے تھے فقط اتنا فرق ہے کہ تم نبی نہیں ہو پھر فرمایا تم سب مومنین ہیں میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور حضرتؐ کے حکم سے علی کے دروازہ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کیے گئے اور علی بحالت جنب مسجد میں داخل ہوتے تھے وہی ان کا راستہ تھا اسکے سوا انکا دوسرا راستہ نہیں تھا اور فرمایا حضرتؐ نے جسکا کہ میں ولی ہوں اسکا علی ولی ہے۔

جناب امیرؑ میں حضرتؐ کے سبب سے ہیں ایسی خصوصیتیں تھیں جو حضرتؐ میں نہیں تھیں

عن ابی الحمراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اوتیت ثلثا لم یؤتہن احد ولا انا۔ اوتیت صہرا مثلی ولم اوت انا مثلی واوتیت زوجۃ صدیقۃ مثل ابنتی ولم اوت مثلہا زوجۃ واوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلہما ولکنکم منی وانا منکم (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والامام علی الرضا فی مسندہ) ابو الحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ تجھے تین ایسی باتیں دی گئی ہیں کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں۔ اور مجھے بھی نہیں دی گئیں۔ تجھے مجھ سے خسر دیا گیا ہے اور مجھے مجھ سا خسر نہیں دیا گیا تجھے میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی ہے اور مجھے ویسی زوجہ نہیں ملی۔ اور حسن اور حسین جیسے بیٹے تیری پشت سے تجھے دیے گئے ہیں کہ میری پشت سے مجھے ویسے نہیں دیے گئے۔ لیکن تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

جناب امیر کی چار خصوصیتیں

عن عباس رضی اللہ عنہ قال لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صلی اللہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ و ھو الذی غسلہ وادخلہ فی قبرہ (اخرجہ احمد وابو عمر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ کسی کی نہیں ہیں وہ سب عربی و عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ وہ ہیں کہ حضرتؐ کے تمام جہادوں میں حضرتؐ کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ وہ ہیں کہ جس روز کہ حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے اور وہ حضرتؐ کے ساتھ صبر کیے ہوئے احد کے مقام میں ڈٹے رہے اور وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا

٦

جناب امیرؑ کی پانچ خصوصیتیں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا ھو احب الی من الدنیا وما فیہا۔ واما واحدۃ فھو تکائی بین یدی اللہ عزوجل حتی افرغ من الحساب۔ واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ ادم من ولدہ تحتہ واما الثالثۃ فواقف علی عقر حوضی لیسقی من عرفہ من

امتی واما الرابعة فما تزعودتی ومسلمی الی ربی عزوجل واما الخامسة فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرا بعد ایمان (اخرجہ احمد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ میرے نزدیک وہ دنیا ومافیہا سے بہت محبوب ہیں اول یہ کہ قیامت کے روز وہ میرا تکیہ ہوگا جبتک کہ میں حساب سے فارغ ہوجاؤں دوئم لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے علم کے نیچے ہونگے سو وہ میرے حوض پر۔ دوئم لواء الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے علم کے نیچے ہونگے سوئم وہ میرے حوض کے اوپر کھڑا ہوگا جسکو میری امت سے پہچانیگا اسکو پلائیگا چہارم میرے مرنیکے بعد میرا پردہ دار ہوگا اور مجھے میرے پروردگار کے سپرد کریگا۔ پنجم مجھے اس کی نسبت یہ خوف نہیں ہے کہ وہ پارسا ہونیکے بعد زنا کا مرتکب ہو اور ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو۔

آنحضرت کا جناب امیرؑ سے ایسے ستر عہد کئے جو کسی سے نہیں کیے

عن ابن عباس قال کنا نتحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عهد الی علی سبعین عهدا لم یعهد الی غیرہ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیة) ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ سے ستر عہد ایسے کیے ہیں جو ان کے سوا دوسرے سے نہیں کیے۔

جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں جو کسی میں نہیں تھیں

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمانی عشرۃ منقبة ما کانت لاحد من هذہ الامة (اخرجہ الطبرانی وابن حجر فی الصواعق المحرقة) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں جو اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں۔

(ختم شد)

۷۸۶

ارجح المطالب

(سوانح حیات)

حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ

مصنفہ

مولانا عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری

مکتبہ رضویہ
شاہ عالمی۔ لاہور